صوبائی اسمبلی پنجاب
مباحثات

22 جون 1976ء
(23 ۔ جادی الثانی 1396ھ)

جلد 18 ۔ شمارہ 16

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی
پنجاب

مندرجات

(منگل ۔ 23 جون 1976ء)

	صفحہ
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ - - -	1407
نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے - -	1407
پنجاب کا میزانیہ بابت سال 77-1976 - - -	1434
(بحیثیت مجموعی عام بحث) جاری - - - -	
مسئلہ استحقاق—	
اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ بابت سال 1975ء کا پیش نہ کیا جانا	1529
شام کی نشست	
پنجاب کا میزانیہ بابت سال 77-1976ء - - -	1535
(بحیثیت مجموعی عام بحث) جاری	

قیمت : 1.00

صوبائی اسمبلی پنجاب

چھٹی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اٹھارھواں اجلاس

منگل ۔ 22 جون 1976ء

(سہ شنبہ ۔ 23 جمادی الثانی 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ۚ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ
ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ
اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝
هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى
الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

پ ۔ ص ۳ ——— رکوع ۸ ۔ آیات ۶۱ تا ۱۶۴

اور یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ کوئی پیغمبر خیانت کریں ۔ اور خیانت کرنے والوں کو قیامت کے دن خیانت کی بُری چیز (اللہ کے حضور) حاضر کرنی ہو گی ۔ پھر ہر شخص کو اس کے کاموں کا پُورا پُورا بدلا دیا جائے گا ۔ اور (ذرا بھی) بے انصافی نہیں کی جائے گی ۔ بھلا جو شخص اللہ کی خوشنودی کا تابع ہو وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو اللہ کی ناخوشی میں گرفتار ہو ۔ اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے ۔ اور وہ بُری جگہ ہے ۔ ان لوگوں کے اللہ کے یہاں مختلف درجے ہیں ۔ اور اللہ ان کے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے ۔

اللہ نے ایمان والوں پر بڑا احسان کیا ہے ۔ کہ ان میں ان ہی میں سے ایک رسُول بھیجا جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتا اور ان کو پاک کرتا ۔ نیز اللہ کی کتاب اور دانائی سکھاتا ہے ۔ اور پہلے تو لوگ صریح گمراہی میں تھے ۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

مسٹر سپیکر : جن فاضل اراکین نے ابھی بجٹ کی تقریر میں حصہ لینا ہے ۔ وہ اگر اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہو جائیں تو میں ان کے نام نوٹ کر لوں ۔

(اس موقعہ پر جناب سیکرٹری صاحب نے ان حضرات کے نام نوٹ کئے) ۔

مسٹر سپیکر : اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے علاوہ اور کوئی فاضل رکن جنرل بحث میں حصہ لینے کے لئے تیار نہیں ہے ۔ یہ سب نام لکھ لئے گئے ہیں ۔ اور باقی حضرات کے لئے اگر وقت ہوا تو ان کو موقعہ دیا جائے گا ۔ اس وقت 9 فاضل ممبران کے نام لکھے گئے ہیں اور پہلے سے میرے پاس 7 فاضل اراکین حزب اختلاف کے نام موجود ہیں ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ 9 اور 7 اور اس میں 5 وزراء صاحبان کا نام شامل کریں ۔ یہ تمام مل کر 21 ہو گئے ہیں ۔ اس سے ظاہر ہے کہ آج شام کا اجلاس بلانے کی ضرورت نہیں ہوگی ۔ یہ بڑے ظلم کی بات ہے کہ ان فاضل اراکین کے لئے جو تشریف نہیں لاتے ہیں شام کا اجلاس کرنا پڑتا ہے اور پھر انہیں بھولنا پڑتا ہے ۔ اگر انہیں کوئی واقعی دلچسپی ہے اور بحث میں حصہ لینا چاہیں اور تقریر کرنا چاہیں تو وہ ضرور تشریف لائیں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! کی صوابدید پر ہے ۔ میرے خیال میں درست تجویز ہے ۔ جناب والا ! میں سوالات کے جوابات ایوان کو میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دئے گئے ۔

ضلع گجرات میں سرکاری اراضی کی نیلامی میں دھاندلی

*4825 ۔ چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) 74 ۔ 1973ء میں ضلع گجرات میں کل کتنی سرکاری اراضی نیلام ہوئی ۔ نام گاؤں ۔ تعداد رقبہ ۔ قسم رقبہ ۔ سرکاری نیلامی کی قیمت فی ایکڑ کیا تھی اور اس سے کتنی رقم وصول ہوئی ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری اراضی کی نیلامی میں دھاندلی ہوئی اور سستے بھاؤ یہ اراضی فروخت کی گئی ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا وزیر موصوف ضلع گجرات میں نیلام شدہ اراضی کے سلسلہ میں دھاندلی کی تحقیقات کرانے کو تیار ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) ضلع گجرات میں 74 ۔ 1973ء میں کوئی سرکاری اراضی نیلام نہیں ہوئی ۔

(ب) جزو (الف) کی بناء پر دھاندلی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

(ج) جزو (الف) و (ب) کی بناء پر تحقیقات کروانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

سب ڈویژنل مجسٹریٹ منڈی بہاؤ الدین کے لئے عملہ کی تقرری

*4832 ۔ چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سب ڈویژنل مجسٹریٹ منڈی بہاؤالدین کے لئے حسب ذیل دفتری عملہ 1970ء میں منظور ہوا تھا :۔

(1) ہیڈ کلرک ۔ 1

(2) اسسٹنٹ ہیڈ کلرک ۔ 1

(3) ریڈر ۔ 1

(4) فوجداری کا اہلمد ۔ 1

(5) مال مقدمات کا اہلمد ۔ 1

(6) سمری مقدمات کا اہلمد ۔ 1

(7) اردلی ۔ 1

(8) خلاصی ۔ 1

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جزو (الف) بالا میں درج منظور شدہ سٹاف میں سے صرف ایک ریڈر ۔ ایک اہلمد اور ایک سٹینو اس وقت کام کر رہے ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سب ڈویژن پھالیہ (منڈی بہاؤالدین) میں ریونیو اور انتظامیہ کا اور عدالتی کام بہت زیادہ ہے اور عملہ کی کمی کی وجہ سے دفتری کام خاطر خواہ طریق سے نہیں چل رہا جس کی وجہ سے عوام سخت پریشان ہیں ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا وزیر موصوف فی الفور حکم دینے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو اس پر کب تک عمل درآمد ہو گا اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) جی نہیں ۔ سب ڈویژن مجسٹریٹ منڈی بہاؤالدین کے لئے مندرجہ ذیل عملہ منظور ہوا تھا :۔

(1) ریڈر (سینئر کلرک) ۔ 1

(2) سٹینو ٹائپسٹ 1

(3) اہلمد (جونیئر کلرک) 1

(4) اردلی ۔ 1

(ب) یہ درست ہے کہ مندرجہ بالا عملہ عدالت سب ڈویژنل مجسٹریٹ میں کام کر رہا تھا ۔ بعد میں منڈی بہاؤالدین میں اسسٹنٹ کمشنر آفس کے وجود میں آنے پر مندرجہ ذیل زائد عملہ دیا گیا ہے ۔

(1) جونیئر کلرک ۔ 3

(2) چوکیدار ۔ 1

(ج) یہ درست ہے کہ منڈی بہاؤالدین سب ڈویژن میں کام زیادہ تھا لیکن بعد میں وہاں دفتر اسسٹنٹ کمشنر قائم ہونے پر زائد عملہ دے دیا گیا تھا ۔ جس کی وجہ سے دفتری کام تسلی بخش طریقہ پر ہو رہا ہے ۔

(د) جزو (الف) تا (ج) کے مد نظر مزید کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں ۔

مالیہ کی وصولی

*6753 ۔ چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں مالیہ کی کافی رقم بہت عرصہ سے مالکان اراضی کے ذمہ بقایاجات کی شکل میں واجب الادا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو 25 ہزار روپے سے زائد رقم کتنے عرصہ سے کس کس شخص کے ذمہ ہے اور اب تک اس رقم کی وصولی نہ کرنے کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : متعلقہ کوائف تا حال موصول نہیں ہوئے ۔

ضلع ملتان میں جعلی اسٹامپ کی فروخت

*6840 ۔ چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ ضلع ملتان میں ایک گروہ جوڈیشل اور نان جوڈیشل جعلی اسٹامپ فروخت کر کے لاکھوں روپیہ کا کاروبار کر رہا ہے ۔

(ب) گذشتہ 5 سال کے دوران کل کتنی رقم کے جوڈیشل اور نان جوڈیشل اسٹامپ ضلع ملتان کے اسٹامپ فروشوں کو

سپلائی کئے گئے اور انہوں نے کل کتنی رقم کے اسٹامپ فروخت کئے - ہر سال کی علیحدہ تفصیل بتائی جائے۔

(ج) آج کل اسٹامپ فروشوں کی طرف سے لائسنسوں کی فروخت کی چیکنگ کا کیا طریق کار ہے -

(د) کیا لائسنسوں پر نمبر شمار لگانے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) کسی ایسے منظم گروہ کی کا حال کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی البتہ ستمبر 1975ء میں اسپکٹر اسٹامپ کی پڑتال کے دوران دفتر تحصیل ملتان و تلول ایجنسی ملتان اور دفتر آبکاری ملتان سے کل (13) تیرہ عدد ایسی درخواستیں نوٹس میں آئیں جن پر جعلی ٹکٹ چسپاں ہونے کا شبہ تھا یہ درخواستیں اسٹامپ کنٹرولر کراچی کو تجزیہ کے لئے بھیجی گئیں - اسٹامپ کنٹرولر نے رپورٹ دی کہ ان تیرہ (13) درخواستوں پر بیشتر پر جعلی اسٹامپ چسپاں کئے گئے تھے - ڈپٹی کمشنر ملتان نے تحریر کیا ہے کہ اس سلسلہ میں پولیس نے کیس درج کر لیا ہے اور تفتیش جاری ہے -

(ب) پچھلے پانچ سال کے دوران ضلع ملتان کے اسٹامپ فروشوں کو مندرجہ ذیل مالیت کے جوڈیشل اور نان جوڈیشل اسٹامپ مہیا کئے گئے اور اتنی مالیت ہی کے اسٹامپ فروخت ہوئے -

سال	جوڈیشل	نان جوڈیشل
71 ـ 1970ء	پانچ لاکھ تیرہ ہزار دو سو (513200)	نو لاکھ پچاسی ہزار چار سو (985400)
72 ـ 1971ء	چھ لاکھ آٹھ ہزار (608000)	آٹھ لاکھ بیس ہزار تین سو (820300)

73 ـ 1972ء	سات لاکھ گیارہ ہزار آٹھ سو (711800)	دس لاکھ پچاس ہزار تین سو (1050300)
74 ـ 1973ء	گیارہ لاکھ تیس ہزار (1130000)	دس لاکھ ستر ہزار چھ سو (1070600)
75 ـ 1974ء	بارہ لاکھ چودہ ہزار آٹھ سو (1214800)	چودہ لاکھ اٹھانوے ہزار چار سو (1498400)

(ج) پنجاب اسٹامپ قواعد سال 1934ء کے قاعدہ نمبر 35 کے نوٹ کے مطابق تحصیلوں میں تحصیلدار اور نائب تحصیلدار اسٹامپ فروشوں کی کار کردگی کی عام جانچ پڑتال کرتے ہیں ۔ ان کے علاوہ ایکسائز انسپکٹر اور سب انسپکٹروں کو بھی ہدایت ہے کہ وہ کم از کم ہر سہ ماہی میں اسٹامپ فروشوں کے رجسٹروں اور ان کے حسابات کا معائنہ اور پڑتال کریں اور کلکٹر کو اس کے متعلق رپورٹ کریں ۔ نیز بورڈ آف ریولیو کے انسپکٹر اسٹامپ بھی اپنے اپنے حلقہ میں دورہ کے دوران اسٹامپ فروشوں کے رجسٹر اور حسابات کی پڑتال کرتے ہیں اور مناسب کارروائی کے لئے کلکٹر کو اطلاع دینے کے پابند ہیں ۔

(د) جی ہاں ۔ اس کے متعلق ایک تجویز کنٹرولر آف اسٹامپ کراچی کو پہلے ہی بھجوائی جا چکی ہے ۔

نائب تحصیلداروں کی بھرتی

*7197 ـ ملک چد اعظم : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ پنجاب میں مورخہ یکم جنوری 1972ء تا 31 دسمبر 1974ء کتنے نائب تحصیلدار بھرتی کئے گئے ۔ ان کے نام اور تعلیمی قابلیت بتائی جائے ۔

(ب) کیا ان کی بھرتی سے قبل آسامیوں کی اخبارات میں مشتہری کی گئی تھی۔

(ج) سرگودھا ڈویژن میں متذکرہ مدت کے درمیان کتنے تحصیلدار بھرتی ہوئے۔ ضلع وار فہرست بتائی جائے؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) یکم جنوری 1972ء سے 31 ۔ دسمبر 1974ء تک صوبہ میں نائب تحصیلداران کی بھرتی قسمت وار مندرجہ ذیل ہے :-

---

قسمت بہاولپور

سال بمعہ تاریخ	نام امیدوار	تعلیمی قابلیت
30 . 3 . 72	رفیق احمد سیال	بی ۔ اے ۔ ایل ایل بی
	قسمت ملتان	
7 . 11 . 72	در بھ	ایم ۔ اے

قسمت ہائے سرگودھا ۔ لاہور ۔ راولپنڈی

مدت مذکورہ میں ان قسمتوں میں کوئی نائب تحصیلدار بھرتی نہیں کیا گیا۔

(ب) مدت مذکورہ میں کمشنر بہاولپور نے اے "A" کلاس یعنی براہ راست نائب تحصیلداران کی بھرتی کے لئے آسامیاں مشتہر کی تھیں۔

(ج) مدت مذکورہ میں قسمت سرگودھا میں کوئی نائب تحصیلدار بھرتی نہیں کیا گیا۔

رقم کی ادائیگی میں تاخیر

*7368 ۔ ملک محمد اعظم : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ملک عبدالمجید ولد میجر ملک سانول خان ساکن چک نمبر 78 شمالی تحصیل و ضلع سرگودھا کی ملکیتی اراضی ملٹری اسٹیٹ آفیسر نے ہوائی اڈے کے سلسلہ میں (جون 1972ء 62 کنال ۔ 1973ء میں 26 کنال ۔ 1974ء 4½ کنال) حاصل کی جس میں فصلیں و مکانات بھی تھے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مرکزی حکومت کی وزارت دفاع نے صوبائی حکومت کو مذکورہ اراضیات کے معاوضہ ادا کرنے کے اختیارات دے دئے ہیں اور معاوضے کی رقم بھی صوبائی حکومت کو منتقل کی جا چکی ہے ۔

(ج) اگر جزو الف و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ رقم کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ کیا ہے اور رقم کب تک مذکورہ مالک اراضی کو ادا کر دی جائے گی ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) چونکہ زر معاوضہ اراضی باہمی گفت و شنید سے فریقین میں طے نہیں ہاسکا ۔ اس لئے مرکزی حکومت سے ثالث مقرر کرنے کی درخواست کی گئی جس نے 13 مارچ 1976ء کو ثالث مقرر کر دیا ہے ۔ جس نے معاوضہ کی ادائیگی کے لئے ایوارڈ سنانے کی تاریخ 5 جولائی 1976ء مقرر کر دی ہے ۔ فصلات وغیرہ کے زر معاوضہ پر فریقین میں مورخہ 24 ۔ مئی 1975ء کو مبلغ 10246.25 روپے کی رقم پر سمجھوتہ ہو گیا تھا ۔ اس لئے اس کی ادائیگی کے لئے 5 جون 1976ء کو ایوارڈ کا اعلان کر دیا گیا تھا ۔

———

صوبہ پنجاب میں سرکاری اراضی کی تقسیم

*7594 ۔ میاں منظور احمد موہل : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ پنجاب میں سرکاری زمین کتنی ہے اور اس میں سے کتنی قابل کاشت اور کتنی غیر قابل کاشت ہے ۔ ضلع وار تفصیل بتائی جائے ۔

(ب) کیا حکومت پنجاب اس سرکاری زمین کو بے زمین کاشتکاروں میں تقسیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کن شرائط پر ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف و ب) مطلوبہ کوائف متعلقہ اضلاع سے طلب کئے ہیں ۔ مکمل رپورٹ موصول ہونے پر جواب پیش کیا جائے گا ۔

صوبہ پنجاب میں مالکان اراضی کی تعداد

7595 ۔ میاں منظور احمد موہل : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ پنجاب میں کل کتنے مالکان اراضی ہیں اور ان کے پاس کل کتنی زمین ہے ۔

(ب) کسی ایک مالک کے پاس زیادہ سے زیادہ کس قدر زمین ہے اور کم از کم کس قدر زمین ہے ۔

(ج) (1) صوبہ میں 10 مربع یا اس سے زائد زمین رکھنے والے مالکان اراضی کی تعداد ۔

(2) 4 مربع تا 10 مربع زمین رکھنے والے مالکان اراضی کی تعداد ۔

(3) 2 مربع تا 4 مربع زمین رکھنے والے مالکان اراضی کی تعداد ۔

(4) 1 مربع تا 2 مربع زمین رکھنے والے مالکان اراضی کی تعداد ۔

(5) $12\frac{1}{2}$ ایکڑ تا 1 مربع زمین رکھنے والے مالکان اراضی کی تعداد ۔

(6) $6\frac{1}{4}$ ایکڑ تا $12\frac{1}{2}$ ایکڑ زمین رکھنے والے مالکان اراضی کی تعداد ۔

(7) 1 ایکڑ تا $6\frac{1}{2}$ ایکڑ زمین رکھنے والے مالکان اراضی کی تعداد ۔

(8) 1 ایکڑ سے کم اراضی رکھنے والے مالکان اراضی کی تعداد علیحدہ علیحدہ بتائی جائے ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) صوبہ پنجاب میں کل (7494348) مالکان اراضی ہیں ۔ اور ان کے پاس کل رقبہ تعدادی ۔ (38374972) ایکڑ ہے ۔

(ب) کسی ایک مالک کے پاس زیادہ سے زیادہ زمین تعدادی 945 ایکڑ ہے اور کم از کم رقبہ تعدادی ایک مرلہ ہے ۔

(ج) (1) صوبہ میں 10 مربع یا اس سے زائد رقبہ رکھنے والے مالکان کی تعداد 4024 ۔

(2) صوبہ میں 4 مربع یا 10 مربع رقبہ رکھنے والے مالکان کی تعداد 24666 ۔

(3) صوبہ میں 2 مربع تا 4 مربع رقبہ رکھنے والے مالکان کی تعداد 64769 ۔

(4) صوبہ میں 1 مربع تا 2 مربع رقبہ رکھنے والے مالکان کی تعداد 194261 ۔

(5) صوبہ میں $12\frac{1}{2}$ ایکڑ تا 1 مربع رقبہ رکھنے والے مالکان کی تعداد 655610 ۔

(6) صوبہ میں $6\frac{1}{4}$ ایکڑ تا $12\frac{1}{2}$ ایکڑ رقبہ رکھنے والے مالکان کی تعداد 1325326 ۔

(7) صوبہ میں 1 ایکڑ تا $6\frac{1}{2}$ ایکڑ رقبہ رکھنے والے مالکان کی تعداد 2833285 ۔

(8) صوبہ میں 1 ایکڑ سے کم اراضی رکھنے والے مالکان کی تعداد 2392407 ۔

خسرہ گرداوری کی نقول کی فراہمی

*7769 ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مال کے تمام ریکارڈ کی نقول تحصیل و ضلع کے صدر دفتر میں موجودہ ہوتی ہیں ۔ مگر خسرہ گرداوری کی نقول پٹواریوں کے سوا کسی دفتر میں نہیں ہوتیں ۔

(ب) کیا وزیر موصوف کے علم میں ہے کہ خسرہ گرداوری پٹواریوں کے پاس ہونے کی وجہ سے پٹواری ماضی کے اندراجات میں رد و بدل کرکے حقائق کو مسخ کر دیتے ہیں اس طرح مالکان اراضی و مزارعان میں مقدمہ بازی بڑھ جاتی ہے اور پٹواریوں کو من مانی کرنے کا موقع ملتا ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت محکمہ مال کے دیگر ریکارڈ کی طرح خسرہ گرداوری کی نقول بھی تحصیل اور صدر دفاتر میں مہیا کرنے کے بارے میں مناسب اقدامات کرے گی ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : محکمہ مال میں ریکارڈ (امسلہ حقیقت/ امسلہ معیادی) کی دو پڑت تیار کی جاتی ہیں جس کی ایک پڑت پٹواری کے پاس رہتی ہے اور دوسری پڑت ضلعی محافظ خانہ میں محفوظ رکھی جاتی ہے۔ یہ درست ہے کہ خسرہ گرداوری پٹواری کے سوا اور کسی کے پاس نہیں ہوتا۔

(ب) یہ درست ہے کہ رجسٹر گرداوری کی صرف ایک پڑت تیار ہوتی ہے جو پٹواری کے پاس رہتی ہے تاہم اس میں رد و بدل کے امکانات ہیں۔ البتہ پڑتال کے دوران اس قسم کے رد و بدل کی تصحیح کی جا سکتی ہے۔

(ج) جی ہاں۔ یہ معاملہ حکومت پنجاب کے زیر غور ہے۔

سب تحصیل جلالپور پیر والا (ضلع ملتان) میں سیلابی اور نہری رقبہ

*7771۔ دیوان سید غلام عباس بخاری : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سب تحصیل جلالپور پیر والا (ضلع ملتان) کتنے رقبے پر مشتمل ہے۔ مذکورہ رقبہ میں سے کتنا سیلابی ہے اور کتنا نہری۔

(ب) نہری رقبہ میں سے کتنا آباد ہے اور کتنا غیر آباد۔ غیر آباد رقبہ کو آباد نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں اور کیا حکومت اس بارے میں کوئی اقدامات کرے گی؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) :

(الف) سب تحصیل جلالپور پیروالا کا کل رقبہ۔ 2,92,487 ایکڑ ہے۔ (دو لاکھ بانوے ہزار چار سو ستاسی ایکڑ)۔

سب تحصیل جلالپور پیروالا کا کل سیلابی رقبہ۔ 17,428 ایکڑ ہے۔ (سترہ ہزار چار سو اٹھائیس ایکڑ)۔

سب تحصیل جلالپور پیروالا کا کل نہری رقبہ ۔	1,85,059 ایکڑ ہے ۔ (ایک لاکھ پچاس ہزار پانسٹھ ایکڑ) ۔
(ب) سب تحصیل جلالپور پیروالا کا نہری آباد رقبہ ۔	1,41,654 ایکڑ ہے ۔ (ایک لاکھ اکتالیس ہزار چھ سو چون ایکڑ) ۔
سب تحصیل جلالپور پیروالا کا نہری غیر آباد رقبہ ۔	43,405 ایکڑ ہے ۔ (پینتالیس ہزار چار سو پانچ ایکڑ) ۔

غیر آباد رقبہ کو آباد نہ کرنے کی وجوہات یہ ہیں کہ ایم سلسلہ والے چکوک کی زمین کی نچلی سطح کا پانی کڑوا ہے ۔ جس کی وجہ سے وہاں ٹیوب ویل کامیاب نہیں ہیں ۔ نیز مذکورہ چکوک میں نہری پانی ایک فصلہ ششماہی ہے ۔ اس لئے غیر آباد رقبہ کو آباد کرنے میں مشکلات حائل ہیں ۔ تاہم ترجیحاً ڈیم سے مزید پانی ملنے کے بعد ان چکوک کے غیر آباد رقبے کو آباد کرنے میں کافی حد تک مدد ملے گی ۔

نمبرداری کے عوض سرکاری رقبہ کی الاٹمنٹ

*8123 ۔ چوہدری عبدالغنی ۔ کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 77 ۔ آر ۔ بی تحصیل جڑانوالہ ضلع لائلپور کے نمبردار فتح علی (متوفی) کو نمبرداری کے عوض جو سرکاری رقبہ الاٹ ہوا تھا ۔ وہ ضبط ہو کر لینڈ شیڈول میں شامل کر دیا گیا ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سلسلہ میں مذکورہ نمبردار کے لڑکے بشیر احمد نے اسسٹنٹ کمشنر جڑانوالہ کو مذکورہ رقبہ کا حکم امتناعی پیش کیا اور انہوں نے اسے پٹہ پر دینے سے انکار کر دیا ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ رقبہ مذکورہ پر اسی چک کے دوسرے فریق نے ناجائز کاشت شروع کر دی ہے ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ رقبہ کو پٹہ پر دینے کی وجوہ کیا ہیں اور کیا حکومت ناجائز قابضین کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) درست ہے ۔

(ب) درست ہے ۔ فتح علی نمبردار چک نمبر 77 ۔ آر ۔ بی ۔ تحصیل جڑانوالہ نے رقبہ تقسیم شدہ زیر سکیم گائے پال کی میعاد ختم ہونے پر ہائی کورٹ میں رٹ دائر کر کے حکم امتناعی حاصل کر رکھا تھا ۔ فتح علی نمبردار کے فوت ہونے کے بعد اس کا پسر بشیر احمد نمبردار مقرر ہوا ۔ بشیر احمد بمعہ دیگر وارثان ہائی کورٹ میں درخواست دائر کر کے رٹ مذکورہ بالا میں مدعی قائم ہوا ۔ حکم امتناعی بدستور جاری ہے ۔ اس لئے رقبہ لینڈر پر تقسیم نہیں ہوا ۔

(ج) یہ درست نہیں ہے نمبردار بذریعہ مزارعہ کاشت کرتا ہے ۔

(د) چونکہ نمبرداری رقبہ کے متعلق بورڈ آف ریولیو اور ہائی کورٹ سے حکم امتناعی جاری ہے ۔ اس لئے تاحکم ثانی یا فیصلہ نمبرداری متوفی کے وارثان کے قبضہ میں رہے گا ۔ اگر رٹ کا فیصلہ ان کے خلاف ہو گیا تو ان کے خلاف تاوان ناجائز کاشت تشخیص ہوگا ۔ فی الحال ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جا رہی ہے ۔ کیونکہ عدالت عالیہ سے حکم امتناعی جاری ہے ۔ کسی نے ناجائز کاشت نہ کی ہے بلکہ فتح علی نمبردار کے وارثان بذریعہ مزارعان قابض ہیں ۔

سیلاب زدہ علاقوں میں مویشیوں کی ہلاکت

*8148 ۔ ملک ثناء اللہ خان : کیا وزیرمال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) گذشتہ سال صوبہ پنجاب میں سیلاب زدہ علاقوں میں کتنے مویشی ہلاک ہوئے ضلع وار تفصیل بتائی جائے۔

(ب) 1975ء کے سیلاب کے دوران ضلع سیالکوٹ کے علاقہ بجوات میں کل کتنے مویشی ہلاک ہوئے اور ان کی تعداد اور مالکان کے نام و پتے بتائے جائیں۔ نیز بتایا جائے کہ آیا ان مویشیوں کے مالکان کو کوئی معاوضہ دیا گیا۔ اگر ایسا ہے تو کتنا کتنا؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود): (الف) محکمہ حیوانات کی رپورٹ کے مطابق صوبہ میں کل 888 مویشی یا تو ہلاک ہوئے یا لا پتہ ہوئے اور یا بیماری سے مر گئے۔ تفصیلات ضلع وار حسب ذیل ہے۔

ضلع	تعداد مویشیاں جو یا تو لاپتہ ہوئے یا ہلاک ہوئے/ بہہ گئے	تعداد مویشیاں جو بیماری سے مر گئے
1۔ لاہور	4	×
2۔ شیخوپورہ	500	10
3۔ سیالکوٹ	222	27
4۔ گوجرانوالہ	5	64
5۔ ڈیرہ غازی خان	50	×
6۔ مظفر گڑھ	×	9
	781	107

[کل تعداد = 781 + 107 = 888]

دوسرے اضلاع میں مویشیوں کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔

(ب) 1975ء کے سیلاب کے دوران ضلع سیالکوٹ کے علاقہ بجوات میں صرف دو مویشی ہلاک ہوئے۔ ان کے مالکان کے نام و پتے درج ہیں۔

1۔ محمد شفیع ولد کرم بخش ۔ موضع اکرام آباد ۔ پوسٹ آفس بڑالو (بھینس) ۔

2۔ برکت علی ولد رحیم بخش ۔ بارہ دری (بھجڑا) ۔

مذکورہ بالا مالکان کو کوئی معاوضہ نہیں دیا گیا ۔

مسٹر صلاح الدین سنبل نائب تحصیلدار سرگودھا کی ترقی

*8179 ۔ ملک خالق داد خان پنڈیال : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مسٹر صلاح الدین سنبل نائب تحصیلدار سرگودھا کو ملازمت میں جونیئر ہونے کے باوجود تحصیلدار کے عہدے پر ترقی دے دی گئی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ نائب تحصیلدار کئی مرتبہ بد دیانتی کے مرتکب ہوئے لیکن ان کے خلاف صرف اس وجہ سے کارروائی نہ کی گئی کہ وہ ایک کمشنر اور ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس کے قریبی رشتہ دار تھے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا وزیر موصوف اس بارے میں تحقیقات کر کے مذکورہ نائب تحصیلدار کو ناجائز ترقی دینے والے افراد کے خلاف کوئی کارروائی کریں گے ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) یہ درست ہے کہ مسٹر صلاح الدین سنبل کو اگست 1975ء میں اہلیت کی بنا پر ایڈہاک بنیاد پر ترقی دے کر تحصیلدار بنا دیا گیا تھا ۔ یہ بھی درست ہے کہ مسٹر صلاح الدین سنبل سے پہلے سینئر کئی نائب تحصیلداروں کی اس وقت ترقی نہیں دی گئی چونکہ وہ اس کے اہل نہیں پائے گئے ۔

(ب) یہ درست نہ ہے ۔ جب کبھی بھی مسٹر صلاح الدین سنبل کے خلاف کوئی شکایت موصول ہوئی تو مروجہ قانون کے مطابق

اس کے خلاف باقاعدہ کارروائی کی گئی ۔ لیکن ان کو تا حال کسی ایسی بے ضابطگی کا مرتکب نہیں پایا گیا جو ان کی ترقی میں حائل ہو سکے ۔

(ج) مسٹر صلاح الدین سنبل کو کبھی ناجائز ترقی نہیں دی گئی ۔ اس لئے کسی اہل کار کے خلاف کارروائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

موضع خانانوالی میں دیہہ شاملات کے رقبہ کی الاٹمنٹ

*8207 ۔ چوہدری غلام احمد باجوہ : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) موضع خانانوالی تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ میں دیہہ شاملات کا رقبہ کتنا تھا ۔

(ب) 1975ء میں مذکورہ موضع کے اشتمال کے دوران رقبہ دیہہ شاملات کن کن حصہ داران کو کتنی کتنی تعداد میں الاٹ کیا گیا ۔ ہر حصہ دار کو جس قدر رقبہ الاٹ ہوا اس کی تفصیل بتائی جائے۔

(ج) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ مذکورہ موضع کے مسمی محمد حسین ، محمد شریف پسران فضل داد ، ماسٹر محمد طفیل ولد فیروز دین اور منظور احمد وغیر پسران رحمت خان کو ان کے اصل حصہ سے وافر رقبہ دیہہ شاملات میں سے الاٹ کیا گیا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو انہیں ان کے حق سے زیادہ رقبہ الاٹ کرنے کی کیا وجوہ ہیں ۔ اور کیا حکومت اس معاملے کی چھان بین کرنے کو تیار ہے ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) مطابق کھیوٹ نمبر 192 ، کھتونی موقع بندوبست شاملات دیہہ کی ملکیت 238 ۔ کنال 6 ۔ مرلے ہے ۔

(ب) دوران اشتمال سال 1975ء رقبہ شاملات دیہہ کسی حقدار کو

تقسیم نہیں کیا گیا ہے ۔ سابق صورت کے مطابق ہی رقبہ شاملات دیہہ قائم کیا گیا ہے ۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

سابقہ رقبہ شاملات دیہہ مطابق کھتونی موقع بندوبست کھیوٹ نمبر 192 قبل از اشتمال			حال رقبہ مطابق کھتونی موقع اشتمال شاملات دیہہ بعد از اشتمال		
مرلے	کنال		مرلہ	کنال	
6	238	ہے ۔	1	237	ہے

رقبہ ایک کنال 5 مرلے کی کمی بوجہ درجہ بندی ہوئی ہے ۔

(ج) محمد حسین ، محمد شریف پسران فضل داد ، ماسٹر محمد طفیل اور منظور احمد وغیرہ پسران رحمت خان کو ان کے اصل حصہ سے وافر رقبہ شاملات میں سے نہیں دیا گیا ۔ شاملات دیہہ کسی حقدار کو تقسیم نہیں کی گئی ہے بدستور رقبہ کھیوٹ شاملات دیہہ رکھا گیا ہے ۔

پٹواری عارف شاہ کے خلاف تحقیقات

*8208 ۔ چوہدری غلام احمد باجوہ : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ پٹواری عارف شاہ جس نے موضع خانانوالی تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کا 1975ء میں اشتمال کیا تھا ۔ رشوت کے الزام میں معطل ہو چکا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ پٹواری کے خلاف انکوائری کروائی گئی ہے ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) ۔ (الف) یہ درست ہے کہ منشی عارف حسین پٹواری نے موضع خانانوالی تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کا اشتمال کیا تھا پٹواری مذکور کو رشوت کے الزام میں نہیں بلکہ ریکارڈ وقت پر تیار نہ کرنے اور باوجود طلبی آفیسر اشتمال

سیالکوٹ کے روبرو حاضر نہ ہونے کی پاداش میں مورخہ 24 ۔ جنوری 1976ء کو معطل کیا گیا تھا ۔

(ب) پٹواری مذکور کے خلاف باقاعدہ چارج شیٹ مرتب ہو کر الکوالری آفیسر اشتمال نارووال کے سپرد ہو چکی ہے اور تحقیقات ہو رہی ہے ۔

اے ۔ سی منڈی بہاؤ الدین کی عدالت سے مسل کی گمشدگی

*8212 ۔ چوہدری لال خان : کیا وزیر مال نشان زدہ سوال نمبر 7936 کے جزو (ج) کے جواب کے حوالہ سے جو کہ ایوان میں 29 ۔ مارچ 1976ء کو دیا گیا تھا از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ مہربان وغیرہ بنام روشن ولد جیون قوم جٹ ساکن واسو تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کی اپیل متعلقہ انتقال نمبر 2769 کی مسل جو کہ اے ۔ سی منڈی بہاؤ الدین ضلع گجرات کی عدالت سے گم ہو گئی تھی کے متعلق آفیسر تحقیقات کی رپورٹ پر ڈپٹی کمشنر صاحب گجرات کب تک احکامات صادر فرمائیں گے ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) ۔ آفیسر تحقیقات کنندہ ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر (جنرل) گجرات کی تحقیقات سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ اجازت نظرثانی کی کی مسل دفتر قانون گو تحصیل پھالیہ ۔ میعاد مقررہ گزرنے کے بعد تلف کر دی لہذا یہ درست نہ ہے کہ مسل انتقال نمبر 2769 اے ۔ سی منڈی بہاؤ الدین گجرات کی عدالت سے گم ہو گئی تھی ۔ آفیسر تحقیقات کنندہ کی رپورٹ ملاحظہ کرنے کے بعد ڈپٹی کمشنر صاحب گجرات نے اے ۔ سی منڈی بہاؤ الدین کے نام احکام جاری کئے کہ غلط رپورٹ کرنے کی ذمہ داری متعین کریں ۔ تاکہ متعلقہ اہلکاران کے خلاف مناسب تادیبی کارروائی کی جا سکے ۔ مناسب کارروائی کرنے کے بعد یہ ثابت ہوا ہے کہ غلط رپورٹ کرنے کا ذمہ دار قریشی عبدالمنیف دفتر قانون گو پھالیہ تھا ۔ یہ اہلکار 1971ء میں ریٹائر ہو چکا ہے لہذا اب اہلکار مذکورہ کے خلاف محکمانہ کارروائی نہیں کی جا سکتی ۔ علاوہ ازیں انتقال مذکورہ بالا کے خلاف اپیل کا فیصلہ بھی مورخہ 12 ۔ اپریل 1976ء کو ہو چکا ہے ۔

قصبہ ست پڑا میں اشتمال اراضی

*8257 ۔ چوہدری محمد حنیف : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گاؤں ست پڑا تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کی اراضی کا اشتمال 1966ء میں کیا گیا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اشتمال کے بعد تقسیم شدہ اراضی کے علاوہ جو اراضی چھوٹے چھوٹے قطعات پر مشتمل تھی وہ درجہ سوم اور چہارم کے زمینداروں کو الاٹ کر دی گئی تھی ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب حکومت پنجاب نے مذکورہ اراضی سابقہ قابضین کو دینے کا فیصلہ کیا ہے اور فی یونٹ قیمت کا تعین کر کے اراضی لاجالز قابضین کو الاٹ کی جا رہی ہے ۔

(د) اگر جزو (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا وزیر موصوف اس امر کی تحقیقات فرمائیں گے ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف تا د) تحصیل ڈسکہ میں اس نام کا کوئی موضع نہیں ہے ۔

چشمہ بیراج کے متاثرین کو متبادل اراضی کی فراہمی

*8268 ۔ امیر عبداللہ خان روکڑی : کیا وزیر مال نشان زدہ سوال نمبر 4472 کے جواب کے حوالہ سے جو مورخہ 28 ۔ مئی 1974ء کو ایوان میں دیا گیا تھا ، از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چشمہ بیراج سکیم میں جو رقبہ حکومت نے حاصل کیا تھا اس رقبہ کے مالکان کو اس کا معاوضہ ادا ہو چکا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ نوٹیفیکیشن زیر دفعہ 6 قانون

حصول اراضی کے باوجود مذکورہ علاقہ کے مالکان کو نہ ہی معاوضہ دیا گیا ہے اور نہ ہی کوئی متبادل اراضی دی گئی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ تربیلا ڈیم کے متاثرین کو فوقیت دیکر متبادل اراضی پنجاب میں دی جا رہی ہے۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متاثرین چشمہ بیراج کو متبادل اراضی دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور مذکورہ رقبہ کس علاقہ میں دیا جائے گا؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) چشمہ بیراج سکیم کے سلسلہ میں قبل ازیں 90,432 ایکڑ رقبہ حصول ہوا۔ جس کا معاوضہ 5,90,64,6.6 روپے تشخیص ہوا۔ جس میں سے 5,61,34,461 روپے متاثرین کو ادا ہو چکا ہے۔ 29,30,175 روپے بوجہ اپیل و مقدمات دیوانی تا تصفیہ ادا نہ ہو سکا۔

(ب) واپڈا نے چشمہ بیراج سکیم کے سلسلہ میں مزید 7586 ایکڑ 3 کنال 11 مرلے کل 15 مواضعات سے حصول کرنا تجویز کیا۔ جن میں سے 11 مواضعات کے نوٹیفیکیشن زیر دفعہ 6۔ ایکٹ حصول اراضی جاری ہو چکے ہیں۔ دیگر مواضعات کے متعلق قسم اراضی کا تنازعہ ہے۔ جو سیٹلمنٹ آفیسر بھکر بطور کلکٹر کے زیر سماعت ہے جس کا ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا۔ فیصلہ ہونے پر متعلقہ مالکان اراضی کے ایوارڈ کا اعلان کیا جائے گا اور ان کو معاوضہ دیا جائے گا۔ جہاں تک متبادل رقبہ کا تعلق ہے متاثرین چشمہ بیراج کے لئے 1,34,408 ایکڑ رقبہ مخصوص کیا گیا ہے۔

(ج) تربیلا ڈیم کے متاثرین کو چشمہ بیراج کے متاثرین پر کوئی فوقیت نہیں دی گئی۔ بلکہ ان کے لئے علیحدہ رقبہ مخصوص کیا گیا۔

(د) چشمہ بیراج کے متاثرین کی آبادکاری کے لئے خوشاب تحصیل

کی 29 رکھوں اور میانوالی تحصیل کی 2 رکھوں میں مجموعی طور پر 1,34,408 ایکڑ رقبہ پہلے ہی مخصوص کیا جا چکا ہے ۔

موضع نوشہرہ ورکاں کو تحصیل کا درجہ دینا

*8297 ۔ حاجی پیر شفیق خان : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل حافظ آباد میں قصبہ نوشہرہ ورکاں کی آبادی بیس ہزار نفوس پر مشتمل ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ قصبہ میں دو غلہ منڈیاں ۔ 8 بنک ۔ 12 کارخانہ جات ۔ دو ہائی سکول ۔ پولیس سٹیشن اور دو ہسپتال کام کر رہے ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ قصبہ گوجرانوالہ سے کافی دور واقع ہے اور عوام کو مقدمات کے سلسلہ میں عدالتوں میں پیش ہونے کے لئے گوجرانوالہ آنا پڑتا ہے ۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ قصبہ تقریباً اسی (80) سال سے سب تحصیل کے طور پر قائم ہے ۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت مذکورہ قصبہ کو تحصیل کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اسے کب تحصیل کا درجہ دیا جائے گا ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) قصبہ نوشہرہ ورکاں تحصیل گوجرانوالہ میں واقع ہے ۔ البتہ یہ درست ہے کہ اس کی آبادی بیس ہزار نفوس پر مشتمل ہے ۔

(ب) یہ درست ہے کہ قصبہ مذکورہ میں 2 غلہ منڈیاں ۔ 2 ہائی سکول پولیس سٹیشن اور دو ہسپتال کام کر رہے ہیں ۔ البتہ بنکوں کی تعداد 4 اور کارخانہ جات کی تعداد 14 ہے ۔

(ج) قصبہ نوشہرہ ورکاں گوجرانوالہ سے 18 میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور عوام کو مقدمات کے سلسلہ میں عدالتوں میں پیش ہونے کے لئے گوجرانوالہ آنا پڑتا ہے۔

(د) یہ درست نہیں ہے۔ نوشہرہ ورکاں صرف ایک قانونگو سرکل ہے۔ البتہ عوام کی سہولت کے لئے یہاں ایک نائب تحصیلدار تعینات ہے۔

(ہ) قانونگوئی سرکل نوشہرہ ورکاں کو تحصیل کا درجہ دینے کا معاملہ حکومت کے زیر غور ہے۔ کوئی حتمی فیصلہ ہونے سے قبل یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اسے کب تحصیل کا درجہ دیا جائے گا۔

صوبہ میں تحصیلداروں کی براہ راست بھرتی

*8317۔ ملک محمد اکرم اعوان : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ 1974-75ء کے دوران کل کتنے تحصیلدار صوبہ میں براہ راست بھرتی کئے گئے۔ ان کے نام اور پتے بھی بتائے جائیں ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : سال 1974ء کے دوران کوئی تحصیلدار یا نائب تحصیلدار بھرتی نہیں کیا گیا۔ سال 1975ء کے دوران بھرتی کئے جانے والے امیدوار تحصیلداران اور نائب تحصیلداران کے نام اور پتے درج ذیل ہیں :-

امیدوار تحصیلداران

نمبر شمار	نام و پتہ
1	مسٹر مشتاق احمد ولد ملک فیض محمد اعوان موضع تھی۔ تحصیل تلہ گنگ۔ ضلع کیمبل پور۔
1	راجہ احمد رخصت حیات ولد گیتاسب خان۔ موضع ولی۔ تحصیل پنڈدادن خان ضلع جہلم۔

3 ۔ مسٹر غلام فرید ولد عبدالحق ۔ مکان نمبر 2486 حسن پروانہ روڈ ۔ ملتان شہر ۔

4 ۔ مسٹر محمد فاضل ولد ملک امیر حیدر ۔ چک نمبر 281/EB تحصیل پاکپتن ضلع ساہیوال ۔

5 ۔ مسٹر توفیق احمد ولد صدیق احمد ۔ موضع کوٹ لکا ۔ تحصیل حافظ آباد ۔ ضلع گوجرانوالہ ۔

6 ۔ چوہدری منور حسین تارڑ ولد چوہدری غلام رسول تارڑ ۔ موضع جوکالیاں تحصیل بھالیہ ۔

7 ۔ مسٹر محمد شمیم جہانگیر ولد چوہدری جہانگیر علی 1/C اے سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا ۔

8 ۔ راجہ ناصر علی ولد راجہ سکندر خان ۔ موضع احمد آباد ۔ تحصیل پنڈ دادن خان ۔ ضلع جہلم ۔

9 ۔ شیخ محمد اکرم ولد شیخ محمد نواز ۔ موضع پیر والا ۔ تحصیل و ضلع جھنگ ۔

امیدوار نائب تحصیلداران

1 ۔ مسٹر علی آفتاب رضا ولد شوکت علی خان ۔ موضع کوٹ فضل ۔ تحصیل ننکانہ ۔ ضلع شیخوپورہ ۔

2 ۔ مسٹر بشیر احمد ولد کریم بخش سکنہ زبیر سٹریٹ ۔ شاہدرہ ٹاؤن ۔ لاہور ۔

3 ۔ مسٹر محمد اکرام بھٹی ولد میاں منور خان ۔ موضع بھوکا بھٹیاں ۔ تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ ۔

4 ۔ مسٹر محمد نجیب اسلم ولد محمد اسلم خان ۔ موضع ڈسکہ کلاں ۔ ضلع سیالکوٹ ۔

5 ۔ مسٹر افضل حیات ولد چوہدری محمد حیات ۔ سکنہ تحصیل بھالیہ ۔ ضلع گجرات ۔

6 ۔ مسٹر محمد عارف اقبال ولد محمد عبداللہ اقبال ۔ معرفت آفیسر بندوبست سیالکوٹ ۔

7 ۔ مسٹر غلام ربانی ولد میاں محمد سکنہ پنڈی گھیب ۔

8 ۔ مسٹر محمد اکرم ولد ملک خان محمد ۔ سکنہ کھڑا موڑ ۔ تحصیل میلسی ضلع ملتان ۔

9 ۔ مسٹر ظفر یاسین ولد محمد یاسین ملتان شہر ۔

10 ۔ مسٹر نذر عباس قریشی ولد میاں نذر حسین قریشی ۔ سکنہ ٹھٹھہ قریشی ۔ ضلع مظفر گڑھ ۔

11 ۔ مسٹر زاہد حسین ولد سید اعجاز حسین شاہ سکنہ چک 100/TDA تحصیل لیہ ۔ ضلع مظفر گڑھ ۔

12 ۔ مسٹر سید حسنین کاظم کرمانی ولد سید کاظم علی شاہ کرمانی ۔ سکنہ شیر گڑھ تحصیل دیپالپور ضلع ساہیوال ۔

13 ۔ مسٹر ظفر اقبال ملک ولد ملک اللہ یار خان ۔ سکنہ موضع بچ ۔ تحصیل تلہ گنگ ۔ ضلع کیمبل پور ۔

تحصیل جڑانوالہ میں واقع سرکاری رقبہ جات کی پندرہ سالہ سکیم پر الاٹمنٹ

*8351 ۔ چوہدری عبدالغنی : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ تحصیل جڑانوالہ ضلع لائلپور میں واقع کچھ سرکاری رقبہ جات پندرہ سالہ سکیم پر الاٹ کئے گئے ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو 1973ء سے لے کر اب تک مذکورہ رقبہ جات جن افراد کو الاٹ ہوئے ان کے نام بتائے جائیں ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : تحصیل جڑانوالہ ضلع لائلپور میں پندرہ سالہ پٹہ پر سکیم کے تحت الاٹ کئے گئے سرکاری رقبہ کی تفصیل معہ نام الاٹیان حسب ذیل ہے :-

نمبر شمار	چک نمبر	نام الاٹی/الاٹیان	رقبہ الاٹ شدہ	تاریخ الاٹمنٹ
1	39-40 گ ب	مظفر جنگ حسن محمد وارجمند پسران محمد انور افضل الرحمان ولد غلام حیدر محمد ابراہیم ولد افضل الرحمان	164 ایکڑ	29۔ نومبر 1973ء بحکم بورڈ آف ریونیو
2	586 گ ب	شادی بیگ ولد اورنگ زیب دوست محمد ولد یار محمد مراد ولد نواز خان دوست محمد ولد باز خان نواز خان ولد باز خان شیر محمد ولد یار محمد	74 ایکڑ	29۔ نومبر 1972ء بحکم ایڈیشنل کمشنر ریونیو سرگودھا
3	379 گ ب	امانت علی ولد محمد خان	12½ ایکڑ	17۔ اکتوبر 1972ء بحکم ایڈمنسٹریٹو سول جج لائل پور

اربن زرعی اراضی کی الاٹمنٹ

*8368۔ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں واقع اربن زرعی اراضی کی حد الاٹمنٹ بیس کنال فی کلیمنٹ مقرر ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ قسم کی اراضی جو لاہور کے قریبی مواضعات میں واقع ہے وہ کراچی کے کلیموں پر الاٹ ہوتی ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ اراضی میں سے بیشتر بذریعہ

مختار نامہ ہائے فی کلیمنٹ دو صد کنال سے بھی زائد الاٹ کی گئی ۔ اگر ایسا ہے تو ایسے تمام کلیمنٹوں کے نام و پتے اور ان کے مختاروں کے نام و پتے بتائے جائیں ۔ نیز ہر کلیمنٹ کی حد ملکیت اور اراضی الاٹ کردہ کا محل و قوع بھی بتایا جائے ۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ نے کراچی سے آمدہ ایسے تمام بوگس کلیموں کی جانچ پڑتال کی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کتنے کلیم بوگس ثابت ہوئے ۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ مسمیان باغ علی ۔ حیات ۔ حاکم ۔ روشن اور شوکت وغیرہ اشخاص نے کراچی سے آمدہ کلیموں اور دیگر کلیموں کے عوض مواضعات چرڑ ۔ گوھاوا ۔ اجودھیا پور ۔ ماڈل ٹاؤن ۔ وحدت کالونی روڈ نزد پولل انٹر کالٹی نیشنل اور اہر مال پر بذریعہ مختار عام بہت سی الاٹمنٹیں کروالیں ۔

(و) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو جزو (ہ) میں مندرج ایسی تمام الاٹمنٹوں کی تفصیل ایوان میں پیش کی جائے ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) یہ درست نہیں ہے کہ تیس کنال غیر آبپاش اور ساڑھے بائیس کنال آبپاش زرعی اراضی تک حد الاٹمنٹ تھی ۔

(ب) کراچی کے کلیموں کی وضاحت کے بغیر جواب دینا ناممکن ہے ۔

(ج) ایسے کلیموں کی فہرست فراہم کی جانی مناسب ہے ۔

(د) مکمل کوائف متعلقہ کلیم فارم ہائے مہیا کئے بغیر جواب نہیں دیا جا سکتا ۔

(ہ) رجسٹر آر ۔ ایل ۔ تو مواضعات چرڑ ۔ گوھاوا ۔ اجودھیاپور ۔ ماڈل ٹاؤن اور مزنگ کی پڑتال کی گئی ۔ ان مواضعات کے رجسٹر آر ۔ ایل ۔ تو میں باغ علی ۔ حیات ۔ حاکم ۔ روشن اور شوکت وغیرہ کا کہیں اندراج بحیثیت مختار نہیں پایا گیا ۔

(و) جواب جزو (ہ) کی روشنی میں مطلوبہ تفصیل نہیں دی جاسکتی ۔

چولستان سکیم کے تحت اراضی کی تقسیم

*8379 - چودھری ممتاز احمد کاھلوں : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1974ء میں حکومت نے چولستان میں اراضی کی تقسیم کے سلسلے میں ایک چولستان سکیم تیار کی تھی اور اس سکیم کے تحت الاٹمنٹ کمیٹی بھی نامزد کر دی تھی -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سکیم پر اب تک عمل درآمد نہ ہونے کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر مال (رانا شوکت محمود) : (الف) جی ہاں -

(ب) واقعات یوں ہیں کہ چولستان سکیم کے تحت ایک لاکھ دو ہزار ایکڑ رقبہ برائے الاٹمنٹ مخصوص کر دیا گیا تھا اور 1970ء میں اس وقت کے کمشنر نے 6917 چولستانی باشندوں کا چناؤ برائے الاٹمنٹ کر لیا تھا - ان میں سے 2064 مستحقین کو ساڑھے بارہ ایکڑ فی کس کے حساب سے 36196 ایکڑ رقبہ الاٹ کیا جا چکا تھا - جبکہ اس وقت کے گورنر کے حکم کے تحت 1972ء میں مزید کارروائی برائے الاٹمنٹ بند کر دی گئی - اب باقی ماندہ رقبہ کی الاٹمنٹ کے بارہ میں معاملہ کابینہ کے زیر غور ہے -

پنجاب کا میزانیہ بابت سال 77-1976

(بحیثیت مجموعی عام بحث) جاری

مسٹر سپیکر : چودہری محمد یعقوب علی بٹھہ -

چودھری محمد یعقوب علی بٹھہ : جناب والا - میں جناب وزیر خزانہ کو موجودہ وسائل کے پیش نظر بہترین صوبائی بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں - یہ بجٹ جس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا ہے - ایک کروڑ 29 لاکھ سے زائد کا فائنل بجٹ ہے - اس میں جناب والا - ۵ مرلہ سکیم اور

شہروں میں ہاؤسنگ سکیم کے لئے اور ٹیوب ویلوں کی کھدائی کے لئے اور عوام کو سستا آٹا مہیا کرنے کے لئے کافی رقوم رکھی گئی ہیں ۔ اس بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا ہے ۔

اب میں اپنے ضلع کے مسائل کی طرف آتا ہوں ۔ قصور کو ضلع کا درجہ دے کر گورنمنٹ نے وہاں کے عوام پر احسان کیا ہے ۔ یہ مسئلہ 1965ء سے معرض التوا میں پڑا ہوا تھا ۔ موجودہ حکومت نے وہاڑی اور قصور کو ضلع کا درجہ دے کر وہاں کے عوام کی ہمدردیاں جیت لی ہیں ۔ قصور ضلع کے اخراجات کے لئے کافی رقم رکھی گئی ہے ۔ مگر اس ضلع کو سڑکوں کے سلسلہ میں خاص رقم نہ دی گئی ہے ۔ میں نے ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں تجویز پیش کی تھی کہ قصور سے لاہور تک جہاں سے لاہور ڈیولپمنٹ اتھارٹی کی حد شروع ہوتی ہے وہاں تک سڑکوں کو بین الاقوامی معیار کے مطابق لانے کے لئے ساڑھے تین تین فٹ چوڑا کرنا چاہیئے ۔ کیونکہ وہاں پر ٹریفک کا رش زیادہ ہوتا ہے ۔ یہ سڑک 18 فٹ چوڑی تھی ۔ اب لوٹ پھوٹ کر 16 فٹ رہ گئی ہے ۔ قصور چونکہ اب ضلع بن چکا ہے ۔ پتوکی اور کھڈیاں سائیڈ سے ضلعی ہیڈ کوارٹر پر لوگوں کو آنا ہوگا ۔ ٹریفک بڑھ جائے گی ۔ کھڈیاں کی سڑک بھی 10 فٹ چوڑی تھی وہ بھی اب 7 , 7 فٹ چوڑی رہ گئی ہے یہ بھی تجویز تھی کہ اس کو 7 , 9 فٹ دونوں طرف سے چوڑا کر کے بین الاقوامی معیار کے مطابق لایا جائے ۔ اگرچہ وزیر خزانہ نے اس پر ہمدردانہ غور کے لئے وعدہ کیا تھا ۔ مگر اس سڑک کو چوڑا کرنے کے لئے چند لاکھ روپے رکھے گئے ہیں ۔ جو کہ ناکافی ہیں ۔ میں یہ استدعا کروں گا کہ ان دونوں سڑکوں کو چوڑا کرنے کے لئے خصوصی توجہ دے کر کافی سے زیادہ رقوم مختص کریں ۔ میں وثوق سے کہتا ہوں کہ قصور میں سڑکوں کی مرمت کے لئے اور سڑکوں کی عمارات کی تعمیر کے لئے کافی رقم دی جاتی رہی ہے اور پلوں کے لئے بھی کافی رقوم دی جاتی رہی ہیں اور ہمیں اس پر فخر ہے مگر قصور کا ہمیشہ استحصال ہوتا رہا ہے ۔ اور اس کو اس کی ضرورت کے مطابق کبھی بھی رقم نہیں دی جاتی ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس کو ضلع کا درجہ دینے کے بعد اس کو شایان شان بنانے کے لئے

خاص رقوم رکھیں ۔ اس کی سڑکوں کو چوڑا کرنے کے لئے بھی رقوم رکھی جائیں ۔

جناب والا ! اگر راجہ منور صاحب یہاں ہوتے تو میں کھل کر ان کے سامنے بات کرتا لیکن اب وہ نہیں ہیں پھر بھی چوں کہ انہوں نے تقریر کی ہے ۔ ان کا جواب دینا میں ضروری سمجھتا ہوں ۔ انہوں نے اور خاکوانی صاحب نے جناب محمد حنیف رامے صاحب کے دور اقتدار میں من مانی کارروائیاں کیں ۔ اور ان کو سب وزراء سے زیادہ latitute تھا ۔ مسٹر ایم ۔ کے ۔ خاکوانی صاحب نے بہت سی باتوں کا دعویٰ کیا ہے ۔ میں اس ہاؤس میں اصلیت بتانا چاہتا ہوں ۔ جب وہ وزیر زراعت تھے ۔ تو اس وقت آلو کی اتنی پیداوار ہوئی کہ وہ ہماری ضرورت سے بہت زیادہ تھی ۔ میں نے بحیثیت Potato Grower دوسرے آلو کاشت کرنیوالوں کے ساتھ مل کر بتایا کہ 80 ہزار ٹن کے قریب آلو کی جنس باہر پڑی ہے ۔ ان کو باہر بھیجنے کے انتظامات کریں ۔ انہوں نے وعدہ کیا ۔ وہ ہمیں false glamour میں مبتلا رکھتے رہے ۔ انہوں نے مرکزی حکومت کو برائے نام تحریر کیا ۔ ہمیں یہ کہا کہ شیخ رشید صاحب وزیر زراعت کے پاس آپ جائیں اور ہم شیخ رشید صاحب کے پاس گئے اور انہوں نے وعدہ کیا لیکن وہ اپنے فرائض کماحقہ پورے نہیں کر سکے اور لاکھوں من آلوؤں کی فصل باہر کھیتوں اور درختوں کے نیچے گل سڑ گئی ۔

جناب والا ! راجہ منور صاحب نے یہ کہا ہے کہ پیپلز پارٹی اپنی لائن سے deviate کر رہی ہے اور اپنے منشور سے انحراف کر رہی ہے جناب والا ! میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کیا یہ کیڑے انہیں اس وقت بھی نظر آئے ہیں جب وہ اقتدار سے علیحدہ کر دیئے گئے ہیں اور جب مسٹر رامے اس صوبہ کے وزیر اعلیٰ تھے تو انہوں نے یہ کہا تھا کہ ہر ظالم کی گردن پر میرا ہاتھ ہوگا اور اگر میں اس ظالم کو قرار واقعی سزا نہ دے سکوں تو پھر ہر مظلوم کا ہاتھ میری گردن پر ہوگا ۔ میں نے بارہ دفعہ پارٹی میٹنگ

میں اور اس ہاؤس میں بھی ان کو کہا کہ جب آپ کو ہر چیز کا علم ہے ہے تو پھر کون سے عوامل ہیں جو آپ کو منع کرتے ہیں اور آپ اس ظالم کو سزا کیوں نہیں دیتے تو اس پر وہ کچھ بھی نہ کہہ پائے اور جناب راجہ منور صاحب ۔ جو کچھ اپنے وقت میں کیا ہے ۔ میرے خیال میں ان کو شرم آنی چاہیئے ہم کو وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم اپنی لائن سے deviate کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ اتنے سخت الفاظ استعمال نہ کریں ۔

چودھری محمد یعقوب علی بٹھہ : جناب والا ! شرم کا لفظ تو کوئی ایسا نہیں ہے کہ جو غیر پارلیمانی ہو ۔

تو جناب والا ! جہاں تک سابق وزیر زراعت مسٹر خاکوانی صاحب کا تعلق ہے وہ تو بہت بری طرح سے فیل ہوئے ہیں حالانکہ وہ رامے صاحب کے بہت نزدیک تھے وہ یہ نہیں کہہ سکتے اور نہ ہی یہ راجہ صاحب کہہ سکتے ہیں کہ ان کے وقت میں رامے صاحب ان کی مرضی کے مطابق یا ان کی تجاویز کے مطابق کوئی کام نہیں کرتے تھے بلکہ انہوں نے اس ملک کو تباہ و برباد کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ۔ جناب والا ! کھر صاحب کے زمانے میں انہوں نے بہت مظالم کئے اور ان کے ساتھیوں نے ان کی حوصلہ افزائی کی تھی کہ وہ لیجسلیٹروں کے مکانات لوٹیں اور کھڑی فصلوں کو تباہ کریں تو جناب والا ! ہمارے قائد نے ان کو بہت جلد پارٹی سے نکال دیا ۔ جناب والا ! ان کا کھر صاحب سے جا کر ملنا اس چیز کو ظاہر کرتا ہے کہ شروع ہی سے وہ آپس میں ملے ہوئے تھے اور جو بات ایک کرتا تھا اس کی دوسرے کو تائید حاصل ہوتی تھی ویسے تو پیپلز پارٹی نے اپنے برسر اقتدار آنے کے بعد بہت سی اصلاحات عوام کے امنگوں کے مطابق کی ہیں ۔ لیکن جناب والا ! خاص طور پر ایک بات جو پاکستان پیپلز پارٹی کے زمانے میں زمینداروں کے مفاد کے لئے کی ہے وہ یہ ہے کہ پارٹیشن کے بعد ہندوؤں سکھوں اور بنیا ٹائپ لوگوں کی، اس ملک سے ہندوستان میں نقل مکانی کر جانے کے بعد زمینداروں کو ان کی ضرورت کے مطابق کہیں سے بھی قرضہ نہیں فراہم ہو سکتا تھا ۔ جناب والا ! آج موجودہ حکومت نے پروڈیوس الڈیکس یونٹ کے مطابق چلے تو انہوں نے یونٹ کی قیمت بیس روپے مقرر کی

اور جیسے جیسے اجناس کی قیمتیں بڑھتی گئی چالیس روپے مقرر کی اور اب پچھلے دنوں اخبارات میں اعلان ہوا تھا کہ یونٹ کی قیمت ساٹھ روپے مقرر ہوئی ہے ہر زمیندار کے پاس اس وقت اراضی کی کتاب موجود ہے جس میں پروڈیوس انڈیکس یونٹ کے مطابق اگر وہ رقم لینا چاہتا ہے تو وہ بینکوں سے اپنی ضروریات کے مطابق حاصل کر سکتا ہے۔ اور وہ رقم ساٹھ روپے یونٹ کے حساب سے درج ہوتی ہے۔ جناب والا! اگر اندازہ لگایا جائے تو میرے خیال کے مطابق ضلع لاہور میں آبپاش زمین کی چار ہزار روپے کے قریب چار ہزار فی ایکڑ قیمت بنتی ہے۔ یہ ایک ایسا نظام ہے جس کی تعریف کئے بغیر میں نہیں رہ سکتا بلکہ زمیندار کو اپنی فصلات بونی ہوتی تھیں کھاد کی ضرورت ہوتی تھی تو اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے گورنمنٹ نے تقاوی قرضہ جات کا انتظام کیا اور پروڈیوس انڈیکس یونٹ کے مطابق ان کو کتابیں بنا کر دے دیں تا کہ وہ ہر شیڈول بینک سے بیج یا کھاد کے لئے یا زمین کی اصلاح کے لئے قرضہ جات حاصل کر سکیں۔ میں جناب والا! اس سے زراعت کو فروغ ملنے میں بہت مدد ملی ہے۔ صوبائی حکومت تقاوی قرضہ جات کے لئے ہمیشہ انتظام کرتی ہے مگر خاص طور پر زمیندار کو تحصیل کی زد سے بچانے کے لئے یہ جو انتظام کیا گیا ہے کہ زمیندار کی اراضی کی قیمت لگا کر اس کو پاس بک دے دی گئی ہے اس طرح زمیندار کو جو بھی ضرورت ہو وہ اپنی ضرورت کے مطابق کسی بھی بینک سے قرضہ لے سکتا ہے۔

جناب والا! قبائلی تعصبات کو ختم کرنے کے لئے پاکستان پیپلز پارٹی نے سب سے زیادہ خدمت کی ہے اور پچھلے الیکشن میں جیسا کہ آپ نے دیکھا ہو گا کہ پیری۔ مریدی۔ اور قبائلی تعصبات جیسی کوئی بھی چیز پاکستان پیپلز پارٹی کے جھنڈے اور تلوار کے سامنے کھڑی نہ ہو سکی اب جناب الیکشن آنے والے ہیں تو ان میں قبائلی تعصبات کی رہی سہی بات بھی ختم ہو جائے گی۔ مجھے یہ امید ہے کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کی پارٹی کے منشور کی بدولت قبائلی تعصبات اب بالکل ختم ہو جائیں گے۔

جناب والا! میں جناب وزیر خزانہ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ رورل واٹر سپلائی سیوریج اینڈ ڈرینیج سکیم کے تحت کوٹ

رادھا کرشن للیانی رائے وتلہ کھڈیاں اور راجہ جنگ کو دو۔ دو لاکھ روپے دیئے گئے ہیں ۔ یہ روپیہ اس وقت مختص کیا گیا تھا جب یہ ٹاؤن کمیٹیاں تھیں اب چونکہ میونسپل کمیٹیاں بن چکی ہیں اس لئے دیہات کا روپیہ شہر پر خرچ نہیں ہونا چاہیئے ۔ جناب والا ! میں یہ تجویز کروں گا کہ یہ دس لاکھ روپے جو لاہور کے رورل حصہ پر خرچ کرنے تھے بیشک اس سے بھی زیادہ پیسے ان شہروں پر خرچ کریں مگر چونکہ یہ رورل ایریا کے اور رورل ڈویلپمنٹ کے پیسے تھے یہ کسی اور دیہات میں واٹر سپلائی کے لئے سیوریج کے لئے یا ڈرینج وغیرہ بنانے کے لئے دے دیئے جائیں ان کو باقی ذرائع سے بھی بیشک زیادہ روپے فراہم کئے جائیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا ۔

اس کے علاوہ میں جناب ایک چیز عرض کرنا چاہتا ہوں اور وہ قصور میونسپل کمیٹی کے متعلق ہے ۔ قصور میونسپل کمیٹی کے ذرائع آمدن بہت کم ہیں کیونکہ وہ بارڈر پر واقع ہے اب اس کو ضلع کا درجہ دیا گیا ہے جیسا کہ جناب سپیکر صاحب وہاں تشریف لے جاتے رہتے ہیں اور ان کو معلوم ہے کہ وہاں پر ڈرینج کا نظام بالکل اچھا نہیں ہے ڈرینج کے نظام کو اور پینے کے پانی کے نظام کو درست کرنے کے لئے کمیٹی نے پونے دو کروڑ روپے گورنمنٹ سے طلب کئے تھے کچھ رقم ان کو دے دی گئی ہے ۔ میں جناب کو وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر آپ وہاں جائیں اور پانی لے کر اس کا تجزیہ کریں تو آپ خود محسوس کریں گے کہ پانی پینے کے قابل نہیں ہے ۔ کمیٹی نے دو لاکھ پچاس ہزار روپے اپنے حصہ کے جمع کرا دیئے ہیں اور باقی رقم گورنمنٹ نے فراہم کرنی ہے اس لیے یہ رقم پانی کی سپلائی کے لئے فراہم کی جائے ۔ ڈرینج کے لئے پونے دو کروڑ روپے منظور کئے گئے تھے اس کے بارے میں ہمیں بتایا جا رہا ہے کہ پونے دو کروڑ روپے منظور ہوئے ہیں مگر جناب والا : میں یہ عرض کروں گا کہ میں نے سارے بجٹ کو دیکھا ہے اور اس بجٹ میں کہیں بھی اس کے بارے میں کوئی ذکر نہیں ہے ۔ اس لئے کئے ہوئے وعدے کو پورا کیا جائے اور وہاں کے ڈرینیج سسٹم کو اور پانی کے وسائل کو درست کرنے کے لئے انہیں پیسے فراہم کئے جائیں ۔ لاہور ڈویژن فنڈ کے متعلق اب یہ کہا گیا ہے کہ جو

پیسہ لاہور کے لئے مخصوص کیا گیا تھا اس میں سے قصور کو نہیں ملے گا۔ اسی طرح سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ضلع لاہور کے assests میں سے قصور کو ضلع کا درجہ دینے کے بعد کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ میں یہ وزیر خزانہ صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ضلع لاہور کی جتنی بھی moveable اور immoveable property ہے اس میں سے قصور چونیاں کا جو حصہ ہے وہ انہیں ملنا چاہیے۔ لاہور کی تین تحصیلیں تھیں لیکن اب صرف تحصیل لاہور باقی رہ گئی ہے۔ تحصیل لاہور کو ضلع لاہور کے تمام assests دینا انصاف کے خلاف ہے۔ لہذا میں یہ عرض کروں گا کہ اس وقت ان assests کی تقسیم کرنے کے سلسلے میں جو دھاندلی کی جا رہی ہے وہ ضلع قصور کے ساتھ روا نہ رکھی جائے اور جتنے بھی assests ہیں وہ باقاعدہ آباد کی بنیاد پر تقسیم کئے جائیں جیسا کہ ہر کام ہماری حکومت آبادی کی بنیاد پر کرتی ہے۔ میں یہ استدعا کروں گا کہ لاہور ڈسٹرکٹ کونسل کے تمام assests انصاف اور آبادی کے مطابق تقسیم کرکے قصور کو دیئے جائیں۔ جہاں تک ڈسٹرکٹ کونسل کی عمارت کا تعلق ہے وہ لاہور کے نہایت ہی گنجان آباد علاقے کرشن نگر میں واقع ہے اور وہ کروڑوں کی نہیں تو لاکھوں کی ملکیت ضرور ہے۔ اس لئے اگر وہ یہ کہیں کہ یہ عمارت قصور کو نہ دی جائے یعنی اس میں سے کوئی حصہ قصور کے ضلع کو نہ دیا جائے تو یہ بے انصافی ہو گی اس لئے اس کو تقسیم کیا جائے۔ ہم اس عمارت کو lease out کر سکیں گے اور وہاں مسافروں کے لئے سرائے بنا سکیں گے۔ اس کے لئے میں یہ عرض کروں گا کہ اس کی طرف خاص طور پر توجہ دی جائے۔ لاہور ڈسٹرکٹ کونسل کے جو assests ہیں وہ ایمانداری سے تقسیم کرکے جو بھی حصہ قصور اور چونیاں کو آتا ہے وہ ضلع قصور کو دیا جائے۔ جناب والا! اس کے علاوہ بجٹ میں 84 لاکھ روپے کے قریب رقم قصور اور وہاڑی کے اضلاع کے اخراجات کے لئے رکھی گئی ہے۔ مگر کوئی خاص رقم قصور اور وہاڑی کی ترقی کے لئے نہیں رکھی گئی۔ میں یہ استدعا کروں گا کہ ان اضلاع کی ترقی کے لئے کچھ رقم دی جائے ان کو ان کے شایان شان بنانے کے لئے پہلے یہ اندازہ لگایا گیا تھا کہ اس پر سترہ، اٹھارہ کروڑ اٹھیں گے۔

بے شک اس کو ایک دم نہ کیا جائے اور یہ رقم ایک دم نہ دی جائے بلکہ مختلف مراحل میں دی جائے۔ اس سال کم از کم پانچ پانچ کروڑ روپے قصور اور وہاڑی کو دیئے جائیں تاکہ وہ ضروریات کے مطابق عمارت وغیرہ وہاں پر تعمیر کر سکیں خاص طور پر قصور ایک چھوٹا سا شہر ہے اور اس کی آبادی اتنی گنجان ہے کہ وہ اب ڈیڑھ لاکھ سے بڑھ چکی ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ سڑکوں کو کشادہ کرنے کے لئے اور عمارات ضلع کو شایان شان بنانے کے لئے کم از کم پانچ کروڑ روپے کی رقم قصور کو دینی چاہیے۔

مسٹر سپیکر : آپ کا باقی ڈیڑھ منٹ رہ گیا ہے۔

چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ : جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ جس وقت پنجاب کے potato growers نے جناب چیف منسٹر صاحب اور جناب وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے سامنے یہ عرض کی کہ پنجاب میں آلو ضرورت سے زیادہ پیدا ہو رہا ہے تو وزیراعظم صاحب نے فوری طور پر چیف منسٹر صاحب کو کہا کہ وہ آلو باہر بھیجنے کا انتظام کریں۔ تو پی۔ ٹی۔ سی (پاکستان ٹریڈنگ کارپوریشن) اور پاسکو کو یہ کام سونپا گیا۔ لیکن میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ ان دونوں concerns نے بالکل آلو کی برآمد کے لئے باوجود اس کے کہ مرکزی حکومت نے 15 ہزار ٹن آلو باہر بھیجنے کی اجازت دی تھی مگر پاسکو اور پی ٹی سی والوں نے آلو باہر بھیجنے کے لئے کوئی قرارواقعی انتظام نہ کیا۔ مجھے ایک ہزار ٹن کا پرمٹ تو ضرور دینے کا وعدہ کیا تھا کیونکہ تقریباً ستالیس، اٹھالیس ہزار من آلو میری اپنی ذاتی پیداوار تھی وہ ایران کے ہاتھ فروخت کر سکوں مگر اس کے اوپر انہوں نے یہ شرط لگا دی کہ مجھے پاسکو کو یا پی ٹی سی کو ایک لاکھ پچاس ہزار روپے کی سیکورٹی جمع کرانا پڑے گی۔ آلوؤں کو نئے bags میں sort کروا کر بھرنا پڑے گا جو کہ نو ہزار بیگ بنتے تھے۔ اور گیارہ روپے فی بوری کے حساب سے ان کی 99 ہزار روپے قیمت بنتی تھی۔ پھر انہوں نے کہا کہ آلو پاس کروانے کے بعد ڈرائی

پورٹ پر لایا جائے۔ ڈرائی پورٹ سے انہوں نے کہا کہ ایک ٹرین آپ کو دی جائے گی۔ اس میں لاد کر اسے زاہدان لے جایا جائے۔ اور جب ایران کی گورنمنٹ اسے منظور کر لے گی تو پھر آپ کو payment ہوگی۔ جناب والا! وہ تو ہماری بالکل فاضل پیداوار ہے۔ اس کو باہر بھیجنے کے سلسلے میں دونوں concerns بالکل فیل ہو گئے ہیں۔ دونوں کنسرنسز profiteering میں believe کرتی ہیں چند ہزار یا چند سو روپے کمیشن کے پیچھے رہ جاتیں ہیں اور کروڑوں روپیہ جو سٹرلنگ اور ڈالر کی صورت میں ہیں غیر ممالک کو برآمد کرنے کے بعد کمایا جا سکتا ہے۔ اس سے حکومت کو اور زمینداروں کو محروم کر دیا گیا ہے۔ پچھلی آلو کی فصل اس قدر زیادہ ہوئی ہے کہ اس کے لئے سٹوروں میں گنجائش نہیں تھی یعنی اتنی گنجائش نہیں تھی کہ اس کو سٹوروں میں رکھا جاتا۔ میرے بھی اور دیگر جتنے بھی potatoes growers زمیندار تھے ان کی لاکھوں من فصلات باہر ضائع ہوئی آج سے دو ہفتے پہلے آلو کے نرخ روپے من تھے اب 40 روپے من ہو گئے ہیں۔ اگر گورنمنٹ اس چیز کا انتظام کرتی جیسے کہ جناب چیف منسٹر صاحب اور جناب وزیر اعظم صاحب نے سیکرٹری زراعت ڈاکٹر نسیم حسن کو حکم دیا تھا۔ اور چوہدری سلطان صاحب جو جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے زراعت کے مشیر ہیں وہ بھی یہاں پر آئے اور انہوں نے یہ کہا کہ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اس سلسلے میں کچھ ضرور کریں گے۔ سٹوریج میں باوجود اس کے کہ گنجائش ہے لیکن 8 روپے فی بیگ کا کرایہ بڑھا کر 30 روپے فی بیگ کر دیا۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ زمینداروں کی اس سلسلے میں مدد کریں گے لیکن وہ قطعاً کوئی مدد نہ کر سکے جیسے کہ جناب چیف منسٹر صاحب اور جناب وزیر اعظم صاحب چاہتے تھے۔ میں آپ کے توسط سے جناب وزیر اعلیٰ صاحب اور جناب وزیر اعظم صاحب کی خدمت میں یہ عرض پیش کرنا چاہتا ہوں کہ زمینداروں نے یہ تہیہ کر لیا ہے کہ وہ آلو کی پیداوار سے بڑھانے کے سلسلے میں کوئی عملی اقدام نہیں کریں گے۔ اس لئے کہ دو فصلات خاکوانی صاحب کے وقت میں تباہ و برباد ہوئی اور گل سڑ گئی۔ اب بھی باوجود اس کے کہ چیف منسٹر صاحب نے سیکرٹری زراعت کو،

پی ٹی سی کو اور پاسکو کو definite احکامات جاری کئے لیکن انہوں نے ملتی کوئی بات نہ سنی اور کروڑوں روپے کی فصلات درختوں کے سایہ تلے تباہ ہوئی - سٹوریج والوں نے تیس روپے ریٹ کر دیئے ہیں - 11 روپے لئے بیگ کی قیمت اور کچھ لے جانے میں یہ پچاس روپے فی بوری کون خرچ کرے - اور آلو کو وہاں کولڈ سٹوریج میں لے جا کر preserve کرے - پہلے بوری کی قیمت دو تین روپے ہوتی تھی اور کرایہ آٹھ روپے ہوتا تھا جو تمام مل کر دس روپے بنتا تھا - اب دس روپے سے اخراجات پچاس روپے فی بیگ ہو گئے ہیں اس ضمن میں میں یہ عرض کروں گا کہ پی ٹی سی اور پاسکو کے خلاف انکوائری کرنی چاہیے - اگر انہوں نے چیف منسٹر صاحب اور وزیر اعظم کے احکامات کی خلاف ورزی کی ہے تو ان کے خلاف تحقیقات کر کے تعزیری کاروائی عمل میں لائیں -

مسٹر سپیکر : چوہدری بشیر احمد ساہیوال -

چوہدری محمد یعقوب علی بٹھہ : جناب والا میں آخر میں اپنے سوہنے موہنے اور قابل ترین متحمل مزاج وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بغیر کوئی نیا ٹیکس لگائے متوازن بجٹ پیش کر کے اس ہاؤس کی غالب اکثریت اور عوام کے دل موہ لئے ہیں - اور میں جناب سپیکر صاحب کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمیشہ تدبر اور تحمل کو بروئے کار لاتے ہوئے اس معزز ہاؤس کی کارروائی کو آگے بڑھانے میں ہم سب کی امداد کی جس کے لئے میں ان کا مشکور ہوں -

مسٹر سپیکر : چوہدری بشیر احمد ساہیوال - ڈاکٹر محمد صادق ملہی - سردار محمد عاشق مرزا طاہر بیگ - مسٹر انور بٹ - الحاج محمد اسلام الدین - جناب کلیم اللہ - یہ سب معزز ممبر صاحبان ہاؤس میں موجود نہیں تھے) میاں مشتاق حسین ڈوگر -

میاں مشتاق حسین ڈوگر : جناب والا آج بجٹ پر بحث شروع ہوئے پندرہواں دن ہے اور میرے اس طرف بیٹھنے والے تمام دوستوں نے بجٹ کی بہت تعریف کی ہے - اور جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کو مبارکباد پیش کی ہے - جناب والا - بڑھتی ہوئی مالی ضروریات اور علمی افراط زر کے پیش

اثرات سے صوبہ پنجاب کے عوام کو بچانے کی جو وزیر خزانہ نے کوشش کی ہے - میں اس پر ان کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور جناب والا ! اس عوامی حکومت نے جناب قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کی ولولہ انگیز قیادت میں دن رات استحصال سے پاک معاشرہ قائم کرنے کے لئے جو انتھک جدوجہد کی ہے سارا زمانہ اس کا معترف ہے - حکومت کے پاس کوئی الہ دین کا چراغ نہیں ہے کہ یکلخت تمام مسائل حل ہو جائیں جیسا کہ میرے فاضل دوست اکثر یہ پروپیگنڈا اور مطالبہ کرتے رہتے ہیں اور ان کی طرف سے آوازیں آتی رہتی ہیں لیکن وہ مسائل جو صدیوں سے لے کر آج تک سرمایہدار اور آج سے پہلے خود غرض سیاستدان اور سماج دشمن عناصر نے مل جل کر پیدا کئے تھے یہ مسائل ہمیں ورثہ میں ملے ہیں - ان کو حل کرنے کے لئے بہت زیادہ وقت اور وسائل چاہئیں لیکن اس تھوڑے سے وقت او محدود وسائل کے اندر اس عوامی حکومت نے اور قائد عوام کی زیر قیادت زرعی اصلاحات تعلیمی اصلاحات لیبر اصلاحات رہائشی کالونیوں بے گھر لوگوں کے لئے 5 مرلہ پلاٹ سکیم اور اس کی طرح بیشمار اصلاحات ہیں چونکہ یہ اس حکومت کے عظیم کارنامے ہیں - یہ بے رحم اور مایوس کن حالات ، فرسودہ عوام پاکستان کی ڈگمگاتی ہوئی کشتی کو بھنور سے نکال کر ایک ترقی اور روشن مستقبل کی راہ پر گامزن کرنا ایک نئے مضبوط پاکستان کی تعمیر اور کامیاب خارجہ پالیسی یہ جناب قائد عوام کے تاریخ ساز اور ناقابل فراموش کارنامے ہیں - جناب والا - یہاں تک نہیں بلکہ پاک ملک اور پاک سرحدوں کو دشمن کے ناپاک قدموں سے پاک کرنا اور فوجی قیدیوں کو دشمن کی قید سے رہا کرانا یہ کوئی کم کارنامے نہیں ہیں - اور یہ کوئی آسان مسئلہ نہیں ہے - یہاں اسلامی کانفرنس کا انعقاد امام نبوی اور امام خانہ کعبہ کو اپنے ملک میں دعوت دینا اور ان کا تشریف لانا سیرت کانفرس کا انعقاد یہ بھی اس گورنمنٹ اور قائد عوام کا ہی کارنامہ نہیں بلکہ احسانات ہیں - اس طرح جناب والا ! اگر عوامی حکومت کے وہ تمام کارنامے اور وہ کام جو عوام کی فلاح و بہبود میں کئے گئے اور اس ملک کو مضبوط بنانے کے لئے کئے اور اس ملک کے وقار کو

دوبارہ بحال کرانے کے لئے کئے گئے اگر تمام کے تمام گنوائے جائیں تو ختم نہ ہوں گے ۔ اور ان کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے ۔

جناب والا : میں آپ کی اجازت سے وزیر خزانہ کو اس بات پر بہت زیادہ دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے موجودہ بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا ہے ۔ اور صرف گھوڑ دوڑ اور شراب نوشی پر ٹیکس لگایا ہے اس سے انہوں نے عوام کے دل جیت لئے ہیں ۔ میرے خیال میں ان پر ٹیکس لگانا بہت اچھا اور مستحسن قدم ہے ان پر جتنے بھی زیادہ ٹیکس لگائے جائیں عوام ان کو خوش آمدید اور زیادہ سے زیادہ مبارکباد پیش کرے گی ۔ یہ دونوں ٹیکس جن پر لگائے گئے ہیں ام الخبائث ہیں جن کو اسلام میں حرام قرار دیا گیا ہے ۔ اگر جناب والا ! میں یہ بھی کہوں کہ ان دونوں لعنتوں کو یکسر ختم کر دیا جائے تو ہر طرف سے مبارکباد آئے گی اور عوامی حکومت کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہوگا اور یہ سر فہرست لکھا جائے گا ۔ جناب والا ! اب میں اپنے چند ایک علاقائی مسائل کی طرف آتا ہوں جو اپنے محترم اور قابل صد احترام جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں پیش کروں گا ۔ جناب والا ! خانقاہ ڈوگراں میرا حلقہ انتخاب بھی ہے اور گھر بھی ہے یہ ڈسٹرکٹ شیخوپورہ میں ایک پرانا قصبہ ہے ۔ اور ابھی ضلع شیخوپورہ ضلع نہیں بنا تھا اور تحصیل بھی نہیں تھی اس وقت تحصیل خانقاہ ڈوگراں گوجرانوالہ کی تحصیل تھی جو آج سے چار سو سال پہلے کی آباد ہے وہ تحصیل بھی رہ چکی ہے ۔ لیکن آج جناب والا وہ سب تحصیل بھی نہیں ہے ۔ وہ چار سو سال پرانا قصبہ ہے ۔ جہاں ایک تحصیل کی عمارت ہے میں آپ کی وساطت سے اپنے بزرگ وزیر تعلیم سے ایک عرض پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اتنی پرانی عمارت میں وہاں ہائی سکول آباد ہے ۔ اور اب وہ بچوں کے بیٹھنے کے قابل بھی نہیں ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سکول کی عمارت بہت ضروری ہے ۔ ہمیں اس سکول کے لئے نئی بلڈنگ دی جائے ۔ جناب والا ! ایک ہمارے قصبے کا اتنا ہی دیرینہ مطالبہ ہے ، جتنا پرانا وہ قصبہ ہے وہاں کوئی کالج نہیں ہے ۔ حالانکہ ہماری حکومت کا فیصلہ بھی تھا کہ صوبہ پنجاب کے ہر تحصیل ہیڈکوارٹر پر ایک کالج دیا

جائے گا۔ لیکن ہماری تحصیل شیخوپورہ کو ایک کالج بھی نہیں دیا گیا۔ جناب والا! شیخوپورہ تحصیل، بلکہ ضلع بھر میں خانقاہ ڈوگراں سے بڑا اور پرانا کوئی اور قصبہ نہیں ہے۔ وہاں کالج کی بہت ضرورت ہے۔ میں اس سے پہلے بارہا قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی خدمت میں یہ معروضات پیش کرچکا ہوں اور میرے ساتھ انہوں نے وعدہ بھی فرمایا تھا اور مجھے یقین ہے۔ میں نے کنفرم بھی کیا تھا، انہوں نے ہمارے اس کالج کے لئے لکھ کر بھی بھیجا تھا۔ کیونکہ ہمارے اس قصبے کا یہ بہت دیرینہ مطالبہ ہے۔ جناب والا! وہاں کوئی اتنے بڑے زمیندار اور جاگیردار نہ تھے جن سے زرعی اصلاحات میں نکلی ہوئی زمینیں ہم چھوٹے لوگوں میں تقسیم کرتے۔ نہ وہاں کوئی انڈسٹری تھی جس سے ان لوگوں کو یہ پتا چلتا کہ عوامی حکومت نے ہمارے لئے کیا کیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ بھی عرض کروں گا کہ خانقاہ ڈوگراں میں کالج کے ساتھ ہی اگر چھوٹی موٹی انڈسٹری کی منظوری بھی دی جائے تو میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا۔ جناب والا! خانقاہ ڈوگراں سے عادلیاں والا تک دس بارہ میل کا فاصلہ ہے۔ وہاں پی۔ ڈبلیو ڈی میں ہمیں کچی سڑک بنانے کے لیے پیسے منظور ہوئے تھے، ملا تو کچھ بھی نہیں تھا چھ لاکھ روپیہ منظور کیا گیا اور ایک لاکھ روپیہ خرچ کیا گیا تین چار سال ہو گئے ہیں کہ کام بند پڑا ہے۔ مخالفین پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ چھ لاکھ منظور ہوا تھا، پتا نہیں وہ ایم۔ پی۔ اے کھا گیا ہے، یا کوئی افسر یا ڈی سی یا کوئی اور کھا گیا ہے۔ ہماری سڑک کا کام شروع کیا جائے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ ہمیں پکی سڑک دیں۔ وہ کچی سڑک ہے۔ بہت سے دیہاتوں کو ایک قصبے میں ملاتی ہے۔ اس میں پلیوں کی ضرورت ہے راستہ ایسا ہے کہ ٹانگہ بھی نہیں چل سکتا۔ بس اور گاڑی کے چلنے کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ وہاں کوئی ریلوے سٹیشن بھی نہیں ہے۔ وہی ایک کچی سڑک ہے جو بہت سے دیہاتوں کو قصبے کے ساتھ ملاتی ہے اور اپنی اجناس بھی ہم اس راستے سے منڈی تک لے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارے علاقے میں، سالکلہ پل میں، ماڈرن شوگر ملز ہے۔

اس کا شمار ایشیا کی سب سے بڑی ملوں میں ہوتا ہے۔ ضلع شیخوپورہ سے دوسرے علاقوں سے گنا مل تک لے جانا بہت مشکل ہے اور کوئی راستہ نہیں ہے، ماسوائے ایک راستے کے جو خانقاہ ڈوگراں سے مڑ کر بلوچاں اور سانگلہ ہل کو سڑک جاتی ہے اور وہ بھی ڈسٹرکٹ کونسل کی کچی سڑک ہے جو ہم نے ہی۔ ڈبلیو۔ بی میں شروع کروائی۔ لیکن وہ کوئی چار یا پانچ میل کی حد تک بن سکی ہے اور اگلی بنتی تو درکنار، پہلی بھی ٹوٹ گئی ہے اور جو چھ میل ہماری حکومت آنے سے پہلے بنی ہوئی تھی، اس میں گڑھے پڑے ہوئے ہیں۔ میں اس کے لیے بھی گزارش کرتا ہوں اور یہ تجویز پیش کرتا ہوں اگر اس سڑک کو محکمہ پانی و بجلی اپنی تحویل میں لے لے تو ملازمین کی سڑک بن سکتی ہے۔ جس کے لئے ہم نے اپنے ایکسین شیخوپورہ پانی و بجلی کو کئی دفعہ کہا اور ان سے کہہ کر اس کا کیس بھی تیار کروایا ہے اس نے بھی مجھے کہا اور جناب ہریکیڈیر صاحب نے بھی یہ فرمایا کہ اسمبلی سے اس کی منظوری لیں اور اسمبلی میں بات کریں تو پھر یہ سڑک ہم لے لیں گے اور آپ کو بنوا دیں گے۔ جناب والا! جس طرح میں نے خانقاہ ڈوگراں کی بات کی، اس سے بھی زیادہ ہمارا ایک اور پرانا اور بڑا قصبہ سانگلہ ہل ہے جس کی آبادی کم از کم چالیس پینتالیس پچاس ہزار کے قریب ہے اور وہاں کوئی لڑکیوں کا کالج نہیں ہے۔ اور لڑکیوں کو پڑھنے کے لئے وہاں سے لائل پور، شیخوپورہ یا لاہور کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں۔ ہم سال سے اخبارات میں پڑھ رہے ہیں، دو تین دفعہ اخبارات میں آ چکا ہے کہ سانگلہ ہل میں لڑکیوں کا انٹر کالج منظور ہو چکا ہے۔ اگلے سال بنے گا۔ لیکن ابھی ہم سن رہے ہیں کہ وہ بھی ضلع لاہور اور تحصیل چونیاں کو دیا جا رہا ہے۔ اس بات کی کوئی تصدیق نہیں ہوئی۔ پھر بھی یہ بات عام ہے اور سنا ہے اور مجھے یہی معلوم ہے کہ وہ بھی ہمیں نہیں مل رہا۔ جناب والا! ہم نے کون سا قصور کیا ہے۔ ہمارا کیا گناہ ہے۔ یہ کالج ہمیں ضرور دیا جائے۔ ان لوگوں کا بھی حق ہے۔ جناب والا! وہاں لڑکیوں کا انٹر کالج ہے۔ اس کو اگر ڈگری کا درجہ دیا جائے تو وہ بھی ہمارے وہاں کے عوام کی ایک پرانی خواہش ہے۔ میرے حلقہ انتخاب میں ایک قصبہ منڈی ڈھابہ سنگھ ہے جو

قصبہ بھی ہے ۔ جس کی آبادی کم از کم پندرہ بیس ہزار ہے ۔ ٹاؤن کمیٹی بھی ہے ۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس میں نہ تو کوئی ہسپتال ہے اور نہ ہی کوئی لڑکوں یا لڑکیوں کا ہائی سکول ہے ۔

جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر تعلیم سے دست بستہ عرض کرتا ہوں کہ وہاں لڑکیوں کا ہائی سکول بھی ضروری ہے اور لڑکوں کا بھی ہسپتال بھی اگر ہو سکے تو وہ بھی ضروری ہے ۔ جناب والا ! ان معروضات کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : صوفی نذیر احمد (موجود نہ تھے) ۔ ملک غلام نبی ۔

وزیر تعلیم : جناب سپیکر ! جہاں تعصب کار فرما ہو وہاں اعتراضات کی کمی ناممکن نہیں ہوا کرتی ۔ 77-976 1ء کا بجٹ کسی کے خلاف عدم اعتماد کا اظہار نہیں ہے ۔ 77—1976ء کا بجٹ کسی کے خلاف ناراضگی کا اظہار بھی نہیں ہے ۔ نہ بجٹ یہ تو اس طرح جھوٹ کا پلندہ ہے اور نہ اس میں مغلظات کا تعلق ہے ۔ یہ تو ایک حقیقت پسندانہ تجزیہ ہے اس دولت کا جو 77—1976 ء میں نئے منصوبے قوم کے سامنے آئیں گے اور جو منصوبے پہلے سے چل رہے ہیں ۔ یہ ایک چھوٹی سی بات ہے سادہ انداز میں خوبصورتی سے ، بغیر کسی کر وفر کے ، بغیر کسی غرور و تکبر کے جناب وزیر خزانہ ۔ اس بجٹ کو پیش کیا ہے ۔ اس کے لئے وہ یقیناً داد و تحسین کے مستحق ہیں کیونکہ بجٹ میں اگر وہ شور و شر کے ہنگامے پیدا کرنے اپنی تالی کو بروئے کار لاتے تو سمجھا جا سکتا تھا کہ شاید یہ شخص اپنے تصورات کو پیش کر رہا ہے ۔ لیکن آج یہ بجٹ اس حکومت کے تصورات کی عکاسی کر رہا ہے جو حکومت اس صوبے میں اس ملک میں پچھلے پانچ برسوں سے ہے ۔ اس حکومت کا ایک تصور ہے جس کو اس معزز ایوان میں کئی بار زیر بحث لایا گیا ہے کسی نے منشور کا ذکر کیا کسی نے ان وعدوں کا ذکر کیا اور کہا کہ کہ حکومتی پارٹی اس سے انحراف کر چکی ہے ۔

جناب والا! سب سے پہلے میں ان معزز اراکین کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ منشور ایک ایسی چیز ہے جس کی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک منشور وہ ہوتا ہے جو کسی قائد کو ورثے میں ملتا ہے۔ ایک منشور وہ ہوتا ہے جو کسی پارٹی کو بنانے والا خود بناتا ہے، اس کا وہ مصنف ہوتا ہے اس کا وہ خالق ہوتا ہے۔ ایک منشور وہ تھا جب مسلم لیگ نے 1906ء میں جنم لیا تو 1937ء میں وہ قائد اعظم کے پاس آیا اس منشور کی نوعیت بالکل جداگانہ تھی۔ قائد اعظم نے اس منشور کو ایک نئی زندگی عطا کی اور قوم نے کبھی یہ سوال نہیں کیا تھا کہ منشور کیا ہے۔ قوم یہ دیکھتی تھی کہ قائد اعظم کیا فرماتے ہیں۔ آج بھی آپ اخبارات میں دیکھیں گے کہ قائد اعظم نے یہ فرمایا قائد اعظم نے یہ کہا تھا۔ کیونکہ جو کسی جماعت کا کسی تحریک کا قائد ہوتا ہے اس کے افعال اور اقوال ہی سب سے بڑا منشور ہوتا ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی جس کا وجود پہلے نہیں تھا۔ پاکستان پیپلز پارٹی ایک شخص کی کاوشوں اور کوششوں کا نتیجہ تھا جس نے اس وقت کے ملکی حالات کے پیش نظر اپنے خیالات کو اس سانچے میں ڈھالا کہ اگر اس قوم کے ساتھ یہ زیادتی ہوتی رہی جو آج سے 24 برس پہلے روا رکھی گئی ہے تو پھر خدا حافظ ہے۔ یہ آزادی جس کا ہم نام لے رہے ہیں یہ ملک جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس ملک کا کیا بنے گا۔ وہ ایک نئے انداز فکر سے آگے بڑھے اور انہوں نے ایک منشور کو ترتیب دیا منشور کے وہ خالق تھے، اس منشور کے وہ خود مصور تھے اگر وہ تصویر تھی، اگر وہ کتاب تھی تو وہ اس کے مصنف تھے اگر آج ضرورت پیدا ہوتی اگر کوئی بات پیدا ہوتی ہے۔ کہ اس بات کے کیا معنی ہیں میں نے قائد اعظم کا ذکر کیا آج ایسے لوگ بھی ملک میں موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ پاکستان ریزولیوشن 1940ء اس وقت کے منٹو پارک اور آج کے اقبال پارک میں پاس ہوا تھا اس میں دو پاکستانوں کی نشاندہی کی گئی تھی میں ان میں سے ہوں جو ایک پاکستان کے حق میں تھے کیونکہ اس وقت تو کسی کو یہ فرصت ہی نہیں تھی کہ ایک ہیں یا دو ہیں۔ قائد اعظم کی آواز جو تھی وہ آخری آواز تھی ساری قوم اس آواز کے سامنے جھکتی تھی، کسی کو یہ سوچنے

نہیں تھا کہ وہ یہ سوچتے کہ ان الفاظ کے اندر کیا بندش رکھی گئی ہے۔ یا کیا کچھ نہیں رکھا گیا پھر کیف یہ ایک بات چل نکلی ہے۔ جناب والا! آج اگر قائد اعظم زندہ ہوتے تو اس مسئلہ کا فیصلہ آن واحد سے پہلے وہ کر دیتے کہ میرے ریزولیوشن میں ایک پاکستان کی تصویر تھی، ایک پاکستان کا خواب تھا۔ لیکن آج جب ہم پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور کا ذکر کرتے ہیں اور اس پر میرے دوستوں نے بہت بڑھا چڑھا کر باتیں کرتے ہیں، اسلامی سوشلزم وغیرہ وغیرہ یہ سب باتیں کہتے ہیں لیکن ان سب باتوں کا فیصلہ کرنے والا آج کی دنیا میں موجود ہے۔ آج ہمیں اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ غالب کے اس شعر کی تشریح کے لیے غالب کو کہاں سے لائیں گے۔ بہت سے شاعر پیدا ہو چکے ہیں جو مختلف پہناوا دیتے ہیں، لیکن آج پاکستان پیپلز پارٹی کے اس منشور کا خالق موجود ہے۔ جس چیز کے متعلق تم چاہتے ہو وہ اس کے افعال اقوال، اس کے احکامات، اس کا انداز فکر، اس کا وہ ذکر جو کسی انداز سے وہ کرتا ہے۔ وہی ہمارے لئے منشور ہے۔ ہمیں کاغذ پر لکھے ہوئے ان منشوروں کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں آج اس منشور کی ضرورت ہے جو قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو اس ملک میں کہتا ہے۔ مستقبل میں منشور کو کوئی نہیں لکھے گا قائد عوام کی کہی ہوئی باتوں کو لکھا جائے گا۔ قائد عوام کی آج بھی باتیں اخبارات میں آتی ہیں۔ ٹیلی ویژن پر آتی ہیں، ریڈیو پر آتی ہیں کہ یہ قائد عوام نے فرمایا۔ جب یہ بات ہوتی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پر توضیح کی ضرورت نہیں کہ فلاں بات کس طرح ہے۔ اگر انہوں نے یہ کہا جیسا کہ خاص طور پر اس پر زور دیا گیا ہے اور حزب اختلاف یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتی کہ پر فریب نعرے جو ہم نے دیئے۔ اگر میں پر فریب نعروں کو یہ کہوں کہ وہ پر یقین نعرے ہیں کیونکہ قوم کو ان پر یقین تھا، اگر فریب میں ہوتے تو شائد وہ بھاگ جاتے۔ پر یقین اس لئے تھے کہ آنے والے پانچ سال بھی اس بات کی دلالت کر رہے ہیں اور دھندلے سے تصورات دیکھ رہے ہیں جو آج نمودار ہو چکے ہیں اور وقت بتا رہا ہے کہ آنے والے پانچ سال بھی اس شخص کے زیر نگین ہوں گے اور یہی پاکستان پیپلز پارٹی پھر بر سر اقتدار آئے گی اور ملک پھر اس کی

[illegible] ہوا کا اور [illegible] کہ جس کی اس [illegible] کے [illegible] میں وہ یہ ثابت کر دیں گا کہ [illegible] اپنے [illegible] سے نکالنے تھے وہ درخت جو اس نے لگایا تھا آج وہ [illegible] چکے ہیں۔ اور اس سے آج [illegible] کہا رہے ہیں یہ [illegible] ایک ایسی بات ہے جس کے لیے نہ کوئی [illegible] کی کوئی ضرورت ہے نہ کوئی بات کرنے کی ضرورت ہے۔

ہم نے کہا "کہ روٹی کپڑا اور مکان"، تو یہ کون سی بڑی بات ہے۔ ہر فرد کا یہ حق ہے۔ اور ہر حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے عوام کو روٹی کپڑا اور مکان دے۔ جب انہوں نے خود کہا اور جاتے جاتے سیف اللہ خان صاحب نے کافی حد تک اپنے استدلال سے اس مسئلہ کو آگے پیش کیا یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اور انہوں نے اپنے دلائل اور استدلال سے یہ ثابت کیا کہ مقصد کیا تھا اور خود قائد عوام نے یہ کہا کہ میرا مقصد یہ نہیں تھا کہ ایک جادو گر آسمان سے ایک رسی سے بالٹی کپڑا لا رہا ہے۔ روٹی لا رہا ہے مکان لا رہا ہے یہ بات نہیں ہے جب یہ کہا تھا تو اس کا مقصد یہ تھا کہ روٹی تو ہم چلے بھی کھاتے تھے آج بھی کھاتے ہیں۔ روٹی مزارع بھی کھاتا ہے ہمارے ملازم بھی کھاتے ہیں۔ کسان بھی کھاتا ہے زمیندار بھی کھاتا ہے اس کا مقصد یہ تھا کہ غیرت کی روٹی کھاؤ۔ اس قوم کو مانگنے سے دور لے جاؤں گا۔ تصورات کو اس طرح بدل دوں گا کہ قوم اپنے اندر خود داری کو جنم دے گی۔ جو اپنی روٹی کو خود کمائے، اگر وہ غیرت سے اس روٹی کو کمائے گی تو اس میں یہ شان پیدا ہو گی کہ وہ بڑے سے بڑے آدمی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے کے قابل ہو گی۔ اور اس کو یہ بتا سکے گی کہ وہ اس ملک کا آزاد فرد ہے۔ جس طرح بڑے سے بڑا زمیندار بڑے سے بڑا سرمایہ دار اور کمندار جو اس ملک کے اندر موجود ہے اس کمپنی کے اندر یہ بات تھی کہ جب تم اپنی فصلوں کو اگاؤ گے، جب تم اس کی زمین کے سینوں کو چیرو گے اور اس پر تم اپنی محنت و تاثیر سے کام کرو گے [illegible] ہمارے [illegible] کے [illegible]

مزدوروں کے ہوں ۔ یا قوم کے کسی عنصر کے ۔ اس پر اس نے (ذوالفقار علی بھٹو) کہا کہ میں نے ان بازوؤں سے تعمیر وطن کا کام لینا ہے سکولوں کے اندر ہو یا کالجوں کے اندر ہو ان کو تعلیم کے زیور سے لیس ہوکر باہر آنا پڑے گا ؛ مزدوروں کو فیکٹریوں میں جا کر کام کرنا پڑے گا ۔ کسانوں کو کھیتوں کے اندر جا کر کام کرنا پڑے گا ۔ تاکہ وہ بازو جو قدرت نے انہیں عطا کئے ہیں اس پاکستان کی تعمیر کے لئے وقف کر دیں ۔ جس پاکستان کے لئے قوم نے بے بہا قربانیاں دی ہیں ۔ 30 لاکھ ماؤں بہنوں کی عصمتیں اس پاکستان کے لئے لٹی ہیں تو یہ پاکستان کوئی معمولی چیز نہیں تھا آن واحد میں دنیا کے نقشے میں ابھرا ، پاکستان کا نام دنیا نہیں جانتی تھی ۔ اس کے جغرافیہ سے بھی نابلد تھا کسی کو اس بات کی توفیق نہیں تھی جو بتاتا کہ یہ کون سی چیز ہے جو قائد اعظم لے کر آ رہا ہے ۔ بہر کیف یہ پاکستان آیا اور اس نے روٹی کپڑے اور مکان کے لئے جب یہ کہا کہ آؤ اس زمین کے سینوں کو چیرو اس میں سے گیہوں پیدا ہوگی ، کپاس پیدا ہو گی ۔ اپنی فیکٹریوں کے اندر کپاس کو لے جاؤ ، مزدور اس انداز سے کپڑا بنے گا ، کہ کپڑے سے آپ زر مبادلہ کمائیں گے ۔ اپنی قوم کے ستر کو ڈھانپیں گے اس کے بعد کپڑے کے معاملہ میں اپنی قوم کو خود کفیل کر دیں گے مگر وہ کس طرح ہو گا ۔ اگر کام کریں گے کام پر انہوں نے زور دیا وہ قومیں جو اپنے کام کو عبادت کا درجہ دیتی ہیں وہی اپنی ترقی کی منازل طے کرتی ہیں ۔ بیٹھے ہوئے باتیں کر دینے سے تو کوئی بات نہیں ہوگی ۔ تنقید کرنے سے تو کوئی مسئلہ حل نہیں ہو گا میں یہ نہیں کہتا کہ ملک میرا ہے ، میں یہ نہیں کہتا کہ میں اس ملک کا ٹھیکیدار ہوں حزب اختلاف کے اراکین تمام وہ لوگ جو اس ملک میں بستے ہیں وہ اس طرح اس کے بہی خواہ ہیں جس طرح میں ہوں ۔ میری تو یہ تمنا ہے کہ وہ آئیں اور اس ملک کو بچائیں ۔ ہم نے بھی دنیا کے اندر ایک مقام پیدا کرنا ہے ۔ ہم نے بھی دنیا کو بتانا ہے کہ پاکستان ایک زندہ ملک ہے ، ہم نے بھی دنیا کو یہ سبق دینا ہے کہ پاکستانی قوم ایک زندہ قوم ہے ۔ آخر اس میں کیا اور کون سی قباحتیں ہیں ، کہ ہم پاکستانی قوم کو دنیا کی زندہ قوم نہیں بنا سکتے ۔ اور وہ کون سے عوامل

ہیں جو ہمارے راستے میں حائل ہیں یہ وقت کی باتیں ہوتی ہیں لیکن کوئی بھی بات تھی میرے وہ دوست جو کل تک جنہیں میں آج اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں انہوں نے اس پاکستان پیپلز پارٹی سے جنم لیا ان کا آغاز ان کی سیاست کا آغاز اسی پارٹی سے ہوا ۔ آج انہوں نے اپنی اس آزادی کو اسیری میں بدلنے کی کوشش کی اور وہ ان بنچوں پر جا بیٹھے صرف اس لئے کہ شائد ان کے ذہن میں کوئی اور بات ہو گی کہ شائد وہ اس طرح سے ملک کی کوئی زیادہ خدمت کر سکتے ہیں میں ان کے ایمان پر ، میں ان کے یقین پر انداز فکر ، کو میں چیلنج نہیں کرتا لیکن میری ان سے یہ درخواست ہے کہ وہ پودا جو انہوں نے خود لگایا تھا اور میں ان سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ رجعت پسندوں کو اپنے راستوں سے ہٹانے کے لئے یہی ایک راستہ تھا ۔ عوام کے اندر اس شعور کو پیدا کرنے کے لئے ، آپ عوام میں اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کر رہے تھے ، جو ان کو آپ زندگی عطا کر رہے تھے اس میں آپ کا حق ہے اس میں آپ کا ہاتھ ہے ۔ تو آپ سوچیے کہ آپ کس سمت میں جا رہے تھے ہمیں تو آج اس قوم کو بنانا ہے ، اکیلے آدمی کا یہ کام نہیں ہے کسی اکیلی جماعت کا یہ کام نہیں ہے ہم سے جو کچھ ہو گا ہم تو کر ڈالیں گے اور جیسے میں نے کہا کہ آنے والے پانچ سال اس بات کا فیصلہ کر دیں گے کہ اس دنیا کے اندر کہ یقینی طور پر پاکستان بھی دنیا کی ایک عظیم ہے ۔ اور ہم اس کو بنا کر رہیں گے ۔ جس انداز سے ہم کر رہے ہیں اب میں ہماری طرف کوئی کمی نہیں ہو گی ۔ اب میں اس مکان کا ذکر کرتا ہوں مکانوں کے لئے ہم نے جو کچھ کیا جس انداز سے ہم لوگوں کے پاس گئے اصلاحات کیں ۔ کوئی ایک ہو تو میں اس کا ذکر بھی کروں آپ اس کے چرچے سن رہے ہیں ۔ ہم نے کیا کچھ کیا اور کیا کچھ کرنے والے ہیں فیکٹریوں کے اندر ، تعلیمی میدان کے اندر ہسپتالوں کے اندر ، جیلوں کے اندر ، جب ہر جگہ پر عوام آپ کی طرف بڑھ رہے ہیں وہ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے مطالبات پورے ہو رہے ہیں ۔ اور آگے چل کر اور زیادہ پورے ہوں گے ۔ اور یہ اسی صورت میں ہوں گے جب آپ اپنے عوام میں کام کرنے کی عادت ڈالیں گے ۔ آپ کسی فرد کی طرف انگلی اٹھا کر دیکھیے ہر ایک

جناب والا ! خان بہادر سے کم نظر نہیں آئے گا ۔ اور وہ جو انداز تھا ، وہ جو احترام آدمیت تھا وہ جو عظمت انسانیت تھی وہ آج مفقود ہو کر رہ گئی ہے ۔ ہم نے اس سے قوم کو لیس کرنا ہے ۔ اور یہ کس طرح ہو گی اس کے لئے تمام لوگوں کی نظریں جناب ذوالفقار علی بھٹو کی جانب لگی ہوئی ہیں ۔ دنیا کی کوئی قوم اگر عظیم بن سکتی ہے تو وہ ایک ہی طریقہ ہے اور وہ تعلیم ہے ، تمام بلندیاں تمام ارتقاء ، وہ قوم حاصل کر سکتی ہے جو زیور تعلیم سے مرصع ہو کر میدان عمل میں نکلے گی ۔ بجٹ آپ کے سامنے ہے مرکز کا بجٹ بھی آپ کے سامنے ہے ، تمام کوششیں جو مرکز اور صوبوں کی طرف سے کی جا رہی ہیں یہ سب اس میدان کے لئے کی جا رہی ہیں کہ تعلیم عام ہو سکے ۔ تعلیم کے لئے 114 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جو کچھ کم نہیں ہے ۔ یہ آپ کے بجٹ کی ایک تہائی سے زیادہ ہے ۔ اس لئے کہ وہ جہالت کی ظلمتیں اور اندھیرے جو چھائے ہوئے ہیں ان کو دور کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ نہ ڈنڈے سے کیا جا سکتا ہے نہ وہ تقریروں سے کیا جا سکتا ہے وہ صرف اور صرف تعلیم سے کیا جا سکتا ہے اور ہم نے اس سلسلہ میں پوری کوشش کی ہے کہ تعلیم کو پنجاب کے کونہ کونہ میں لے جائیں تاکہ ہر شخص تعلیم سے بہرور ہو سکے ۔ جناب والا ! اس راہ میں بہت سی مشکلات بھی ہیں جو آپ کے سامنے ہیں تعلیم کا محکمہ کوئی چھوٹا سا محکمہ نہیں ہے جس کے اندر کوئی دس آدمی کام کرتے ہیں جناب والا ! اس کے دو لاکھ کے قریب ملازمین ہیں اور مسائل اتنے زیادہ ہیں کہ ہر گھر کے اندر یہ تڑپ موجود ہے کہ ان کا بچہ زیور تعلیم سے آراستہ ہو اور ہم اس کے لئے پوری کوشش کر رہے ہیں ، پرائمری سکول سے لے کر سیکنڈری سکولوں اور کالجوں تک جگہ جگہ ہم کوششیں کر رہے ہیں ۔ لیکن جناب والا ! اس کے لئے ہم نے اس جذبہ کو جنم دینا ہے اس عزم کو جنم دینا ہے ، اپنی نوجوان نسل کو یہ عزم دینا ہے کہ وہ تعلیم حاصل کریں ۔ اس کو ہم نے ماضی کے ان واقعات سے روشناس کروانا ہے کہ ان کے بڑوں نے اس ملک کو حاصل کرنے کے لئے کیا کیا قربانیاں دی

نہیں ۔ یہ ملک کوئی خالہ جی کا گھر نہیں ہے ۔ جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ جب میں نے وزارت کو قبول کیا اور میں یہاں پر آیا تو میں نے کالجوں کے اندر احکامات جاری کئے اور میں نے قائد اعظم کی سوسائیٹیوں کا انعقاد کیا اور میں نے کہا کہ قائد اعظم کی سوسائیٹیوں کو رائج کریں ۔ اور ان سوسائیٹیوں کے اندر مختلف الخیال لوگوں کو بلائیں اور قائد اعظم پر تقریریں کریں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ سال کے آخر تک 192 میگزین چترین کتابوں کی صورت میں قوم کے سامنے ہوں گے ۔ ان کی اطلاعات مجھے آ رہی ہیں اور ان کو وہ کمپائل کر رہے ہیں ۔ پھر جناب والا ! میں نے انہیں کالجوں کے اندر یہ احکامات بھی جاری کئے کہ جب کالج کا وقت شروع ہو تو وہ آ کر پہلے پاکستان کے پرچم کو سلامی دیں اور اس کے بعد وہ اپنا کام شروع کریں ۔ تاکہ جذبہ حب الوطنی پیدا ہو اور نئی پود یہ محسوس کرے کہ ہم جس پرچم کو سلامی دے رہے ہیں اس کی عظمت کیا ہے ۔ ؟ اور پرچم کی عظمت کے لئے قومیں کیا کچھ کرتی ہیں پھر جناب والا ! ان کو واقعات بتائے ان کے ساتھ جا کر مباحثے کئے ان کے دلوں کے اس جذبے کو بیدار کیا اور اس کے بعد میرا طالب علم اس چیز کو سمجھ چکا ہے ۔ ہم نے کالجوں میں سمسٹر سسٹم رائج کیا ہے چند انسان اس کو فیل کرنے کی کوشش کر رہے تھے اس طرح سے چل رہا ہے کہ آج ہائر تعلیم سے طالب علموں کو فرصت ہی نہیں ملتی کہ وہ اپنا وقت باواکوئی میں صرف کریں وہ پورے انہماک کے ساتھ اپنی تعلیم کو جاری کئے ہوئے ہیں ۔ ان کی کتابوں کی ضروریات ہم نے پوری کر دی ہیں ان کے استادوں کی ضرورت ہم نے پوری کر دی ہے ، جو ان کے جائز مطالبات ہوں ان کو پورا کرنے کی ہم پوری سعی کرتے ہیں ۔ جناب والا ! میں نے یہ احکامات جاری کئے کہ استادوں کو کالجوں کے اندر گاؤن پہن کر آنا چاہئے ۔ تاکہ اس کا اور اس کے طالب علم کا امتیاز کیا جا سکے ۔ جناب والا ! میں نے یہ ایک dignity استاد کو دی ۔ تاکہ وہ سمجھ سکے کہ میں نے کیا کرنا ہے پھر میں نے یہی نہیں کیا ۔ میری حکومت نے ان استادوں کو جن کی زبوں حالی

کی تصویر اس ایوان میں کھینچی جاتی تھی کہ یہ اپنے پرائیوٹ اداروں کو چلانے والوں کے سامنے جا کر سجدہ ریز ہوتے تھے ۔ ان کو ہم نے احساس خود داری دیا ان کو بستیوں سے نکالا ان سے کہا کہ سینہ تان کر چلو تمہیں وہی حق ہو گا جو آج ایک گورنمنٹ ملازم کو حاصل ہے ۔ اور یہی نہیں ہم نے ان کو پانچ پیشگی ترقیاں دیں ۔ اپنے خزانوں کو ان پر لٹا دیا ۔ اس توقع کے ساتھ کہ یہ لوگ کارآمد شہری بن سکیں ۔ اور کارآمد استاد بن کر اپنی پود کو زیور تعلیم سے آراستہ کریں گے ۔ اور ان کو فرسٹ کلاس طریقہ سے مرصع و مرقع کر کے میدان میں لائیں گے ۔ اگر استاد آج کوتاہی کرتا ہے اگر استاد کا ظرف آج اتنا اعلیٰ نہیں ہے تو اس میں گورنمنٹ کا کوئی قصور نہیں ہے ۔ گورنمنٹ اگر سختی سے کسی بات کو کرے گی تو میرے دوست کہیں گے کہ آپ سختی کر رہے ہیں اور میں خود سختی کا قائل نہیں ہوں محبت سے ، ہاتھ جوڑنے سے ، اگر میرا استاد اس بات پر راضی ہوتا ہے تو وہ قوم کو بنا دے گا ۔ اور میں جب یہ بات اپنے نوجوان بیٹوں سے کہتا ہوں کہ تم اپنے خاندان کی عزت بڑھاؤ ، تمہاری ماں ، تمہاری بہن تم پر ناز کرے گی ۔ جب تم پڑھ لکھ کر ایک چراغ بنو گے ۔ جب لوگ تمہاری طرف دیکھیں گے جب علاقہ تم کو دیکھے گا کہ فلاں خاندان کا چشم و چراغ کیا بن کر ابھرا ہے ۔ تمہارا خاندان تم پر ناز نہیں کرے گا ، تمہاری برادری تم پر ناز نہیں کرے گی ۔ بلکہ سارا ملک تم پر ناز کرے گا ۔ تمہاری قوم تم پر ناز کرے گی ۔ انہوں نے ان باتوں کو سمجھا ہے ۔ اور اس کے بعد جناب والا ! میں ایک اور قدم آگے جا رہا ہوں جس کے لئے میرے وزیر خزانہ نے اور میرے وزیر اعلیٰ نے فیصلہ بھی کر دیا ہے ۔ اور یہ فیصلہ چھٹیوں کے بعد لاگو ہو جائے گا ۔ جناب والا ! ہم نے ڈائرکٹوریٹ کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے ، سکولوں کے لئے علیحدہ ڈائریکٹوریٹ قائم کر دیا ہے اور کالجوں کے لئے علیحدہ ڈائریکٹوریٹ قائم کر دیا ہے تاکہ کام میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو اور کام پوری شان کے ساتھ ہو ۔ اور کام میں رکاوٹیں پیدا نہ ہوں ۔ ہماری طرف سے بھی کچھ کوتاہیاں ہوئی ہیں مثلاً ہم اس

قابل نہیں ہیں کہ سارے علاقوں میں سواری کا انتظام کر سکیں ۔ میرے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر دور دراز علاقوں میں جانے سے گریز کرتے ہیں ۔ ان کے پاس سواری کا کوئی انتظام نہیں ہوتا تا کہ وہ دیہاتوں میں جا سکیں ۔ ہم اس کے لئے بھی پوری کوشش کر رہے ہیں ۔ میں وثوق سے کہتا ہوں اور میں ۔ وزیر خزانہ صاحب سے بھی بات چیت کی ہے اور ہم اس سکیم کو بھی آگے لا رہے ہیں ۔ تا کہ کچھ جیپیں وغیرہ مہیا ہو جائیں ہماری نگاہ اس طرف ہے ۔ اور جو جو رکاوٹیں اس راستہ میں ہیں انہیں دور کرنا ہو گا ۔ اور ان کو دور کرنے کے لئے ہمارے پاس اور کوئی طریقہ نہیں ہے ۔ ہم ان سے یہ درخواست کریں گے کہ تم ایثار کا نمونہ بنو ، ایثار پیش کرو ، اپنے بچے اور بیٹوں سے جا کر کہو کہ تم نے پڑھنا ہے ۔ دیہات کی زندگی جناب والا ! پر سکون ہے ۔ شہروں میں تھوڑے بہت ہنگاموں نے سر اٹھایا تھا ۔ بہرحال میں اس بارے میں بھی کچھ نہیں کہنا چاہتا ۔ ماضی کو میں لعنت بھیجتا ہوں جو کچھ ہوا سو ہوا ۔ میری تو صرف ایک درخواست ہے جو میں نے حزب اختلاف سے بھی کی ہے کہ ہم نے اس ملک کو بنانا ہے ۔ قوم کو بنانا ہے اور اس میں ہم سب کو شریک ہونا چاہئے ۔ اور اگر ہم نے اس سے غفلت برتی تو پھر اس دنیا میں ہمارا کوئی نام نہیں ہو گا ۔ ابھی چند دنوں کی بات ہے میں ایک میٹنگ میں شریک تھا جس میں وزیر اعظم پاکستان بھی شامل تھے ۔ انہوں نے فرمایا کہ جب میں کوریا گیا تو وہاں میں نے دیکھا کہ پانچ پانچ سال کی بچیوں نے اس انداز میں گلدستے پیش کئے کہ وہ نہایت چاک و چابند نظر آ رہی تھیں اور مجھے افسوس ہوا کہ ہمارے بچے جنہیں ہم وہاں پر لے کر جاتے ہیں ۔ ہم انہیں کہتے ہیں ۔ آگے ہو جاؤ ۔ آگے ہو جاؤ ۔ یہ زندگی جو ان قوموں کے اندر پیدا ہو گئی ہے یہ انداز over night پیدا نہیں ہوا ۔ اس کے لئے ساری قوم نے کوشش کی ہے ۔ ساری قوم آگے بڑھی ہے ۔ ایک جذبہ ایک عزم ان قوموں کے اندر پیدا ہوا ۔ عزم سے زیادہ دل خوش کن پودا زمین کے سینے سے آج تک پیدا نہیں ہوا ۔ یہ ایسا جذبہ ہے جو نہتی قوموں کو بڑی بڑی عظیم قوموں سے مقابلہ کروا دیتا ہے ۔ ابھی کل کی بات ہے کہ 35 برس تک کس طرح ویت نام جکڑا

رہا اور کس طرح امریکہ اس کو اپنے گولوں کا نشانہ بناتا رہا لیکن ویت نام کا عزم تھا کہ اس نے اپنے آپ کو surrender نہ کیا ۔ اپنے آپ کو ان کے سامنے جھکنے کو اپنے لئے ایک ظلم عظیم سمجھا اپنے لئے ایک گناہ کبیرہ سمجھا ۔ انہوں نے کہا ویت نامی مٹ سکتے ہیں دنیا سے ختم ہو سکتے ہیں لیکن غلامی کبھی قبول نہیں کریں گے وہ اتنی بڑی طاقت جو تمام دنیا کو للکار رہی ہے 35 برس کے بعد اس کو دم دبا کر وہاں سے بھاگنا پڑا ۔ قائد اعظم کے پاس کیا تھا ۔ نہ فوج تھی نہ سروسز تھیں ، نہ پولیس تھی نہ کوئی سرمایہ دار ساتھ تھے ۔ اپنے ہی راستے میں رکاوٹیں پیدا کر رہے تھے ۔ غیر تو غیر تھے ہی ۔ اپنے ہی راستے میں رکاوٹیں پیدا کر رہے تھے ۔ انہوں کی بھی کوئی کمی نہیں تھی ۔ مگر ان کا ایک استقلال تھا ۔ وہ ایک پر عزم انسان تھا اور سارے کارواں کو اپنے ساتھ چلا رہا تھا ۔ آج تو ہمارے پاس سب کچھ ہے آج کونسی کمی ہے کون سی چیز ہے جو ہمارے پاس نہیں ہے اگر کوئی کمی ہے تو ہمارے ایک ہونے کی ۔ ذہنوں کے انتشار کو دور کرنے کی کمی ہے ۔ اگر کمی ہے تو اس بات کو سوچنے کی کہ آج ایک بڑا ہے کل دوسرا بڑا اور پرسوں تیسرا بڑا ہو گا ۔ ہم نے اس ملک کو چلانا ہے ۔ یہ کہنا کہ جب تک جناب ذوالفقار علی بھٹو کو ہم ہٹا نہ لیں گے کام نہیں چلے گا ۔ یہ مشکل ہے ۔ "این خیال است و محال است و جنوں" یہ نہ ہو سکے گا ۔ کیونکہ اس شخص نے اپنی زندگی اور جوانی اس ملک کی خدمت کے لئے وقف کر دی ہے ۔ دیکھیئے یہ صبح کہیں ہوتا ہے شام کہیں ہوتا ہے ، دن کہیں ہوتا ہے رات کہیں ہوتا ہے یہ کس لئے جا رہا ہے ان قوموں سے جا کر کیوں اپیل کرتا ہے ۔ کہ خدا کے لئے میرے چھوٹے سے ملک پر رحم کریں ، مجھے زندہ رہنے کا حق دو ۔ میرے ساتھ سازشیں مت کرو ۔ میرے آدھے ملک کو تم نے سازشیں کر کر کے مجھ سے چھین لیا ہے ۔ اب میں زندہ رہنا چاہتا ہوں ، نہ میری لکیریں للچائی ہوئی ہیں جو کسی دوسرے ملک کی سرحدات کی طرف نہیں اٹھ رہی ہیں ۔ نہ میں کسی قوم کو ہتھیانا چاہتا ہوں نہ کسی کی آزادی سے کھیلنا چاہتا ہوں ، لیکن خدا کے لئے تم بھی باز رہو ۔ میں تمہیں بھی اجازت نہیں دوں گا کہ تم میری آزادی سے کھیلو میں کسی بھی ملک کو اپنی آزادی سے

کھیلنے کی اجازت نہیں دوں گا ۔ یہ کس لئے کہتا ہے ۔ وہ اس لئے کہتا ہے کہ یہ قوم بچ سکے ۔ تاکہ یہ قوم پھلے پھولے ملک پھلے پھولے اور آگے بڑھے ۔ اور اس کی عظمت اور وقار میں اضافہ ہو ۔ اور دنیا اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھے ۔ مجھ سے پہلے میرے تمام دوستوں نے وہ باتیں کہہ دی ہیں کہ ہم نے کیا کچھ حاصل کیا ہے ۔ ہماری قوم نے کیا کچھ کیا ہے ۔ قوم سے ہمیشہ میری مراد پاکستان پیپلز پارٹی ہے ۔ جو ہر سر اقتدار پارٹی ہے ۔ پاکستان پیپلز پارٹی ایک قوت ہے ۔ اور ایک طاقت ہے ۔ اس کا ایک انداز فکر ہے ۔ اس کا ایک مطمع نظر ہے ۔ پاکستان پیپلز پارٹی کا لیڈر اپنی شبانہ روز کوششوں سے اپنی سعی پیہم سے ایک ایسے جذبے کو ایک ایسے ولولے کو پیدا کر رہا ہے کہ وہ قوم ابھر رہی ہے چند دن پہلے انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ خدا پاک کی قسم اگر میرے پاس دنیا کی ساری نعمت آ جائے تو میں اپنی قوم کے قدموں میں نچھاور کر دوں ، اور اپنی قوم سے کہوں کہ اس دولت کو لے جاؤ اور اس ملک کے کونے کونے سے ظلمت اور اندھیروں کو دور کر دوں ۔ اور اسے علم کی روشنی سے بھر دو ۔ تاکہ تعلیم حاصل کر کے جب یہ قوم ابھرے تو پھر میں اپنے مقصد میں پورا اتروں گا ۔ یہ اس کی تمنا ہے ۔ یہ اس کے احساسات ہیں ۔ اور پھر ان سے کون بہتر جانتا ہے ۔ جو ان کے قریب رہے ہیں ۔ اور جنہوں نے اس سے سیکھا ہے جس نے اس کی جوتیاں سیدھی کی ہیں ۔ جس نے ان سے سب کچھ سنا ہے ۔ ان سے کون زیادہ بہتر جانتا ہے ۔ ہم تو شاید بعد کی پیداوار ہوں گے ۔ ہم تو پرانے قافلوں کے ساتھی تھے ۔ ہم نے تو یہاں سے کچھ نہیں سیکھا ہے ۔ لیکن اب ہم یہاں پر آئے ہیں ۔ تو ہم نے بھی وہ کچھ سیکھا ہے ، ہم نے ایک لگن کو سیکھا ہے ایک تڑپ کو سیکھا ہے ۔ ایک نوجوان کے سینے میں اس تڑپتے ہوئے دل کو دیکھا ہے ۔ جس طرح وہ کہتا ہے کہ اے خدا وند میری قوم اور میرے ملک کو اتنا ہی بلند کر دے جتنا کہ تو نے دوسری قوموں کو کیا ہے جو زندہ و تابندہ ہیں ۔ یہ کوئی کم جذبہ نہیں ہے ۔ اس جذبہ سے پھر جو کچھ ہوا ہے اس سے میرے دوست واقف ہیں ۔ انہوں نے ان کے کارنامے گنوائے ہیں کہ انہوں ۔ کیا کیا کیا ہے ۔ یہ منشور اور فلاں باتیں یہ میرے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتے ہیں ایک انسان کی

زندگی ہمارے سامنے ہے ۔ میرے لئے قائد عوام کی باتیں ، ان کا طرز عمل ، ان کا طرز مخاطبہ ، ان کے اعمال ، ان کے افعال ، یہ سب میرے لئے وہ منشور ہیں ۔ میں لکھے ہوئے منشور سے انکار کرتا ہوں ۔ میرے لئے کوئی منشور نہیں ۔ کیا منشور پر بھی کسی نے نگاہ ڈالی ہے کہ منشور کے اندر کیا لکھا ہوا ہے ہاں دنیا کے اندر صرف اور صرف ایک منشور ہے ۔ جس کی طرف دنیا نے ہمیشہ نگاہ کی ہے ۔ جس میں پوری ایک قوم کو بنانے کا نسخہ موجود ہے اور وہ نسخہ الحمد سے لے کر والناس تک ہے ۔ اس میں نہ زیر بدلی ہے اور نہ زبر بدلی ہے اور اس کو بنانے والا یہ کہتا ہے کہ یہ میں نے نہیں لکھا ہے ۔ یہ سب کچھ مجھے میرے خدا نے لکھوایا ہے ۔ اور وہ صرف لے کر آیا ہے ۔ اب وہ سب کچھ کر رہا ہے ۔ میں اس کے لئے یہ سب کچھ کہوں گا ۔ کہ میری تقریر کا انداز عاجزانہ ہے ۔ میں نہایت انکساری سے ، محبت سے ، پیار سے کہتا ہوں ۔ میں کسی پر کیچڑ اچھالنا نہیں چاہتا ہوں ، بلکہ بعض اوقات دلوں میں کدورت ہوتی ہے ۔ کچھ انتشار ہوتا ہے ۔ طبیعت مانتی نہیں ہے یہ واقعہ کوئی نیا نہیں ہے آپ دیکھئے علامہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اے رسول اگر تو ایک ہاتھ میں چاند کو لے آئے گا اور دوسرے ہاتھ میں سورج کو لے آئے گا ، تو تو پھر بھی ان کے دلوں کو موم نہیں کر سکے گا ۔ تو ان کو راہ راست پر نہیں لا سکے گا ۔ کیوں کہ ان کے دل بند ہو چکے ہیں ۔ یہ سنتے ہیں مگر انکار کرتے ہیں کہ ہم نہیں سن رہے ہیں ۔ دیکھ رہے ہیں مگر کہتے ہیں کہ ہم نہیں دیکھ رہے ہیں ۔ اس کا کیا ہو سکتا ہے ۔ یہ باتیں آپ کے سامنے ہیں ۔ اس کے لئے ہمیں آگے بڑھنا ہو گا ۔ ہمیں ایک سبق سیکھنا ہو گا ۔ ہماری اپنی ایک تاریخ ہے ۔ اور ہاں ! پھر یہ کس کو توفیق ہوتی کہ قائد اعظم کی سینٹیری منائے ۔ قائد اعظم کی صد سالہ تقریبات جو ہم کر رہے ہیں ۔ یہ ہم اس محسن اعظم کی یاد میں یہ دن منا رہے ہیں ۔ یہ سب کون کر رہا ہے ۔ پاکستان پیپلز پارٹی کر رہی ہے ۔ وہ میرے ساتھی جن کے ساتھ میں کبھی اس کارواں میں تھا ، وہ ساتھی جو کہ آج مجاوروں کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں ۔ اور اس مسلم لیگ کے چڑھاوے پر بسر اوقات کر رہے ہیں ۔ وہ مسلم لیگی نہیں ، میں ان کو مخاطب نہیں کر رہا ہوں ، میرا ان سے خطاب نہیں ہے

میں تو ان سے مخاطب ہوں جو آج اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں جو اس مسلم لیگ میں قائد اعظم کے ساتھی تھے ۔ جو اب گھروں میں روپوش ہو چکے ہیں ۔ جو چھوڑ گئے ہیں ، ان کی ہمتیں پست ہو گئی ہیں ۔ وہ میزانوں کا مقابلہ کرنے میں ناکام ہو چکے ہیں ۔ جو ظلم و ستم اس ملک کے اندر ہوا ہے ۔ جس شان سے اور جس انداز سے انہوں نے اس مسلم لیگ کو ختم کیا ہے ۔ ایک مسلم لیگ 3 مسلم لیگوں میں بٹ گئی ۔ کیونکہ کہ اس کا قائد اس دنیا میں موجود نہ تھا ۔ ورنہ کسی کی طاقت نہیں تھی کہ اس مسلم لیگ کے اندر تقریب ہوتی ۔ اور آج ہم اس مسلم لیگ کے نام کو کریدہ رہے ہیں ۔ کہ مسلم لیگ نے یہ کیا ۔ مسلم لیگ نے وہ کیا ۔ اس کے باوجود بھی ان کو کبھی یہ توفیق نہ ہوئی کہ وہ یہ کہتے کہ ہم مسلم لیگ کا دن منائیں ۔ اور ان کے زمانے میں قائد اعظم ثانی بھی بنے ۔ قائد اعظم کا نام لینا جرم تصور ہوتا تھا ۔ مجھے یاد ہے کہ کسی نے مجھ سے ایک دفعہ کہا تھا ۔ تم کیا قائد اعظم کا نام لیتے ہو ۔ میں نے اسے یہ کہا کہ میں سب کو جہنم میں ڈالتا ہوں ، اگر میرے محسن کو قوم بھول جائے گی ۔ تو میں کسی کو محسن ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں ، یہ تو میرا انداز فکر تھا ۔ اب میں قائد اعظم کے بعد جناب ذوالفقار علی بھٹو کو صد تحسین اور سلام کرتا ہوں ، اور اس ایوان سے سلام کرتا ہوں ، جنہوں نے یہ کہا کہ قائد اعظم کے بعد کوئی قائد ایسا نہیں ہے جس کو میں اس قابل سمجھوں اگر ملک کے اندر نام قائم رہے گا تو قائد اعظم کا رہے گا ۔ جب تک یہ ملک رہے گا ۔ اس وقت تک قائد اعظم رہے گا ۔ اور اس قائد کا دن منانے کے لئے میں نے اس سال کو مختص کر دیا ہے ۔ اور میں نے کہا ہے کہ جاؤ اور ان سکولوں میں ان ننھے منے بچوں کے اندر قائد اعظم کے نقوش اس طرح ثبت کر دو کہ جب تک وہ بھی اس ملک کے اندر زندہ رہیں تو وہ قائد اعظم کے نام کے پجاری رہیں ۔ اور قائد اعظم کی تعلیمات کو اپنے سامنے رکھیں اور جب دنیا سے رخصت ہوں تو وہ قائد اعظم کے نقوش کو اپنے سینوں میں لے جائیں ، یہ کام کس نے کیا ۔ یہ پاکستان پیپلز پارٹی نے کیا ۔ جس کے منشور کے متعلق آپ بڑبڑا رہے ہیں ، منشور میں کیا ہے ، کیا یہ منشور میں لکھا ہے کہ ہم قائد اعظم کی صد سالہ تقریبات منائیں گے ۔ کیا یہ منشور میں لکھا تھا کہ پاکستان پیپلز پارٹی قائد اعظم کا سال منائے گی

منشور کیا ہے ؟ کچھ نہیں ہے ۔ قائد عوام کی زندگی کو دیکھو ۔ ان کی تعلیمات کو دیکھو ۔ ان کو دیکھو کہ وہ کیا کر رہے ہیں ان کی تعلیمات ، ان کے افعال ، ان کے اقوال ، ان کی باتیں ، لکھی جائیں گی ۔ اور اس کے بعد ایک دوسرا سال ہم 1977 میں منا رہے ہیں ، اور وہ سال اس تصور پاکستان کے خالق علامہ اقبال کا ہے اور ہم یہ 1977 میں منا رہے ہیں کس کو توفیق ہوئی ۔ یہ پاکستان پیپلز پارٹی کو ہوئی ہے اس لئے کہ وہ چاہتی تھی کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے پاکستان کو جنم دیا ہے ۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس کی زبوں حالی ، اور اس کی فرسودہ حالی پر رحم کھایا ہے ۔ اس قوم کو پستیوں سے نکالا ہے ۔ یہ قوم قعر مذلت میں گھری ہوئی تھی ۔ یہ عصبیت کی مریض تھی ۔ اضطراب و پراگندگی کا شکار تھی ۔ اپنے دل کی بات کہنے سے عاجز تھی ۔ اس قوم کو اٹھایا گیا ۔ کس نے اٹھایا ؟ قائد اعظم نے اٹھایا اور اس کو علامہ اقبال نے تصور دیا ۔ کہ جب قائد اعظم 1937ء میں لندن سے تشریف لائے ۔ تو اقبال نے کہا تھا اگر کوئی ایک انسان ہے جو ہندوستان میں بسنے والے مسلمانوں کے دکھوں کا علاج ہے ۔ تو وہ قائد اعظم ہے ۔ جب وہ قائد اعظم تشریف لائے ۔ اس کے لئے میں نہایت ادب کے ساتھ ، بڑے دکھ کے ساتھ ، اور مجھے دکھ ہوتا ہے جب میں باہر بھی اس کا ذکر کرتا ہوں ۔ میں اس ایوان میں کہتا ہوں کہ اس پاکستان کو بنانے کے لئے ہم ہی صرف مسلمان نہ تھے جنہوں نے کہ اس پاکستان کو بنایا تھا اس پاکستان کو بنانے والے ہندوستان میں بسنے والے وہ 7 کروڑ مسلمان بھی ہیں جن کی تعداد آج پاکستان کے برابر ہے ۔ انہوں نے اس جنت کے لئے ووٹ دیا تھا ۔ اور انہوں نے آل انڈیا کونسل کے اندر کہا تھا جس میں ہم خود بھی شریک تھے کہ جاؤ ہم تمہیں ایک ایسی جنت کے لئے ووٹ دے رہے ہیں جس جنت میں ہم نے نہیں جانا ہے ۔ آج وہاں پر وہ حالی جس نے یہ لکھا تھا ۔

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے ۔
امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے ۔

اور سر سید جس نے کہا تھا کہ تم کیا اپنے اعمال میں پیش کرو گے ۔ اس نے کہا تھا کہ میں رب العزت کے دربار میں صرف ایک بات پیش کروں گا ۔ کہ میں نے اپنے دور میں مولانا الطاف حسین حالی سے یہ نظم لکھوائی تھی ۔

اور میری بخشش کے لئے صرف یہی ایک نظم کافی ہے۔ آج اس حال کے خالقان کی بیٹیاں ہندوؤں کے ہاں جا رہی ہیں کس لئے؟ اس لئے کہ ہم نے اپنی غفلتوں سے اس ملک کے دو ٹکڑے کر دئے ہیں اور میں ان نوجوانوں سے اتنا پر امید ہوں کہ جب میں سکولوں اور کالجوں میں جاتا ہوں تو میں ان سے جا کر بات کرتا ہوں خدا کی قسم مجھے تمہارے بازوؤں میں وہ طاقت نظر آ رہی ہے کہ اس وقت تک ہم تو اپنی قبروں میں ہوں گے۔ چونکہ ایک وقت آئے گا کہ تم جب ہماری قبروں پر آ کر کہو گے کہ تمہارے دور میں تو پاکستان دو ٹکڑے ہوا تھا لیکن ہم نے تو پھر پاکستان کو ایک کر دیا۔ مجھے امید ہے کیونکہ میں اس تصور حیات کو میری اس Ideology کو جو میرے قائد اعظم نے دی تھی پاکستان کبھی بھی علیحدہ نہیں ہو گا۔

جناب والا! میں اس ایوان میں دعوے سے کہتا ہوں کہ مشرقی اور مغربی پاکستان ایک دن ضرور ایک ہو کر رہے گا اگر آج نہیں تو کل۔

(نعرہ ہائے تحسین۔)

جناب والا! یہ تو میری درخواست تھی اور یہ میرے جذبات تھے جب تو آتے رہتے ہیں اور آتے رہیں گے اور کٹ موشنوں پر تکراریں بھی ہوتی رہیں گی یہ سب کچھ ہو گا ہماری عمر اس بات کی اجازت نہیں دیتی مگر چلئے یہ بھی ایک جہاد ہے۔ جناب والا! جب میں چلتے چلتے آیا تو مجھے یہ احساس ہوا کہ بھئی سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا مطالبات اتنے ہیں کہ ہمیں بھاگنا پڑے گا اور اپنے فرائض سے یہ قوم بھاگ رہی ہے جناب والا! ہماری نگاہیں سر سید کی طرف اور قائد اعظم کی طرف اٹھیں جن کی جوتیوں کو سیدھا کیا تھا اور جن کے لوٹے اٹھائے تھے جن سے ہم نے مراعات حاصل کی تھیں تو ان کی شفقت کی نگاہیں ہم پر پڑیں تو ہم نے کہا کہ نہیں ہم تو زندگی میں ایک عزم لے کر اٹھیں گے اور جب تک پاکستان پیارا پارٹی مجھے اس شعبے سے سرفراز رکھے گی مجھے خدائے پاک کی قسم ہے کہ میں اپنی زندگی کا ایک ایک سانس اپنی قوم کے لئے ختم کر دوں گا تاکہ ہماری قوم کا ہر بچہ زیور تعلیم سے آراستہ ہو کر میدان میں آئے اس کے لئے میں پوری کوشش کروں گا اور اس کے لئے میں پنجاب کے طول و عرض میں گیا ہوں۔ جہاں شاید میرے سوا اور کوئی نہیں پہنچا۔ اور میں نے

سخت دھوپ میں گیا ہوں اور اکثر میرے دوست مجھ پر ہنسے اور کہا یار تم تو اتنی دھوپ میں آ رہے ہو ۔ جناب والا ! میں نے کہا کہ بھئی مجھے تنخواہ ملتی ہے میں کیا کروں مجھے تو آنا ہی پڑے گا اور کام کرنا پڑے گا ۔ لیکن جناب والا ! میں ایک بات بہت محسوس کرتا ہوں کہ ان کا کون ہے اور کون ان کو سکھائے گا کون ان کو آگے لائے گا ابھی تو انقلاب آنا ہے ۔ جناب والا ! انقلاب کس کو کہتے ہیں ۔ انقلاب کی توضیح تو پارٹی بنانے والا ہی کر سکتا ہے اور یہ اس کے ذہن میں ہوتی ہے کہ کیسے انقلاب کو لانا ہے ۔ جناب والا ! جو کچھ ہم نے کہا تھا یہ ہم کر دیں گے اوپر والوں کو نیچے لائیں گے اور وہ ضرور نیچے آئیں گے اور نیچے والوں کو اوپر لائیں گے اور ایک متوازن معاشرے کی تشکیل کریں گے جس میں ہم آرام کا سانس لے سکیں گے اور جس میں ہر آدمی ایک دوسرے سے بھائیوں کی طرح ملے گا اور ہم آگے بڑھ سکیں گے ۔

جناب والا ! ہم نے کسی پر بھی ظلم نہیں کرنا ہے کسی سے ہم نے کچھ نہیں چھیننا ہے کسی کو ہم نے ذبح نہیں کرنا لیکن جناب والا ! ہم نے اس انداز سے چلنا ہے کہ ہم ایک متوازن اندازے سے ایک ایسے شاندار معاشرے کو جنم دے سکیں جس میں کوئی بھی بڑا نظر نہ آئے اور اس میں کوئی بھی اپنے آپ کو حقیر نہ سمجھے کہ اس کے پاس دولت نہیں ہے لیکن جناب والا ! ایسا کرنے کے لئے ہم نے کیا کیا ہم تعلیم کے اندر وہ انقلاب لائے ہیں ہم نے جناب والا ! agro-technical کو اس طرح رائج کیا ہے اور جو ہم نے 72ء اور 80ء کی پالیسی دی ہے اور یہ پالیسی 76ء سے ہم نے شروع کرنی ہے کہ چھٹی ۔ ساتویں اور آٹھویں کا ایک درجہ ۔ نویں اور دسویں کا ایک درجہ اور گیارہویں اور بارہویں کا ایک درجہ ہو گا ۔ جناب والا ! آج سے پانچ برس کے بعد ہمیں اس بازار میں ایک بھی نوجوان ایسا نہیں ملے گا جو بغیر مقصد کے پھر رہا ہو ہم نے تعلیم کے مقصدیت کو ابھی پیدا کیا ہے ۔ ہم نے تعلیم میں ایک انسانیت کے مقصد کو اجاگر کیا ہے آؤ تمہیں فیکٹری میں کام کرنا ہو گا تمہیں اپنے ہاتھ سے میٹل ورکس کرنا ہو گا الیکٹرسٹی کا کام کرنا ہو گا تم نے وڈ ورک کو کرنا ہو گا تم نے کھیتوں میں ہل چلانا ہو گا یہ کام ہم نے اس طرح سے ان کو بالٹ دیا ہے جس کے لئے ہم کروڑوں اور اربوں روپے خرچ کر رہے ہیں اور یہ کوئی

کم چیز نہیں ہے جس کی طرف ہم توجہ دے رہے ہیں کیوں ؟ اس لئے کہ ہم اپنے طالب علم میں ایک احساس پیدا کرنا چاہتے ہیں اور اسے ایک ذمہ دار انسان بنانا چاہتے ہیں تا کہ وہ ایک اچھے ماحول میں قوم کی خدمت کر سکے ۔ اپنے خاندان کی خدمت کر سکے ہم نے اسے جذبہ حب الوطنی سے سرشار کر کے میدان عمل میں لانا ہے تا کہ اسے آئندہ کے لئے تیار کر سکیں ۔ ہم نے آج سے طالبعلموں کو ان بیجوں سے دور رکھنا ہے جو وہ آپس میں بوتے تھے اور وہ سازشیں جو ہمارے گاؤں میں left and right کے جھگڑے سے پیدا ہوتی ہیں ان کو ہم نے یکسر ختم کر دیا ہے اور ہم نے اپنے نوجوانوں سے کہا ہے کہ تم نے اس بیماری سے پاک ہو کر آگے بڑھنا ہے تمہارے ذہنوں پر ایسی کوئی بات آنے کی ضرورت نہیں ہے تمہاری dignity of labour کو ہم نے بنانا ہے ۔ جاؤ تم فیکٹریوں میں کام کرو تم بھی ان ہی انسانوں کی طرح ہو جو آزاد دنیا میں اپنی اپنی قوم کے فرد کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں ۔ جناب والا ! وہاں پر کیا جھگڑا ہوتا ہے وہ کہتے ہیں کہ مثال کے طور پر ایک ایکڑ میں 20 من گندم نکلا ہے تو دوسرا کہتا ہے کہ میرا 24 من نکلا ہے ۔ جناب والا ! ہمارے ہاں کیا ہے جب ہم کہتے ہیں کہ اس کی کہاں 18 من نکلی ہے تو وہ روتا ہے مگر اس کو خوشی اس بات کی ہوتی ہے کہ میاں معراج دین کے کھیت سے صرف 14 من نکلی ہے وہ کہتا ہے کہ کوئی بات نہیں اس سے تو میری کہاں 4 من زیادہ ہے ۔ جناب والا ! یہ انداز فکر ہے جس کو ہم نے دور کرنا ہے کیونکہ ہم ایک دوسرے کے قاتل ہیں اور ہم ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے پر تیار ہو جاتے ہیں ۔ جناب والا ! میں سمجھ رہا ہوں اور آپ میری طرف دیکھ رہے ہیں مجھے شاید اور موقع ملے گا میں نے اپنے دل کے جو جذبات تھے وہ پیش کر دیئے ہیں ۔ جناب والا ! ہم نے بہت کچھ کیا ہے اور ہم کریں گے میں پھر بھی ایک بار حزب اختلاف سے اپیل کرتا ہوں کہ خدا کے لئے اس ملک کی عظمت کے لئے اس ملک کی سالمیت کے لئے اٹھو اور ان لوگوں کو شکست فاش دو جو یہ چاہتے ہیں کہ یہ ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے وہ لوگ جو اس کی تخلیق کے وقت اس کی مخالفت کر رہے تھے اور جو یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ قائد اعظم کے جو اقدام تھے وہ غلط تھے اور جو انہوں نے اس وقت سوچا تھا وہ درست نہیں تھا تو کیا تم

ان کے ساتھ شریک ہو گئے آؤ ابھی تو وقت ہے تم اپنے سینے سے لگ جاؤ اور آؤ اسی جماعت کے لئے اور ان ہی تصورات کے لئے اور ان خیالات کے لئے جن کے لئے تم میدان عمل میں نکلے تھے ان کے لئے ایک بار پھر گامزن ہو جاؤ کیونکہ منزل سامنے ہے اور یقین جانیئے کہ جس منزل کا ہم نے تعین کیا ہے اور جن منزلوں کی ہم نے نشاندھی کی ہے آنے والے پانچ سالوں میں ہم ان کو حاصل کریں گے ۔ اور قوم دیکھے گی کہ جو ہم نے اس کے ساتھ وعدے کئے تھے وہ پورے کئے ہیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین ۔)

مسٹر سپیکر : امیر عبد اللہ خان روکڑی ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب سپیکر ! اس سے پہلے بہت سے دوستوں نے اپنا اپنا اظہار خیال کیا ہے اور اس بجٹ کے متعلق جو کچھ کہا ہے میں بھی اس کی پر زور تائید کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ آج اتنے دن گزرنے کے بعد اگر ایک اور مبارکباد کا اضافہ کر دیا جائے تو میرے خیال میں یہ اتنا بوجھ ہو جائے گا کہ شاید اس کا وزن ہمارے وزیر خزانہ صاحب اسے اٹھا بھی نہ سکتے ہوں ۔ بہر صورت میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو بجٹ پیش کیا گیا ہے یہ حقیقت پسندانہ ہے اور یہ بجٹ بالکل صحیح اور متوازن ہے اس بجٹ پر میں صرف وزیر خزانہ ہی کو نہیں بلکہ ان کی پوری کابینہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس بجٹ میں نہایت محنت اور تحمل سے کام لیتے ہوئے عوام کے لئے کوئی نیا ٹیکس تجویز کرنے کی کوئی سعی نہیں کی ۔

جناب والا ! جہاں پر میرے معزز دوستوں نے اور اپوزیشن نے بہت کچھ کہا ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کو یہ حق حاصل ہے کہ جس چیز کو وہ مناسب سمجھیں اور جس چیز کو وہ غلط سمجھیں وہ ضرور پوائنٹ آؤٹ کریں اور یہ ایک جمہوری فعل ہے جس کی ہمیں خوشی ہوتی ہے کہ وہ صحیح ہے ۔ لیکن جناب والا ! مجھے اس بات کی خوشی ہوئی ہے کہ جو کچھ بجٹ کے متعلق اپوزیشن نے بھی کہا ہے وہ بھی وہی کہا ہے اور کسی حد تک اس کا مطلب بھی وہی نکلتا تھا کہ جیسے وہ بھی ایک قسم

کی مبارکباد پیش کر رہے ہیں ۔ جناب والا ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کی تائید کے بعد تمام ہاؤس کی تائید اس بجٹ کو حاصل ہو چکی ہے ۔

جناب والا ! جب یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ بجٹ شاید آخری بجٹ ہو ۔ میں یہ یقین سے تو نہیں کہہ سکتا لیکن ہو سکتا ہے کہ یہ درست ہو اس پر میں خاص طور پر موجودہ وزیر اعلیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے نہایت فراخدلی سے اس بجٹ میں تمام ممبران کو اپنے خیالات کا اظہار کرنے کے لئے پورا موقع دیا ہے جو اس سے پہلے کبھی بھی نہیں ملا تھا ۔

جناب والا ! میں اس کے بعد ایک اور عرض کروں گا کہ جناب والا ! بجٹ پر جب جنرل تقاریر ہوا کرتی تھیں ۔ اس وقت یہ رواج ہوا کرتا تھا کہ ہر محکمہ کا سیکرٹری اس ایوان میں موجود ہوتا تھا اگر سیکرٹری available نہ بھی ہو تو کم از کم ڈپٹی سیکرٹری موجود ہوا کرتا تھا تاکہ جو ممبران صاحبان اپنے اپنے علاقے کی تکالیف بیان کریں وہ ان کو نوٹ کریں اور ان کو دور کرنے کی پوری کوشش کریں لیکن جناب والا ! مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ کسی سیکرٹری نے یا کسی ۔ ۔ ۔ ۔

(اس مرحلہ پر خواجہ محمد سیف اللہ خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

ڈپٹی سیکرٹری نے یہاں آنے کی تکلیف گوارا نہیں کی ۔

جناب والا ! میں وزیر خزانہ کا بے حد مشکور ہوں جو اس وقت تمام ممبران کی تکالیف خود نوٹ فرما رہے ہیں اور میں توقع رکھتا ہوں کہ میں اپنے ضلع کے متعلق جو اس وقت سب سے زیادہ پسماندہ ضلع ہے ۔ اس کے متعلق کچھ اظہار کروں اور وہ ان کو نوٹ کرنے کی کوشش کریں ۔

جناب والا ! میں ایک ایسے ضلع سے تعلق رکھتا ہوں جو اس صوبہ کے ایک کنارے پر واقع ہے اور جناب والا ! اس ملک کے اندر جتنے بھی ضلعوں کے لئے بہتری کی سکیمیں بنتی ہیں سب سے پہلے اس ضلع کے رقبہ کو اس ضلع کے پانی کو اس ضلع کی تمام چیزوں کو مد نظر رکھا جاتا ہے ۔ لیکن جب ان کی وصولی کی باری آتی ہے تو وہ عموماً نظر انداز کر دی جاتی ہیں جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ موجودہ حکومت نے ہمارے تمام اضلاع کے لئے بہت کچھ کیا ہے لیکن باوجود میری تمام کوششوں کے میرا ضلع تمام چیزوں سے محروم رہا ہے جن کی میں نشاندہی کرتا رہا ۔ غرض سمجھتا

ہوں ۔ جناب والا ! یہاں پر میرے اپوزیشن کے دوستوں نے بھی کچھ کہا ہے ۔ ان کو چاہیے تھا کہ وہ اپنی بحث کو صوبائی معاملے تک محدود رکھتے لیکن یہاں اس بحث میں قائد عوام کا ذکر کرنے کی کوشش کی گئی ۔ قائد عوام کے متعلق میں صرف اتنا کہوں گا کہ قائد عوام کی اگر میں تعریف کروں تو اس سلسلے میں اب میری اور باقی دوستوں کی تائید کی ضرورت نہیں ۔ قائد عوام ان شخصیتوں میں سے ایک شخصیت ہیں جو دنیا میں چند گنے چنے آدمی ہیں ۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کے متعلق میں کچھ روشنی ڈالوں یا اور کچھ کہوں تو یہی سمجھا جائے گا کہ میں خوشامد کر رہا ہوں یا میں ٹکٹ کا زیادہ امیدوار ہوں ۔ اس لئے میں کچھ زیادہ باتیں کہہ رہا ہوں ۔ بہر صورت میرا نظریہ ہے کہ اس وقت اس ملک میں قائد عوام سے بہتر اور کوئی آدمی نہیں ہے ۔ جناب والا ! میں سب سے پہلے اس کابینہ اور پیراز پارٹی کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے تمام صوبے میں پوری محنت ، دیانتداری اور خوش اسلوبی سے ڈویلپمنٹ میں پورا حصہ لیا ۔ اسی طرح میرے ضلع میں بھی بہت سے کام کئے ۔ لیکن بد قسمتی سے میرا جو ایریا ہے وہ اتفاق سے یا میری بد قسمتی سمجھئے وہ ignore ہو گیا ہے ۔ جناب والا ! میرے حلقہ انتخاب میں یا ضلع کے بہت بڑے ایریا میں سے موچھ ایک گاؤں ہے جس کو ہر طریقے سے ignore کیا گیا ہے ۔ وہ آبادی کے لحاظ سے اپنے ضلع میں سب سے بڑا تھانہ ہے ۔ لیکن وہاں آج تک ہیلتھ سینٹر نہیں کھولا گیا اور اس کو کالج سے بھی محروم کیا گیا اور نہ ہی اس میں لڑکیوں کے لئے ہائی سکول بنایا گیا ۔ جناب والا ! اس سلسلے میں میں یہ بھی گزارش کر دوں کہ یہ وہی گاؤں ہے جس نے ضلع بھر میں سب سے پہلے بچیوں کی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا ہمارا ضلع بڑا پسماندہ تھا اور وہاں لوگ بچیوں کو پڑھانا پسند نہیں کرتے تھے ۔ لیکن اس گاؤں نے پہل کی جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ سب سے زیادہ تعلیم یافتہ بچیاں اس گاؤں سے ہیں ۔ جناب والا ! وہاں ایک پرانا مڈل سکول ہے لیکن اس کو ابھی تک ہائی سکول کا درجہ نہیں دیا گیا اور نہ ہی اس کو کالج بنایا گیا ۔ جناب والا ! اسی طرح سے میں موسیٰ خیل کا ذکر کروں گا ۔ موسیٰ خیل ایک تھانہ ہے ۔ اور وہاں یہ ایک بد نصیبی اور ایک سب سے بڑی تکلیف یہ ہے کہ وہ لوگ پینے کے پانی سے محروم ہیں حالانکہ ہماری عوامی حکومت ہمیشہ دلچسپی لیتی رہی ہے ۔ اس زمانے میں کوئی

بھی پینے کے پانی سے محروم نہ رہے ۔ جناب والا ! وہ ایک تھانے کا صدر مقام ہے لیکن پینے کے پانی سے محروم ہے ۔ جناب والا ! اس بورڈ کی بدقسمتی یہ ہے کہ ضلع کا چیئرمین پیپلز پارٹی کا ہے ۔ خدا جانے کیا بات ہے ۔ میں اس کے متعلق کچھ عرض کرنی نہیں چاہتا لیکن وہاں جو بھی پانی کے لئے ٹیوب ویل لگانے کی سکیم بنتی ہے وہ وہیں فیل ہو جاتی ہے اور اس کو آگے کوئی نہیں چلاتا ۔ جناب والا ! وہاں لکھو کھا روپیہ صرف کر دیا گیا ہے اور گورنمنٹ نے نہایت دیانتداری سے، نہایت محنت سے بہت کچھ کیا ہے ۔ لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس مسئلے کی طرف خاص توجہ کیوں نہیں دی جاتی ۔ میری گزارش ہے کہ اس کی انکوائری کی جائے کہ وہ روپیہ کیوں برباد ہوا اور آج تک ٹیوب ویل کیوں کامیاب نہیں ہو سکے ؟ جناب والا ! وہاں صرف ایک بہت پرانا ٹیوب ویل ہے جو آج سے پچاس سال پہلے نصب کیا گیا تھا ۔ لوگ اسی ٹیوب ویل سے تھوڑا بہت پانی پی رہے ہیں ۔ اس کے باوجود آج بھی اسی فیصد آبادی کے لوگ ان جوہڑوں کا پانی پی رہے ہیں جن جوہڑوں کا پانی شاید آپ کے کتے بھی نہ پیتے ہوں ۔

جناب والا ! میں موسیٰ خیل میں پینے کے پانی کے متعلق عرض کر رہا تھا کہ اس پانی کی حالت یہ ہے کہ کسی شہری کا کتا بھی وہ پانی نہیں پیئے گا جو پانی وہاں کے عوام پی رہے ہیں ۔ جناب والا ! اسی شہر کے لئے آج تک ہیلتھ سنٹر قائم نہیں ہو سکا حالانکہ اس سلسلے میں ہزاروں دفعہ مطالبہ ہوا لیکن گورنمنٹ نے اس کو اس وجہ سے ignore کر دیا کہ اس کے لئے زمین دینے والا کوئی نہیں ۔ جناب والا ! مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس کے لئے زمین کا معیار نہ رکھا جائے ۔ اگر زمین کا معیار رکھا گیا جو آپ کے منشور میں ہے ۔ کہ غریبوں کی امداد کی جائے تو یہ کس طرح مناسب ہوگا ۔ بدقسمتی سے زمین بڑے زمینداروں کے پاس ہوتی ہے اور چھوٹے زمینداروں کے پاس اتنی زمین نہیں ہوتی کہ وہ ہیلتھ سنٹروں کے لئے دی جائے ۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ جہاں اتنی فراخ دلی کی جاتی ہے وہاں ایسی جگہوں پر جہاں آبادی زیادہ ہے ، عام متوسط اور غریب زمینداروں کی آبادی زیادہ ہے وہاں یہ پابندی ہٹا دی جائے اور ایسے علاقوں میں کم از کم صحت کے مسئلے میں ان لوگوں کی امداد کی جائے ۔ جناب والا ! اب میں تھانہ ٹیکہ لالہ کی طرف آتا ہوں ۔ جناب والا ! یہ ایسی جگہ پر واقع ہے کہ اس کے چاروں

طرف پہاڑ ہیں ۔ وہاں کی غریب اور پسماندہ آبادی کا پیشہ صرف اپنے ملک کی حفاظت کرنے کے لئے سپاہی پیدا کرنا ہے ۔ جناب والا ! وہاں کوئی بڑا زمیندار نہیں ہے ۔ وہاں سب کے سب غریب اور پسماندہ لوگ ہیں ۔ جناب والا ! وہاں کوئی ٹرین نہیں جاتی ۔ وہاں کوئی سڑکوں کا جال نہیں بچھا ہوا ہے ۔ وہاں کوئی نہر زمین کو سیراب کرنے کے لئے نہیں ہے ۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ وہاں پر ان غریب لوگوں کی پسماندگی دور کرنے کے لئے مناسب اقدامات کئے جانے انتہائی ضروری ہیں ۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین صاحب نے گھنٹی بجائی تو فاضل مقرر نے فرمایا) حضور آپ سے تو ہمیں بڑی امید تھی ۔

مسٹر چیئرمین : (حاجی محمد سیف اللہ خان) ابھی آپ کے پانچ منٹ رہتے ہیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : سائیں ۔ تہاڈے اتے تاں اسان نوں بڑا مان ہیسی ۔

سردار امجد حمید خان دستی : حاجی صاحب دی ٹلی جلدی وج ویندی اے ۔

مسٹر چیئرمین : ویسے آپ کو تو شکایت نہیں ہونی چاہئے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! اس موقع پر یہ عرض کروں گا کہ ۔

جن پر تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! میں تھالہ چک لالہ کے متعلق عرض کر رہا تھا اور میں توقع رکھتا ہوں کہ ڈپٹی سیکرٹری یا سیکرٹری صاحب تشریف رکھتے ہوں تو ان کو فرما دیں کہ تھالہ چک لالہ میں ایک بہت بڑا موضع تھمے والی ہے ۔ اس میں مڈل سکول کوئی چالیس پچاس سال سے واقع ہے لیکن اس کی بوسیدہ عمارت گر چکی ہے اور اس کو بنانے کا کسی کو آج تک خیال نہیں آیا ۔ میری تو توقعات یہ تھیں کہ اس پرانے گاؤں میں کوئی ہائی سکول بنایا جاتا لیکن فی الحال اگر ہائی سکول نہیں بن سکتا تو کم از کم ان کے مڈل سکول کی اپنی عمارت کی تعمیر تو کی

جائے۔ اسی طرح ایک اور گاؤں لوان ہے وہاں ایک پرائمری سکول ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کو مڈل سکول کا درجہ دیا جائے۔ اس کے علاوہ جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ وہاں سڑکوں کی کمی ہے۔ وہ گاؤں ایسا ہے جہاں کسی قسم کی کوئی تھانے کے ارد گرد نہ ویلوسٹی لائن ہے نہ کوئی اچھی سڑک ہے۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ لوان پختہ سڑک بنائی جائے۔ جناب والا! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کسی زمانے میں گورنمنٹ نے اس کے لئے منظوری بھی دی تھی جو کاغذات میں شائد موجود ہے لیکن عملی طور پر اس پر کچھ عملدرآمد نہیں ہوا۔ اسی طرح میں پرکھ کوٹ جھوڑ، تھیے والی اور لوان کی بجلی کے متعلق عرض کروں گا۔ کہ وہاں اگر ایک چھوٹا سا ڈیم بنا دیا جائے تو اس سے ہزاروں ایکڑ رقبہ بہت تھوڑے خرچ سے سیراب ہو سکتا ہے۔ اس لئے جو چھوٹے قسم کے ڈیم ہونے ہیں وہ بنا دئے جائیں۔ سیدہ مال کے مقام پر برساتی نالے پر اگر ڈیم بنا دیا جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ چک لالہ تھانے کی تمام کی تمام نکالیف رفع ہو جائیں گی۔ جناب والا! میں اس کے علاوہ آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ہماری حالت یہ ہے کہ باوجود گورنمنٹ کی اتنی امدادوں کے وتہ خیل اور میانوالی کے درمیان جو کہ صرف دو میل کا فاصلہ ہے اس کی سڑک عرصہ تین سال سے گورنمنٹ پیپلز ورکس پروگرام کے تحت بنائی اور روپیہ بھی خرچ ہوا لیکن وہاں سڑک کا وجود نہیں ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتا کہ وہ روپیہ کہاں گیا اور لڑک کہاں گئے۔ جناب والا۔ میں آپ کی توجہ اس طرف بھی دلانا چاہتا ہوں کہ پتہ کیا جائے کہ یہ سڑک کہاں گئی ہے سڑک بنی تھی وہ کہاں گئی۔ اور اگر نہیں بنی تو کیوں نہیں بنی کیونکہ روپیہ تو اس گاؤں کے نام پر لگ گیا ہے۔ میں اب تھوڑا سا کرنل اسلم خان لیازی صاحب کے علاقے کا ذکر کروں گا۔ یہ میرے پڑوسی بھائی ہیں۔ عیسیٰ خیل میں سب سے بڑا گاؤں ہے اور اس تحصیل کی آبادی تمام تحصیلوں سے زیادہ ہے اور اس کی آبادی بھی زیادہ ہے۔ ہمارے پاس ایک بہترین زمین کا ٹکڑا پڑا ہے اور کرنل صاحب بھی میری گواہی دیں گے کہ فالد عوام جب تشریف لے گئے تو میں نے ان کے سامنے بھی یہ تجویز رکھی تھی کہ لوگوں کو روپیہ دے کر ٹیوب ویل لگائے جائیں۔ اس سے غریب عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ڈیرہ اسماعیل خان میں ایک سکیم بنائی گئی تھی وہ سکیم چل رہی ہے۔ گورنمنٹ نے اس علاقہ میں چھوٹے چھوٹے

زمینداروں کو جن کے پاس پانچ ۔ دو دس ایکڑ زمین ہے وہ خود ٹیوب ویل نہیں لگا سکتے ۔ وہاں گورنمنٹ ٹیوب ویل لگا دیتے ہیں ۔ یہ اس وقت کی بات تھی جب قیوم خان فرنٹیئر کا چیف منسٹر تھا ۔ اور ان ٹیوب ویلوں پر آبیانہ لگایا جاتا ہے ۔ اور وہ آبیانہ اس طرح وصول کیا جاتا ہے جس طرح محکمہ انہار اپنا آبیانہ وصول کرتا ہے اس وقت قائد عوام نے میرے دوست گواہ ہیں رامے صاحب کو کہا کہ جا کر یہ سسٹم ڈیرہ اسماعیل خان میں دیکھو اور اس کا مطالعہ کرو اور اسی طریقے سے ٹیوب ویل لگا دو ۔ ہمارے علاقہ میں ایک علاقہ بھنگی خیل ہے ایسا ایریا ہے جو صرف پشتو بول سکتے ہیں ۔ اور کوئی زبان نہیں جانتے ۔ اور وہ صرف فوجی خدمات انجام دیتے ہیں اور 99 فیصد وہ لوگ فوج میں ہیں ۔ اور ان کے تمام بچے بھی فوج میں ہی جاتے ہیں ۔ لیکن ان کی بد نصیبی یہ ہے کہ ان کے تمام علاقہ میں کوئی پختہ سڑک نہیں ہے ۔ ایک سڑک 1957ء میں آج سے پندرہ سال پہلے کالا باغ سے چھتر گرا تک بنائی گئی تھی ۔ اس سڑک پر لاکھوں روپیہ لگا تھا وہ آج تک نامکمل پڑی ہے ۔ کسی حکومت نے اس پر توجہ نہیں دی ہے ۔ یہ ان کی بد نصیبی ہے کہ ان کو سڑک سے محروم کیا جا رہا ہے جناب والا ۔ وہ علاقہ دور دراز علاقہ ہے ان کے فوجداری مقدمات بھی ہو سکتے ہیں انہیں اس کے لئے 50/40 میل پیدل چل کر کالا باغ میں رپورٹ درج کرانا پڑتا ہے ان کی ایک چھوٹی سی چوکی ہے ۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ اس چوکی کو تھانے میں تبدیل کر دیا جائے لوگوں کو تو ضلعے دئے جا رہے ہیں میں تو صرف ایک تھانہ ہی مانگ رہا ہوں ۔ تاکہ وہ بھی آزادی کا سانس لے سکیں ۔ اور دھکے نہ کھائیں اور وہ اپنے تھانے میں جا کر رپورٹ درج کرا سکیں ۔ جناب والا ۔ کیونکہ یہ بد نصیب قوم ہے دنگا فساد زیادہ ہوتا ہے اور ان کو اپنی لاش اٹھا کر پوسٹ مارٹم کرانے کے لئے آنا پڑتا ہے یہ بہت ظالمانہ چیز ہے ہم قبائلوں کے لئے ایک وہاں ہسپتال کھول دیا جائے کیونکہ ان کو اپنی لاش کو 50/40 میل تک کندھوں پر اٹھا کر لانا پڑتا ہے ۔ اور جب لاش کو واپس لے جاتے ہیں تو وہ اس قابل نہیں رہتی کہ اس کو دفن کیا جا سکے ۔

جناب والا اب میں تھل کے علاقے کی طرف آنا چاہتا ہوں ۔ بھکر تحصیل تقریباً تمام کی تمام اور یہی حالت مظفر گڑھ کی ہے وہاں کے زمیندار اپنی زمینوں کے مالک نہیں ہیں نہ وہ بیچ سکتے ہیں ۔ اور نہ ان کا انتقال کرا سکتے ہیں کیونکہ اس کی تھل اتھارٹی ہی مالک ہے ۔ یہ مطالبہ تمام حکومتوں سے

کیا گیا اور ہر حکومت نے یہ وعدہ کیا تھا کہ مالکانہ حقوق دئے جائیں گے۔ اس لئے ان کی اس تکلیف کو رفع کر دیا جائے۔ جناب والا ۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں اور یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ عجیب عجیب مصیبتیں آتی رہتی ہیں۔ میں اریگیشن منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں میرے ضلع میں ہر سال نہر ٹوٹ جاتی ہے اور اس سے نقصان بہت ہوتا ہے ۔ میں وزیر آبپاشی کا شکر گزار ہوں اور ان کا مشکور ہوں کہ وہ وہاں پہونچے اور وہاں کے حالات دیکھے اور عوام کی تکلیف کو دور کرنے کے لئے فراخدلی کا مظاہرہ کیا ہے ۔ جناب والا ۔ چیف منسٹر صاحب کی مہربانی اور شفقت ہے کہ انہوں نے اس سلسلے میں الکوالری کرنے کا حکم دیا ہے ۔ اور السپیکشن ٹیم کو بھی موقع پر جا کر معائنہ کرنے کی ہدایت کی ۔ اگر اریگیشن سیکرٹری یہاں موجود ہیں تو میں ان کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ ان کی غفلت کا نتیجہ ہے کیونکہ میں نے 1973ء میں تحریک التوائے کار کے ذریعے یہ پیش کیا تھا کہ اس کے ٹوٹنے کا خطرہ ہے ۔ آخر کار وہی ہوا جو میں نے کہا تھا میں نے کہا تھا کہ یہ دھوکہ ہے یہ فراڈ ہے ۔ اور اس وقت کے اریگیشن منسٹر نے خدا ان کو خوش رکھے نہایت تدبر سے کام لیا اور انہوں نے ایک کمیٹی بنا دی ۔ اور مجھے کہا کہ میں نے آپ کو بھی ممبر بنا دیا ہے ۔ جیسے انہوں نے مجھے کچھ بخش دیا ہو ۔ لیکن کسی نے الکوالری نہ کی میں نے اسی بجٹ میں بھی اور پچھلے سال کے بجٹ میں بھی یہ سوال اٹھایا تھا اور میرے سوال کے الفاظ یہ ہیں ۔ داود خیل کی نہر کا جو مغربی کنارہ ہے یہ ٹوٹ کر چھوٹا ہو گیا ہے ۔ اس کی مرمت نہیں ہو رہی اور اس کے ٹوٹنے کا خطرہ موجود ہے ۔ اس محکمہ نے بغیر دیکھے جواب دے دیا جو کچھ ممبر نے سوال کیا ہے یہ بالکل غلط ہے کیونکہ جہاں کوئی چھوٹی موٹی ٹوٹ پھوٹ تھی اس کو مرمت کر دیا گیا ہے ۔ لیکن دس دن کے بعد میں نے جہاں سے بند کے ٹوٹنے کے متعلق کہا تھا وہیں سے ٹوٹا ۔ میں ایک لان ٹیکنیکل آدمی ہوں اب سیلاب آنے والا ہے ۔ اور اب یہاں سے نہر ٹوٹنے والی ہے لیکن محکمہ نہر والے کہہ دیتے ہیں کہ کوئی بات ہی نہیں ہے ۔ اس لئے ایسے آدمیوں کو برخاست کرنا چاہئے یہ خود بریچ کراتے ہیں اور پھر اس کی مرمت نہیں کراتے ۔ میں اپنے جذبات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں ۔ کتنا ظلم ہے اور میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ قانون یہ ہے کہ میں لائن پر ہر وقت پہلدار موجود رہتے ہیں لیکن ان پہلداروں کو ان کے گھر سے فرصت ملے تو کام کریں جب دیہات اور تعلقات

تباہ ہو جاتی ہیں تو یہ اپنا کام کرتے ہیں وہاں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ شکریہ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : پوائنٹ آف آرڈر۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب میں چونکہ میانوالی میں پیپلز ورکس کونسل کا چیئرمین ہوں۔ وہ جو میانوالی سے وتہ خیل تک کی دو میل کی سڑک کا انہوں نے ذکر کیا ہے اس کے متعلق میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ انشاء اللہ خود برد میں میرے حساب میں تو ٹیڈی پیسہ نہیں نکلے گا۔ انشاء اللہ، میرا دامن صاف ہے میں الکوائری کراؤں گا اور آپ کو عرض کروں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر چیئرمین : سید طاہر احمد شاہ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : ایک منٹ اور۔ میں ختم کر رہا ہوں۔

مسٹر چیئرمین : تیس منٹ سے اوپر ہو گئے ہیں۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : میں آپ سے درخواست کرکے ایک منٹ اور لینا چاہتا ہوں۔

مسٹر چیئرمین : مگر ایک منٹ سے زیادہ نہ ہو۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : اچھا جناب میں پھر ختم کرتا ہوں۔

مسٹر چیئرمین : سید طاہر احمد شاہ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! پنجاب کے بجٹ 77—1976ء سے متعلق کچھ عرض کرنے سے پیشتر پہلے بجٹ اور ترقیاتی پروگراموں کے متعلق کچھ بنیادی اصولوں کا ذکر دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا۔ سب سے بہتر مثالی بجٹ کی یہ صورت قرار دی جاتی ہے کہ ہر ادارہ اپنے وسائل پر زیادہ سے زیادہ بھروسہ کرے اور بیرونی وسائل کا کم سے کم محتاج ہو۔ وفاقی مالیات کا زیادہ تر انحصار ملکی وسائل پر ہو۔ صوبائی حکومت کا زیادہ سے زیادہ انحصار صوبائی وسائل پر ہو اور مقامی ادارے لوکل باڈیز کا انحصار زیادہ سے زیادہ مقامی وسائل پر ہو۔ ہمارے ملک میں ترقیاتی مالیات زیادہ تر غیر ملکی وسائل کی محتاج ہیں۔ صوبائی ترقیاتی مالیات مرکزی یا وفاقی وسائل کی تابع ہیں اور مقامی ادارے یعنی لوکل باڈیز صوبائی حکومتوں کے سامنے ہر

وقت کشکول لئے کھڑے نظر آتے ہیں ۔ جناب والا ! بات کچھ ہو کچھ ہی کیوں نہ ہو ، مگر اس کی حقیقت یہی ہے کہ سرکاری مالیات کے اس فرسودہ رجحان کو بدلنے کی کیا کوششیں کی جا رہی ہیں ۔ وفاقی بجٹ میں تبصرہ کرتے ہوئے یہ بات بتائی جا چکی ہے کہ پاکستان اپنے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے اخراجات پورے کرنے کے لئے تقریباً 90 فی صد کی حد تک غیر ملکی ذرائع اور وسائل کا سہارا لینے پر مجبور ہے ۔ آبادی کے لحاظ سے پنجاب ہمارے ملک کا سب سے بڑا صوبہ ہے ۔ جبکہ پنجاب کے ترقیاتی بجٹ پر نظر ڈالیے تو تقریباً 97 فی صد وفاقی مالیات کا سہارا لے رہے ہیں ۔

مسٹر منظور حسین جنجوعہ : پوائنٹ آف آرڈر ۔ سر ! معزز رکن اپنی لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں ۔

مسٹر چیئرمین : نہیں وہ نوٹ دیکھ رہے ہیں ۔

مسٹر منظور حسین جنجوعہ : جناب والا ! وہ ہر لفظ وہاں سے دیکھ کر بول رہے ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : بجٹ کے اعداد و شمار پر نوٹ لکھ کر ہی بات کی جا سکتی ہے ۔ آپ کے وزیر خزانہ جب اسمبلی میں بجٹ پیش کرتے ہیں ۔ تو وہ بھی تحریر کی زد میں لاکر اپنی تقریر کو پیش کرتے ہیں ۔ آپ بھی اپنے نوٹس لکھ کر لائیے ، اور یہاں اس طرف اکثر اشارہ بھی کیا گیا ہے ۔ آپ اس وقت تو نہیں بولتے ۔ آپ اسمبلی کی کارروائی میں دلچسپی تو لیتے ہی نہیں ۔ تنقید برائے تنقید ، اور الزام ہم پر عائد ہے ۔

سید ظلم حسین شاہ : یہ لیڈر تو نہیں لگے ہوئے کہ ہمیں اصلاح فرما رہے ہیں ۔ یہ بجٹ پر تقریر کریں ۔ لیڈری سنبھالنا ان کے فرائض میں شامل نہیں کہ وہ ہمیں یہاں نصیحت کرنی شروع کر دیں ۔

Mr. Chairman : No such interruptions please.

مسٹر منظور حسین جنجوعہ : ان کی نوٹ بک دیکھی جائے ۔ اگر انگریز لکھی ہوئی ہیں ، پھر تو ٹھیک ہے ۔ لیکن وہ کاغذ وہاں سے دیکھ دیکھ کر پڑھ رہے ہیں ۔

مسٹر چیئرمین : نہیں ایسی بات نہیں ہے ۔ وہ نوٹس دیکھ رہے ہیں ۔ آپ شروع رہیں :

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! جب پنجاب کے بجٹ پر نظر دوڑائی جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ وہ تقریباً 57 فی صد کی حد تک وفاقی مالیات کا سہارا لے رہا ہے ۔ ترقیاتی ذرائع اور وسائل کے لئے ایک ارب 91 کروڑ 76 لاکھ ، یعنی کوئی ایک فی صد کے برابر ہے ۔ بقیہ ایک ارب 89 کروڑ 79 لاکھ روپیہ وہ وفاقی رقم ہے جو صوبائی حکومت کے حصے میں آئے گی ۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ صوبائی حکومت صوبائی ذرائع اور وسائل کو ترقی دینے میں قطعی اور قطعی طور پر ناکام رہی ہے ۔ ہماری صوبائی مالیات ابھی تک دقیانوسی انداز پر چل رہی ہے ۔ صوبہ پنجاب کا عام مالیہ 76-1975ء میں 3 ارب 3 کروڑ 32 لاکھ روپے ہے اور آئندہ سال 77-1976ء کی بابت اندازہ لگایا گیا ہے کہ وہ بڑھ کر تین ارب اڑتیس کروڑ پچھتر لاکھ روپے ہو جائے گا ۔ لیکن اس کے ساتھ غیر ترقیاتی یعنی عام نظم و نسق کے اخراجات 3 ارب 3 کروڑ 16 لاکھ روپے بابت 76—1975ء سے بڑھ کر تین ارب پینتالیس کروڑ ستر لاکھ روپے ہو جائیں گے ۔ اس طرح آئندہ عام مالیات میں سات کروڑ تیرہ لاکھ روپے کا خسارہ ہوگا ۔ جبکہ ختم ہونے ہوئے مالی سال میں 9 لاکھ روپے کی بچت ہے ۔ بہر حال صوبائی حکومت کی سرمایہ کاری میں سے 9 کروڑ 10 لاکھ کا منافع ہونے کی توقع ہے جس سے سات کروڑ تیرہ لاکھ روپے کا خسارہ ، ایک کروڑ 97 لاکھ روپے کی بچت میں تبدیل ہو جائے گا ۔ یہ رقم ترقیاتی پروگرام پر صرف کی جائے گی ۔ آئندہ سال کے لئے ، یعنی 77—1976ء میں 2 ارب 28 کروڑ 60 لاکھ روپے کا ترقیاتی پروگرام بنایا گیا ۔ اس میں سے ایک ارب 83 کروڑ 44 لاکھ ان ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوں گے جو پہلے سے زیر نفاذ ہیں اور بقیہ 45 کروڑ 16 لاکھ روپے نئے منصوبوں پر خرچ ہوں گے ۔ لیکن اس وقت ان تمام منصوبوں کے لئے مجموعی طور پر جتنے وسائل مہیا ہیں وہ ایک ارب 97 کروڑ 76 لاکھ روپے سے آگے نہیں جاتے ۔ اس میں ایک کروڑ 97 لاکھ روپے کی وہ رقم بھی شامل ہے جو مالیہ سے بچ رہے گی ۔ گویا وفاقی مدد کے بعد ترقیاتی پروگرام میں 76 کروڑ 84 لاکھ روپے کی کمی رہے گی ۔ صوبائی وزیر خزانہ نے گھوڑ دوڑ اور شراب پر تھوڑا سا ٹیکسوں میں اضافہ کیا ہے ۔ یہ تسلیم ہے کہ ٹیکس برائیوں پر لگائے گئے

ہیں ۔ مگر اس سے محض ایک کروڑ روپے کی آمدنی ہو گی ۔ میں گھوڑ دوڑ اور شراب کے متعلق یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اسلامی نظام کے قطعی طور پر خلاف ہیں ۔ حکومت دعویٰ کرتی ہے کہ ہم ملک میں اسلامی نظام نافذ کرنا چاہتے ہیں ۔ اگر واقعتاً آپ کے قول و فعل میں تضاد نہیں تو پھر آئیے ، گھوڑ دوڑ کو ، جو کہ روسا کا ایک عیاشی کا، ایک ذہنی عیاشی کا ذریعہ ہے ، ایک مشغلہ ہے ، اس برائی کو جڑ سے ہی ختم کر دیں ۔ اور گھوڑ دوڑ پر سرے سے پابندی عائد کر دیں ۔ شراب کے متعلق میں ذاتی طور پر کہتا ہوں کہ شراب پر جو ٹیکس لگایا گیا ہے یہ ایک قابل تحسین اقدام ہے ۔ مگر ایک خاص طبقہ جو لائسنس حاصل کرنے کے بعد شراب کا استعمال کرتا ہے یہ بات ان کی طرف سے کمانڈگی کے خلاف ہوگی ، اگر ان کی ترجمانی یہاں پر نہ کی جائے ۔ وہ کون لوگ ہیں ؟ جو قانون کے تحت شراب کا استعمال کرتے ہیں؟ جنہیں ملک کے مروجہ قانون نے اجازت دے رکھی ہے ۔ صرف وہی لوگ ہیں جنہیں ڈاکٹر صاحبان طبی نقطہ نظر سے شراب پینے اور استعمال کرنے کی اجازت دیتے ہیں ۔ جناب والا ! اگر اس نقطہ نظر سے اس ٹیکس کی طرف دھیان دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں کو ڈاکٹر صاحبان بیمار قرار دیتے ہیں اور انہیں باقاعدہ سرٹیفکیٹ عطا کرتے ہیں کہ شراب کے استعمال کے بغیر یہ لوگ زندہ نہیں رہ سکتے تو اس حکومت نے اس طریقے سے اپنے ملک کے اس مخصوص طبقے پر ، بیماروں پر ٹیکس عاید کیا ہے ۔

جناب والا ۔ ملکی آئین کے تحت زراعت کی آمدنی پر ٹیکس لگانے کا اختیار صوبائی حکومتوں کو دیا گیا ہے اور اس ٹیکس کے ذریعے 1973ء میں زراعت سے تعلق رکھنے والے افراد پر تھوڑا سا ٹیکس لگا کر 25 لاکھ روپیہ وصول کیا گیا تھا ۔ جناب والا ! صوبائی اور مرکزی حکومتوں نے ۔ ۔ ۔

(اس مرحلے پر مسٹر چیئرمین ۔ وقت کے لئے گھنٹی بجائی)

جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ ۔ ۔ ۔

مسٹر چیئرمین (حاجی محمد سیف اللہ خان) : ابھی آپ کے پانچ منٹ رہتے ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! صرف پانچ منٹ کا اور بھی استحقاق پہنچتا ہے ۔ جناب سپیکر ۔ اس کرسی پر ہرا جان تھے اور چند روز قبل جو جو

ممبران حاضر تھے تو انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ یہ جو موجود ہے اور یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے کہ ان کو زائد ٹائم دیا جائے گا تو اس لحاظ سے چونکہ میں بھی ان میں شامل تھا اس لئے میرا بھی وعدے کے مطابق یہ حق بنتا ہے کہ عام ممبران سے مجھے زیادہ وقت دیا جائے۔

مسٹر چیئرمین : آپ تقریر جاری رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ : پوائنٹ آف پریولیج سر جناب والا ! معزز رکن نے ابھی ایک لفظ استعمال کیا ہے "عام ممبران" تو کیا وہ اس کی تشریح کریں گے کہ عام ممبران کون ہیں اور خاص ممبران کون ہیں۔

مسٹر چیئرمین : یہ کوئی پوائنٹ آف پریویلیج نہیں ہے۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ : میں یہ عرض کر رہا تھا جناب والا ! کہ صوبائی اور مرکزی حکومت زراعت کے شعبہ پر زبردست سرمایہ کاری کر رہی ہے اور اس سرمایہ کاری کے ذریعے بیجوں کا حصول کیمیاوی کھاد، کیڑے مکوڑوں کو مارنے والی دوائیں جدید مشینیں اور اس قسم کی تمام سہولتیں پورے ملک میں زراعت کی ترقی کے لیے مہیا کی جا رہی ہیں۔ پچھلے چند سالوں میں اگر آپ غور فرمائیں تو زرعی اجناس کی قیمتیں بھی اس ملک میں کافی حد تک بڑھی ہیں۔ جناب والا ! اس لحاظ سے زرعی شعبہ سے تعلق رکھنے والا مخصوص طبقہ بڑی زمینوں کا مالک ہے ہمارے ملک میں ایک طبقہ ایسا بھی ہے اور خاص طور پر ہمارے صوبے میں کہ جس کی آمدنی میں خاصا اضافہ ہوا ہے۔ ماضی کے چند سالوں میں اگر صوبائی حکومت آئین کے تحت اس شعبہ سے تعلق رکھنے والے ایک مخصوص طبقہ کو میں عام کسان کی بات نہیں کر رہا۔ جناب والا ! میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں میں ایک خاص طبقے کے متعلق کہہ رہا ہوں اگر صوبائی حکومت ان پر مزید ٹیکس لگا دیتی تو اس طریقے سے صوبائی مالیت کے وسائل میں کچھ اضافہ ہو سکتا تھا اور یہ عوام کے مفاد کے قطعی طور پر خلاف نہ ہوتا بلکہ عین اس کے مفاد میں ہوتا۔ جناب والا ! تعلیم کے لیے 18 کروڑ 71 لاکھ روپیہ مختص کیا گیا ہے میں اس ضمن میں یہ عرض کروں گا کہ اعلیٰ تعلیم کے ساتھ ساتھ یہ بڑی ہی ایک ضروری چیز ہے کہ عام

خواندگی اور ابتدائی تعلیم پر زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے اور اس عام خواندگی اور ابتدائی تعلیم کا نوے فی صدی حصہ دیہات میں ہونا چاہیئے کیونکہ ایک خواندہ کسان ملک کی معاشی اور فنی ترقی میں زیادہ سے زیادہ طاقت بن کر ملکی معیشت میں بہتری کا کردار انجام دے سکتا ہے۔ جناب والا! اس موقع پر میں یہ بات بھی کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ ایک مستحسن قدم ہے اور قابل تعریف بات ہے کہ بجٹ کے تحت صوبے میں تیس پیشہ ورانہ اور تجارتی تعلیم کے ادارے قائم کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔ جناب والا! اب میں نیشنل پریس ٹرسٹ کے ذیلی ادارے پروگریسو پیپرز لمیٹڈ جو کہ ایک ایسا صنعتی ادارہ ہے جس کا انتظام حکومت کی تحویل میں ہے وہاں پر ہونے والی نا انصافیوں اور زیادتیوں کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ جناب والا! اس ادارے کے کارکنوں اور ملازمین کی حالت یہ ہے کہ انتظامیہ اور کارکنوں کے درمیان تقریباً 60 مقدمات مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔ اور پی پی ایل کی انتظامیہ نے اس ادارے کی رجسٹرڈ یونین جو کہ پی پی ایل لوئر گریڈ سٹاف یونین کے نام سے موسوم ہے جس کے صدر مسمی محمد خان اور سیکرٹری خورشید احمد کو انتقامی کارروائی کرتے ہوئے برطرف کر دیا ہے۔ ان کی بحالی کا مطالبہ کرنے کے جرم میں سینئر صحافیوں کے خلاف انتقامی کارروائیاں ہو رہی ہیں، کسی کو ٹرانسفر کیا جا رہا ہے اور کسی کے عہدے کو کم کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! اس ادارے کے تحت پاکستان ٹائمز اور امروز دو اخبار نکلتے ہیں۔ دونوں اخباروں کے ایڈیٹر صاحبان کو انتقامی کارروائی کے تحت ان کے عہدے زیادتی کرتے ہوئے ان کو برطرف کر دیا گیا ہے۔ لیبر کورٹ نے ان کی برطرفی کو خلاف قانون قرار دیا لیکن اس کے باوجود ابھی تک ان کو بحال کرنے کے لیے عدالت کے فیصلے پر کسی قسم کا کوئی عمل نہیں کیا گیا۔

جناب والا! اس میں ایک اور بڑی دھاندلی یہ ہوئی ہے کہ کارکنوں کی تنخواہ سے کاٹی جانے والی جی پی فنڈ کی رقم جو کہ 13 لاکھ روپے بنتی ہے آج پی پی ایل کے فنڈ میں موجود نہیں ہے۔ گریجوٹی کے 30 لاکھ روپے کا کوئی حساب کتاب موجود نہیں ہے جبکہ اس رقم پر انکم ٹیکس کی چھوٹ بھی حاصل کر لی گئی ہے۔ جناب والا! ان دونوں اخبارات میں انتہائی بد نظمی تلخی اور کشیدگی پھیلی ہوئی ہے۔ کارکن یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ پریس ٹرسٹ کے چیئرمین اور چیف ایگزیکٹیوں کے اقدامات اور ادارے کے معاملات کی

تحقیقات کرائی جائے ۔ کیونکہ ان اداروں کی مالی حالت خراب سے خراب تر ہوتی جا رہی ہے ۔ اس لیے میں اس ایوان میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہوں کہ جناب والا ! اس بارے میں اس ادارے میں سرا سر دھاندلیوں ، انتقامی کارروائیوں اور فنڈز کی خرد برد کرنے کے الزام میں ہائی کورٹ کے کسی جج سے اس کی تحقیقات کرائی جائے ۔

مسٹر چیئرمین : جناب صاحبداد خان ۔

سید ظاہر احمد شاہ : جناب والا ! آپ نے مجھے پانچ منٹ اضافی دینے تھے ۔

مسٹر چیئرمین : وہ بھی آپ لے چکے ہیں میں ۔ پچاس پر گھنٹی بجائی تھی آپ نے پانچ منٹ مزید مانگے اب دیکھ لیجئیے گیارہ ہو گئے ہیں اور آپ کے وہ پانچ منٹ بھی ختم ہو چکے ہیں ۔

سید ظاہر احمد شاہ : جناب والا ! اگر آپ مناسب سمجھیں تو مہربانی کر کے دو منٹ اور دے دیں ۔ جناب نے امیر عبداللہ خان صاحب کو بھی تو زیادہ ٹائم دیا تھا ۔

مسٹر چیئر مین : آپ ایک منٹ میں ختم کریں ۔

سید ظاہر احمد شاہ : جناب والا یہاں پر اس بات پر بڑی داد دی گئی ہے اور کہا گیا ہے مزارعین کے ساتھ نا انصافیوں کا خاتمہ کیا گیا ہے ۔ اور مزارعین کو ہر قسم کا تحفظ دے دیا گیا ۔ آج میں صوبائی وزیر خزانہ سے یہ دراخواست کروں گا کہ لائلپور کی تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ کے چکوک (706) (707) گ ۔ ب کے واقعات کی تحقیقات کروائی جائے اور چند سرمایہ داروں اور محکمہ مال کے افسران کی جو دھاندلیاں ہوئی ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جائے یہ جناب والا ایک ہزار کسانوں کے حقوق اور روزی چھن جانے کا مسئلہ ہے ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کے قول اور فعل میں تضاد ہے ۔ حکومت جو کہتی ہے کرنا نہیں چاہتی ۔ اور حکومت اس طرح کسی صورت میں بھی کامیاب نہیں ہو سکتی روز مرہ کا مشاہدہ ہے عوام کے ساتھ دھاندلیاں ختم کرنے کا وعدہ کیا جاتا ہے مگر ان پر کبھی عمل نہیں ہوتا ۔ اور اخبارات جلی سرخیوں سے ان کی خبریں شائع تو کرتے

ہیں ۔ مگر مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ عوام کے دکھ درد کو دور کرنا اس حکومت کے بس کی بات نہیں ہے ۔ عام آدمی کا معیار زندگی قطعی طور پر بلند نہیں ہوا ۔ اور اس حکومت نے اپنے انتخابی مہم میں جو وعدہ کیا تھا کہ ہم اس ملک سے بائیس خاندانوں کو ختم کر کے اور غریبوں کی جیبوں سے لوٹی ہوئی دولت کی تجوریوں کو پاش پاش کر کے عوام کے حقداروں میں دولت تقسیم کر دیں گے ۔ میں یہ مانتا ہوں کہ حکومت وقت ان بائیس خاندانوں کو ختم تو نہ کر سکی اور اب بائیس خاندان تو کیا کئی ہزار خاندان جو مالی طور پر سیاسی طور پر مستحکم ہیں اور اس کی فوج ظفر موج تیار کر کے رکھ دی ہے ۔

وزیر مواصلات و ٹرانسپورٹ (بریگیڈئر چوہدری صاحب داد خان) : جناب سپیکر 1976 - 1977ء کا جو میزانیہ پیش کیا گیا ہے یہ حقیقت میں وسائل کو حاصل کرنے کے لئے اور ترجیحات کے ماتحت ان کو صرف کرنے کے لئے اور اپنی پالیسی کو آگے بڑھانے کے لئے حقیقت پسندانہ اور جرأت مندانہ قدم ہے ۔ اور اس میزانیہ کے خالق کو میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے محدود وسائل کے باوجود عوامی امنگوں اور خواہشات کو پورا کرنے کے لئے ایک اور اہم قدم اٹھایا ہے ۔ جناب والا ! صوبہ ہو یا ملک اس کی معیشت حقیقت میں سیاست کے تابع ہوتی ہے اور یہ دونوں چیزیں لازم و ملزوم ہیں ۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حزب اختلاف اور حزب اقتدار دونوں طرف سے اپنا اپنا نقطہ نظر پیش کیا گیا ہے ۔ پیپلز پارٹی کی صرف آٹھ سال چلے نومبر 1967ء میں اسی شہر لاہور میں بنیاد ڈالی گئی بنیادی دستاویز کو دیکھ کر ، اور اس وقت کی مطلق العنان حکومت کو دیکھ کر ملک میں ایک تحریک چلائی گئی ۔ اس بنیادی دستاویز کو دو سال کے اندر اندر انتخاب میں حصہ لینے کے لئے منشور دیا گیا اور واضح طور پر لوگوں کو بتایا گیا اور اس سے بڑھ کر جس وقت اس حکومت کو ذمہ داری سنبھالنی پڑی ایک تباہ شدہ معیشت ، ایک شکست خوردہ قوم ، ایک بے اعتمادی کی فضا تھی اس میں سے گزرتے ہوئے اس حکومت نے ایک متفقہ آئین دیا اور وہ تمام مسائل جو حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے درمیان ہو سکتے تھے ان کو نہایت احسن طریقہ سے سمویا گیا اور ایک متفقہ آئین پیش کیا گیا ۔ اس کے بعد یہی وجہ ہے کہ ہم خوش قسمتی سے ایوان میں پانچویں بجٹ پر تنقید یا تعمیری تنقید کر رہے ہیں ۔ لیکن آج حالت بدل چکی ہے ۔ ساڑھے آٹھ سال کے عرصہ میں اور تاریخ

میں آپ کہیں بھی نظر دوڑائیں ایسی سیاسی پارٹی جس کی داغ بیل اتنی جلدی ڈالی گئی ہو اور وہ الیکشن میں حصہ لے اور ان حالات میں وہ عنان حکومت سنبھالے اور آج ملک کو کہاں لے آئے۔ یہ آج جو حالت ہے وہ آپ کے سامنے ہے ایک کھوئے ہوئے نصب العین کو نیا نصب العین دیا گیا۔ بے اعتمادی اور شکست خوردہ ذہنیت سے خود اعتمادی اور ایک شاندار بیداری کی حالت ہے۔ اور اب یہ وقت بھی آ گیا ہے کہ سیاسی شعور اس قوم کو دیا جائے۔ اور دیا گیا ہے۔ وہ تمام شکوک و شبہات جو نظریہ کے متعلق شکست کے بعد پیدا ہوئے تھے وہ دور ہو گئے ہیں اور سرحدوں پر کھچاؤ کم ہوا ہے اور بغیر کسی سودا کے وہ تمام مسئلے جو مدت سے حل نہیں ہو رہے تھے ان میں سے کچھ حل ہو گئے ہیں اور کچھ حل ہونے والے ہیں۔ اب اس تباہ شدہ معیشت کو دوبارہ مستحکم کرنا ہے اور آج ہم یہ کہہ سکیں کہ بجٹ کم ہے یا زیادہ۔ ترجیحات غلط ہیں یا صحیح اور اگر صحیح ہیں تو کیا ہونا چاہیں تھیں یہ ایک بڑا اہم قدم ہے اور بڑی خوشگوار حالت ہے کہ اس قوم کو ایک ایسا قائد ملا ہے اس نے اس کو وہاں سے نکالا جہاں بہت سے لوگ ڈگمگا چکے تھے۔ آج اس حالت پر پہنچایا ہے اس کی وجہ کیا ہے ہمیں بتایا جائے پر بتایا گیا ہے کہ آپ نے ایک دفعہ قوم سے دھوکا کیا تھا اور غلط نعرے دے کر قوم کو دھوکا دیا تھا۔ اور اس طرح آپ برسر اقتدار آئے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ تاریخ میں یہ سب سے بڑا دھوکا تھا۔ میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ کچھ لوگوں کو کچھ وقت کے لئے دھوکا دیا جا سکتا ہے لیکن سب لوگوں کو تو دھوکا نہیں دیا جا سکتا۔ ہم نے عملی طور پر کام کر کے بتایا ہے منشور کے مطابق ایک پالیسی وضع کی ہے اور آج جو کام بھی اس ایوان میں ہوا ہے۔ اس چار سال میں جو قانون بھی پاس کیا ہے وہ عوام کے حق میں ہے اور خواص کے حق میں نہیں ہے۔ جو کام ہم نے کئے ہیں اور جو قدم ہم نے اٹھائے ہیں خواہ تعلیم کے محکمہ میں ہوں یا مالیہ کی طرف ہوں، یا پانچ مرلہ پلاٹ کی طرف ہوں یہ سارے غریب عوام کے لئے ہیں۔ اور اس کی وجہ ہے کہ آج ملک میں یہ حالت ہے کہ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے ساتھیوں کو اور عوام کی غالب اکثریت کو مکمل اعتماد ہے اندرونی اور بیرونی دباؤ سے ہم نکل آئے ہیں۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اور آج ملک کی جو حالت ہے اور جو سیاسی نقشہ ہے وہ حوصلہ افزا

ہے ۔ اور ساڑھے آٹھ سال کی قلیل مدت میں کس طرح سے ہم منازل کو طے کرتے ہوئے اس حالت میں پہنچے ہیں ۔ جہاں آج ملک میں نہ کوئی متبادل قیادت نظر آتی ہے نہ کوئی متبادل منشور ہے نہ کوئی ایسی چیز ملک کے سامنے ہے جو اس سے بڑھ کر عوام کی خدمت کر سکے ۔ ایک قانون ایسا پاس نہیں ہو سکتا جو اسلام کے مطابق نہ ہو ۔ میرے معزز دوستوں ۔ یہ بھی کہا کہ اسلامی سوشلزم کا نام کیوں لیا جاتا ہے ۔ واضح طور پر منشور میں تھا ۔ جمہوریت بھی ، معیشت بھی اور طاقت کا سرچشمہ بھی لیکن سب سے بڑھ کر اسلام ہمارا دین ہے ۔ جمہوریت کا جو بھی طرز انتخاب آپ نے اپنایا خواہ وہ واقعی اسلام کے قاعدے کے مطابق ہے یا نہیں لیکن کوئی قانون جمہوریت کے انتخاب کے بعد نہیں بن سکتا ۔ اگر وہ بن جائے تو لاگو نہیں ہو سکتا ۔ صاف فیصلہ ہو گیا ہے کہ اسلام کے خلاف کوئی قانون نہیں بن سکے گا اور آئین میں ان دونوں چیزوں کو سمو دیا گیا ہے ۔ آرٹیکل 3 میں کہا گیا ہے ۔

From each according to his ability to
each according to his work.

یہ ایک بنیادی مسئلہ ہے اور دوسرا یہ کہا گیا ہے آرٹیکل (227) ۔ (228) (230) کے مطابق سات سال کے اندر اسلامی قوانین سامنے آ جائیں گے اور دو سال کے اندر لاگو ہو جائیں گے ۔ اور ہمارا جو اصول ہے وہ یہ ہے کہ جمہوریت ہو یا معیشت کا نظام ہو وہ سوشلزم سے تعلق رکھتا ہو کیونکہ اس میں بھی بڑی اچھی باتیں ہیں ۔ سود کا مسئلہ حل ہو چکا ہے بے روزگاری کا مسئلہ انہوں نے حل کیا ہے لیکن وہ نظام جو یہاں اپنایا جائے گا وہ اسلام کے تابع ہو گا نہ کہ اسلام کے خلاف ہو گا ۔ ہم ان اسلام پسندوں میں سے نہیں ہیں ، جنہوں نے سیاست کو اسلام کے تابع کر دیا ہے ۔ اگر ایک عورت سربراہ نہیں ہو سکتی ہے ۔ لیکن وقتی ضرورت کے تحت وہ بھی منظور ہے ۔ پرائیویٹ پراپرٹی کی حد نہیں ہے ۔ لیکن وقتی ضرورت کے لئے وہ بھی منظور ہے ۔ اس لئے ہم جو چیز کریں گے وہ اسلام کے تابع ہوگی ۔ سیاست ہماری اسلام کے تابع ہو گی ۔ ہم اسلام کو تابع سیاست کبھی نہیں آنے دیں گے ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اب اس پر مزید بحث نہیں ہونی چاہیئے ۔ لفظ آتے ہیں بدلتے ہیں ، اگر آج جمہوریت کو مغربی طرز کی جمہوریت کو اپنایا جا سکتا ہے ۔ جو عناد لفظ سوشلزم سے ہے وہ غلط اور غیر ضروری ہے اس میں کوئی چیز اسلام کے خلاف نہیں ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : Point of personal Explnation
جناب والا ! میں بریگیڈیر صاحب کی عزت کرتا ہوں جس طرف انہوں نے اشارہ کیا ہے وہ میری تقریر کا موضوع تھا ۔ میں آج پھر اس کا اعادہ کرتا ہوں ۔ اگر ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کی تقریر کے اندر سوشلزم کا تعفن موجود نہ ہوتا ۔ تو یہ زیادہ بہتر تھا ۔ آپ نے دیکھا ہے کہ آپ کیا ہیں ۔ آپ نے اسلامی سربراہی کانفرنس منعقد کی ۔ اور درجنوں بادشاہ اور سربراہان مملکت یہاں تشریف لائے ۔ آپ سوشلزم کے نام پر یہاں کوئی کانفرنس منعقد نہیں کر سکتے ہیں ۔ جس میں آپ سوشلزم اور سوشلسٹ ممالک کو جمع کریں ۔

Mr. Speaker : This is not a matter of personale x-planation.

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! بالکل پرسنل ایکسپلینیشن کا پوائنٹ ہے ۔ جناب والا ! یہ دیکھ کر ، یہ سمجھ کر کہ اس ملک کی نبض اسلام کے ساتھ چلتی ہے ۔ اس لئے انہوں نے ایسی کانفرنس منعقد کرائی ۔ جس سے اسلام کی سربلندی اور جلال کا بول بالا ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ آپ کی دلیل ہے مگر یہ پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن نہیں ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! یہ پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن ہے ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا ۔ کہ بریگیڈیئر صاحب جو فرمانا چاہتے ہیں وہ ضرور فرمائیں ، لیکن جہاں تک اسلام اور سوشلزم کا تعلق ہے ۔ میں یہ پہلے کہہ چکا ہوں کہ ان کی مہربانی ہوگی ۔ میں اب بھی بڑے انکسار کے ساتھ ان کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں ، کہ یہ غمل میں ٹاٹ کا پیوند نہ لگائیں ۔

وزیر مواصلات و ٹرانسپورٹ : جناب والا ! سوشلزم ایک انگریزی لفظ ہے ۔ وہ انہیں پسند نہیں ہے ۔ تو کیا علامہ صاحب اسلامی اشتراکیت کے لفظ کو منظور کریں گے ؟

علامہ رحمت اللہ ارشد : میں مساوات محمدی کو منظور کروں گا ۔

مسٹر سپیکر : No such controversy

وزیر مواصلات و ٹرانسپورٹ : جناب والا ! میں اپنے موقف کو بیان کروں گا ۔ میں عرض یہ کر رہا تھا کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے ساڑھے چار سال میں ملک کے اندر اور ملک کے باہر اور ملکی معیشت کو درست کرنے کے لئے اور اس کے استحکام کے لئے یک جہتی اور تمام پاکستان کے عوام کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے کے لئے جو کچھ کیا ہے اس کے پیش نظر ہم آسانی سے عوام کے سامنے جا سکتے ہیں ، اور جو جو کام ہم نے کئے ہیں ان کو بتا سکتے ہیں کیونکہ ہمارا ہر قدم ان کی فلاح و بہبود کے لئے ہے ۔ مساوات بھی لا۔ کے لئے ہے اور یہ کہنے کے لئے ہے کہ یہاں پر ایسا کوئی نادار اور مفلس نہ رہ جائے جو کسی بنیادی ضرورت سے محروم ہو ۔ لیکن اس کے لئے وقت درکار ہے یہ صحیح ہے کہ ہم اس سے زیادہ کام کرنا چاہتے ہیں ، لیکن یہ کام فنڈز کے مہیا ہونے پر ہو سکتے ہیں ۔ جن حالات میں ہم آگے بڑھ رہے ہیں ، میں صرف ایک چیز کی طرف اشارہ کروں گا ۔ کہ جو چیز بھی کسی سیاسی بیداری اور شعور کے لئے ہے اس میں تعلیم سب سے زیادہ اہم ہے ۔ لہذا تعلیم کو ترجیح دی گئی ہے ۔ اور اس کے لئے بجٹ میں جو رقم مختص کی گئی ہے اس کا ذکر ہو چکا ہے ۔ اس کے بعد میں یہ بتانا چاہتا ہوں ، کہ پنجاب میں پہلی دفعہ زراعت کے شعبے کو ترجیح دی گئی ہے ۔ اور اس کے نتائج آپ کے سامنے ہیں ، جس طریقہ سے ہم چل رہے ہیں ، اس پر کافی بحث ہو چکی ہے میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی چیز پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور کے خلاف نہیں ہے ۔ بلکہ منشور کے مطابق ہے اور یہی خیال ہے کہ عوام کو جلد از جلد فائدہ پہنچے ۔ اور ہماری عوام کسی طرح سے اس جہالت اور مفلسی کے گڑھے سے نکل سکتی ہے اور کس طرح ایک بیدار قوم کی حیثیت سے ابھر سکتی ہے ۔ اب میں آپ کو تھوڑا سا مقابلتاً بتاؤں گا کہ 1976-77ء کے بجٹ سے تو شاید وہ چیز نہ بتا سکوں جو میں بتانا چاہتا ہوں گزشتہ 4 سالہ دور میں ہم نے یعنی اس حکومت نے جو جو کام کئے اور جو بجٹ پیش کئے ہیں ۔ مثلاً آپ شاہرات کو لے لیں ۔ آج تک اس حکومت کے برسر اقتدار آنے کے بعد پنجاب میں 1351 میل سڑکیں کشادہ اور بہتر بنائی گئی ہیں ، اور آئندہ سال یہ جاری رہے گی اور 200 میل مزید سڑکوں کو کشادہ اور بہتر بنایا جائے گا ۔ حقیقت میں یہ ایک قابل فخر کارنامہ ہے ۔ نئی سڑکوں کی تعمیر کے متعلق یہ عرض کروں گا کہ اس حکومت کے دور اقتدار میں 794 میل لمبی نئی سڑکیں بنائی گئی ہیں وہ

سڑکیں جو پیلز ورکس پروگرام یا ایل ۔ ڈی ۔ اے والوں نے بنائی ہیں اس میں شامل نہیں ہیں ، یہ سڑکیں باقی وہ ہیں جو بنائی ہیں ، اور اس سال یعنی اگلے مالی سال میں اس رفتار کو اور زیادہ کیا جائے گا ۔ اور 175 میل نئی سڑکیں بنائی جائیں گی ۔ جناب والا ! اگر میں پنجاب کی مختص کی گئی رقوم کی طرف آؤں تو

پہلے بجٹ میں سڑکوں اور پلوں کے لئے 11 کروڑ 60 لاکھ
دوسرے بجٹ میں ۔ ۔ ۔ ۔ 23 کروڑ 18 لاکھ
تیسرے بجٹ میں ۔ ۔ : ۔ 32 کروڑ
چوتھے بجٹ میں ۔ ۔ ۔ ۔ 35 کروڑ
اب اس بجٹ میں ۔ ۔ ۔ ۔ 36 کروڑ

روپے کی رقوم مختص کی گئی ہے ۔ یہاں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کس طرح منزل بہ منزل ، قدم با قدم ۔ ہم آگے بڑھ رہے ہیں ، اور اپنے نصب العین کو حاصل کرنے کے لئے ، کتنی محنت ، کتنی لگن اور کتنی جد و جہد سے ہم یہ کام کر رہے ہیں ، پلوں کے متعلق میں یہ کہوں گا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمارے انجینئر خود کفیل ہیں ڈیزائن اور ریسرچ میں وہ پل اعلیٰ معیار کے بنا سکتے ہیں ، ہمیں حکومت کا شکریہ ادا کرنا ہو گا کہ ان کے لئے جو ان کے ڈیزائن کے مطابق فنڈز مانگے گئے ہیں وہ جلدی تو مہیا نہیں ہو سکتے ہیں لیکن وہ سلسلہ وار مہیا کئے جاتے ہیں ۔

جناب والا ! سڑکوں کے متعلق یہ ہے کہ ان کا معیار موجودہ ٹریفک کے لئے تو ٹھیک ہے لیکن آنے والی بھاری ٹریفک کے لئے زیادہ اچھی ہونی چاہئیں اس کے سوچنے کا طریقہ یہ ہے کہ یا تو دگنے روپے لگا کر ایک میل بنایا جائے اور یا پھر اتنی رقم سے دو میل بنائے جائیں ، فی الحال یہی فیصلہ کیا گیا ہے کہ موجودہ سڑکوں کے معیار کو برقرار رکھا جائے ۔ اور زیادہ سے زیادہ سڑکیں بنائی جائیں اور وہ سڑکیں نہ بنائی جائیں جو کہ آنیوالی بھاری ٹریفک کو کور کرے اور ان کی تعداد کم ہو ۔ اس لئے کچھ عرصہ کے لئے سڑکوں کا وہ معیار قائم نہ ہو سکے گا ۔ جو دوسرے ملکوں میں ہے ۔

جناب والا ! اب میں ٹرانسپورٹ پر آؤں گا ۔ ٹرانسپورٹ ایک خدمت کا محکمہ ہے جب یہ حکومت برسر اقتدار آئی تو گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس

دو لاکھ 20 ہزار مسافر روزانہ اٹھاتی تھی آج 8 لاکھ 13 ہزار مسافر روزانہ اٹھائے جاتے ہیں ، یہ 400 فیصدی زیادہ ہے ۔ اس کے لئے حکومت نے 54 کروڑ روپے خرچ کئے ۔ اور آئندہ اس کو آگے بڑھایا جائے گا ۔ اور 16 کروڑ روپے مزید لگا کر بسوں کا اضافہ کیا جائے گا ۔ مجھے یہ معلوم ہے کہ اس کے باوجود ٹرانسپورٹ ناکافی ہے ۔ ہمیں اور چیزیں چاہئیں لیکن اگر اس میں کوئی چیز مانع ہے تو وہ فنڈز کا مہیا ہونا ہے ۔ ورنہ جہاں تک کام کا تعلق ہے ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہر شہر کو ایسی ٹرانسپورٹ دی جائے ۔ جس میں ایک تہائی آبادی کسی بھی وقت میں اٹھائی جا سکے ۔ کیونکہ یہ ایک کسوٹی ہے جس پر ٹرانسپورٹ کے معیار کو ناپا جا سکتا ہے ۔ بسوں کی تعداد میں اضافہ ہو گا ۔ تو کارکردگی بہتر ہو گی اور مجھے یقین ہے کہ ابھی تک محکمہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس میں بہتر کارکردگی کی گنجائش موجود ہے ۔ اور اس سے آپ کی حکومت واقف ہے ۔ ہم پوری کوشش کر رہے ہیں کہ ہمارے ہاں جو پرانے نقائص چلے آ رہے ہیں اور جو پلاننگ میں کمی رہتی ہے یا کمی ہو گئی تھی اس کو دور کیا جائے ۔

اس کے بعد جناب والا ! میں حادثات کے متعلق عرض کروں گا کہ پرائیویٹ ٹرانسپورٹ گڈز ٹرانسپورٹ اور گورنمنٹ کی ٹرانسپورٹ کے متعلق گورنمنٹ اچھی طرح سمجھتی ہے کہ ان ٹرانسپورٹس میں کافی اضافہ ہوا ہے جس کی وجہ سے حادثات میں بھی اضافہ ہوا ہے ۔ جناب والا ! حادثات میں اضافہ کی وجہ اچھے ڈرائیوروں کی کمی ہے اچھے ڈرائیور ملک سے باہر چلے گئے ہیں اور سڑکوں پر ناجائز تجاوزات ہونے کی وجہ سے بھی حادثات ہوتے ہیں اور کچھ بڑے شہروں میں ہجوم ہوتا ہے ۔ ان سب کا بندوبست کیا جا رہا ہے اور کہیں بائی پاس بنائے جا رہے ہیں اور کہیں سڑکوں کو کشادہ کیا جا رہا ہے ۔ ٹریفک کنٹرول مؤثر بنایا جا رہا ہے ۔ اور تجاوزات کے لئے ایک بل پیش کیا گیا ہے اور اس کے پاس ہونے سے وہ تجاوزات جن کو موجودہ قانون کے تحت دور کرنے میں دیر لگتی ہے وہ جلد دور کر سکیں گے ۔ لیکن آپ کی حکومت اس سے خبردار ہے کہ جو موت سڑکوں پر واقع ہوتی ہے اس کو یا تو بالکل روکا جائے یا اس کو کم کیا جائے ۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ اس کوشش میں کوئی کمی باقی نہیں رہے گی جہاں تک پرائیویٹ ٹرانسپورٹ کا ذکر ہے یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ غیر حاضر ٹرانسپورٹ کا پرمٹ سسٹم ختم کیا گیا ہے اور ٹرانسپورٹروں کو ہر قسم کی

مراعات دی گئیں اور کرائے جو بڑی مدت سے نہیں بڑھے تھے پٹرول کی قیمتیں بڑھنے سے اس سطح پر لائے گئے ہیں جو عوام کے لیے بھی قابل قبول ہوں اور جو قابل نفع بھی ہوں ۔ جناب والا ! میرا خیال ہے کہ اب پرائیویٹ بسوں ۔ ٹیکسیوں ۔ گڈز ٹرانسپورٹ اور اومنی بس کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔

جناب والا ! آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ اس سلسلے میں بڑی بڑی رقوم خرچ کرنے کے باوجود یہ ادارہ ابھی تک خسارے میں جا رہا ہے ۔ اومنی بس کے کرائے نہیں بڑھائے گئے اور طالبعلموں کو کچھ مراعات دی گئی ہیں یہ ادارہ کہیں بھی منافع میں نہیں جا سکتا اس ملک میں ہی نہیں بلکہ ہر ملک میں یہی حالت ہے ۔ یہ فیصلہ سیاسی ہے اور آپ کا فیصلہ ہے یا تو کرائے بڑھائے جائیں یا ان لوگوں کی خدمت کی جائے جو حقیقت میں غریب ہیں اور جن کی آمدو رفت کا ذریعہ یہ ٹرانسپورٹ ہے ۔ یہ فیصلہ کیا گیا کہ خواہ ہمارا خرچ بڑھ جائے مگر اومنی بسوں کا کرایہ شہروں میں وہی رہے گا جو 1972ء میں تھا ۔ اس لئے اس خسارے کو برداشت کرنا پڑے گا اگر سٹی ٹرانسپورٹ میں ہمیں ضرور منافع ہو رہا ہے مگر اس حد تک نہیں جس حد تک ہونا چاہئے انتظامیہ کی نااہلی کی وجہ سے ہے جس کو ہم دور کرنا چاہتے ہیں ۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آگے چل کر اس خسارے سے ہم نکل سکتے ہیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ خسارہ ہمیشہ کے لئے نہیں رہے گا اور اس ادارے کو اپنے پاؤں پر ضرور کھڑا ہونا ہوگا اور یہ ضرور کھڑا ہوگا ۔

جناب والا ! اب بجٹ کی بقایا چیزوں پر بحث ہو سکتی ہے میرا خیال ہے کہ کوئی ایسا نقطہ اس بجٹ کے متعلق نہیں رہ گیا ۔ میں جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کی بے حد تعریف کرتا ہوں کہ میرے رفیق کار ہونے کے باوجود جو بھی کام انہیں دیا گیا وہ انہوں نے نہایت محنت لگن اور دلچسپی سے کیا ہے اور حقیقت میں انہوں نے اپنا اعلیٰ مقام پیدا کیا ہے اور یہ بجٹ جو انہوں نے پیش کیا ہے یہ آنے والی نسلوں کے لئے ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور یہ بجٹ آنے والے بجٹوں کے لئے قابل تقلید ہے ۔ میں اپنی طرف سے جناب ڈاکٹر صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ وہ اس ملک اور صوبہ کے لئے زیادہ دیر کام آئیں ۔

جناب والا ! جمہوریت کا عمل یا اس ایوان میں جو پارلیمنٹ کی روایات عمومی طور پر قائم کی گئی ہیں وہ قابل فخر ہیں کیونکہ سب سے بڑی ضرورت یہ تھی کہ سیاسی عمل جاری رہے سیاسی عمل موثر رہے ۔ اس کا سب سے اہم ہی ادارہ تھا جس میں کئی سالوں کے بعد ہم یہاں آئے ہیں اور مجھے خوشی ہے کہ چند ماہ کے بعد ان حالات کے پیش نظر حزب اقتدار نے جموعی طور پر جو اعلیٰ کام کیا ہے وہ آگے آنے والی پارلیمنٹ کے لئے قابل تقلید ہے اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس میں سب سے زیادہ حصہ آپ کا ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین ۔)

اس لحاظ سے موجودہ میزانیہ صرف قابل تعریف ہی نہیں بلکہ اپنی خواہشات ۔ امنگوں اور اپنے منشور کے عمل کو صحیح کرنے کے لئے اور اپنے وعدوں کو پورا کرنے کے لئے ایک اہم قدم ہے ۔ اور انشاء اللہ ہم آئندہ اس طرف اچھے اقدام اٹھائیں گے جو موثر بھی ہوں گے اور نیز بھی ہوں گے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری غلام قادر ۔

چوہدری غلام قادر : جناب سپیکر ! موجودہ میزانیہ جو اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے اگر اس کو غریبوں کا میزانیہ کہا جائے تو زیادہ درست ہوگا ۔ اور یہ پنجاب کا سب سے بڑا اور متوازن میزانیہ پیش کرنے پر میں اپنے وزیر خزانہ جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ جنہوں نے پہلے تو تعلیم کے میدان میں اپنی قابلیت کا سکہ منوایا تھا اور اب اقتصادیات کے میدان میں بھی وہ اعلیٰ مقام حاصل کر چکے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میں آپ کی تقریر کو ذرا ٹوک رہا ہوں ۔ صبح تو میں نے اعلان کیا تھا کہ شاید شام کا سیشن کیا جانا ضروری نہ ہو لیکن میں نے اور سینئر وزیر صاحب نے آپس میں مشورہ کیا ہے اور ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ شام کو بھی سیشن ہونا چاہئے تو شام کا سیشن پانچ بجے شروع ہو گا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! کورم کہاں سے پورا ہو گا ۔

مسٹر سپیکر : اللہ میاں مہربانی کرنے والے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! آپ اندازہ کیجئے کہ سات

مقررین ہوتے ہیں اور سامعین میں سے صرف آپ ہوتے ہیں اور پھر اس وقت بھی کورم نہیں ہے -

مسٹر سپیکر : اللہ میاں مہربانی کریں گے -

سید ناہض الوری : جناب سپیکر ! جو لوگ اپنے اوپر خود مہربانی نہیں کرتے خدا تعالیٰ ان پر کیسے مہربانی کرتا ہے -

چوہدری غلام قادر : جناب والا ! موجودہ میزانیہ غریبوں کی خواہشات کا مظہر ہے اور آپ جانتے ہیں کہ جب پیپلز پارٹی کو حکومت ملی اس وقت ملک کے کیا حالات تھے اس وقت ایک طرف عرب دنیا پاری سابقہ حکومتوں کی نااہلی کی وجہ سے ہم سے نالاں تھی اور دوسری طرف پختونستان کا شوشہ چل رہا تھا - افغانستان ایک طرف ہمارے مخالف تھا اور دوسری طرف ہندوستان ہمارے خلاف سازشیں کر رہا تھا اور تیسری طرف بنگلہ دیش کا مسئلہ الگ لٹک رہا تھا - جناب والا ! قائد عوام کے کندھوں پر جو جو بوجھ پڑا اور اس وقت ہمارے اپنے ساتھی کہہ رہے تھے کہ یہ بوجھ کس طرح سے برداشت کیا جائے گا - اور مغربی پاکستان کو آپ لوگ کس طرح بچا سکیں گے لیکن آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ قائد عوام کی ذہانت - ان کی سیاست اور ان کی قابلیت کی بنا پر تمام مسائل خوش اسلوبی سے حل ہو گئے ہیں اور کچھ ابھی ہو رہے ہیں - اسلامی کانفرنس کی مثال آپ کے سامنے ہے اس وقت وہ عرب جو آپس میں مل کر نہیں بیٹھتے تھے وہ اسلامی کانفرنس کے وقت ایک ہی جہاز میں بیٹھ کر آئے اور یہاں وہ روح پرور منظر تھے کہ افریقہ کے حبشی صدر جب بازار میں نکلتے تھے تو مسلمان ان کے ہاتھ چومتے تھے - وہی عرب دنیا جو ہمیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتی تھی اب وہ ہمارے ساتھ محبت کرتی ہے اور ہمیں چاہتی ہے اور ان کو پتا چل گیا ہے کہ دنیا میں کوئی پاکستانی قوم بھی موجود ہے اس وقت پریشانی اور مایوسی کے جو بادل چھائے ہوئے تھے ان کو دور کرنے میں قائد عوام نے دن رات محنت کی اور قوم کے گرے ہوئے اعتماد کو بحال کیا اور تمام مسائل کو ایک ایک کر کے حل کیا - ہمارے ملک میں سرداری نظام کی لعنت موجود تھی کسی صوبہ میں کسی شکل میں اور دوسرے صوبہ میں دوسری شکل میں موجود تھی - لیکن پنجاب میں سرداری نظام اس طرح سے موجود تھا کہ چوہدری لوگ کمیوں کو زمین پر بٹھاتے تھے اور خود چارپائی پر بیٹھتے تھے اور جب گاؤں کا چوہدری

چارپائی پر بیٹھا ہوتا تھا تو کمیں نیچے بیٹھتا تھا اور وہ چارپائی پر نہیں بیٹھ سکتا تھا اگر کوئی بات کرتا تھا تو اس کو کہتے تھے کہ تم تو اس گاؤں کے مالک نہیں ہو تمہارا جو مکان ہے یہ بھی تمہارا اپنا نہیں ہے تم تو ملیے کے مالک ہو ملبا اٹھاؤ اور گاؤں سے نکل جاؤ۔ لیکن پیپلز پارٹی کی حکومت نے ان کو اعتماد میں لیا ہے۔ ان کو پانچ پانچ مرلے کے پلاٹ دیئے۔ وہ جن مکانات میں رہتے تھے وہ مستقل ان کے نام پر کر دیئے ہیں۔ اسی طرح پنجاب میں جو سرداری نظام چل رہا تھا اس کو جڑ سے اکھاڑ دیا ہے۔ اس کے علاوہ اسی فیصد کاشتکار طبقہ جو دیہات میں رہتا ہے ان کا مالیہ معاف کر کے ان کے دل قائد عوام نے جیت لئے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہے کہ بلوچستان میں سرداری نظام کو کس طرح جڑوں سے اکھاڑا گیا ہے۔ وہی سردار اب کہتے ہیں کہ واقعی سرداری نظام ایک لعنت تھی۔ اب وہ لعنت ختم ہو گئی ہے۔ اس کے علاوہ پختونستان کا شوشہ چھوڑا گیا۔ اور جو افغانستان ہماری مخالفت کرتا تھا وہ قائد عوام کی کوششوں سے اور ان کی سیاست سے اب ایسا نہیں کر رہا اور وہی افغانستان اب قائد عوام کو اپنے ہاں بلا کر کس طرح استقبال کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جیئو اور جینے دو کے اصول پر ہم دونوں ملک ترقی کریں گے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اس سے پہلے بھی آپ ارشاد فرما چکے ہیں اور میرے خیال میں ہونا بھی یہی چاہئے کہ جہاں تک خارجہ پالیسی کے مسائل ہیں ان پر اس ایوان میں بحث نہیں ہونی چاہئے کہ کہاں تک مسائل حل ہوئے ہیں اور کہاں تک مسائل حل نہیں ہوئے ہیں۔

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب آپ شائد اس دن موجود نہیں تھے اور آپ کسی حادثے کی وجہ سے چلے گئے تھے۔ یہاں فاضل سینئر وزیر نے ایک بات کا اعلان کیا تھا اور سب نے اس سے اتفاق کیا تھا کہ خارجہ پالیسی پر بحث کرنے کی مناسب جگہ قومی اسمبلی ہے یہ ایوان نہیں ہے۔

چوہدری غلام قادر : جناب والا! میں خارجہ پالیسی پر بحث نہیں کر رہا تھا صرف اتنا سا حوالہ دیا ہے کہ اب ہمارے حالات ٹھیک ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد اقلیتوں کو پچھلی حکومتوں نے کبھی نمائندگی نہیں دی تھی نہ کبھی ان کو اس سلسلے میں پوچھا گیا تھا۔ صرف قائد عوام نے اور پیپلز

پارٹی کی حکومت نے اقلیتوں کو ایوانوں میں نمائندگی دے کر ایک بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے ۔ کشمیر کا مسئلہ پچھلی حکومتوں کی سستی کی وجہ سے سرد خانے میں پڑا ہوا تھا ۔ جناب والا ! یہ تو خارجہ امور میں نہیں آتا ؟

مسٹر سپیکر : دوسرے ملکوں سے تعلقات کی بات تو ہو گئی ہے ۔

چوہدری غلام قادر : جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ سابقہ حکومتوں کی نااہلی کی وجہ سے مسئلہ کشمیر سرد خانے میں پڑا ہوا تھا لیکن جناب قائد عوام نے اس کو دوبارہ زندہ کر دیا ہے ۔ اور اپوزیشن یہ کہتی تھی کہ شملہ معاہدہ میں مسئلہ کشمیر کو ختم کر دیا گیا ہے ۔ لیکن انہوں نے دیکھ لیا کہ کوریا کے دورے میں کیا کہا گیا ۔

مسٹر سپیکر : یہ خارجہ پالیسی میں ہی آتا ہے آپ نے تو شملہ معاہدے کا اور اس کا سارا ذکر کر دیا ہے ۔

چوہدری غلام قادر : جناب والا ! کشمیر کا مسئلہ تو ضرور اس میں آئے گا ۔

سید ظاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! ان کے پاس تو اور مواد ہی نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب ! اس میں آپ اگر سینیٹر منسٹر صاحب سے مشورہ کر لیں تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے ۔

چوہدری غلام قادر : ٹھیک ہے جناب ۔ تو میں کوریا کا ذکر اور چین کا نام نہیں لیتا کیونکہ اس سے اپوزیشن allergic ہے ۔ تو میں کشمیر کی بات کرتا ہوں ۔ جناب والا ! وہ تو خارجہ پالیسی میں نہیں آتا ؟

مسٹر سپیکر : سینیٹر منسٹر صاحب اصل میں آپ کی تقریر کی طرف توجہ نہیں دے رہے ۔ ڈاکٹر صاحب ۔ اب وہ کشمیر اور کوریا کا سارا ذکر کر رہے ہیں ۔ میں نے اس ایوان میں point out کیا ہے اور عملی طور پر اس بات کو تسلیم کر لیا تھا کہ یہاں دوسرے ممالک کے تعلقات اور خارجہ پالیسی پر بحث نہیں ہوگی اور وہ غالباً اس سے اتفاق نہیں کر رہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ میں ان سے وہی دوبارہ عرض کروں گا جو

آپ کا ارشاد ہے اس کو میں دھرانا چاہتا ہوں کہ حوالہ تو دیا جا سکتا ہے لیکن اس پر زیادہ تفصیل سے بات نہیں کی جائے گی ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب آپ دو تین منٹ سے کشمیر کے مسئلے پر بحث کر رہے ہیں ۔ آج اخبار میں آیا ہے کہ یہ ہماری زندگی اور موت کا مسئلہ ہے اور اس کو ہم ضرور حل کرکے چھوڑیں گے یہ قائد عوام کے الفاظ ہیں اور آج نوائے وقت اخبار نے دئے ہیں ۔

سید ظاہر احمد شاہ : جناب والا ۔ قائد عوام نے یہ بھی فرمایا تھا کہ میری قوم ایک ہزار سال تک جنگ لڑ سکتی ہے ۔ اس کے بارے میں بھی کچھ فرما دیں کہ اب ان کا کیا ارادہ ہے ؟

چوہدری غلام قادر : وہ اب بھی لڑ رہے ہیں ۔

Mr. Speaker : Please don't discuss foreign policy of the country.

یہ آج محسوس ہوا ہے کہ فاضل اراکین کا ایوان میں دوسروں کی بحث سننے میں اور فیصلے سننے میں موجود رہنا لازمی ہوتا ہے ۔ جن فاضل اراکین نے باقی تقاریر نہیں سنی ہیں اور اس ایوان کی کاروائی نہیں سنی ہے وہ اس کو appreciate نہیں کر سکتے کہ انہوں نے کون سی بات کہنی ہے اور کون سی بات نہیں کہنی ہے ۔

چوہدری غلام قادر : جناب والا ۔ اب میں اندرونی معاملات پر ہی رہوں گا ۔ جناب والا ۔ ملک کے اندر جو سازشیں تھیں وہ بھی ساری دور کر دی گئی ہیں اور قوم کا اندرونی اعتماد بحال کر دیا گیا ہے ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد میں اپنے حلقہ کے دو تین مسائل عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ سب سے بڑا مسئلہ جو میرے حلقے کا ہے اور جسے میں چار سال سے پیش کرتا چلا آ رہا ہوں اور پچھلے چار سالوں کے بجٹوں میں بھی اس کو پیش کیا گیا ہے اور اس پر بڑا زور دیا ہے ۔ کئی وزیر مواصلات مجھ سے ناراض بھی ہوئے ان سے جھگڑے بھی ہوتے رہے ۔ جناب والا ۔ وہ مسئلہ سڑک کا ہے ۔ سیالکوٹ سے چترال روڈ بارہ میل کی ہے اور یہ بتایا جاتا ہے کہ ہزاروں میل سڑکیں بنی ہیں لیکن ہماری وہ 12 میل سڑک پانچ چھ سال کے عرصے میں نہیں بن سکی ۔ میں برگیڈیر صاحب داد خان صاحب کے سامنے

پیش ہوا اور کہا کہ جناب والا ۔ اس سڑک پر میرا ہمیشہ جھگڑا رہتا ہے ۔ انہوں نے کمال مہربانی سے اس وقت ڈرافٹ بنا کر سیکرٹری صاحب کو لکھا کہ اس کو اے ڈی پی میں رکھ لیا جائے ۔ چنانچہ میں سیکرٹری صاحب کے پاس گیا ۔ سیکرٹری صاحب پہلے تو مانتے ہی نہیں تھے اور کہتے تھے سیالکوٹ گوندل روڈ جو بنی ہوئی ہے ۔ سیالکوٹ چترال روڈ کی کیا ضرورت ہے ۔ میرے خیال میں ان کا جغرافیہ کمزور تھا کہ ان کو یہ پتہ نہیں تھا کہ سیالکوٹ گوندل روڈ کدھر جاتی ہے اور پھر جب میں ۔ ان کو نقشے کی مدد سے سمجھایا تو وہ مان گئے اور لکھ کر دیا ہے ۔ اور چیف انجینئر نے وہاں ڈرافٹ بنا کر پلاننگ کے پاس بھیج دیا ۔ میں نے کاپی وہاں سے لے لی اور اس کے بعد ایک درخواست لے کر مسٹر اعزاز احسن صاحب وزیر اطلاعات اور پلاننگ کے پاس گیا اور ان کو وہ درخواست دی ۔ انہوں نے وہ درخواست رکھ لی اور کہا کہ واقعی اس کو شامل کر لیا جائے گا ۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ چار دن ہوئے مجھے چٹھی موصول ہوئی ہے کہ پلاننگ نے مرکزی حکومت سے مشورہ کیا ہے کہ آئندہ کوئی نئی سڑک اے ڈی پی میں نہیں رکھی جا سکتی ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کورا جواب دیا گیا ہے کہ یہ بارہ میل سڑک اس میں نہیں رکھی جا سکتی ۔ میں کہتا ہوں کہ اتنی محنت میں نے کسی اور مسئلے پر نہیں کی جتنی اس کے لئے کی ۔ اور کبھی میں نے کوئی اور مسئلہ وزراء کے سامنے پیش نہیں کیا ۔ کسی وزیر کے ساتھ میرا کوئی جھگڑا کسی انفرادی مسئلہ پر نہیں ہوا ۔ لیکن یہ اجتماعی مسئلہ ہے اور یہ سڑک میرے اور ملک ثناء اللہ صاحب کے حلقے میں سے گزرتی ہے ۔ ہم دونوں نے اپلائی کیا تھا اور تحصیل کونسل میں ہم نے متفقہ طور پر ایک قرار داد پاس کی اور وہ بھی بھیجی لیکن یہ سڑک بننے میں نہیں آ رہی ۔ پتہ نہیں اس کی وجہ کیا ہے ؟ جناب والا ۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ میرے حلقہ میں لڑکیوں کے پرائمری سکول تو بے شمار ہیں لیکن مڈل سکول کوئی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ہائی سکول ہے ۔ جہاں جب پانچویں جماعت پاس کر لیتی ہیں ۔ لیکن جناب میں عرض کیا کروں یہاں تو کسی تعلیم کا کوئی آدمی نہیں بیٹھا ہوا اور نہ ہی جناب ڈاکٹر صاحب لکھ رہے ہیں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ فاضل رکن نے جو بات کہی ہے اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ ہر وقت آفیسرز لکھتے ہیں ۔ اس کی ٹیپ ہم روزانہ لیتے ہیں اور ہر چیز نوٹ ہوتی ہے لیکن یہ نہیں ہوتا کہ جتنے مطالبات

کوئی صاحب کرے وہ سب بجٹ میں شامل کر لئے جائیں کیونکہ بجٹ میں جو پیسے تھے وہ تو ہم نے لکھ پڑھ کرکے آپ کے سپرد کر دیئے ہیں ۔ اگر ہر ضلع سے ہر فاضل رکن کی دس کروڑ روپے کی ڈیمانڈ آ جائے تو وہ بہر حال پوری تو نہیں ہو سکتی لیکن باتیں نوٹ ہو رہی ہیں ۔

چوہدری غلام قادر جناب والا ۔ صرف ایک ہی سڑک ہے جس کے لئے میں پانچ سال سے چلا رہا ہوں ۔ اگر وہ نوٹ کر لی جائے اور اسے بنا دیا جائے تو میں بڑا مشکور ہوں گا ۔ کیونکہ پانچ سال گزر گئے ہیں لیکن اس کے متعلق کچھ نہیں کیا گیا ۔ جناب والا ۔ اس کے بعد میں سکولوں کے متعلق عرض کروں گا کہ میرے حلقہ انتخاب میں مڈل سکول اور ہائی سکول لڑکیوں کا ہونا ضروری ہے کیونکہ دیہات میں پرائمری پاس کرنے کے بعد لڑکیاں شہر میں آ کر تعلیم حاصل نہیں کر سکتیں اس لئے کہ وہ غریب لوگ ہیں اور وہ شہر کا خرچ برداشت نہیں کر سکتے ۔ جناب والا ۔ میرے حلقے میں ایک قصبہ بھاگو وال ہے ۔ وہاں پر گرمیوں میں پینے کا پانی نہیں ملتا ۔ وہاں کے لوگ مٹی ملا پانی اکٹھا کرکے رکھ لیتے ہیں اور دو دو دن کے بعد جب وہ پانی صاف ہو جاتا ہے تو اسے پیتے ہیں ۔ اگر رورل سکیم میں یا واٹر سپلائی سکیم میں اس کو رکھا جائے تو یہ آپ کی انتہائی مہربانی ہوگی ۔

جناب والا ! اب میں اس کے بعد ایک متوازن اور سب سے بڑا اور اچھا بجٹ پیش کرنے پر جناب وزیر خزانہ صاحب کو دوبارہ مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : شام کا سیشن 5 بجے ہوگا اور جس طرح کہیں کہیں اشتہار اخبار میں دیکھا جاتا ہے کہ ایک نادر موقع اسی طرح ان فاضل اراکین کو بار بار بلانے کے باوجود وہ ایوان میں موجود نہ تھے ان کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ ان کے نام یہ ہیں ۔ سردار محمد عاشق ۔ ڈاکٹر محمد صادق ملہی ۔ چوہدری بشیر احمد ساہیوال ۔ مرزا طاہر بیگ ۔ چوہدری منیر علی صوفی نذر محمد ۔ الحاج شیخ اسلام الدین ۔ مسٹر کلیم اللہ یہ اگر مناسب سمجھیں اور اگر ان کو اس ایوان میں تقریر کرنا ہے تو وہ شام 5 بجے کے اجلاس میں آئیں انہیں ضرور موقع ملے گا ۔ ممکن ہے وہ لابی میں موجود ہوں یا ان کے دوست ان کو بتا دیں ۔ احمد بخش تھیم کا نام صبح دو مرتبہ پکارا گیا ۔ لیکن وہ تشریف نہیں رکھتے تھے ۔ اور وہ آج کے لئے

خصوصی طور پر اپنا نام لوٹ کرا گئے تھے ۔ اس لئے ان حضرات کو دوبارہ موقع دیا جا رہا ہے اگر یہ حضرات کچھ دلچسپی رکھتے ہیں تو وہ شام کے اجلاس میں تشریف لائیں ۔ چوہدری جمیل حسن منج ۔

چوہدری جمیل حسن خان منج : جناب والا ! سالانہ بجٹ پیش کیا گیا ہے اس پر دونوں طرف سے حزب اختلاف نے اور حزب اقتدار نے مدلل تقاریر کی ہیں جہاں تک حزب اختلاف کا تعلق ہے ان کا فرض تنقید کرنا تھا ۔ چنانچہ انہوں نے دل کھول کر تنقید کی ۔ مگر ان کی تقریر میں کہیں بھی ایسی شعاع نظر نہیں آئی جس سے بجٹ میں کسی قسم کے نقص کے بارہ میں تعمیری تنقید کی ہو ۔ چونکہ حزب اختلاف قدرتی نہیں ہے ۔ مصنوعی ہے غیر موزوں ہے جو محض حصول اقتدار کی ہوس کے لئے ادہر سے ادہر گئے ہیں ۔ اس کے لئے ان کی تنقید معیاری نہیں ہو سکتی ۔

سید طاہر احمد شاہ ! تابش الوری صاحب کے متعلق کیا خیال ہے ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب آپ ان سے اتفاق کریں یا نہ کریں ۔ آپ کو یہ حق حاصل ہے چوہدری جمیل حسن منج ۔

چوہدری جمیل حسن خان منج : بجٹ ہمارے وسائل اور مسائل کا ایک حل ہے اور ڈاکٹر صاحب ۔ جس تندہی اور جس محنت سے کام اور اپنے فرائض کی ادائیگی کی ہے پارٹی اور پارٹی کے لیڈر نے ہمیں اور ڈاکٹر صاحب کو اور دوسرے وزراء صاحبان کو یہی سکھایا ہے کہ اپنے فرائض مسلمان کی حیثیت سے ادا کئے جائیں ۔ میں ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ کہ آج انہوں نے یہ بجٹ پیش کر کے اپنے آپ کو اس بات کا مستحق ٹھہرایا ہے جناب والا ! اس بجٹ میں تعلیم کو سب سے زیادہ رقم دی گئی ہے ۔ لیکن میرے ضلع میں جس کے متعلق بہت عرصے سے تقاضا ہوتا رہا ہے کہ وہاں انڈسٹریل ٹاؤن ہے ۔ اس لئے وہاں ایک پولی ٹیکنیک انسٹیٹوٹ ہونا چاہئے ۔ ضلع گوجرانوالہ صنعتی لحاظ سے سب سے اول ہے ۔ لیکن اس پولی ٹیکنیک انسٹیٹوٹ کے لئے کچھ نہیں رکھا گیا ۔ میں اگلے سال کے لئے گذارش کروں گا کہ میرے ضلع کو پولی ٹیکنیک انسٹیٹوٹ دیا جائے ۔ اس کے ساتھ میرے کلاح کی آبادی کے مطابق وہاں ایم ایس سی کلاسز ہونی چاہئیں ۔ اس لئے ان فیلڈز کا اجرا ہونا بہت ضروری ہے محکمہ تعلیم کے ایشنلائزیشن کرنے میں

کچھ خامیاں رہ گئی ہیں - کافی سکول , کالج انجمنیں چلا رہی تھیں اور کچھ مخیر حضرات نے ان کے نام جائدادیں لگا رکھی تھیں جس وقت سکولوں کو لیا گیا تو ان انجمنوں اور ان جائدادوں کو نہیں لیا گیا صرف ذمہ داریوں کو قبول کیا گیا لیکن ان کے ایسسٹس (assests) کو قبول نہیں کیا گیا اگر ان ایسسٹس (assests) کولیشنلائز کر لیا جائے تو ہمارے مسائل کافی حد تک حل ہو سکتے ہیں ۔ اس وقت جتنے بھی پرائیویٹ ادارے تھے وہ بزنس کے اصول پر چل رہے تھے - وہ بدستور لکھپتی بن کر ان جائدادوں پر پل رہے ہیں - ان کو بھی لیا جائے تا کہ ان کا استعمال غلط نہ ہو - اور جن لوگوں نے یہ جائیدادیں کار ثواب کے لئے لگائی تھی ان جائدادوں کا تصرف ان اداروں کے نام ہونا چاہئے اس کے علاوہ میں زراعت کے متعلق کہوں گا کہ اس میں بھی کافی رقم دی گئی ہے - محکمہ زراعت کو ملک کے لئے بہت کام کرنا چاہئے اتنا کام کرنا چاہئے کہ ہم خوراک کے معاملہ میں خود کفیل ہو جائیں - تقسیم سے قبل پنجاب کو Granary of Asia کہا جاتا تھا اس طرح جناب والا ! اب بھی اس کو Granary of Birds کہلانا چاہئے - چونکہ ہمارے پاس سب ذرائع موجود ہیں - اور زراعت ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے جب تک اس محکمہ پر خاص توجہ نہیں دی جائے گی اس وقت تک ہم اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتے ۔ جناب والا ! پچھلے دنوں کی بات ہے - کہ مجھے ایگریکلچرل سپلائی ڈیولپمنٹ کارپوریشن کے دفتر میں جانے کا اتفاق ہوا وہاں بکورا بیج کی تقسیم آٹھ روپے فی من کے حساب سے کی گئی تھی جب وہاں کے زمیندار ان افسران کو یہ کہتے کہ آپ بیج ہم سے لیں تو وہ یہ کہہ کر ٹال دیتے کہ آپ نے اپنی فصل کا معائنہ نہیں کرایا تھا - اس لئے ہم اب اس کو نہیں خریدتے - چونکہ اس کارپوریشن میں تمام نان ٹیکنیکل آدمیوں کو لیا گیا ہے اور ان کو صرف سفارشوں کی بنا پر لیا جاتا ہے اگر ان کی جگہ ایگریکلچرل گریجوایٹس لئے جائیں تو میرے خیال میں یہ بہتر کام کر سکتے ہیں اور یہ کارپوریشن مشنری ہونی چاہئیں - میرے خیال میں ان کو یہ جواب نہیں دینا چاہئے تھا کیونکہ فصل کے معائنہ کرنے کی ان کی ذمہ داری تھی کہ وہ ہر زمیندار کے گھر جاتے اور ان کی فصلات کا معائنہ کرتے کیونکہ اگر خود زمیندار ان کے پاس جائے تو وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ آج مجھے کام ہے میں ۔ کہیں اور جانا ہے - اس لئے میں آپ کے ساتھ نہیں جا سکتا مگر یہ کہہ دینا کہ

آپ نے معائنہ نہیں کرایا اگرچہ معائنہ کرنا ان کا فرض تھا زمیندار ان کے پیچھے کیوں پھرے اس کو اور بھی بہت کام کرنے ہوتے ہیں - یہ بیج انہیں تجارت کی غرض سے دیا گیا تھا - اس لئے اس ادارے کو زیادہ موثر بنانے کے لئے اور سیڈز کارپوریشن کا بل جو ہم نے ابھی ابھی پاس کیا ہے اس ادارے میں ٹیکنیکل کوالیفائڈ لوگوں کو لیا جائے صرف بی - سی - ایس اور سی-ایس-پی-کے آدمی نہ لگائے جائیں - کیونکہ ان لوگوں کے پاس ٹیکنیکل علم نہیں ہوتا ان لوگوں کو لینا اس لحاظ سے ٹھیک ہے کہ اچھے ایڈمنسٹریٹر ہوں گے - لیکن ٹیکنیکل محکمے کو چلانے کے لئے ٹیکنیکل لوگوں کو لینا چاہئے تاکہ وہ ٹیکنیکلی اور مشنری جذبے سے اس محکمے کو چلا سکیں اس طرح کھاد اور بیج وغیرہ کے سلسلے میں جو سبسڈی دی گئی ہے ، میں چاہتا ہوں کہ حکومت اسے واپس لے لے - اور انڈسٹریل بنیاد پر ایک زمیندار کو فی ایکڑ یا فی من کاشت پر جو بیج پڑتا ہے اس سے کچھ منافع دے کر زمیندار کا تحفظ کیا جائے - اور سبسڈی ایسی فی صد کو دی جائے جو اس کی اہل ہو - مثال کے طور پر جس بھاؤ حکومت کو کھاد آتی ہے ، اسی بھاؤ وہ کاشت کار کو دے - یہ حساب کتاب آسانی سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک من گندم یا کوئی بھی جنس پیدا کرنے میں کتنا خرچ آتا ہے - وہ منافع نکال لیا جائے اور اس کے بعد اس بھاؤ سے حکومت خرید کرے - پھر یہ دیکھ لیا جائے کہ ہماری کتنی آبادی زراعت پر انحصار کرتی ہے اور ایسی آبادی کتنی ہے جن کے ذرائع دوسرے ہیں - میرے خیال میں دس پندرہ فی صد آبادی ایسی آئے گی - اس آبادی کو سبسڈائز کر کے گندم آٹا یا جو چیز بھی دینا چاہیں ، دیں اس سے ہماری کافی رقم بچ جاتی ہے اور grower کو بھی تحفظ حاصل ہو جاتا ہے - اسی طرح میں منجی کے بارے میں عرض کروں گا - ہر سال چاول کا نرخ مقرر کیا جاتا ہے - لیکن منجی کا نرخ مقرر نہیں کیا جاتا - چاول کے نرخ مقرر کرنے سے محض مڈل مین کو فائدہ پہنچتا ہے اور اس میں کاشتکار کو کوئی فائدہ نہیں ملتا - ہمیں منجی کی قیمت مقرر کرنی چاہئے - اس طرح میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہماری پیداوار بہت زیادہ بڑھ سکتی ہے اور اچھی ہو سکتی ہے اور زمیندار کی حالت بھی سدھر سکتی ہے - جہاں تک آلات کا تعلق ہے ، ہمارے ملت ٹریکٹر ہیں ، وہ ان کو مہیا کئے جائیں حالات اور رجحانات کے مطابق ہمیں میکنائزڈ فارمنگ کی طرف زیادہ زور دینا چاہئے - اور ہمارے زمیندار کا رجحان

بھی یہی ہے وہ میکنائزڈ فارمنگ کی طرف زیادہ سے زیادہ دلچسپی لے رہا ہے - لیکن ہمارے پاس ورکشاپوں اور تربیت یافتہ آدمیوں کی کمی ہے - جو پرزے خراب ہو جاتے ہیں ، ایجنسیوں والے وہ بلیک میں دیتے ہیں اور نہ جانے زمیندار کو کتنا خراب کرکے دیتے ہیں - محکمے کے پاس اپنا ایک زرعی انجینئرنگ شعبہ ہے - یہ ٹریکٹروں کا اور فاضل پرزوں کا کام ان کو منتقل کرنا چاہئے - وہ محکمہ حکومت کا ہے اور اس محکمے کی یہ ذمہ داری ہو - کہ مڈل مین کا منافع بھی نکل جائے اور ریٹس وغیرہ بھی لکھ کر لگائے جائیں تاکہ زمیندار کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو - اگر منجی کا بڑا زور ہے اور کسی کا ٹریکٹر کسی وجہ سے کھڑا ہو جاتا ہے تو اس کو کہا جاتا ہے کہ یہ پرزہ سندھ سے ملے گا ، یا سرگودھا سے یا کہیں اور جگہ سے ملے گا - ایجنسیاں ذمہ داری نہیں لیتیں - اگر یہ کام ہمارے محکمے کے پاس ہوں گے تو وہ پوری ذمہ داری لیں گے - پرزے اسے منتقل کر دئے جائیں - اگر محکمے کے پاس سپیئر ٹریکٹر ہوں - تو جتنے روز کسی کا ٹریکٹر کھڑا رہے اس کا کام نہ رکا رہے اور وہ سروس پر ٹریکٹر لے سکتا ہو اور اس طرح ملک اور صوبے کی زراعت کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے - اب میں اپنے ضلع کے متعلق گذارش کروں گا - پی - ڈبلیو - پی میں پچھلے سال فنڈز کم دئے گئے ، لیکن کام بہت زیادہ ہوئے ہیں - میرے بھائی چاؤ شفیق صاحب نے پی - ڈبلیو - پی - کی میٹنگ میں مجھے لعن طعن بھی کی کہ آپ دیہاتوں میں جاتے ہیں ، لوگوں سے سڑکوں پر مٹی ڈلواتے ہیں - لیکن انہیں پختہ نہیں کرواتے - میں نے دیہاتی عوام سے وعدہ کیا ہے اور وہ قابل عوام کا وعدہ بھی ہے ، مجھے اپنے وعدے کو پورا کرنے کے لئے کچھ فنڈ دئے جائیں تاکہ ان سڑکوں کو جو صرف پاؤن میل ہیں ، صرف پلیں بنانی ہیں اور اینٹیں وہ خود لگائیں گے - میری گذارش ہے کہ پی - ڈبلیو - پی - میں فنڈ کا اضافہ کیا جائے تاکہ پچھلے سال جو کمی رہ گئی تھی اس کو پورا کر لیں - تاکہ لوگوں کا Interest بحال رہے اور اپنی مدد آپ کے تحت جو روح پیدا کی گئی ہے ، وہ زندہ رہے - جتنا مٹی کا کام ہے ، وہ لوگوں نے خود کیا ہے - اپنا قیمتی وقت چھوڑ کر کیا ہے ، یہاں تک کہ فصلات کے دنوں میں بھی اپنا وقت چھوڑ کر سڑکوں پر مٹی ڈالی ہے - یہ شعور قابل عوام نے پیدا کیا ہے - ورنہ ہم پہلے بھی دیہاتوں میں جاتے تھے - نہ انہیں تعلیم کا پتا ہوتا تھا ، نہ سڑکوں کا ، نہ صحت کا اور نہ بجلی کا - لیکن

اب جہاں بھی جاتے ہیں ، لوگوں کو اپنے مسائل بہت شدت سے محسوس ہوتے ہیں اور سب سے پہلے وہ یہ کرتے ہیں، کہ باقی دیہات کی تو خیر ہے ، ہمارے گاؤں میں سب سے پہلے بجلی ، سڑک دے دیں - یہ وہ لوگ ہیں کہ جب انہیں کہا جاتا تھا کہ بچے کو سکول بھیجا کرو تو وہ زمیندار یا دیہاتی آدمی صاف کہہ دیا کرتا تھا میرا بچہ شام کو بھینسیں چرا کر لاتا ہے ، چارہ کاٹ کر لاتا ہے - یہ کام کون کرے گا - مگر اب وہ سب کچھ بھول چکے ہیں - اب انہیں تعلیم کی بھی لگن ہے اور اس کی بھی لگن ہے کہ سڑک ہونی چاہئے - یہ شعور اور یہ مسائل ان لوگوں میں پیدا ہوتے ہیں جن کے لیڈر اپنی قوم کو جگانا چاہتے ہیں ، اٹھانا چاہتے ہیں ، اپنی قوم کو اوپر لے جانا چاہتے ہیں - یہ شعور پنجاب میں آ چکا ہے - انشاءاللہ العزیز ، جب مسائل کی شدت محسوس ہو گی ، تو وسائل بھی تلاش کئے جائیں گے - لوگ تجسس کریں گے ، ڈھونڈیں گے اور اپنے وسائل کو بروئے کار لائیں گے - جیسے ڈاکٹر صاحب نے اپنے مسائل اور وسائل کا توازن رکھ کر بجٹ پیش کیا ، اسی طرح لوگ بھی اپنے مسائل اور وسائل کا حل تلاش کریں گے -

مسٹر سپیکر : ملک غلام قادر (تشریف نہ رکھتے تھے) - خان امیر عبداللہ خان (خانیوال) -

خان امیر عبداللہ خان (خانیوال) : شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بے رحم کرنے والا ہے - اللہ کی پاکی بیان کرتا ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے - اسی کو راج ہے زمینوں کا اور آسمانوں کا ور وہ سب کام کر سکتا ہے -

جناب سپیکر ! بجٹ پر گزشتہ جمعرات سے سیر حاصل بحث ہو رہی ہے ، اگر بجٹ کو بنظر غائر دیکھا جائے اور ترقیاتی کاموں کے لئے جو وسائل پیدا کئے ہیں ، ان کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ متوازن بجٹ ہے اور اس کے لئے میں ڈاکٹر صاحب کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں - انہوں نے عوام کی امنگوں کی عکاسی کی ہے - پیپلز پارٹی کی حکومت قائم ہوئے ساڑھے چار سال کا عرصہ ہوا ہے - اس دوران میں جس قدر اصلاحات کی گئی ہیں ، ان کے متعلق عرض کرنی چاہتا ہوں - ایوب خان کی زرعی اصلاحات اور اس حکومت کی زرعی اصلاحات میں یہ فرق ہے کہ اس وقت مزارعین کو زمین قیمتاً دی گئی اور ہماری زرعی اصلاحات میں مزارعین کو

زمین کی ملکیت بلا قیمت دی گئی ۔ اس کے علاوہ لیبر اصلاحات ہیں ۔ مزدوروں کے لئے مرکزی حکومت کی طرف سے ان کی تنخواہوں اور اجرتوں کے معقول معاوضے کا تعین کیا گیا ۔ تعلیمی اصلاحات ملک میں کی گئی ہیں ، انہیں لیں ۔ مرکزی حکومت کی طرف سے اساتذہ کے حقوق کا تحفظ کیا گیا ہے اور ان کے گریجویٹی اور پنشن کے حقوق محفوظ کئے گئے ہیں اور پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لے کر اساتذہ کی ملازمت کا تحفظ کیا گیا ہے ۔ اور بہت پرانی فرسودہ تعلیمی پالیسی میں تبدیلیاں اور اصلاحات لا کر ایک نیا قانون ملک میں جاری کیا گیا جس سے انشاءاللہ تعالیٰ ہمارے آنے والی نسل مستفیض ہو گی ۔ صنعتی اصلاحات کے بارے میں یہ ہے کہ بھاری بھاری صنعتوں کو قومی تحویل میں لے کر اور بینکوں اور انشورنس کمپنیوں کو قومی تحویل میں لینا بھی ایک عظیم کارنامہ ہے اور ہم نے ملکی مفاد کی خاطر اور عوام کی ترقی کی خاطر یہ اصلاحات جاری کی ہیں ۔ قانونی اصلاحات جاری کر کے اس طریقے سے ہم نے عوام کو آسان صحیح اور سستا انصاف مہیا کرنے کی کوشش کی ہے ۔ انشاءاللہ تعالیٰ عوام اس سے فائدہ حاصل کریں گے ۔ ملک میں 1974ء میں اسلامی سربراہی کانفرنس منعقد کر کے یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ ہمارے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو ایک عظیم لیڈر ہستی ہیں اور نہ صرف اپنے ملک میں بلکہ دوسرے اسلامی ممالک میں اور تیسری دنیا کے ممالک میں ایک قائد کی شکل میں اپنی خدمات سر انجام دے رہے ہیں ۔ نوے سالہ پرانے مرزائیت کے چکر کو ختم کر کے ایک ایسا جرأت مندانہ اقدام اٹھایا جو ہمیشہ سنہری حروف میں لکھا جائے گا ۔ پانچ مرلے کے پلاٹوں کی تقسیم کا مسئلہ بھی دیہاتی عوام کے لئے یہ ایک عظیم کارنامہ ہے اور 13746 ایکڑ سرکاری زمین پر پلاٹ لوگوں کو فراہم کئے گئے ہیں اس کے علاوہ موجودہ بجٹ میں اور پچھلے بجٹ میں دو کروڑ روپے رکھ کر اور آئندہ بجٹ میں تین کروڑ روپے کا انتظام کر کے دو لاکھ بیس ہزار پلاٹوں کے لئے گنجائش رکھی گئی ہے جو سرکاری زمین کے علاوہ تقسیم کئے جائیں گے اور ان غریب بے زمین کسانوں کو حقوق ملکیت دے کر جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے چنگل سے ہمیشہ کے لئے چھٹکارا دلانے کی کوشش کی گئی ہے ۔ اس سال سیرت کانفرنس کا انعقاد کر کے ایک اور قدم ہم نے اسلامی اتحاد کی طرف بڑھایا ہے اور امام کعبہ اور امام مسجد نبوی کی تشریف آوری سے ہمارے آپس کے تعلقات اور بھی مستحکم

ہوئے ہیں ۔ اس کے علاوہ میں اپنے علاقے کے مسائل کے متعلق یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب وزیر خزانہ پچھلے ماہ خانیوال تشریف لائے تھے تو وہاں ہم نے اپنی چند تکالیف بیان کی تھیں اور انہوں نے وعدہ فرمایا تھا کہ ان پر ہمدردانہ غور کیا جائے گا ۔

جناب والا ! میں آپ کے توسط سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو سڑکات ایک تحصیل کے اندر یہ ایک چک سے دوسرے چک میں جانے والی ہیں ان کو تو انہوں نے ہائی وے میں شمار کر لیا ہے اور ایسی سڑکیں جو ساٹھ سال پہلے ہائی وے کے پاس تھیں ایسی سڑکات کو نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔ مثال کے طور پر میں یہ عرض کرتا ہوں کہ گڑھا موڑ سے خانیوال براستہ چک شاہانہ آج سے ساٹھ سال پہلے آٹھ میل پختہ سڑک ہے اور گڑھا موڑ سے تین میل خانیوال کی جانب یہ سڑک جاتی ہے پختہ ہو چکی ہے لیکن درمیان میں دس میل کا ٹکڑا کچا ہے اور متواتر دو سال سے میں یہ عرض کر رہا ہوں ۔ ملک خان محمد کھوکر صاحب نے بھی مطالبہ کیا تھا کہ یہ ایک اہم سڑک ہے جو دو شاہراہوں کو ملاتی ہے اس پر اب تک توجہ نہیں دی گئی ۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ عبدالحکیم سے وہاڑی براستہ چک شاہانہ یہ سڑک سرگودھا اور جھنگ کے اضلاع کو ملتان ، بہاولپور اور بہاولنگر سے ملاتی ہے ۔ صرف دس میل کا ٹکڑا کچا ہے اس کے بارے میں محکمہ ہائی وے والے کہتے ہیں کہ یہ تحصیل کے اندر سڑک ہے ۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ جو تحصیل کے اندر سڑکیں ہیں ان کو تو ہائی وے میں وہ تصور کر لیتے ہیں ۔ مثال کے طور پر میاں چنوں سے ڈڈیالی سڑک ہمارے میاں چنوں میں واقع ہے میں خوش ہوں کہ ہمیں اس تحصیل میں کچھ نہ کچھ حصہ مل گیا ہے یہ نہیں میں کہتا کہ وہ نہ ہو وہ تو اللہ کی مہربانی سے اور میں جانتا ہوں کہ ہمارے سابق وزیر صاحب کی کوششوں سے اس کو تو انہوں نے پھل لگا دیا ہے لیکن ایسی ہائی وے جو آپس میں اضلاع کو ملاتی ہے اس کو انہوں نے نظر انداز کر دیا ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ایسی سڑکات جو بین الاضلاعی ہیں یا تحصیلوں کے درمیان ہیں ان سڑکوں کو تو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور ایسی سڑکیں مثال کے طور پر کہروڑپکا سے لودھراں کا ایک ٹکڑا ہے وہ پختہ ہو گیا ہے ٹھیک ہے ہمیں خوشی ہے لیکن مزید بھی اس کے لئے فنڈز مہیا کئے جائیں بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ تو اس تحصیل کے اندر کا معاملہ ہے لیکن

ایسی سڑکات جو دو دو تین تین تحصیلوں کو اور اضلاع کو ملاتی ہیں ان سڑکات کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ان کی طرف توجہ فرمائی جائے تاکہ عوام کو ان کے حقوق صحیح معنوں میں مل سکیں ۔ پچھلی دفعہ پل 14 ہمارے ٹھٹھہ پاولیاں جو دنیا پور کے ایک طرف ہے ۔ اب ہائی وے نے اس کو لے لیا ہے اس کے لئے بھی کوئی رقم اس بجٹ میں نہیں رکھی گئی ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ہمیں تو بتایا گیا تھا کہ ہائی وے نے لے لیا ہے لیکن نہ اسے پہلز ورکس پروگرام میں رکھا گیا ہے اور نہ ہائی وے محکمہ کے فنڈ میں کہیں اس کا ذکر ہے اس کا مطلب ہے کہ ہماری اور اس علاقے کی حق تلفی کی گئی ہے ۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ ان چیزوں کی طرف توجہ فرمائی جائے جو عوام کے بہترین مفاد میں ہوں ۔ اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ خانیوال کا قصبہ ایک اہم ریلوے جنکشن ہے اور لاہور کے بعد دوسرے نمبر پر ریلوے کے لحاظ سے خانیوال کا مقام ہے ۔ میں نے پچھلے سال بھی اوور ہیڈ بریج کے لئے استدعا کی تھی اور پچھلے سال کے بجٹ میں پانچ لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی تھی ۔ لیکن میرے خیال میں اس پر کوئی کام نہیں ہوا اور وہ رقم بھی سوخت ہو کر رہ گئی ہے ۔ اور اس سال خاص طور پر میں نے عرض کیا تھا کہ خانیوال کی اہمیت کے لحاظ سے اور ریلوے کے نقطہ نظر سے وہاں کی آمد و رفت سے عوام کو بے حد تکلیف ہوتی ہے وہاں اوور ہیڈ بریج کو منظور کیا جائے ۔ جناب ڈاکٹر صاحب نے از راہ مہربانی فرمایا اور خاص طور پر بجٹ تقریر میں بھی اس کا حوالہ دیا کہ خانیوال ، اکاڑہ ، صادق آباد اور رحیم یار خان پر اوور ہیڈ بریج بنائے جائیں گے تو اس میں تو میں نے یہ دیکھا ہے کہ خانیوال بریج کے لئے ایک لاکھ روپے کی معمولی رقم رکھی گئی ہے ۔ آپ ہی اندازہ لگائیے کہ ایک لاکھ روپے تو اونٹ کے منہ میں زیرہ دینے کے مترادف ہے ۔ خانیوال بریج کی پوزیشن یہ ہے کہ صادق آباد اور رحیم یار خان کے پلوں کے لئے تو پچیس پچیس تیس تیس لاکھ روپے رکھے گئے ہیں ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ بھی ایک بڑی بے انصافی ہے کہ جہاں زیادہ ضرورت ہے اس کے لئے تو ایک لاکھ روپے اور دوسری جگہوں پر پچیس پچیس تیس تیس لاکھ روپیہ رکھ دیا گیا ہے ۔ خانیوال کے لئے پچھلے سال جو پانچ لاکھ روپے رکھے گئے تھے وہ بھی سوخت ہو چکے ہیں ۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا

جناب والا ! کہ مہربانی کر کے اس پر غور فرمائیں اور اگر ہو سکے تو جو اس قسم کے اور Funds ہیں ان سے اس پل کے لئے پیسے رکھے جائیں۔ اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک محکمہ صحت کا تعلق ہے میرا خیال ہے کہ خانیوال تحصیل پنجاب کی سب تحصیلوں کے مقابلے میں وسائل کے لحاظ سے گورنمنٹ کو جو محصولات وصول ہوتے ہیں وہ آمدنی کے لحاظ سے نمبر ایک پر ہے۔ مجھے یقین ہے لیکن جہاں تک اس کی ترقی کا تعلق ہے اس کے لئے اس بجٹ میں کوئی ایسے وسائل یا رقومات نہیں رکھی گئیں جس سے اس تحصیل کی آبادی کو کوئی فائدہ ہو۔ خانیوال شہر کی آبادی پہلے 13 ہزار نفوس پر شامل تھی اب یہ ایک لاکھ سے زیادہ ہو چکی ہے۔ اس کے لئے پچھلے سال بھی میں نے عرض کیا تھا کہ سیوریج کے لئے اور اس کی پلاننگ کے لئے ہمیں کچھ امداد دی جائے تاکہ اس شہر کی جو بڑھتی ہوئی آبادی ہے اس کے لئے کچھ نہ کچھ انتظام ہو سکے۔ اس پر بھی کوئی غور نہیں کیا گیا۔ محکمہ ہیلتھ کو لیا جائے تو خانیوال کے ہسپتال کو اتنا بھی فنڈ نہیں دیا گیا کہ وہاں کوئی ایمبولینس کا انتظام ہو جائے یا کوئی وارڈ ہی بن جائے وہاں کی آبادی کا لحاظ رکھنا چاہئے اور گردونواح کی بڑھتی ہوئی آبادی کو بھی مد نظر رکھنا چاہئے۔ اس کے بعد مختصراً میں یہ عرض کروں گا کہ تعلیم کے سلسلے میں خانیوال شہر میں دو کالج ہیں ایک زنانہ اور ایک مردانہ۔ مردانہ ڈگری کالج ہے اور زنانہ انٹرمیڈیٹ ہے۔ اب گورنمنٹ کی مہربانی سے یہ بھی اپ گریڈ ہو گیا ہے اور اس کے علاوہ دو کالج میاں چنوں میں دئے گئے ہیں ایک کالج اور ہائی سکول خانیوال میں تو اس لحاظ سے میں کہتا ہوں کہ ہمیں گورنمنٹ سے اس قدر کوئی خاص امداد نہیں ملی۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ اس کے مقابلے میں جہانیاں میں ایک ڈگر کالج دے دیا گیا ہے جو آبادی کے لحاظ سے خانیوال سے چھوٹا ہے۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ مختلف مقامات پر جو ہوسٹل ہیں مرکزی حکومت نے ان کی تعمیر کے لئے فنڈز مہیا کئے تھے بد قسمتی سے ہمارے ایم این اے صاحبان کی وجہ سے جہانیاں میں جہاں ایک ہائی سکول ہے وہاں دو ہوسٹل بنا دیئے گئے ہیں اور میاں چنوں میں جہاں بیس ہزار کی آبادی ہے وہاں ہوسٹل بنا دیا گیا ہے اور خانیوال کی آبادی جو ایک لاکھ سے زیادہ ہے، جہاں دو ڈگری کالج ہیں اور پانچ ہائی سکول ہیں۔ میں استدعا کروں گا کہ وہاں ہوسٹل کا انتظام کیا جائے۔ اس کے علاوہ

میں جناب آپ سے عرض کروں گا کہ ہمارا ایک بہت پرانا مسئلہ پانچ چار سال سے چلا آ رہا ہے کہ ہمارے علاقہ میں آلائمنٹ تو ہو رہی ہے اور اسلام آباد اور تربیلا ڈیم کے متاثرین کو وہ رقبے الاٹ ہوتے ہیں ۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ نہر میں تو پانی وہی ہے کہ جو آج سے پچاس ساٹھ سال پہلے چل رہا ہے اور وعدہ یہ ہے کہ پانی آئے گا تو ہم دیں گے اور جو مقامی اور غریب لوگ ہیں وہ کہاں جائیں ۔ اس نہر میں دس لاکھ ایکڑ کے لئے پانی کی گنجائش تھی اور اس وقت چودہ لاکھ ایکڑ رقبہ کے لئے پانی مہیا کیا گیا ہے اور مختلف دفعہ میں نے محکمہ نہر کے افسروں کی خدمت میں عرض بھی کیا ہے ۔ کہ یہ چار لاکھ کا اضافہ تو آپ نے کر دیا ہے لیکن وہاں کے غریب لوگوں کے لئے ایک موگہ میں اگر تین سو ایکڑ کے لئے پانی کی گنجائش ہے تو اس میں سے صرف اڑھائی سو ایکڑ کو پانی مل رہا ہے ۔ بقایا 150 ایکڑ زمین پانی کے بغیر ہے وہاں کے غریب لوگوں کو اگر بقایا پچاس ایکڑ کا پانی مل جائے تو آپ کو کیا تکلیف ہے ۔ وہی پانی اور وہی رقبہ اگر اسلام آباد والوں کو ملے تو ان کو تو وہ پانی مل جاتا ہے مگر یہ مقامی اور غریب لوگ ہیں ان پر یہ پابندی ہے کہ نہر میں گنجائش نہیں ہے ۔ میں گورنمنٹ سے یہ اپیل کروں گا کہ گورنمنٹ کوئی ایسی پالیسی وضع کرے جس سے عوام کی تکالیف دور ہو سکیں ۔ اس کے علاوہ میں حکومت کی کارگزاریوں کے متعلق عرض کروں گا کہ پچھلے سال جب قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے بارہ ایکڑ یا بارہ ایکڑ سے کم چھوٹے مالکان کو جو مالیہ کی چھوٹ دی ہے وہ ایک ایسا کارنامہ ہے جو انگریز کے دور میں بھی نہ ہو سکا اور ہماری حکومت سے پہلے بھی کوئی حکومت یہ کارنامہ سر انجام نہ دے سکی ۔ یہ ایک اہم اقدام تھا جس کے لئے ہماری دیہی آبادی بے حد مشکور ہے ۔ اور ہم قائد عوام کے شکر گزار ہیں ۔ (شکریہ ۔)

سید نظام حسین شاہ : جناب سپیکر ۔ میں آپ کا بھی مشکور ہوں کہ آپ نے مہربانی کر کے مجھے وقت دیا تاکہ ہم بھی اپنے علاقہ کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنے علاقہ کے مسائل پیش کر سکوں ۔ سب سے پہلے تو میں روایتی طور پر جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک ایسا بجٹ پیش کیا ہے جس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں ہے حالانکہ اپوزیشن والے پھر بھی تنقید کر رہے ہیں اور میرے جت سے دوست بھی چلے

یہ عرض کر چکے ہیں کہ یہ تنقید برائے تنقید تھی ۔ اس میں کوئی مثبت بات نہیں کہی گئی ۔ اور جناب والا ! ہم جب سوشلزم کی بات کرتے ہیں تو اس میں ایک نظریہ بھی کار فرما ہوتا ہے کہ کسی کو ذاتی طور پر مفاد نہ ہو بلکہ اس میں اجتماعی فائدے کی بات ہوتی ہے ۔ اور یہاں پر جو باتیں اور تنقید اپوزیشن کی طرف سے کی گئی ہے ۔ جناب والا ! میری باتیں اپوزیشن والوں کو ناگوار گزریں گی ۔

(اس مرحلہ پر سید تابش الوری کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سید ظاہر احمد شاہ : جناب والا ! مگر یہ سوشلزم کو فیشن کے طور پر استعمال کرتے ہیں ۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب سپیکر ۔ جو باتیں یہ الیکشن میں کرتے رہے ہیں اب ان سے منحرف ہو گئے ہیں ۔

سید ظاہر احمد شاہ : پوائنٹ آف آرڈر سر ۔ جناب والا ! میں آج بھی اس بات کا قائل ہوں کہ اس ملک کی تمام خرابیاں سوشلزم کا نظام مسلط کر کے دور کی جا سکتی ہیں ۔ آپ عملی طور پر سوشلسٹ نہیں ہیں ، میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ بطور فیشن سوشلسٹ ہیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر ۔ ایک رائے ایک فاضل مقرر نے دی ہے اور اگر ان کو اختلاف رائے ہے تو یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے اور آپ کو اس پر رولنگ دینی چاہیئے کیونکہ فاضل رکن بار بار اٹھ کر ان کی تقریر میں مداخلت کر رہے ہیں ، اس طرح لوگوں کو اظہار خیال کا اور آزادی رائے کا جو روز چرچا کرتے ہیں اس کا تو خیال رکھیں ۔

مسٹر چیرمین (سید تابش الوری) ۔ اصل میں ہمارے ہاں یہ ایک روایت بن چکی ہے ۔ اور اس روایت کی حوصلہ شکنی ہونی چاہیئے ۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب سپیکر تو میں عرض کر رہا تھا کہ آپ معاشرے میں سے اگر برائیوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو سوشلسٹ نظام نافذ کرنا پڑے گا ۔ میری یہ استدعا ہے کہ انہوں نے جو آج تقریر فرمائی ہے اس کو ایوان میں دھرا دیا جائے اس سے معلوم ہو جائے گا کہ

ان کے اپنے نظریات اور اپوزیشن کے نظریات تضاد کا مجموعہ ہیں یا نہیں ۔ اور آج ہی جو انہوں نے تقریر فرمائی ہے اس میں انہوں نے بار بار یہ حوالہ دیا کہ یہاں پر اسلامی نظام ہونا چاہیئے اور اسلامی نظام کو نافذ کرنا چاہیئے ۔ ایک گھنٹہ چلے تو وہ اسلامی نظام کی بات کرتے ہیں اور ایک گھنٹہ بعد وہ سوشلزم کی بات کرتے ہیں ۔ ہم کون سی بات صحیح سمجھیں اور جب ہم یہ کہتے ہیں تو ہم حق بجانب ہیں کہ صرف ذاتی مفاد کے لئے اپوزیشن اسلام کا نام لیتی ہے اور سوشلزم کی بات نہیں کرتی ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ۔ اگر ہم اپوزیشن کے ارکان ذاتی مفادات کو مد نظر رکھتے تو حکومتی پارٹی کو چھوڑ کر ان بنچوں پر نہ بیٹھتے یہ اپنے ذاتی اغراض و مقاصد کے لئے اور ذاتی مفادات اور خواہشات کے لئے ان بنچوں سے چمٹے بیٹھے ہیں ۔

مسٹر چیئرمین : شاہ صاحب آپ اسے مناظرے کی حیثیت نہ دیجئے اور سید ناظم حسین شاہ کو تقریر کرنے دیں ۔

سید ناظم حسین شاہ : ان لوگوں کے سوا جو اپوزیشن میں شروع سے بیٹھے ہیں باقی تو سب کی مثال اس طرح ہے کہ لال جھنڈی دکھاؤ ادھر ، لال جھنڈی دکھاؤ ادھر ۔ اور یہ صرف وزارت کے جھنڈے اترنے کے بعد ادھر آ گئے ہیں ۔ اگر اقتدار ان کو مل جاتا تو کبھی یہ اپوزیشن کے ساتھ نہ بیٹھے ہوتے ۔ آپ کو بھی یہ یاد ہو گا کہ یہی وہ لوگ تھے جو یہ کہا کرتے تھے کہ اگر قائد عوام کتے کے گلے میں بھی پٹہ ڈال دیں تو ہم اس کے پیچھے ہوں گے اور آج یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم ذاتی مفاد کے لئے نہیں بلکہ اجتماعی مفاد کے لئے کر رہے ہیں ۔ جناب والا ! ہم اس لئے بار بار کہتے ہیں کہ جاگیر داری اور سرمایہ داری ایک لعنت ہے اور اس میں صرف اور صرف ذاتی مفاد کو پیش نظر رکھا جاتا ہے جس طرح یہ ذاتی مفاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ ادھر سے اٹھ کر ان بنچوں پر چلے گئے ہیں ۔ آخر کون سے اصولی اختلاف ہیں ۔ آپ بھی جانتے ہیں آپ ہی انصاف کریں یہ ستائیس سال کے مسئلے ایک دن میں حل نہیں ہو جاتے ۔ آپ دیکھیں ہمارا جو چار سالہ دور ہے اس میں کتنی ترقی ہوئی ہے کون سا ضلع تحصیل یا محکمہ ہے جس میں ترقی نہیں ہوئی جیسا کہ میرے دوست حاجی سیف اللہ خان صاحب نے فرمایا ہے کہ ملتان یونیورسٹی بھی بن گئی بہاولپور میں بھی بن گئی ۔ مگر جناب والا ! جو لوگ

خود انصاف نہیں کر سکتے وہ انصاف کی بات کرتے ہیں کیا جمہوریت یہی ہوتی ہے ؟ کہ کسی کو اس کی منشاء کے مطابق وزیر اعلیٰ بنا دیا جائے کسی کو وزیر بنا دیا جائے پھر تو جمہوریت ٹھیک ہے اگر مفاد عامہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک ایسے شخص کو کوئی عہدہ نہ دیا جائے اور یہ سمجھ لیا جائے کہ وہ اس اہل نہیں رہا یا مزید تجربہ کے لئے انہیں اگر اس صوبہ میں عہدہ نہیں دیا گیا تو آج ہمیں یہ جمہوریت کا اور اصولوں کا درس دینے لگے ہیں ، پہلے ان سے تو پوچھا جائے کہ ان کے کون سے اصول ہیں ۔ جناب والا ! اگر ان کے اصول ہوتے ۔ اصولی اختلافات ہوتے ۔ اصولی اختلافات ہوا کرتے ہیں ، اصولی اختلافات ہوتے ہیں ، ہم بھی کہتے ہیں کہ جناب والا ! انہوں نے اصولوں کی خاطر قربانی دی ہے ۔ کون سے اصولوں کی خاطر انہوں نے قربانی دی ہے ۔ صرف ذاتی مفاد کے لئے ۔ جناب والا ! کسی ملک کی قسمت اس وقت تک نہیں سنورا کرتی جب تک مجموعی طور پر وہ قوم قربانی کے لئے تیار نہ ہو ۔ جناب والا ! اگر آپ یہ دیکھیں گے کہ سیاست اور منافقت ایک دوسرے کے ساتھ ہیں آج منافقت کو سیاست کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں ، کس لئے اس لئے کہ صرف ان لوگوں کی وجہ سے کہ انہوں نے منافقت کی وجہ سے اپنے ذاتی مفاد پیش نظر رکھا ہوا ہے جیسا کہ ایک کاروباری آدمی صرف ۔ ۔ ۔ ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سید طاہر احمد شاہ : پوائنٹ آف آرڈر سر ۔ جناب والا ! میں ممبر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ٹریکٹر اور کاروں کے کتنے پرمٹ حاصل کئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب والا ! میں صرف یہ پوچھوں گا کہ یہ کہیں سے import ہوئے ہیں یا کہ lost property میں آئے ہیں ۔

سید قائم حسین شاہ : جناب سپیکر ۔ اگر کوئی فاضل رکن نے کسی کو ٹریکٹر کے پرمٹ لے کر دئے ہیں ، تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہے ۔ میں اس بات کی گواہی دینے کے لئے تیار ہوں ، وہ بھی انکوائری کرالیں ، ہم بھی انکوائری کرواتے ہیں کہ اختیارات کا غلط استعمال کس نے کیا ہے ۔ اگر

جناب کسی کاشتکار کو کوئی معزز رکن پرمٹ لے کر دیتا ہے تو اس میں کیا قباحت کی بات ہے ۔ اس میں گناہ کی کیا بات ہے ، جرم تو تب ہوتا ہے جیسا کہ ہمارے کچھ دوستوں نے جو اس طرف بیٹھے ہوئے ہیں اس لئے اکٹھے ہو گئے ہیں ، کہ اگر بعد میں کوئی الکوالری ہو تو ہم یہ کہیں کہ ہم تو حزب اختلاف میں ہیں ۔ اس لئے ہماری الکوائری ہو رہی ہے ۔ جناب والا ! جیسا میں عرض کر رہا تھا کہ منافقت اور سیاست میں فرق نہیں رہا ہے ۔ صرف ان لوگوں کی وجہ سے نہیں رہا جو منافقت میں صرف اور صرف ذاتی مفاد کو پیش نظر رکھتے ہیں ۔ جیسے کاروباری آدمی کو اپنے کاروبار کا طمع اور لالچ ہوتا ہے ۔ مگر سیاست اس سے مختلف ہے اس میں یہ ہوتا ہے کہ ذاتی طور پر اپنے آپ کو ملک اور قوم پر قربان کیا جاتا ہے اور اس لئے کہ اگر ذاتی طور پر کوئی نقصان ہو اور اجتماعی طور پر ملک اور قوم کے لئے فائدہ ہو ۔ تو یہ قربانی ٹھیک ہے ۔ جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے پوچھوں گا کہ یہ 4 - 5 دن سے نقصان کا شور کر رہے ہیں ، یہ بتائیں کہ کون سا ایسا نقصان ہوا ہے ۔ کیا پاکستان پیپلز پارٹی کا یہی گناہ ہے کہ اس نے 5000 ہزار مربع میل کا علاقہ واپس لیا ہے ، آج بھی دیکھ لیں ، مصر والے آج تک اپنا علاقہ واپس نہیں لے سکے ہیں ۔ کیا اسلامی کانفرنس منعقد کرانا بھی ہمارا گناہ ہے ۔ کیا زرعی اصلاحات کرانا بھی ہمارا گناہ ہے ۔ آخر کچھ تو کہیں کہ ہمارا گناہ کیا ہے ۔ یہ روزانہ کہتے رہتے ہیں کہ انصاف نہیں ہوا ہے ۔ انصاف نہیں ہوا ۔ انصاف ہونا چاہیئے ۔ جو خود انصاف نہیں کر سکتے ہیں ۔ وہ دوسروں سے انصاف کی توقع کیا کر سکتے ہیں ، چلیے یہ خود انصاف کرنا سیکھیں اچھا' اور برائی کی پہچان سیکھیں ، پھر ہمیں مورد الزام ٹھہرائیں ، خود تو سب کچھ کر کرا کر اس لئے اکٹھے ہو گئے کہ ہماری جان چھوٹ جائے ۔ جناب والا ! ایک آدمی اگر کسی مقدمے کی وجہ سے جنگل میں چلا جاتا ہے ۔ اور دوسرا مفرور بھی اس کے ساتھ اکٹھا ہو جاتا ہے تو آپ کس طرح کہتے ہیں کہ وہ معزز شہری ہے ۔ آپ یہ نہ کہیں گے کہ وہ کسی قربانی کے لئے گئے ہیں مگر ان کا ایک مفاد مشترکہ ہے ۔ وہ اس لئے اکٹھے ہوتے ہیں ، جیسے آج کی ہماری حزب اختلاف ہے ۔ جو کہ صرف ان الکوالریوں اور کھیلے بازیوں سے بچنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں ، اور ہمیں یہ انصاف اور جمہوریت کا درس دیتے ہیں ، چلیے میرے معزز بھائی سے جمہوریت کی تعریف تو پوچھیں ، کہ کیا ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جمہوریت کی تعریف ، افتخار تاری ، چوہدری ارشاد میاں اسلم اور دوسرے سیاسی کارکنوں کو اغوا کرنا ہے ۔ کیا اس جمہوریت کے وہ قائل ہیں ۔ اور اسی جمہوریت کی تعریف کر رہے ہیں ۔ ان کی غیرت کیوں نہیں جاگتی ؟

سید ناظم حسین شاہ : جناب سپیکر ! ان کی غیرت وقت وقت پر جاگتی ہے ۔ آج کل ان کی غیرت جاگی ہوئی ہے ۔ پتہ نہیں پھر کل سو جائے ۔ ان کا کوئی پتہ نہیں چلتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : شاہ صاحب آپ نے تقریر کر لی ۔ سید صاحب کو بھی تقریر کرنے دیں ، ۔ ۔ ۔ مسعود صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ، مجھے تو ایسے پتا چلتا ہے کہ "میدان دا ای جھگڑا اے ۔"

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! اگر ہم حکومت کی پالیسیوں سے اختلاف رکھتے ہیں تو ہم آپ کو چھوڑ کر اپوزیشن کی صفوں میں آ گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب ، آپ نے باتیں کی ہیں انہوں نے سنی ہیں ، اب آپ بھی ان کی باتیں سن لیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا ۔ کہ ابھی تو یہ اپنے دل کا غبار پوری طرح نہیں نکال سکے ہیں ، کیوں کہ وقت بہت کم تھا ۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ وضاحت کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کریں گے ۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب والا ۔ یہ چوہدری ارشاد اور افتخار تاری فرما رہے ہیں ۔ کیا گورنمنٹ نے بار بار جواب نہیں دیا ہے ۔ کہ ہمیں پتہ ہی نہیں ہے ۔ کہ وہ کہاں ہیں کوئی آدمی اگر از خود گم ہو جائے ۔ اگر کوئی آدمی مفرور ہو جائے ۔ تو اس کی ذمہ داری ہمارے اوپر نہیں ہے جناب والا ، کوئی شخص گم ہو جائے ۔ تو ہم کو کیا پتا کہ وہ کہاں ہے ۔ اور کس طرف چلا گیا ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : یہ تو تاریخ فیصلہ کرے گی ۔

سید ناظم حسین شاہ : ہاں ہاں ، آپ کے مستقبل کے لئے بھی تاریخ فیصلہ کرے گی ۔ ۔

سید طاہر احمد شاہ : کم از کم میرا دامن بے داغ ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ اچھی بات نہیں ہے ۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ ہر ناظم رکن کا دامن بے داغ ہے بلکہ کبھی کبھی تو شک ہوتا ہے کہ دامن ہے ہی نہیں ، داغدار کیسے ہوگا ۔ ۔

سید ناظم حسین شاہ : ہماری تو دعا ہے کہ ان کی عزت محفوظ رہے ۔ اور ان کا دامن بھی داغدار نہ ہو ۔ لیکن افسوس تو یہ ہے کہ یہ داغدار ہو چکا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔ پانچ منٹ باقی رہ گئے ہیں ۔

سید ناظم حسین شاہ : آدھا وقت تو انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر میں لے لیا

مسٹر سپیکر : وہ میں نے چھوٹ دے دی ہے ۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب والا ۔ یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ بات کہی گئی ہے کہ انتظامیہ کو قحط نہیں ہے ۔ ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ ہماری کوئی بات نہیں سنتا ہے انتظامیہ ٹھیک طریقہ سے کام نہیں کر رہی ہے ۔ دوسری طرف ہے کچھ قوانین ایسے بنائے جاتے ہیں ، جن کی وجہ سے انہیں کچھ فائدہ پہنچایا جا سکے ۔ جن کی وجہ سے انہیں بور کیا جا سکے کہ وہ عوام کی صحیح معنوں میں خدمت کر سکیں ، اور ملک اور قوم کے لئے کام کام کریں ۔ جناب والا ۔ یہاں پر اعتراض کئے جاتے ہیں ، زراعت کے متعلق کہا گیا ۔ اور بات کی گئی کہ زراعت کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی ۔ جناب والا ! کیسے نہیں دی گئی ۔ یہ دیکھ لیں کہ سابقہ حکومتوں نے کون سی توجہ دی ۔ پہلے کسی کاشت کار کو قرضہ کی سہولت نہیں تھی ۔ ٹریکٹر اور ٹیوب ویل کے لیے سہولیات دی گئی ہیں ، پچھلے دنوں کپاس اگاؤ سہم میں ہمارے بہت سے وزرا ملتان اور دیگر جگہوں پر گئے ۔ یہ زراعت کی طرف توجہ نہیں ہے اور کیا ہے ۔ میں ان سے گزارش کروں گا اگر یہ خود انصاف نہیں کر سکتے ہیں تو دوسروں سے انصاف کی توقع کیسے کر سکتے ہیں ، کچھ چیزیں ایسی ہیں جو کہ میں وزیر خزانہ کے نوٹس میں لاؤں گا ۔ پچھلے دنوں

ایک بیان آیا تھا کہ آلو ، پیاز اور مکئی کی قیمت گورنمنٹ مقرر کرے گی - اور اس ریٹ پر گورنمنٹ مال لے لے گی ، مگر وہاں گورنمنٹ کی طرف سے خرید کی کوئی ایجنسی موجود نہ ہے ، میں یہ گزارش کروں گا کہ گورنمنٹ اس کا انتظام کرے - تاکہ گورنمنٹ جو اجناس لینا چاہے اس کا انتظام ہو سکے - یہ نہیں کہ صرف اعلانات ہوں اس سے صرف ایک مڈل مین کو فائدہ ہوتا ہے - عوام یہ اعلانات پڑھتے ہیں تو یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری یہ جنس اس ریٹ سے جائے گی - وہ سٹور کر دیتے ہیں مگر بعد میں پتہ چلتا ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے ہرچیز کی ایجنسی نہیں ہے - تو پھر وہ اونے پونے ان کو وہی اجناس مڈل مین کے پاس بیچنے پڑتے ہیں ، دوسری جناب والا ! ہماری ایک بڑی پرانی گزارش ملتان میں ایک شوگر مل قائم کرنے کی ہے دوستوں نے بھی ذکر کیا ہے - جناب والا ! جب عبدالحفیظ کاردار صاحب ہمارے وزیر صنعت تھے - اس وقت سے ہم یہ گزارش کر رہے ہیں مگر ہر موقع پر اس چیز کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے حالانکہ - جناب والا ! آپ دیکھیں گے کہ لائل پور ضلع میں پہلے کپاس اس طریقہ سے پیدا نہیں ہوتی تھی - جس طرح سے آج کل ملتان میں پیدا ہوتی ہے- مگر climate کی وجہ سے آج کل کپاس لائل پور میں اتنی ہی پیدا ہوتی ہے - جتنی ملتان میں پیدا ہوتی تھی - یہ صرف وہاں پر انڈسٹری لگانے کی وجہ سے ہوا ہے کہ لوگوں کا trend کپاس کی طرف زیادہ ہو گیا ہے - بعینہ یہی پوزیشن ملتان میں ہوئی ہے - کہ climate کی وجہ سے کپاس کا مستقبل ملتان میں اچھا نظر نہیں آتا - بلکہ یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ مخدوش ہو رہا ہے - اس سال کو آپ دیکھ لیں اس دفعہ ملتان میں جو بارشیں ہوئی ہیں اس کی وجہ سے ہمیں crops کی امید نہیں اس لئے شوگر انڈسٹری کی ضرورت سب سے بڑھ کر محسوس کی جا رہی ہے - اس لئے میری گزارش ہے کہ شوگر انڈسٹری کو اب مزید التوا میں نہ ڈالا جائے بلکہ ملتان کے عوام پر یہ احسان عظیم کریں - اور ملتان میں شوگر انڈسٹری کی منظوری دی جائے -

جناب والا ! مظفر آباد میں ایک کالونی ٹیکسٹائل مل ہے اور مظفر آباد کی آبادی تقریباً پچاس ہزار ہے لیکن وہاں پر نہ کوئی کالج ہے اور نہ ہی کوئی ہسپتال ہے - جناب والا ! پچھلے سال میں یہ تاثر دیا گیا تھا کہ وہاں پر basic ہیلتھ یونٹ بنایا جائے گا -

مسٹر سپیکر : پچھلے سال تو آپ نے راشن کا مطالبہ کیا تھا وہ تو پورا ہو گیا ہو گا ۔

سید ناظم حسین شاہ : کون سا جناب ۔

مسٹر سپیکر : کہ وہاں پر راشننگ ہو جائے ۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب والا ۔ ٹھیک ہے میں نے تو راشننگ کا بھی مطالبہ کیا تھا مگر وہ بھی ابھی تک پورا نہیں ہوا ۔ اس لئے اب پھر اس کو دھرا رہا ہوں ۔

جناب والا ! مظفر آباد میں ایک کالج اور ایک ہسپتال بھی ہونا چاہیے ۔ اس کے علاوہ میری اور چوہدری علی بہادر صاحب کی ایک مشترکہ درخواست صرف چار میل لمبی سڑک کے ٹکڑے کے متعلق ہے ۔ جناب والا ۔ میں عرض کروں گا کہ اگر چار میل کی سڑک کا یہ ٹکڑا بنا دیا جائے تو مظفر آباد اور شجاع آباد کے درمیان مسافت 50 میل سے کم ہو کر صرف تیس میل رہ جاتی ہے ۔ اس کے لئے میں نے بار بار درخواست کی ہے پچھلی دفعہ جب ڈاکٹر صادق ملہی صاحب وزیر مواصلات تھے تو انہوں نے بھی فرمایا تھا کہ وہ سڑک بجٹ میں آ گئی ہے اس دفعہ بھی ہمیں یہ دیکھ کر بڑا دکھ ہوا کہ وہ اس دفعہ کے بجٹ میں نہیں ہے ۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ ملتان میں ممتاز آباد کے مقام پر over-bridge کی بڑی ضرورت ہے وہاں پر ڈاکی لائن ہونے کی وجہ سے عوام کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور وہ مین لائن ہے اگر ممتاز آباد over bridge بنا دیا جائے تو آپ کی بڑی مہربانی ہوگی ۔

جناب والا اسمال انڈسٹری میں قالینوں کی صنعت ملتان میں ہے ۔ مگر مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ وہ ایسے کون سے عوامل ہیں جن کی وجہ سے ملتان کی اس انڈسٹری کو بالکل نظر انداز کیا گیا ہے اور اس پر کوئی توجہ نہیں دی گئی ۔ میں آپ کے توسل سے وزیر صنعت کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ملتان میں قالینوں کی صنعت پر پوری توجہ دی جائے ۔

جناب والا ! ہماری سیوریج سکیم کو اس بجٹ میں unapproved رکھا گیا ہے ۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس کو مہربانی کر کے approved-list میں رکھا جائے ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : جناب سپیکر ۔ میں یہ گزارش کرنی چاہتا تھا چونکہ انہوں نے میرا نام لیا ہے اور اس وقت میرے پاس انڈسٹری کا شعبہ تھا تو اس وقت بھی میں نے ان سے یہ سوال کیا تھا اور اب بھی یہی سوال کرتا ہوں کہ کیا یہ چاہتے ہیں کہ ملتان چینی کھائے اور لوگوں کو کھلائے یا گندم اور کپاس کی کاشت کرے جس سے ملک کے مسائل میں اضافہ ہوتا ہے اور ان کو دوسری چیزوں سے زیادہ فوقیت ہے ۔

سید قاسم حسین شاہ : جناب سپیکر ۔ میں جناب عبدالحفیظ کاردار کی اطلاع کے لئے یہ عرض کر دوں کہ شوگر کین کی جہاں جہاں کاشت ہوتی ہے پورے پنجاب میں ڈسٹرکٹ والز ملتان نمبر 3 پر آتا ہے اور ڈویژن والز دوسرے نمبر پر آتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : شیخ محمد انور ۔

شیخ محمد انور : جناب سپیکر ! میں اپنی تقریر اور اپنے حلقے کے مسائل اس معزز ایوان میں پیش کرنے سے پہلے صوبہ پنجاب کے ذہین قابل اور عالم فاضل وزیر خزانہ جو اتفاق سے اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہیں ان کی عدم موجودگی میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ جنہوں نے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : ایک بڑا اہم ٹیلیفون آیا ہے وہ اس کو سننے کے لئے گئے ہیں ۔

شیخ محمد انور : جناب والا ۔ موجودہ حالات کے باوجود ایک نہایت متوازن حقیقت پسندانہ اور عوام کی امنگوں کے مطابق صوبہ پنجاب کا بجٹ اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے ۔

جناب سپیکر ! برصغیر کے مسلمانوں کی تحریک آزادی کو ٹیپو سلطان شاہ ولی اللہ ۔ سر سید احمد خان ۔ علی برادران ۔ چوہدری رحمت علی ۔ مولانا حسرت موہانی اور شاعر مشرق علامہ اقبال کے علاوہ دوسرے ممتاز مشاہیروں نے اپنے خون جگر سے جلا بخشی اور 14 اگست کو قائد اعظمؒ کی ولولہ انگیز قیادت اور مسلمانوں کے بے مثال اتحاد کی بدولت پاکستان معرض وجود میں آیا ۔ قائد اعظمؒ سے ہم ایک ایسے وقت پر محروم ہوئے جب پاکستان میں حالات سیاسی ۔ انتظامی ۔ اقتصادی اور بین الاقوامی طور پر یعنی ہر لحاظ سے

ابھی ابتدائی مراحل میں تھے ۔ قائد ملت کی شہادت کے بعد ہماری تاریخ کا دھارا گندی نالیوں میں بہنا شروع ہوا اور اس کی تیز رفتاری بڑھتی ہی رہی ۔ درحقیقت وہ نالیاں جو 1951 ء میں محض گندی تھیں انہوں نے 1971ء میں خون کے دریاؤں کی شکل اختیار کر لی ۔ نئی قوم کے جن لوگوں نے اہم کردار ادا کرنا تھا انہوں نے نہایت مقامی اثر و رسوخ استعمال کیا اور انہوں نے اپنے ذاتی مفاد کا خیال رکھا اور غریب عوام کو ظلم کی چکی میں پیستے رہنے اور پاکستان بتدریج چند لوگوں کی ملکیت بنتا چلا گیا اور سیاست کو چند خاندانوں کی قوت اور دولت میں اضافہ کرنے کے لئے ایک موثر وسیلے کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا اور ایسی تمام اصلاحات کے دروازے مسدود کر دئے گئے جن سے عوام کو معمولی سے معمولی فائدہ پہنچنے کا امکان ہو سکتا ہو اور یہ امکان بھی ختم ہو گیا کہ پاکستان میں کبھی عدل و انصاف پر مبنی معاشرہ قائم ہو سکے گا ۔ پاکستان میں علاقائی سازشوں ۔ سیاسی جوڑ توڑ اور فوجی آمریت کا جو گھناؤنا سلسلہ چلا اور جس بے رحمی کے انداز سے عوام سے اغماض اور قیام پاکستان کے مقاصد سے صرف نظر کیا گیا اس کے نتیجہ میں پاکستان دولخت ہو گیا ۔ جناب والا ! دنیا کی تاریخ میں شاید ہی کسی قوم کو اتنے اندوہناک حالات سے گزرنا پڑا ہو جو حالات پاکستانی قوم کو دسمبر 1971ء میں درپیش تھے ۔ جناب والا ! یہی وہ دلگداز اور جانگسل مراحل تھے جب قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے پاکستان کی سربراہی کا منصب سنبھالا ۔ اس وقت پاکستان بری طرح زخمی اور مجروح تھا اور جناب والا ! ان کٹھن اور نامساعد حالات میں قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے بیرونی دنیا میں پاکستان کی ساکھ کو بحال کر کے اور اندرون پاکستان سابقہ حکومتوں کی گمراہ کن پالیسیوں اور 1971ء کی مسلط شدہ جنگ کے نفسیاتی اثرات کو دور کر کے اور عوام کے اعتماد کو بحال کر کے دنیا پر یہ ثابت کر دیا کہ ان میں Socrates جیسی virtue اور ارسطو اور ابن خلدون جیسی حقیقت پسندی اور تاریخ کی افلاطون جیسی دانش اور حکمت اور اتاترک اور نپولین جیسی قوت آزادی اور قوت فیصلہ بدرجہ اتم موجود ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

قائد عوام نے جس دلسوزی ۔ لگن اور جانفشانی سے لئے پاکستان کی تعمیر نو

کے لئے شب و روز کام کیا اس کی مثال ہماری ہم عصر تاریخ میں ملنا مشکل ہے ۔ اپنے منشور کی تکمیل اور اپنے وعدوں کو تکمیل کی جانب قائد عوام نے اقتدار سنبھالتے ہی زندگی کے مختلف شعبوں میں اصلاحات کیں۔ فروری 1972ء میں صنعتی میدان میں ، اور مزدوروں کی دنیا میں لیبر اصلاحات کا نفاذ کر کے ، لازمی بونس ، گروپ انشورنس ، یونین سازی کا حق ، سوشل سکیورٹی اور انتظامیہ میں شرکت کو لازمی قرار دیا گیا ۔ اسی طرح تعلیمی پالیسی کے تحت مارچ 1972ء میں دوسرے اہم مقاصد کے علاوہ جہاں تعلیم کو مفت کیا گیا وہاں اس تعلیمی پالیسی کے پیش نظر فرد کی پوری شخصیت کی نشو و نما اور جوانوں کو قیادت کے لئے تیار کرنا اہم اور لازمی قرار دیا گیا ۔ اسی طرح دہقانوں اور مزدوروں کی دنیا میں اصلاحات کرتے ہوئے صدیوں کے جاگیردارانہ نظام کو ختم کرکے زرعی اصلاحات کا جہاں نفاذ کیا گیا وہاں دہقانوں کو سیاسی اور معاشی آزادی عطا کی گئی ۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کی تکمیل کرتے ہوئے نومبر 1975ء کو قائد عوام نے مالیہ اور محصول معاف کر کے ملک کے تراسی فیصد کاشتکاروں کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا ۔ اسی طرح ملک کی اہم صنعتوں کو جن میں بڑے بڑے کارخانے شامل تھے قومی تحویل میں لیا گیا ۔ مختلف موقعوں پر پولیس کی اصلاحات اور قانونی اصلاحات کیں ۔ اسی طرح ایسٹ انڈیا کمپنی کے وقت سے مروجہ انتظامی اصلاحات کو ختم کر کے ان کی جگہ عوام کی امنگوں اور خواہشات کے مطابق انتظامی اصلاحات کی گئیں ۔ مسٹر سپیکر سر ! ان تمام اہم ، بنیادی اور انقلابی اصلاحات کی حیثیت ایک تازہ ہوئی جانے والی فصل کی سی ہے جس کے سرہانے میں وہی لوگ تعصب اور بغل سے کام لیں گے جو ہوس و اقتدار کی آگ میں جل رہے ہیں یا پھر وہ لوگ ان قابل ستائش کارناموں پر ناک بھنویں چڑھائیں گے جو براہ راست یا بالواسطہ طور پر ان اصلاحات کی زد میں آ گئے ہیں ۔ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے حضرت قائداعظم کی تقلید کرتے ہوئے 20 دسمبر 1975ء کو فرمایا کہ دنیا ایک ہنگامی دور سے گزر رہی ہے جو ہم عصر تاریخ کا ایک انوکھا دور ہے ۔ اس تیز بہاؤ اور خطرے کے وقت میں ہم نے خود کو ایسی خارجہ پالیسی پر مضبوطی سے قائم کیا ہوا ہے جو اہم اصولوں پر مبنی ہوتے ہوئے بھی حقائق پر مبنی ہے ۔ ہمارا مقصد ایک ایسا منصفانہ معاشرہ قائم کرنا ہے جو مسلسل ترقی کرے اور ہیجان خیزیوں سے محفوظ رہے ۔ جناب سپیکر ! قائد عوام نے جہاں اپنی تصانیف

Quest for peace, Myth of Independence, Foreign Policy, Peace Keeping by United Nations

میں اپنے افکار سے چار سال کے مختصر ترین عرصہ میں اپنے قومی کردار سے اور بیرونی دنیا ، اسلامی دنیا اور تیسری دنیا میں اپنی گفتار سے اقوام عالم پر یہ آشکارا کیا ہے کہ وہ ہمہ گیر ذہن ، فراست اور صلاحیت کے مالک ہیں وہاں انہوں نے پاکستانی عوام پر بھی اپنے افعال اور اپنے کردار سے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ اقبالؒ کے حقیقی مرد مومن ہیں اور ان کی عظیم مدبرانہ شخصیت میں قائد اعظمؒ کی شخصیت کا پر تو جھلکتا ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) مسٹر سپیکر سر ! ان تمام انقلابی اصلاحات عوام کو ایک جمہوری وفاقی اسلامی آئین عطا کرنا ۔ اسلامی سربراہی کانفرنس کا انعقاد ۔ احمدیوں کا مسئلہ ۔ حج پالیسی اور دیگر ناقابل فراموش کارناموں کے علاوہ معاہدہ شملہ میں قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی فہم و فراست اور دانش و حکمت کا تاریخی مظاہرہ کیا ۔ 28 جون 1919ء کو وارسائی معاہدہ یا Treaty of Varsilles کے تحت اتحادیوں نے شکست خوردہ جرمنی کو گھٹنے ٹیکنے اور عزیمت اٹھانے پر مجبور کیا ۔ اس کے برعکس شکست خوردہ پاکستان نے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی فہم و فراست کی بدولت مساوات اور باہمی احترام کی بنیاد پر aggressor India سے peace with Honour کر کے نہ صرف اپنے 93 ہزار جنگی قیدیوں اور پانچ ہزار مربع میل رقبہ کی بازیابی کرائی بلکہ مسئلہ کشمیر کو بھی از سر نو زندہ اور متحرک کر دیا ۔ مسٹر سپیکر سر ! یہ کتنے شرم کی بات ہے کہ اس تاریخ ساز مرحلہ پر بھی ہماری اپوزیشن نے حسب سابق انتہائی غیر ذمہ دارانہ اور غیر محبانہ کردار کا مظاہرہ کیا ۔ جب قائد عوام معاہدہ کرنے کے لئے شملہ تشریف لے گئے ۔ جناب سپیکر ! آنجہانی چواین لائی سے لے کر ہنری کسنگر تک دنیا کے تمام ممتاز سیاستدان ڈپلومیٹس شہرے اور جریدے قائد عوام کی خداداد صلاحیتوں کے معترف ہیں ۔ پروفیسر رشبروک ولیمز نے اپنی نئی تصنیف "پاکستان انڈر چیلنج" میں غیر مبہم الفاظ میں لکھا ہے :

> Mr Bhotto is energetically rallying the nation behind a common purposes as he seeks to ameliorate the lot of ordinary citizen.

جناب سپیکر ! اپنی اس ابتدائی تقریر کے بعد اب میں بجٹ کی طرف آتا ہوں ۔

میرے حلقہ انتخاب میں کئی منصوبے پچھلے سال سے اے ڈی پی میں چلے آ رہے ہیں ۔ ان میں فتح جنگ براہا روڈ اور پل جس کا تخمینہ تقریباً 60 لاکھ روپے ہے اس کی رفتار کو مزید تیز کرنے کی ضرورت ہے ۔ low income housing colony ٹیکسلا کے لئے اس سال 18 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے ۔ یہ منصوبہ فقط کاغذات میں لیزی ہے زیر تکمیل ہے لہذا اسے متحرک کرنے کی ضرورت ہے ۔ انجینئرنگ کالج ٹیکسلا جو کہ عوامی دور کا وادی ٹیکسلا اور واہ پر ایک بڑا احسان ہے ۔ اس کے لئے اس سال 65 لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں اور اس کی رفتار تسلی بخش ہے ۔ رورل ہیلتھ سنٹر بدھو آلہ ولہ کینٹ میں فنڈز کی محکمہ ہیلتھ کو اشد ضرورت ہے ۔ واٹر سپلائی سکیم گرجا اور واہ جو راولپنڈی تحصیل میں گذشتہ تین سالوں سے شروع کی گئی ہے اس کو محکمہ پبلک ہیلتھ ابھی تک کمشن نہیں کرسکا باوجود اس کے کہ عوام نے بار بار representations کیں ۔ واہ برج اور ٹیکسلا بائی پاس برج جو پچھلے سال اے ڈی پی میں شامل کئے گئے ان کو محکمہ ہائی وے نے ابھی تک شروع نہیں کیا ۔ واٹر سپلائی ٹیکسلا کی کارکردگی اور استعداد انتہائی مایوس کن ہے اور لوگ ابھی تک اس منصوبے کے تکمیل کی راہیں تک رہے ہیں ۔ پولٹری فارم ٹیکسلا کے لئے امسال 22 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی اور یہ انتہائی دلچسپ بات ہے کہ گذشتہ ایک سال سے متعلقہ بورڈ یعنی ٹیری ڈویلپمنٹ بورڈ مناسب جگہ کی تلاش کر رہا ہے ۔

جناب سپیکر ! بجٹ میں جو نیا منصوبہ میرے حلقہ میں شروع ہوا ہے یا approve ہوا ہے وہ ٹیکسلا میں 80 بستروں کے ہسپتال کا ہے ۔ اس کے لئے میں قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کا اپنے حلقہ واہ ٹیکسلا کے عوام کی جانب سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے میری درخواست کو پذیرائی بخشی اور یہ منصوبہ اے ڈی پی میں شامل ہوا اور منظور ہوا ۔ پبلک ہیلتھ محکمہ نے عثمان کھٹڑ واٹر سپلائی کا منصوبہ شامل کیا ہے اور دو سال پہلے پراپوز شدہ دو منصوبہ جات کو اسی منصوبے کے ساتھ میں نے یہاں محکمے کو سروے کروا کے بھجوائے تھے لیکن ان دو منصوبہ جات کا نیا اور بجٹ کو ڈراپ کر دیا گیا ہے اور فقط عثمان کھٹڑ کو پبلک ہیلتھ واٹر سپلائی سکیم میں شامل کیا ہے ۔

جناب والا ! اب میں اپنے حلقہ کے سب سے اہم اور سنگین مسئلے کی

جانب آپ کی اور اس معزز ایوان کے توسط سے معزز چیف منسٹر صاحب اور جناب سینئر منسٹر صاحب کی توجہ چاہتا ہوں ۔ پاکستان آرڈیننس فیکٹری اس ملک کا اہم اور عظیم ادارہ ہے ۔ یہاں کے مکین زیادہ تر وہ لوگ ہیں جو ایسٹ پاکستان اور انڈیا سے آئے ہیں ۔ حکومت پنجاب ٹیکنیکلی کوئی منصوبہ اس لئے شروع نہیں کر سکتی کہ وہ ہماری منسٹری آف ڈیفینس کے انڈر ہے ۔ بہرکیف وہاں کے رہنے والے لوگ ہمارے ووٹر ہیں اور قائد عوام کے مداح ہیں اور گذشتہ چار سال میں وہاں کے محنت کشوں نے اپنے عمل سے یہ ثابت کیا ہے کہ جب ہڑتالوں اور شورش کا وقت تھا اور زور تھا اس کے باوجود وہ لوگ بدستور حکومت سے تعاون کر رہے ہیں یہ انتہائی آپ کے علم میں لانے والی بات ہے کہ اس جگہ کے لئے ابھی تک حکومت پنجاب نے کوئی منصوبہ شروع نہیں کیا ۔ میری آپ سے انتہائی اور پر زور دردمندانہ اپیل ہے کہ آپ نے جس طرح دوسرے علاقے کے لوگوں کے لئے اور بے گھر لوگوں کے لئے کالونیاں بنائی ہیں اسی طرح واہ کینٹ کے لئے بھی کوئی ایسا انتظام کیا جانا انتہائی ضروری ہے ۔ واہ کینٹ کی آبادی دو لاکھ افراد سے اوپر ہے ۔ وہاں کے لوگ جب ریٹائر ہوتے ہیں ۔ تو ان کے لئے سر چھپانے کے لئے کوئی آسرا نہیں ہوتا ۔ خدارا ان کے لئے ایک کالونی منظور فرمالیں ۔

جناب والا ۔ ان کے پاس اپنے رہنے سہنے کے لئے کوئی اپنی جگہ نہیں ہے وہ گھر بے ہیں اور ریٹائر ہونے کے بعد ان کے پاس کوئی جگہ نہیں ہے ۔ اس لئے ان کے لئے ایک ہاؤسنگ کالونی منظور کی جائے ۔ یا پھر جس طرح 5 مرلے کی سہولت اور نعمت جو دوسرے لوگوں کو میسر ہے اسی طرح ان لوگوں کے لئے بھی ہونا چاہئے اگرچہ ٹاؤن یا کینٹ میں نہیں اپنایا جا سکتا اس کے لئے دوسرے [illegible] کئے جائیں ۔ کیونکہ وہاں مہاجرین اور محنت کش لوگ ہیں اس لئے یہ 5 مرلے کی سکیم ان کے لئے انتہائی ضروری ہے ۔ اس لئے دس ہزار پلاٹ عطا کئے جائیں ۔ تاکہ وہ لوگ اپنا گھر بار بسا سکیں ۔ جناب سپیکر ا پی ڈبلیو [illegible] اس سال 9 نئے دیہی ترقیاتی مراکز کھولے جا رہے ہیں ۔ ان میں سے [illegible] لوہرلرشرقو ۔ عثمان کھٹڑیا ولی میں قائم کیا جائے ۔ جناب والا ٹیکسلا کی تاریخی حیثیت ملی ۔ ثقافتی اور اب صنعتی اہمیت کسی سے پوشیدہ نہیں ہے یہ کتنے ستم کی بات ہے کہ ہزار سال پہلے کا وہ دارالخلافہ اور طب کی یونیورسٹی جہاں ایک انٹر کالج تک موجود نہیں ہے ۔ میں سینئر وزیر صاحب اور وزیر تعلیم

صاحب سے گزارش کروں گا کہ ٹیکسلا کی صنعتی اور تاریخی اہمیت کے پیش نظر ایک انٹر کالج کا قیام انتہائی ضروری ہے ۔ وہاں واہ میں ایک کالج ہے جہاں صرف ڈیفنس کے ملازمین کو داخلہ ملتا ہے واہ کینٹ کے رہنے والوں کو داخلہ ملتا ہے ارد گرد کے لوگوں کو اور ٹیکسلا کے لوگوں کو داخلہ نہیں ملتا ۔ اس لئے میری یہ التماس ہے کہ وہاں ایک انٹر میڈیٹ کالج قائم کیا جائے ۔ اس کے علاوہ سوئی گیس کی لائن وہاں سے گزر کر جا رہی ہیں ۔ اس کے باوجود اس شہر کو یہ میسر نہیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ میونسپلٹی کا درجہ دیا گیا ہے اس شہر کو لیکن انتہائی افسوس کی بات ہے کہ ٹیکسلا میں جو یونین کونسل تھی اسے ایک دم میونسپلٹی کر دیا گیا ہے جو لوگ کبھی ٹیکس کے عادی نہیں تھے ان کو ایک دم ان محصولات پر مجبور کیا جا رہا ہے اور محصولات کی شرح ٹیکسلا میونسپل کمیٹی اور راولپنڈی کارپوریشن سے چار گناہ کم ہے ۔ ہم نے اس بارہ میں بارہا عرضداشتیں کیں ۔

مسٹر سپیکر : چار گنا سے آپ کیا مطلب ہے ۔

شیخ محمد انور : اگر راولپنڈی میں کسی چیز کا محصول چار آنے ہے تو ٹیکسلا میں اسی چیز کا محصول ایک روپیہ ہے ۔

مسٹر سپیکر : پھر تو چار گنا زیادہ ہوا ۔

شیخ محمد انور : راولپنڈی کے مقابلہ میں شرح کی نسبت ایک اور چار کی ہے میری گذارش یہ ہے کہ جو لوگ کبھی ٹیکس کے عادی نہیں تھے ان کو عادی کرنے کے لئے اگر آپ نے اس کو پوری طرح رائج کرنا ہے تو راولپنڈی شہر کے ساتھ اسے شروع کریں وگرنہ یہ عوام کے ساتھ انتہائی زیادتی ہو گی ۔ کہ لوگوں پر چار گنا ٹیکس لاگو کیا جائے ۔ آخر میں میں جناب والا ! اپنے حلقہ کی محنت کش عوام کی جانب سے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کو اپنے غریب عوام محنت کش عوام کو سیاسی شعور اور سیاسی بیداری اور قوت گویائی اور لیکشائی عطا کرنے پر خراج تحسین اور داد تحسین پیش کرتا ہوں اور اس کے ساتھ میں آپ کا بھی انتہائی ممنون ہوں کہ آپ نے اس ہاؤس کو چلانے میں اور یہاں جمہوری روایات کی نشوونما میں معاون ثابت ہوئے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : آج معلوم ہوتا ہے کہ سب دوست مجھے embarrass

کرنے پر تلے ہوئے ہیں ۔ وزیر قانون !

وزیر قانون : جناب سپیکر ! میں اپنے رفیق اور سینئر منسٹر ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کو موجودہ بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اس لئے نہیں کہ اس بجٹ میں کوئی نیا لیکس پنجاب کے عوام پر عائد نہیں کیا گیا ۔ بلکہ اس لئے مبارکباد کے مستحق سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور کا آئینہ دار ہے ۔ کس لئے آئینہ دار ہے اس کی تفصیل میں اپنی تقریر میں بیان کروں گا ۔ لیکن ایک بات کی میں نشان دہی کرنا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے اپنی تقریر میں اس کو پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ "سوشلزم نے انقلابی منشور نافذ کرنے کے لئے بنیادی اور دور رس نتائج کی حامل اصلاحات کا آغاز کیا اور پہلی بار عوام کی شرکت سے ترقیاتی منصوبے تیار کئے گئے" ۔

جناب والا ! انہوں نے اس بات کو پیش کرتے ہوئے اسلامی سوشلزم کا لفظ استعمال کیا ہے وہ الفاظ ہیں جو قائد اعظم محمد علی جناح جن کی صد سالہ برسی ہم منا رہے ہیں اور جن کی تصویر ہمارے سامنے ہے انہوں نے چٹاگانگ کی تقریر میں اسلامی سوشلزم کا لفظ استعمال کیا ۔ بد قسمتی سے 190 افراد کے اس ہال میں اور اس ایوان کے اندر حزب اختلاف کے ایک فرد کو یہ کہنے کی جرأت ہوتی ہے کہ وہ قائد اعظم محمد علی جناح کے وہ الفاظ اسلامی سوشلزم سے ان کو تعفن اور بو آتی ہے ۔ جناب والا ! مجھے پختہ یقین ہے جن شخص نے یہ الفاظ استعمال کئے ہیں اس کا تحریک پاکستان میں کوئی حصہ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ وہ تحریک پاکستان کا مخالف رہا ہو گا ۔ مبادئین کی رباعی پیش کرتا ہوں ۔

حق کو نہیں آتی خس و خاشاک کی بات
ان کو نہ بتاؤ وسعت و افلاک کی بات

کیا یہ سمجھیں گے ابوجہل کے مینڈک
پرواز عقاب شہ لولاک کی بات

جناب والا ! پاکستان پیپلز پارٹی کے رموز اور تاریخ کا دھارا جس طرف بہا رہا ہے یہ لوگ اس کو سمجھنے سے قاصر ہیں ۔ میرے دوست جو پاکستان پیپلز پارٹی کی جد و جہد میں شریک رہا اس نے ہماری تاسیس کی روئداد تاسیس

کی دستاویز کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے ۔ جس میں کہا ہے کہ اس میں سوشلزم کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور اسلامی سوشلزم کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا ۔ جناب والا ! میں یہ بات عرض کروں گا کہ مجھے وہ ٹی ۔ وی پر دکھائی جانے والی فلم یاد ہے جس میں قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کوریا کے دورے میں پیپلز ریلی میں جس میں ڈاکٹر عبدالخالق صاحب بھی موجود تھے عوام کو دکھائی گئی اس تقریر کے چند الفاظ یاد آ رہے ہیں جس وقت مارشل کم الاسنگ کی صدارت میں انہوں نے کہا کہ آپ کا ملک سوشلسٹ ملک ہے اور ہمارا ملک ایک اسلامی ملک ہے اس میں انہوں نے پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور کی تفصیلات بتائیں جس میں اسلامی قدریں اور سوشلسٹ ممالک کی قدریں مشترک ہیں تو 30/25 ہزار افراد کا ہال نعرہ ہائے تحسین سے گونج اٹھا اور پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور کی اتنی داد دی گئی کہ وہ الفاظ آج تک میرے کانوں میں گونج رہے ہیں ۔ جناب والا ! انہوں نے پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور کی وضاحت کرتے ہوئے ایک بات بہت اہم کہی انہوں نے کہا کہ ہم سائنٹیفک سوشلزم اکانومی پر کاربند ہیں ۔ سائنٹیفک سوشلزم کیا ہے ۔ جناب والا ! جو لوگ تاریخ جانتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ دنیا کے اندر انقلابی تحریکیں main stream of history ہیں main stream of history کس طرف جا رہی ہے ۔ آج ہمیں دنیا واضح طور پر بلاکوں میں بٹی ہوئی نظر آتی ہے ۔ آج ایک طرف سرمایہ دار ممالک جو کیپیلسٹ سوسائٹی ہے جو آج دنیا میں سرمایہ دارانہ نظام رائج کرنا چاہتے ہیں وہاں بھی آج افراط زر کے خلاف آواز بلند ہو رہی ہے یہ تمام مغربی ممالک اور امریکہ کے ممالک جہاں سرمایہ دار انتہائی فارم میں موجود ہیں ۔ آج اس کے خلاف آواز اٹھ رہی ہے۔ وہ ممالک جہاں شہنشاہیت یا ڈکٹیٹر شپ کسی نے کسی فارم میں موجود ہے وہاں ڈکٹیٹر شپ اور شہنشاہیت کے خلاف آوازیں بلند ہو رہی ہیں ۔ یہ بھی واضح نشان دہی ہے کہ main stream of history کس طرف بڑھ رہی ہے ایک طرف افراط زر کے خلاف سوشلزم کے نظام کی طرف جد و جہد جاری ہے ۔ دوسری طرف ڈکٹیٹر شپ اور شہنشاہیت جہاں آمریت اپنی اپنی فارم میں موجود ہے وہاں لوگوں کو جمہوریت کی طرف لے جایا جا رہا ہے ۔ لیکن جناب والا ! main stream of history پیپلز پارٹی کے منشور میں درج ہے ۔ اور اس کے ساتھ ساتھ جب ہم کہتے ہیں کہ "اسلام ہمارا دین ہے ۔" آپ دنیا کے وہ ممالک دیکھ لیں جہاں دنیا کے کوئی مسائل نہیں ہیں ۔ جیسے

Scandinavian ممالک ۔ وہاں پر محسوس ہوتا ہے کہ وہاں پر دین کی افادیت اور اس کی لازوال حقیقتوں کو کسی نہ کسی صورت میں موجود ہونا چاہئے ، اور یہ تمام باتیں پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور میں دنیا کے مستقبل کی طرف نشان دہی کرتی ہیں جہاں آج دنیا جا رہی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ جب قائد عوام نے اس انقلابی ملک میں پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور کی بات کی تو وہ ایوان تحسین سے گونج اٹھا ۔ اس لئے کہ آج ہمیں تاریخ اس جد و جہد کی طرف لے جا رہی ہے ۔ جب ہم یہاں اسلامی سوشلزم کہتے ہیں تو کچھ دوستوں کو شاید اس میں contradiction نظر آتی ہو ۔ لیکن ہمیں اس میں contradiction نظر نہیں آتی ۔ اس لئے کہ ہم نے اپنی اسی اساسی دستاویز میں جمہوریت کا لفظ استعمال کیا ہے ۔ لیکن ہم نے وہاں اسلامی جمہوریت کا لفظ استعمال نہیں کیا ۔ جس طرح ہم نے وہاں پر سوشلزم کا معیشت کے ساتھ ذکر کیا ہے ، وہاں ہمیں اسلامی سوشلزم کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی ؟ اس لئے کہ جہاں ہم جمہوریت کا ذکر کرتے ہیں یا سوشلزم کا ذکر کرتے ہیں تو یہ دونوں باتیں ہم اسلام کے تابع اس ملک میں لائیں گے ۔ جس کو سائینٹفک سوشلزم کہا جاتا ہے ۔ بعض سوشلزم کو صرف مارکسزم اور لینزم سمجھتے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک جہالت کی بات ہے ۔ کیونکہ سائینٹفک سوشلزم ہر ملک کے معروضی حالات کے مطابق ہوتی ہے اور اس ملک کے معروضی حالات کے مطابق ہی سوشلزم کو اپنایا جا سکتا ہے ، وہی صحیح سائینٹفک سوشلزم ہے ۔ اس لئے جس وقت کوریا کے عوام کو قائد عوام نے کہا تھا کہ ہم سائینٹفک سوشلزم آف اکانومی میں یقین رکھتے ہیں تو یہ بات لوگوں کو سمجھ آتی ہے ۔ جب ہم اسلام کی بات کرتے ہیں تو ہمیں اس میں کوئی contradiction نظر نہیں آتی ۔ جناب والا ! جس آئین کے تحت ہم اس ایوان میں حلف اٹھاتے ہیں ۔ جب ہم نے اس آئین کے تحت یہ کہا کہ اس ملک کا نام "اسلامی جمہوریہ پاکستان" ہو گا ، تو اسلامی جمہوریہ کیا چیز ہے ؟ جب ہم کہتے ہیں کہ اس ملک کا نام" اسلامک ریپبلک آف پاکستان" ہو گا تو ریپبلک کیا چیز ہے ؟ ریپبلک جمہوریت کا ایک نام ہے ۔ جب ہم اپنے ملک کا ، جس ایوان میں بیٹھ کر ہم حلف اٹھاتے ہیں کہ ہمارے ملک کا نام اسلامک ریپبلک آف پاکستان ہو گا ، اسلامی جمہوریہ پاکستان ہو گا ، تو ہم اسلامی جمہوریت کا ذکر کرتے ہیں ۔ ہم جمہوریت کی ان اقدار کا ذکر

کرتے ہیں جو ہمارے مذہب اور دین سے منافی نہیں ہیں - جب ہم 1972ء میں آئین پاس کرتے ہیں جس پر ہمارے دوست دستخط کرتے ہیں ، اس کے تحت اس ایوان میں ہم یہ حلف اٹھاتے ہیں کہ ہم اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وفادار رہیں گے - جناب والا ! حلف اٹھاتے ہوئے اس وقت انہیں تاسیسی دستاویز میں contradiction نظر نہیں آئی کہ اس تاسیسی دستاویز میں جمہورت کا لفظ استعمال ہوا ہے - اسلامی جمہوریت کا لفظ استعمال نہیں ہوا - لیکن ہم ایوان میں حلف اٹھانے کے لئے اسلامی جمہوریت کا نام لیتے ہیں - تو ہمیں کیوں سوشلزم کے ساتھ contradiction نظر آتی ہے - جناب والا ! ہمیں اس میں contradiction نظر نہیں آتی ہے - میں سمجھتا ہوں کہ آج پاکستان پیپلز پارٹی تاریخ کے رخ اور تاریخ کے دھارے کی طرف جا رہی ہے - اور یہ بجٹ ، میں تھوڑی دیر میں آپ کو تفصیل بتانے کی کوشش کروں گا کہ یہ بجٹ کس طرح صحیح پیپلز بجٹ ہے اور کس طرح یہ ان اقدار کی طرف لے جا رہا ہے جن کا پیپلز پارٹی نے اپنے منشور میں ذکر کیا ہے - لیکن آج پاکستان پیپلز پارٹی کی مخالفت کیوں ہو رہی ہے ؟ اس لئے مخالفت ہو رہی ہے کہ ان کی ذاتی اغراض پوری نہیں ہوتیں - وہ کبھی پریس ٹرسٹ کا ذکر کرتے ہیں کہ پریس ٹرسٹ کا تاسیسی دستاویز میں ذکر گیا گیا تھا کہ یہ توڑ دیا جائے - جناب والا ! اس کے ساتھ ساتھ کہتے ہیں کہ ڈی - پی - آر کو بھی ختم کر دیا جائے - ہم نے 1967ء میں جب منشور منظور کیا تھا اس وقت ملک کے حالات کیا تھے ؟ اس ملک میں وہ قوتیں اتنی تیزی کے ساتھ ابھری ہوئیں تھیں ، اتنی تیزی کے ساتھ جد و جہد کر رہی تھیں ، اتنی مستحکم تھیں ، جو صورت حال پیدا ہوئی ، یہاں تک کہ عوام دشمن لوگوں نے اس ملک کو توڑنے کی کوشش کی - اس ملک میں ایسی قوتیں ابھریں جو پاکستان کے نظریے پر یقین نہ رکھتی تھیں - جو پاکستان کو قائم رکھنا نہ چاہتی تھیں - لیکن آپ نے دیکھا کہ ہمارے چار سالہ دور کے اندر اندر پاکستان ترقی کی منازل کی طرف جا رہا ہے - جناب والا ! کیوں ؟ آپ دنیا کو دیکھیں - مختلف مفکرین اس بات کو مانتے ہیں - انہیں یقین تھا کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے جو منشور دیا تھا اس پر یہ جماعت اب عمل کرنے کے قابل ہی نہیں کیونکہ اس ملک کا آدھا حصہ ٹوٹ گیا تھا - لیکن اس کے باوجود اپنے چار سالوں میں پاکستان پیپلز پارٹی نے اپنے منشور کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی ہے - جناب والا ! اس عملی جامے کی ایک صورت

اس بجٹ میں دیکھئے ۔ آپ کو سب سے زیادہ دو باتوں پر emphasis نظر آتا ہے ۔ ایک تعلیم پر اور دوسرا زراعت پر ۔ زراعت پر emphasis ایگریکلچرل اکالومی کا ایک لازمی جز ہے ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے اس اہم ترین ضرورت پر سب سے زیادہ توجہ دی ہے ۔ آپ نے اخبارات میں پڑھا ہو گا کہ ایک سال کے اندر اندر پندرہ ہزار ٹریکٹر اس ملک میں درآمد کئے جا رہے ہیں ۔ یہ تجربات ہم نے کیوں کئے ؟ ہم ہیوی انڈسٹریز پر بھی توجہ دے سکتے تھے ۔ لیکن چین جو ایشیا کے اندر انقلابی قوت کے ساتھ ابھرا ، اس نے اپنے تجربات ہمیں بتائے ۔ جب چین میں سوشلسٹ معیشت رائج کرنے کی کوشش کی گئی تھی ، تو انہوں نے سب سے زیادہ emphasis ہیوی انڈسٹری پر دیا تھا ۔ لیکن انہوں نے بعد میں محسوس کیا کہ ہیوی انڈسٹری کی بجائے زراعت پر emphasis ہونا چاہئے تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آج آپ دیکھیں کہ زراعت پر سب سے زیادہ emphasis ہے ۔ کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ ملک کے اندر جو ہیوی انڈسٹری ہے ، اس کے ساتھ ساتھ سب سے زیادہ emphasis ایگریکلچرل اکالومی پر ہونا چاہئے ۔ یہ بجٹ اس کی نشان دہی اور عکاسی کرتا ہے کہ ہم اس ملک کو صحیح راستے ، صحیح لائنوں پر لے جا رہے ہیں ۔ جناب والا ! تعلیم کا جو خرچ ہو رہا ہے ، اس کی مثال بھی آپ دیکھئے ۔ اس وقت حکومت پنجاب کے ریونیو کے جتنے sources ہیں ، ان کو زیادہ تعلیم پر خرچ کیا جا رہا ہے ۔ کیونکہ یہ ایک چھوٹا اور ترقی پذیر ملک ہے جو تعلیم اور زراعت کے بغیر صحیح لائنوں پر نہیں چل سکتا ۔ اسی وجہ سے ایک ملک جو اس بات میں یقین رکھتا ہو کہ اس ملک میں centrally planned economy ہونی چاہئے centrally planned economy کے تحت ہماری مرکزی حکومت کوشش کر رہی ہے کہ اس ملک کو ان منازل کی طرف لے جایا جائے جہاں پیپلز اکالومی ، عوام کی معیشت ، سوشلزم آگے ابھرے ۔ اس طرف حکومت کوشش کرتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ صوبے اپنی جدوجہد کرتے ہیں ۔ اسی لئے جب کبھی بھی اس ایوان کے اندر ہم ایسے ریزولیوشنز پاس کرتے ہیں جس میں کہا جاتا ہے ۔ مثلاً کوآپریٹوز کے بارے میں ہم نے ایک ریزولیوشن پاس کیا ۔ اس کے ساتھ ہی بیج کی بچتری کے لئے سیڈ کارپوریشن کا ریزولیوشن پاس کیا تو ہمارے بعض دوست اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شاید ہم صوبائی خود مختاری کی کچھ

چیزیں مرکز کو دے رہے ہیں ۔ لیکن نہیں ۔ اگر وہ سوشلسٹ معیشت میں یقین رکھتے ہیں تو سوشلسٹ معیشت کی بنیادی بات یہ ہے کہ وہاں پر ایک centrally planned economy ہونی چاہئے ۔ کوئی ملک جو سوشلسٹ معیشت پر یقین رکھتا ہے وہ centrally planned معیشت کے بغیر نہیں چل سکتا ۔ اس لئے اس ایوان میں ہم کئی دفعہ ریزولیوشن پاس کر کے اس centrally planned economy کو مستحکم کر رہے ہیں ۔ آپ دیکھیں گے کہ centrally planned economy کے تحت اس ملک میں ہیوی انڈسٹریز ، لیوکلیر انرجی اور اس کے ساتھ ساتھ سٹیل ملز پر بے شمار روپیہ خرچ ہو رہا ہے ۔ لیکن صوبے اپنے ملک میں چھوٹی صنعتوں کو ابھار رہے ہیں ۔ چھوٹی صنعتوں نے اس ملک میں اب اتنی ترقی حاصل کی ہے کہ آپ دیکھیں کہ ستر کروڑ روپے کی carpets تقریباً تقریباً ایک سال میں ہو گئی ہیں ۔ اور چھوٹی صنعتوں کو یہ ترقی پیپلز گورنمنٹ کے چار سال کے دور میں ملی ہے ۔ آپ دیکھیں کہ ہیوی انڈسٹری اور سمال انڈسٹری کے درمیان ایک gap آتا ہے ، وہ اس وقت آتا ہے جس وقت ہیوی انڈسٹری نیشنلائز کر لی جاتی ہے ۔ نیشنلائز کرنے کے بعد چھوٹی اور بڑی صنعتوں کے درمیان ایک گیپ کو سوشلسٹ معیشت کے اندر کوآپریٹیو کے ذریعے پر کیا جاتا ہے کہ وہاں جہاں پر درمیانے درجے کی صنعتیں ہیں ان کو کس طرح سے لگایا جا سکتا ہے ۔ آپ نے درمیانے درجے کی صنعتوں کو لگانے کے لیے دیکھا ہوگا کہ اب مرکز کی طرف سے کوآپریٹیو موومنٹ کو تیز کیا جا رہا ہے اور صوبہ اس کے ساتھ ساتھ چل رہا ہے ۔ اور مجھے یقین ہے کہ ہم انشاءاللہ اس ملک کے اندر تمام گیپس جو مختلف انڈسٹریز میں ہیں ہم ان کو اپنی اس centrally planned economy کے تحت پورا کریں گے اور چھوٹی صنعتوں اور بڑی صنعتوں کے درمیان اس گیپ کو ہم کوآپریٹیو کے ذریعے پورا کریں گے ۔

جناب والا ۔ مجھے پتہ ہے کہ جس وقت ہم انقلاب کی بات کرتے ہیں ۔ تو مجھے یہ پتہ ہے کہ انقلاب دنیا کے مختلف ملکوں میں اس طرح نہیں آسکتا جس طرح ہمارے بعض دوست جن پر مجھے افسوس بھی آتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ شاید انقلاب راتوں رات آ جاتا ہے ۔ جنوبی ایشیاء کے ملکوں میں یہ بات تسلیم کی گئی ہے کہ انقلاب دو سٹیجوں میں آتا ہے ۔ جنوبی ایشیاء کے ملکوں میں سوشلسٹ انقلاب ایک سٹیج میں کبھی نہیں آتا وہ دو سٹیجوں

میں آتا ہے ۔ ان ممالک کی تمام کی تمام انقلابی پارٹیاں اس پر یقین رکھتی ہیں کہ انقلاب دو سٹیجوں میں آتا ہے۔ پہلی سٹیج میں سامراج سے نجات اور جاگیردار سے چھٹکارا ۔ جس میں محنت کش ، کسان non bourgeois petty bourgeois کے اشتراک سے یہ سٹیج حاصل کی جاتی ہے اور آپ نے دیکھا ہوگا کہ انقلاب کی اس سٹیج کو ہم نے تقریباً تقریباً پورا کر لیا ہے ۔ اور اب دوسری منزل کی طرف جانے کے لیے ہمیں اپنی تیاری کرنا ہوگی ۔ اس کے لیے جدوجہد کرنا ہوگی اس کے لیے ہمیں اپنے آپ کو تیار کرنا ہوگا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اسلام کی صحیح روح ہوگی جہاں سے اسلامی نظام کی طرف اپنے آپ کو لے جائیں گے ۔ جہاں یہ کہا گیا ہے کہ لا سے الا کی طرف جانے کے لیے ہمیں جدوجہد کرنے کے لیے اپنے آپ کو تیار کرنا ہے ۔ لیکن ابھی ہمیں پہلی سٹیج کے نتائج کو پورے طور پر مستحکم کرنا ہے ۔ اس کے لیے جدوجہد کرنا ہے تاکہ ہم دوسری سٹیج پر آسانی کے ساتھ جا سکیں ۔

جناب والا ۔ کبھی کبھی یہ بھی شبہ کیا جاتا ہے کہ تاریخ کی وسعتوں میں سائنٹیفک تجربات نہیں کیے جا سکتے ۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج پاکستان پیپلز پارٹی صحیح طور پر جس طرح میں نے پہلے عرض کیا ہے main stream of history کی طرف لے جا رہی ہے اور پاکستان کے عوام اس کے لئے تیار ہو رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ علامہ اقبال نے ایک مصرعے میں کہا تھا کہ

موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

کہ main stream of history کیا ہے جو لوگ ہم سے ہٹ کر آج ہمارے مخالف بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں یہ انقلاب کے راستے میں خس و خاشاک کی طرح بہہ جائیں گے اور تاریخ کبھی ان کو یاد نہیں کرے گی ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

آپ دیکھیں گے پاکستان پیپلز پارٹی تاریخ کے اس راستے پر صحیح طور پر گامزن ہے اور جو لوگ اس طرف بیٹھے ہوئے ہیں کبھی یہ کہتے ہیں کہ اس ملک میں جمہوریت نہیں ہے اور میرے دوست سید تابش الوری صاحب روز ہمیں طعنہ دیتے ہیں کہ یوم حساب آئے گا ۔ آپ کو پھانسی پر لٹکایا جائے گا ۔ لیکن میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ یوم حساب آئے گا اور اس طرح

کے رجعت پسند طبقے کو جو آج تاریخ کے اس دھارے کے ساتھ نہیں چل رہے وہ پھانسی کے تختے پر لٹکائے جائیں گے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

کیونکہ انقلاب کے راستے میں انقلاب کے دشمن کون لوگ ہیں ۔ وہ ہیں جو انقلاب کے راستے کو روک رہے ہیں وہ ان اصلاحات کی مخالفت کر رہے ہیں جو اصلاحات اس ملک کے اندر غریب عوام کے لئے اونچ نیچ کو ختم کرنے کے لئے اس ملک کے اندر غربت اور افلاس کو ختم کرنے کے لئے کی جا رہی ہیں ۔ لیکن یہ اس کی مخالفت کرتے ہیں ۔ اس میں میرے دوست راجہ منور احمد پریس ٹرسٹ کی بات کرتے ہیں ان کو آزادی صحافت نظر نہیں آتی ۔ میرے دوست اعتزاز صاحب کہتے ہیں کہ ہم نے آزادی صحافت کے لئے کسی اخبار کو بند نہیں کیا ۔ ٹھیک ہے اخبارات کو بند نہیں کیا گیا ۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ اخبارات وہ آزادی صحافت کے نام نہاد علم بردار جو عوام کی قوتوں کو آج روکنا چاہتے ہیں جو عوام کے اس بڑھنے والے ہاتھ کو روکنا چاہتے ہیں ان کا حساب عوام لیں گے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

عوام دیکھیں گے کہ کس طرح ان سرمایہ داروں کے ایجنٹوں نے پاکستان میں ابھرنے والی ترقی پسند اور غریبت و افلاس کو ختم کرنے والی جو تحریکیں ہیں ان کی مخالفت کی تھی تو اس کا حساب عوام لیں گے ۔ اور ان سے لیں گے ہمیں اس سے ڈرانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ اور وہ انقلاب ، وہ راستہ وہ منزل زیادہ دور نہیں ہے وقت کے ساتھ ساتھ فیصلے ہوتے چلے جائیں گے کہ تاریخ میں کون سچا تھا کون جھوٹا ہے کون غلط ہے ۔ جناب والا ۔ میں ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کو پھر مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے وہ بجٹ پیش کیا ہے جو عوام کی ضروریات کے مطابق پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور کے ساتھ ساتھ چلتا ہے اور جناب والا ۔ میں پھر ایک بات کہوں گا کہ قوم اور عوام نے پاکستان پیپلز پارٹی اور اس کے سربراہ پر جو ذمہ داری عاید کی ہے ہم انشاء اللہ اس سے کبھی پیچھے نہیں ہٹیں گے ۔ بہت بہت شکریہ ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسئلہ استحقاق

مسٹر سپیکر : منظور حسین جنجوعہ اور اس سے پہلے کہ آپ تقریر کریں ایک تحریک استحقاق جناب سید تابش الوری صاحب کی ہے اور ۔ میں صبح وزیر قانون صاحب کے نوٹس میں بھی لایا تھا تو پہلے اس کو لے لیا جائے ۔ ایک اور تحریک استحقاق نوازش علی خان صاحب کی طرف سے ہے وہ آج موجود نہیں ہیں اس لئے اسے کل لیا جائے گا ۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ بابت 1975

سید تابش الوری : جناب والا ۔ حالیہ خاص معاملے پر بحث کرنے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی معاملہ یہ ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے آئین کے آرٹیکل (4) 230 کے بموجب اپنی عبوری سالانہ رپورٹ فروری 1975ء میں مرتب کر کے ملک بھر کے قانون ساز اداروں کو جن میں صوبائی اسمبلی پنجاب بھی شامل ہے ، ارسال کر دی تھی جسے دستور کے مطابق چھ ماہ کے اندر اندر لازماً ایوان میں پیش کیا جانا چاہیے تھا ۔ لیکن پندرہ ماہ گزرنے کے باوجود ابھی تک اسے ایوان میں پیش نہیں کیا گیا ۔ میں نے اس بارے میں تحریک استحقاق نمبر 24 نومبر ۔ دسمبر 1975ء کے سیشن میں پیش کی جسے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا گیا ۔ جہاں جناب وزیر قانون و پارلیمانی امور نے یقین دلایا کہ اس رپورٹ کے متعلق انہیں بروقت نہیں بتایا گیا اس لئے اب اسے بہت جلد پیش کر دیا جائے گا ۔ اس کے بعد 16 مارچ 1976ء سے 20 اپریل 1976ء تک اجلاس منعقد ہوا اور اب دوسرا اجلاس یکم جون 1976ء سے منعقد ہو رہا ہے ۔ لیکن اس یقین دہانی پر ابھی تک عمل درآمد نہیں کیا گیا ۔ جس کے باعث ارکان صوبائی اسمبلی اسلامی نظریاتی کونسل کی اہم تحقیقی رپورٹ پر غور کرنے سے محروم رہے ہیں اور اس طرح ان کا انفرادی و اجتماعی دستوری استحقاق پامال ہوا ہے ۔ جناب والا ۔ اس کے علاوہ میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کافی واضح ہے لیکن اگر آپ

اس پر مزید کچھ کہنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن یہ کافی واضح ہے۔

سید تابش الوری : جناب والا ۔ میں صرف دو جملے کہنا چاہتا ہوں کہ اسلامی نظریاتی کونسل کا قیام ان سفارشات و تدابیر کے لئے عمل میں لایا گیا ہے جس کے ذریعے مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو اسلامی طرز حیات کے مطابق ڈھالنا ہے ۔ اور قرآن و سنہ کی روشنی میں اسلامی نظریات اور مقتضیات کو عملی طور پر روبہ عمل لانے کی منصوبہ بندی کرنا ہے اور ایسے ایسا معاشرہ بنانا ہے کہ وہ قرآن وسنت سے متصادم قوانین کے خلاف اپنی آرا پیش کر سکے ۔ اور ایسی سفارشات کر سکے جن کے ذریعے موجودہ غیر اسلامی قوانین کو اسلام اور قانون و سنہ کے مطابق بنایا جا سکے ۔ اس سلسلے میں جناب والا ۔ انہوں نے اپنی عبوری رپورٹ میں بعض اہم سفارشات کی ہیں جنہیں مختلف اسمبلیوں میں پیش کر دیا گیا ہے ۔ ہمارے ہاں پندرہ ماہ سے یہ رپورٹ آپ کے پاس موجود ہے لیکن میں نہیں سمجھ سکا کہ کن وجوہ کے پیش نظر اس رپورٹ کو ایوان میں نہ صرف یہ کہ پیش نہیں کیا گیا بلکہ اس پر غور کرنے کا جو اہم فریضہ ہے اس سے بھی ہمیں محروم رکھا گیا ہے ۔ حالانکہ سینٹ میں یہ رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔ پچھلے اجلاس میں جناب وزیر قانون نے اور ان کی طرف سے محکمے نے یہ مضحکہ خیز موقف اختیار کیا تھا کہ اس رپورٹ کو اس لئے پیش نہیں کیا گیا کہ صوبائی رابطہ کمیٹی اس بات کے لئے ابھی انتظار کر رہی ہے کہ مختلف صوبے اپنی آرا دے دیں تب اس کو پیش کیا جائے گا ۔ میں نہیں سمجھ سکا کہ جب تک یہ رپورٹ اسمبلیوں میں پیش نہ ہو تو صوبے اپنی آرا کا کس طرح سے اظہار کر سکتے ہیں ۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری موجودہ حکومت جہاں اور دستوری تقاضوں کی تکمیل سے انحراف کر رہی ہے اور اس سلسلے میں اپنے بنیادی فرائض کو ادا کرنے میں ناکام رہی ہے اسی طرح سے اس حکومت کی طرف سے رپورٹ کو پیش کرنے میں بھی اور عمل کرنے میں بھی اس نے انتہائی کوتاہی کا ارتکاب کیا ہے ۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس اہم مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! میں اس سلسلے میں سید تابش الوری صاحب سے گفتگو کر چکا تھا اور میں نہیں سمجھا تھا کہ وہ اس کے بعد بھی اپنے

خیالات کا اظہار فرمائیں گے ۔ لیکن بہرحال انہوں نے مناسب جانی سمجھا کہ آئینی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ہمیں یاد دہانی کرائیں تو اس سلسلے میں جو آئینی تقاضے ہیں ان کو اسمبلی کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اور اس سیشن کے ختم ہونے سے پہلے پہلے رپورٹ اس ایوان میں پیش کر دی جائے گی اور میں نے تو اپنی تقاریر جو اس ایوان سے باہر کی ہیں کہا ہے کہ اس رپورٹ کو اسی سیشن کے اندر پیش کر دیا جائے گا ۔

سید تابش الوری : جناب والا ۔ یہ یقین دہانی مجلس استحقاق میں بھی کی گئی تھی اور ایک پورا اجلاس گزرنے کے باوجود بھی اس پر عمل نہیں ہوا اس لئے مجھے یہ ضرورت پیش آئی کہ میں ایک تحریک پیش کر کے ایک دفعہ پھر ان کے حافظہ میں ان کی یقین دہانی کو تازہ کر دوں ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب میں چاہے آپ کو نہیں بتانا چاہتا تھا ، کیوں کہ میں یہ چاہتا تھا کہ آپ بھی چاہے اپنی بات کہہ لیں اور فاضل وزیر قانون صاحب بھی اپنی بات کہہ لیں ، پوزیشن یہ ہے کہ وزیر قانون کی طرف سے پہلے باقاعدہ یہ تحریک آ چکی ہے کہ اسے ایوان میں پیش کرنا چاہئے ۔ لیکن چونکہ یہ بجٹ اجلاس ہے اور اس میں کوئی دوسری کارروائی نہیں کی جا سکتی ۔

سید تابش الوری : جناب والا ۔ اس یقین دہانی کے پیش نظر کہ یہ اسی اجلاس میں رپورٹ پیش کر دیں گے میں اس پر زور نہیں دیتا ۔ چونکہ میں یہ تحریک پھر کسی وقت پیش کر سکتا ہوں ۔

پنجاب کا میزانیہ بابت سال 1976-77

(بحیثیت مجموعی عام بحث) جاری

مسٹر منظور حسین جنجوعہ : جناب سپیکر ۔ یہ میزانیہ جو 1976-77ء کے ترقیاتی کاموں کے لئے وزیر خزانہ صاحب نے اس ایوان میں پیش کیا ہے ۔ میں انہیں دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : پانچ منٹ کے لئے وقت بڑھایا جاتا ہے ۔

مسٹر منظور حسین جنجوعہ : جناب والا ۔ مجھے اس بات پر بھی فخر ہے کہ یہ بجٹ جو ہمارے وزیر خزانہ نے اس صوبہ کی بہتری کے لئے پیش کیا ہے ۔ اس میں قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی عظیم قیادت کی ، ان کے تدبر کی اور ان کے پروگراموں کی عکاسی کرتا ہے ۔ جناب والا ۔ اس ایوان میں اس بجٹ کے سلسلہ میں مختلف قسم کی تقاریر ہوئی ہیں ۔ مختلف قسم کے مطالبات ہوئے ۔ اس سلسلہ میں جہاں جمہوریت پر تنقید کی گئی ہے وہاں پارٹی کے نظم و ضبط پر بھی باتیں کہی گئی ہیں اور اس کے علاوہ حکومت کی کارکردگی کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے ۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ممبران اسمبلی جو دوسری پارٹیوں سے تعلق رکھتے تھے یا وہ ممبران اسمبلی جو آزاد امیدوار کی حیثیت سے الیکشن لڑ کر اس ایوان میں آئے ہیں انہیں تو اس بات کا حق ہے کہ وہ اپنی ذاتی رائے یہاں قائم کریں اور اپنی ذاتی سوچ کے تحت اس ایوان میں اور اس صوبے کے لوگوں کو اس بات سے آگاہ کریں ۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جہاں تک پیپلز پارٹی کے ارکان کا تعلق ہے وہ قائد عوام جناب ذاولفقار علی بھٹو کی آواز پر ، ان کے نام پر اور ان کی تلوار کی بدولت اور ان کی پارٹی کی بدولت اس ایوان میں آئے ہیں ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ وہ اس بات کو ماننے کے لئے اخلاقی طور پر مجبور ہیں ۔ انہیں اخلاقی اقدار میں رہتے ہوئے یہ بات ماننا پڑتی ہے جو بات جناب قائد عوام کریں اور ہمیں اس کو ماننا چاہئے ۔ کیوں ؟ ہم نے لوگوں سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم ان کے سپاہی ہیں اور سپاہی ہمیشہ جنرلوں کے حکم کے تابع ہوتے ہیں تو اس صورت میں وہ حضرات جو صرف اور صرف قائد عوام کی بدولت منتخب ہوئے ہیں اور اب وہ جمہوریت کی باتیں کرتے ہیں ۔ انہوں نے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ اگر وہ آزاد امیدوار کی حیثیت سے الیکشن میں حصہ لیتے تو آیا وہ اس ایوان میں آتے ؟ اور آیا اگر وہ کسی دوسری پارٹی کی طرف سے حصہ لیتے تو اس ایوان میں بیٹھ سکتے ؟ یہ کبھی نہیں ہو سکتا اور اگر وہ چاہتے ہیں تو آج ہی استعفیٰ دے کر اپنے آپ کو ثابت کریں اور پھر پتہ چل جائے گا کہ لوگ ان کو مانتے ہیں یا قائد عوام کو مانتے ہیں ۔ کہنے کے لئے تو بہت بڑے مفکر بھی موجود تھے عرصہ ہوا لوگوں نے کہاں سے کمندیں توڑیں اور کہاں پر ڈالیں یہ باتیں ایسی ہوا کرتی ہیں جن سے حقیقت کوسوں دور ہوا کرتی ہے ۔ ہمیں ان باتوں کو چھوڑ کر ، اصلیت کی طرف آنا چاہئے اور ہمیں حقیقت کی جستجو کرنی چاہئے ۔ ہمیں

اپنے ملک سے اپنی قوم سے اپنے صوبہ کے جتنے قسم کے مسائل ہیں ان کے لئے کام کرنا چاہئے ۔ اس صورت میں یہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے قول اور فعل میں تضاد نہ ہو اور اگر ہمارے فعل اور قول میں تضاد ہوا تو وہ قوم وہ غریب لوگ وہ عوام جنہوں نے ہمیں ووٹ دئے جنہوں نے ہمارے مخالفین کو رد کیا ہے وہ ہمیں بھی رد کر دیں گے ۔ اس سے بچنے کے لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ان باتوں سے پرہیز کریں جو باتیں قومی نقصان میں ہیں اور وہ باتیں جو محض باتوں تک محدود رہتی ہیں ان باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے ۔ اس سلسلہ میں عرض کرتا ہوں کہ جہاں ہر فیلڈ میں اتنی بڑی اصلاحات ہوئی ہیں ، زندگی کے ہر دور میں اصلاحات ہوئی ہیں اور ہمیں اس غریب ملک کو دیکھتے ہوئے اس کے مسائل کو نظر میں رکھتے ہوئے ہمیں اپنی پالیسی کو ہمیں اپنی منصوبہ بندی کو اس طریقہ سے ڈھالنا پڑے گا کہ زیادہ سے زیادہ مفاد زیادہ سے زیادہ نتیجہ برآمد کر سکیں اور اس سلسلہ میں سب سے پہلے یہ کہوں گا کہ کام کرنے کے دو طریقے ہوا کرتے ہیں ۔ ایک یہ کہ کسی آدمی کے دل میں یہ سوچ پڑ جائے کہ اس نے یہ کام کرنا ہے تب اس کا خاکہ قائم کرے گا اور پھر اس کو کرنے کے لئے تیار ہو جائے گا اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس سے سختی سے کام لیا جائے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے ملک کی قوم کی سوچ ذاتی مفاد پرستی پر مبنی ہے ۔ ہمیں اس سے نکلنا پڑے گا اور جب تک ہم اس کے دائرہ کار سے نہیں نکلیں گے اس وقت تک یہ صوبہ یہ قوم ترقی نہیں کر سکتی اور اس کے لئے دو طریقے ہیں ۔ ایک تو یہ کہ ہمارا نظم و ضبط مضبوط ہونا چاہئے اور دوسرا یہ کہ ہمیں اس قسم کی ٹریننگ دی جائے اور ذہن میں یہ بات بٹھا دینی چاہئے کہ کاموں کو اولیت دی جائے ۔ اگر ملک مضبوط ہے تو اس میں رہنے والے بھی چاہے کالے ہوں چاہے گورے ہیں وہ مضبوط ہوں گے اور اس طرح انہیں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہو گی ۔ اس کے لئے صرف دو طریقے ہیں ایک طریقہ یہ ہے کہ ایجوکیشن سسٹم کو ہمیں تبدیل کرنا چاہئے ۔ جہاں کروڑوں روپیہ اور اربوں روپیہ خرچ کر رہے ہیں اس طریقہ کار کو اس طریقہ سے ڈھالا جائے جیسے ہمارے چند ایک کالج اس قسم کے ہیں جہاں سے بڑے سلجھے ہوئے اور اچھے شہری بن کر نکلتے ہیں وہاں کوئی وجہ نہیں ہے کہ اچھے شہری نہ بن سکیں ۔ اس قسم کی ٹریننگ ہونی چاہئے اس قسم کا ادارہ ہونا چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ بھی موجودہ ماحول سے ماں باپ سے علیحدہ ہو

کر پائیں تربیت حاصل کریں اور ان کو اسی ٹریننگ پر اسی نظریہ کا قائل کیا جائے کہ آپ کا نصب العین کیا ہے ۔ جب تک نیچے کی پود کی تربیت نہیں ہو گی وہ استحصال سے پاک نہیں ہو گی ۔ اس وقت تک ہمارے مسائل حل نہیں ہو سکتے ۔ دوسری بات زراعت کے سلسلہ میں ہے اگر ہم دو چیزیں تعلیم اور زراعت پانچ سال میں مکمل طور پر اس طریقہ سے ڈھال لیتے ہیں تو آئندہ ہمیں اس بات کی ضرورت نہیں رہتی کہ ہم زیادہ سے زیادہ اس پر خرچ کریں ۔ دوسری مدوں کو حل کرنے کے لئے ہمارے لئے بہت آسانی ہو سکتی ہے اور اس کے علاوہ صحت اور دوسری چیزیں جن کے لئے کافی پیسے کی ضرورت پڑتی ہے اگر ان کو اسی حد تک محدود رکھ دیا جائے کہ جہاں وہ ہمیں ان کی تکمیل ہوتی رہے بلکہ ان پر زیادہ خرچ نہ ہو ۔ ان دونو مدوں پر اتنا خرچ کیا جائے اتنی تقویت دی جائے ۔ اچھی منصوبہ بندی کی جائے ۔ کہ ان میں یہ صوبہ خود کفیل ہو ۔ میرے خیال میں آپ آئندہ چند سالوں میں دوسری چیزوں پر بھی بڑی آسانی سے عبور حاصل کر سکیں گے ۔ اس کے علاوہ چند ایک چیزیں جو کہ میں اپنے ضلع کی ترقیاتی سکیموں کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں ان میں یہ عرض کروں گا کہ پچھلی دفعہ یہاں اسمبلی میں ایک قرارداد پاس ہوئی جس میں راولپنڈی ضلع کی تینوں تحصیلوں کو پسماندہ قرار دیا جانا تھا اور اس کے لئے متفقہ طور پر سفارش کی گئی تھی ۔ اس کے بعد یہ ہوا کہ وہ اصولی طور پر ڈراپ ہو گئی ۔ کیوں کہ اس میں چوتھی تحصیل شامل نہیں تھی ۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہماری تینوں تحصیلیں بلکہ چاروں تحصیلیں سوائے اسلام آباد اور فیڈرل ایریا کے نہایت پسماندہ ہیں ۔ یہ چوتھا اور پانچواں سال ہو گیا ہے میں اس پر زور دے رہا ہوں کہ آپ ہماری ترقی کے لئے کچھ کریں ، ہمارے لوگوں کے احساسات اور جذبات کو نظر انداز نہ کریں ، ہمارا علاقہ ایسا ہے بلکہ میری تحصیل ایسی تحصیل ہے جس نے سب سے زیادہ کام کیا ہے ۔ میری تحصیل میں دو نشان حیدر ہیں ۔ لڑائی کے لئے اپنی جان دینے کے لئے ، ملک کی حفاظت کے لئے ہم سب سے چلے ہیں ، بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ صف اول میں لڑیں تا کہ ہمارا نام نکلے ، ہمیں حکومت اور قوم کی طرف سے تمغے ملیں ۔ تو کیا وجہ ہے کہ ہمیں دوسرے شعبوں میں اپنی ضرورت اور آبادی کے مطابق حصہ نہ دیا جائے ۔ اس سلسلہ میں آپ دیکھیں کہ 74-1973ء میں جہلم کو 80 لاکھ تین ہزار روپیہ دیا گیا اور اس کے ساتھ راولپنڈی کو 29 لاکھ 82 ہزار روپے

دئے گئے ۔ یہ جناب والا ۔ کتنا بڑا فرق ہے ۔ چھوٹی چھوٹی سکیموں کے لئے ، میں پیلز ورکس پروگرام کی بات کر رہا ہوں ، یہ چھوٹی سکیموں کے لئے ہے ۔ وہ تو بارڈر کے ساتھ ہیں ۔ ایک طرح کا رہنا سہنا ، ایک طرح کا ماحول ، ایک طرح کا اٹھنا بیٹھنا ۔ یہ فرق ہم کس طرح سے دور کر سکتے ہیں ، اب 75-1974ء میں جہلم کو ایک کروڑ 5 لاکھ اور راولپنڈی کو 74 لاکھ دئے گئے اس طرح ہم لوگوں کو کیا منہ دکھائیں گے اور انہیں کیا کہیں گے کہ ہم نے کیا کیا ۔ میں جناب والا ۔ گزارش کروں گا کہ جہاں دوسرے کاموں میں دلچسپی لی ہے ۔ جہاں تحصیل کے کافی کام پایہ تکمیل کو پہنچے ہیں وہاں یہ تھوڑی سی کمی بھی دور کر دیں ۔

شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : ہاؤس کی کارروائی آج شام 5 بجے تک ملتوی کی جاتی ہے جو فاضل اراکین اس موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہیں ان کے لئے سنہری موقعہ ہے ۔

The House is adjourned and it shall reassemble at 5 P.M. to day.

شام کی نشست

پنجاب کا میزانیہ بابت سال 1976-77

(بحیثیت مجموعی عام بحث) جاری

(اجلاس ساڑھے پانچ بجے شام زیر صدارت جناب سپیکر صاحب منعقد ہوا ہے ۔)

مسٹر سپیکر : نواب احمد بخش تھیم ۔

نواب احمد بخش تھیم : جناب سپیکر ۔ بجٹ پر سیر حاصل تبصرہ ہو چکا ہے ۔ لیکن اس میں مساوات بھی کا خیال نہیں رکھا گیا ۔ میری تحصیل کبیروالہ ایک لرق یافتہ تحصیل ہے ۔ اس لئے میں اسے پسماندہ نہیں کہوں گا ۔ اس نے پیہم زراعت میں بہت جد و جہد کی اور جناب والا ۔ جانتے ہیں کہ کبیروالا کے خربوزے عام طور پر بہت مشہور ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آموں کا تو پتہ ہے لیکن خربوزوں کا پتہ نہیں ہے ۔

نواب احمد بخش لھیم : لیکن اس تحصیل کو نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔ ایک سڑک کے لئے صرف 5 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں اور جب سے عوامی حکومت برسر اقتدار آئی ہے ہیلتھ والوں نے بھی کوئی کام نہیں کیا ۔ ہمارے ہیلتھ سیکریٹری ایک فرشتہ سیرت اور باریش آدمی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ بیان نا مناسب ہے ۔

نواب احمد بخش لھیم : جناب والا ۔ یہاں دو ہسپتال ہیں لیکن ان میں سے ایک کسی اور تحصیل کو دے دیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ محکمہ اوقاف کی زمین پڑی ہے کبیروالا تحصیل میں کوئی لڑکیوں کا کالج نہیں ہے ۔ اس محکمے کے وزیر صاحبان آئے حاکمین صاحب بھی آئے وہ بھی اللہ کو پیارے ہو گئے ۔

ایک آواز : کیا اللہ کو پیارے درست ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ یہاں سیاسی زبان میں بات کر رہے ہیں ۔

نواب احمد بخش لھیم : جناب والا ۔ میونسپل کمیٹی کو یہ زمین قیمتاً دے دی جائے ۔ یہ زمین یہیں کالج کے لئے چاہئے ۔ حافظ شیرازی کا شعر ہے ۔

مے حرام است بجز مال اوقاف

شراب حرام ہے لیکن مال اوقاف سے پھر بھی بہتر ہے ۔ اوقاف والے کہتے ہیں کہ یہ مال حرام ہے لیکن وہ آپ کیوں کھاتے ہیں وہ ہمیں نہیں دے رہے ۔ کبیر والا ٹاؤن کمیٹی اس زمین کو لیز پر لینے کے لئے تیار ہے اگر وہ زمین لیز پر مل جائے ۔ ہماری بچیوں کے لئے کالج بن جائے گا ۔ تمام تحصیل کی بچیاں خانیوال یا ملتان جاتی ہیں ۔ وہاں ایک نہر ہے اسے سو سال بنے ہوئے ہو گئے ہیں اس نہر کے پلر موجود ہیں لیکن اس کے اوپر چھت نہیں ہے لوگ پھٹے ڈال کر آتے جاتے ہیں ہر سال اس میں 20/15 بچے ڈوب جاتے ہیں ۔ لیکن نہر والے کوئی کام نہیں کرتے اور اس حکومت نے بھی کوئی کام نہیں کیا جس سڑک کا میں نے ذکر کیا ہے یہ کوئی دس میل کا ٹکڑا ہے اگر اس کو اسی

سال تیار کر لیا جائے اور چناب پر گشتیوں کا پل بنا دیا جائے جیسے چیچہ وطنی میں کیا گیا ہے تو تونسہ بیراج سے میانوالی جانے کے لئے 60 میل کا راستہ شارٹ ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کبیر والا میں ایک پلاٹ پڑا ہوا ہے یہ کوئی 60 ایکڑ کا پلاٹ ہے وہ اونے پونے لیز پر دیا جاتا ہے اور وہ پیسہ لوگ کھا پی جاتے ہیں۔ یہ ٹکڑا ٹاؤن کمیٹی کو دے دیا جائے۔ تاکہ وہاں غلہ منڈی بن سکے۔ اس کے علاوہ بہت کام ہو سکتے ہیں۔ جناب وزیر اعظم جب ملتان تشریف لے گئے تھے۔ میں نے ان سے بھی گذارش کی تھی ہماری ایک سڑک ہے اسے لکی سکھ سیدہ کہتے ہیں یہ 22 میل کا ٹکڑا ہے یہ دو ضلعوں اور تین تحصیلوں کو ملاتی ہے۔ وہاں گورنر صاحب بھی تھے چیف منسٹر صاحب بھی تھے انہوں نے وعدہ فرمایا تھا لیکن بعد میں اس پر عمل نہیں ہوا ہے۔ جناب والا۔ کبیر والا خانیوال سے اس طرح ہے جیسے لاہور سے شیخوپورہ یا گوجرانوالہ۔ میری تحصیل میں کوئی ٹیکسٹائل مل نہیں ہے یہ چیزیں میں نے وہاں بھی عرض کی تھیں۔ اور اس کو اصولی طور پر مان بھی لیا گیا تھا مگر موجودہ اے ڈی پی میں اور جگہوں کو نوازا گیا ہے لیکن میری تحصیل کا خیال نہیں کیا گیا۔ جناب والا۔ میں نے عرض کیا تھا کہ ہم نے زراعت میں بہت ترقی کی ہے اور اس میں بہت جد و جہد کی ہے بجائے اس کے کہ اس کی حوصلہ افزائی ہوتی جیسے کہتے ہیں:

مکتب عشق کا دیکھا ہے نرالہ دستور
اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

جو لوگ پسماندگی کا رونا روتے ہیں انہیں تو سب کچھ مل گیا ہے لیکن جو محنت کرتے رہے ان کو کچھ نہیں ملا۔ ان گذارشات کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر: سردار محمد عاشق۔ مرزا طاہر بیگ۔ صوفی نذر محمد۔ الحاج شیخ اسلام الدین۔ چوہدری عبدالغنی۔ ڈاکٹر محمد صادق ملہی۔

ڈاکٹر محمد صادق ملہی: جناب سپیکر۔ آج کئی روز سے 1976-77 کا۔ بجٹ زیر بحث ہے کہ اور اس پر مختلف تقاریر ہوئی ہیں۔ اور ہمارے ساتھی حاکمین صاحب نے بڑی زور دار تقریر کی ہے ملک قیوم صاحب نے بڑی اچھی تقریر کی ہے۔ ان تقاریر کے بعد ضرورت نہیں کہ تقریر کی جائے لیکن چونکہ بہت

سے علاقائی مسائل ہوتے ہیں ان کی طرف توجہ دلانی ضروری ہے ۔ جناب سپیکر ۔ ان کو چھوڑنے سے پہلے ایک دو باتیں عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں ۔ آج 76-1975 کے بجٹ کی تقریر اور اس وقت کے وزیر خزانہ رانے صاحب نے ان الفاظ سے شروع کی تھی ۔ وہ لئے سال کا بجٹ پیش کرتے ہوئے ۔ میں ایک لئے وقت کی گجر سن رہا ہوں ۔ پچھلے برس میں صبح صادق اور صبح کاذب کے سنگھم پر کھڑا امید کی کرن تلاش کر رہا تھا اب رات کا یہ نوا مسافر صبح امید تک آ پہنچا ہے یہ شکر کا لمحہ ہے سو خدا کا شکر ہے ۔ لیکن خدا کے بندوں کا شکریہ بھی لازم ہے سو خدا کے بندے اور اپنے قائد ذوالفقار علی بھٹو کا بھی شکریہ جس نے قوم کا مقدر بدل دیا ۔ ہم نے اسے اس وقت پکارا جب ہم منجدھار میں پہنچ چکے تھے اور ہمارے بادبانوں کی دھجیاں بکھر چکی تھیں ۔ اس لمحے صرف اسی کا عزم اور اسی کا حوصلہ زندہ تھا اسی نے یہ اعتماد بخشا تھا کہ ہمارا انجام شکست نہیں فتح ہے اور یہ مقام سجود نہیں قیام کا وقت ہے ۔

جناب سپیکر ۔ یہ تھے وہ جذبات جو اس وقت کے فنانس منسٹر اور چیف منسٹر نے جس نے اپنے آٹھ یا دس برسوں کا نچوڑ بیان کیا تھا وہ اعتماد یہ تھا وہ یقین جو اس وقت جب بجٹ پیش کر رہے تھے اپنی رائے کا اظہار کیا تھا ۔ خدا جانے کیا ہوا کچھ سیاسی ضروریات کے تحت ایک دو ماہ کے بعد اقتدار سے جب علیحدہ ہوئے اور جناب رانے صاحب منسٹر ہاؤس سے پنجاب ہاؤس میں منتقل ہو گئے ۔ میری ایک ذاتی ملاقات میں انہوں نے کہا ۔ کہ اب ساتھیوں کو آگے لائحہ عمل تیار کرنا چاہئے تو میں نے التجا کی کہ حکم کریں ہم ویسے کریں گے ۔ تو انہوں نے یہ حکم دیا کہ ہم پیپلز پارٹی میں رہ کر قائد عوام کی قیادت میں کرنٹ ان سے لیں گے ، طاقت ان سے حاصل کریں گے ۔ لیکن مصطفیٰ کھر کی مخالفت کریں گے ۔ جس نے پنجاب میں ایک غنڈہ گردی کا دور چلایا تھا ۔ اس کے بعد کیا ہوا کہ جناب رانے مصطفیٰ کھر سے سبقت لینے کے لئے ملتان گئے ۔ باتوں باتوں میں انہوں نے یہ بات کی کہ میں انقلاب کی بات کرنے والا ہوں ۔ تو اس سے قبل کہ وہ کہتے ، مجھے انہوں نے تقریر کے لئے کہا ۔ میں نے انہیں آڑے ہاتھوں لیا کہ جناب ، وہ کون سا انقلاب ہے جو آپ چاہتے ہیں ۔ آپ نے یہ چوتھا بجٹ پیش کیا ۔ آپ وزیر خزانہ رہے ہیں ۔ آپ نے دیکھا ہے ۔ آپ کے ہاتھوں یہ بجٹ بنے ہیں کہ کس طرح ہم نے ، جیسا کہ انہوں نے آخری وقت میں کہا ، شہر کی

گلیوں کی طرف سے خزانے کے منہ دیہات کے نشیب کی طرف موڑ دیے ہیں ۔ یہ بجٹ کی بنیادی منصوبہ بندی تھی جس کے تحت ہمارے چاروں بجٹ پیش ہوئے ۔ یہ انقلاب نہیں تو اور کیا تھا ؟ اس سے قبل کیا ہوتا تھا ؟ اس کے بالکل برعکس ہوتا تھا ۔ ہم تو اسے انقلاب کا نام دیتے ہیں کہ عوام یہاں کی بیوروکریسی ہو ۔ تو وہ کون سا انقلاب ہیں ؟ کیا آپ خون خرابہ دیکھنا چاہتے ہیں ؟ تو وہ مجھ سے کچھ ناراض ہوئے کہ آپ نے یہ بات کیوں کہی ۔ ملتان سے واپسی پر ان کی جناب غلام مصطفےٰ کھر سے صلح ہوئی اور انہوں نے کھر رامے چار اصول بنائے ۔ وہ بھی تھوڑے دن نہ چل سکے تو انہوں نے ایک قلابازی اور کھائی ۔ وہ تھی مسلم لیگ میں شمولیت ، اور اس میں چیف آرگنائزر بن بیٹھے ۔

مسٹر سپیکر : ہسٹری کی بجائے بجٹ پر آئیے ناں ۔

ڈاکٹر محمد صادق ملہی : جناب ! میں بجٹ پر آ رہا ہوں ۔ لیکن یہ حقائق تھے ۔ ایک دفعہ انہوں نے اس بات کا بھی اظہار کیا کہ ہم مسلم لیگ کو بھی سوشلسٹ جماعت بنا دیں گے ۔ میں رامے سے کہنا چاہتا ہوں ۔ ۔

مسٹر رؤف طاہر : تو جا کر رامے صاحب سے کہہ آئیں ۔ وہ تو جیل میں ہیں ۔ آپ اس طرف چالیں ۔

ڈاکٹر محمد صادق ملہی : آپ میری بات ان تک پہنچا دیں ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ سچ سچ ہے چاہے موافقت میں ہو چاہے مخالفت میں ۔ فتح سچ کی ہوگی ۔ اور ان کی اس قلابازی سے فائدہ یہ ہوا کہ مسلم لیگ کے ہزاروں ورکر جوق در جوق پیپلز پارٹی میں شامل ہونے شروع ہو گئے ۔ کل برسوں یہ بھی صدا بلند ہوئی کہ جناب کھر پنجاب کے عوام کے دلوں پر راج کرتے ہیں ۔ میں اس ہاؤس میں واضح کر دینا چاہتا ہوں (مداخلت) چڑیوں کو طوطے نظر آتے ہیں (قہقہے) ۔ چڑیوں کو طوطے نظر آ رہے ہیں ۔

Mr. Speaker : Dr. Sahib, don't take notice of these remarks.

ڈاکٹر محمد صادق ملہی : بہتر جناب ۔ میں یہاں یہ کہہ دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ راج کرنے والے راجاؤں مہاراجوں کا وقت گزر چکا ہے ۔ جاگیرداری نظام دم توڑ چکا ہے ۔ اب پنجاب کے عوام باشعور ہیں ۔ وہ ان

کے سیاہ دور کو بھول نہیں چکے ہوں گے ۔ میں اس بارے میں مزید باتیں نہیں کہنا چاہتا ۔ ان کا دور دھاندلیوں کا دور تھا جو عوام بھول نہیں سکتے۔ جناب میں بجٹ کی طرف آتا ہوں ۔ جناب قائد عوام کی رہنمائی میں ڈاکٹر خالق صاحب نے مرتب کر کے جو بجٹ پیش کیا ہے اس پر وہ صد مبارک کے مستحق ہیں اور چیف منسٹر اور پنجاب اسمبلی کے ہمارے اس طرف بیٹھے ہوئے ساتھی سب مبارک کے مستحق ہیں جو اس کی ترتیب میں معاون ہوئے ۔ ڈاکٹر خالق صاحب نے اے ۔ ڈی ۔ پی کو مرتب کرتے ہوئے جو اضلاع کا دورہ کیا کم از کم میرے لئے وہ قابل صد ستائش ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بنفس نفیس لوگوں کے دروازوں پر جا کر سب باتیں سنیں اور بجٹ کو تشکیل دینے کی زحمت اٹھائی ۔ میں بجٹ کے بارے سادہ الفاظ میں یہ کہوں گا کہ باوجود اس کے کہ پیپلز پارٹی کی موجودہ حکومت کا یہ آخری بجٹ ہے میں اسے عوامی بجٹ کہتا ہوں ۔ وہ اس لئے جیسا کہ میں نے پہلے کہا ، اس پانچویں بجٹ میں چلے کی طرح ہماری منصوبہ بندی وہی ہے کہ ہم نے شہر کی بلندیوں کی طرف سے دیہات کی نشیب کی طرف اس کا منہ موڑا ہے ۔ اور کم ترقی یافتہ اضلاع کو ترقی یافتہ اضلاع کے برابر لانے کے لئے اسے مرتب کیا ہے ۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حکومت رہے یا نہ رہے ، جو حکومت عوام کا درد دل میں رکھتی ہے ، اسے اس کے نفاذ میں ذرا بھی رکاوٹ نہیں ہوگی ۔ بشرطیکہ اس کے دل میں عوام کا درد ہو ۔ جہاں تک موازنے کا تعلق ہے ، پہلے بجٹ میں 35 کروڑ اے ۔ ڈی ۔ پی تھا اور اب 204 کڑوڑ تک پہنچ چکا ہے ۔ یہ منہ بولتی تصویر ہے ۔ میں محکمہ ہائی وے سے متعلق رہا ہوں ۔ موازنے کے لحاظ سے میں عرض کروں گا کہ منصوبہ بندی کے لحاظ سے سال میں دو سو میل لمبی سڑک بنانے اور تقریباً اڑھائی سو میل پرانی سڑکوں کو کشادہ اور اونچا کرنے کا پروگرام ہوتا ہے اور میں فخر سے کہتا ہوں کہ جن دنوں میں وزیر رہا ، یہ ٹارگیٹ ہم نے مارچ میں حاصل کرلیا تھا اور اس کے علاوہ ہم نے آٹھ کروڑ روپے کے لئے مزید کہا تھا جو قائد عوام کی مہربانی سے ہمیں ملا ۔ اور ہم نے اس کو بھی خرچ کیا ۔ موازنے کے لئے ایک بات عرض کرتا ہوں ایوب راج کے دس سالہ دور میں جس کا دس سالہ decade منایا گیا ، آپ حیران ہوں گے کہ کتابوں میں یہ دکھایا گیا کہ 150 میل لمبی سڑک بنی لیکن اصلیت یہ تھی کہ صرف 63 میل سڑک کو کھینچ کر انہوں

نے 150 میل دکھایا ۔ اور جہاں حالت یہ ہے کہ ہم ایک خطے میں چار ساڑھے چار سو میل لمبی سڑکیں زیر استعمال لائے ہیں ۔ میاں چنوں کے مسائل کے بارے میں عرض کرتا ہوں کہ وہاں پر ایک انٹرمیڈیٹ آرٹس کالج تھا ۔ عوامی حکومت کی مہربانی سے وہاں سائنس اور کامرس کلاسوں کا اجرا ہو چکا ہے ۔ میں استدعا کرتا ہوں کہ بڑھتے ہوئے بوجھ کے تحت اس کو اب ڈگری کالج کا درجہ دیا جائے اور اس طرح طالبات کے لئے ایک انٹر میڈیٹ کالج کھولا جائے ۔ میرے حلقہ میں قصبہ تلمبہ ہے۔ وہاں لڑکیوں کا مڈل سکول ہے ۔ وہاں کی آبادی تقریباً بیس ہزار کی ہے ۔ اس کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے ۔ سوئی گیس مہیا کی جائے ، کیونکہ پاس سے لائن گزرتی ہے ۔ میرے حلقے کے لشبی حصے سے ستلج بیاس کا کچھ حصہ گزرتا ہے ۔ سنا ہے کہ اس کا کچھ سروے ہو رہا ہے ہر سال وہ ستلج بیاس ساہیوال سے گزرتے ہوئے بارشوں کے دنوں میں تباہی مچا دیتا ہے ۔ اس تباہی سے بچانے کے لئے کچھ انتظام کیا جائے ۔ اس کی برابر ڈرینیج ہو تا کہ وہ کسی نشیبی علاقے میں نکل جائے ۔ میاں چنوں سب تحصیل ہے ۔ اسے تحصیل کا درجہ دے کر ضلع وہاڑی سے ملایا جائے ۔ ضلع وہاڑی میاں چنوں سے صرف بائیس میل ہے جب کہ ہم ملتان سے 64 میل کے فاصلے پر بیٹھے ہیں ۔ میاں چنوں ہیلتھ ہیلتھ کے تحت ایک سکیم بنائی جائے اور اس میں شہر کی برابر صفائی اور ڈرینیج کو مکمل کیا جائے ۔ میں ان الفاظ کے ساتھ جناب سے اجازت چاہتا ہوں ۔

سید ظاہر احمد شاہ : اگر آپ اجازت دیں تو ڈاکٹر صاحب ۔ جو فرمایا ہے ، تھوڑی اس کی وضاحت کر دوں ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری بشیر احمد (ساہیوال) ۔ اگر آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو بیٹھ کر آپ تقریر کر سکتے ہیں ۔

مسٹر بشیر احمد : جناب سپیکر ۔ 1976-77 کا بجٹ پنجاب کی تاریخ میں سب سے زیادہ رقم کا بجٹ ہے ۔ یہ بجٹ اتنی زیادہ رقم کا بجٹ ہے کہ کسی وقت پورے پاکستان کا بھی اتنی رقم کا بجٹ نہ تھا ۔ یہ بجٹ ہمارے وزیر خزانہ نے پنجاب کے کونے کونے میں جا کر عوام اسمبلی اور سرکاری ملازموں کے ساتھ مشورہ کرنے کے بعد تیار کیا ہے ۔ یہ بجٹ اپنی مثال آپ

ہے ہر لحاظ سے بہترین بجٹ ہے یہ بجٹ جو کہ دس ارب روپے سے بھی زیادہ رقم کا بجٹ ہے اس میں ترقیاتی منصوبوں کے لئے زیادہ رقم رکھی گئی ہے - یہ ترقی جناب ذوالفقار علی بھٹو کی زیر قیادت ہوئی ہے - عوامی حکومت یہ بجٹ تیار کر رہی ہے اور پنجاب کی سابقہ حکومتوں کے زمانے سے اس تین چار سالوں میں جتنا کام ہوا ہے پچھلے پچیس سالوں میں بھی اس قدر کام نہیں ہو سکا اور میں بجٹ کی تیاری پر وزیر خزانہ کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں انہوں نے انتھک محنت اور کوشش سے یہ بجٹ تیار کیا ہے -

جناب والا - پاکستان کی سرزمین اور قوم سے بھرا ہوا جہاز ڈوب رہا تھا اور ڈوبتے ہوئے جہاز کو اس وقت کوئی بھی بچانے والا نہیں تھا - قوم بے یارو مدد گار تھی - جنگ میں شکست کی وجہ سے قوم بد دل ہو چکی تھی - اس مصیبت کی حالت میں جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اقتدار سنبھالا - جناب والا - شکست خوردہ قوم کو حوصلہ دیا اور پاکستان کے تباہ جہاز کو کنارے پر لا کھڑا کیا - سب سے پہلے اصلاحات نافذ کیں - غریب عوام کو عزت نفس دی - مزارعین کی بے دخلیاں بند کیں اور مزدوروں کی چھانٹیاں بند کیں - سڑک تک تعلیم مفت کی جہاں غریب عوام کو پلاٹ دیئے گئے وہ لوگ جو صدیوں سے جاگیرداروں کی رعایا اور ان کے تابع تھے ان لوگوں کو آزاد کیا گیا - وہ لوگ پشت ھا پشت سے بڑے بڑے زمینداروں کے غلام چلے آرہے تھے - اب ان کو گھر مل رہے ہیں جن کو نہیں ملے ان کو مل جائیں گے - افسر شاہی کے اس حکمران ٹولے کو پاش پاش کیا - سرداری نظام کو ختم کیا - قوم کو شعور بخشا - بیرون ملک پاکستان کا وقار بلند کیا قوم اور ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا - جناب والا - کام اتنے ہوئے ہیں کہ میں تفصیل میں جاؤں تو پھر دیر لگے گی - میرے قائد ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت عقلمندی ، تدبر حکمت و فراست اور سیاسی بصیرت کے سبب آج لوگ دھڑا دھڑ پیپلز پارٹی میں شامل ہو رہے ہیں اور پارٹی کی آخری صف میں کھڑا ہونا اپنے لئے فخر محسوس کر رہے ہیں - یہ لوگ چند سال چلے ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت کو تسلیم کرنے سے انکاری تھے - مجھے ان کی شمولیت پر بہت خوشی ہے - آج میرے قائد کو وہ بے انتہا پسند کرتے ہیں - جناب والا - میں اس پر بے حد خوش ہوں - وھاڑی ضلع بنانے کا اعلان ہوا ہے - میری سب تحصیل ککو بھی وھاڑی میں شامل کی گئی ہے - وہاں

کے لوگوں کو اتنی تکلیف تھی کہ ساہیوال سات ستر میل کا سفر کر کے ان کے کاموں کے لئے جانا پڑتا تھا ۔ اسی طرح جو ملتان ڈسٹرکٹ کے قریب لوگ تھے ان کو سو میل سے زیادہ سفر طے کر کے وہاں جانا پڑتا تھا اب اس علاقے کے لوگ بے حد خوش ہیں ۔ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے پیپلز پارٹی اور جناب ذوالفقار علی بھٹو کے لئے جو ووٹ استعمال کیا تھا وہ ہم نے صحیح طور پر استعمال کیا تھا اور ہماری بہت سی تکلیفیں رفع ہو گئی ہیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ بعض دوستوں نے کہا ہے کہ ملک میں چوری ڈکیتی لوٹ کھسوٹ اور ظلم وستم رشوت ستانی کا دور دورہ ہے ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا سابقہ حکومتوں کے زمانے میں یہ سب کچھ نہیں ہوتا تھا ۔ جب تک یہ جاگیردارانہ نظام سرمایہ‌دارانہ نظام لوٹ کھسوٹ والا نظام اور ظالمانہ نظام ختم نہیں ہوتا اس وقت تک یہ چیزیں ختم نہیں ہو سکتیں ۔ میرے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو نے ہر شعبہ میں زبردست تبدیلیاں کی ہیں اور اس فرسودہ نظام کو تبدیل کرنے کے لئے ہماری اقدامات کئے ہیں ۔ ہمارے قائد جب بھی کوئی تبدیلی لاتے ہیں تو اقتدار کے بھوکے لوگ اور عوام کے دھتکارے ہوئے سیاستدان شوروغوغا کرتے ہیں اور ذوالفقار علی بھٹو پر بے بنیاد الزام لگاتے ہیں اور کہتے کیا ہیں کہ ملک خطرے میں ہے اسلام خطرے میں ہے ۔ حالانکہ پاکستان کو کوئی خطرہ نہیں ہے نہ ہی اسلام کو خطرہ ہے اگر خطرہ ہے تو ان کے ذاتی مفادات کو خطرہ ہے ان کی لوٹ کھسوٹ کو خطرہ ہے ۔ ان کے ظلم وستم کو خطرہ ہے اور ملک کو توڑنا یا جوڑنا ملک کے عوام کا کام ہے ۔ ملک کے عوام باشعور ہیں ، 1947ء میں اور 1946ء میں اور 1970ء میں آپ نے دیکھا کہ غریب عوام نے اپنے باشعور ہونے کا ثبوت پیش کیا اور صحیح قیادت کو آگے لائے ۔ جناب والا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ عوام با شعور ہیں اور ظالمانہ نظام کو ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت بدلے گی اور ضرور بدلے گی اور ملک اور قوم اس سے بھی زیادہ ترقی کی راہ پر گامزن ہوگی ۔ جناب والا ۔ میں نے 46-1945ء میں مسلم لیگ میں قائداعظم کی زیر قیادت انتھک کام کیا تھا ۔ قائد اعظم کا فرمان تھا کہ انگریز کا بنایا ہوا استحصالی نظام ہے جب پاکستان بن جائے گا تو اس وقت اس کو ختم کر دیا جائے گا جس میں عدل ہوگا انصاف ہوگا ۔ جناب والا ۔ افسوس کہ قائد اعظم

کی زندگی نے وفا نہ کی اور پاکستان خود غرض عناصر کی گود میں جا گرا۔ جناب والا۔ 1970ء کے انتخاب میں میں نے صرف ذوالفقار علی بھٹو کی محبت کی وجہ سے حصہ لیا تھا۔ میں خدا کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ میرا کوئی ارادہ الیکشن لڑنے کا نہیں تھا۔ چونکہ میرے حلقہ میں ممتاز دولتانہ اور یاسین وٹو کا اثر تھا اور کوئی موزوں امیدوار نہیں تھا رانا خدا داد کا بھی بڑا اثر و رسوخ تھا تو میں نے صرف ذوالفقار علی بھٹو کی محبت کی خاطر الیکشن میں حصہ لیا اور میں نے الیکشن لڑا اور میں ذوالفقار علی بھٹو کے نام پر الیکشن میں کامیاب ہوا اور جو میری محنت تھی وہ میں نے 20 دسمبر 1971ء کو پالی۔ میرے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو کو اقتدار مل گیا اور وہ قوم کی بہتری کے لئے بر سر اقتدار آ گیا۔

جناب والا۔ میں آخر میں ضروری سمجھتا ہوں کہ میں وضاحت کروں کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کے سوا کسی کو قائد نہیں سمجھتا اور میں قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کا ایک ادنیٰ کارکن ہوں اور ایک ادنیٰ کارکن ہونے کی حیثیت سے کام کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا۔ میں قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت پر پورا یقین رکھتا ہوں اور رکھوں گا۔ جناب والا۔ عوامی کام بہت ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں 1973ء سے میرے علاقے میں ہمارے اس زمانے میں بہت سی سڑکوں پر سولنگ لگی ہے لیکن اب وہ اکھڑ رہی ہے ان پر اگر کنکریٹ ہو جائے تو سابقہ رقم بھی ضائع ہونے سے بچ جائے گی۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ چار چار چھ چھ فرلانگ کی دو تین سڑکیں ہیں 1973ء سے سولنگ لگا ہوا ہے اس پر مہربانی کر کے کنکریٹ کرادیا جائے۔ جو بھی جناب میرے علاقے کا حصہ تھے وہ ہمیں مل چکا ہے۔ میری تحصیل کو ضلع وہاڑی میں شامل کر کے عوام کا ایک بڑا دیرینہ مطالبہ پورا کر دیا گیا ہے اور یہ عوام کی خدمت ہے اس کے علاوہ میں عرض کروں گا کہ جو کچھ ہو سکے اس علاقے کے کے عوام کی بہتری کے لئے وہ کیا جائے۔ شکریہ۔

مسٹر سپیکر : مسٹر انور علی بٹ (موجود نہیں ہیں)۔ مسٹر منیر علی بول۔ مسٹر رستم علی خان بلوچ۔ (موجود نہیں ہیں)۔ مہر اختر عباس بھروانہ۔

مسٹر اختر عباس بھروانہ : جناب سپیکر۔ میں 77-1979ء کے بجٹ پیش کرنے پر جناب ڈاکٹر عبدالقادر صاحب کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں

جنہوں نے بڑے محدود وسائل کے اندر ایک ترقی پسند بجٹ صوبہ پنجاب کو دیا ہے ۔ جناب والا ۔ یہ اسی پالیسی کا آئینہ دار ہے جو قائد عوام کی تگ و دو محنت اور قابلیت کا مرہون منت ہے اور اس بجٹ نے پاکستان کے غریب عوام کی آنکھیں کھول دی ہیں اور ان کو ترقیاتی دور میں شامل کر دیا ہے ۔ جناب والا ۔ وزیر خزانہ نے ان اشیاء پر ٹیکس لگایا ہے جن کا اثر غریب لوگوں پر نہیں پڑتا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی نیک سوچ کا نتیجہ ہے ۔ شکریہ

مسٹر سپیکر : مسٹر مشتاق احمد :

چوہدری مشتاق احمد : جناب سپیکر ۔ سال 77-1976ء کا میزانیہ اس ایوان میں زیر بحث ہے ۔ اس میزانیہ کو پیش کرنے میں جس محنت اور جانفشانی سے ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے کوششیں کی ہیں ہم نہ صرف شکرگزار ہیں بلکہ انہیں مبارک باد پیش کرتے ہیں ۔ جناب والا ۔ اگر آپ پاکستان کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو ہمارا اب تک جو وقت گزرا ہے اس کو چار حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں ایک وہ دور جب کہ تحریک پاکستان کا آغاز ہوا اور جناب قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی زیر قیادت پاکستان دنیا کے نقشہ پر ابھرا ۔ جناب والا ۔ قائد ملت کی وفات کے بعد دوسرے دور کا اجراء ہوا بد قسمتی ہماری یہ تھی کہ اس وقت انگریز سیاست میں تھے اور انگریز حکمرانوں کی پیداوار ، انگریزوں کے ایجنٹ اس حکومت پر قابض ہو گئے اور انہوں نے جس طریقہ سے سیاسی بے یقینی کا دور شروع کیا اس کے نتیجہ میں ہمیں بعد میں بڑی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا ۔ جناب والا ۔ اس کے باوجود 1956ء میں ہمیں دستور ملا ، وہ دستور ، جس سے اس ملک میں جمہوریت قائم رہتی اور آج جو نقشہ پاکستان کا ہمارے سامنے ہے کبھی بھی نہ ہوتا ۔ جناب والا ۔ بین الاقوامی سازشوں کی وجہ سے اس ملک میں بہت برا وقت گزرا ہے ۔ مارشل لاء لگے اور ایسے ایسے شکوک و شبہات رہے صوبائی تعصب پھیلا اس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان ہم سے جدا ہوا ۔ خدا کا شکر ہے کہ 1970ء کے الیکشنوں میں قائد عوام ایک طاقت کی صورت میں ابھرے اور اللہ تعالیٰ کے یہ ہم پر احسانات ہیں کہ انہوں نے ہمیں پھر قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے بعد ایک اچھی قیادت دی ۔ جناب والا ۔ جب جنگ کے بعد اس عوامی حکومت کو اقتدار منتقل ہوا تو دنیا کے تمام اخباروں میں بلکہ پاکستان کے

اخباروں میں بھی ہم یہ پڑھتے رہے کہ کیا پاکستان قائم رہ سکے گا ؟ اس کے انعقاد اور سالمیت پر سوال کئے جاتے تھے کہ یہ ملک قائم بھی رہے گا اور آج آپ دیکھئے ہم نے بین الاقوامی سطح پر ایسی پوزیشن بنائی ہے کہ آج کوئی اخبار اور کوئی شخص یا بیرونی طاقت کا کوئی لیڈر یہ نہیں کہتا کہ پاکستان کی سالمیت خطرے میں ہے ۔ یہ پولٹیکل کنسالیڈیشن کا دور ہے ۔ جناب والا ۔ یہ سب کچھ قائد عوام کا مرہون منت ہے ان کی قیادت کا مرہون منت ہے ۔ جناب والا ۔ جہاں تک اس ملک میں ترقی کا تعلق ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو ترقی اس دور میں ہوئی کسی دور میں نہیں ہوئی آپ تاریخ کا جائزہ لیں پچھلے چوبیس پچیس سالوں میں اس طرح کام نہیں ہوا جتنا اب ہوا ہے ۔ میں تحصیل شکر گڑھ کا رہنے والا ہوں اور میرا حلقہ انتخاب تحصیل شکر گڑھ ہے ۔ وہ علاقہ جو دشمن کے قبضہ میں آ گیا تھا ۔ جس کا پانچ سو مربع میل رقبہ ہندوستان کے قبضہ میں چلا گیا تھا اور وہاں کے لوگ دربدر ٹھوکریں کھاتے پھرتے تھے ۔ لیکن قائد عوام کی قیادت کی بناء پر نہ صرف وہ علاقہ واپس ملا بلکہ اس احسن طریقہ سے ہمیں وہاں پر آباد کیا گیا کہ آج وہ جنگی اثرات نظر بھی نہیں آتے ۔ جناب والا ۔ تحصیل شکر گڑھ ہمیشہ پسماندہ رہی ہے آپ اندازہ لگائیے یہ اتنی پسماندہ تھی کہ 4 لاکھ 75ہزار کی آبادی کی تحصیل میں صرف 14 میل پختہ سڑکیں تھیں لیکن آج چار سالوں میں 26 میل پختہ سڑک بن گئی ہے ۔ اس چار سال کے دور میں ہوا اور اس سے پہلے صرف 14 میل لمبی سڑکیں تھیں اور یہ سب کچھ عوامی حکومت کی مرہون منت ہے ۔

جناب والا ۔ اس میں شک نہیں کہ ہم چار سالوں میں کچھ نہیں کر سکتے تھے ۔ لیکن کیوں کہ وہ تحصیل ہمیشہ پسماندہ رہی ہے اور پہلی حکومتوں میں سے کسی نے بھی اس کی طرف توجہ نہیں دی ہے ۔ کیوں کہ اگر اس علاقہ دوسرے علاقوں کے ساتھ مقابلہ کیا جائے تو وہ اس وقت بھی دوسرے تمام علاقوں سے پسماندہ تھا اور اب بھی وہ پسماندہ ہے ۔ میں وزیر خزانہ سے درخواست کروں گا کہ مہربانی فرما کر کچھ مزید رقم اس تحصیل کو دیں ۔

جناب والا ۔ تعلیم کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے ۔ آبادی زیادہ ہے ۔ بد قسمتی سے ہمارے کچھ علاقے ایسے رہ گئے ہیں ، جن میں کہ ہائی سکول

نہیں ہیں مثلاً میرا پورا تھانہ لیسن کلاں ہے جس کی آبادی ایک لاکھ ہے اس میں کوئی ہائی سکول نہیں ہے۔ جناب والا۔ ڈاکٹر صاحب کو درخواست دی ہے۔ انہوں نے عارضی طور پر ہائی کلاسز کا اجرا فرما دیا تھا۔ لیکن اب اس کو اپ گریڈ کرنے کا مسئلہ ہے تا کہ وہاں پر باقاعدہ کلاسز جاری ہو سکیں، اسی طرح سے جناب والا۔ پنڈی امرا میں مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دیا جانا ضروری ہے۔ ایک گپتالہ مڈل سکول ہے۔ اس کو ہائی کا درجہ دیں، ایک تجویز اور پیش کروں گا۔ آپ کے فنڈز بھی زیادہ خرچ نہیں ہوں گے، ہمارے پاس دو تین سکول ایسے ہیں جو نیشنلائزڈ ہائی سکول ہیں، لیکن وہاں پر ایک اور گورنمنٹ ہائی سکول بھی ہے۔ ہمارے شکرگڑھ شہر کی آبادی 20 ہزار ہے۔ اس میں ایک ہائی سکول ہے اور بڑا اچھا ہائی سکول ہے۔ اس کی موجودگی میں میں نیشنلائزڈ ہائی سکول کی ضرورت محسوس نہیں کرتا ہوں وہاں پر بہت تھوڑی تعداد میں لوگ تعلیم حاصل کر رہے ہیں، اگر یہ دونوں ہائی سکول یعنی تعلیم الاسلام ہائی سکول اور مسلم ماڈل ہائی سکول وہاں سے شفٹ کر کے پنڈی امرا میں اور لیسن کلاں میں لے جائیں، تو یہ مسئلہ ختم ہو جاتا ہے۔ مزید فنڈز کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ یہ دونوں سکول میرے حلقہ انتخاب میں ہیں، لوگوں سے مشورہ بھی کیا گیا ہے۔ وہاں کسی کوئی اعتراض نہیں ہے اور مزید بوجھ بھی نہیں پڑے گا۔ اسی طرح تحصیل سیالکوٹ 65 میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ ایک ایسی تحصیل ہے جس کے تین اطراف سے ہندوستان کا بارڈر ہے وہاں پر ایک بھی گرلز کالج نہیں ہے۔ اس دفعہ اگر وہاں پر الٹر کالج کی منظوری دے دیں تو یہ ایک احسان عظیم ہوگا۔

جناب والا۔ ہمارا بڑا مسئلہ جو ہر سال ہمیں تنگ کرتا ہے وہ سیلاب کا مسئلہ ہے اس پر توجہ دیں۔ ہمارے ہاں دو تین بند ہیں، جلالہ بند۔ بیکو چک بند۔ انہیں گزشتہ سال سے سیلاب سے کافی نقصان پہنچا ہے۔ لیکن محکمہ آبپاشی نے ایک چٹھی کے ذریعہ وہ بند ڈسٹرکٹ کونسل کو لوالمفر کر دئے ہیں اور ڈسٹرکٹ کونسل نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ان بندوں کا کوئی والی وارث نہیں ہے۔ وہ ٹوٹ چکے ہیں اگر ان کی کوئی مرمت نہ ہوئی اور یہ فیصلہ نہ ہوا کہ وہ کس کی supervision میں ہیں، تو آئندہ سیلاب میں ہمارے دیہات کو بہت

زیادہ نقصان پہنچے گا ۔ اس پر فوری توجہ دیں ۔ محکمہ آبپاشی کے انجینئر نے 1971ء میں شکرگڑھ کے قریب سے گزرنے والے بھی نالہ کے متعلق ایک سکیم بنائی تھی ۔ اس پر عمل درآمد کے لئے بھی فنڈز دئے جائیں ، 1971ء میں ایک سکیم آئی تھی وہ اگر منظور ہو جائے اور سڑک بن جائے تو کافی علاقے اس بھی نالے کے سیلاب سے محفوظ ہو جائیں گے ۔ اس کے علاوہ فاضل پور ڈرینج سکیم کی ضرورت ہے ۔ اس کے لئے آبپاشی کے محکمے کو کہا تھا ۔ ضلع کے افسران نے بھی ایک سکیم بھیجی تھی ، اس کے لئے فنڈز عطا کریں ۔ کیوں کہ وہ علاقے سیلاب سے محفوظ ہو جائیں ، اور ڈرین کی وجہ سے پانی کا نکاس ہو جائے گا اور پینے کے پانی کی بھی سہولت ہوگی ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری محمد انور نارو ۔ حاجی دلاور خان ۔ شبیر حسین چیمہ ۔ چوہدری محمد حنیف ۔ ملک غلام قادر ۔ کوئی موجود نہیں ہے ۔

حافظ علی اسد اللہ : جناب والا ۔ پہلے دن میں نے تقریر کی تھی اور کورم ٹوٹا تھا ۔ آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ 5 ، 5 منٹ مزید دئے جائیں گے ۔

مسٹر سپیکر : کیا ظلم کرتے ہیں ، ریکارڈ کی بات ہے ، میں نے کہا تھا کہ جو ممبر صاحبان موجود نہیں ہیں ، ان کے 5 ، 5 منٹ کاٹ دئے جائیں گے ۔ میرے پاس 95 ممبران کے نام ہیں اگر ہر ایک کو پانچ پانچ منٹ دئے جائیں تو یہ کئی دن تک جائیں گے ۔ ۔ ۔ چوہدری نور احمد ۔

چوہدری نور احمد : جناب والا ۔ جناب وزیر خزانہ نے جس محنت لگن اور پاری پارٹی کے منشور کو مد نظر رکھتے ہوئے جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا ترقیاتی بجٹ پیش کیا ہے ۔ ہم بجا طور پر اس پر فخر کر سکتے ہیں ، اور میں وزیر خزانہ کو اس بجٹ کے پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں ، جناب والا ۔ عوام کے مسائل کو سمجھنے والے موجودہ عوامی وزیر خزانہ نے جس طریقہ سے ہر ضلع میں جا کر عوام کے مسائل سے آگاہی حاصل کی ہے وہاں کے ترقیاتی کاموں کو ترجیحات کے حساب سے مرتب کیا ہے اور اپنے ممبران اسمبلی اور انتظامیہ کے لوگوں سے انہوں نے جس طرح سے رابطہ پیدا کیا ہے ۔ یہ تاریخ میں پہلی مرتبہ ہوا ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : ذرا ایک لمحہ توقف کریں ، میں سینئر منسٹر سے دریافت

گروں گا کہ جو آپ نے وزراء صاحبان کی لسٹ دی تھی ۔ کل آپ کے ایک وزیر مسٹر اکبر سنہاس وقت لے گئے تھے مگر وہ آئے نہیں ۔ کیا بات ہے ؟

وزیر خزانہ : ان کے ایک عزیز کی وفات ہو گئی ہے ۔ وہ چلے گئے ہیں ، وہ اب تقریر نہیں کر سکیں گے ۔

مسٹر سپیکر : اچھا جی ۔ آپ تقریر جاری رکھیں ،

چوہدری نور احمد : میں عرض کر رہا تھا کہ جس طرح وہ ہر ضلع کے ہیڈ کوارٹر پر تشریف لے گئے انہوں نے جا کر تمام مسائل کو سمجھا ۔ اور اپنے نمائندوں سے رابطہ قائم کیا اور تجاویز لیں ، یہ پنجاب کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ہوا ۔ یہ ذوالفقار علی بھٹو کے اقتدار میں آنے کے بعد پاکستان پیپلزپارٹی کے کارنامے ہیں ان کو اگر بیان کیا جائے تو لمبی مدت درکار ہے ۔ لیکن جناب والا ! میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ 1971ء سے لے کر آج تک جو بھی قائد عوام کی قیادت میں پاکستان پیپلز پارٹی نے اصلاحات کی ہیں ان کو یہاں بیان کروں ۔ جناب والا ! سب سے پہلے تو میں تعلیمی اصلاحات کے متعلق عرض کروں گا کہ تعلیمی اصلاحات میں میٹرک تک تعلیم مفت کی گئی اور جو آج تک بڑے بڑے ممالک میں بھی نہیں ہو سکی اور جناب والا ! وہ لوگ حیران ہیں کہ پاکستان جیسے غریب ملک میں یہ کیسے ممکن ہو گیا ہے ۔ یہ جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی قیادت میں بہترین منصوبہ بندی کا نتیجہ ہے کہ ہم اس بات میں کامیاب ہوئے اور ہم نے ہر آدمی کو یہ موقع دیا ہے کہ وہ دسویں جماعت تک مفت تعلیم حاصل کر سکے ۔ جناب والا ! مزدوروں کے متعلق جو کچھ کیا گیا اس کے بارے میں میرے فاضل دوست ملک عبدالقیوم صاحب نے وضاحت سے بیان کر دیا ۔ اس کے علاوہ پاکستان پیپلز پارٹی کے دور میں اسلام کی بہت خدمت ہوئی ہے اور جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اسلامی کانفرنس سے لے کر ختم نبوت اور سیرت کانفرنس تک جو کچھ بھی یہاں پر کیا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے ۔ جناب والا ! جو بھی اس دور میں عوام کی خدمات ہوئی ہیں ان میں سے سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ دیہاتی علاقوں میں غریب لوگوں کو پانچ پانچ مرلے کے پلاٹ بغیر کسی قیمت کے دے کر پیپلز پارٹی نے ان کو مالک بنایا ہے اور یہ کام کسی بھی دور میں

نہیں ہوا اور یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے ۔ دوسرے میں یہ عرض کروں گا کہ پچھلی حکومتوں کے دور میں جو بھی اصلاحات ہوئی تھیں ان اصلاحات کے تحت بڑے بڑے زمینداروں نے اپنی زمینوں کے معاوضے لئے اور وہ زمینیں جن کے معاوضے لئے گئے وہ بالکل بیکار تھیں اور اس طرح سے حکومت پر بہت زیادہ بوجھ ڈالا گیا ۔ جناب والا ! یہ برائے نام اصلاحات تھیں لیکن آج کے دور میں اس حکومت نے زمینیں لے کر مزارعوں میں مفت تقسیم کر دیں جو ان کے صحیح حقدار تھے اور جو وہاں پر محنت کر رہے تھے ۔ لیکن ان کو ان کی محنت کا صلہ نہیں مل رہا تھا ۔ جناب والا ! ہمارے دیہاتی علاقوں کے لئے پاکستان پیپلز پارٹی نے جو کچھ بھی کیا ہے میں اس کے لئے شکر گزار ہوں ۔ اس سے پہلے اس قسم کی کوئی بھی مثال نہیں ملتی تھی ۔ جناب والا ! میرے اپنے علاقے میں میرے اپنے گاؤں میں ایک کالج بنایا گیا اسی طرح سے ہمارے پیر محل کے دیہاتی علاقہ میں ایک کالج کو حکومت نے اپنی تحویل میں لے لیا ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ ۔ کمالیہ ۔ اور گوجرہ میں بھی کالجز موجود ہیں ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک شوگر مل کی منظوری دی گئی جو 1978ء تک مکمل ہو جائے گی ۔ میں ان تمام باتوں پر شکریہ ادا کرتا ہوں اس کے ساتھ ہی میری یہ تجویز ہے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : میں نے سمجھا کہ شاید شکریہ کے ساتھ آپ کی تقریر بھی ختم ہو گئی ۔

چوہدری نور احمد : جناب والا ! میری یہ تجویز ہے کہ بڑے بڑے شہروں کو وہاں کی ضروریات کے مطابق اہمیت دی جاتی ہے اور بہت سی جگہوں پر کالونیاں تعمیر کی جا رہی ہیں ۔ مثال کے طور پر لاہور میں لڑکیوں کے لئے میڈیکل کالج تھا اور لڑکوں کے لئے بھی اور لڑکوں کے لئے انجینئرنگ یونیورسٹی ۔ لیکنیکل کالج اور بہت سے دوسرے کالجز قائم ہوئے ۔ جناب والا ! میری یہ تجویز ہے کہ دیہاتی لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے حکومت پوری توجہ دے کیونکہ ہمارے دیہاتی لوگوں کے بہت سے مسائل ہیں جیسا کہ ہمارے وزیر اعظم نے فرمایا کہ ہم لئے لئے شہر بسائیں گے اور اس کے لئے بہت سی سکیمیں بنائی گئیں ۔ جناب والا ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ دیہاتی علاقوں میں اور زیادہ توجہ دے کر وہاں پر ایسے ادارے قائم کئے جائیں جس طرح کہ آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹیاں ہیں اور جو

کسی بھی شہر کے قریب نہیں ہیں لیکن پھر بھی ساری دنیا کے لوگ تعلیم حاصل کرنے کے لئے وہاں جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر ہمارے ملک میں بھی شہروں سے دور دیہاتی علاقوں اور رورل ایریاز میں ادارے قائم کئے جائیں تو ایک تو لوگوں کا شہروں کی طرف آنے کا رجحان کم ہو جائے گا اور دوسرے یہ فائدہ ہوگا کہ دیہاتی علاقوں میں چھوٹے چھوٹے نئے شہر آباد ہو کر ان کو ترقی کے مواقع ملیں گے۔

جناب والا! میرے علاقہ لائلپور میں جناب وزیر خزانہ تشریف لے گئے تھے اور وہاں پر میں نے گزارش کی تھی کہ ہمارے علاقہ میں دو سڑکیں بہت ضروری ہیں اور جناب والا! 1971ء سے پہلے کوئی بھی سڑک ہمارے علاقہ میں نہیں بنائی گئی تھی۔ اس کے بعد گوجرہ سے منگ تک ایک سڑک بنی ہے۔ اور مونڈکی سے لے کر ماموں کانجن جانے والی ایک سڑک زیر تعمیر ہے۔ جناب والا! میری یہ عرض ہے کہ دو بڑی اہم سڑکیں تھیں اور جن کے لئے وزیر خزانہ نے مہربانی فرمائی تھی اور ان کے لئے پیسے مہیا کر دئے تھے وہ اب انشاءاللہ اسی سال بننی شروع ہو جائے گی۔ جناب والا! ہمارا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اور وہ یہ ہے کہ میرے علاقے کے زمینداروں کے لئے۔ دس میل تک مال لے جانے کے لئے کوئی ذرائع آمدورفت نہیں ہیں۔ آپ یہ بات سن کر حیران ہوں گے کہ ان کو اپنے گھروں کو پہنچنے کے لئے بیس۔ پچیس روپے ٹانگے والے کو دینے پڑتے ہیں اور اگر ان کو شہروں میں کسی ضروری کام کے لئے آنا ہوتا ہے تو ان کو بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ میں عرض کروں گا کہ ان لوگوں کی سہولت کے لئے ایک سڑک بنائی جائے اور اس سڑک کے لئے جتنی بھی جلد ممکن ہو سکے اس سال کے بجٹ میں پیسے مختص کئے جائیں۔ اس بجٹ میں پرائمری سکولوں کو اپ گریڈ کرنے کے لئے بڑی گنجائش رکھی گئی ہے۔ میں اس سلسلہ میں یہ عرض کروں گا جن پرائمری سکولوں کو مڈل سکول کا درجہ دیا جائے اس میں اس بات پر زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے کہ لڑکیوں کے پرائمری سکول کو مڈل سکول کا درجہ دیا جائے اور لڑکیوں کے مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے۔ جناب والا! ہمارے علاقہ لوہہ لیک منگو سے دس میل کے فاصلے پر کچھ استانیاں لڑکیوں کو پڑھانے کے لئے جا رہی تھیں تو راستہ میں ان کے ساتھ ایک بہت بڑا ناخوشگوار واقعہ پیش آیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ لڑکیوں کا اپنے گھروں سے دور

جانا بہت مشکل ہے اور لڑکوں کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے دو - چار - میل تک جانے میں کوئی دقت نہیں ہے - میری گزارش یہ ہے کہ لڑکیوں کے زیادہ سے زیادہ سکول کھولے جائیں -

اس کے ساتھ میں جناب وزیر خزانہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے عوام کے لئے اور عوام کی بہتری کے لئے جو بھی زیادہ سے زیادہ ممکن تھا ہمارے وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے کیا ہے - اور اس سے زیادہ ہمارے وسائل کے مطابق ممکن نہیں تھا -

Mr. Speaker : The House is adjourned. It shall reassemble at 8.00 tomorrow.

جانے سے پہلے ایک ضروری اعلان سن لیجئے کہ 28 تاریخ کو اقلیت کا الیکشن ہو رہا ہے - اسلئے میری گزارش ہے کہ تمام فاضل اراکین اپنے ساتھ identity cards ضرور لائیں جس طرح کہ پہلے ہوا کرتا تھا - اس کا ذرا خیال رکھیں اور جن کے identity cards گم ہو گئے ہیں یا ضائع ہو گئے ہیں وہ دوبارہ بنوالیں -

(اسمبلی کا اجلاس 23 جون 1976ء بروز بدھ 8 بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اٹھارھواں اجلاس

بدھ۔ 23 جون 1976ء

(چہار شنبہ ۔ 24 جمادی الثانی 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔
مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ
لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا
تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ يَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا
عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ
نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ
مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ
يُّؤْمِنُوْنَ ۝

پ ۹ ۔ س ۷ ۔ ——— رکوع ۱۳ ۔ آیات ۱۸۷ ۔ ۱۸۸

(اے پیغمبر) لوگ تم سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ اس کے واقع ہونے کا وقت کب ہے (کہہ دو) کہ اس کا علم تو میرے پروردگار ہی کو ہے۔ وہی اس کو اس کے وقت پر ظاہر کر دے گا۔ وہ آسمان و زمین میں ایک زبردست حادثہ ہوگا۔ اور ناگہاں تم پر آ جائے گی۔ لوگ تم سے اس طرح دریافت کرتے ہیں کہ گویا تم اس سے بخوبی واقف ہو (کہہ دو) کہ اس کا علم تو صرف اللہ ہی کو ہے۔ لیکن اکثر لوگ یہ نہیں جانتے۔

کہہ دو کہ میں اپنے فائدے اور نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا، مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو بہت سے فائدے جمع کر لیتا اور مجھ کو کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ میں تو ایمان والوں کو ڈر سنانے (والا) اور خوشخبری سنانے والا ہوں۔

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

وزیر خوراک : جناب والا ! میں سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

وزیر صنعت : جناب والا ! میں بھی سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں :

مسٹر سپیکر : سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دئے گئے ہیں ۔

صنعتوں کے قیام کے لئے رقوم کی تخصیص

*6542 ۔ ملک غلام حسن : کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ وفاقی وزارت خزانہ و ترقیاتی منصوبہ نے ملک میں صنعتوں کے فروغ اور اس میدان میں نجی شعبوں کی حوصلہ افزائی کے لئے ترجیحی بنیادوں پر 13 ایسی صنعتوں کا اعلان کیا ہے جن میں فوری طور پر سرمایہ کاری کی جا سکتی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ وفاقی حکومت نے مزید اعلان کیا ہے کہ نئی صنعتوں میں ساڑھے تین لاکھ روپیہ لگانے کی گنجائش موجود ہے ۔ اگر ایسا ہے تو وفاقی حکومت نے اس مقصد کے لئے صوبہ پنجاب کے لئے کتنا سرمایہ مختص کیا ہے نیز صوبہ میں کس کس قسم کی صنعتیں نجی شعبے میں لگانے کی اجازت دی گئی ہے ۔ نیز مذکورہ صنعتی نجی ادارے کہاں کہاں لگائے جائیں گے ؟

وزیر صنعت (ملک محمد خالد) : (الف) جی ہاں ۔ ایسا اعلان وزارت مالیات و ترقیاتی منصوبہ حکومت پاکستان نے جولائی 1974ء میں کیا تھا ۔

(ب) جی ہاں ۔ لیکن صوبوں کے لئے سرمایہ کی تخصیص نہیں کی تھی ۔ صرف یہ کہا گیا تھا کہ مندرجہ ذیل تیرہ صنعتوں میں سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کی جانے کی گنجائش ہے ۔

(1) ٹیکسٹائل (2) چمڑا (3) کاغذ (4) چینی (5) جنگ اور چاول (7) پٹ سن کی مصنوعات ۔ کاغذ کے تھیلے گتہ وغیرہ ۔

(7) ماچس ۔ صابن ۔ سائیکلیں اور دوسری پائیدار اشیائے صرف ۔

(8) انجینئرنگ ۔

(9) تعمیرات ۔

(10) بجلی کی مصنوعات ۔

(11) شیشے اور مٹی کی مصنوعات ۔

(12) گہرے پانی میں مچھلیاں پکڑنا ۔

(13) معدنی ذرائع کا استعمال ۔

جہاں تک نجی شعبہ میں صنعتیں قائم کرنے کا تعلق ہے ۔ جولائی 1974ء سے اب تک نجی شعبہ میں صنعتی سرمایہ کاری کو ترقی دینے کے لئے مندرجہ ذیل صنعتیں قائم کرنے کے لئے (N.O.C.) جاری کئے گئے ہیں ۔ یہ صنعتیں پنجاب کے تقریباً تمام اضلاع میں نصب کی جائیں گی ۔ اور ان کے قیام کے لئے قرضہ دینے والے ادارے سہولتیں پیش کریں گے ۔

(1) ٹیکسٹائل ۔

(i) 16 (سولہ) سوتی دھاگہ بنانے (Cotton Spinning) کے کارخانے ۔

(ii) سوتی کپڑا اور (Specialised Textiles) کے 284 (دو سو اڑتالیس) یونٹ ۔

(2) چمڑا ۔

(i) 5 (پانچ) چمڑا رنگنے کے کارخانے ۔

(ii) 9 (نو) چمڑے کا سامان بنانے کے کارخانے ۔

(3) کاغذ ۔

کوئی (N.O.C.) جاری نہیں ہوئے ۔

(4) چینی ۔

(i) 2 (دو) چینی بنانے کے بڑے کارخانے ۔

(ii) 1 (ایک) کھنڈ سری بنانے کا کارخانہ ۔

(5) کاٹن جننگ اور چاول ۔

(i) 17 (سترہ) کاٹن جننگ و پریسنگ کے کارخانے ۔

(ii) 75 (پچھتر) چاول پراسنگ کے کارخانے ۔

(6) پٹ سن کی مصنوعات ۔ کاغذ کے تھیلے گتا وغیرہ ۔

(i) پٹ سن کی مصنوعات کا ایک (1) کارخانہ ۔

(ii) کاغذ کے تھیلے بنانے کے لئے کوئی N.O.C. جاری نہیں ہوا ۔

(iii) 13 (تیرہ) ہارڈ/کارڈ بورڈ کے کارخانے ۔

(7) ماچس ۔ صابن ۔ سائیکلیں اور دوسری پائیدار اشیائے صرف ۔

(i) ماچس کے 2 (دو) کارخانہ ۔

(8) انجینئرنگ ۔

(i) 24 (چوبیس) یونٹ ۔

(ii) صابن کے 5 (پانچ) کارخانے ۔

(iii) سائیکلیں وغیرہ بنانے کے لئے (N.O.C.) جاری نہیں ہوا ۔

(9) تعمیرات ۔

(i) ایک (1) مشینی اینٹوں کا کارخانہ ۔

(ii) ایک (1) بلڈنگ ہارڈ ویئر کا یونٹ ۔

(10) جیلی کی مصنوعات ۔

(i) گیارہ (ii) الیکٹرک کا سامان بنانے کے یونٹ ۔

(11) شیشے اور مٹی کی مصنوعات ۔

(i) دس (10) گلاس و سرامک وغیرہ کے یونٹ ۔

(12) گہرے پانی میں مچھلیاں پکڑنا ۔

(i) کوئی (N.O.C.) نہیں جاری کیا گیا ۔

(13) معدنی ذرائع کا استعمال ۔

معدنیات کی ترقی اور ان کے بہتر استعمال کے لئے حکومت نے 1975ء میں پنجاب معدنیات ڈویلپمنٹ کارپوریشن (Punjab Mineral Develpoment Corporation) قائم کی ۔ یہ کارپوریشن نسبتاً کم ترقی یافتہ علاقوں مثلاً میانوالی ۔ ڈیرہ غازی خان ۔ کیمبل پور اور جہلم میں معدنی ذخائر کے استعمال کو فروغ دینے کے لئے ترقیاتی پروگرام مرتب کر رہی ہے ۔

گھریلو صنعت کی ترقی

*7198 ۔ ملک محمد اعظم : کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ حکومت پنجاب گھریلو صنعت کی ترقی کے لئے کیا اقدام کر رہی ہے؟

وزیر صنعت (ملک محمد خالد) : گھریلو صنعت کی ترقی جہاں تک پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کا تعلق ہے اس نے گھریلو صنعت کی ترقی و ترویج کے لئے مختلف اقدامات کئے ہیں ۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے :-

دستکاری مرکزوں کا قیام : گھریلو اور علاقائی صنعتوں کو فروغ دینے اور ان کی ترقی کے لئے کارپوریشن ہذا نے بمقام مری ، راولپنڈی ملتان ، بہاولپور ، ڈیرہ نواب صاحب ، کوٹ ادو اور علی پور میں دستکاری کے مراکز قائم کئے ہیں ۔ جہاں پر دری بننا ، اونٹ کی کھال کا سامان بنانا ، بید اور لکڑی کی چیزیں ، کرسیاں اور دیگر سامان بنانا ، کندہ کے بکس

سے چٹائیاں بنانا ، بان بنانا اور دیگر علاقائی فنون میں باقاعدہ تربیت دی جاتی ہے ۔ تربیت یافتگان کو دوران تربیت باقاعدہ ماہانہ وظیفہ بھی دیا جاتا ہے ۔ تربیت ایک سال کی ہوتی ہے ۔

دستکاریوں کی فروخت کا انتظام : گھریلو صنعت کاروں کی تیار کردہ اشیا کا صحیح اور بروقت معاوضہ ادا کرنے کے علاوہ ان گھریلو دستکاریوں کو عوام الناس سے روشناس کرانے کے لئے کارپوریشن ہذا نے بمقام لاہور ملتان ، راولپنڈی ، لائل پور ، سرگودھا اور اسلام آباد (ہوائی اڈہ) میں سات دکانات بنام "ہینڈی کرافٹس شاپ" کھولی ہوئی ہیں ۔ جہاں گھریلو دستکاری کی اشیاء خریدی جاتی ہیں ۔ تاکہ ان دستکاروں کو اپنی مصنوعات کا صحیح معاوضہ مل سکے ۔

قالین بافی ۔ ملک کی اس وقت سب سے بڑی گھریلو دستکاری میں قالین بافی کا شمار ہوتا ہے۔ بیرونی ملک میں دستی قالینوں کی بڑھتی ہوئی مانگ کے پیش نظر کارپوریشن نے اس گھریلو صنعت کے فروغ اور ترقی کے لئے 75 مراکز قالین بافی کھولے ہوئے ہیں ۔ جہاں پر ہر مرکز میں 30 بچوں کو باقاعدہ قالین بافی کی تربیت دی جاتی ہے اور باقاعدہ ماہانہ وظیفہ بھی دیا جاتا ہے ۔ ان مراکز سے تربیت یافتہ بچوں کو مالی معاوضہ کا بھی پروگرام تیار کر لیا ہے ۔ تاکہ یہ بچے اپنا ذاتی کام شروع کر سکیں اور اس طرح دیگر لوگوں کے لئے روزگار بن سکیں یہ جملہ مراکز پنجاب کے دور دراز علاقوں میں قائم کئے گئے ہیں تاکہ سب علاقوں کے لوگ اس صنعت سے بہرہ اندوز ہو سکیں ۔ صنعت قالین بافی کی روز افزوں ترقی کو مدنظر رکھتے ہوئے کارپوریشن نے مالی سال 76-1975ء میں بہاولپور کے مقام پر ایک ایسی ٹریننگ انسٹیٹیوٹ قائم کر دی ہے جو کہ قالین بافی کے میدان میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے ۔ اس ادارہ میں قالین بافی کے ہر شعبے میں تحقیق کی جائے گی اور پوری صنعت کے لئے تربیت یافتہ پڑھا لکھا عملہ مہیا کیا جائے گا ۔

ڈیزائن سنٹر ۔ علاقائی فنون اور دیگر دستکاری کی ترقی کے سلسلہ میں کارپوریشن نے اپنا ایک ڈیزائن سنٹر بھی قائم کیا ہوا ہے ۔ جہاں پر نت نئے ڈیزائن تیار کئے جاتے ہیں اور عوام الناس میں تقسیم کئے جاتے ہیں ۔ تاکہ

لوگ اپنی مصنوعات ان جدید ٹھوائینوں میں تیار کر کے زیادہ سے زیادہ معاوضہ حاصل کرسکیں اس مرکز سے صوبہ بھر کے لوگ باقاعدہ فائدہ اٹھا رہے ہیں ۔

سروس سنٹرز ۔ ان اقدامات کے علاوہ کارپوریشن نے دیگر چھوٹی صنعتوں کی ترقی کے لئے گجرات ، سیالکوٹ ، وزیر آباد اور گوجرانوالہ ایسے اہم صنعتی شہروں میں سنٹر بھی قائم کئے ہوئے ہیں ۔ جہاں صنعت کٹلری ، کھیلوں کا سامان ، جفت سازی ، سامان چرم ، ظروف سازی ، پلاسٹک کا سامان تیار کرنے والے اداروں کو جدید مشینی ، میکانیکی اور تکنیکی سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں ۔ تاکہ گھریلو اور چھوٹے اداروں میں تیار کردہ مصنوعات کا معیار بلند کیا جا سکے اور وہ مصنوعات بیرون ملک برآمد کی جا سکیں ۔ گذشتہ سالوں میں ان مراکز کی معاونت سے گھریلو اور چھوٹی صنعتوں کی مصنوعات کی برآمدات میں کافی اضافہ ہوا ہے ان مرکز میں بھی دیگر مراکز کی طرح باقاعدہ ترتیب کا اہتمام ہے اور اہل علاقہ ان مراکز سے فائدہ اٹھا رہے ہیں ۔

دیہی مزدور ٹریننگ پروگرام ۔ صوبہ بھر کے دور دراز علاقوں میں دیہی کاریگروں کے معیار کو بلند کرنے کے لئے حکومت نے سال رواں میں دس ورکشاپ لگانے کا پروگرام بنایا ہے ۔ ان ورکشاپوں میں دیہی کاریگروں کو جدید اوزاروں اور مشینوں پر ٹریننگ دی جائے گی ۔ تاکہ ان کی مصنوعات کا معیار بلند ہو سکے ۔

تحصیل شکر گڑھ کے قصبات کو آٹے کی فراہمی

*7236 ۔ چوہدری مشتاق احمد ۔ کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ تحصیل شکر گڑھ کے قصبات شاہ پور ۔ بھنگو ۔ کنجروڑ ۔ نیتان کوٹ ۔ بھگا ۔ گمٹالہ ۔ بھیڑی کلاں ۔ نڈالہ سلہران بارہ منگا ۔ دردھو چک ۔ ٹھکریاں کلاں ۔ پھلوری التیوالی ۔ درمان ۔ رتوچک ۔ مسرور ۔ اخلاص پور بشمولہ مانگری وغیرہ ۔ شاہ پور بھنگو بشمولہ چھنیان ۔ ہریال جگیال کے لوگوں کو آٹا فراہم نہیں کیا جا رہا ہے جس سے وہاں کے لوگ سخت پریشان ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو حکومت کب تک مذکورہ دیہات کے لوگوں کو آٹا فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خوراک ۔ (خان محمد یار خان ارشاری) ۔ گندم کی نئی فصل مارکیٹ میں آچکی ہے اور کھلی منڈی میں گندم 36 روپے سے 37 روپے فی من باافراط دستیاب ہے ۔ اس لئے فی الحال متذکرہ دیہاتوں میں آٹے کے اجزا کی تجویز زیر غور نہیں ہے ۔

ضلع گجرات میں چینی کا کوٹہ

*7394 ۔ چوہدری منظور احمد : کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع گجرات میں 1972ء کی مردم شماری کے مطابق چینی کا کوٹہ نہیں دیا جا رہا ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں ؟

وزیر خوراک (خان محمد یار خان لاشاری) : ضلع گجرات کے شہری علاقوں میں چینی کا کوٹہ راشن کارڈوں پر اور دیہات میں 1972ء کی مردم شماری کے مطابق دیا جا رہا ہے ۔

ضلع سرگودھا کی شوگر ملوں سے بطور حبوب گنا رقوم کی وصولی

*7569 ۔ چوہدری منظور احمد : کیا وزیر خوراک از راہ بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ضلع سرگودھا کی شوگر ملوں سے 73-1972 میں کل کتنی رقوم بطور حبوب گنا وصول کی گئی تھی ۔

(ب) مذکورہ رقم میں سے کتنی رقم تحصیل سرگودھا اور تحصیل خوشاب کی ترقی کے لئے صرف کی گئی اور مذکورہ رقم سے مذکورہ تحصیلوں میں کون کون سی نئی سڑکیں تعمیر کی گئیں ۔ ان کے نام بتائے جائیں ؟

وزیر خوراک (خان محمد یار خان لاشاری) : (الف) مبلغ 120، 13،35 روپے ۔

(ب) مذکورہ رقم خرچ کرنے کی اجازت مالی سال 74-1973ء میں دی گئی ۔ اس سال تحصیل سرگودھا اور تحصیل خوشاب میں

ترقیاتی منصوبوں پر مبلغ 2,87,556 روپے خرچ کئے گئے اور مندرجہ ذیل سڑکیں تعمیر کی گئیں :-

تحصیل سرگودھا ۔

1- تعمیر سڑک از سرگودھا تا اچنالہ ۔
(لاگت مبلغ 1,86,400 روپے)

تحصیل خوشاب ۔

1 - تعمیر سڑک مٹھالوالہ تا چک نمبر 48 ایم بی ۔
(لاگت مبلغ 63,686 روپے)

2- تعمیر سڑک ثانی میل 9/6 خوشاب ۔
مظفر گڑھ سڑک تا چک نمبر 48 ایم بی ۔
(لاگت مبلغ 37,470 روپے)

کوآپریٹو بنکوں کے ملازمین کے لئے سروس رولز بنانا

*7588 ۔ چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر امداد باہمی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ پنجاب میں کوآپریٹو بنکوں کے ملازمین کے لئے کوئی سروس رولز نہیں بنائے گئے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ لاہور سنٹرل کوآپریٹو بنک اور جڑانوالہ سنٹرل کوآپریٹو بنک کے ملازمین کے سروس رولز عرصہ دو سال سے محکمہ امداد باہمی کے رجسٹرار کے پاس برائے منظوری پڑے ہوئے ہیں مگر مذکورہ افسر نے ابھی تک کوئی کارروائی نہیں کی ؟

وزیر امداد باہمی (خان محمد یار خان لاشاری) : (الف) : جی نہیں ۔ صوبہ پنجاب میں ہر ایک کوآپریٹو بنک نے اپنے ملازمین کے لئے سروس رولز اختیار کئے ہوئے ہیں ۔

(ب) لاہور سنٹر کوآپریٹو بنک اور جڑانوالہ سنٹرل کوآپریٹو بنک کے ملازمین کے ترمیم شدہ مجوزہ سروس رولز بعد غور و خوض منظور کئے جا چکے ہیں ۔

سکھو چک شکر گڑھ میں راشن ڈپو کا اجراء

*7711 ۔ چوہدری مشتاق احمد : کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ قصبہ سکھو چک تحصیل شکر گڑھ میں جس کی آبادی 12 ہزار نفوس پر مشتمل ہے عرصہ 3 ماہ سے آٹے کا راشن ڈپو نہیں ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کیا محکمہ خوراک مذکورہ قصبہ میں آٹے کا راشن ڈپو کھولنے کا ارادہ رکھتا ہے ؟

وزیر خوراک (خان محمد یار خان لاشاری) : جی نہیں ۔ قصبہ سکھو چک تحصیل شکر گڑھ میں اس وقت 3 راشن ڈپو کام کر رہے ہیں اور گذشتہ تین ماہ میں اس قصبہ میں مندرجہ ذیل مقدار میں آٹا جاری کیا گیا :-

	سیر من
مارچ 1976ء ۔	438—30
اپریل 1976ء ۔	427—20
مئی 1976ء ۔	225—00

راشن ڈپوؤں کو سرکاری گوداموں سے آٹے اور چینی کی فراہمی

*7753 ۔ سردار امجد حمید خان دستی : کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ وحدت مغربی پاکستان کے وقت 1968ء میں سرکاری گوداموں سے آٹا اور چینی کس بھاؤ راشن ڈپوؤں کو مہیا کئے جاتے تھے اور آج کل پنجاب میں کس بھاؤ پر مہیا کئے جا رہے ہیں ؟

وزیر خوراک (خان محمد یار خان لاشاری) ۔

سابقہ صوبہ مغربی پاکستان میں 1968ء میں نرخ		صوبہ پنجاب میں 1976ء میں نرخ	
آٹا	فی من بمعہ بوری پیسے روپے	آٹا	فی من بمعہ بوری پیسے روپے
جنوری 1968ء تا 6—12—68	18-62		34-58
7-12-68 تا 15-4-69	18-15		
	چینی		چینی
20-2-68 تا 14-11-68	64-00		
			159-00
15-11-68 تا 16-10-70	69-00		

گھٹیا گندم کی فراہمی

*7754 ۔ سردار امجد حمید خان دستی : کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ پنجاب میں پیدا ہونے والی گندم دوسرے صوبوں کے عوام کے کھانے کے لئے بھیجی جاتی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو 1973ء ، 1974ء 1975ء میں آج تک کل کتنی گندم پنجاب سے دوسرے صوبوں کو بھیجی گئی اور کتنی درآمدی گندم پنجاب کو ملی ۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ درآمد شدہ گندم کا معیار پنجاب میں پیدا ہونے والی گندم سے گھٹیا ہوتا ہے - اگر ایسا ہے تو پنجاب کے عوام کو گھٹیا گندم فراہم کرنے کی وجوہ کیا تھیں ؟

وزیر خوراک (خان محمد یار خان لاشاری) - (الف) : جی ہاں - بوقت ضرورت بھیجی جاتی ہے -

(ب) گندم کی مندرجہ ذیل مقدار سرکاری ذخائر سے دوسرے صوبوں کو بھیجی گئی -

سال 1973ء تقریباً 1,48,978 ٹن - سال 1974ء تقریباً 1,26,620 ٹن - سال 1975ء تقریباً 27,082 ٹن (28 - نومبر 1975ء تک)

درآمدہ گندم کی مندرجہ ذیل مقدار صوبہ پنجاب کو وفاقی حکومت نے مہیا کی -

سال 1973ء تقریباً 2,23,434 ٹن - سال 1974ء تقریباً 1,60,136 ٹن سال 1975ء تقریباً 3,93,000 ٹن (30 - نومبر 1975ء تک)

(ج) جی نہیں -

لاہور شہر میں راشن ڈپوؤں کی الاٹمنٹ

*7902 - بیگم ریحانہ سرور : کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ 1972ء سے لے کر 1975ء تک کل کتنے راشن ڈپو لاہور شہر میں الاٹ کئے گئے اور ان میں سے کتنے ڈپو ہولڈروں کے خلاف مقدمات درج کئے گئے نیز ان میں سے کتنے ڈپو بند کئے گئے اور کتنے نئے ڈپو بند کردہ ڈپوؤں کی جگہ کھولے گئے ؟

وزیر خوراک (خان محمد یار خان لاشاری) : لاہور شہر میں 1972ء سے لے کر 1975ء تک کل 727 ڈپو کھولے گئے - اس عرصہ میں مختلف الزامات کے سلسلہ میں 39 راشن ڈپوؤں کے خلاف مقدمات درج کئے گئے - جن میں

سے تین راشن ڈپوؤں کے خلاف مختلف عدالتوں سے مقدمات خارج ہو چکے ہیں ۔ باقی 36 ڈپوؤں میں سے 6 کے خلاف پولیس میں ابتدائی تفتیش ہو رہی ہے ۔ جبکہ 30 ڈپوؤں کے خلاف مختلف عدالتوں میں مقدمات زیر سماعت ہیں ۔ 39 میں سے 38 راشن ڈپوؤں کو معطل کیا گیا ۔ جن میں سے ایک ڈپو تا حال بند ہے ۔ 29 ڈپو مختلف عدالتوں کے جاری کردہ حکم امتناعی کی تعمیل میں اور 3 ڈپو جن کے مقدمات خارج کئے گئے اور 5 ڈپو تا فیصلہ عدالت بحال کئے گئے ۔ ان ڈپوؤں کی جگہ کوئی نیا ڈپو نہیں کھولا گیا ۔

چشتیاں میں ٹیکسٹائل ملز کی تنصیب

*7962 ۔ حافظ علی احمد اللہ : کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چشتیاں میں ٹیکسٹائل ملز کی تنصیب کے لئے لائسنس جاری کیا گیا تھا مگر لائسنس ہولڈر نے ابھی تک اس کی تنصیب نہیں کی ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ملز کی تنصیب کے سلسلہ میں لائسنس ہولڈر نے اب تک کیا اقدامات کئے ہیں ؟

وزیر صنعت (ملک محمد خالد) : (الف) یہ درست ہے کہ چشتیاں میں قادری ٹیکسٹائل ملز کی تنصیب کے لئے لائسنس جاری کیا گیا تھا ۔ مگر لائسنس ہولڈر نے کافی عرصہ سے اس کی تنصیب کا کام شروع کر دیا ہوا ہے ۔

(ب) ملز مالکان اس کی تنصیب کے لئے مندرجہ ذیل اقدام کر چکے ہیں :-

(1) غیر ممالک سے تمام مشینری درآمد کی جا چکی ہے ۔

(2) مشینری کی تنصیب وغیرہ کے لئے 75 فیصد بلڈنگ مکمل ہو چکی ہے ۔

(3) دیگر ضروری سہولتیں اور 52 فیصد پاکستانی مشینری مہیا کی جا چکی ہے۔

صوبوں میں شوگر ملوں کا قیام

*7975۔ ملک محمد اعظم : کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں کل کتنی شوگر ملیں ہیں اور وہ کہاں کہاں واقع ہیں۔

(ب) سال 1974ء اور 1975ء میں ان ملوں کی پیداوار علیحدہ علیحدہ کیا کیا تھی۔

(ج) کیا حکومت صوبہ میں مزید چینی کے کارخانے لگانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کہاں کہاں اور کب تک ؟

وزیر صنعت (ملک محمد خالد) : (الف) پنجاب میں کل تیرہ (13) شوگر ملیں ہیں ان کی تفصیل منسلک ہے۔

(ب) سال 75-1974ء کے گنا پیلنے کے سیزن میں ان ملوں کی کل پیداوار 2,21,479 ٹن تھی۔ موجودہ سال 76-1975ء میں جو ابھی تک جاری ہے 5۔ جون 1976ء تک کی کل پیداوار 3,18,141 ٹن ہے۔ علیحدہ علیحدہ ملوں کی پیداوار منسلک ہے۔

(ج) حکومت پنجاب چینی کے چھ مزید کارخانے لگانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ یہ کارخانے پسرور۔ پتوکی گوجرہ/سمندری۔ کمالیہ اور ضلع بہاولپور میں ہوں گے۔ چھٹا کارخانہ جو کہ پہلے کوٹ ادو میں لگ رہا تھا۔ اب ڈیرہ غازی خان میں جام پور میں قائم کیا جائے گا۔ ان کی تفصیل منسلک ہے۔

پنجاب میں موجود شوگر ملیں

1۔ راہوالی کوآپریٹو شوگر ملز راہوالی ضلع گوجرانوالہ۔

2 ۔ کوہ نور شوگر ملز لمیٹڈ جوہر آباد ضلع سرگودھا ۔

3 ۔ لیہ شوگر ملز لمیٹڈ مظفر گڑھ ۔

4 ۔ کریسنٹ شوگر ملز لمیٹڈ ضلع لائلپور ۔

5 ۔ حسین شوگر ملز لمیٹڈ جڑانوالہ ضلع لائلپور ۔

6 ۔ شاہ تاج شوگر ملز لمیٹڈ منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات ۔

7 ۔ لون شوگر ملز لمیٹڈ بھلوال ضلع سرگودھا ۔

8 ۔ حق سنز شوگر ملز لمیٹڈ جیھٹا بھٹا ضلع رحیم یار خان ۔

9 ۔ بہاولنگر شوگر ملز چشتیاں ضلع بہاولنگر ۔

10 ۔ آدم جی شوگر ملز لمیٹڈ دریا خان ضلع میانوالی ۔

11 ۔ یونائیٹڈ شوگر ملز لمیٹڈ صادق آباد ضلع رحیم یار خان ۔

12 ۔ ماڈرن شوگر ملز لمیٹڈ ضلع شیخوپورہ ۔

13 ۔ شکر گنج شوگر ملز لمیٹڈ ضلع جھنگ ۔

پنجاب میں شوگر ملوں کی 1974ء اور 1975ء کے (Crushing Season) کی پیداوار

شوگر کی پیداور (ٹنوں میں)

نمبر شمار	نام شوگر ملز	1974-75ء کرشنگ موسم	1975-76ء کرشنگ موسم
1.	راہوالی کوآپریٹو شوگر ملز راہوالی ضلع گوجرانوالہ	6480	7441
2.	کوہ نور شوگر ملز لمیٹڈ جوہر آباد ضلع سرگودھا ۔	18403	23082

3۔ لیہ شوگر ملز لمیٹڈ ضلع مظفر گڑھ	15178	211724
4۔ کریسنٹ شوگر ملز ضلع گجرات	17790	23763
5۔ شاہ تاج شوگر ملز لمیٹڈ منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات	30346	30943
6۔ حسین شوگر ملز چڑالوالہ ضلع لاہور	18259	22552
7 نون شوگر ملز لمیٹڈ بھلوال ضلع سرگودھا	24686	26792
8۔ حبیب سنز شوگر ملز لمیٹڈ چیٹھا بھٹا ضلع رحیم یار خان	15648	39286
9۔ بہاولنگر شوگر ملز چشتیاں ضلع بہاولنگر	15072	23106
10۔ آدم جی شوگر ملز دریا خان ضلع میانوالی	20091	24824
11۔ یونائیٹڈ شوگر ملز صادق آباد ضلع رحیم یار خان	10042	35236
12۔ ماڈرن شوگر ملز ضلع شیخوپورہ	21085	25527
13۔ شکر گنج شوگر ملز ضلع جھنگ	9083	18865
	2,21,479	3,18,141

پنجاب میں مندرجہ ذیل جگہوں پر نئے کارخانے لگائے جا رہے ہیں :-

نمبر شمار	نام شوگر ملز	محل وقوع	تخمیناً سال جب پیداوار شروع ہو گی
1۔	پتوکی شوگر ملز	پتوکی ضلع لاہور	1977ء کرشنگ سیزن

2۔	پسرور شوگر ملز	پسرور ضلع سیالکوٹ	" "	" "
3۔	کمالیہ شوگر ملز	کمالیہ ضلع لائلپور	1979ء	" "
4۔	بہاولپور شوگر ملز	احمد پور ایسٹ ضلع بہاولپور	1978-79ء	"
5۔	گوجرہ ۔ سمندری شوگر ملز	سمندری ضلع لائلپور	1979ء	" "
6۔	جام پور شوگر ملز	جام پور ضلع ڈیرہ غازی خان	1979-80ء	"

کواپریٹیو فارم سروس سنٹر جڑانوالہ کے کرایہ کی وصولی

*8124 ۔ چوہدری عبدالغنی : کیا وزیر امداد باہمی نشان زدہ سوال نمبر 6941 کے جواب کے جزو (ج) کے حوالہ سے جو مورخہ 27 ۔ نومبر 1975ء کو ایوان میں دیا گیا تھا ، از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا کواپریٹو فارم سروس سنٹر جڑانوالہ کا کرایہ مبلغ 1200 روپے وصول ہو چکا ہے ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور اس کی وصولی میں اور کتنی مدت درکار ہو گی ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ سنٹر میں مقیم پہلوانوں نے بلڈنگ کے فرشوں ، شیشوں اور بہت سی قیمتی چیزوں کو نقصان پہنچایا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی مرمت کا کون ذمہ دار ہے ؟

وزیر امداد باہمی (خان محمد یار خان لاشاری) : (الف) جی نہیں ۔ ڈپٹی کمشنر لائلپور نے سنٹر کی عمارت کے کرایہ کا تعین کرنے کے لئے مقامی مہتمم محکمہ عمارات کو لکھا ۔ مقامی مہتمم کے جواب آنے پر ڈپٹی کمشنر نے ریلیف کمشنر پنجاب سے کرایہ کی کل رقم جو 1980 روپے ماہانہ کے حساب سے 55,440 روپے بنتی

ہے کا مطالبہ کیا ہے ۔ رقم وصول ہونے پر کرایہ ادا کر دیا جائے گا ۔

(ب) جی ہاں ۔ مرمت کی ذمہ داری کے تعین کا فیصلہ ڈپٹی کمشنر لائلپور اور سنٹر کی انتظامیہ کے مابین سنٹر سے بہاریوں کے اخلاء کے بعد ہو سکے گا ۔

تحصیل پسرور میں شوگر مل کا قیام

*8219 ۔ صوفی نذر محمد : کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ میں حکومت جو شوگر مل لگا رہی ہے اس پر اب تک کتنا کام ہو چکا ہے اور کتنا ابھی بقایا ہے ؟

وزیر صنعت (ملک محمد خالد) : (i) پسرور شوگر ملز کی منظوری حکومت پاکستان نے 1974ء میں دی تھی ۔ اس کی تکمیل کے لئے مندرجہ ذیل کام ہو چکا ہے :۔

ملز مذکورہ کے لئے 154 ایکڑ اراضی پسرور سیالکوٹ روڈ پر 18/19 میل کے درمیان حاصل کر لی گئی ہے اور ابتدائی سروے مکمل کر لئے گئے ہیں ۔

(ii) ملز مذکورہ کی تکمیل کے لئے جو کام ہو رہا ہے اور بقایا ہے اس کی تفصیل ذیل میں درج ہے ۔ آج کل ملز اور کالونی کی تعمیر کے لئے ڈیزائن تیار ہو رہے ہیں جو جون 1976ء تک مکمل ہو جائیں گے ۔ اس کے علاوہ ملز کو مکمل کرنے کا دیگر پروگرام یہ ہے :۔

1۔ ملز کی تعمیر کا کام (سول ورک) اگست 1976ء سے شروع ہوگا ۔

2۔ مشینری کی سپلائی جولائی 1976ء سے شروع ہو کر جنوری 1977ء تک مکمل ہوگی (یہ مشینری ہیوی میکینیکل ورکس ٹیکسلا میں تیار ہو رہی ہے)

3۔ مشینری کی تنصیب کا کام نومبر 1976ء سے شروع ہو کر اکتوبر 1977ء میں مکمل ہو گا ۔

4- تبرپاتی سطح پر پیداوار نومبر 1977ء میں شروع ہو گی -

کوآپریٹو فنڈز اینڈ پراجیکٹس کو کوآپریٹو فارمنگ یونین کی طرف سے رقوم کی ادائیگی

*8265 - میاں خورشید انور - کیا وزیر امداد باہمی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی کالونی کوآپریٹو فارمنگ یونین خانیوال کے مبلغ 12,59,000 روپے کوآپریٹو فنڈز اینڈ پراجیکٹس کے ذمے ہیں -

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ یونین کے بار بار تقاضے کے باوجود یہ رقم ابھی تک ادا نہیں کی گئی -

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ رقم کی ادائیگی کے سلسلہ میں کیا اقدامات کر رہی ہے ؟

وزیر امداد باہمی (خان محمد یار خان لاشاری) : (الف) یہ درست ہے کہ مبلغ 12.59 لاکھ روپے کی رقم کوآپریٹو فنڈ اینڈ پراجیکٹس کو کوآپریٹو فارمنگ فنڈ سے ویسٹ پاکستان کوآپریٹو بورڈ کی وساطت سے منتقل ہوئی تھی - یہ رقم کوآپریٹو فارمنگ سوسائٹیز کی جمع شدہ ہے - جس کی نمائندگی کرتے ہوئے کالونی کوآپریٹو فارمنگ یونین خانیوال اس رقم کی واپسی کا تقاضا کرتی ہے -

(ب) یونین کے تقاضے جو کہ پہلی بار اگست 1974ء میں کیا گیا کے باوجود یہ رقم واپس نہیں ہو سکی - کیونکہ اس رقم کی واپسی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ چاروں صوبوں کے فنانس سیکرٹریوں کی کمیٹی اس بارے میں فیصلہ صادر نہیں کرتی -

(ج) فنانس سیکریوں کی کمیٹی نے فیصلہ کیا تھا کہ چاروں صوبوں

کے کوآپریٹو محکموں کے نمائندے کوآپریٹو ڈویلپمنٹ فنڈ اینڈ پراجیکٹس (جس میں کوآپریٹو فارمنگ فنڈ بھی شامل ہے) کی بیلنس شیٹ کا بغور تجزیہ کریں اور خاص طور پر اس امر کی تفصیل کریں کہ کوآپریٹو ڈویلپمنٹ میں رقوم کی آمد کے ذرائع کون کون سے ہیں چنانچہ اس فیصلہ کے مطابق نومبر 1974ء میں کوآپریٹو محکموں کے نمائندگان کا اجلاس ہوا ۔ جس میں اس امر کی تصدیق کی گئی کہ مبلغ 12.59 لاکھ کی رقم کوآپریٹو فارمنگ سوسائٹیز نے کوآپریٹو فارمنگ فنڈ کی شکل میں جمع کی تھی۔ اس اجلاس کی کارروائی کی نقل فنانس سیکرٹری حکومت پنجاب جو متعلقہ کمیٹی کے کنوینر ہیں کو ارسال کر دی گئی تھی تاکہ مذکورہ رقم کی واپسی کے متعلق کمیٹی فیصلہ صادر کر سکے جیسے ہی فنانس سیکرٹریوں کی کمیٹی اس بارے میں فیصلہ کرے گی اسی وقت رقم مذکورہ کی واپسی کے لئے مناسب ضروری اقدام کئے جائیں گے ۔

ضلع سرگودھا میں محکمہ خوراک کے سرکاری گوداموں میں خورد برد

*8318 ۔ ملک محمد اکرم اعوان : کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ 1975ء کے دوران ضلع سرگودھا میں محکمہ خوراک کے سرکاری گوداموں میں خورد برد کے کچھ واقعات ہوئے اور مذکورہ محکمہ کے چند اہلکاروں اور ڈپو ہولڈروں کو آٹا و چینی کی خورد برد کے سلسلہ میں ملوث پایا گیا ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ملزمان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ؟

وزیر خوراک (خان محمد یار خان لاشاری) : (الف) سال 1975ء میں ضلع سرگودھا میں محکمہ خوراک کے سرکاری گوداموں میں

خرد برد کا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا ۔ البتہ چار ڈپو ہولڈر آٹا اور چینی کی تقسیم میں بے ضابطگیوں میں ملوث پائے گئے جو کہ مجموعی طور پر سال ہائے 1973ء ، 1974 سے متعلق تھیں ۔ اس سلسلہ میں چھ اہلکاران محکمہ خوراک بھی ملوث پائے گئے۔

(ب) چاروں ڈپو ہولڈروں اور چھ اہلکاروں (ایک سپرنٹنڈنٹ ، ایک اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر فوڈ گرین انسپکٹر اور دو جونیئر کلرک) کے خلاف مقدمات فوجداری درج ہوئے۔ جبکہ ایک کیس ابھی زیر تفتیش پولیس ہے ۔ اس کارروائی کے علاوہ چاروں ڈپو ہولڈروں کی الاٹمنٹ منسوخ کر دی گئی ہے اور متعلقہ اہلکاروں کو ملازمت سے معطل کر دیا گیا ۔ ان کے خلاف محکمانہ کارروائی جاری ہے۔

شاہین آباد تحصیل سرگودھا میں شوگر ملز کا قیام

*8371 ۔ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں ۔ کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے تحصیل سرگودھا میں شاہین آباد کے مقام پر شوگر ملز قائم کرنے کا منصوبہ بنایا تھا ۔ اگر ایسا ہے تو مذکورہ منصوبہ کس مرحلہ پر ہے ۔

(ب) محکمہ صنعت نے منصوبہ مذکورہ کے لئے جو فزیبلٹی رپورٹ طلب کی تھی اس پر اب تک کیا کارروائی کی گئی ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کوٹ ادو، لڈیرہ [illegible] خان ۔ پسرور اور جھنگ کی فزیبلٹی رپورٹیں وہاں شوگر ملز قائم کرنے کے خلاف تھیں ۔

(د) اگر جزو (الف) و (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت شاہین آباد تحصیل سرگودھا میں شوگر ملز قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر صنعت (ملک محمد خالد : (الف) حکومت نے ایسا کوئی منصوبہ نہیں بنایا ہے ۔

(ب) چند عوامی نمائندوں کے اصرار پر پنجاب صنعتی ترقیاتی بورڈ نے زرعی نقطہ نظر سے Feasibility Study رپورٹ تیار کی تھی ۔ اس رپورٹ کی سفارشات کے مطابق موجودہ حالات میں شاہین آباد چینی کا کارخانہ لگانے کے لئے موزوں مقام نہیں ۔

(ج) اس بارے میں یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ ان جگہوں کے بارے Feasibility Study رپورٹ میں گنے کی کمی کی نشاندھی کی گئی تھی ۔ ساتھ ہی گنے کی پیداوار بڑھانے کے طریقے اور عوامل کا ذکر کیا گیا تھا ۔ موجودہ فیصلہ کے مطابق کوٹ ادو میں چینی کا کارخانہ نہیں لگایا جا رہا ۔

(د) حکومت پبلک سیکٹر میں شاہین آباد کے مقام پر چینی کا کارخانہ لگانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی ۔ کیونکہ منظور شدہ ملوں کے لئے جگہوں کا تعین پہلے ہی ہوچکا ہے ۔ اور ابھی کوئی مزید مل پبلک سیکٹر میں لگانا زیر غور نہیں ۔ البتہ پرائیویٹ سیکٹر میں ایک مل کی منظوری برائے لالیاں تحصیل چنیوٹ دی گئی ہوئی ہے ۔ جو شاہین آباد سے 13 میل دور ہے ۔

ضلع سرگودھا میں انڈسٹریل اسٹیٹ کا قیام

*8372 ۔ چوھدری ممتاز احمد کاھلوں : کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع سرگودھا میں آج تک انڈسٹریل اسٹیٹ قائم نہیں کی گئی ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 1972ء سے لیکر آج تک ضلع سرگودھا میں کوئی بھاری صنعت قائم نہیں کی گئی ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ علاقہ میں انڈسٹریل اسٹیٹ قائم کرنے اور

پاک سیکٹر میں بھاری صنعت لگانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر صنعت (ملک محمد خالد) (الف) یہ درست ہے ۔

(ب) یہ بھی درست ہے ۔

(ج) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے سرگودھا میں انڈسٹریل اسٹیٹ قائم کرنے کی تجویز پیش کی ہے جو حکومت کے زیر غور ہے ۔ لیکن یہ 1976-77 کے سالانہ ترقیاتی منصوبے میں شامل نہیں ہے ۔ جہاں تک ضلع سرگودھا میں بھاری صنعت کے قیام کا تعلق ہے اگر بھاری صنعت مراد ہے بنیادی صنعت ہے تو حکومت پنجاب کے ایسی صنعت سے قائم نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بنیادی صنعتیں وفاقی حکومت کے زیر انصرام ہیں ۔ لیکن اگر بھاری صنعت سے مراد بڑا کارخانہ ہے تو حکومت پنجاب کے ترقیاتی بورڈ نے ابھی تک صرف 6 چینی کے کارخانے اور 4 کپڑے کی ملیں لگانے کا منصوبہ بنایا ہے ۔ اس نے 6 چاول کے کار خانے لگائے ہیں ۔ ان میں سے کوئی ضلع سرگودھا میں نہیں ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ پروگرام محدود ہے ۔ اور یہ ممکن نہیں تھا کہ موجودہ وسائل کے پیش نظر ہر ضلع میں کارخانہ لگایا جائے ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

مخدوم حمید الدین

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مخدوم حمیدالدین صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> I have been unable and therefore I would not attend the assembly session, from the 11th of June to the 17th June,

1976. Leave may kindly be granted to me from the 11th of june to the 17th June, 1976. I will be grateful.

Thanking you.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر ایس سٹیفن

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر ایس سٹیفن ممبر صاحب صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

As I have to get my clothing etc from Rawalpindi to stay here in Lahore for the Session it is requested that I may be excused for my absence for Monday and Tuesday 21st and 22nd June, 1976. I hope my request would be granted.

Thanking you.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر عبدالحفیظ کاردار

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر عبدالحفیظ کار دار صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

As I have to go for urgent errant to Islamabad to day I should be gratful if you would kindly grant me leave of absence for Monday the 21st June 1976.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر بخشا رام

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر بخشا رام صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

مجھے بخار ہے ۔ اس لئے مجھے 21-6-78 سے لے کر 28-6-78 تک رخصت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

پنجاب کا میزانیہ بابت سال 1976-77ء

(بحیثیت مجموعی میزانیہ پر عام بحث) جاری

مسٹر سپیکر : اب مسٹر سٹیفن تقریر کریں گے ۔ لیکن ان کی تقریر سے پہلے مجھے کچھ کہنا ہے ۔ چوہدری عبدالغنی ایم۔پی۔اے اس وقت بیمار ہیں اور البرٹ وکٹر ہسپتال میں زیر علاج ہیں ۔ انہوں نے کئی فاضل اراکین سے کہا

ہے کہ ان کی جگہ انہیں تقریر کرنے کی اجازت دی جائے ۔ یہ ایک نئی روایت چل نکلے گی ۔ میں نے انہیں کہا تھا کہ ان کی تقریر میں پڑھ دوں گا ۔ تو ان کی تحریری تقریر میں پڑھ رہا ہوں ۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ صادقیہ نہر کا پانی 1937ء میں انگریز چیف انجینئر ڈارلے نے اڑھائی کروڑ روپے رشوت لے کر فروخت کر دیا اور ہیڈ گنڈا سنگھ کا پانی ہندوستان کو دے دیا جس کی وجہ سے صادقیہ نہر کی برانچ ھاکڑا رالٹ پر اثر پڑا اور 81 زرخیز چکوک کے رقبہ کو آب پاشی سے خارج کر دیا گیا ۔ پانچ ریسٹ ہاؤس اور پانچ سو مائینر بے کار ہو گئے کیونکہ اب تربیلا ڈیم کے پانی سے صرف اضلاع بہاولپور اور رحیم یار خان کو فائدہ پہنچے گا ، ضلع بہاولنگر کو پانی میسر نہ ہو سکے گا ۔ دوسری جانب رحیم یار خان ضلع پر سیم کا اثر زیادہ پڑ رہا ہے ، اس لئے اس کا پانی کم کر کے ضلع بہاولپور کی بہاول کینال میں ڈال دیا جائے اور بہاول کا پانی جو منگلا ڈیم سے مہیا ہوتا ہے ، صادقیہ نہر کو دیا جائے اور پھر صادقیہ نہر کو کشادہ کیا جائے ۔ اس طرح مذکورہ چکوک زرخیز ہو سکتے ہیں ، ان میں ہزاروں خاندان آباد ہو سکتے ہیں اور ۔ زمین لوگوں کو یہ رقبہ الاٹ کیا جا سکتا ہے ۔ کالجز اور سکولوں کے متعلق انہوں نے کہا ہے کہ فورٹ عباس میں گرلز انٹر کالج منظور کیا جائے اور اس پسماندہ حلقہ میں لڑکیوں کے لئے کم از کم چھ مڈل سکول اور لڑکوں کے لئے چار مڈل سکول منظور کئے جائیں ۔ اس کے علاوہ انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ کھچی والا ، مڑوڑ چک ، چک نمبر 319 (ایچ ۔ آر) اور چک نمبر 340 (ایچ ۔ آر) چاروں منڈیوں کے لئے بجلی فراہم کی جائے ۔ سڑکوں کے متعلق کہا ہے کہ چک نمبر 326 (ایچ ۔ آر) تا جرلیلی سڑک چک نمبر 333 (ایچ ۔ آر) آٹھ میل سڑک پختہ کی جائے کیونکہ لوگوں کو آمدورفت کے سلسلے میں دشواری کا سامنا ہے اور سڑک پختہ چکوک نمبر 318 ، 316 ، 330 ، اور 331 ، ایچ آر کے لئے منظور کی جائے ۔

اب مسٹر سٹیفن تقریر کریں گے ۔

مسٹر ایس سٹیفن : جناب سپیکر! میں آج اس معزز ایوان میں چند الفاظ پیش کرتے ہوئے فخر محسوس کر رہا ہوں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ہم پسماندہ اقلیتوں کے لئے 18 سال کے بعد یہ ایک تاریخی دن ہے ۔ 1958ء میں جب فوجی امریت اس ملک پر مسلط ہوئی تو اس وقت سے آج کے دن تک اقلیتوں کو ، جہاں تک ان کی نمائندگی کا تعلق تھا یا اس معزز ایوان میں اپنے مسائل پیش

متعلق آواز پہنچانے کا تعلق تھا ، ہمیشہ کے لئے اس حق سے محروم کر دیا گیا ۔ ہم اس سلسلے میں پیپلز پارٹی اور قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے بے حد ممنون ہیں کہ انہوں نے اپنے منشور ، جو انہوں نے 1970ء کے الیکشن میں پاکستان کے عوام کو دیا ، کے ایک ایک لفظ کو پورا کرنے کی ایمانداراند اور دیانت دارانہ کوشش کی اور خاص طور پر ہم اقلیتیں کبھی اس بات کو بھول نہیں سکتیں ۔ انہوں نے قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں اقلیتوں کو ایک مرتبہ پھر زندہ کر دیا ۔ جہاں تک ہمارے علاقائی مسائل کا تعلق ہے ، جو کہ پنجاب کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں ، ہمیں ابھی اتنا وقت نہیں مل سکا کہ ہم اپنے علاقوں کا دورہ کرتے اور ان تمام مسائل کو اکھٹا کرتے جو کہ اقلیتوں سے متعلق ہیں ، لیکن میں اپنے بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم پوری کوشش کریں گے کہ ان کے مسائل دیانتداری سے پیش کریں ۔ علاوہ ازیں دوسری جانب سے ہمارے ملک میں جمہوریت کے خلاف مہم چلائی جا رہی ہے ۔ دفعہ 141 کا ذکر بھی کیا گیا ہے ۔ میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ جمہوریت ایک ایسا طرز حکومت ہے جس میں ہر فرد کو ، جو کہ اس کے ساتھ منسلک ہو ، حصہ لینے کا حق ہوتا ہے ۔ آج سے پہلے جتنی بھی سیاسی جماعتیں اس ملک میں کار فرما رہی ہیں انہوں نے اقتدار کو اپنی مرضی کے مطابق ملک کے انتظام کے لئے استعمال کیا ۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ انہوں نے اقلیتوں کے متعلق یہ نہ سوچا کہ وہ بھی اس مشینری کے کل پرزے ہیں ۔ میں جناب ذوالفقار علی بھٹو کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں ، انہوں نے جمہوریت کی صحیح تعریف کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ محسوس کیا ہے کہ اقلیتوں کو مساوی حقوق دئے جائیں انہوں نے منشور میں وعدہ کیا تھا کہ ہر شخص کو ، جو ایک ملک کا شہری ہے ، مساوی حقوق دئے جائیں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے یہ اقدام کر کے اور آئین میں تبدیلی لا کر جمہوریت کی روح کو مکمل کر دیا ہے ۔ لیکن جہاں تک ملک کی سالمیت کا تعلق ہے میں یہ عرض کروں گا کہ جمہوریت سے مراد یہ نہیں کہ ہر شخص کو کھلی چھٹی ہو کہ وہ ملک کی سالمیت کے خلاف سازشیں کرتا پھرے یہ اقدامات جمہوریت کی مثال نہیں ہوتے ۔ اور حکومت وقت کا یہ فرض ہوتا ہے ۔ کہ وہ ایسے اقدامات کرے جن سے ایسی سازشوں کا ، جو ملک کی سالمیت کے خلاف ہوں ، قلع قمع کیا جا سکے ۔ میں حکومت وقت کو یقین دلاتا ہوں کہ جہاں تک ملک کی سالمیت کا تعلق ہے ۔ اقلیتیں پہلے

بھی اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانے کے لئے تیار تھیں ، اب بھی جب وقت پڑا ، ہم ملک کی سالمیت کے لئے خون کا آخری قطرہ تک بہادیں گے ۔ آپ ہمیں دوسرے بھائیوں سے پیچھے نہ پائیں گے ۔ جناب والا ۔ جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے ۔ میں نے عجلت میں اس کا کافی مطالعہ کیا ہے ۔ میں جب اس کا مطالعہ کر رہا تھا تو اقلیتی کانفرنس کے اقدامات جو ۔ قائد عوام نے وعدوں کی صورت میں اور بعد میں ایک تاریخی اعلان کی صورت میں ہم تک پہنچا دئے تھے ، بھی میرے سامنے تھے ۔ جہاں تک مرکزی حکومت کا تعلق ہے ۔ میں یہ کہوں گا کہ اقلیتیں ، خاص کر پنجاب کی اقلیتوں میں زیادہ سے زیادہ نصف لوگ پڑھے لکھے ہونگے جو باوقار کہے جا سکتے ہیں ۔ باقی اکثریت محنت کش ، غریب اور مزدور طبقوں سے تعلق رکھتی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ جب قائد عوام نے اپنی اس جدوجہد کو شروع کیا تھا ۔ تو اقلیتوں نے قائد عوام کا ساتھ دیا تھا کیوں کہ منشور ایسا دیا گیا تھا ۔ جو ان کی نجات کا باعث تھا ۔ جناب والا ۔ میں فخریہ کہتا ہوں کہ اقلیتیں اب اپنے آپ کو محفوظ سمجھ رہی ہیں ، اقلیتی ہفتے کا سب سے بڑا اثر ہم لوگوں کی ۔ اکثریت پر یہ ہوا اور یہ محسوس کیا گیا کہ اقلیتیں بھی پاکستان میں اہمیت رکھتی ہیں ۔ قائد عوام نے اپنے منشور میں استحصالی نظام کو ختم کرنے کا وعدہ کیا تھا ۔ اس حکومت سے پہلے کی حکومتوں کے افراد اب کہتے ہیں۔ کہ موجودہ حکومت اپنے منشور کو عملی جامہ پہنانے میں ناکام رہی ہے ۔ جب انقلاب آتے ہیں تو ان کے اثرات دور رس ہوا کرتے ہیں ۔ قائد عوام نے جو طریقہ کار شروع کیا ہوا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ اس ملک کے اندر ایک جدید ترقی یافتہ معاشرہ قائم کیا جائے۔ جہاں تک اقلیتی بھائیوں کا تعلق ہے ۔ مجھے دکھ ہے کہ اس ایوان میں استحصال پسند طبقے کا ذکر ہوتا رہا ہے لیکن کسی نے یہ نہیں سوچا کہ انسان کے ہاتھوں انسان کا ایسا استحصال ہو رہا ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کی گندگی اٹھاتا ہے ۔ اس سے بد تر استحصال کی مثال نہیں ملتی یقیناً جو اقدامات موجودہ حکومت کر رہی ہے ۔ ان سے اس کا مقصد یہ ہے کہ استحصال سے پاک معاشرہ قائم کریں ، جہاں اونچ نیچ اور چھوٹے بڑے کا سوال ختم کر دیا جائے ۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس ایوان کے اندر اور دوسرے ایوانوں میں ہمیں نمائندگی دی گئی ہے ۔ تو ہم سمجھے کہ یہ اقلیتی قوم کے لئے ایک انقلابی قدم کیا گیا ہے اور ہم امید رکھتے ہیں کہ اس ملک کے اندر دوسرے بھائیوں کے ساتھ مل کر برابری

یا مساوات حاصل کر سکیں گے ۔ میں موجودہ بجٹ کے متعلق زیادہ عرض نہیں کروں گا لیکن جتنی تقریریں میں نے سنی ہیں اور جتنا تھوڑا بہت اُس کو پڑھا ہے اس کے مطابق موجودہ بجٹ متوازن اور عوامی بجٹ ہے اور میں مبارک باد دیتے ہوئے اتنا ضرور عرض کروں گا کہ بجٹ تقریر میں جو بلاؤں کا ذکر کیا گیا ہے ۔ ان سے کچھ حصہ اقلیتوں کے لئے مقرر کر دیا جائے تاکہ وہ اس رعایت سے مستفید ہو سکیں کیونکہ ہمارے زیادہ لوگ بے گھر ہیں ، ان کے پاس اپنا کوئی گھر نہیں اور وہ اس کے زیادہ مستحق ہیں ۔ اسی طرح جناب والا ۔ سمال انڈسٹریز کے متعلق میں عرض کرونگا کہ ہمارے چھوٹے چھوٹے لوگ سمال انڈسٹری کا کام کرتے ہیں ، اگر ان کو انہیں کوئی پروفیشنل ٹریننگ دیا جائے تو ان کا ممنون ہوگا ۔ مرکزی حکومت نے اقلیتوں کے لئے 20 لاکھ روپے کے قریب فنڈز رکھے ہیں اور اقلیتی کانفرنس میں اس طرح پچاس ہزار روپے کا ایک اور اعلان کیا تھا جو کہ کلچرل کاموں کے لئے ہوں گے ۔ اس طرح اگر اس قسم کا کوئی اور قدم اٹھا لیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اقلیتوں کے لئے زیادہ اچھا ہوگا ۔ علاوہ ازیں میں اس ایوان میں ایک ضروری عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میڈیکل کالجوں میں پنجاب حکومت کی طرف سے ایک مخصوص کوٹہ مقرر کیا گیا تھا لیکن وہ کوٹہ صوبائی رابطہ کمیٹی کے ایک اجلاس میں ختم کر دیا گیا اور اس کو میرٹ کے basis پر کر دیا گیا ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں مرکزی حکومت کے بااثر افراد سے رابطہ قائم کیا گیا تو انہوں نے اس کی وجہ یہ بتائی کہ دوسرے صوبوں کی اقلیتوں نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ ان کو میرٹ کے مطابق نشستیں دی جائیں ۔ جناب والا ۔ میں اتنا ضرور عرض کرونگا کہ سندھ کے مسیحی اور ہندو تعلیمی اعتبار سے ، مالی اعتبار سے اور معاشی اعتبار سے پنجابیوں کے مقابلے میں زیادہ بہتر ہیں اور ہمارے ہاں کے طالب علم معاشی لحاظ سے کمزور ہونے کی وجہ سے دوسروں کے مقابلے میں وہ پوزیشن حاصل نہیں کرسکتے ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کرونگا کہ اگر اس کوٹہ اس وقت بحال کر دیا جائے جب تک ہمارے لوگوں کی مجموعی طور پر معاشی حالت بہتر نہیں ہو جاتی میں سمجھتا ہوں کہ اقلیتوں پر یہ بہت بڑی مہربانی ہوگی ۔

آخر میں میں پھر قائد عوام اور اس حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہوں ہمیں

جنہوں نے یہ موقع دیا کہ آج اٹھارہ سال کے بعد ہماری آواز اس ایوان میں سنائی دیتی ہے ۔ شکریہ ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر : مرزا فضل حق !

مرزا فضل حق : جناب والا ۔ میں حکومت پنجاب کے جوان سال وزیر خزانہ جناب ڈاکٹر عبدالخالق کو ایک متوازن ، معتدل اور متحرک بجٹ پیش کرنے پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں ۔ جناب والا ۔ یوں تو ایک دنیا ان کی اخلاق ، علمی اور ادبی خوبیوں کے لئے رطب اللسان ہے مگر میرا ان کے ساتھ ایک قلبی ارتباط ہے اور وہ یہ کہ میں اور وہ ایک ہی کالج میں اکٹھے پڑھتے رہے اور ایک ہی مادر علمی کی آغوش میں پروان چڑھے ہیں ۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی حکمت جلیلہ ہے کہ وہ ایک ڈاکٹر بن گئے ہیں اور میں ایک مریض ۔ لیکن یہ امر میرے لئے باعث فخر و انبساط ہے کہ ہمارے علاقہ پوٹھوار کی سنگلاخ سرزمین کا مایہ ناز سپوت جب اعداد و شمار کے بحر بے کران میں غوطہ زن ہوا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور جب ابھرا تو اپنے ساتھ ایک یادگار بجٹ لایا جس میں کوئی نیا ٹیکس نہ تھا اور جو رہتی دنیا تک ایک یادگاری بجٹ انشاء اللہ شمار ہوتا رہے گا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اس کے ساتھ ساتھ میں اپنے ملک کے عظیم صوبہ پنجاب کے ہر دلعزیز اور شریف النفس وزیر اعلیٰ جناب صادق حسین قریشی کی خدمت میں ہدیہ تشکر پیش کرتا ہوں کہ ان کی زیر سرکردگی ایک شاندار اور قابل قدر بجٹ اس مقدس ایوان میں پیش کیا گیا ہوں بجٹ کی حسن وقبح پر گذشتہ چار پانچ دنوں میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے مختلف فاضل اراکین نے سیر حاصل بحث کی ہے اور اعترافات بالکل پارٹی لائن کے مطابق تھے ۔ حزب اقتدار کے اراکین نے مبارک اور سلامت کے ڈونگرے برسائے اور حزب اختلاف نے بجٹ میں کیڑے نکالنے کی سعی ناکام کی ۔ مگر میں ان اعداد و شمار کے چنگل میں نہیں پھنسنا

چاہتا کیونکہ مجھے اپنی کم مائیگی کا احساس ہے لیکن بجٹ کے بارے میں میں اتنا ضرور عرض کرونگا کہ ۔

مشک آن است کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

اور جناب والا ۔ یہ جو بجٹ اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے یہ آئندہ سالوں میں پنجاب کے بالعموم اور پاکستان کے بالخصوص عوامی معاشرے پر اچھے اثرات چھوڑے گا جس کے لئے میں عرض کرتا ہوں کہ ۔

یوں ہی آتش فشاں کب جاگتے ہیں
زمین کروٹ بدلنا چاہتی ہے ۔
اور حدود صحن گلشن سے نکل کر
صبا گلیوں میں چلنا چاہتی ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ 1974ء میں جناب قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کی زیر قیادت مرزائیوں کا مسئلہ حل کیا گیا تو اس وقت اس اسمبلی میں بہت سی تقریریں ہوئیں اس میں میں نے اپنے دل کے ساتھ یہ عہد کیا تھا کہ اگر جناب ذوالفقار علی بھٹو اپنے حسن و تدبر کے باعث مرزائیوں کا مسئلہ خوش اسلوبی سے حل کر لیں تو کم از کم میں ضرور حزب اختلاف کو اور اپنی جماعت کو چھوڑ کر پیپلز پارٹی میں شامل ہو جاؤں گا ۔ اس سلسلہ میں راجہ منور احمد کی ترغیبات کا بھی بہت دخل تھا لیکن جناب والا ۔ میں یہ کہوں گا کہ ۔

میں ہوا کافر تو وہ کافر مسلمان ہو گیا

راجہ صاحب حقائق کو جھٹلانے میں اتنے بودے دلائل دیتے رہے کہ خود ہی سراپا تردید بن گئے اور جوش خطابت میں لکھی ہوئی تقریر اڑتے رہے حالانکہ اس ایوان کا دستور یہ ہے کہ لکھی ہوئی کوئی چیز یہاں نہیں اڑائی جا سکتی ۔ چہ جائیکہ تقریر ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ وہ تو چھپی ہوئی دستاویزات پڑھ رہے تھے ۔

مرزا فضل حق : جناب والا ۔ چھپی ہوئی ہے آپ کا کیا مطلب ہے ، پبلشڈ یا پروٹیکٹڈ ؟

جناب والا ۔ میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ ۔

اتنی نہ بڑھا پاکئی دامان کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

جناب والا ۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ میرے اور ان کے ضلع جہلم کے جن قیدیوں کا مسئلہ بڑے اچھے طریقے سے جناب قائد عوام نے حل کیا ۔ جناب والا ۔ اب اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ انتخاب میں دھاندلی ہو گی تو جناب والا ۔ میں ان کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر دھاندلی نہ بھی ہو تو بھی قائد عوام کا صرف یہ معرکہ کہ جنگی قیدیوں کو آبرومندانہ طریقے پر واپس لایا گیا ، اگر وہ اس کی مخالفت کریں تو جناب والا ۔ ان کی ضمانت ضبط ہو جائے ۔ اس کے علاوہ بھی میں کئی گزارشات کر سکتا تھا لیکن چونکہ وقت کم ہے ۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ ۔

کتنے ہی بے شمار سخن ہائے گفتنی
خوف فساد خلق سے ناگفتہ رہ گئے

مسٹر سپیکر : آپ کے پانچ منٹ باقی رہتے ہیں ۔

مرزا فضل حق : ساز اسے چھیڑ کہ تسلسل کا زبان ہوتا ہے ۔

جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ حزب اختلاف نے مختلف طریقوں سے بجٹ میں بالعموم کیڑے نکالنے کی کوشش کی اور گورنمنٹ کی ناکامیوں پر بالخصوص مہر ثبت کرنے کی کوشش کی ۔ اس سلسلے میں مجھے ایک مثال یاد آ رہی ہے جو میں عرض کرتا ہوں کہ ایک دفعہ کسی نے شیخ چلی کو پکڑ کر منبر پر کھڑا کر دیا کہ حضرت تقریر کیجئے اور ذرا مسلمانوں کو گرمائیے ۔ تو انہوں نے کہا اے لوگو ! دیکھو یہ تمہارے اوپر اللہ تعالیٰ کا بڑا کرم اور احسان ہے کہ اس نے ہاتھیوں کو پر نہیں دئے ۔ اگر وہ ہاتھیوں کو پر دے دیتا تو وہ اڑ کر آپ کی چھتوں پر بیٹھ جاتے اور آپ کی چھتیں نیچے بیٹھ جاتیں ۔ تو کچھ اس قسم کا طرز استدلال حزب اختلاف والوں نے یہاں پر جاری کیا ۔ اس پر مجھے ایک اور بات یاد آ گئی ہے کہ ایک دفعہ ایک تاجر نے سوچا کہ مینڈکوں کی تجارت کی جائے ۔ اس کا تعلق یقینی طور پر

حزب اختلاف سے ہو گا ۔ چنانچہ اس نے مینڈک پکڑے اور ٹوکری ۔ میں بند کر لئے ۔ اب جب لوگوں نے پوچھا کہ اس میں کیا ہے تو اس نے کہا کہ بھئی اس ٹوکری میں ڈڈو بند کئے ہوئے ہیں ۔ لوگوں نے کہا بیچتے ہو ۔ اس نے کہا کہ ہاں بیچتا ہوں ۔ تو انہوں نے کہا کہ دو ۔ اس نے ترازو نکالا لیکن جونہی وہ ترازو میں ڈڈو رکھتا تو وہ پھدک کر پرے جا پڑتا ۔ یہی حال اس وقت حزب اختلاف والوں کا ہو رہا ہے کہ جو بھی کوئی مرد میدان میں نکلتے ہیں تو وہ پھدک کر دوسری طرف جا پڑتا ہے ۔ اب پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ نے اس چار پانچ سال کے عرصے میں بہت کارنامے سرانجام دئے ہیں بالکل ایک حقیقت ہے لیکن ۔ وہ اس کارنامے کو سننے کے لئے تیار نہیں ۔ اس کے لئے میں صرف ایک تجویز پیش کرتا ہوں ۔ آپ سب لوگ اس چیز کے گواہ ہیں کہ میں یہاں دو تین سال حزب اختلاف میں بھرپور حصہ لیتا رہا ۔ اپنے ایمان اور یقین کے مطابق جو خدمت میں حزب اختلاف کی کر سکتا تھا میں نے کی اور اپنا فرض ادا کرتا رہا ۔ اس وقت یہ بات نکلی کہ میرے ضلع میں لڑکیوں کا ایک ہائی سکول بنتا ہے ۔ سوائے میرے تمام ممبر حضرات یعنی ایم این اے اور ایم پی اے صاحبان پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے تھے اور میں حزب اختلاف سے تعلق رکھتا تھا ۔ تو ہوا یوں کہ ان کو میں نے قائل کر لیا اور وہ اس بات پر رضا مند ہو گئے کہ جس جگہہ میں کہوں وہاں یہ ہائی سکول کھولا جائے ۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ پیپلز پارٹی پر مجموعی طور پر متعصبانہ جذبات کا الزام لگانا بالکل غلط ہے کیونکہ اس کا ثبوت یہ ہے کہ جہاں پر میں نے کہا کہ سکول کھولا جائے وہاں پر ہی سکول کھولا گیا حالانکہ 9 آدمی اس وقت حزب اقتدار سے تعلق رکھتے تھے اور صرف ایک میں حزب اختلاف سے تعلق رکھتا تھا ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا : "رسم دنیا بھی ہے موقع بھی ہے دستور بھی ہے" کہ کچھ اپنے علاقے کے مسائل جزوی طور پر یہاں پیش کئے جائیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے آدھا شعر پڑھا ہے ۔ بہر حال اچھا ہے آپ مصرعہ ہی پڑھ کر اکتفا کر گئے ہیں ۔

مرزا فضل حق : جناب والا ۔ کچھ مسائل تو ہر وقت موجود ہوتے

ہیں ۔ زندگی مسائل کا ایک مجموعہ ہے ۔ اگر اس میں مسائل ختم ہو جائیں تو ایک جمود طاری ہو جاتا ہے اور جمود کا نام موت ہے ۔ اس لئے مسائل تو ہر وقت موجود رہتے ہیں ۔ جناب والا ۔ میری عرض یہ ہے کہ تحصیل چکوال اور تحصیل جہلم کے کچھ مخصوص حلقوں میں پچھلے دنوں ژالہ باری ہوئی جس کی وجہ سے کھڑی گندم کی فصل کو نقصان پہنچا ہے ۔ اس سلسلہ میں جناب والا ۔ جب جناب وزیر اعلیٰ صاحب چکوال تشریف لے گئے تو ان کی خدمت میں میں نے عرض کی کہ اس علاقہ کو آفت زدہ قرار دیا جائے ۔ انہوں نے اس ضمن میں کچھ وعدہ فرمایا لیکن ابھی تک یہ تاہنواز رہ تشنہ تکمیل ہے ۔ میں جناب وزیر خزانہ کو یاد دلاؤں گا کہ اس بارے میں ضرور کچھ نہ کچھ کیا جائے اور ان لوگوں کی حق رسی فرمائی جائے ۔ اس کے علاوہ میرے حلقہ انتخاب میں ایک گاؤں پادشہان ہے جس کی آبادی کم از کم گیارہ بارہ ہزار کے قریب ہو گی ۔ وہاں پر لڑکیوں کا ایک مڈل سکول ہے اور ایک لڑکوں کا مڈل سکول ہے ۔ ان میں سے کوئی ایک سکول لڑکیوں کا یا لڑکوں کا ہائی کر دیا جائے تو اس سے ہم لوگوں کی کافی دل جوئی ہو گی ۔ جناب والا ۔ یہ مسئلہ میں پچھلے تین چار سال سے اس ایوان میں پیش کر رہا ہوں ۔ اس کے علاوہ چکوال والٹر سپلائی سکیم ہے ۔ تحصیل ہیڈ کوارٹرز چکوال شہر میں پانی کا مسئلہ پچھلے پانچ چھ سال سے حل نہیں ہوا حالانکہ وہاں اخراجات بھی کئے گئے ۔ میرا یہ خیال ہے کہ لوگ ان کو کھا پی گئے ہیں اور وہاں پر جو کھدائی وغیرہ کی ہے اس سے سوائے گڑ بڑ کے کوئی فائدے کا امکان نہیں ۔ لہذا اس پر بھی میں آپ کی توجہ مبذول کراتا ہوں کہ مہربانی کر کے اس مسئلے کو جلد از جلد حل کیا جائے ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ ایک مسئلہ سوئی گیس کا ہے ۔ گیس کی پائپ لائن چکوال شہر سے صرف ایک میل کے فاصلے پر ذرا سا curve دے کر کھیوڑہ پہنچائی گئی ہے اور یہ عشوہ طرازیاں کہ سوئی گیس کی لائن یوں ساتھ لپک کر ایک طرف ہو جاتی ہے ۔ اگر اس کو ایک میل کا فاصلہ طے کرا دیا جائے تو چکوال کے شہری دعا دیں گے ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ سول ہسپتال کا مسئلہ ہے ۔ چکوال میں ایک سول ہسپتال ہے جس میں لیڈی ڈاکٹر نہیں ۔ ہماری تحصیل کی آبادی کم از کم تین چار لاکھ نفوس پر مشتمل ہے ۔ اس لئے سول ہسپتال میں لیڈی ڈاکٹر

کا نہ ہونا عوام کے لئے کس قدر باعث تکلیف ہو گا اس سے تو آپ اچھی طرح آگاہ ہیں ۔

جناب والا ۔ ایک سڑک میرے گاؤں سلہال مغلاں سے ڈھڈیال تک جاتی ہے ۔ یہ تقریباً پندرہ میل کا ٹکڑا ہے جس کے لئے پچھلے تین چار سال سے واویلا کیا جا رہا ہے کہ اس کو مکمل کیا جائے اور پختہ کیا جائے ۔ اس سلسلے میں ڈسٹرکٹ کونسل نے اپنے ذرائع سے کوئی تین میل کا ٹکڑا پختہ کیا ہے لیکن 12 میل کا ٹکڑا ابھی تشنہ تکمیل ہے ۔ اس کے علاوہ ایک اور سڑک سلہال تا ڈھوڈا ہے ۔ میں نے اس کو اے ڈی پی میں شامل کرانے کے لئے تین چار دفعہ کوشش کی اور مجھے بتایا گیا کہ یہ سڑک اس میں شامل کی جا چکی ہے لیکن ابھی تک اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوا ۔ نا معلوم یہ کس سرد خانے میں ڈال دی گئی ہے ۔

جناب والا ۔ ایک اور مسئلہ گندم کا ہے ۔ میرا ضلع جہلم سارا بارانی ہے اور اس میں گندم بہت کم پیدا ہوتی ہے لیکن اس کے لئے گندم کا کوٹہ باقی اضلاع کے برابر ہے ۔ میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ میرے ضلع جہلم کے لئے جہاں سے ہزارہا فوجی پاکستان کی سرحدوں پر جان نثاری کے ساتھ وطن عزیز کی خدمت سر انجام دے رہے ہیں ، راشن میں کچھ نہ کچھ کوٹہ ضرور بڑھا دیا جائے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ میرا آبائی گاؤں سلہال مغلاں ، جو کہ ایک مشہور و معروف تجارتی شاہراہ پر واقع ہے اور علاقہ کا ایک بڑا قصبہ ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بڑا تجارتی مرکز بھی ہے ، باوجود مطالبات کے تا ہنوز بجلی کی روشنی سے محروم ہے ۔ جیسا کہ جناب والا کو علم ہے بجلی آج کل کے زمانے میں ایک ضرورت ہے نہ کہ تعیش کا سامان ۔ چنانچہ میرا بھرپور مطالبہ ہے کہ فی الفور بجلی کی تنصیب کا کام شروع کیا جائے ۔

جناب والا ۔ مطالبات کے شمار اور وقت کوتاہ مگر حق نیابت کی ادائیگی مجھے مجبور کرتی ہے کہ جناب والا ۔ کے توسط سے میں حکومت پنجاب کے کارپردازان کی خدمت میں گزارشات پیش کروں ۔ جناب والا ۔ میرے علاقہ

میں ایک مشہور گاؤں کالس ہے جہاں پر ایک ہائی سکول واقع ہے جس کی عمارت نہایت ہی خستہ حالی کا مرقع ہے جو فوری مرمت کا تقاضا کرتی ہے۔ جناب اس کی طرف بھی فوری توجہ فرمائی جائے۔ اس کے علاوہ میرے حلقہ انتخاب میں بہت سے حضرات فوج سے متعلق ہیں۔ جب وہ پنشن پر گھر بھیجے جاتے ہیں تو قلیل پنشن پر ان کا گزارہ مشکل ہوتا ہے جس کی بناء پر وہ گونا گون مشکلات سے دو چار ہو جاتے ہیں۔ اگر اس علاقہ میں چھوٹی گھریلو صنعتوں کا قیام عمل میں لایا جائے تو ان کی ایک اشک شوئی ہو سکتی ہے۔ مگر اس کے لئے فنڈ درکار ہیں۔ حکومت کو چاہئے کہ اس امر کی جانب بھی توجہ کرے۔

جناب والا۔ بجٹ میں لکہ اور سلیال ڈیم کے لئے رقم مخصوص کی گئی ہے جس کے لئے میں حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور وزیر خزانہ سے التماس کرتا ہوں کہ ان پراجیکٹوں پر جلد کام شروع کرایا جائے۔

جناب والا۔ تھانہ ڈومیلی میں ذرائع آمدورفت بالکل مفقود اور مسدود ہیں، بالخصوص موسم باران میں راستے بالکل نا قابل گزر ہو جاتے ہیں۔ اب ورلڈ فورڈ پروگرام کے تحت اس علاقہ میں سڑکیں بنانے کا کام شروع تو ہو چکا ہے مگر ہنوز تشنہ تکمیل ہے۔ اس سلسلہ میں بھی جناب والا۔ کی ذاتی توجہ درکار ہے۔

مسٹر سپیکر: مسٹر رستم خان بلوچ۔

مسٹر رستم خان بلوچ: جناب سپیکر۔ موجودہ بجٹ پر تقریباً تمام ممبر صاحبان نے سیر حاصل تقاریر کر لی ہیں اور بہت سے داد و تحسین کے الفاظ کہے گئے ہیں۔ میں ان الفاظ کا اعادہ نہیں کرنا چاہتا مگر اس اعداد و شمار کے مجموعے کی۔ جو ایک عوامی اور حقیقت پسندانہ بجٹ ہے، تعریف نہ کرنا بھی زیادتی ہے۔ میں اس بجٹ پر فاضل وزیر خزانہ، ایک شریف النفس اور محنتی وزیر خزانہ، کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا۔ میں دیہاتی علاقہ سے تعلق رکھتا ہوں اس لئے میں عرض

کرونگا اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ہماری 85 آبادی دیہات میں آباد ہے۔ انہی کی بدولت ہمیں شہروں میں رونق نظر آتی ہے اور چھوٹے چھوٹے کاشتکاروں کی بدولت جو کھیتوں میں کام کرتے ہیں وہ بھی اپنی زندگی بسر کر رہے۔ انکی طرف سابقہ حکومتوں نے کم توجہ دی۔ میں اس لئے بھی اپنی حکومت کو، قائد عوام کو اور وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے دیہات اور زراعت، جن کا چولی دامن کا ساتھ ہے، کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے لئے کسر اٹھا نہ رکھی۔ اس کے بعد میں عرض کرونگا کہ وزیر خزانہ نے نہایت خوش اسلوبی اور صحیح طریقے سے بجٹ پیش کیا ہے جس میں کسی بھی شعبہ میں کم رقم مختص نہیں کی گئی۔ تعلیم کے لئے اس دفعہ زیادہ سے زیادہ رقم مختص کی گئی ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ہم تعلیم کے بغیر ترقی نہیں کرسکتے اس لئے قائد عوام نے ہمیں ایک تجربہ کار وزیر صاحب بھی دیئے ہوئے ہیں جو ہر بات کو سمجھتے ہیں اور اس محکمہ کو بھی بہت اچھے طریقے سے چلا رہے ہیں۔ اس کے بعد مالیہ کی معافی کا رجحان بھی بہت اچھا ہے۔ چھوٹے کاشتکاروں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ یہ وہی کاشتکار ہیں جو ہماری پارٹی کے مددگار اور ریڑھ کی ہڈی ہیں مالیہ معاف کر کے قائد عوام نے ان کے دلوں کو جیت لیا ہے۔ کھاد کی قیمت میں جو کمی کی گئی ہے وہ ایک اچھا شگون ہے۔ میں عرض کروں گا کہ چھوٹے چھوٹے کاشتکاروں کو بجلی کے کنکشن دئے جارہے ہیں۔ اس کے لئے حکومت مبارک باد کی مستحق ہے۔ بجلی کے کنکشن کے حصول میں ان کو تھوڑی سی تکلیف ہے، اگر اس کو بھی دور کر دیا جائے تو وہ اور بھی خوش ہو جائیں گے اور بڑی محنت کے ساتھ کام کریں گے، ہمارا ملک ترقی کریگا اور وہ اس کے لئے دعا کریں گے۔ میں عرض کروں گا کہ اس دفعہ اللہ کے فضل و کرم سے ہماری گندم کی کاشت بہت اچھی ہوئی ہے اور اس کی پروکیورمنٹ بھی بہت محنت کے ساتھ ہوئی ہے۔ حکومت کا پندرہ لاکھ ٹن کا ٹارگٹ مقرر تھا۔ اس وقت تک گیارہ لاکھ ٹن procure ہو چکی ہے۔ چینی بھی اس دفعہ بہت زیادہ ہوئی ہے اور چاول بھی ٹارگیٹ سے زائد procure ہو چکے ہیں۔ حکومت کے پاس سٹوریج کم تھے اس لئے ہم اس کو سٹور نہ کر سکتے تھے۔ اس لئے وزیر خزانہ نے اس حد میں چار کروڑ روپے رکھ کر ایک ریکارڈ قائم کر دیا ہے۔ آج تک کسی حکومت نے بجٹ میں چار کروڑ روپے اس مقصد کے لئے مختص نہ کئے تھے۔ پروکیورمنٹ کے بعد سٹوروں کا جو مسئلہ تھا اب انشاء اللہ وہ

بھی حل ہو جائے گا اور ہم گندم کے معاملے میں خود کفیل ہو جائیں گے ۔ جناب والا ۔ بجٹ پر کافی بحث ہو چکی ہے اور میرے دوستوں نے کافی باتیں بیان کر دی ہیں ۔ پانچ مرلہ سکیم کے تحت غریبوں کو پلاٹ دیئے گئے ہیں ۔ یہ ہمارے منشور کا ایک بڑا اہم حصہ تھا جو مکمل ہو گیا ہے ۔ اس کے متعلق قائد عوام نے وعدہ کیا تھا ۔ جن لوگوں کو زمیندار گاؤں میں رہنے نہ دیتے تھے اور آئے دن ان کو دھکے مار کر نکال دیتے تھے ، ان کو پانچ مرلے زمین دے کر سرمایہ دار اور جاگیردار کے چنگل سے بچا لیا ہے ۔ جناب والا ۔ میں چند ایک اپنے علاقے کے مسائل عرض کرونگا اور امید کرتا ہوں کہ آپ ان پر توجہ فرمائیں گے ۔ جناب والا ۔ ہمارے ضلع میں انجینئرنگ کالج کھولا گیا اب معلوم ہوا کہ وہ عارضی ہے اور اس کو وہاں سے شفٹ کیا جا رہا ہے ۔ اور اس کو شفٹ کر کے لیکتلا لے جا رہے ہیں ۔ میری یہ استدعا ہے کہ اس کو وہیں رہنے دیا جائے کیونکہ وہ بڑے اچھے طریقے سے چل رہا ہے ۔ اس طرح 1952ء میں وہاں کیڈٹ کالج بھی کھولا گیا تھا لیکن بعد میں اس کو وہاں سے حسن ابدال شفٹ کر دیا تھا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس کو وہیں مستقل طور پر رہنے دیا جائے اور ہمارا ضلع صرف تجربوں کے لئے ہی مخصوص نہ کیا جائے ۔ جناب والا ! ضلع ساہیوال زرعی اعتبار سے ایک بہت اچھا سر سبز اور شاداب ضلع ہے ۔ اس کے لئے ہمیں ایک شوگر مل دی جائے ۔ اب جناب والا ! میں ایک گزارش کروں گا کہ میرے علاقے میں دریائے راوی پر نور شاہ کے قریب کشتیوں کا پل ہے جس سے لالہ موسیٰ اور ساہیوال کا فاصلہ صرف 96 میل رہ جاتا ہے اور اگر براستہ چیچہ وطنی لالہ موسیٰ جائیں تو 117 میل کا سفر ہے اور اگر براستہ اوکاڑہ جائیں تو سفر 85 میل بنتا ہے لیکن یہ سب سے شارٹ کٹ راستہ ہے اس لئے میری استدعا ہے کہ جب دریا میں تھوڑا سا پانی آتا ہے تو وہ کشتیوں کا پل ٹوٹ جاتا ہے اس لئے اس کو پختہ کیا جائے ۔ ساہیوال سے پتن تک ایک سنگل سڑک ہے جس پر ایک بس کا چلنا بھی بہت مشکل ہے ۔ اس سڑک کو کشادہ کیا جائے ۔ یہ صرف 19 میل کا ٹکڑا ہے ۔ قادر آباد سٹیشن سے دس بارہ گاؤں میں سیم ہو گیا ہے کسان صبح کو ہل چلا کر جاتے ہیں تو شام تک پانی پانی ہو جاتا ہے یہ اتنی گنجان آباد زمین ہے آپ اس کا پچھلا ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں ۔ تو اس سے یہ ثابت ہو جائیگا اس لئے جناب والا ! میری استدعا ہے کہ وہاں سیم نالے

کھودے جائیں ۔ اور اس زمین کو سیم سے بچایا جائے ۔ یہ بہت ضروری ہے اس پر فوری توجہ فرمائی جائے ۔ جناب والا ! ہماری حکومت نے تقریباً ہر گاؤں میں بجلی مہیا کرنے کا بندوبست کیا ہے ۔ میرے علاقہ میں ساہیوال سے لورشاہ تک 15 میل میں پول لگ گئے ہیں میری حکومت سے التجا ہے کہ ہمیں تار اگر مل جائے تو ہم بھی روشنی میں آجائے گے تو بہتر ہوگا جناب والا ۔ اتنے مسائل ہی کافی ہیں اگر یہ حل ہو جائیں تو غنیمت ہے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری ممتاز احمد کاہلوں

(نعرہ ہائے تحسین)

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب سپیکر ! معاشی بحران کے دور میں جبکہ اکثر ممالک اور صوبوں کے بجٹ افراط زر کی وجہ سے کافی حد تک مخدوش نظر آتے ہیں صوبہ پنجاب میں ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر میں اس ایوان کے ہر دلعزیز وزیر خزانہ جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب ، اور صوبہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ جناب صادق حسین قریشی صاحب اور ان کی کابینہ کے تمام رفقا کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ جناب سپیکر ۔ جس خوبصورت انداز سے گزشتہ سال کے deficit بجٹ کو جس میں تقریباً بیس کروڑ روپے کی کمی واقع تھی ، بغیر کسی نئے ٹیکس لگانے کے صرف adjustments کے ذریعے ان کو جس انداز سے ڈاکٹر صاحب نے cover کیا ہے اس میں انہوں نے اپنا لوہا منوالیا ہے کہ وہ بڑے اچھے اور کامیاب اکانومسٹ بھی ہیں ۔ موجودہ بجٹ کا سرسری اندازہ لگانے سے جو بات ہمیں سب سے پہلے نظر آتی ہے ، وہ یہ ہے کہ اس بجٹ میں تعلیم ، صحت، آب پاشی ، زراعت گندم کی سبسڈی پر خصوصی رقوم مختص کی گئی ہیں اور آپ دیکھیں کہ سابقہ سال سے بھی تقریباً کسی مد میں 25 فی صد اور کسی میں 22 فی صد کا اضافہ نظر آتا ہے ۔ اور جب ہم اپنے ریونیو receipts اور ریونیو expendture پر نظر ڈالتے ہیں تو اس سے مترشح ہوتا ہے کہ اس میں تقریباً دو کروڑ ، 1.97 کروڑ کی بچت ہے ۔ اور اس قلیل بچت کو اگر مد نظر رکھیں تو وزیر خزانہ نے جو سالانہ ترقیاتی پروگرام صوبے کے لیے بنایا ہے وہ 228.60 کروڑ کا ہے اور اس کے لئے خاص طور پر یہ ایوان اور صوبے کے عوام جناب قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کے ممنون ہیں کہ وہ تقریباً 327 کروڑ روپے کی خطیر رقم مہیا

on going اور نئے منصوبوں کے لئے اس صوبے کو دیں گے تب کہیں جا کر ہمارے یہ منصوبے پایہ تکمیل تک پہنچیں گے ۔ خاص طور پر اس لئے بھی وزیر خزانہ مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے نہ صرف گزشتہ سال کے انتظامی خرچ پر کڑی نظر رکھی ، بلکہ آئندہ سال کے لئے بھی ان کا یہ فقرہ جو انہوں نے پریس کانفرنس میں کہا ہے :

Every rupees would be spent for development of the Province.

تو ان کے عزم سے ظاہر ہوتا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا ایک ایک پیسہ جو ہمیں مرکز سے مدد ملے گی ، اور ہمارے اپنے وسائل کو دوسرے اخراجات کو squegs کر کے ہم خرچ کریں گے ۔ اس میں کسی قسم کی leakage نہیں ہوگی یا کوئی آدمی بدعنوانی کا مرتکب نہیں ہو سکے گا ۔ جناب سپیکر ۔ اس میں میں نے ایک بہت بڑی ذمہ داری سود کی دیکھی کہ ، لیکس کی واجب الادا رقوم میں کافی اضافہ ہوا ہے ۔ 75-1974 میں 3 ء 21 کروڑ تھی جو بڑھ کر 76-1975 میں 38ء31 ہو گئی اور شاید ہمیں آئندہ بھی کٹھن حالات سے دو چار ہونا پڑتا لیکن ہم پھر قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے ممنون ہیں جنہوں نے ہمارے صوبے کے 1 ء269 کروڑ کے خطیر قرضے کو writ off کر دیا ۔ جناب سپیکر ! اس سے اگلی مد جس میں بہت زیادہ اخراجات نظر آتے ہیں ، وہ غیر ترقیاتی اخراجات کی مد ہے جو 70ء445 روپے کے قریب ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ترقیاتی مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے غیر ترقیاتی اخراجات ضروری ہیں ۔ اور بہتر کار کردگی کے لئے ہمیں زیادہ افسروں کی ضرورت ہے اور اگر ہم اس نصب العین کو سامنے رکھیں تو پھر یہ کوئی بہت بڑی رقم تصور نہیں کی جا سکتیں ۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے سرکاری افسران اور تمام محکموں کے افسران میں یہ سپرٹ پیدا کریں کہ کن حالات میں ہم انہیں تنخواہیں دے رہے ہیں اور کن حالات میں یہ سہولتیں مہیا کی جا رہی ہیں یہ درست ہے ، جیسا کہ میں نے گزشتہ دنوں بھی اسمبلی میں گزارشات پیش کی تھیں کہ ہمارے سرکاری ملازمین کو مناسب سہولتیں ، یہاں تک کہ رہائشی سہولتیں بھی میسر نہیں ہیں اور جب تک اکثریت کو اس قسم کی بنیادی سہولتیں مہیا نہ کی جائیں جب تک انہیں ان تفکرات سے

آزاد نہ کیا جائے ، ان کی کار کردگی اس معیار تک نہیں پہنچ سکتی جس کے ہم متمنی ہیں ۔ لیکن جناب سپیکر ! اگر ان میں یہ سپرٹ ہم inculcate نہ کر سکیں ، کیونکہ میرا تصور یہ ہے کہ ان کو گائیڈ لائین ہم نے دینی ہے اور ہماری کابینہ کے وزرا نے جناب وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کی ہدایات کی کی روشنی میں اپنے محکموں کو یہ بتانا ہے کہ یہ ہمارا ٹارگیٹ ہے نہ کہ ہمارے افسران ہماری رہنمائی کریں ، نہ کہ ہم ان سے رہبری حاصل کریں اور اس صورت میں ان میں یہ سپرٹ پیدا نہ ہوگی اگر ان میں یہ شعور پیدا کرنے میں ہم ناکام رہے کہ وہ مشنری سپرٹ سے کام کریں ۔ تو پھر خواہ ان کی تعداد بڑھتی بھی چلی جائے ۔ خواہ ہم کار پوریشنیں بناتے چلے جائیں، جیسے کہ بڑی مشہور مثال ہے کہ اگر دودھ کو خالص رکھنے کے لئے ہم محتسب بڑھاتے چلے جائیں تو اس میں دودھ کم اور پانی کی مقدار بڑھتی چلی جائے گی ۔ اصل بات وہ سپرٹ اور وہ نصب العین ہے جس کے لئے ہم سب لوگ ، پاکستان کے عوام اور افسران بھی ، قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے زیر قیادت پیپلز پارٹی کے منشور کو صحیح معنوں میں اس ملک میں نافذ کرنے کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں ۔

جناب سپیکر ! سب سے اہم بات جس پر جناب وزیر خزانہ نے بھی زور دیا ہے ، ہماری زرعی ترقی انتہائی ضروری ہے اور جب تک ہم اپنے ملک کی پیداوار میں ، زراعت میں اضافہ نہ کریں گے ہم اپنے گول تک نہیں پہنچ پائیں گے ۔ اس کے لیے ایگریکلچر کے نتائج کافی حوصلہ افزا ہیں ۔ میں اس صوبے کے وزیر زراعت کو ، جو وزیر اعلیٰ ہیں ، خصوصی مبارک باد کا مستحق سمجھتا ہوں کہ وہ اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود دیہاتی علاقوں میں دورے کر کے کاشتکاروں سے مل رہے ہیں اور ان سے مل کر ان کی مشکلات کو حل کرنے کے لیے ہر وقت کوشاں ہیں جیسا کہ انہوں نے گندم کا 57 لاکھ سے 61 لاکھ تک ٹارگیٹ مقرر کیا گیا ہے ، چاول کے لیے بارہ لاکھ ٹن سے تیرہ لاکھ ٹن ٹارگیٹ بڑھا دیا ہے ، شوگر کے لئے 184 لاکھ ٹن پیداوار متوقع ہے اور کپاس میں ہم پچھلے سال کچھ پیچھے چلے گئے تھے اس کے لئے بھی انہوں نے سر توڑ کوشش کی ہے کہ آئندہ سال ہم ستائیس لاکھ گانٹھیں پیدا کرسکیں اور غالباً ساڑھے چالیس کروڑ کی جو رقم زراعت کو دی گئی ہے وہ پچھلے سال سے پچیس فی صد زیادہ ہے ۔

لیکن اس کے ساتھ میں یہ سمجھتا ہوں کہ دیہاتی علاقہ کی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ ہم وہاں زرعی صنعتیں قائم کریں تا کہ دیہات میں جو بے روزگاری ہے وہ ختم ہو سکے اور غربت اور افلاس کو دور کیا جا سکے۔ دوسری بات جو میں جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمارے کاشت کار میں ابھی تک صحیح اعتماد پیدا نہیں ہوا اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری محنت کا صحیح ثمر ہمیں نہیں مل رہا اور اس مہنگائی کے دور میں جب کہ ٹریکٹر ہمیں اتنے مہنگے مل رہے ہیں اور کھاد کی قیمتیں اور ادویات کی قیمتیں بہت زیادہ ہیں ان کے مقابلہ میں ہمیں جو معاوضہ دیا جا رہا ہے وہ بہت کم ہے۔ یہ ابہام ہے جو ہم دیکھ رہے ہیں کہ بہت سے لوگ اپنی زمینیں بیچ بیچ کر شہروں میں آ کر زمینیں بنا رہے ہیں۔ یہاں آ کر وہ سمجھتے ہیں کہ انہیں زیادہ سہولیات میسر ہیں اور وہ زیادہ اچھے طریقہ سے اپنی زندگی گزار سکتے ہیں تو اس کو روکنے کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ ہم جس پر پہلے اتنی زیادہ محنت کر رہے ہیں اس کو اور زیادہ مد نظر رکھا جائے۔ اور وہاں زرعی صنعتیں قائم کریں۔ زرعی سیکٹر میں بڑی گنجائش ہے اور اس کے ساتھ ساتھ گھریلو صنعتیں بھی ہو سکتی ہیں۔ دوسری بات جو جناب سپیکر۔ میں ضروری سمجھتا ہوں وہ ایگریکلچر کے علاوہ انڈسٹریل ڈویلپمنٹ ہے، اس کے متعلق اگرچہ سنا ہے کہ ہمارے انڈسٹری کے وزیر صاحب بڑی بھاگ دوڑ کر رہے ہیں اور اس لئے وہ یورپ کے مختلف ممالک میں بھی گئے ہوئے ہیں تا کہ صوبہ کی صنعت کو ترقی دی جا سکے۔ لیکن جناب والا۔ میں نے دیکھا ہے کہ جو صنعتیں مرکز کے پاس ہیں ان کے نتائج تو قدرے اچھے ہیں مثلاً سیمنٹ کی صنعت، فرٹیلائزر، اب تو گھی بھی ان کے پاس ہے سیفٹی ماچس اور سگریٹ وغیرہ لیکن جو صنعتیں ہمارے صوبے کے پاس کنٹرول میں ہیں درمیانے درجے کی صنعت یا سمال انڈسٹری، سرجیکل انسٹریومنٹ لے لیں 71-1970ء میں دس فیصد کا اضافہ رکھا گیا تھا مگر بمشکل تین فیصد کا اضافہ ہوا۔ جناب والا۔ اس میں خصوصی توجہ کی ضرورت ہے اور یہ حالات سے واقف ہیں چونکہ یہ محکمہ صنعت کے انچارج بھی رہے ہیں اور انہیں وزیر صنعت کی رہنمائی کرنی چاہئے۔ ٹیکسٹائل انڈسٹری کو لے لیں وہ بھی بحران کا شکار ہے اور اس کا حل شائد ہمیں اپنے منشور کے مطابق کرنا پڑے لیکن بہر حال یہ ہمارے لئے غور طلب ہے۔ جناب سپیکر۔ ایک بات جو میں آپ کے نوٹس میں اور وزیر

غزالہ صاحب کے نوٹس میں اور تمام وزراء کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ اس اسمبلی میں پرائیوٹ ممبر کے ہے اس میں ممبران اپنی پرائیوٹ حیثیت میں وہ بل پیش کرتے ہیں جو معاشرے کی اصلاح کے لئے ضروری سمجھتے ہیں اور اس میں آپ کے محکمے اپنے تاثرات بھیجتے ہیں اور وہ اس لئے ہوتے ہیں کہ بل کو اگر اسمبلی نے پاس کیا ہے یا منظور کیا ہے یا سٹینڈنگ کمیٹی نے اس کی سفارش کی ہے یا آپ کے محکمے نے ضروری سمجھا ہے تو آپ کیبنٹ میٹنگ میں اس پر غور کریں ۔ یہ نہیں کہ ان سب کو ایک کمرے میں اس طرح دفن کرتے چلے جائیں اور اس طرح جو قراردادیں یہاں پیش ہوتی ہیں اور جو عوامی مفاد کی ہوتی ہیں اور متفقہ قراردادیں یہاں پاس ہوتی ہوتی ہیں ان پر بھی آپ کیبنٹ میٹنگ میں غور کریں اور جو عوام کے مفاد میں ہے اس پر آپ عمل کریں اور جس پر آپ عمل نہیں کر سکتے اس کو ایوان میں واپس لائیں اور ممبران کو بتایا جائے کہ اس پر عمل نہیں ہو سکتا ۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے حاجی سیف اللہ خان صاحب نے ایک تحریک استحقاق پیش کی تھی ۔ وہ ایک ایس ۔ سی ۔ کے خلاف تھی اور استحقاق کمیٹی کی متفقہ رپورٹ تھی کہ اس آدمی کو نہیں رہنا چاہئے کیوں کہ یہ کلنک کا ٹیکہ ہے اور اس کو ملازمت سے برطرف کرنا چاہئے ۔ آج تک اس کا کوئی پتہ نہیں چل سکا کہ اس کا کیا ہوا ہے نہ ہی کسی وزیر صاحب نے بتایا ہے اور نہ ہی سپیکر صاحب نے بتایا ہے اور اس میں یہ کہہ دینا کہ رولز یہ ہیں اور اس کے مطابق ہم چلتے ہیں ، اگر عوامی مفاد کا کوئی پہلو ہے اور آپ کا کتابچہ اسے پورا نہیں کر سکتا تو پھر یہ آپ کی اخلاقی ذمہ داری ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب سپیکر ۔ فاضل ممبر صاحب نے ایک لفظ استعمال کیا ہے کہ سپیکر صاحب نے نہیں سمجھا اس کو واپس لے لیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : انہیں اس بات کا حق حاصل ہے کہ میری کوتاہیوں کی نشاندہی کریں ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : سپیکر صاحب ہمارے بزرگ ہیں اور انہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ اس چار سال کے عرصہ میں واقعی وہ اس کے اہل ہیں اور یہیں یہ ان کے نوٹس میں لا رہا ہوں اصل میں سپیکر صاحب تو ہمارے

حقوق کے نگہبان ہیں ۔ میں اپنے دوستوں سے صرف یہ کہنا چاہتا کہ جو کام عوام کے مفاد میں ہے اس پر کارروائی کرنی چاہئے ۔ میٹنگ کرنی چاہئے اور انہیں بتانا چاہئے ان کی عزت نفس کو بحال کرنے کے لئے کوئی کارروائی کرنی چاہئے اور اب بھی جناب سپیکر ۔ میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ ان تمام بلوں کو تمام قراردادوں کو نکلوائیں اور رات کو بیٹھ کر کام کریں کیوں کہ یہ عوام اور صوبہ کے مفاد میں ہے ۔ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کا بھی یہی حکم ہے اور جو چیزیں عوامی مفاد میں ہیں ان پر عمل درآمد کروانے کے لئے منصوبے بنائیں ۔ جناب والا ۔ پانچ مرلہ سکیم جناب ذولفقار علی بھٹو صاحب کی ہدایات کے مطابق نافذ کی گئی ہے یہ ایک بہت بڑا انقلابی قدم اور تاریخی کارنامہ ہے ۔ سابقہ سال دو کروڑ روپے اور آئیندہ سال کے لئے تین کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے ۔ اس میں بھی جناب سپیکر ۔ کافی کام ہوا ہے اور ہو رہا ہے ۔ لیکن یہ کام بھی ہماری انتظامی کوتاہیوں کی وجہ سے دگرگوں ہے ۔ بلکہ ہمارے لئے وہ باعث بدنامی بھی ہے لوگوں کو سندات تقسیم کر دی گئی ہیں اور آج تک انہیں قبضہ نہیں ملا ۔ تحصیل شاہ پور میں ایک موضع گوندل ہے ۔ میں جناب وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس پر خصوصی توجہ دیں ۔ گوندل کے موضع میں تقریباً ستر خاندان غریب لوگوں کے ہیں جو تین صدیوں سے ہر قسم کی جائز ضروریات سے محروم ہیں اور استحصال زدہ ہیں اور اس علاقہ کے لوگوں نے قائد عوام کی انقلابی تحریک میں زبردست حمایت کی تھی ۔ ان لوگوں کو جب پانچ مرلے سکیم کے تحت پلاٹ دینے کی باری آئی تو سرکاری زمین کے پلاٹ بنائے گئے اور انہیں نمبر تک آلاٹ کر دئے گئے لیکن اس گاؤں کے رہنے والے جاگیردار جو الیکشن کے زمانے میں ہم سب کے دشمن تھے ۔ لیکن اب انہوں نے ہماری پیپلز پارٹی میں شمولیت کا اعلان کر دیا اور اس کے بعد انہوں نے اس زمین پر قبضہ کر لیا ہے اور آج تک وہ بیچارے ستر خاندان آسمان کے نیچے پڑے ہوئے ہیں ۔ اگر اب بھی کوئی آزمائش کا وقت آیا تو یہی لوگ ہمارا ساتھ دیں گے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اس لئے میں گزارش کروں گا کہ وہ جاگیردار اپنے اثر و سوخ سے ناجائز دباؤ ڈال رہے ہیں ۔ میں یہ کہوں گا کہ ان سے قبضہ لے کر ان ستر خاندانوں

کو وہاں آباد کیا جائے۔

جناب سپیکر ۔ اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ سرگودہا میں 1971ء سے جب ہماری پارٹی برسراقتدار آئی ہے کوئی بھاری صنعت قائم نہیں کی گئی ۔ کوئی کارخانہ قائم نہیں کیا گیا ادہر وقت کی کمی ہے اور ادہر میں میں وزیر خزانہ کی توجہ بھی چاہتا ہوں ، آپ کم از کم اتنا موقع ضرور دیں کہ ہمیں اپنے ضلع کے مسائل پیش کر سکوں اور میں ان سے گزارش کروں گا ۔

گل پھینکے ہیں اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادہر بھی

ہمارے تمام ایم ۔ پی ۔ اے ۔ نے ملکر درخواست دی کہ سرگودہا تحصیل کو ایک شوگر مل کی ضرورت ہے اور یہاں انہوں نے رپورٹ کے لئے ایک آدمی کو بھیجا اور ساری رپورٹ اس نے تیار کی کہ اتنا گنا یہاں پیدا ہوتا ہے اور مل یہاں چل سکتی ہے ۔ اس کے مقابلہ میں چھ ملیں اس صوبہ میں لگائی گئی ہیں اور آج کل ایک مل پر بیس کروڑ روپیہ خرچ ہوتا ہے اور جس جگہ مل چل نہیں سکتی اس کا مطلب ہے وہاں آپ بیس کروڑ روپیہ دفن کر دیں گے ۔ رپورٹ موجود ہے کہ ان ان مقامات پر اتنا گنا پیدا نہیں ہو سکتا کہ وہ مل کو چلا سکیں ۔ جب ان سے پوچھتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ تو سیاسی دباؤ ہے ، اس لئے یہاں مل قائم کی جا رہی ہے ۔ جناب سپیکر ۔ یہ قوم کے ساتھ بہت بڑی دشمنی ہے کہ آپ ایک غلط جگہ پر بیس کروڑ روپیہ دفن کر دیں ۔

مسٹر سپیکر : صوفی نذر محمد ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب سپیکر ۔ صرف دو منٹ اور دیئے دیں ۔

مسٹر سپیکر : وقت اصل میں بہت کم ہے اور ممبران نے بھی تقریریں کرنی ہیں ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب سپیکر - یہ تو میری بد قسمتی ہے لیکن یہی کہہ سکتا ہوں کہ -

ہمارے ظرف ہی انعام کے قابل نہیں ورنہ
لنڈھائے خم کے خم کیوں غیر پہ منصف ہو گر ساقی

اب میں صرف ایک ہی درخواست کروں گا کہ سرگودہا انڈسٹریل اسٹیٹ کی سفارش اس زمانہ سے چل رہی ہے جب نواب آف کالا باغ اس صوبہ کے گورنر تھے اور اس کے لئے وزیر اعظم صاحب کو بھی درخواستیں دی گئیں - میں ان سے ملا بھی تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ ہاں یہ ضرور ہے - پہلے تو یہ کہا گیا کہ وہاں الر گیس ہے اس لئے صنعت نہیں لگ سکتی - میں نے کہا کہ الر گیس تو سرگودھا شہر کے ساتھ ہے اور ضلع سرگودہا کا رقبہ بہت بڑا ہے - آپ کسی بھی جگہ پر قائم کر دیں ، پھر جب میں نے پلین دیکھا اور اس سوال کا جواب دیکھا تو کہتے ہیں کہ ضرورت ہے لیکن نہیں کر سکے ہیں - جناب سپیکر - ہماری سیٹلائیٹ ٹاؤن سکیم مکمل ہو چکی ہے - اس کے لئے میں وزیر اعلیٰ کو مبارکباد دیتا ہوں ، اس کے بعد یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ صوبہ پنجاب کے پانچوں ڈویژن میں پانچوں کے ہیڈ کوارٹر پر میڈیکل کالج دئے گئے ہیں لیکن سرگودہا کو نظر انداز کر دیا گیا ہے - یونیورسٹی کے قیام کے لئے نور خان کے عہد میں جب وہ گورنر تھے تو ان کی سفارشات نور خان سفارشات کے نام سے مشہور تھیں انہوں نے کہا تھا کہ دو یونیورسٹیاں فوراً قائم ہونی چاہئیں - ایک ملتان میں اور ایک سرگودہا میں ، جناب والا - پتہ نہیں سرگودہا کے عوام کا کیا قصور ہے انہیں پھر نظر انداز کر دیا گیا ہے - جناب والا - میونسپل کمیٹی سرگودہا کی حالت انتہائی دگر گوں ہے اس کے متعلق سوال بھی کیا گیا اور اس کا جواب بھی دیا گیا ، 20لاکھ روپے کی ضرورت ہے ہم غور کر رہے ہیں ، ان کو وسائل میسر نہیں ہو رہے ، لیکن جو کچھ میں نے دیکھا ہے اس کی allocation نہ ہے - طالب والے کا پل جو سرگودہا اور لاہور کو ملاتا ہے اس کے بارہ میں وزیر خزانہ کا شکر گزار ہوں لیکن اس کا حشر اس طرح کا نہ ہو کہ دو سال چلے بھی اس کو رکھا گیا تھا - بجٹ میں allocation ہوئی - پتہ نہیں کہاں ڈوب گئی - وہاں پر ایک قدم بھی نہ اٹھا گیا - اب گزارش کروں گا کہ یہ جلدی کریں ، جناب والا - وہاڑی اور قصور کو اضلاع بنا دیا گیا ہے اور ہم متواتر دو سال

سے چیخ رہے ہیں کہ خوشاب تحصیل کا رقبہ وہ بھوزہ ضلع سے زیادہ ہے اور اگر سرگودہا اور جھنگ کے اضلاع کو ملا دیا جائے۔ تب بھی خوشاب کا رقبہ زیادہ ہے۔ اس کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ اس کے لئے بھی کچھ نہ کچھ ہونا چاہئے۔ جناب سپیکر۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ صرف یہ عرض کروں گا کہ صوبے کے اسسٹنٹ پبلک پراسیکیوٹر اور پبلک پراسیکیوٹر کو جو مراعات دی گئی ہیں وہ وہی ہیں جو کہ 1935ء میں دی گئی تھیں، آپ ان پر غور کریں، ان پر زیادہ توجہ دیں ان کا سٹینڈرڈ کیا ہے وہ کس طرح سے گورنمنٹ کے مقدمات میں بحیثیت ایک سرکاری وکیل کے 50-50، اور 20-20 لاکھ روپے کی ملیت کے مقدمات کی پیروی کرتے ہیں، اور آپ انہیں صرف 100 روپیہ فیس دیتے ہیں اس پر خصوصی توجہ دیں۔ جناب سپیکر۔ ہماری بار ایسوسی ایشن جنہوں نے اس ملک کے قیام اور استحکام کے لئے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ پیپلز پارٹی کی انقلابی تحریک کو آگے بڑھانے کے لئے انہوں نے کام کیا۔ ہمیں ان کا ضرور خیال رکھنا ہو گا۔ اس ملک کے وکلا کی یہ حالت ہے کہ دنیا میں جہاں کہیں بھی استحصال ہوتا ہے وہ اس کے خلاف سینہ سپر ہوتے ہیں، لیکن یہ قدرت کی ستم ظریفی ہے کہ اس پیشہ پر جو ظلم و ستم ہو رہا ہے۔ وہ اس پر احتجاج بھی نہیں کر سکتے ہیں سرگودہ بار کے لئے ایک کالونی منظور کی گئی تھی اور ایک بار ایسوسی ایشن کے کارک کے لئے بھی گزارش کی گئی تھی۔ وہ تجویز فائلوں میں پڑی ہوئی ہے۔ اس کو بھی نکالا جائے۔ اس طرح سے جناب والا۔ سرگودہا کے صحافیوں کے لئے بھی ایک کالونی منظور کی گئی تھی۔ بلکہ ہمارے سابقہ تین وزراء اعلیٰ نے بھی صحافیوں کو کہا تھا کہ آپ کو کالونی دیں گے۔ اب ان کو صرف وعدہ کر کے ٹالا جا رہا ہے۔ کہ جو جو سکیمیں ہیں اس میں آپ کے لئے 5 فیصد رکھے جائیں گے۔ صحافیوں کا پیشہ ایک جہاد ہے یہ بڑا ضروری ہے اس کو اہمیت دیں، اور ان کے لئے ایک علیحدہ کالونی منظور کریں اس کے بعد جناب والا۔ لریکٹر اور ٹیوب ویل اور شجرکاری کے لئے سرگودہا پاکستان کا کیلیفورنیا کہلاتا ہے۔ وہاں پر ایک بھی انڈسٹری قائم نہیں کی گئی ہے۔ اس کے لئے توجہ کی ضرورت ہے۔ تعلیم کے متعلق میں چھوڑ دیتا ہوں کیوں کہ آپ مجھے وقت نہیں دیں گے۔ سڑکوں کے لئے جناب گزارش یہ ہے کہ ایک سرگودہا سے سلالوالی روڈ ہے۔ جناب لشاری صاحب گئے تھے انہوں نے ایک ڈی۔ او۔ لکھا تھا اور جناب وزیر خزانہ نے بھی اس پر سفارش

کی تھی اور جناب وزیر مواصلات کے پیش ہوئی ۔ انہوں نے اس بارہ میں لکھا کہ کشمیری بازار سے موہڑا شریف اور سرگودہا سے سلانوالی روڈ This is a must لیکن اس کا کیا اثر ہوا ۔ وزیر خزانہ صاحب اس کو دیکھیں ، پسماندہ اضلاع کے متعلق ہم پہلے کہہ رہے ہیں کہ خوشاب کو تحصیل لیول پر پسماندہ قرار دیں ، تا کہ پسماندہ تحصیلیں جو ترقی یافتہ اضلاع کے ساتھ بندھی ہوئی ہیں ان کو ان کا حق دیا جائے خوشاب کے لئے واویلہ کا کیا گیا تھا ۔ لیکن ہمارے وزیر صحت نے ایک قدم اٹھایا اور وہ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے مری اور کہوٹہ جیسے پسماندہ اضلاع کے لئے میڈیکل کالج میں سیٹیں مختص کر دیں ، اور خوشاب کو نظرانداز کر دیا ۔

لیرانگی سواست دوران تو دیکھیئے
منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

واویلا جناب شاہ پور اور خوشاب کا اور مری اور کہوٹہ کو نواز دیا گیا ہے ۔ یہ ایک اچھا قدم ہے ۔ جتنی پسماندہ تحصیلیں ہیں ان کے ساتھ ایسا ہی سلوک ہو گا ۔ جیسا مری اور کہوٹہ کے ساتھ ہوا ہے ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کا بہت ممنون ہوں کہ آپ نے بڑا وقت دیا ہے گو آدھے سے زیادہ باتیں رہ گئی ہیں ۔ لیکن میں آپ کا ممنون ہوں اور وزیر خزانہ کا بھی اور اس شعر پر ختم کرتا ہوں ۔

گل اقبال تو دائم شگفتہ
بچشم دشمنانت خار باشد

مسٹر سپیکر : مسٹر نوازش علی ۔ مسٹر محمد نواز ۔ مسٹر انور علی بٹ ۔ مسٹر کلیم اللہ ۔ مسٹر اسماعیل ضیاء سے میں استدعا کروں گا کہ آپ کی تقاریر اس وقت میں سے ہو رہی ہیں ، جن کا تعین نہ ہے ۔ 3,3 ۔ 4,4 مرتبہ ان فاضل اراکین کو دعوت دی گئی تھی ۔ کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں ان میں سے اکثر نے آنا گوارا نہیں کیا ہے پچھلے چار پانچ دن سے وہ نہیں آئے ہیں ، ان کے لئے وقت کی پابندی 3 منٹ ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ صوفی نذر محمد ۔

صوفی نذر محمد : جناب سپیکر ۔ 1976-77 کا بجٹ بہترین بجٹ ہے ۔ اس لئے کہ ڈاکٹر صاحب نے قائد عوام کی ہدایت کے مطابق ہر ضلع میں جا کر

عوام کے مسائل دریافت کئے ۔ اور ہر علاقہ کے مسائل اور موجودہ کے مسائل کے مطابق یہ بجٹ بنایا گیا ۔ اس لئے یہ قابل تعریف بجٹ ہے اور میں اس کی تعریف کرتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جناب سپیکر ۔ ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے اور ریکارڈ کی تصحیح کے لئے عرض کرتا ہوں کہ سرگودھا کے لئے انڈسٹری منظور کر دی گئی ہے ۔ مشکور ہوں ،

صوفی نذر محمد : ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ تعریف کیونکہ یہ بجٹ عوام کی خواہشات کے مطابق بنایا گیا ہے اس لئے میں اس کی کرتا ہوں ، عوامی حکومت مختصر عرصہ میں جتنے کام کئے ہیں اتنے کام آج تک کسی حکومت نے نہیں کئے ہیں اور جہاں تک جناب والا ۔ 25 ایکڑ تک بارانی زمین کے مالیہ کی معافی کا تعلق ہے یہ چھوٹے کاشتکاران کا بہت پرانا مطالبہ تھا ۔ کیونکہ تجارت پیشہ لوگوں کو ساڑھے بارہ ہزار تک کی آمدنی پر چھوٹ دی جاتی تھی اور اس سے زیادہ جس کی آمدن ہو اس پر انکم ٹیکس لگایا جاتا ہے اور کاشتکار خواہ وہ دو ایکڑ کا مالک کیوں نہ ہو اس پر بھی مالیہ لگایا جاتا تھا ۔ اس لئے یہ چھوٹے مالکان کا کافی پرانا مطالبہ تھا جس کو پیپلز پارٹی کی حکومت نے معاف کیا اور عوام کے ساتھ انصاف کیا اور اس طرح زرعی اصلاحات اور میٹرک تک تعلیم مفت اور غیر مالکان مکان کو پانچ مرلہ سکیم کے تحت مکانوں کے لئے اراضی ۔ یہ اتنی اصلاحات ہیں جو آج تک کسی بھی حکومت نے نہیں کی تھیں ۔ اس کے علاوہ میں جناب اپنے حلقے کے متعلق عرض کرونگا کہ پیپلز پارٹی کی حکومت نے مختصر عرصہ میں میرے حلقہ میں جتنا کام کیا ہے اتنا کام اس سے قبل کبھی بھی نہیں ہوا تھا ۔ 15 کے قریب پرائمری سکول اور چار پرائمری سے مڈل سکول اور کافی سکولوں کی بلڈنگیں بن گئی ہیں اس کے علاوہ میرے حلقہ میں علاج معالجہ کے لئے اس حکومت سے قبل صرف تین ڈسپنسریاں تھیں اور اس وقت نو ڈسپنسریاں ہیں یعنی اتنی ترقی میرے حلقہ میں اس سے قبل کبھی بھی نہیں ہوئی تھی ۔

جناب والا جہاں تک سڑکوں کا تعلق ہے اس مختصر حلقہ میں 12 میل سڑک پر سولنگ کی گئی اور 40 میل سڑکوں پر مٹی ڈال کر پلیاں بنا کر ان کو قابل گزر بنایا گیا ۔ اس کے علاوہ اب کافی سڑکوں کو پختہ کیا

جا رہا ہے ۔ جناب والا ۔ میرے علاقہ کے چند ایک مطالبات ہیں اور میرے اپنے علاقے کا ایک بہت پرانا مطالبہ ہے کہ میرے حلقہ میں کوئی کالج نہیں ہے اور قصبہ ظفر وال کے لئے اس سے قبل بھی کافی دفعہ میں گزارش کر چکا ہوں اور منسٹر صاحبان نے کئی دفعہ وعدہ کیا ہے تو مہربانی فرما کر ظفر وال میں کالج کا اجراء کیا جائے ۔ میرے حلقہ میں لڑکیوں کا صرف ایک ہائی سکول ہے اور قصبہ سن کھترہ قلعہ سوبھا سنگھ ۔ یہاں پر تین لڑکیوں کے مڈل سکول ہیں ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کرونگا کہ ان کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے ۔ ایک سڑک ہے جو کہ قلعہ سوبھا سنگھ شاہدری نور پور کو جاتی ہے یہ بڑی اہم سڑک ہے اس کو اگر پختہ کر دیا جائے تو میرے حلقہ کے بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے ۔

مسٹر سپیکر : خان نوازش علی خان ۔

خان نوازش علی خان : عالیجا ۔ میں بڑا پرانا ممبر ہاں ۔ میرے خیال وچ ایہہ جہڑے ممبر ہن انہاں دی عمر جتنی میری ممبری اے ۔ قبلہ ایس باری عوامی بجٹ آیا اے ایہو وجیا میری یاد وچ نئیں آیا جدوں میں پہلی بار ممبر ہویاں اوس وقت بڑے نرالے واقعات ہن تے بڑا سخت دور پائی ۔ میں اتنی عمر ممبر رہیاں پر ایہہ بجٹ بڑا ای اچھا بجٹ اے ۔ ایس بجٹ وچ کسے بندے دے اوتے نراں ٹیکس نئیں لگا نئیں تے زمیندار نوں ضرور بھن دیندے ہن ۔ تے ایس باری اوس نوں بھی کج نئیں آکھیا اور جتھوں تک میرا خیال اے ایہو جیا بجٹ پہلے کدی نئی آیا خدا انہاں توں خوش خرم رکھے ۔ قبلہ آساں بھٹو صاحب نال اویں رلے ہاں جینوں بن ڈھڈیاں کلمہ پڑھایا ۔ اساں تے اوس ویلے آئے ساں جیس ویلے بچن دی امید نہ ہائی ۔ فوج والیاں دی بندوق جھلن دی امید بھی نہ ہائی ۔ قبلہ تہانوں پتا اے کہ اساں کیویں آئے ہاں اساں تے اوس ویلے تین سو مربعے دے کے آئے ہاں ۔ میں تے اپنا ہتھ اوچا کر کے آکھیا ہاں کہ تین سو مربعے دین والا ۔ ہور بھی کوئی ایتھاں بیٹھا اے ۔ قبلہ اسلامی سوشلزم دے نال اسلامی سوشلزم بنیا اے ۔ اپنے ہتھے مزدوری کرن والے بنے ہاں نے کجھ قربان کیتا اے تے لیا کجھ بھی نئی ۔ ایس سارے دور وچ اگر لیا اے تو ایہہ اک ہائی جہڑا پچھلے سال موٹر لیتی اے ۔ تے ہور کائی شے نئی لیتی ہائی ۔ جیدوں داوڈیکرا ہویاں ہاں اوہ بھی پتا نئی کہ کیویں لیتی ہائی ۔ میرے کول کائی نئیں اوہ بھی اوکھے

سوکھے لے لیتی ہائی ۔ تے ہور نہ کدی کج لیا اے ۔ نہ پانی دا گلاس پیتا ہائی ۔ اور میں بھٹو صاحب دے نال تہہ دل نال رہیاں ہاں اوس بڑی ہمت کتیی ہائی تے میں بھی بڑی ہمت نال رہیاں ہاں ۔ تے پروردگار اوس نوں بڑا کامیاب کرتا اے اور جیڑے معاملے بھٹو صاحب نے طے کیتے ہاں اوہ نئی ہو سکدے ہن ۔

قبلہ ۔ میں ہن اپنے علاقے دی اک آدھ بات کر چھوڑاں ۔ قبلہ میرا علاقہ جنگل ہ ئی ۔ بالکل جنگل تے ویران ہائی ۔ تھوڑی بہتی آبادی ہائی ۔ میرے علاقے وچ ششماہی نالے آئے تے انہاں نالے آں نال ہولدی نہر بنی بھو نال دے نال کج بجلی آئی ۔

قبلہ اک سڑک جھنگ توں ملتان ویندی اے ۔ اور اک گڑھ مہاراجہ ویندی اے اوہ دے نال میرے علاقے دی کجھ خوشحالی ہو گئی اے لیکن قبلہ ایہہ دے نال چھوٹے چھوٹے سڑکاں دے ٹوٹے ہور بھی چاہیدے ہن ۔ کیونکہ ایہہ اک علاقے توں دوسرے نال ۔ تے دوسرے توں تیسرے نال رالاؤندے نے ۔ قبلہ اگر زیادہ توں زیادہ میرے علاقے دے وچ پچاس سٹھ دیاں چھوٹیاں چھوٹیاں سڑکاں بنا دیتیاں جاون تے میرا علاقہ خوشحال ہو سکدا اے ۔

قبلہ میرے علاقے دے وچ منڈیاں بالکل ہی نئیں ۔ جیڑی وجہ نال سانوں سارے لوگاں نانوں چار ۔ پانچ ۔ روپے گھٹ بھا نال دانے بیچنے پیندے نیں قبلہ اوہ دی وجہ ایہہ وے کہ سانوں لائلپور ۔ یا سرگودھا انہاں علاقے دے وچ سانوں جنس بیچنی پیندی اے ۔ حالانکہ پیر عبدالرحمان ۔ گڑھ مہاراجہ چار چک ۔ ایتھے اگر منڈیاں ہون ساڈا علاقہ خوشحال ہو سکدا اے ۔ قبلہ بہت ساریاں سرکاری زمیناں پئی ہن جنہاں دے وچ جنگلات ہن ۔ انہاں دا سرکار توں بڑا فائدہ اے تے عوام توں بڑا فائدہ اے ۔ کیونکہ لوگاں توں لکڑی ملے گی تے سرکار توں بھی فائدہ ہوے گا ۔

قبلہ ۔ میں تعلیم دے بارے وچ عرض کرانگا کہ میرے علاقے وچ دو ہائی سکول ہن ۔ اک پیر عبدالرحمن وچ اے ۔ اھدی بلڈنگ شلڈنگہ تے ساریاں کرسیاں پوریں ہن پرایہ سکول عملے توں خالی پیا اے ۔ ایس واسطے ایتھے عملہ بھیج دتا جاوے ۔ پچھلے سال وی میں گزارش کیتی ہائی تے ڈاکٹر صاحب

نے آکھیاھا کہ عملہ بھیج دتا جاوے گا لیکن اجے تک اوس دے وچ عملہ نئیں گیا۔

جناب۔ ایس علاقے وچ حیوانات دا کوئی فارم نئیں اے۔ کم از کم اوتھے حیوانات دا وی کوئی فارم ہو ونا چاہی دا اے۔ جناب اوتھے اک تھانہ بڑا لمبا چوڑا اے۔ اتنے ساریاں علاقیاں نوں اک تھانہ کنٹرول نئیں کر سکدا۔ میرے خیال وچ اک تھانہ ہور ہووتاں چاہیدا اے تے دو پولیس چوکیاں ہوناں چاہی دیاں نیں۔ احمد پور تھانہ ہووے تے حسوبلیل تے کوئی اک ہور جگہ چکاں وچ جیہڑی کہ مناسب ہووے اوتھے اک پولیس چوکی ہور ہووے تد ای پورا انتظام ہو سکدا اے۔ جناب اوس علاقے وچ کالج وی اشد ضروری اے کیوں جے مظفر گڑھ توں جہلم تک رستے وچ کوئی کالج نئیں۔ اوتھوں دے لوگ وی تعاون کرن واسطے تیار ہین۔ ساڈی جتھے تک طاقت سے اوس تک اسیں جھلیدے رہے ہاں اگے ہائی سکول بنیا ہیسی تاں میں ڈیڑھ مربع زمین وی دتی تے ویہ ہزار (20 ہزار) روپیہ وی دتا ہیسی۔ ہن کچھ غریب ہو گئے ہاں۔ اس واسطے گورنمنٹ کچھ تھوڑی جئی امداد کرے تے باقی اسیں کڑلوالگے تے کالج بنا دتا جاوے۔

قبلہ۔ دریائے چناب دے اتے شور کوٹ تے گڑھ مہاراجہ دے درمیان جیہڑی پل بنی ہائی تے جیہدے متعلق جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے وی اپنی اک کھلی کچہری وچ پچھلے سال ایہ اعلان کیتا سی کہ اھدے اتے غور کیتا جاوے گا۔ لیکن ہن تک اوس دے اتے کوئی غور نئیں کیتا گیا لہذا ایس تے وی غور کیتا جاوے۔ ایس دے علاوہ میں ہک ہور وی عرض کر دینی چاہناں ہاں کہ اک بند 47 میل دا بنا دتا جاوے تاں ساڈے علاقے دے اتے سیلاب دا پانی نئیں آوے گا۔ بجلی اوس علاقے وچ گئی ہوئی اے لیکن اوہ اگے تیز رفتار نال اتھوں دے چکاں نوں نئیں ملدی پئی۔ ایس واسطے ایس تے وی غور کیتا جاوے تاں جے عام چھوٹے چھوٹے زمینداراں نوں چھوٹے چھوٹے علاقیاں وچ بجلی پہنچ جاوے۔ اساں نوں پانی دو طراں دا ملدا اے اک نہری تے دوسرا بجلی دے پمپاں دا۔ تے زمینداروں نوں دو وین معاملے پے جاندے اے نیں یعنی بجلی دا وی تے نہر دا وی۔ کم از کم اتنی مہربانی ہووے کہ اھدے اتے غور کیتا جاوے کہ سالوں وروین

معاملے نہ لگن - ہر کائی لوں ھک ھک لکدا اے تے سالوں دو دو لکدے ہن -

جناب - ہن میں ایہ عرض کرانگا کہ اوس پار والے علاقے لوں جیہڑا دریا توں پار اے تے اوتھے جیہڑا تھانہ گڑھ مہاراجہ اے اوتھے تحصیل ہونی چاہی دی اے -

میجر قیصر - اوہ بڑا لمبا چوڑا علاقہ اے اوتھے تحصیل ہونی چاہی دی اے - تحصیل نال چولکہ لوکاں دا اونا جانا اے اوہ بڑا تکلیف دہ ہے اوس علاقے وچ تحصیل ہووے چولکہ اگے سب تحصیل اے اوتھے آر ایم رہندا اے تے اوس دے نال اگر تحصیل ہووے تاں معاملہ وغیرہ اوتھے ای داخل ہو جایا کرے - اسلام علیکم

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر - چوہدری محمد نواز -

چوہدری محمد نواز - بسم اللہ الرحمن الرحیم - سب کچھ اللہ کا ہے اور اللہ ہی کے لئے ہے -

جناب سپیکر - 1976-77ء کا بجٹ ہر لحاظ سے عوامی اور متوازن بجٹ ہے - اور یہ کسی تعریف کا محتاج نہیں - میں جناب وزیر خزانہ صاحب کو اس بہترین بجٹ پیش کرنے پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں - جناب والا - اس چار سالہ عوامی دور میں صوبے کے ہر شعبے میں انقلابی تبدیلیاں ہوئی ہیں میرے ضلع گجرات کو لے لیجئے میرے ضلع گجرات میں 1947ء سے لے کر 1970ء تک یعنی 24 سال میں اتنی ترقی، اتنی سڑکیں اور اتنی تبدیلیاں نہیں بنی تھیں جتنی اس چار سالہ دور میں بنی ہیں - جناب والا - میرا حلقہ تحصیل گجرات ہے اور یہ پسماندہ ترین ہے جہاں ضلع گجرات میں چار سال میں بہت زیادہ ترقی ہوئی ہے وہاں میرے حلقہ انتخاب کی طرف اتنی توجہ نہیں دی گئی جتنی دی جانی چاہیے تھی - اگر ذرا سی توجہ دی جائے تو میرا علاقہ بھی مثالی علاقہ بن سکتا ہے - جناب والا - تھانہ کڑیاں والا ہی کو لے لیجئے اس تھانے میں 150 گاؤں ہیں مگر ابھی تک کسی گاؤں میں بجلی نہیں ہے -

جناب والا ۔ میرے حلقہ انتخاب میں صرف ایک گرلز ہائی سکول ہے ۔ آپ اندازہ لگائیں کہ پورے حلقہ انتخاب میں صرف ایک ہی گرلز ہائی سکول ہے ۔ تحصیل گجرات میں ٹانڈہ کڑیاں والا دو نہایت ہی اہم قصبات ہیں ۔ اگر ان دونوں قصبات میں جہاں پر مڈل گرلز سکول تو ہیں ان کو ہائی سکول کا درجہ دے دیا جائے تو میرے خیال میں اس علاقے کے لوگوں پر اور ہم پر احسان عظیم ہوگا ۔ ویسے مڈل سکول کا درجہ بھی اسی عوامی دور میں دیا گیا ہے ۔ اگر ان کو ہائی سکول کا درجہ دے دیا جائے تو مسائل حل ہو سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ ابھی حال ہی میں اس عوامی دور میں اس ٹانڈہ قصبہ میں ایک سو بستر کا ہسپتال بنا ہے اور وہاں پر اب دوائیاں اور ڈاکٹر وغیرہ پہنچ رہے ہیں مگر وہاں بجلی نہیں ہے ۔ یہ کتنی ستم ظریفی ہے کہ لاکھوں کروڑوں روپیہ خرچ کر کے وہاں پر ہسپتال بنایا گیا اور ڈاکٹر بھی وہاں پر ہیں لیکن ان دیہات میں بجلی نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ وہاں پر بجلی کا ہونا نہایت ہی ضروری ہے ۔ باقی قصبہ کڑیاں والا میں تھانہ بھی ہے لڑکوں کا ہائی سکول بھی ہے ۔ سول ڈسپنسری بھی ہے ۔ جناب والا ۔ ولنری ڈسپنسری بھی ہے ۔ وہاں پر ایک ریسٹ ہاؤس بھی ہے مگر وہاں پر بجلی نہیں ہے ۔ اگر وہاں پر بجلی ہو جائے تو جناب والا ۔ میرا پسماندہ علاقہ یک لخت خوشحال ہو جائے گا ۔ وہ کیوں ؟ اس لئے کہ وہاں کی زمین نہایت زرخیز ہے اور گورنمنٹ ٹیوب ویلز subsidize کرتی ہے لوگوں نے بہت سے ٹیوب ویل لگا رکھے ہیں مگر ان پر خرچ زیادہ ہوتا ہے ۔ اگر وہاں بجلی جائے تو زراعت میں بھی ترقی ہو سکتی ہے اور ہمارے غریب لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں ۔

جناب والا ۔ دوسری طرف کے بنچوں سے ہم پر عجیب طرح کی تنقید اور اعتراضات ہوئے ہیں ۔ میں بھی ان بنچوں سے اس طرف آیا ہوں ۔ وہاں کے لیڈروں کا مجھے اچھی طرح علم ہے ۔ میں انہیں جانتا ہوں لیکن میں صرف یہی عرض کرونگا ۔

لباس خضر میں یاں سینکڑوں راہزن بھی پھرتے ہیں
اگر رہنا ہے دنیا میں کچھ پہچان پیدا کر

مسٹر سپیکر : میاں اسمعیل ضیا ۔

میاں اسماعیل ضیاء ۔ جناب سپیکر ۔ میں فاضل وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے نیا ٹیکس تجویز کئے بغیر مختلف ترقیاتی منصوبوں کے لئے خطیر رقوم مختص کیں ۔ جناب سپیکر ۔ اس کے سالہ میں آپ کی خدمت میں معلوم نہیں مبارک باد پیش کروں یا آپکا شکریہ ادا کروں کہ اس بار آپ اراکین کو وقت دینے میں بہت فراخدل تھے ۔ میں اپنی خوش قسمت سمجھوں کہ میں اس وقت محفل میں موجود نہیں تھا ۔ بہر حال میں چند منٹوں میں اپنی معروضات ختم کرنے کی کوشش کرونگا ۔ جناب والا ۔ میں اس کوئی شک نہیں کہ موجودہ بجٹ میں ، زیر بحث بجٹ میں تعلیم کے لئے بہت رقم مختص کی گئی ہے یعنی ایک ارب روپے سے بھی زیادہ جہاں تک عوامی حکومت کے گذشتہ چار سالہ دور اقتدار کا تعلق ہے اگر یہ کہا جائے کہ یہ بہت ہی انقلابی تبدیلیوں اور انقلابی اصلاحات کا مظہر ہے تو بے جا نہ ہو گا ۔ اور ان انقلابی تبدیلیوں اور انقلابی اصلاحات میں سے بڑی اصلاح یہ تھی کہ تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لیا گیا ۔ ان تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لیا گیا جناب والا ۔ آج ہمیں یہ بھی سوچنا چاہئے گذشتہ چار سالوں میں ان اصلاحات سے قوم و ملک کو کیا حاصل ہوا ہے ۔ اساتذہ کا طبقہ تمام قوم کے لئے واجب الاحترام ہے ۔ میں یہ کہونگا کہ قائد عوام کی اصلاحات کا انہی کو فائدہ پہنچا ہے لیکن وہ اسکے عوض قوم کیا دے رہے ہیں ۔ اگر گذشتہ چار سالوں کے نتائج پر نگاہ ڈالیں تو یہ بیجا نہ ہوگا کہ ہم تعلیم کے میدان میں آگے جانے کی بجائے ہم پیچھے کی جانب آ رہے ہیں ۔ موجودہ فاضل وزیر تعلیم ملک غلام نبی صاحب اور ان کے پیشرو جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے باوجود اس کے کہ انہوں نے اس شعبے میں خاصی محنت کی ہے لیکن میں یہ کہونگا کہ مزید اصلاحات کی گنجایش باقی ہے پرائمری تعلیم کے جن دنوں داخلے سکولوں میں کئے جاتے ہیں والدین کو اپنے بچوں کو پرائمری سکولوں میں داخل کرانے کے لئے پریشان ہونا پڑتا ہے ۔ حالانکہ ہائی سکول کی حالت بدتر ہے جناب والا ۔ اگر اجازت دیں تو میں عرض کروں کہ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ تعلیم کے شعبے میں اتنی رقمیں مختص کی جاتیں ہیں ان رقوم میں ایسے اخراجات بھی شامل ہوتے ہیں ، مثال کے طور پر عمارات کی تعمیر کا اندازہ جو آپ کرتے ہیں وہ درست نہیں ہے عمارات بالکل سادہ ہونی چاہئیں ۔ تو اس طرح اور بہت سکول بن سکتے ہیں ۔ اس سے وزیر تعلیم بے خبر نہیں ہیں ۔ ہر سال جون کے مہینے میں فسٹر کیٹ ایجوکیشن

آفیسر کو لاکھوں روپوں کی گرانٹ دی جاتی ہے کہ وہ لائبریری کی کتابیں یا چاک خریدیں ۔ میں یہ کہونگا کہ یہ رقوم محض ضائع ہوتی ہے ان رقوم کو بچایا جائے ۔ اور اس سے مزید سکول کھولے جائیں ۔ اور ان میں سٹاف مہیا کیا جائے گذشتہ سال وزیر خزانہ نے ایک بہت اچھی روایت قائم کی ہے کہ وہ ہر ضلع میں تشریف لے گئے اور وہاں خود جا کر توقیاتی کاموں کی رفتار کا بذات خود جائزہ لیا ۔ جب وہ گوجرانوالہ تشریف لے گئے تو میں نے ان کی توجہ لال بھکھڑ محکمہ تعلیم کے کمہری ہنسو سکول کی طرف دلائی جس کی عمارت ضرورت سے زیادہ ہے اور اس کے لئے 22 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی میں نے عرض کیا کہ اس 22 لاکھ روپے کی Repapro-priation کر کے لئے سکول کی عمارت مکمل کرائیں ۔ انہوں نے کمال مہربانی سے آرڈر کر دئے تھے اور وزیر تعلیم نے بھی اس سے اتفاق کیا لیکن افسوس کا مقام ہے کہ ابھی تک اس سکول کے ابتدائی مراحل طے نہیں ہوئے اس سلسلے میں گزارش کرونگا کہ اعلے تعلیم کو محدود کر دیا جائے تو شاید یہ قوم کے لئے بہتر ہو ۔ محض بی ۔ اے اور ایم اے پیدا کرنا کوئی قابل قدر بات نہیں ہے ہمارا ملک غیر ترقیاتی ملک ہے ۔ اس کے لئے زیادہ ٹیکنیکل تعلیم کے ادارے کھولے جائیں اس سلسلے میں میں گوجرانوالہ کی مثال پیش کرونگا گوجرانوالہ شہران صنعتی شہروں میں سے ایک شہر ہے جس میں کئی برس سے پولی ٹیکنیک کا مطالبہ کیا جا رہا ہے لیکن افسوس حکومت فنڈز کی وجہ سے اس طرف توجہ نہ دے سکی ۔ میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ خواہ کہیں سے فنڈ مہیا کئے جائیں گوجرانوالہ کو ایک پولی ٹیکنیکل سکول ضرور دیا جائے ۔ تعلیم کے سلسلے میں ایک عام شکایت اخبارات میں پڑھنے لکھے آدمیوں تک پہنچی ہے نظام امتحان کا طریقہ انتہائی ناقص ہے ۔ اس کی اصلاح کے لئے میں تجویز کرونگا کہ ماہرین کی ایک کمیٹی بنائی جائے ۔ جو اپنی رپورٹ چھ مہینے میں نظام امتحان کے سلسلے میں پیش کرے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کے ابھی 5 منٹ باقی ہیں ۔

میاں اسماعیل ضیاء : گوجرانوالہ میں ایک کمرشل انسٹیٹوٹ ہے میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ اس کو کالج تک ترقی دی جائے ۔ گوجرانوالہ کی آرٹ سلک فیبرکس کی صنعت ایک بنیادی صنعت ہے اور چار سو سے زائد یونٹ ہیں اور تقریباً 30 ہزار افراد ہیں جو اس صنعت کے ساتھ وابستہ ہیں ۔ میں

گوجرانوالہ کا تھوڑا سا پس منظر بیان کردوں کہ یہ ایک ایسا ضلع ہے جس میں چاول کی پیداوار ہوتی ہے چاول کی پیداوار سے کروڑوں روپے کا زر مبادلہ حکومت کے خزانے میں پہنچتا ہے ۔ انکم ٹیکس اور سنٹرل ایکسائز کی صورت میں کروڑوں روپے حکومت کو پہنچتے ہیں ۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ آرٹ سلک انڈسٹری کسمپرسی کی حالت ہے ۔ اس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ نہ صرف کارخانہ دار پریشان ہیں ۔ وزیر صنعت یہاں موجود نہیں ہیں اگر میری آواز ان تک پہنچ سکتی ہو تو میں یہ کہونگا کہ انکا قومی اور اخلاقی فرض ہے کہ آرٹ سلک کی صنعت کی طرف توجہ دیں ۔ اور ان کے مسائل حل کرنے کی طرف توجہ دیں ۔ گوجرانوالہ میونسپل کمیٹی کی ذرائع آمدنی محدود ہے 1976ء میں اس کی حدود میں توسیع کر دی گئی تھی اور شہر کے ارد گرد کی جو آبادیاں تھیں وہ میونسپل حدود میں شامل ہو گئی تھیں ۔ اس میں میونسپل کمیٹی کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہوا ہے لیکن اس کی آمدنی میں کوئی اضافہ نہیں ہوا ہے ۔ میں حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ گوجرانوالہ مونسپل کمیٹی کو سابق وزیر خزانہ ڈاکٹر مبشر حسن یہ تاثر دے چکے ہیں کہ یہ پاکستان کا غریب ترین شہر ہے اس کے لئے خاص فنڈ مہیا کئے جائیں ۔ میں ایک اور اہم مسئلہ کی طرف حکومت کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں گوجرانوالہ میں پیپلز کالونیاں زیر تعمیر ہیں ۔ اس میں چھ ہزار پلاٹ مختلف سائز میں وضع کئے گئے ہیں ۔ اور پندرہ بیس ہزار کے قریب درخواستیں موصول ہو چکی ہیں ۔ الاٹمنٹ کے طریقہ کار میں یہ شرط رکھی گئی ہے کہ اس نے پنجاب کے کسی شہر میں کسی سکیم میں کوئی پلاٹ الاٹ نہیں کرایا ہے ۔ میرے خیال میں اس کی بجائے یہ شرط رکھی جانی چاہیے ۔ کوئی شخص جس کا ذاتی مکان ہو اس کو کوئی پلاٹ نہیں دیا جائے۔ اگر اس میں ترمیم نہ کی گئی تو اس صورت میں بہت سے مستحق لوگ اس سے محروم رہ جائیں گے ۔ ایسے لوگ جن کے پاس اپنے مکانات موجود ہیں ۔ وہ پلاٹ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے ۔ میں دوبارہ وضاحت کردوں کہ الاٹ منٹ کے ساتھ یہ شرط رکھی جائے کہ الاٹی نے اس سے پہلے پنجاب بھر میں کسی شہر میں کوئی پلاٹ الاٹ نہیں کرایا اگر وہ نیلام میں حاصل کر کے کوٹھی تعمیر کر چکا ہوں تو پھر بھی درخواست کا حقدار ہے میرا مطالبہ یہ ہے کہ کوئی شخص جس کے پاس اپنا ذاتی مکان موجود ہے اس نے کسی سکیم میں کوئی پلاٹ الاٹ کرایا ہو یا خود خرید کر کے بنایا ہو اس کو نئی بستیوں میں محروم کر دیا

جائے ۔ جناب والا ۔ گوجرانوالہ سڑک پر واقع ہے اور ٹریفک کی کثرت کی وجہ سے آئے دن اخبارات میں حادثات ہوتے رہتے ہیں اور بہت سے زخمی ہسپتال میں پہنچائے پڑتے ہیں ۔ گوجرانوالہ ہسپتال میں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ وہاں سب لوگ علاج کے لئے داخل کئے جاسکیں جس کی وجہ سے میں نے کئی بار بچشم خود دیکھا ہے کہ حادثات کی وجہ سے کئی لاشیں لنگی پڑی دیکھی گئی ہیں ۔ میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ گوجرانوالہ ہسپتال کے لئے زیادہ سے زیادہ بجٹ میں فنڈ مہیا کئے جائیں ۔ میں معذرت خواہ ہوں کہ ذہنی انتشار کی وجہ سے ایک اہم بات کرنا بھول گیا ہوں ۔ وزیر تعلیم کے علاوہ وزیر قانون مسٹر ایم ایس مسعود کی توجہ چاہتا ہوں اور مطالبہ کرتا ہوں کہ اس وقت حالت یہ ہے کہ بیشتر تعلیمی ادارے کرائے کی عمارتوں میں ہیں لیکن محکمہ تعلیم کے اہلکاروں کی نااہلی کی وجہ سے مالکان کو کرایہ بر وقت ادا نہیں کیا جاتا جس کے نتیجے میں جب تین ماہ گذر جاتے ہیں تو وہ نادہند ہو جاتے ہیں اور مالکان عدالتوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور وہاں سے بیدخلی کے احکامات حاصل کر لیتے ہیں نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ بیشمار تعلیمی ادارے بیدخلی کی نظر ہو جاتے ہیں ۔ اور طلبا سڑکوں پر آوارہ پھرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں ۔

میں گوجرانوالہ میں علی گڑھ انگلش سکول کی مثال پیش کرتا ہوں ۔ اس عمارت کے مالک کو بروقت کرایہ نہ ادا کیا گیا ۔ نتیجتاً اس کے خلاف بے دخلی کے آرڈر جاری ہو گئے ۔ گوجرانوالہ میں پرائمری اور ہائی تعلیم کا یہ ایک بہترین ادارہ ہے ۔ لیکن بروقت اقدامات نہ کئے گئے تو آئندہ جولائی میں عمارت خالی کرا لی جائے گی ۔ میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ہماری حکومت جہاں اور بہت سے آرڈیننس جاری کرتی ہے ، اس سلسلے میں بھی ایک فوری آرڈر جاری کیا جائے جس میں سول عدالتوں کو تعلیمی اداروں کی عمارات کی بے دخلی کے آرڈر جاری کرنے سے روک دیا جائے ۔ تاکہ وہ ایسے آرڈر جاری نہ کر سکیں ۔ جناب سپیکر ۔ ان گزارشات کے ساتھ میں آپ کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسٹر کلیم اللہ ۔

چوہدری کلیم اللہ : جناب سپیکر ۔ میں سب سے پہلے جناب وزیر خزانہ صاحب کی خدمت میں مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے متوازن بجٹ بغیر کسی

ٹیکس کے پیش کیا ہے جو عوام کی خوش حالی کا پیش خیمہ ہے ۔ جناب والا ۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے جس وقت حکومت سنبھالی تھی اس وقت پاکستان کئی ایک بحرانوں میں پھنسا ہوا تھا ۔ پاکستان دولخت ہو چکا تھا ۔ پاکستان کے ایک لاکھ فوجی دشمن کے قبضے میں تھے ۔ پاکستان کی سرزمین پر دشمن کا قبضہ تھا ۔ اس کے علاوہ اور بھی اندرونی اور بیرونی بحران تھے جن میں یہ ملک پھنسا ہوا تھا ۔ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی دانشمندانہ صلاحیتوں نے ان بحرانوں سے نجات دلائی اور پاکستان کی سرزمین جو دشمن کے قبضے میں تھی وہ واپس آئی اور انہوں نے قیدی واپس لئے ۔ اس اس طرح اندرونی اور بیرونی سب بحرانوں سے نجات دلا کر پاکستان کا وقار بلند کیا ۔ جناب والا ۔ پاکستان کے اندر ہر شعبہ زندگی میں اصلاحات کر کے ملک میں غریب عوام کا معیار زندگی بلند کیا ہے ۔ اس کا سہرا بھی ہمارے قائد ذوالفقار علی بھٹو کے سر ہے ۔ اس کے علاوہ انہوں نے پاکستان میں جو سب سے بڑا انقلاب برپا کیا ہے ، وہ ہے سیاسی بیداری وہ لوگ جو صدیوں سے غلامی کی شکل میں رہتے آئے تھے ۔ وہ اب اس منزل پر آ چکے ہیں جہاں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس ملک میں رہتے ہوئے ایک جاگیردار اور سرمایہدار کو جو مراعات اور حقوق حاصل ہیں ، وہی حقوق اور مراعات ایک غریب کو بھی حاصل ہیں ۔

جناب والا ۔ اب میں چند ایک تجاویز پیش کرتا ہوں ۔ سب سے پہلے یہ کہ پاکستان کی 80 فی صد آبادی دیہات پر مشتمل ہے ۔ اگر قالین بافی کی صنعت کو پورے دیہات تک وسیع کیا جائے تو وہاں کے عوام اس سے فائدہ اٹھا سکیں گے اور انہیں روزگار مل سکے گا ۔ جس سے ملک اور عوام کا فائدہ ہو گا ۔ بہاول پور ڈویژن میں چولستان کا علاقہ ایک بہت بڑا وسیع علاقہ ہے جو تین سو میل کی لمبائی میں ہے ۔ وہ غیر آباد ہے ۔ میں حکومت پنجاب سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ بہاول پور کے چولستان علاقے میں ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا قیام عمل میں لائے اور لاکھوں کنبوں کو وہاں آباد کر کے اس علاقے کو آباد کیا جائے ۔ ایک تجویز میں اور پیش کرتا ہوں اور وہ شوگر کین ایکٹ کے متعلق ہے ۔ اس وقت جو شوگر کین ایکٹ نافذ ہے ، وہ 1934ء کا تیار شدہ ہے جب کہ گنے کی قیمت پانچ چھ آنے فی من ہوتی تھی ۔ اب گنے کی قیمت پانچ چھ روپے من ہے ۔ شوگر کین ایکٹ میں ایک شق ہے کہ اگر مل مالک

کسی کاشتکار کا گنا نہ اٹھا سکے تو وہ اسے دو آنے فی من معاوضہ ادا کرے۔ یہ کس قدر ستم ظریفی کی بات ہے کہ چھ روپے کی مالیت کے گنے کے لئے وہ دو آنے لے کر اس پر اکتفا کریں۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ شوگر کین ایکٹ میں ضروری اور جلدی ترمیم کی جائے۔ جناب والا۔ خانپور میں آج سے دس سال پہلے وہاں کے عوام ایک انٹرمیڈیٹ کالج چلا رہے تھے۔ جب تعلیمی اداروں کی نیشنلائزیشن ہوئی تو اس سال اس کالج کا اجرا وہاں کے عوام ڈگری کالج کی حیثیت سے کر چکے تھے۔ لیکن اس کالج کو نیشنلائز کرتے ہوئے انٹرمیڈیٹ ہی قبول کیا گیا۔ جناب والا۔ سابق وزیر تعلیم جو اب وزیر خزانہ ہیں، اس کالج کی ایک تقریب میں شامل ہوئے تھے اور انہوں نے اس وقت وعدہ فرمایا تھا کہ اس کو جلد ڈگری کالج کر دیا جائے گا۔ مگر ابھی تک وہ ڈگری کالج نہیں ہو سکا۔ میں جناب وزیر تعلیم اور وزیر خزانہ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ خانپور کالج کو ڈگری کالج کا درجہ دیا جائے۔ جناب والا۔ خانپور شہر 1973ء کے سیلاب کے دوران بالکل تباہ ہو گیا تھا۔ تین سال کے عرصے میں حکومت پنجاب نے تقریباً تیس لاکھ کی مدد دی۔ تیس لاکھ کی امداد سے وہاں کی بربادی بحالی کی صورت نہیں اختیار کر سکی۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ اس شہر کے لئے، اس شہر کی آبادی کے لئے، اس شہر کی سڑکوں کی درستگی کے لئے تیس لاکھ اور امداد دی جائے تاکہ اس کی گلیاں، نالیاں اور سڑکیں جو 1973ء سے ٹوٹی ہوئی ہیں ان کو بحال کیا جا سکے۔ جناب والا۔ بہاولپور ڈویژن جو پہلے سابقہ بہاول پور ریاست کہلاتی تھی، وہاں کے ملازمین کو پنجاب کے ملازمین کے مطابق صحیح حقوق نہیں مل رہے۔ مثال کے طور پر تحصیل دار جو سینئر بھی ہیں۔ ان کو پی۔ سی۔ ایس کا کیڈر اس وقت دو سال سے نہیں مل رہا جب کہ پنجاب کے جونیئر تحصیلدار کو پی۔ سی۔ ایس کا کیڈر مل رہا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ بہاول پور ڈویژن کے ملازمین کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے جو دوسرے علاقوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ جناب والا۔ خانپور تحصیل میں سیلاب سے سڑکیں تباہ ہو گئی تھیں جن میں سے چند ایک کی پچھلے سال مرمتیں کی گئیں۔ اب دو سال سے اس تحصیل میں کسی بھی نئی سڑک کے لئے فنڈ نہیں رکھا گیا۔ میں گزارش کروں گا کہ خانپور سے رحیم یار خان تک جو سڑک ہے اس کو کم از کم

کشادہ کرنے کے لئے فنڈ رکھے جائیں ۔ شکریہ ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر محمد انور علی بٹ : جناب سپیکر ۔ جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کو اور وزیر اعلیٰ صاحب کو گزشتہ سال کے مالی حالات جو بہت مشکل تھے ان پر قابو پانے پر میں انہیں خاص طور پر مبارکباد پیش کرتا ہوں کیونکہ وہ حالات جن سے وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ صاحب نکلے ہیں وہ سیاسی حالات تھے جو پیدا کئے گئے تھے کیونکہ ایسے حالات پیدا کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت کے وزیر خزانہ کو پتہ چل گیا تھا ان کہ کا برسر اقتدار رہنا بڑا مشکل ہے ۔ حالانکہ مجھے ان کی تقریر بڑی اچھی طرح سے یاد ہے کہ جب ان کو اقتدار ملا ۔ منصب اعلیٰ ملا تو انہوں نے کہا کہ قائد بہتر جانتے ہیں کہ کس آدمی کو کس وقت تک کس جگہ پر کام کرنا ہے ۔ لیکن جب ان کو اپنی حرکات اور کارکردگی کا پتہ چلا ۔ جب ان کو پتہ چلا کہ ان کے دن بہت تھوڑے ہیں تو انہوں نے آنے والے کو اور پارٹی کو جس کی وجہ سے وہ اقتدار میں آئے ان کو مشکلات میں ڈالا اور جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے اپنی پارٹی اور حکومت کو ان حالات سے نکالا ۔ اس سلسلے میں جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب خود ہر ضلعی ہیڈ کوارٹر پر جاتے اور تمام منصوبوں کی تکمیل کے بارے میں پوچھتے اور آئندہ بجٹ کے لئے تیاری کرتے ۔ اس لئے میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑی کوشش سے ان تمام حالات کا مقابلہ کیا ۔ اس کے علاوہ اب میں اپنے علاقہ کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ میں دریائے راوی کے کنارے کا رہنے والا ہوں اور وہاں میری پیدائش سے پہلے بھی سیلاب آیا کرتے تھے میں نے انگریز کی حکومت بھی دیکھی ہے میں نے مسلم لیگ کی حکومت بھی دیکھی ہے اور اپنی حکومت بھی دیکھی ہے قائد عوام کی حکومت بھی دیکھی ہے ۔ 1973ء میں میرے علاقہ میں سیلاب نے جو تباہ کاریاں کیں اس کی مثال نہیں ملتی اور قائد عوام خود موقع پر گئے اور اس کے بعد 1975ء میں جب دوسری مرتبہ سیلاب آیا تو پھر بھی قائد عوام موقع پر گئے اور انہوں نے بہت سے احکامات جاری کئے اور اس سلسلہ میں حکومت نے اتنے اقدامات کئے کہ مفت راشن دیا گیا کپڑے دئے گئے اور انہیں کم ریٹ پر کھاد دلوائی گئی اور اس کے علاوہ طبی امداد بھی دلوائی گئی ۔ اب 1975ء میں دس گاؤں دریائے

راوی کی وجہ سے برد ہو گئے ہیں اور ان کو چھ ماہ کے لئے راشن مفت دیا گیا ہے اور 180 گاؤں کو ایک مہینے کے لئے راشن دیا گیا۔ بارہ ایکڑ سے کم مالکان کو ایک بوری کھاد مفت تقسیم کی گئی۔ اس کے علاوہ میرے علاقے میں سکول کھولے گئے سڑکیں بنائی گئیں کالجز کھولے گئے اور اتنا کام کیا گیا کہ اس علاقے میں آج تک نہیں ہوا تھا جو اس عوامی دور میں ہوا ہے۔ جناب والا۔ میں اپنے علاقہ کے مسائل کے متعلق عرض کرتا ہوا۔ میرے علاقہ میں سب سے زیادہ تکلیف سیلاب کی ہے۔ سیلاب کے بارے میں عرض کروں گا کہ دس گاؤں اس سیلاب میں برد ہو گئے ہیں اور وہ لوگ ابھی تک کھلے آسمان کے نیچے کیمپ میں پناہ گزین ہیں۔ میں نے جناب رانا شوکت محمود صاحب وزیر مال سے بھی عرض کیا تھا کہ ان کے لئے کچھ جگہ کا بندوبست کیا جائے ان کو رہنے کے لئے کوئی نعم البدل جگہ اور کاروبار کے لئے رقم دی جائے۔ تو انہوں نے وعدہ فرمایا تھا کہ میں کوشش کروں گا۔ اب پھر بارشوں کا موسم آنے والا ہے اور سیلاب کی پھر توقع کی جاتی ہے ان کے لئے کوئی انتظام کر دیا جائے۔ اس کے بعد میں جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ نارووال گرلز کالج کے لئے ہم نے ڈسٹرکٹ کونسل سے کئی کنال رقبہ سو سالہ ٹھیکے پر لیا ہے اور جناب قائد عوام جب سیالکوٹ کے عوامی رابطہ کے دورہ پر گئے تھے تو انہوں نے وعدہ بھی فرمایا تھا کہ اس کی بلڈنگ کے لئے ہم پیسے دے دیں گے تو میں استدعا کروں گا کہ وہ جگہ خالی پڑی ہوئی ہے اور لوگ اس کو غلط طریقہ سے استعمال کر رہے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ پرانی بلڈنگ محکمہ اوقاف کی ہے محکمہ اوقاف اس پر خرید پیسے خرچ کرنے کے لئے تیار نہیں ہے اور وہ پیچیدہ مسئلہ ہے۔ خدشہ ہے کہ وہ عمارت گر نہ جائے اور اس سے نقصان نہ ہو تو لہذا میں استدعا کروں گا کہ فوری طور پر عمل درآمد کیا جائے۔ تعلیم کے متعلق میں جناب ملک غلام نبی صاحب کا مشکور ہوں کہ وہ گالیاں بھی نکالتے ہیں اور ہمدردانہ غور بھی کرتے ہیں بہر حال میں ان سے یہ عرض کروں گا۔

سید تابش الوری: جناب والا۔ اس سلسلہ میں مجھے ایک شعر یاد آیا ہے۔

کتنے شیریں ہیں تیرے لب کے رقیب
گالیاں کھا کے بے مزا نہ ہوا

مسٹر محمد انور علی بٹ : جناب والا ۔ میں وزیر تعلیم سے استدعا کروں گا کہ وہ اساتذہ کی کارکردگی کو دیکھیں ۔ ۔ ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے ۔

مسٹر محمد انور علی بٹ : جناب والا ۔ میں دو منٹ میں ختم کر دوں گا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ ایشنلائزڈ کالجز اور سکول کے اساتذہ کو ایشنل بے سکیل تو مل گئے ہیں اب ان کی یہ پوزیشن نہیں ہے کہ انجمن کا ایک ممبر انہیں کان سے پکڑ کر نکال دے ۔ لیکن خدا کے لئے ان کی پالیسی پر کارکردگی پر نظر رکھیں وہ بالکل کام نہیں کر رہے نہ استاد کر رہے ہیں اور نہ استانیاں کر رہی ہیں ۔ اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ بدوملہی اور نارووال کی سڑک بہت اہم سڑک ہے اور جب سیلاب آتا ہے تو بدوملہی اور نارووال کٹ جاتے ہیں اور بدوملہی بالکل کٹ کر رہ جاتا ہے پچھلے سال یہ منظور بھی کی گئی تھی معلوم نہیں اس کو کیوں چھوڑ دیا گیا ہے ۔ میں وزیر خزانہ صاحب سے استدعا کروں گا کہ آپ میرے علاقہ کو اچھی طرح سے جانتے ہیں ۔ اس پر توجہ کی جائے اس کے علاوہ میری کوئی ڈیمانڈ نہیں ہے مجھے واٹر سپلائی کے لئے پیسے ملے ہیں اس میری صرف دو ڈیمانڈ ہیں ایک بدوملہی نارووال والی سڑک بنائی جائے ۔ دوسرا گرلز کالج کے لئے فنڈ مہیا کئے جائیں اور اس کے بعد میں وزیر صحت صاحب سے عرض کروں گا بدوملہی جو ایک بڑا قصبہ ہے وہاں پر کوئی ڈاکٹر نہیں ہے اور ڈاکٹر کا ہونا ضروری ہے مریضوں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے ۔ شکریہ ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : جناب جاوید حکیم قریشی ۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی : جناب سپیکر ۔ کسی بھی میزانیہ کے حسن قبح کو جاننے کے لئے ہمارے پاس تین معروف اصول ہیں ۔ اولاً یہ کہ اس میزانیہ نے اس ملک یا صوبے کے حالات پر کیا اثر ڈالا ۔ دوسرا یہ کہ اس میزانیہ نے عام آدمی کی زندگی پر کیا اثر ڈالا تیسرا بحیثیت ممبر صوبائی اسمبلی مجھے یہ دیکھنا ہو گا کہ اس میزانیہ نے میرے حلقہ انتخاب پر کیا اثر ڈالا جب ان تینوں نقط نظر سے اس میزانیہ کا جائزہ لیا جاتا ہے تو جناب سپیکر ۔ میرے پاس اس کے سوا کہنے کے لئے کچھ نہیں کہ یہ میزانیہ تینوں معیاروں پر پورا اترتا ہے ۔ جہاں تک صوبے کی مجموعی معاشی ترقی کا تعلق ہے ، اس سے پہلے

شائد بہت کم ترقیاتی کاموں کے لئے اتنا بڑا بجٹ اس سے پہلے پیش کیا گیا ہو جیسا کہ موجودہ بجٹ ہے جب ہم عام آدمی کی حیثیت سے اس بجٹ کا جائزہ لیتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ایک عام آدمی پر ٹیکس کا کوئی نیا بوجھ نہیں ڈالا گیا اور دوسری طرف عام آدمی کی فلاح بہبود کے لئے بے شمار ترقیاتی منصوبے شروع کئے گئے ہیں ۔ اور جناب والا ۔ جب میں اپنے حلقہ انتخاب کی طرف دیکھتا ہوں تو مجھے یہ کہنے میں کوئی جھجک نہیں کہ جناب وزیر خزانہ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس بجٹ میں میرے حلقہ انتخاب کا بھی پورا پورا خیال رکھا ہے ۔

جناب سپیکر ۔ تیسری طرف سے میں یہ دیکھوں گا کہ یہ بجٹ میرے حلقہ انتخاب کے لحاظ سے کیسا ہے تو مجھے یہ کہنے میں باک نہیں ہے کہ جناب وزیر خزانہ مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس بجٹ میں میرے حلقہ انتخاب کا پورا پورا خیال رکھا ۔ جناب سپیکر ۔ اس جانب سے بجٹ کے سلسلہ میں روایتی طور پر یا مخالفت برائے مخالفت کے پیش نظر بہت کچھ کہا گیا ہے لیکن اگر دیانتداری سے حالات و واقعات کا جائزہ لیا جائے تو ہم سب اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ موجودہ حالات میں جناب وزیر خزانہ اس سے بہتر بجٹ پیش نہیں کر سکتے تھے ۔ اور پھر بجٹ کے موقعہ پر یہ دستور ہوتا ہے کہ کہ ایک رکن اس بات کا بھی جائزہ لے ، کہ اس کے حلقہ انتخاب میں گذشتہ سالوں میں کیا کیا کچھ ہوا ۔ اور آئیندہ کے لئے وہاں پر کیا کیا جانے والا ہے ۔ اور اس لحاظ سے جناب سپیکر میں پوری طرح سے مطمئن ہوں کہ گزشتہ 4 ساڑھے چار سال کے عوامی حکومت کے دور میں جو کچھ میرے حلقہ انتخاب میں کیا گیا اس سے پہلے گزشتہ 27-26 سالوں میں نہیں کیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ میں معمولی مثالیں نہیں دوں گا مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ راولپنڈی کے عوام گزشتہ 25 سال سے مطالبہ کر رہے تھے کہ وہاں پر میڈیکل کالج قائم کیا جائے ۔ لیکن کسی بھی سابقہ حکومت کے کان پر جوں تک نہیں رینگی ہے ۔ اور یہ سعادت پہلی مرتبہ عوامی حکومت کو حاصل ہوئی ہے ۔ کہ پہلی مرتبہ میڈیکل کالج قائم ہوا ۔ اور میڈیکل کالج کے علاوہ راولپنڈی شہر میں انٹر کالج کو ڈگری کالج کا درجہ دیا گیا وہاں ہاؤسنگ سکیم بنائی گئی ہے ۔ اور اس سکیم کا پہلا مرحلہ مکمل ہو گیا ہے ۔ اور لوگوں کو وہاں پر پلاٹوں کے قبضے دئے گئے ہیں وہ وعدہ جو کہ ہم نے

1970ء کے انتخابات میں عوام سے کیا تھا ، اس کی تکمیل کی طرف عوامی حکومت نے مثبت انداز میں قدم اٹھائے ہیں اور لوگوں کو رہائشی سہولیات مہیا کرنے کے لئے نہ صرف راولپنڈی میں بلکہ پورے صوبہ پنجاب میں ہاؤسنگ کی بڑی بڑی سکیمیں مکمل کی ہیں ، اور پھر جو بے شمار اقدامات ہیں جن کا مجموعی اثر پڑا ہے جس میں عوامی حکومت کی اصلاحات بھی شامل ہیں ، اس سے میرا شہر اور میرا حلقہ انتخاب بھی اسی طرح سے ثمرباب ہوا ہے ، جس طرح سے پورے صوبہ پنجاب اور پورے ملک کو فائدہ پہنچا ہے ۔ جناب سپیکر ہمیں تو حقیقت پسندانہ نقطہ نظر کو اپنانا ہے اور حقیقت کی بات یہ ہے کہ قائد عوام کی قیادت میں صرف پنجاب میں نہیں بلکہ پورے ملک میں عوامی حکومت کے بر سر اقتدار آنے کے بعد جو حیرت انگیز ترقی ہوئی ہے اس کی مثال ہمیں پاکستان کی گزشتہ تاریخ میں نہیں ملتی ہے ، نہ صرف یہ کہ پاکستان کی گزشتہ تاریخ میں نہیں ملتی ہے ۔ بلکہ اگر ہم اپنے ہمسایہ ممالک پر نظر ڈالیں اور ساتھ ہی ساتھ اپنے وسائل پر بھی نظر رکھیں تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جو کارنامے اور جو کامیابی جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں کی گئی ہے ۔ اور جو کار نامے گزشتہ سالوں میں کئے گئے ایسے کارنامے شاید کسی ملک نے سر انجام نہیں دیئے ہیں ، خارجی اور داخلی طور پر دونوں مسائل سے لپٹا گیا اور آج وہ پاکستان جو کہ 1971ء میں ایک شکستہ اور ٹوٹا ہوا پاکستان تھا ۔ آج اس کے عوام بھی سرخرو ہیں اور وہ ملک بھی دنیا کے ممالک میں ایک ممتاز اور نمایاں مقام رکھتا ہے ۔ جناب سپیکر۔ راولپنڈی شہر میں جناب ذوالفقار علی بھٹو کی ذاتی توجہ کی وجہ سے جتنے بھی کام تکمیل پذیر ہوئے ہیں اور اس سلسلہ میں صوبائی حکومت کی بھرپور امداد حاصل رہی ہے ۔ جناب وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ اس معاملے میں ایک دوسرے کے معاون رہے ہیں اس لئے یہ دعوے سے کہا جا سکتا ہے کہ آج راولپنڈی میں جو تعمیراتی کام ہو رہے ہیں ، گزشتہ 28 سالوں میں اتنے تعمیراتی کام نہیں کئے گئے ہیں ، اگر گزشتہ 28 سالوں میں کئے گئے تمام تعمیراتی کاموں کو ایک طرف رکھا جائے اور سال گزشتہ میں کئے گئے کاموں کو ایک طرف رکھا جائے تو سال گزشتہ میں ہونیوالے کاموں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہوگی ، اور آج میں اس ایوان کی اطلاع کے لئے یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج راولپنڈی ایک واحد شہر ہے کہ جس میں آئندہ ایک ڈیڑھ ماہ کے اندر کوئی بھی قابل مرمت سڑک نہیں رہے گی ۔ یہ کام جناب

ذوالفقار علی بھٹو کی ذاتی مداخلت اور وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ کی ذاتی امداد کی وجہ سے انجام پایا گیا۔

جناب والا۔ جہاں ایک طرف سے بے شمار ترقیاتی کام ہوئے ہیں وہاں کسی چیز کی انتہا ہی نہیں ہے کیونکہ حکومت کا فرض ہے کہ ایک مسئلہ سے نپٹے تو دوسرا مسئلہ تیار ہو۔ لہذا جب تک یہ دنیا اور زندگی کی جدو جہد موجود ہے۔ اس وقت تک مسائل حیات موجود رہیں گے۔ میرے حلقہ انتخاب میں بھی اگرچہ بہت کچھ کیا گیا ہے۔ لیکن ابھی تک بعض مسائل ایسے ہیں جن سے نبرد آزما ہونا باقی ہے۔ اور خوش قسمتی یہ ہے کہ جناب وزیر خزانہ کا حلقہ نیابت بھی راولپنڈی شہر ہی ہے۔ اور وہ شاید مجھ سے زیادہ راولپنڈی شہر کے مسائل سے واقف ہوں گے۔ اور مجھے یقین ہے کہ وہ ان مسائل پر اپنی اولین اور فوری توجہ دیں گے۔ جناب والا۔ راولپنڈی کا مسئلہ پینے کے پانی کا مسئلہ ہے، وہ شہر جو کہ دارلحکومت کے ساتھ واقع ہے جس کو اگر دارلحکومت کا حصہ کہا جائے تو یہ بے جا نہ ہوگا۔ لیکن آپ کو یہ سن کر تعجب ہوگا کہ اس شہر میں آج بھی کچھ علاقے ایسے ہیں جن میں پینے کا پانی نہیں ہے جن میں راولپنڈی سیٹلائیٹ ٹاؤن بھی شامل ہے۔ جہاں اب بھی لوگ پینے کے پانی کو ترستے ہیں، جہاں ہم نے دیگر محکموں کی کار کردگی کو بہتر بنایا ہے۔ وہاں پر یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ جو ہے۔ پنجاب کی میں بات نہیں کرتا ہوں، اگر میرے شہر کی پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کی کار کردگی کا جائزہ لیا جائے تو وہ تمام محکموں کے مقابلہ میں سب سے بدتر اور خراب ہے۔ اس لئے کہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ نے راولپنڈی کو دو طرح سے نقصان پہنچایا ہے۔ ایک تو یہ کہ لوگوں کو پینے کا پانی دستیاب نہیں ہے اور دوسرا گریٹر واٹر سپلائی کا منصوبہ جو کہ گزشتہ دس سالوں سے زیر تکمیل ہے، پتہ نہیں کہ وہ کب مکمل ہو۔ لیکن دوسری طرف راولپنڈی شہر کی کوئی سڑک، گلی یا محلہ ایسا نہیں ہے جسے ہیلتھ انجینئرنگ کی کرم فرمائی کی وجہ سے ڈھیلوں اور گڑھوں میں تبدیل نہ کر دیا گیا ہو لہذا میری وزیر خزانہ صاحب سے یہ گذارش ہے کہ اس سلسلہ میں فوری توجہ دیں۔ جناب والا۔ ایک اور مسئلہ جو کہ راولپنڈی کے عوام کا دیرینہ مسئلہ رہا ہے، وہ ہے راولپنڈی کا ہسپتال یہ ایک

ایسی جگہ پر واقع ہے جو نہ ہی محل وقوع اور نہ ہی عمارت کے لحاظ سے قابل قبول ہے۔ صوبائی حکومت نے کئی سال پہلے وہاں پر ہسپتال کے لئے ایک عمارت تعمیر کی تھی لیکن بد قسمتی سے اس پر مرکزی حکومت نے قبضہ کر لیا ہے۔ اور وہاں پر سنٹرل گورنمنٹ ہسپتال بنا دیا گیا ہے۔ سنٹرل ہسپتال بنیادی طور پر مرکزی حکومت کے ملازمین کے لئے ہے۔ اور صوبائی حکومت کے ملازمین یا راولپنڈی کے عوام کے لئے وہی پرانی عمارت ہے جو کہ اب آثار قدیمہ میں رکھنے کے قابل ہے۔ جو کہ محل وقوع عمارت اور اس میں سہولیت کے اعتبار سے اس قابل نہیں ہے کہ وہ راولپنڈی جیسے شہر کے شایان شان ہو۔ لہذا مجھے یقین ہے۔ کہ جناب وزیر صحت اس سلسلہ میں پوری توجہ دیں گے۔ جناب سپیکر۔ میں وزیر تعلیم کے کے اس بیان کا خیر مقدم کرتا ہوں جو انہوں نے اس اسمبلی میں دیا تھا کہ اب ڈائریکٹوریٹ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا رہا ہے۔ کالجز کے لئے علیحدہ ڈائریکٹوریٹ ہوگی اور سکولوں کے لئے علیحدہ ڈائریکٹوریٹ ہوگی۔ جناب والا۔ اس کی ضرورت بڑے عرصہ سے محسوس کی جارہی تھی۔ کہ ڈائریکٹوریٹ اس طرح سے تقسیم ہوں کہ آسانی کے ساتھ روزمرہ کے معاملات سے نپٹا جا سکے۔ اور تعلیمی پالیسی پر با احسن و خوبی عمل کیا جا سکے۔ لیکن وزیر تعلیم سے میری پھر یہ گزارش ہوگی کہ ان کی تقسیم تک ہی معاملہ محدود نہ کرلیں، بلکہ راولپنڈی کے دو مطالبات بڑے پرانے ہیں، ایک ٹیچرز ٹریننگ کالج کا ہے، اور مجھے یقین ہے کہ وزیر تعلیم کاغذات کے مطالعہ سے دیکھیں گے کہ یہ پرانا مسئلہ ہے۔ جب ڈاکٹر صاحب وزیر تعلیم تھے اس وقت یہ مسئلہ اٹھا تھا مگر نہ جانے کیوں راولپنڈی کو ٹیچرز ٹریننگ کالج کا مستحق نہ سمجھا گیا اور پورے علاقہ میں اساتذہ کی تربیت کے لئے کوئی ادارہ نہیں ہے۔ میری گذارش ہے کہ راولپنڈی کو اس اس سال سے ٹیچرز ٹریننگ کالج دیا جائے اور اس کے اجرا کے لئے کوشش کی جائے۔ دوسرا مسئلہ سکولوں کی تعداد کا آبادی کے مطابق نہ ہونا ہے۔ حکومت نے تعلیمی ادارے قومیائے ہیں، ان میں اضافہ ہوا۔ ان کی بہتری کی طرف توجہ دی گئی۔ اس کے باوجود راولپنڈی کی بڑھتی ہوئی آبادی کے مطابق وہاں پر مڈل اور پرائمری سکول کی بے پناہ کمی ہے، میری یہ گذارش ہے کہ وہاں پر لئے سکولوں کے سلسلہ میں فوری توجہ درکار ہے۔ جناب والا۔ راولپنڈی کا بڑا اہم مسئلہ نالا لئی پر پل کی تعمیر ہے، جو لوگ راولپنڈی شہر سے واقف ہیں ان کو اس بات کا علم ہے کہ اس شہر کو چاروں اطراف سے

ایک نالے نے گھیرا ہوا ہے جس کا نام لئی ہے۔ مختلف علاقوں کو لنک کرنے کے لئے اس نالہ پر جابجا پل تعمیر کئے گئے ہیں اب وہاں مختلف علاقوں کے لئے ہاؤسنگ سکیم بنائی گئی ہے۔ اس ہاؤسنگ سکیم کے ساتھ ایک پرانی آبادی پہلے سے موجود ہے لیکن اس ہاؤسنگ سکیم کو پنڈی شہر سے ملانے کے لئے کوئی نزدیکی راستہ نہیں ہے اور وہ راستہ اس وقت تک نہیں بن سکتا جب تک لئی پر ہولی فیملی ہسپتال کے نزدیک یا مثلاً ٹاؤن میں کسی جگہ پل کی تعمیر نہ کی جائے میں پھر جناب وزیر خزانہ سے استدعا کرونگا کہ وہ اس سلسلے میں بھی پوری توجہ دیں اور جناب والا۔ یہ مطالبہ بہت پرانا ہے اور اب اس پر عمل ہونا چاہیئے۔ جناب والا۔ میں آخر میں ایک مرتبہ پھر وزیر خزانہ کو پر خلوص اور دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں اس لئے کہ انہوں نے ایک حقیقت پسندانہ اور متوازن بجٹ پیش کیا ہے انہوں نے ایک ایسا بجٹ پیش کیا ہے جس پر صرف وہی مبارک باد کے مستحق ہی نہیں بلکہ بحیثیت پاکستان پیپلز پارٹی ہم سب کے سر فخر سے بلند ہیں اور ہم عوام سامنے جا کر سرخروئی کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ یہ بہترین بجٹ ہے جو عوامی خواہشات اور عوامی امنگوں کا آئینہ دار ہے اور ایک ایسا بجٹ پاکستان پیپلز پارٹی کے پروگرام اور منشور کو عملی طور پر آگے بڑھانے کی طرف ایک اچھا قدم ہے۔ شکریہ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر: ملک مختار احمد اعوان۔

ملک مختار احمد اعوان: جناب سپیکر۔ سالانہ میزانیہ پر آج بحث کا آخری روز ہے۔ اس معزز ایوان میں ممبران پنجاب اسمبلی جس تقدس کا احترام کا مظاہرہ کرتے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات تاریخ کا اہم حصہ ہے جناب والا۔ یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ اس ملک میں قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو سے عوامی انتخاب کے نتیجے میں جمہوریت بحال ہوئی اور آمریت کا خاتمہ ہوا۔ جناب والا۔ پوری دنیا میں اگر معاشی نظام کا جائزہ لیا جائے کہ کن ممالک میں کونسا معاشی نظام قائم ہے ہر ملک کا معاشی نظام ہی اسکے سیاسی نظام عکاسی کیا کرتا ہے یہاں جمہوریت قائم کی گئی ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے دور اقتدار میں ایسے بجٹ پیش کئے گئے جو بجٹ عوامی تھے اور وہ

بجٹ عوام کی فلاح و بہبود اور عوام کی سیاسی بالا دستی کی عکاسی کرتے تھے۔ آج جب بجٹ پر بحث کی جا رہی ہے میں جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں اور خصوصاً حکومت پنجاب اور پنجاب اسمبلی کے ممبران کی خدمت میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں ۔

جناب والا ۔ اس ملک میں جو بنیادی غلطیاں کی گئیں ان میں سے سب سے بڑی غلطی ماضی کی حکومتوں میں یہ تھی کہ زندگی کے تمام شعبوں میں ترجیحات کی درجہ بندی نہ کی گئی اور یہ کبھی بھی نہیں سوچا گیا کہ قائد اعظم کے حاصل کردہ اسلامی ملک میں کون سی بات کو ترجیح دی جائے اور کون سی بات کو ترجیح نہ دی جائے ۔ پھر جناب والا ۔ صدیوں کا ادھار اس ملک اور اس قوم کے قائدین کے کندھوں پر رہا اور کسی نے یہ نہ سوچا کہ ملکی سطح پر اور بین الاقوامی سطح پر یہ ادھار کس طرح چکائے جائے ہیں ۔ جناب والا ۔ آج تک کسی کے ذہن میں یہ بات نہ آئی کہ پاکستان جس میں وعدہ کیا گیا تھا ایسا معاشی نظام جو منصفانہ معیشت کی بنیاد پر استوار ہے اور وہ نافذ کیا جائے گا یہ نظریہ پاکستان کا روح تھا اور یہی قائد اعظمؒ کا فرمان تھا یہ ایک ترجیحی بات تھی اور اس ترجیحی بات کی جناب ذوالفقار علی بھٹو نے نہ صرف اس ملک کے اندر بلکہ پوری دنیا میں اس طرح ترجمانی کرتے ہوئے اس بات کی عکاسی کی کہ اگرچہ ہماری قوم کو شکستیں ہوئیں اگرچہ ہم پسپائی کی طرف تھے اور اگر ہم تاریخ کو الٹ کر دیکھیں تو ماضی کے سیاستدانوں نے یہاں پر غلطیاں کیں لیکن جناب والا ۔ میں عوام کی بالادستی چاہتا ہوں میں یہ سمجھتا ہوں کہ اقتدار اعلیٰ صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی ذات کے پاس ہونا چاہئے اور میں اس ملک میں عوام کو اوپر لاؤں گا اور monopolies کو توڑ کر monopolists کو اور کیپٹلسٹی کو تباہ کروں گا ختم کروں گا اور زندگی کے تمام شعبوں میں یکسانیت اور برتری کی بنیاد پر اصلاحات نافذ کروں گا ۔ جناب والا ۔ یہ ایک بنیادی فلسفہ تھا اور یہ بنیادی بات تھی کہ جس کو لے کر پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکن اپنے قائد کی قیادت میں منزل کی جانب بڑھے ۔ جناب والا ۔ کون کون سے قرض کی بات کروں ۔ کون کون سے ادھار چکائے جانے کی بات کروں ابھی پچھلے دنوں ایک بہت بڑا قرض جو پورے عالم اسلام کے کندھوں پر تھا پھر کسی اور ملک میں نہیں اس پاکستان میں جناب ذوالفقار علی بھٹو نے چکایا ۔

جناب والا ۔ وہ فرض یہ تھا کہ عالم عرب میں جب اسلام کے آغاز کی بات کی جب سرور کائناتؐ پر پہلی وحی نازل ہوئی اور پہلی وحی میں خدا تعالیٰ کا فرمان رسولؐ تک پہنچا ۔ جناب والا ۔ اس فرمان پر اگر غور کیا جائے تو وہ فرمان یہ تھا کہ "اقرا باسم ربک الذی خلق" یہ پہلا حکم تھا جو رسولؐ کو ہوا کہ پڑھ تو رسولؐ نے کہا کہ میں پڑھ نہیں سکتا کیوں کہ میرا پیغمبر امی تھا پھر جناب والا ۔ دوسرا حکم ہوا کہ پڑھ تو رسولؐ نے کہا کہ میں پڑھ نہیں سکتا ہوں تو تیسری بار پھر حکم ہوا کہ پڑھ تو رسولؐ نے جب یہ پڑھا تو ان پر ایک عجیب عالم طاری تھا ۔ جناب والا ۔ اگر وحی پہاڑوں پر نازل ہو تو پہاڑ جھلس جاتے ہیں پہاڑ کانپ اٹھتے ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ ایک عجیب عالم تھا میرے پیغمبر نے اپنی اہلیہ محترمہ کی خدمت میں یہ فرمایا کہ مجھ پر یہ کیفیت ہے اور وحی نازل ہوئی ہے ۔ مجھے کہا گیا ہے کہ اپنے پروردگار کے نام پر پڑھ جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا یہ پہلی وحی نازل ہوئی تھی ۔ جناب والا ۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ پورے عالم عرب میں ایک ایسا شخص موجود ہے اور اگر ہم اس کے پاس جا کر پوچھیں کہ اس وحی کا اور ان الفاظ کا مطلب کیا ہے یہ کون سی کیفیت ہے تو وہ ہمیں بتلا سکے گا کہ یہ کون سی حالت میں نازل ہوئی ہے ۔ حضور والا ۔ پھر عالم عرب میں اس وقت اکثریت عیسائیوں کی تھی اور وہ ابن مریم کو ماننے والے تھے یہ بات ورقہ بن نوفل تک پہنچی جس نے شہادت دی کہ ابن مریم کی قسم تم نبی ہو تم خدا کے بھیجے گئے پیغمبر ہو تم پر خدا کی وحی نازل ہوئی ہے ۔ حضور والا ۔ اس وقت عیسائی اکثریت میں تھے اور مسلمان اقلیت میں تھے ۔ 1400 سال تک کسی نے بھی اکثریت کی اس شہادت کا ادھار عالم اسلام میں نہ چکایا اگر اس ادھار کو ترجیحات کی بنیاد پر کسی نے آج عالم اسلام میں چکا دیا ہوتا اور آج ہم مسلمان جو پاکستان کی اکثریت ہیں اور عیسائیت جو یہاں بڑی اقلیت ہے ان کو آج پھر میرے قائد نے کہا کہ پاکستان کی اقلیت میں رہنے والو عیسائیو میں تمہیں برابر کے حقوق دیتا ہوں تم نے ایک احسان کا پالا اور میں وہ احسان آج چکا رہا ہوں ۔ اور اس کے نتیجہ میں ڈی پی سنگھا پروفیسر سٹیفن اور سی ایوب آج اس معزز ایوان کے رکن ہیں ۔ انہوں نے چند دن پہلے یہاں اوتھ لیا ہے ۔ حضور والا ۔ یہ ایسے قرض تھے اور ایسے ادھار تھے جن کا اتارا جانا نہایت لازمی تھا ۔

جناب والا ۔ بین الاقوامی سطح پر میرے قائد نے اس ملک کی اور اس قوم کی شکست خوردہ ذہنیت کو ختم کرتے ہوئے ایک ایسی قوم کی شکل میں دنیا کے نقشے پر ابھارا ہے جو نقشہ صحیح تھا ۔ حضور والا ۔ وہ نقشہ تخیل علامہ اقبال کا تھا جسے قائد اعظمؒ نے بنایا ۔ لیکن اس نقشے میں رنگ دینے ایک ضرورت تھی ۔ جناب ذولفقار علی بھٹو نے اس ٹوٹے ہوئے پاکستان کے نقشے میں رنگ بھرے ۔ ان رنگوں میں سے سب سے پہلا رنگ اسلام کا رنگ تھا ۔ دوسرا رنگ جمہوریت کا رنگ تھا ۔ تیسرا رنگ سوشلسٹ معیشت کا رنگ تھا اور پھر آخر میں کہا کہ اے مفلوک الحال انسانوں جو تم 95 فیصد ہو ذولفقار علی بھٹو تمہیں باعزت بنانا چاہتا ہے ۔ 95 فیصد لوگو تم صحیح محب وطن ہو ۔ تم پاکستان کے لئے خون دیتے چلے آئے ہو اور تم نے حصول پاکستان کے لئے گردنیں کٹوائیں لیکن کسی نے تمہیں اس ملک کے اقتدار میں شرکت نہ دی گلی کوچوں میں رہنے والوں آؤ میں تمہیں اقتدار میں شریک کرتا ہوں اور انہیں اقتدار میں شریک کیا گیا ۔

حضور والا ۔ میں معزز رکن علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب کا احترام کرتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں ان کا رول تعمیری رہا ہے ۔ لیکن حزب اختلاف کے بینچز پر آج وہ لوگ موجود ہیں جنہوں نے میزانیہ پر جب بحث کی تو انہوں نے پھر سیاسی باتیں بھی کیں اور حکومت کی پالیسیوں کو کنڈم کرنے کے ساتھ ساتھ جناب ذوالفقار علی بھٹو کے کارہائے نمایاں پر بھی تنقید کی ۔ جناب والا ۔ میں ان دوستوں کے بارے میں صرف اتنا کہوں گا ۔

ہمیں تم کو جام پلائیں اور ہمیں محروم رہیں
پردہ ہمارے نام پر الٹا آنکھ لڑائی لوگوں نے

جناب والا ۔ آج اس ملک میں متحدہ حزب اختلاف کو خیال آیا کہ وہ یہاں پر ایک اخلاقی فرض پورا کریں اور اخلاقی فرض اس طرح پورا کیا گیا کہ پیر آف پگاڑا نے یہاں پر دو روزہ کانفرنس بلائی کہ قائد اعظمؒ کے حضور میں خراج عقیدت پیش کیا جانا ہے ۔ جناب والا ۔ اس دو روزہ کانفرنس میں پھر بات کیا ہوئی ؟ بات صرف یہ تھی کہ ہم شرطیں عائد کرتے ہیں ۔ اور شرطیں یہ عائد کرتے ہیں کہ آئندہ انتخاب سے قبل موجودہ حکومت ان حزب اختلاف کے لیڈروں کو اقتدار میں حصہ دے تو انتخاب میں

حصہ لیا جائے گا ۔ ایک تو یہ شرط عائد کی گئی ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس ملک کے معاشی میدان میں ترقی ہوئی ، تعلیمی میدان میں ترقی ہوئی اور سرمایہداری کے بت توڑے گئے ۔ بالکل اسی طریق پر جس طریق پر ہم پیپلز پارٹی کے کارکن اپنے قائد کی قیادت میں یہ کہتے ہیں کہ پاکستان کا مطلب کیا ۔ لا الہ الا اللہ ۔ ہم جب لا الہ الا اللہ کہتے ہیں تو پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کلمہ طیبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے خانہ کعبہ میں جب بت توڑے تھے اور ان بتوں کو پاش پاش کیا تھا تو کچھ بت بچ گئے تھے کہ جن کا قد محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے قد مبارک اور تلوار کی زد سے بڑا تھا ۔ تو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حکم دیا کہ میرے کاندھے پر سوار ہو جاؤ اور یہ تلوار ہاتھ میں پکڑ کر باقی ماندہ بت بھی توڑ دو اور پاش پاش کر دو ۔ جناب والا ۔ آج پھر ہم وہی ایک عملی قدم اٹھا رہے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ ہم جناب ذوالفقار علی بھٹو کی ولولہ انگیز قیادت میں اسلامک سوشلزم کو نافذ کریں گے اور میرے قائد نے اس ملک میں بے روزگاری کے بت توڑے ۔ آپ نے بالیس خاندانوں کی اجارہ داری کو سائنسی اصولوں کے تحت ملیا میٹ کر دیا ۔ آپ نے بہت کچھ کیا ۔ آپ نے ایسی اصلاحات کیں کہ جن کی ترقی پذیر ممالک کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی ۔ جناب والا ۔ آج بھی کچھ بت بچ گئے ہیں اور وہ بت یہ ہیں کہ جو رجعت پسندی کو واپس لانا چاہتے ہیں ۔ وہ بت یہ ہیں کہ جو خود رازق بننا چاہتے ہیں ۔ خود رحمٰن بننا چاہتے ہیں ۔ خود کریم بننا چاہتے ہیں ۔ اگر یہ بت بچ گئے ہیں تو ہم اپنے قائد کے اشارے پر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق عمل کرتے ہوئے باقی ماندہ بتوں کو بھی پاش پاش کریں گے ۔ چاہے جاگیرداری کتنا ہی ظلم کیوں نہ ڈھائے ۔ میں بھی ایک ایسے ضلع سے تعلق رکھتا ہوں جہاں جاگیرداری کا آج بھی زور ہے ۔ لیکن میں قائد کا ایک ادنیٰ سپاہی ہوں تو اس معزز ایوان میں میزانیہ پر بحث کے دوران اٹھائے گئے سیاسی نکات کے جواب میں یہ ضرور کہوں گا کہ یہاں پر صرف ایک معیشت ہو گی کہ کوئی غریب نہ رہے ، کوئی امیر نہ رہے اور سب کو برابر کر دیا جائے اور سب کو حقوق دئے جائیں ۔ حضور والا ۔ میں وقت کی کمی کی وجہ سے آخر میں صرف یہ کہوں گا کہ ان کے [(پیر آف پگاڑا کے)] اپنے اختلافات کیا ہیں ۔ کہ جنوبی ایشیا میں میرے قائد کی پالیسی پر تنقید کی جاتی ہے ۔

جناب والا ۔ یہاں پر سیاسی میدان میں ، معاشی میدان میں اور تعلیمی میدان میں انقلاب لائے گئے اور ایک میدان کو ختم کئے جانے کا اس معزز ایوان میں عہد کیا گیا ۔ وہ ہے گھوڑ دوڑ کا میدان ۔ جناب والا ۔ میں پیر آف پگاڑا کو یہ کہوں گا کہ تم نے اس ملک کو اگر گھوڑ دوڑ کا میدان سمجھا ہے اور تم سیاست کو اس طریق پر چلانا چاہتے ہو کہ عوام تمہارے ایک گھن چکر نامی گھوڑے کی طرح دوڑتے رہیں اور تم انتخاب سے پہلے شرطیں عائد کرو گے تو یہاں غلام نبی گواہی دیں گے کہ وہ گھن چکر لولے لنگڑے ہو چکے ہیں وہ نہیں جیت سکتے ۔ یہاں صرف اور صرف عوام اقتصادی میدان میں جیتیں گے اور جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں جیتیں گے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ۔ معزز ممبر کو "گھن چکر" کے الفاظ واپس لینے چاہیں ۔

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) : آپ نے سمجھا نہیں وہ مجھے نہیں کہہ رہے ۔

ملک مختار احمد اعوان : جناب والا ۔ میں آخر میں صرف اتنا کہوں گا کہ انتخاب سے پہلے سیاسی شرطیں سیاسی شعور کے ساتھ ہوتی ہیں ۔ سیاسی شرطیں انقلابی شعور کے ساتھ ہوتی ہیں ۔ سیاسی شرطیں معاشی شعور کے ساتھ ہوتی ہیں ۔ کوئی رجعت پسند سیاسی شرطیں نہیں لگا سکتا ۔ جہاں تم شرطیں لگاتے ہو ہم اس میدان کو بند کر رہے ہیں ۔ غلام نبی آپ جانتے کہ وہ میدان بند کیا جا رہا ہے ۔ وہاں تو شرطوں کی بھرمار کر دی گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : مگر یہ reference کیا ہے ۔ آپ ابھی پیر پگاڑو کا نام لے رہے ہیں ۔

(قطع کلامیاں)

وزیر تعلیم : جناب والا ۔ پیر پگاڑہ صاحب بھی ریس میں ہوتے ہیں اور جناب اعوان صاحب بھی وہاں پر ہوتے ہیں ۔ اس لئے وہ ان کے گھوڑوں کا نام بھی جانتے ہیں اور ریس کی activity کو بھی جانتے ہیں ۔

ملک مختار احمد اعوان : جناب والا ۔ میں وہاں نہیں ہوتا ۔ میں steward کی بات کر رہا ہوں ۔

حضور والا ۔ میں آخر میں صرف یہ کہوں گا کہ یہ میزانیہ جو کہ دولت کی منصفانہ تقسیم کے لئے پیش کیا گیا ہے جس میں تعلیم اور زراعت پر زیادہ رقومات رکھی گئی ہیں ۔ حضور والا ۔ یہاں ہم قوم کو علم کی دولت سے مالا مال کرنا چاہتے ہیں اور وہ علم بھی انقلابی شعور سے بھرپور ہوگا اور اس میں پھر خدا تعالیٰ کے حضور امید کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اے باری تعالیٰ اس ملک میں جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں ایسا انقلاب برپا کر دے جو انقلاب صحیح معنوں میں معاشی انقلاب ہو ۔ جس کی منزل کی جانب ایک موثر قدم اٹھایا گیا ہے اور میرے قائد نے جب روضہ رسول پر شملہ جانے سے چلے سلامی دی تھی اور بارگاہ ایزدی میں دعا کی تھی کہ مجھے کسی کا دست نگر نہ کر میں خود کماؤں جس سے مجھے نیک نامی ملے ۔ شکریہ ۔

Mr. Speaker : Mr. D. P. Singha.

Mr. D. P. Singha : Mr. Speaker Sir, I thank you for giving me an opportunity to express my self. Knowing that time is short, regarding the budget I would like to say that it is my considered opinion that it is a thoroughly balanced budget and I congratulate the hon'ble Finance Minister for the presentation for this budget.

Sir, I had requested your permission to address this House because I wanted to place on record the gratitude of my community to the Quaid-e Awam Mr. Zulfqar Ali Bhutto and the peoples Government for having given us, the backward, the right of representation in this House from which we have been deprived from 1958 totally. Not only this that they have given back our seats but they have shown generosity and increased the seats in the National Assembly. Now we have six whereas we used to have one. Sir, I am particularly thankful because when this Assembly was disolved under Martial Law my mother Mrs. S. P. Singha was a sitting member of this House and before that my father Mr. S. P. Singha had been a member of this House from 1936 to 1949 and I am greatful that I have been given a chance to be here and to be serve my community. I again thank you and the Members of this House.

مسٹر سپیکر : شمیم احمد خان ۔

مسٹر شمیم احمد خان : جناب سپیکر ۔ میں سینئر منسٹر اور وزیر خزانہ کو اس بجٹ کے پیش کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں یہ بجٹ ایک ترقیاتی بجٹ ہے جس میں ترقی کے پروگرام ہیں ۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یہ ترقی پسندانہ بجٹ ہے اس میں کوئی ایسا ٹیکس نہیں لگا جس سے عوام متاثر ہوں جس سے محنت کش یا مزدور متاثر ہوں ۔ یہ بات قابل قدر ہے اور اس کے ساتھ حزب اختلاف مسلم لیگ کی طرف سے ہماری جماعت پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ ہم نے اس ملک میں اسٹیٹوشن کو ختم کیا ہے ۔ ہم نے اس ملک میں جمہوری پروگرام سے انحراف کیا ہے ۔ میں ان کی ان دونوں باتوں کا جواب دینا چاہتا ہوں ۔ پہلی بات یہ ہے کہ یقیناً قائد اعظم کی مسلم لیگ نے پاکستان بنایا تھا اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے لیکن قائد اعظم کی مسلم لیگ نے جو پاکستان بنایا تھا ۔ آپ اس کو دیکھیں کہ پاکستان کیسا تھا جس میں جمہوریت ہوتی ، دوسری بات یہ تھی کہ اس میں ایک ایسا اقتصادی معاشرہ ہوتا جو استحصال سے پاک معاشرہ ہوتا ۔ یہ تھیں دونوں بنیادی ضروریات ۔ بصورت دیگر میں نہیں سمجھتا کہ ایک علیحدہ ملک بنانے کی کیا ضرورت تھی ۔ اگر لوگوں کو وہاں سے ڈالمیا سے نجات دلا کر پاکستان میں داؤد یا سہگل یا بڑے بڑے زمیندار کے ہی سپرد کرنا تھا تو میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان بنانے کی کوئی وجہ جواز نہ تھا ۔ 1947ء سے قبل کمیونسٹ پارٹی نے پاکستان کے حق میں قرارداد منظور کی ۔ جہاں تک مجھے ایک تاریخ کے طالب علم کی حیثیت سے معلوم ہے کہ کمیونسٹ خواتین اور سکھ خواتین مسلمانوں کے جلوسوں میں شامل ہوئیں ۔ کمیونسٹ جماعت یہ سمجھتی تھی کہ پاکستان میں ایک ترقی پسند اور استحصال سے پاک سوشلسٹ معاشرہ تعمیر کیا جائے گا یہ پاکستان کا نقطہ نظر تھا وگرنہ بصورت دیگر مجھے اس کے علاوہ کوئی وجہ جواز نظر نہیں آتی اب جب پاکستان معرض وجود میں آیا اور قائد اعظم کی کوشش تھی اور ان کی خلوص نیت تھی ۔ ۔ ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ۔ میں اس اسمبلی کے ریکارڈ پر یہ بات لانا چاہتا ہوں ۔ جناب شمیم احمد خان جو کچھ ارشادات فرما رہے ہیں وہ حقیقت کی عکاسی نہیں ہے ملک غلام نبی تحریک پاکستان کے کارکن تھے یہ ملک صرف اسلام کے نام پر اور اسلامی قوانین کے لئے حاصل کیا گیا تھا اس وقت نہ صرف مسلمانوں کے سامنے کوئی اقتصادی مسئلہ تھا اور نہ ہی ملک

میں ڈالیا بنایا تھا ۔ مسئلہ صرف یہ تھا کہ مسلمانوں کو صرف ایک اسلامی مملکت ملے ۔ جس میں خدا اور اس کے رسول کی فرمانروائی ہو اور نظام اسلام کو جاری کیا جائے ۔

منظور وٹو : انہوں نے تو کوئی ایسی بات نہیں کی ہے انہوں نے ایک تاریخی واقعہ پیش کیا ہے کہ مسلم لیگ کے علاوہ واحد دوسری پولیٹیکل پارٹی تھی جس نے پاکستان کی حمایت کی تھی ۔

مسٹر محمد احمد خان : میں نے انکار نہیں کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اسلام ہمارا دین ہے لیکن ہمارا مذہب کسی جگہ پر بھی استحصال کی اجازت نہیں دیتا جب اسلام سود کو حرام قرار دیتا ہے بلکہ واضح اور صاف ہے کہ سود کے لفظ میں کوئی عیب نہیں سود کی روح سے اختلاف ہے ۔ سود سے مراد ایسی آمدنی ہے جو بغیر محنت کے حاصل کی جائے ۔ میں سمجھتا ہوں چاہے وہ سود سے آئے یا یا نفع کی شکل میں آئے چاہے آپ اس کو کوئی نام دیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسلام میں استحصال کی کوئی گنجائش نہیں جو قائد اعظم کا پاکستان تھا اس میں یہ تھا کہ کسی کا استحصال نہ ہو پاکستان بن گیا قائد اعظم وفات پا گئے ۔ اس کے بعد جو بقایا تھے ان کے پاس حکومت آئی ان کے پاس جن کے متعلق خود قائد اعظم نے فرمایا تھا کہ میری جیب میں کھوٹے سکے ہیں ۔ ان کھوٹے سکوں کے پاس حکومت آ گئی تو اس کے بعد کی صورت حال آپ کے سامنے ہے ۔ 1935ء کا ایکٹ موجود تھا اس میں جمہوریت موجود تھی انگریز کے زمانے کا ایکٹ موجود تھا لیکن اس کے باوجود یہ اسی ایکٹ اور پراسلو آف پاورز کے تحت یہ آئین بنانے کے لئے بیٹھے ۔ مسلم لیگ آئین بنانے کے لئے بیٹھی لیکن کئی برس گزر گئے آئین نہ بنا ۔ بڑی مشکل سے 1954ء میں آئین کا ڈرافٹ تیار کیا گیا لیکن اس ڈرافٹ کو دن کی روشنی دیکھنا نصیب نہ ہوئی ۔ اس کے بعد بڑی مشکل سے بالواسطہ الیکشن کرائے گئے اور 1956ء میں آئین دیا اس آئین کو صرف ڈاکومنٹس کے طور پر قبول کیا گیا کیوں کہ اس میں روح موجود نہ تھی ۔ اس پر عمل نہ کیا گیا انتخابات کے وعدے کئے گئے انتخابات نہ کرائے گئے ۔ یہ ایک پورے عرصے کی تاریخ ہے ۔ اس عرصہ میں انسٹیٹیوشن کے ساتھ کیا برتاؤ کیا گیا مسلم لیگ کو 1935ء کے ایکٹ کا فائدہ 1947ء میں ملا تھا لیکن اس کو برقرار نہیں رکھا گیا بلکہ اس ملک میں آج یہ بات کرتے ہیں کہ زیادتیاں ہوئی ہیں ۔

آج یہ مقصود کی بات کرتے ہیں آج یہ کہتے ہیں کہ نالائق کو پکڑا گیا میں کہتا ہوں کہ آپ وہ تاریخ اٹھا کر پڑھیں اگر کسی کو پکڑا جاتا ہے تو اس لئے پکڑا جاتا ہے کہ وہ انقلاب کی بات کرتا ہے وہ انقلاب کے راستے میں رکاوٹ بنتا ہے ، ان لوگوں کو پکڑا جاتا ہے جو انقلاب کے راستے میں لڑا کرتے تھے ان سے جیلیں بھرا کرتے تھے ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ اس دور میں سیفٹی ایکٹ کا کس بے دردی کے ساتھ استعمال کیا جاتا تھا ۔ یہ مسلم لیگ کی مہربانی تھی کہ ایف ۔ سی ۔ آر جیسا کالا قانون فرنٹیئر سے اٹھا کر چاروں صوبوں میں لاگو کیا گیا ۔ یہ سب کچھ مسلم لیگ کے زمانے میں ہوتا رہا ۔ 1947ء میں جو جمہوری ڈھانچہ مسلم لیگ کو ملا تھا اس کو جو جمہوریت ورثہ میں ملی تھی اس نے ہضم کیا دبا جمہوریت کی جگہ مارشل لاء 1958ء میں جب مارشل لاء لگا جب اس انقلاب اترا تو اس نے کہا کہ میں مارشل لاء ہوں اور میرا نام مسلم لیگ ہے اس نے اس ملک کی بنیاد رکھی تھی عدالتوں کے ساتھ کیسے زیادتی کی اور مسلم لیگ نے ان کو خود ختم کیا اور جمہوریت کو ختم کیا ۔ مارشل لاء نافذ کیا پھر کوشش کی گئی کہ مزید لوگوں کو دھوکا دیا جائے تو پھر بنیادی جمہوریت کا نظام دیا گیا ۔ اس طرح جمہوریت کے ساتھ جو کچھ بھی کیا جا سکتا تھا کیا گیا ۔ پارلیمنٹ کو انہوں نے توڑا مارشل لاء انہوں نے نافذ کیا اور یہ تمام چیزیں پاکستان پیپلز پارٹی کو ورثہ میں ملی تھیں اور اس کے علاوہ کیا ملا تھا ۔ ہمیں کیا ملا تھا ؟ یحییٰ خان کا مارشل لاء ہمیں وراثت میں کیا ملا تھا ؟ ایوب خان کی آمریت کی ایک کڑی ملی تھی ۔ ہم نے اس مارشل لاء کو ختم کر کے اس ملک میں آئین دے کر اسمبلیوں کے انتخابات کرائے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

آپ نے انتخابات یہاں ختم کئے ، ہم نے بحال کیا ہے ۔ آپ کا اور ہمارا یہ فرق ہے سیاسی طور پر جمہوریت کے نقطہ نظر سے جو یہاں پر ہوتا رہا ہے ، وہ کوئی ایسی بات نہیں ۔ اس مسلم لیگ کے زمانے میں ظلم کی جو انتہا ہو سکتی ہے ، وہ ہوئی ۔ آج بھی لاہور کے شاہی قلعے کی دیواریں گواہ ہیں ۔ حسن ناصر کو وہاں شہید کیا گیا ۔ آج تک مسلم لیگ اپنے دامن سے یہ لہو صاف نہیں کر سکتی ۔ سمجھ نہیں آتی ، ایسا کوئی واقعہ اس زمانے میں نہیں ہوا ۔ حسن ناصر کا یہی گناہ تھا کہ وہ بھی اس ملک میں استحصال سے

پاک معاشرہ چاہتا تھا ۔ مسلم لیگ اس ملک کے جاگیرداروں ، سرمایہ داروں اور مفاد پرست طبقات کی نمائندہ جماعت تھی ، وہ قطعاً برداشت نہیں کر سکتی تھی کہ کوئی آدمی اس ملک میں مزدور اور کسان کی بات کرے ۔ لیکن آج مزدور اور کسان بھی ایک انسٹی ٹیوشن ہے ۔ آج مزدور اور کسان کی بات پرائم منسٹر کرتے ہیں ۔ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کرتے ہیں ۔ کل تک کسی بڑے سے بڑے لیڈر کو یہ توفیق نہ ہوئی ۔ مجھے یاد ہے اس ملک کی تاریخ میں جو ہمارے لیڈر گزرے ہیں میں نے ان سب کی تقاریر دیکھی ہیں ۔ کسی کو بھی یہ توفیق نہ ہوئی تھی ۔ اپنی تقریر کے آغاز میں وہ زیادہ سے زیادہ یہ کہا کرتے تھے "میرے ہم وطنو" اور "میرے ہم وطنو" یہ بات ختم کر دیتے تھے ۔ لیکن ذوالفقار علی بھٹو کی تقریر جب شروع ہوتی ہے تو اس میں سب سے پہلے آتا ہے ۔ "میرے ملک کے مزدوروں ، کسانوں ، طالب علموں ، محنت کشوں" ۔ یہ تبدیلی ہے ۔ اس سے پہلے یہ تبدیلی نہ تھی ۔ کسی بھی ہیڈ آف دی سٹیٹ نے اپنے عوام کو براہ راست مخاطب نہ کیا تھا ۔ اس طرح دوسرے اقتصادی طور پر جو انسٹی ٹیوشن تھے ، ان کے ساتھ کیا ہوا ؟ مسلم لیگ حکومت کے تمام عرصے میں میاں ممتاز دولتانہ نے ایک ڈرافٹ ، لینڈ ریفارمز کے لئے تیار کیا ۔ لیکن جماعت پر فیوڈل لارڈز کا اتنا زیادہ غلبہ تھا کہ وہ اپنی جماعت سے بھی منظور نہ کرا سکے ۔ میاں ممتاز دولتانہ جیسے زمیندار بھی عوامی دباؤ کے نیچے آ گئے ، میں نہیں سمجھتا کہ اس کی کلاس کا انٹرسٹ اس کی اجازت دیتا ہوگا ۔ لیکن بہرکیف انہوں نے پیش کیا ۔ لیکن اس جماعت نے اس کو کبھی منظور نہ ہونے دیا ، کبھی کامیاب نہ ہونے دیا ۔ لیکن اس کے مقابلے میں جب ہماری حکومت آئی تو ہم نے آتے ہی کوئی قرارداد منظور نہیں کی ، کوئی ڈرافٹ تیار نہیں کیا ، ہم نے آتے ہی اس ملک میں لینڈ ریفارمز کیں اور جو زمین صدیوں سے ان کے پاس تھی وہ ہم نے بلا معاوضہ جاگیرداروں سے چھین کر کسانوں کو دی ۔ بلا معاوضہ چھیننے کا مقصد بڑا واضح ہے ۔ ہم نے اس بات کو اصولی طور پر تسلیم کیا ، کہ زمین کسی کی ملکیت نہیں ۔ زمین اللہ کی ہے اور اس کو بلا معاوضہ چھینا جا سکتا ہے ۔ یہ ہم نے اسلام کی روح کے مطابق کیا ، اپنے ایمان اور عقیدے کے مطابق کیا ۔ ہم نے زمین پر یہ حق تسلیم کیا ہے یہ زمین اللہ کی ہے اور کسی اور کی زمین نہیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اسی طرح صنعتوں کے میدان میں ۔ پاکستان معرض وجود میں آیا تو یہاں کوئی ٹاٹا نہ تھے ۔ اس ملک میں بالکل ایک استحصال سے پاک خوش حال مضبوط معاشرہ تشکیل کیا جا سکتا تھا ۔ لیکن اس مسلم لیگ نے یہاں پر ، فیوڈل تو تھے ہی ، سرمایہدار پیدا کئے صنعتکار پیدا کئے ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آخری دونوں میں ہر جگہ بائیس خاندانوں کا ذکر ہوتا تھا ۔ انہوں نے بائیس خاندانوں کا انسٹیٹیوشن develop کیا ، پاکستان پیپلز پارٹی نے بائیس خاندانوں کے انسٹیٹیوشن کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

آج کوئی آدمی نہیں کہہ سکتا کہ اس ملک میں بائیس خاندان موجود ہیں ۔ اس طرح سے قائد اعظم انسٹی ٹیوشن ہے اور قائد اعظم کے ساتھ انہوں نے کیا کیا ؟ جناب سپیکر ۔ میں آپ کو اپنا ایک ذاتی واقعہ عرض کرتا ہوں ۔ جس زمانے میں مجھے لاء کالج سے نکالا گیا ۔ آپ کو یاد ہے 1963ء میں ۔ اس زمانے میں یہاں پر کتابوں کی ایک نمائش لگی ۔ میں اس میں گیا ۔ آپ یقین کریں ۔ میں سارے سٹالوں میں گھومتا ۔ مختلف سٹالوں پر ہر قسم کی کتاب موجود تھی ۔ جب میں پاکستان کے سٹال میں گیا تو وہاں پر ایک پڑی تھی : "Speeches of Quaid-i-Azam" تو میں نے کہا کہ میں یہ کتاب خریدنا چاہتا ہوں ۔ مجھے سٹال سے جواب ملا کہ یہ کتاب مرکزی محکمہ داخلہ کی اجازت کے بغیر نہیں خریدی جا سکتی ۔ آپ نے قائد اعظم کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ اس کی تقاریر پر بھی آپ نے پابندی لگا دی تھی کہ وہ لوگوں تک پہنچ نہ سکیں اور اس کے افکار و خیالات نہ پہنچ سکیں ۔ لیکن اس کے مقابلے میں ہم نے قائد اعظم کے لئے پورا ایک سال رکھا ہوا ہے ۔ اپنے لیڈر کے افکار کو پھیلانے کے لئے ، ان سے رہنمائی حاصل کرنے کے لئے ۔ انسٹی ٹیوشنز برباد ہوئے ہیں تو مسلم لیگ کے دور میں ہوئے ہیں اور پیپلز پارٹی نے ان برباد کئے ہوئے انسٹی ٹیوشنز کو دوبارہ تعمیر کیا ہے ۔ اس ملک کو برباد کرنے اور چند گھرانوں اور چند لٹیروں کی آماجگاہ بنانے کا پروگرام تھا ، ہم نے اس ملک کو لٹیروں کی آماجگاہ نہیں بننے دیا ۔ اس ملک کو ہم نے کروڑوں عوام کی ملکیت بنانے کے لئے جد و جہد کی ہے اور نتائج آپ کے سامنے ہیں ۔ آج کا جو اختلاف ہے ، جو کوشش ہے ، وہ یہ نہیں کہ انہیں اس بات سے کوئی اختلاف ہے ، یا وہ کیا چاہتے ہیں ۔ ان کا مقصد

کہا ہے ۔ جو لوگ مسلم لیگ میں ہمارے ساتھی ہیں اور مجھے اخبارات اور دوستوں کے ذریعے معلوم ہوا ہے ، آخر کار چار دن ہمارے ساتھ انہوں نے گزارے تھے ، تو ان میں رنگ تھا ۔ انہوں نے جب وہاں جا کر رنگ کی بات کی تو وہاں پر بیٹھے ہوئے پرانے لوگوں کے ماتھوں پر شکنیں پڑ گئیں کہ یہاں پر یہ کیسی بات کر رہے ہیں یہ بات اس پلیٹ فارم سے نہ ہو سکی ۔ ان کی قائد عوام اور پاکستان پیپلز پارٹی سے دشمنی کیا ہے ؟ دشمنی یہ ہے کہ کسی طرح انہیں اقتدار مل جائے اور اس کے بعد وہ پھر جو بنک حکومت نے لئے ہیں ، جو انشورنس کمپنیاں حکومت نے لی ہیں ، جو انڈسٹریز حکومت نے لی ہیں ان تمام انڈسٹریوں کو دوبارہ صنعت کاروں کے حوالے کر دیں ۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ جو زمین جاگیرداروں سے چھین کر کسانوں کو دی گئی ہے ، وہ دوبارہ کسانوں سے چھین کر جاگیرداروں کے حوالے کر دی جائے ۔ لیکن میں یہ واضح کرتا ہوں کہ جب تک اس ملک میں قائد عوام اور اس کے سپاہی زندہ ہیں یہ خواب کبھی پورا نہیں ہو گا ، یہ خواب کبھی پورا نہیں ہو گا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

ہم اس سے آگے جائیں گے ۔ اگر اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھتے ہو تو اس ملک کو چھوڑ جاؤ ، تمہاری اس ملک میں گنجائش نہیں ۔ کسی استحصال کرنے والے کی ، کسی لٹیرے کی ، کسی سرمایہ دار کی ، کسی جاگیردار کی کوئی گنجائش نہیں ۔ جانتے ہو تو جاؤ ۔ یہ آخری رائے ہے ۔ اس میں میں بالکل واضح کرتا ہوں ۔ کہ اگر اس ملک میں رہنا ہے تو اس ملک کے محنت کش طبقات کے ساتھ سمجھوتہ کرو ، اس ملک کے محنت کش طبقات کو ان کے حقوق دو ، ان کو تسلیم کرو ۔ یہی ایک راستہ ہے ۔ دوسرا راستہ کوئی نہیں ورنہ چھوڑ کر چلے جاؤ ۔

جناب سپیکر ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ طبقات اور ان کی نمائندہ سیاسی جماعتیں اس ملک کے اندر اپنا یہ معاملہ پورا ہوتا ہوا نہ دیکھیں گی ۔ اپنا یہ خواب اس ملک میں پورا نہ کر سکیں گی تو پھر ان کی کوشش یہ ہوگی ، یہ تو انسٹی ٹیوشن کی بات کرتے ہیں ، یہ اس ملک کو ، ریاست کو ختم کر دیں گے ۔ کیوں کہ سرمایہ دار اور جاگیردار کو اپنی ضرورت ہے ۔ اس کو

جغرافیائی لکیروں کی ضرورت نہیں۔ وہ اسے اوپر لاتا ہے۔ اس کا پھیلاؤ بین الاقوامی سطح پر پھیلتا ہے۔ اس کے وشیئر بین الاقوامی سطح پر ہوتے ہیں۔ جب وہ اپنے آپ کو یہاں پر خطرے میں محسوس کرے گا تو وہ اس ملک کو ختم کرے گا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ نیشنلائزیشن کا خاتمہ تو آپ نے کیا تھا۔ ہم نے ان کو بحال کیا ہے۔ میں اپنے دوستوں سے جو لا علمی میں وہاں بیٹھے ہیں، ان سے اپیل کروں گا کہ اس وقت ان سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کا ساتھ مت دیں، خدا کے لئے، اپنی قوم کے لئے، اپنے ملک کے لئے، اپنے قائد اعظم کے ملک کے لئے، اپنے علامہ اقبال کے ملک کے لئے، اپنے اسلام کے ملک کے لئے، خدا کے لئے، اس ملک کے سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کا ساتھ مت دیں بلکہ اس ملک کے محنت کشوں کے قافلے کے ساتھ چلیں جس کی قیادت ذوالفقار علی بھٹو کر رہے ہیں۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ وقت دور نہیں ہم نے قائد عوام کی رہنمائی میں ایسی اصلاحات کی ہیں جو ہمارے منشور میں بھی نہیں تھیں۔ مگر ان کی ضرورت پڑی تو ہم نے کر دیں 32 ایکڑ پر مالیہ ختم کیا، سرداری نظام ختم کیا اور یہ اقدامات اسی بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ہم آگے جا رہے ہیں۔ یہ الزام کہ ہم اپنے پروگرام سے deviate کر رہے ہیں غلط ہے سیاست کو سمجھنے کی بات ہے۔ اچھا جرنیل وہ ہوتا ہے جو قبضہ کرنے کے بعد مورچوں کو سنبھال کر بیٹھتا ہے ہم نے اپنے قائد کی قیادت میں مارچ کیا ہے اور ہم کئی قدم آگے گئے ہیں اور ہم نے یہ منتخب پالیسی یہ زمینیں چھینی یہ سب کچھ کر کے عوام کو ایک جینے کا احساس دیکر ہم اپنے مورچوں کو مضبوط کر رہے ہیں جب تک حاصل کئے ہوئے مفتوحہ علاقوں پر آپ کے مورچے مضبوط نہیں ہونگے۔ آپ آگے نہیں بڑھ سکیں گے۔ آج کا دور مورچوں کی مضبوطی کا دور ہے۔ اور انشاءاللہ ہم قائد عوام کی قیادت میں دشمنوں کے اگلے مورچوں پر بہت جلد حملہ کریں گے۔ اس ملک میں استحصال سے پاک نظام قائم کریں گے۔ قائداعظم کی تصور کا نظام، مسلم لیگی تصور کا نظام، ابتدائی مسلم لیگی تصور کا نظام اس ملک میں نافذ کریں گے۔

جناب سپیکر۔ میں اپنی بات مختصر کرتا ہوں، صرف ایک گزارش جو میں نے پچھلے سال کی تھی۔ وہ آج بھی کروں گا کہ تمریک پاکستان کے وہ

سماجی جو بزرگوں کی صورت میں موجود ہیں ، ان کے لئے کچھ رقم کی گنجائش رکھی جائے تاکہ ان کا تحفظ ہو سکے اور ان کے لئے کوئی ادارہ قائم کیا جائے اور ان کے لئے جو تحریک پاکستان کے اور آزادی ہند کے (میں دوسرے لفظ شامل کر رہا ہوں ۔) جو یہاں پر جگہیں موجود ہیں ان کو ریزرو کیا جائے تاکہ ان کے لئے کچھ رکھا جائے اور ہمیں اپنی شکل کا پتہ اور ہمیں اپنے ماضی کا پتہ ہو اس کے لئے کچھ نہ کچھ گنجائش ہونی چاہیے۔ اس کے علاوہ ڈیویلپمنٹ کے معاملہ پر میں صرف لائلپور کے لئے ایک ہی عرض کروں گا کہ لائل پور کا شہر دو معاملوں میں کچھ بدقسمت ہے ۔ ایک تو یہ ہے کہ یہ لاہور اور ملتان کے مقابلہ میں بالکل بچہ ہے ملتان یا لاہور کے مقابلہ میں یہ ایک بالکل چھوٹا شہر ہے یہ بہت بعد میں آباد ہوا ہے ۔ لیکن ایک دم اس شہر میں آبادی کا اضافہ ہوا اس کی ضرورتوں میں اضافہ ہوا ۔ اس شہر کی ڈیویلپمنٹ آبادی کے لحاظ سے پوری نہیں ہو رہی ہے ۔ یہ قائد عوام کی بڑی مہربانی ہے ۔ لائل پور کے شہری ۔ اراکین اسمبلی ، ہم سب قائد عوام اور وزیر اعظم صاحب کے نہایت مشکور ہیں کہ انہوں نے ایک کروڑ روپے کی گرانٹ ہمیں دی ہے اور ہم نے کوشش کی ہے کہ اس ایک کروڑ سے لائل پور کے مسائل حل کر سکیں ۔ اس میں ایک اور بھی کمی ہے کہ لائل پور کا شہر ایک کیلری کی مانند ہے ۔ درمیان میں نیچا ہے اور اردگرد سے اونچا ہے ۔ اس وجہ سے وہاں سے پانی کا نکاس بہت مشکل ہے ۔ اس کے لئے ہمیں دوسرے شہروں کی نسبت زیادہ پیسے چاہیں ۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ لائل پور کو اس کی ضرورت کے مطابق پورا پیسہ نہیں مل رہا ہے ۔ میں جناب وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ جب تک لائل پور ڈیویلپمنٹ اتھارٹی جس کے لئے ورلڈ بنک سے بات ہو رہی ہے ۔ وہ نہیں ہوتی ہے اس وقت تک ہمیں صوبائی حکومت کی طرف سے زیادہ سے زیادہ گرانٹ دی جائے ۔ تاکہ ہم لائل پور شہر کی ضروریات کو پورا کر سکیں ، میں آپ کا بے حد مشکور ہوں ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری طالب حسین ۔

چوہدری طالب حسین : جناب سپیکر ۔ آج بجٹ پر عام بحث کا چوتھا روز ہے اور اس میں روایتی انداز سے مبارک و سلامت ، روایتی الفاظ عوامی بجٹ متوازن بجٹ ۔ پانچ روز سے ہم سنتے رہے ہیں ۔ جو الفاظ ہم گزشتہ سالوں

میں سنتے رہے ہیں وہی اس سال ہوا ہے ۔ لیکن اس سال ایک دو چیزوں کا اضافہ ہوا ہے ۔ ایک تو یہ کہ اس پانچویں سال میں اس معزز ایوان کے اراکین کی بہت بڑی تعداد نے اس بحث میں حصہ لیا ہے اس سے قبل آج تک اتنی بڑی تعداد میں حصہ نہیں لیا اور یہ ایک ریکارڈ ہے ۔ اس میں انہوں نے جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ مبارک سلامت کے علاوہ حکومت کی ان اصلاحات کا جو انہوں نے پانچ سال کے دوران کی ہیں جن کا تذکرہ ہم کب سے سنتے رہے ہیں ان کا کیا جانا ضروری تھا اور اپنے اپنے علاقہ کے مسائل بیان کیا گیا ۔ اس دفعہ ایک خاص حد تک تمام تقاریر میں دیکھنے میں آیا ہے ۔ کہ ہر مقرر کے لئے ضروری سمجھا گیا کہ وہ اس صوبہ کے پیپلز پارٹی کے دو سابق وزراء اعلیٰ کے دور اقتدار پر نکتہ چینی ضرور کرے ۔ اور ان کی خاص استطاعت کے مطابق ان کی ذات کو ہدف تنقید ضرور بنائے ۔ جناب والا ۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ اس تنقید کے ہوتے ہوئے اپوزیشن کو کسی تنقید کی ضرورت نہیں ہے ۔ اس لئے کہ خود پیپلز پارٹی کی بنچز سے اپنی اس تمام اقتدار پر نکتہ چینی کی گئی ہے جس پر وہ دوسرے لمحے فخر کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ یہاں میں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اس دور میں جب پیپلز پارٹی کے دو سابق وزرا اعلیٰ اس صوبے میں حکومت کر رہے ہیں وہ اس حکومت میں برابر کے شریک تھے ۔ اور ان کی برابر کی ذمہ داری ہے اس لئے کہ وہ آئینی اور قانونی طور پر اس حکومت کی حمایت کر رہے ہیں ۔ تو اسی قدر ذمہ داری ان کی بھی ہے اور خاص طور پر ان اصحاب کی جو کہ اس کابینہ میں موجود ہیں ۔ مجھے کوئی حیرانگی نہ ہوتی اور یہ ممکن تھا اگر جناب ممتاز احمد کاھلوں جناب حنیف رامے کے دور پر نکتہ چینی کرتے ۔ اس لئے کہ ان کی ذات میں کچھ ایسی باتیں تھیں ۔ لیکن حیرانی کی بات یہ ہے کہ خود ان کی کابینہ کے وزرا ڈاکٹر صادق سلہری اور سردار صغیر احمد بھی جناب حنیف رامے پر نکتہ چینی کرتے ہیں ۔ نہ صرف یہ بلکہ رانا مقبول اقبال میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس دور کو condemn کر رہے ہیں اور حنیف رامے کو نہیں بلکہ as a matter of facts وہ اپنے آپ condemn کر رہے ہیں اس لئے کابینہ کی مشترکہ ذمہ داری ہے ۔ اس بات کو سمجھا جا سکتا تھا کہ اگر کسی اختلاف کی بنیاد پر جیسا رانا مقبول اقبال خان نے یہ کہا تھا ۔ کہ اس وقت صوبہ کا وزیر اعلیٰ ضلع کے ڈپٹی کمشنر کو یہ حکم دیتا ہے کہ وزیر کی بات نہ مانو ۔ اس بات میں وزن تب ہوتا

کہ وہ اس وقت بطور احتجاج اس کابینہ سے علیحدہ ہو جاتے - تو ہم سمجھتے کہ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ اخلاقی طور پر جائز تھا - انہیں کہنا چاہیئے انہیں یہ تنقید کرنی چاہیئے - لیکن حیرانگی کی بات یہ ہے کہ خود اس عرصہ میں جبکہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب ان دو وزرا اعلیٰ کے دور اقتدار میں بھی بحیثیت وزیر کے موجود تھے - ان کی موجودگی میں ان چھ روز میں تمام دور پر بے انتہا تنقید کی گئی ہے - اور وہ خاموشی سے اس کو سنتے رہے جناب والا - انہیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ یہ ایک فیشن بن گیا ہے اور ایک رواج بن گیا ہے - کہ ہر جانے والے کو دھکے دیئے جاتے ہیں اس کو گالیاں دی جاتی ہیں اور ہر آنے والے کی اس کے دور اقتدار میں اس کی تعریف کی جاتی ہے - یہ آج کوئی نئی بات نہیں ہے انہی بنچز سے اس دور اقتدار میں ان وزرا اعلیٰ کی بے انتہا تعریف کی گئی تھی - جناب حنیف رامے نے صوبے میں چار بجٹ پیش کئے تھے تین بطور وزیر خزانہ کے ایک بطور وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ کے اس وقت انہیں بنچز نے ان کی بے انتہا تعریف کی تھی - اور یہی الفاظ کہے جاتے کہ ہم وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے نہایت اہلیت اور نہایت قابلیت سے نہایت محنت سے عوام کی تکالیف کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک نہایت ہی متوازن اور عوامی بجٹ پیش کیا ہے - اور وہی الفاظ آج ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں پیش کئے جا رہے ہیں - میں ڈاکٹر صاحب کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب یہ خیر خیریت کی نہیں ہے - اس لئے کہ جس کو مبارک باد دیتے ہیں جس کی یہ تعریف کرتے ہیں اگلے سال اس کو گالیاں دیتے ہیں - جناب والا - ہر مقرر نے اپنی تقریر میں کوشش کی ہے کہ پیپلز پارٹی کے دور اقتدار میں جس قدر ریفارمز ہوئی ہیں اصلاحات ہوئی ہیں ان کو اجاگر کیا جائے اور اس نے خارجہ پالیسی سے لے کر ڈیفنس سے لے کر اقتصادی میدان میں ہر ایک پر بات کرنے کی کوشش کی ہے - ایک سٹیج پر یہ محسوس کیا گیا کہ یہاں صوبائی اسمبلی میں چھ روز تک فارن آفیرز پر بحث ہوگی - ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے اور ہم اس پر بہت کچھ کہہ سکتے ہیں وہ شاید ان کے لئے قابل قبول نہ ہو - لیکن پھر بھی ہم نے صبر کا دامن تھامے رکھا - اور ان کو یہ موقع دیا کہ دل کھول کر دفاعی امور اور اقتصادی میدان میں جتنی ان کی کامیابیاں ہیں ان کی تعریف کریں - اس کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ میں امور خارجہ میں ماہر نہیں ہوں - اور اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس پر بحث ضروری ہے تو وہ

شائد مجھ کو حاضر پائیں گے اور اس کا معقول جواب بھی دیا جائے گا۔ جناب والا۔ اقتصادی امور کی کامیابیوں کا اور اصلاحات کا یہاں بہت چرچا ہوا۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ اسی پارٹی کے بر سراقتدار آنے کے بعد اصلاحات کا اعلان کیا گیا۔ لیکن ہمیں دیکھنا صرف یہی نہیں کہ اصلاحات سے صوبہ کو اور اس ملک کے عوام کو فائدہ بھی پہنچا ہے یا نہیں۔ سب سے پہلا مسئلہ ریفارم کا ہے اس لئے کہ اصلاحات اور ریفارم کا اعلان اسی لئے کیا جاتا ہے۔ جو لوگوں سے آپ نے وعدے کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ جن کی فلاح وبہبود کے لئے آپ اصلاحات نافذ کرنے کا اعلان کرتے ہیں۔ کیا ان کے لئے عوام کو فائدہ پہنچا ہے ابتدائی دو سالوں میں تو یہ کہا سکتا تھا کہ ان اصلاحات کا اثر اتنی جلدی نہیں ہو سکتا ہے عوام کو اس کا فائدہ اتنی جلدی نہیں پہنچ سکتا ہے۔ لیکن آج پاکستان پیپلز پارٹی کو بر سراقتدار آئے ہوئے تقریباً 5 سال کا عرصہ ہو چکا ہے ہماری یہ بدقسمتی ہے کہ ان اصلاحات کے نفاذ اور اعلان کے باوجود عوام کو اس کا صحیح معنوں میں فائدہ نہیں پہنچا ہے۔ اور اس کی سب سے بنیادی وجہ یہ ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی dilema میں ہے اور ہمارے پاس تاریخی طور پر حوالے موجود ہیں کہ اصلاحات کا عوام کو اس وقت تک فائدہ نہیں پہنچ سکتا جب تک ان کو implement کرنے کے لئے cadre موجود نہ ہو۔ اور اس میں یہی ہوا کہ ایک عرصہ تک ان اصلاحات کو اس لئے نافذ نہیں کیا گیا۔ کہ ان کے لئے اس وقت cadre موجود نہ تھا۔ ہمارے ہاں یہی کچھ ہوا ہے۔ کہ اصلاحات کے اعلان اور اس کے نفاذ کے باوجود پاکستان پیپلز پارٹی کے پاس وہ honest cadre موجود نہیں ہے اور یہی ایک بنیادی وجہ ہے کہ آج تک عوام کو ان اصلاحات کا فائدہ نہیں ہوا ہے آپ اعلان کرتے ہیں کہ ہم نے مزدوروں کے لئے اصلاحات نافذ کی ہیں۔ آپ نے ساتھ ہی ان کو عدالتوں کے چکر میں ڈال دیا اور آج مزدوروں کے جتنے مقدمات عدالتوں میں زیر سماعت ہیں اس سے پہلے کبھی نہ تھے، نہ صرف یہ بلکہ ایسے ادارے جن کا کنٹرول حکومت کے پاس ہے۔ وہاں پر آپ مزدوروں کی حالت ملاحظہ فرمائیں۔ آپ پی پی ایل کو لے لیں 60 کے قریب مقدمات مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔ اور ان کی جس طرح سے victimization ہو رہی ہے آپ ملاحظہ کریں۔ ایک ادارہ سرکاری کنٹرول میں ہے اور اس میں 13 لاکھ روپے کا جی پی فنڈ ہے۔ اسکا کوئی پتہ نہیں چلا کہ وہ کہاں ہے، اور جب اس کی consolidation کے لئے

low cost representation کی ایسوسی ایشن کے منتخب نمائندے عدالت میں تحریک کرتے ہیں تو انہیں ایک ہی لوٹس میں ختم کر دیا جاتا ہے۔ یہ صورت حال آپ کے مزدوروں کی ہے۔ آپ اصلاحات نافذ کرتے ہیں کہ مزدوروں کو پینشن دی جائے گی۔ ساتھ ہی ان کی چھانٹی شروع ہو جاتی ہے یہ ہے ان اصلاحات کا فائدہ جو عوام کو ہو رہا ہے۔ یا ان مزدوروں کو پہنچا ہے۔ آپ اصلاحات نافذ کرتے ہیں کہ مزارعین کو بے دخل نہیں کیا جائے گا۔ لیکن ساتھ ہی ان کے خلاف مقدمات اور ان کی بے دخلیوں کا لامتناہی سلسلہ شروع کر دیا جاتا ہے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ بے انتہا مزارعین ان اصلاحات کے باوجود آج بے دخل ہوئے ہیں۔ آپ اعداد و شمار کا سہارا لے کر کہتے ہیں کہ ہم نے اتنے مزارعین کو ان کی زمینوں پر بحال کر دیا ہے۔ لیکن آپ کا مارشل لا ریگولیشن نمبر 115 یہ کہتا ہے کہ ان اتنی سزا دی جا سکتی ہے۔ میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ جو لوگ زبردستی مزارعین کو نکالنے کے مرتکب ہوئے ہیں کیا آپ ان کے خلاف کوئی کارروائی کر سکتے ہیں؟ اس کا جواب نفی میں ہوگا۔ جناب والا۔ اس طرح بہت سے اور شعبے بھی ہیں جن میں ایسی اصلاحات کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو نافذ کی گئی ہیں۔ اعلان کئے گئے ہیں لیکن عوام کو اس کا فائدہ نہیں پہنچتا ہے۔ جناب سپیکر۔ یہاں وزیر خزانہ صاحب نے اس بات کا ذکر اپنی تقریر میں کیا ہے۔ کہ جس وقت پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت برسراقتدار آئی۔ اس وقت تک اس پاکستان میں جتنی بھی حکومتیں آئی تھیں انہوں نے اقتصادی میدان میں سرمایہ دار کو لیڈر شپ سونپ رکھی تھی۔ اور انہیں کھلی چھٹی دے رکھی تھی کہ وہ اس ملک کے اقتصادی معاملات میں سیاست کو استعمال کریں۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں۔ کہ درست ہے لیکن جناب والا۔ کیا آپ نے کبھی غور فرمایا ہے کہ آپ نے یہ اعلان تو نہیں کیا تھا کہ آپ اس ملک کی اقتصادی حالت کو تباہ کر دیں گے۔ آپ نے یہ ضرور اعلان فرمایا تھا کہ آپ اس ملک کے سرمایہ داروں سے اس ملک کی لیڈر شپ چھین لیں گے اور اسے مزدوروں کے حوالے کر دیں گے۔ آپ نے اپنی پہلی تقریر میں کہا تھا کہ اس ملک سے غداری ہوئی ہے اس ملک میں capital flight ہوا ہے۔ اس ملک کا بہت سا سرمایہ بیرون ملک گیا ہوا ہے۔ ہم آئندہ نہ صرف کسی سرمایہ دار کو ملک سے باہر نہ جانے دیں گے اور نہ سرمایہ لے جانے دیں گے بلکہ ہم باہر گیا ہوا سرمایہ اتنے عرصہ میں واپس لائینگے۔

میں اس پانچویں سال میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا آپ اپنے مشن میں کامیاب ہوئے ہیں یا ناکام ہوئے ہیں ۔ کیا اس وقت جو filight of capitalism ہوا تھا ۔ آپ اس کو واپس لائے ہیں ۔ اگر نہیں لائے ہیں تو کس قدر سرمایہ ہے جو کہ ان پانچ سالہ دور میں باہر گیا ۔ میری اطلاعات اور دیگر لوگوں کے کہنے کے مطابق جس قدر سرمایہ ان پانچ سالوں میں جائز اور ناجائز طریقہ سے ملک سے باہر گیا ہے اتنا شاید گزشتہ 20 سالوں میں بھی نہ گیا ہو ۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج آپ کی اقتصادی حالت پہلے سے زیادہ خراب ہے ۔ آپ نے یہ درست فرمایا ہے کہ اس وقت لیڈر شپ ان کے ہاتھ میں تھی لیکن اس پراگریسو اعلان کے بعد توقع یہ تھی کہ ہم اقتصادی میدان میں ترقی کرلیں جناب والا ۔ یہاں پر اس بات کا بار بار ذکر کیا گیا ہے ۔ کہ جس وقت پاکستان پیپلز پارٹی برسراقتدار آئی ۔ اس وقت ملک کی اقتصادی حالت تباہ ہو چکی تھی ۔ میں یہ دریافت کرنا مناسب سمجھوں گا کہ آج اس اقتصادی حالت میں جو 1971ء میں پاکستان پیپلز پارٹی کو تفویض کی گئی تھی ۔ اس میں اور اس میں کیا فرق ہے ۔ جناب والا ۔ ہمارے ملک بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے ۔ ہمیں تسلیم ہے ۔ اور زراعت ہماری معیشت ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ کوئی اکانومسٹ اس بات سے انکار نہیں کرسکتا ہے کہ ہمیں اپنی انڈسٹری کو بھی قائم کرنا ہوگا ۔ اور تب ہی جاکر ہماری معیشت بہتر ہو سکتی ہے ۔ اور وہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہوسکتی ہے ۔ لیکن جناب والا ۔ آج ہماری انڈسٹری کی پوزیشن یہ ہے کہ جس وقت اس انڈسٹری کی باگ ڈور سرمایہ دار کے ہاتھ میں تھی اور جس وقت اس ملک کی اکالومی سرمایہ دار کے ہاتھ میں تھی ۔ اس وقت بھی ہماری انڈسٹری سیکشن کی حالت بہتر تھی بہ نسبت اس وقت کے جب کہ پاکستان پیپلز پارٹی کو قائم ہوئے 5 سال ہو گئے ہیں پاکستان پیپلز پارٹی کے برسر اقتدار آنے کا مقصد ہی یہ تھا کہ برسر اقتدار آنے کے بعد یہاں کوئی Heavy Industrialist نہ ہوگا ضروری industrialization ہوگی ۔ لیکن جناب والا ۔ نہ صرف اس دور میں ہم نئی صنعت نہیں لگا سکے ہیں بلکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہماری چلے سے موجود انڈسٹری بھی شدید ترین بحران کا شکار ہو گئی ہے ۔

جناب والا ۔ یہ بات سب کے علم میں ہے کہ ہماری انڈسٹری کا سب سے زیادہ important sector ہماری Textile Industry ہے مسٹر شمیم

احمد خان میرے دوست ہیں میں ان کی طرح سے جوش سے تو تقریر نہیں کر سکتا ہوں دعویٰ یہ کیا گیا ہے کہ ان 22 خاندانوں کو ختم کر دیں گے ۔ لیکن میں ان سے اختلاف کرتا ہوں کہ بات درست نہیں ہے 1972ء میں ٹیکسٹائیل انڈسٹری کے مالکان نے جس قدر دولت اس ملک میں کمائی ہے اس سے قبل کسی سال میں نہیں کمائی ہے ۔ لیکن آج اس ٹیکسٹائیل انڈسٹری کی حالت یہ ہے کہ شدید ترین بحران کا شکار ہے ۔ میں مانتا ہوں کہ argument دیا جاتا ہے کہ یہ بحران بین الاقوامی بحران ہے ۔ Textile Industry کا بحران بین الاقوامی بحران ہے ۔ یہ درست ہے ۔ لیکن اس کا اثر کس حد تک ہے ۔ اور اس پر قابو پانے کے لئے ہماری حکومت نے کیا کیا اقدامات کئے ہیں ٹیکسٹائیل انڈسٹری ہندوستان اور جاپان میں موجود ہے ۔ یہ انڈونیشیا میں موجود ہے ۔ کیا وہ ممالک بھی اس بحران کا شکار ہیں ۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ وہ شدید بحران کا شکار نہیں ہے ۔ ہندوستان اور جاپان کی انڈسٹری اس بحران کا شکار نہیں ہے جس بحران کی شکار پاکستان کی انڈسٹری ہے جہاں چار یا تین شفٹیں چلتی تھیں وہاں اب دو شفٹیں چل رہی ہیں اور کئی کارخانے بند ہو چکے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : چار شفٹیں کیسے چل سکتی تھیں ۔

چوہدری طالب حسین : جناب سپیکر ۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے بر وقت پوائنٹ آؤٹ کر دیا ہے ۔

جناب والا ۔ پاور لومز انڈسٹری ایک چھوٹا سرمایہدار لگاتا ہے ۔ آپ اسے سرمایہدار نہیں بلکہ کاروباری آدمی کہہ سکتے ہیں ۔ دو تین چار پانچ آدمی آپس میں مل کر اس انڈسٹری کو لگاتے ہیں ۔ میں آج شمیم احمد خان صاحب سے پوچھتا ہوں کیوں کہ وہ لائل پور کے رہنے والے ہیں اور سب سے زیادہ پاور لومز سپلائی کرنے والے وہاں ہی موجود ہیں کہ کیا سابقہ دو سالوں سے پاور لومز انڈسٹری میں بحران نہیں ہے ۔ آپ کہتے ہیں کہ آپ نے مزدوروں کو گارنٹی دی ہے اصلاحات کی ہیں اور جو مزدور شفٹ کم ہو جانے کی وجہ سے یا پاور لومز انڈسٹری بند ہو جانے کی وجہ سے بیکار ہو رہا ہے اس کے لئے آپ نے کیا متبادل انتظام کیا ہے ۔ جس شخص سے ملازمت چھن جائے اس کو ان اصلاحات سے کیا فائدہ پہنچے گا ۔ جناب والا ۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ یہ انڈسٹری اس لئے قائم کی گئی تھی کہ اس کی مشرقی پاکستان میں

مارکیٹ موجود تھی اور اب اس مارکیٹ کے چھن جانے کے بعد ہماری انڈسٹری میں بحران پیدا ہوا ہے جس کو سہارا دیا وقت کے ایگریکلچرل پروڈیس ۔ دیا ایگریکلچر پروڈیوس ہم نے کافی تعداد میں ایکسپورٹ کی ہیں ۔ لیکن جناب والا ۔ ہمیں یہ بات تسلیم کرنا پڑے گی کہ ایگریکلچر کے شعبہ میں بھی ایک جس قدر حوصلہ افزائی کرنی چاہئے تھی وہ ہم نہیں کر رہے ہیں ۔ inputs کی قیمت کی بجائے اس کے ہم subsidize کرتے ۔ کم کرتے وہ بڑھ گئی ہیں ۔ جناب والا ۔ اس کا بہترین علاج یہ تھا کہ ہم بجائے اس کے کہ پروڈکشن میں اضافہ کرتے بجائے اس کے کہ آپ ایگریکلچرل پروڈیوس کو subsidize کریں ۔ آپ inputs کو subsidize کرتے اور اس سے آپ بہتر نتائج حاصل کرتے ۔ اگر جناب والا ۔ inputs ٹریکٹرز ۔ ڈیزل ۔ کیڑے مار دوائیاں سستے داموں کسانوں کو میسر نہ ہو سکیں تو وہ نتائج برآمد نہیں ہو سکتے جن کی ہمیں توقع ہے ۔

جناب والا ۔ یہاں یہ دعویٰ کیا گیا کہ ہمارے وسائل اور مسائل میں توازن موجود نہیں ہے یعنی وسائل کم ہیں اور مسائل زیادہ ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ درست ہے کہ ہر ترقی پذیر ملک میں یہی حالت ہوتی ہے کہ وسائل کم ہوتے ہیں اور مسائل زیادہ ہوتے ہیں اور یہ مسئلہ ہمارے سامنے آج سے نہیں بلکہ اس سے پیشتر سے موجود ہے لیکن اس کا حل کیا ہے اس کے دو ہی حل آج تک لوگ سمجھتے رہے ہیں ایک تو یہ کہ جو وسائل میسر ہیں ان کو بہتر طور پر خرچ کیا جائے ان کے لئے منلسب منصوبہ بندی کی جائے ان کے لئے مناسب ترجیحات مقرر کی جائیں ۔ اور ان کے اخراجات میں کفایت کر کے اور ان پر کڑی نظر رکھ کر بہتر نتائج برآمد کئے جائیں اور دوسرے ہمیشہ ترقی پذیر ممالک میں یہ کوشش ہوتی رہی ہے کہ ہم ان کے وسائل میں اضافہ کریں ۔ آج میں انتہائی افسوس سے یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ ہم ان وسائل کو بہتر طور پر استعمال نہیں کر سکے اور ہم ان وسائل سے پورے طور پر مستفید نہیں ہو سکے ۔ ہمارے پاس آج بھی وسائل موجود ہیں اور ہم نے کوشش کی ہے کہ ہم ان کو بغیر منصوبہ بندی کے ایگریکلچر مشینری کی طرف منتقل کر دیں زیادہ تر غیر پیداواری مدوں پر خرچ کر دیں ۔ جناب والا ۔ یہ قابل تسلیم بات ہے کہ economic experts ہمیشہ حکومت کو اس بات کا مشورہ دیتے ہیں کہ un productive مدوں پر کم خرچ

کیا جائے لیکن پولیٹیکل گورنمنٹ کی مجبوری ہوتی ہے اور اس کو ان پروڈکٹیو مد پر خرچ کرنا پڑتا ہے ۔ لیکن جناب جب تک پروڈکٹیو اور ان پروڈکٹیو چیزوں کی قیمتوں میں توازن قائم نہ رکھ سکے وہ حکومت اقتصادی طور پر ہرگز پھل پھول نہیں سکتی اور کبھی بھی اس بحران سے باہر نہیں آ سکتی ۔ ہماری سب سے بڑی مجبوری یہ رہی ہے کہ ہم نے ان پروڈکٹیو چیزوں پر بے پناہ خرچ کئے ہیں جس کی وجہ سے ہم مسائل کو حل کر ہی نہیں سکتے ۔ ابھی آپ کسی ایک چیز کو لے لیں ہماری ایگریکلچر مشینری کی ان ۔ پروڈکٹیو مدوں پر کس قدر اضافہ ہوا ہے اور پروڈکٹیو چیزوں پر کس قدر اخراجات کئے ہیں ۔ آپ پولیس ہی کو لے لیجئے ۔ جناب والا ۔ یہاں پر اکثر وزیر خزانہ کی طرف سے یہ دعویٰ کیا جاتا رہا ہے کہ ہمارے ہاں آبادی کے لحاظ سے پولیس میں اس قدر اضافہ نہیں ہوا ہے جس قدر ضروری تھا ۔ اس لئے جرائم میں اضافہ ہوا ہے ۔ یہ بات میرے نزدیک درست نہیں ہے نہ صرف پولیس میں بے پناہ اضافہ ہوا بلکہ ان کو بے پناہ سہولتیں بھی دی گئیں ان کو ٹرانسپورٹ دی گئی ان کو وائرلیس سیٹ دئے گئے ۔ لیکن میں یہ پوچھتا ہوں کہ ہم کیا اس طریقے سے جرائم میں کمی کر سکیں گے ۔ میں کہتا ہوں نہیں ۔ اس سے ہم استفادہ حاصل نہیں کر سکتے ۔ بجائے اس کے کہ ہم ان کے ذمے معاشرہ میں برائیوں کو دور کرنے کے فرائض سونپیں ہم نے ان کے ذمے سیاسی فرائض سونپ رکھے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ جس مقصد کی خاطر ان کی تعداد میں اضافہ کیا گیا یا ان کو equipments مہیا کئے گئے وہ مقاصد پورے نہیں ہو سکے ۔ میں وزیر خزانہ کی توجہ خاص طور پر اس بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ آج سے دو سال قبل ایک بڑے ہی وسیع پیمانے پر دیہات میں پیپلز ورکس پروگرام شروع کیا گیا ۔ سڑکات بنائی گئیں ، ہسپتال بنائے گئے ۔ ڈسپنسریاں کھولی گئیں سکولوں کی عمارات تعمیر کی گئیں اور اس کا فائدہ لوگوں کو پہنچنا شروع ہوا ۔ لیکن مجھے نہایت افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ دو سال ہو گئے ہیں کہ جو ڈیولپمنٹ پروگرام شروع کئے گئے وہ ابھی تک وہیں کے وہیں ہیں بہت تھوڑی جگہوں پر improvements ہوئی ہیں یا اس کے لئے مزید فنڈز مہیا نہیں کر سکے یا ان فنڈز کا اصراف کسی اور جگہ پر کیا گیا اور اگر واقعی ان کا یہ دعویٰ ہے کہ ان اصلاحات کی وجہ سے جو پیپلز پارٹی نے اس چار سالہ دور میں کی ہیں اس ملک کے مزدوروں کو کسانوں کو طالب علموں

گو اور غریبوں کو بہت فائدے پہنچے ہیں اور ان کی self-respect بحال ہوئی یہاں پر اس ملک کے اس دور میں بیس خاندان جن کا یہاں پر تذکرہ کیا گیا ہے ان کی گرفت ختم کر دی گئی تو جناب والا ۔ یقیناً جس آبادی کا وہ ذکر کرتے ہیں وہ اس ملک میں اس صوبہ میں بے پناہ اکثریت رکھتی ہے اور اگر واقعی یہ بات درست ہے تو پھر آپ کو ان پر اعتماد کرنا چاہئے ۔ آپ کو ان پر اعتماد کیوں نہیں ہے پھر آپ کو کسی پارٹی پر کسی قسم کی پابندی کی ضرورت نہیں ہے پھر آپ ان کو کھلی چھٹی کیوں نہیں دیتے یہاں پر ہمیشہ یہ دعویٰ کیا جاتا رہا ہے اور یہ دعویٰ آپ کی جانب سے ہی نہیں اس سے قبل بھی جب بھی کسی پولیٹیکل پارٹی کو کسی پولیٹیکل اقتدار سے روکنا مقصود ہوتا تھا تو حکومت کی طرف سے ان پر اس نام پر پابندیاں عائد کی جاتی تھیں ۔ ملک کی سالمیت کو خطرہ ہے اس نام پر کہ یہاں جمہوریت کو خطرہ در پیش ہے ۔ لیکن جناب والا ۔ اس بات کو کوئی بھی تسلیم نہیں کرتا اس لئے کہ جو واقعی ملک دشمن ہو اور جب واقعی ملک کی سالمیت کو خطرہ درپیش ہو اس کے لئے آپ کے پاس قوانین موجود ہیں ۔ آپ ان کو عدالتوں کے سامنے کیوں نہیں لاتے لیکن یہ فرض کر لینا کہ ہم دفعہ 144 اس لئے لگا رہے ہیں کہ کوئی پولیٹیکل پارٹی وہاں ایسی بات کرے گی جو میرے خیال میں اس معاشرہ میں درست نہیں ۔

جناب والا ۔ وزیر اطلاعات نے یہ فرمایا تھا کہ سابقہ ایک سال میں موجودہ حکومت نے کسی بھی نیوز پیپر کا ڈیکلریشن منسوخ نہیں کیا لہذا یہ ثابت ہوا کہ یہاں پریس کی آزادی موجود ہے انہوں نے تو ان ایکشنز کا ذکر نہیں کیا جو اس حکومت نے صحافت کے ضمن میں کئے ہیں ۔

جناب والا ۔ مناسب ہوگا کہ میں یہ دریافت کروں کہ کیا موجودہ حکومت کا پروگرام یہ نہیں ہے ۔ بلکہ مطالبہ یہ تھا کہ پریس ٹرسٹ کو توڑ دیا جائے ۔ اور مجھے یاد ہے کہ پریس ٹرسٹ کے سامنے پی پی پی کے سامنے پیپلز پارٹی کے چند اشخاص نے بھوک ہڑتال بھی کی جس میں جناب عبدالحفیظ کاردار بھی موجود تھے اور مطالبہ یہ تھا کہ پریس ٹرسٹ ختم کر دیا جائے اور توڑ دیا جائے لیکن اقتدار میں آنے کے بعد وہ تمام چیزیں تبدیل ہو گئیں اور اب وہی پروگرام پھر وہی کچھ اپوزیشن کے متعلق کہہ رہا ہے جو پیپلز پارٹی کے اقتدار میں آنے سے قبل پیپلز پارٹی کے

متعلق کہا کرتا تھا ۔ وہ اپنے فرائض اسی خوش اسلوبی سے ادا کر رہا ہے جس طرح پیپلز پارٹی کے اقتدار میں آنے سے پہلے ادا کر رہا تھا ۔ جناب والا ۔ وہ تمام اقدامات بتانے بھول گئے جو انہوں نے پریس کی آزادی کے لئے کئے ۔ اسی لئے شاہی برادران آج ڈی پی آر کے تحت لریپیولل کے سامنے مقدمات بھگت رہے ہیں کیونکہ یہ پریس کی آزادی کے لئے ضروری تھا ۔ میں انہیں یاد دلاؤں کہ پریس ایک انٹرنیشنل آرگنائزیشن ہوتی ہے جو ہر سال کے بعد یہ رپورٹ شائع کرتی ہے کہ کس ملک میں پریس کی آزادی موجود ہے اور کس ملک میں پریس کی آزادی موجود نہیں ہے ۔ وہ ایک آزاد ادارہ ہے ۔ کیا آپ کے اس دعوے کی وہاں تصدیق ہوتی ہے یا ان کا دعویٰ یہ ہے کہ پاکستان میں پریس کی آزادی موجود ہے ؟ پاکستان کے اندر بھی اس سلسلے میں ایڈیٹر کی ایسوسی ایشن موجود ہے ۔ کیا وہ اس بات کی تائید کرتے ہیں ۔ کہ اس ملک میں پریس کی آزادی موجود ہے ؟ جناب والا ۔ صرف یہ نہیں بلکہ انہوں نے نہایت pains لے کر یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے آئین کی پروویژن کے ذریعے اور ہائی کورٹ کے فیصلے جو پی ایل ڈی میں رپورٹ ہوا ہے اس کا حوالہ دینے کے بعد یہ ثابت کیا ہے کہ پاکستان میں اسلامی آئین موجود ہے اور اپوزیشن کا دعویٰ غلط ہے ۔ جناب والا ۔ میں ان سے نہایت ادب سے درخواست کروں گا کہ اپوزیشن نے اپنی تقاریر میں یہ کہیں نہیں کہا تھا کہ پاکستان میں اسلامی آئین موجود نہیں ہے ۔ بلکہ ہمارے مطالبہ تو صرف یہ تھا کہ آئین میں جس طرح دوسری پروویژن موجود ہیں اسی طرح آئین میں اسلامی پروویژن موجود ہیں ان کو implement کریں ۔ ہم نے آج تک یہ دعوے نہیں کیا کہ ہم پاکستان کے آئین کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں ۔ ہم پاکستان کے آئین کی شقوں پر عملدرامد چاہتے ہیں ۔ جب ہم جمہوریت کا مطالبہ کرتے ہیں تو اس وقت ہم اس چیز کا مطالبہ کرتے ہیں جو اس ملک کے آئین میں دی گئی ہے ۔ جب ہم عدالتوں کی آزادی کا مطالبہ کرتے ہیں تو اس وقت بھی ہم اسی بات کا ذکر کرتے ہیں ۔ جو کہ اس ملک کے آئین میں دی گئی ہے ۔ اور جب ہم صوبے کے اختیارات کا مطالبہ کرتے ہیں تو اس وقت بھی ہم صاف اور واضح الفاظ میں یہ کہتے ہیں کہ وہ اٹانومی جو اس ملک کے آئین میں صوبوں کو دی گئی ہے اس پر عملدرامد کیا جائے ۔ مجھے یاد ہے کہ جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ رنجیت سنگھ کا پنجاب چاہتے ہیں ۔ جناب والا ۔

مجھے معلوم نہیں کہ رنجیت سنگھ کے پنجاب سے ان کی کیا مراد ہے ؟ اگر رنجیت سنگھ کے پنجاب سے ان کی مراد یہ ہے کہ یہاں لاقانونیت ہو ۔ جہاں کوئی عدالت موجود نہ ہو ۔ یہاں آمریت ہو یہاں کوئی الیکشن ٹریبونل موجود نہ ہو تو پھر یہ سب چیزیں چلیے موجود ہیں ۔ اس لئے کہ رنجیت سنگھ کے پنجاب میں بھی کچھ تھا ۔ لیکن اگر رنجیت سنگھ کے پنجاب سے ان کی مراد یہ ہے کہ رویے کے جائز حقوق کا تحفظ کیا جائے اور ان حقوق کا جو اس ملک کے آئین میں دئے گئے ہیں۔ اگر یہ جرم ہے تو ہم واقعی اس جرم کے مرتکب ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ جناب والا۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ سال غداروں کی نشاندھی کرتا ہے ۔ یہ بہت ہی نازک مسئلہ ہے اس لئے میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہوں گا میں صرف اشارتاً ان سے یہ کہوں گا کہ یہ بات کرنے سے قبل آپ خیال رکھیں ۔ اس لئے کہ آپ نے سپریم کورٹ کے reference کا حوالہ دیا ہے کل یہ نہ ہو کہ آپ کی پارٹی ان لوگوں سے سمجھوتہ کر لے تو پھر سپریم کورٹ کے وقار کا کیا بنے گا اور آپ کے ان الفاظ کا کیا بنے گا۔ اس لئے کہ یہ سدا کی بات ہے اور اس بات کو آپ رد نہیں کرسکتے ۔ اور اگر یہ بات درست ہو تو پھر میرے خیال میں آپنے وہ الفاظ سنجیدگی سے استعمال نہیں کئے ۔ ہمیں یہاں طعنہ دیا گیا تھا کہ آپ کچھ لوگوں کے ساتھ مل بیٹھے ہیں ۔ اس لئے کہ پی ڈی ایف میں کچھ ایسی سیاسی جماعتیں موجود ہیں جنہوں نے پاکستان کی مخالفت کی تھی لیکن اگر یہی بات میں نہایت ادب سے آپ سے دریافت کروں تو آپ کا اس میں کیا جواب ہے ؟ یہاں یہ کہا گیا کہ حنیف رامے آج یہ دعویٰ کرتا ہے اور خاکوانی صاحب نے اس بات کا ذکر کیا تھا کہ انہیں سی کلاس میں رکھا جا رہا ہے اور انہیں وہ سہولیات نہیں دی گئی ۔ کیا ہم اس بات کی توقع نہیں رکھتے کہ اس ملک میں مہذب اور قانون کی حکومت ہو اور قانون کی حکومت قانون کے تحت دئے گئے جو حقوق ہیں وہ لوگوں کو دے ۔ اگر ہم یہ توقع رکھنے میں حق بجانب ہیں تو ہم یہ توقع کیوں نہ رکھیں کہ ہر اس شخص کو جس کو قانون کے تحت اور آئین کے تحت کچھ حقوق دئے گئے ہیں وہ حقوق اس کو ملنے چاہیں اگر آپ ان لوگوں کو جن کے متعلق اس ایوان میں یہ کہا گیا تھا کہ سپریم کورٹ نے ان کو غدار قرار دیا ہے ۔ اگر ان لوگوں کو جن کے متعلق اس ملک کے وزیر اعظم نے یہ کہا تھا کہ یہ جو سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے آپ ان کا trial بھی اسی سلسلے میں کر رہے ہوتے اور ان کو

ہرقسم کی سہولیات میسر آ رہی ہوں تو ایک ایسے شخص کے لئے جو پیپلز پارٹی ہی کے دور میں اس عہدے کا وزیر اعلیٰ رہا ہو اور آپ ہی کے ٹکٹ پر سینٹ کا ممبر منتخب ہوا ہو اور عدالت بھی احکامات دے رہی ہے کہ ان کو اے کلاس دی جائے۔ تو کیا وہ بات کی توقع رکھنے میں حق بجانب نہیں ہیں ؟ جناب والا ۔ ایک سب سے بنیادی مسئلہ جس پر حکومتی پارٹی میں کافی confusion موجود ہے وہ ہے جمہوریت ۔ مجھے یاد ہے کہ ہمارے وزیر مال نے وزیر اعظم صاحب کے الفاظ چرا کر اس ایوان میں یہ کہا ہے * * * کہ میں انہیں صرف یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ سوائے ہندوستان کے ان ملکوں میں س وقت جمہوریت تھی ۔ جس وقت پیپلز پارٹی آمریت کے خلاف جدوجہد کر ی تھی جس وقت پیپلز پارٹی یہ منشور لے کر آئی تھی کہ ہم اس ملک میں جمہوریت چاہتے ہیں ۔ * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * * * *
* * * * * * * * * * * * * * *
* * * * * * * * * * * * * * *

مسٹر سپیکر : میرا یہ خیال نہیں کہ کسی نے * * * * ان تینوں ممالک کا نام نہیں لیا تھا ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ جہاں تک وزیر مال کا تعلق ہے ۔ مجھے ان ملکوں کے ناموں کا صحیح علم نہیں ہے ۔ انہوں نے گرد و نواح کہا تھا ۔ لیکن اس سے قبل وزیر اعظم صاحب کا نام لے چکے ہیں اور مجھے یہ اچھی طرح یاد ہے ۔

مسٹر سپیکر : وزیر اعظم صاحب کے متعلق میں نہیں کہہ سکتا مگر اس ایوان میں ان تینوں ملکوں کا نام نہیں لیا گیا ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ۔ اگر آپ یہ مناسب سمجھتے ہیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ میں نے صرف آپ کی انفارمیشن کے لئے کہا ہے ۔

---

* بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ۔ میں اس میں بضد نہیں ہوں ۔ اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ ہمیں کسی foreign relation کے پیش نظر ان ملکوں کے نام نہیں لینے چاہئیں تو میں آپ سے درخواست کرونگا کہ یہ نام آپ حذف فرما دیں ۔ جناب والا ۔ یہ کہا گیا کہ ہمارے گرد و نواح میں ۔۔۔

Mr. Speaker : The suggestion is accepted.

چوہدری طالب حسین : جناب والا ۔ میں انہیں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اس وقت جس وقت پیپلز پارٹی آمریت کے خلاف جدوجہد کر رہی تھی ۔ جس وقت انہوں نے جمہوریت کا نعرہ لگایا تھا تو ان گرد و نواح کے ممالک میں اس وقت بھی جمہوریت موجود نہ تھی ۔ اس لئے آج یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ہماری objective conditions تبدیل ہوگئی ہیں اور اگر یہ مان لیا جائے کہ ہماری objective conditions یہ ہیں اور ہماری اقتصادی پوزیشن یہ ہے میں صاف بات کرتا ہوں کہ ہمارے گرد و نواح میں اس خطے کی پوزیشن یہ ہے تو پھر یہ صاف طور پر عوام کے سامنے موجود ہے یا نہیں ؟ پھر اگر آپ آئین دے دیں کہ جہاں ملٹی پارٹی سسٹم ہوگا ۔ اگر آئین آپ ویسٹرن ٹائپ آف ڈیموکریسی کا دیں ۔ پارلیمنٹ سسٹم آف گورنمنٹ کا دیں تو پھر آپ اس آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنی من مانی interpretation جمہوریت کی نہیں کر سکتے ۔ ایسے ملکوں میں جہاں سوشلزم ہے ۔ جہاں اس قسم کی اسمبلیاں موجود نہیں ہیں ۔ اس قسم کے آئین موجود نہیں ہیں وہاں پر بھی جمہوریت کے نام پر حکومت کی جاتی ہے ۔ اگر یہ مناسب بھی سمجھیں تو یہ سیدھے طریقے سے اس ملک کی جمہوریت کو نہیں چلا سکتے کیونکہ یہ ان کے مزاج کے مطابق نہیں ہے ۔ آپ نے جو multi party system آئین دیا ہے اس آئین کے مطابق اس ملک کی حکومت چلائیں ۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک کے عوام کو آئین میں جو حقوق دئے گئے ہیں اس کے اوپر عملدرآمد کریں ۔ اور جو حقوق آئین کے تحت عوام کو اور اس صوبے کو دئے گئے ہیں ہم یہ چاہتے ہیں اس پر عملدرآمد ہو ۔ عدالتوں کو جو اختیارات اس آئین کے مطابق دئے گئے ہیں ان پر عملدرآمد کریں ۔ institution پر بھی بڑی بحث ہوئی ہے ۔ آج میرا یہ دعوے ہے کہ ایوب خان کے آمرانہ دور میں بھی عدلیہ کی آزادی اس حد تک متاثر نہیں ہوئی تھی جس حد تک پیپلز پارٹی کے دور میں متاثر ہو رہی ہے اور اس سلسلے میں سید طاہر احمد شاہ ایم پی اے کی مثال دیتا

ہوں ۔ چوہدری ظہور الٰہی کو تو چھوڑیں ۔ اس میں عدالت نے حکم دیا ہے سید طاہر احمد شاہ کے سسرال کی فیکٹری کو سیل کر دیا گیا عدالت نے ڈگری دی حکومت نے اس کے خلاف اپیل کی جو نامنظور ہوئی ۔ لیکن اس کے باوجود وہ فیکٹری دوبارہ سیل کر دی گئی ۔ میری حکومت سے صرف یہ اپیل ہے اور یہ تمنا ہے کہ خدارا اس آئین کو قانون کے مطابق چلائیں یہ نہ کریں کہ آئین میں جمہوریت کوئی اور ہے اور آپ کے ذہن میں جمہوریت کوئی اور ہو ایسا نہ کریں ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : وزیر خزانہ

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر خزانہ : بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

جناب سپیکر ۔ آج پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کے پانچویں بجٹ پر دس اجلاس ہوئے اگرچہ اس کے لئے چھ دن رکھے گئے تھے لیکن اس کے باوجود دس بجٹ اجلاس ہوئے ۔ پچھلے بجٹوں کے مقابلہ میں یہ ایک ریکارڈ ہے ۔ کہ اس سے پیشتر کبھی اتنے اجلاس منعقد نہیں ہوئے تھے ۔ اس کے لئے میں جناب والا ۔ اس کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے فاضل اراکین اسمبلی کو عوامی نمائندگی کا حق ادا کرنے کا موقع دیا ہے ۔ اس میں 111 فاضل اراکین نے بجٹ میں حصہ لیا یہ بھی ریکارڈ ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اس کے بعد جناب والا ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جہاں تک بجٹ پر بحث ہوئی ہے اس میں میرے ساتھیوں نے انہیں بہت کچھ کہا ہے ۔ میں نے بہت کوشش کی تھی کہ میں پنجاب کے مختلف اضلاع میں جاؤں اور وہاں جو قومی ترقیاتی تعمیرات کے محکمے ہیں جن کے ذریعے ترقیاتی کام تکمیل پذیر ہوں گے ان کے افسران کا عوامی محاسبہ کیا جائے ۔ اس میں میں کم از کم دوبارہ ہر ضلع میں جانے میں کامیاب ہوا بعض اضلاع کے علاقے جو بہت پسماندہ ہیں ان کی تحصیلوں میں بھی گیا ان کی بہت ضروریات تھیں ان کو میں نے نوٹ کیا اور جس جگہ پر اشد ضروریات تھی مثلاً تونسہ شہر میں پینے کا پانی

نایاب تھا اور بہت برا حال تھا ایسا تھا جیسے کربلا کا میدان بنا ہوا ہے اور ایک حشر تھا ۔ لوگ میرے پاس آئے اور بتایا تو میں نے موقع پر ہی کچھ رقم فوری طور پر منظور کی تاکہ فوری طور پر پینے کے پانی کا بندوبست ہو سکے اور باقی مستقل طور پر اے ۔ ڈی ۔ پی میں کیا جائے گا ۔ میں نے یہ صرف ایک مثال دی ہے اور اس سال میں نے انتہائی کوشش کی اور میں جہاں بھی گیا وہاں میں نے فاضل اراکین کو اکٹھا کیا تا کہ ان کی خاص اور اشد ضروریات کو پورا کرنے کے لئے بندوبست کیا جائے اور اس کی ممبران اور میرے ساتھیوں نے بہت تعریف بھی کی ہے ۔ میں آپ کو حقیقت عرض کر رہا ہوں کہ میں نے کوشش کی ہے اور میں نے نوٹس بھی لئے ہیں اور میں ایک بات کہہ دوں اور میں یقین دلاتا ہوں کہ میں نے کافی محنت سے جو پیسہ موجود تھا اس کا اختصاصات کرتے وقت یعنی تعلیم میں کتنے ہوں اور زراعت کے لئے کتنے ہوں ۔ ٹیوب ویلوں میں کتنے صرف کئے جائیں ۔ پچھلے سال 15 سو ٹیوب ویل لگائے گئے تھے اور بہت سے ایسے علاقے ہیں مثلاً جھنگ یا جو شہر tail پر ہیں ان کو ٹیوب ویلوں کی اشد ضرورت ہے ۔ یہ میں illustration کے طور پر عرض کر رہا ہوں کہ پچھلے سال 15 سو ٹیوب ویل لگائے تھے ۔ لیکن اس سال کے لئے چھ ہزار رکھے گئے ہیں ۔ کیونکہ میں field میں گیا اور ہر ضلعے کی ضروریات کو میں نے خاص طور پر جا کر دیکھا کہ یہاں پر کس چیز کی کمی ہے ۔ مثلاً ڈیرہ غازی خان میں جو رود کوہیان جو Hill Torrents ہیں یہی ان کا ترپیلہ بند ہے وہی ان کی نہریں ہیں ہم نے اس سال رود کوہیان کا نظام کو الگ کیا ہے اور اس کا الگ ڈویژن بنادیا ہے ۔ آپ حیران ہوں گے کہ اس سے پہلے اس کا ایس ۔ ای ۔ اسلام آباد میں بیٹھتا تھا ۔ ایکس ۔ اے ۔ این چکوال میں اور ایس ۔ ڈی ۔ او کوٹ ادو میں بیٹھا کرتا تھا اور رود کوہیان میں کوئی نہیں تھا ۔ اس لئے جہاں میں گیا وہاں سے جو کمیاں illustrate کی ہیں اس کے مطابق پیسہ رکھا گیا ہے ۔ پچھلے سال 15 سو ٹیوب ویل لگائے گئے تھے لیکن اس سال چھ ہزار ٹیوب ویلوں کا اضافہ کیا گیا ہے ۔ اس لئے کہ میں وہاں گیا اور مجھے وہاں جا کر احساس دلایا گیا کہ اگر ان اضلاع میں جن کی زمین بڑی بہترین ہے جیسے جھنگ کی زمین ہے اس طرح اور بہت سے علاقوں کی ہے ان میں اگر ہم کسی طریقے سے زمین سے پانی نکال لیں تو پیداوار میں بہت اضافہ ہو سکتا ہے ۔ اس کے باوجود جو تجاویز فاضل اراکین نے پیش کی ہیں ۔ وہ جناب والا ۔ میں نے نوٹ کر لی

ہیں ۔ جناب والا ۔ کو معلوم ہے کہ جتنی تقاریر ریکارڈ ہوئی ہیں ۔ میں وہ بھی اسمبلی سے لے رہا ہوں تا کہ کوئی بات کسی فاضل رکن کی رہ نہ جائے اور میرے نوٹ کرنے والے افسران یہاں بیٹھے ۔ ان سے بھی اگر رہ گئی ہو گی تو وہ اسمبلی کے ریکارڈ سے لے لی جائیں گے ۔ باوجود اس کے بہت کچھ کہا گیا ہے اور پچھلے ساڑھے چار سال جو پاکستان پیپلز پارٹی کے گزرے ہیں اور میں نے اپنی تقریر میں بھی کہا تھا کہ ہمارا ملک میں دو سو سال تک استعمار نے استحصال کیا اور اس کے بعد جس period کا میں نے ذکر کیا تھا جس میں سرمایہ دار نے مل کر اس ملک کی تمام معیشت کو اپنے ہاتھوں میں لے رکھا تھا اور عوامی مفاد کے کام جن میں بہت صدیوں سے کمیاں اور کوتاہیاں تھیں جن کا فاضل اراکین نے اعتراض بھی کیا ہے ۔ اگر ان کو ایوب صاحب کے دس سالہ دور میں جس کا بہت ذکر کیا گیا ہے اس کا اس دور سے کوئی مقابلہ نہیں ہے ۔ یہاں فاضل اراکین نے خود اپنے اپنے ضلعوں کے متعلق کہا ہے کہ میرے ضلع میں اس دور میں 14 میل سڑک بنی تھی لیکن اس ساڑھے چار سال کے عرصہ میں 36 میل سڑک بنی ہے ۔ میں صرف یہ مثال دے رہا ہوں کہ وہ صرف کاغذی ترقی کا دور تھا اور یہ عوامی حقیقی ترقی کا دور ہے اور عوامی نمائندے اس کے گواہ ہیں ۔ اگر کوئی اس پر یقین نہیں کرتا تو جائے اور ان نئی سڑکوں کو دیکھے اور ان علاقوں کو دیکھے جو کبھی سڑکوں سے بڑے بڑے شہروں سے ملے ہوئے نہیں تھے اور اب سینکڑوں میل سڑکیں ہر سال بن رہی ہیں اور یہ تمام کام پی ڈبلیو ڈی کے تحت اور پیپلز ورکس پروگرام کے تحت ہو رہا ہے ۔ اس سے زیادہ اور کیا کام ہو سکتا ہے ۔ میری یہ تمنا ہے کہ اور بہت کچھ کیا جائے ۔ میں ان سے اس بات پر اتفاق کرتا ہوں ۔ میرا علاقہ شہری ہے لیکن اس میں اتنی کمیاں ہیں کہ ہمیں بار بار اس کے لئے وزیر اعظم صاحب سے عرض کرنا پڑتا ہے اور کمال مہربانی سے کچھ پیسے اس کے لئے دیتے رہتے ہیں ۔ میں اس مسئلے کو ختم کرنے سے پہلے فاضل اراکین سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس بات سے نا امید نہ ہوں ۔ سال کے دوران جب بھی کہیں کوئی اشد ضروری مسئلہ آ گیا اور جہاں فوری طور پر عوام کی بہبود کے لئے استحقاقات کی ضرورت ہوگی تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں ۔ چونکہ ہم عوام کی فلاح و بہبود کو بہت عزیز رکھتے ہیں ۔ اس کے لئے ہم ادھر ادھر سے ، کہیں نہ کہیں سے

گنجائش کر کے اور کہیں reappropriation کر کے جہاں بھی اشد ضرورت ہو گی ، ہم آپ کی ضرورتیں ضرور پوری کریں گے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ جیسا کہ میں نے خود کہا ہے اور فاضل اراکین نے بھی اس بات کا ذکر کیا ہے ، ترقی کے لئے ایک مستقل اور مسلسل جدوجہد درکار ہے اور اس کے لئے جو اس وقت وسائل موجود ہیں ، ان کو بروئے کار لانے کی بھی کوشش کی جا رہی ہے ۔ اس لئے میں یہی گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ ہم جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں اگر اس عمل کو جو ہم نے پچھلے ساڑھے چار سال میں جاری رکھا ہے ، جاری رکھیں تو مجھے یقین ہے کہ جو کمیاں اور کوتاہیاں ہم اپنے اپنے علاقوں میں پاتے ہیں ، وہ دور ہو جائیں گی ۔ اس کے بعد جناب والا ۔ حزب اختلاف ، اگر اسے حزب اختلاف کہا جا سکتا ہے میں نے اس کے لئے بہت لفظ ڈھونڈنے کی کوشش کی ہے ۔ کیوں کہ یہ عجیب چوں چوں کا مربہ ہے ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کس بیچارے کو کیا مخاطب ہو کر کہوں ۔ کیوں کہ وہ کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا والی بات ہے اور یہاں مفتی صاحب نے کنبہ جوڑا ہے اور یہی وجہ ہے کہ محترم رکن حاجی سیف اللہ صاحب نے بالکل خوب کہا تھا کہ اکثر فاضل اراکین جو اختلاف کر رہے ہیں انہوں نے بجٹ کا گہری نظر سے یا تو سرے سے مطالعہ ہی نہیں کیا ۔ اگر مطالعہ کیا بھی ہے تو کوئی مثبت تجویز پیش نہیں کی ۔ بلکہ بس وہ شیخ سعدی نے فرمایا کہ :

ہنر چشم عداوت بزرگتر عیب است
گل است سعدی ، در چشم دشمنان خار است

جو ان کو ہنر نظر آیا ہے ، وہ ان کو بزرگ تر عیب بلکہ نظر آیا ہے ۔ یہ تو انہوں نے اسی قسم کی تنقید کی ۔ بعض اتنی غلط بیانیاں کی گئی ہیں کہ میں نے اس کے لئے پوری ایک فائل تیار کی ہے کیوں کہ ضروری ہے کہ ریکارڈ درست کیا جائے بعض جگہ تو آئین تک میں نے جو باتیں لکھی ہوئی تھیں جو ہر آدمی کو دستیاب ہے ۔ ایک ایم ۔ پی ۔ اے صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ دستور میں فلاں چیز پر کیا لکھا ہوا ہے ۔ اس کے متعلق بھی غلط باتیں

کہی گئیں ۔ اس دستور کے خلاف بھی باتیں کی گئیں ۔ اسی وجہ سے میں ان کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایسی باتیں سن کر :

بسوخت عقل ز حیرت کہ این چہ بوالعجبی است

(نعرہ ہائے تحسین)

اور کبھی کبھی تو مجھے یاد آتا تھا ۔ جب میڈیکل کالج میں پڑھتا تو وہاں ایک مشاعرے میں ایک شعر بہت مشہور ہوا تھا :

کل اک سیاہ فام نے مارا سفید جھوٹ
کوا اندھیری رات میں دن بھر اڑا کیا

(قہقہے)

اس قسم کی غلط بیانیاں کی گئیں ۔ لیکن میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ :

شکوہ بے جا بھی کرے کوئی تو لازم ہے شعور

جناب والا ۔ میں نے ان غلط بیانیوں کا ایک پلندہ اکٹھا کیا ہے ۔ رکارڈ درست کرنے کے لئے ان پر ایک ایک کر کے کچھ جوابات دینا چاہتا ہوں ۔ پہلے تو یہ کہا گیا کہ مرکزی حکومت نے تمباکو ٹیکس ، ویلتھ ٹیکس وغیرہ صوبائی حکومتوں سے یکطرفہ طور پر چھین لئے ۔ اب میں حیران ہوں کہ کس طرح ایک فاضل رکن نے یہ کہہ دیا ۔ کیوں کہ آئین کی آرٹیکل 160 کی دفعہ 3 میں یہ لکھا ہے کہ صرف تین ٹیکس share کئے جائیں گے اور وہ ہیں ۔ انکم ٹیکس ، سیلز اور پرچیز ٹیکس ، اور ایکسپورٹ ڈیوٹی آن کاٹن ۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ 1974ء کی کسی تاریخ کو اس کمیشن کی رپورٹ شاید 7 جون 1975ء کو پچھلے سال پیش کی گئی تھی ۔ اس فنانس کمیشن میں خود سابق وزیر خزانہ اور دوسرے صوبوں کے وزیر خزانہ بھی شامل تھے اور وہ رپورٹ اس ایوان میں رکھی گئی تھی کیوں کہ آئین کے تحت یہ تقاضا ہوتا ہے ۔ میں نے خود پچھلے سال کی کسی تاریخ کو یہ رکھی تھی ۔ میرے پاس ہے ۔ اس میں بھی یہ درج ہے جو بات میں نے کہی ۔ اس کے باوجود یہ اس قدر غلط بات کہی گئی ۔ مرکزی حکومت پر ایسا الزام لگانے کی کوشش کی گئی جب کہ دستور میں لکھا ہوا

کہا اور میں سمجھتا ہوں کہ ایسی غلط بیانی کسی فاضل رکن کے شایان شان نہیں کہ دستور میں لکھی ہوئی بات جس میں کسی کو شک نہیں ہو سکتا ، اس کے متعلق بھی غلط بیانی کی جائے ۔ پھر جناب والا ۔ اس کے بعد یہ الزام لگایا گیا کہ ہمارے انتظامی اخراجات ۔ ۔

سید تابش الوری : اگر وہ آئین کی آرٹیکل 160 کو پڑھیں تو اس میں یہ تین تو وہ ہیں جو divisable ہیں ، انکم ٹیکس ، سیلز ٹیکس اور کالن ڈیوٹی ۔ جن میں 80 فی صد صوبوں کو ملتا ہے اور 20 فی صد مرکز کو ملتا ہے اور باقی جو دو ٹیکس ہیں ، دولت ٹیکس اور سٹیٹ ٹیکس ۔ وہ سو فی صوبوں کا حصہ تھے اور 1975ء میں ایک صدارتی حکم کے ذریعے ان کا یہ حصہ مرکز نے اپنی تحویل میں لے لیا ۔ اس بات کی تردید کریں ۔ یہ بات تو ہم نے کہی ہی نہیں کہ وہ divisable ہیں یا نہیں ہیں ۔

وزیر خزانہ : نہیں دیکھیے ، وہ صدارتی حکم جو آپ کہہ رہے ہیں ، وہ فنانس کمیشن مقرر ہوا تھا ۔ اس کی رپورٹ کے مطابق فیصلہ ہوا ۔ وہ رپورٹ اس ایوان میں رکھ دی گئی وہ میرے ہاتھ میں ہے ۔ اس کے بعد پھر یہ کہا جائے تو اس بات پر میں اعتراض کر رہا تھا ۔

سید تابش الوری : جناب ۔ اس رپورٹ پر یہ فیصلہ ہوا ہے ۔ صوبے نے اپنے حق سے دست بردار ہونے کا یہ سرٹیفکیٹ جاری کیا ہے ۔ ہمارا صرف یہ اعتراض ہے ۔ اس کا جواب دیجیے ۔

وزیر خزانہ : نہیں ۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ایک فنانس کمیشن جب مقرر کیا گیا جس میں تمام صوبوں کے نمائندہ لوگ تھے ۔ اس کا فیصلہ اگر کسی ایک صاحب کو منظور نہیں تو یہ تو پھر ایک السٹی ٹیوشن کو سبوتاژ کر رہے ہیں اور ہم اس السٹی ٹیوشن کی حفاظت کر رہے ہیں ۔ دستور کے تحت جو فنانس کمیشن مقرر کیا گیا تھا ۔ اس کا فیصلہ ہمیں منظور ہے اور یہی السٹی ٹیوشن کو قائم رکھنے کا طریقہ ہے ۔ ورنہ یہ کہ ہم ایک السٹی ٹیوشن تو مقرر کریں ۔ جب وہ فیصلہ کرے تو ہم کہیں کہ ہم تو نہیں مانتے ۔ ایسے السٹی ٹیوشن خراب ہوتے ہیں ۔ اس طرح الزام لگایا گیا کہ انتظامی اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں ۔ مجھے معلوم تھا کہ ایسی بات کہی

جائے گی میں نے اپنی تقریر لکھتے ہوئے یہ بات غور سے دیکھی تھی کہ پچھلے سالوں میں کس بات پر تنقید ہوا کرتی تھی۔ تو میں نے وہ سارے پوائنٹس نوٹ کر کے انہیں اپنی تقریر میں cover کرنے کی کوشش کی تھی مثلاً یہ کہا گیا کہ بہت خرچ ہو گیا ہے۔ اتنا اتنا خرچ کس پر ہوا ہے؟ خرچ تعلیم پر ہوا ہے۔ ہم نے ہزاروں سکول کھولے۔ اتنے سکول upgrade کیے۔ اتنے کالج کھولے تو کیا ہم ان کی عمارات بنا دیتے اور ان کو اساتذہ مہیا نہ کرتے؟ یا یہاں جیسے کہا جاتا رہا ہے۔ کہ کسی سکول میں ایک ٹیچر ہے تو وہاں دو ٹیچر کیے گئے۔ ایسا اضافہ ہوا۔ آپ سیمنٹ اور سریے سے عمارت بنا دیں اور اس میں ٹیچر نہ رکھیں تو وہ عمارت کس کام کی؟ آپ ہسپتال بنا دیں۔ basic ہیلتھ یونٹ بنا دیں، رورل ہیلتھ سنٹر بنا دیں اور اس میں ڈاکٹر نہ رکھیں midwives نہ رکھیں تو اس کا کیا فائدہ ہوگا۔ گویا اخراجات میں اضافہ ہوا ہے۔ میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ لیکن ایسا اضافہ ہوا ہے جو عوام کے مفاد کے لئے ہے۔ میں نے آپ کو صرف دو ہی مثالیں دی ہیں۔ اگر ہم نے تعلیم کے لئے صوبے میں ادارے بنائے ہیں تو ان میں ہم اساتذہ اور ڈاکٹر فراہم نہیں کرتے اور دوسرا عملہ فراہم نہیں کرتے۔ اس لئے جو اضافہ ہوا ہے۔ وہ ترقیاتی منصوبوں میں جو تعمیرات ہوئی ہیں ان کو بہتر طور پر استعمال کرنے کے لئے ہوا ہے۔ یہ تو تعلیم اور صحت کی دو مدیں تھیں۔ اس کے بعد گندم کی سبسڈی پر اضافہ ہوا ہے۔ اب کیا گندم پر سبسڈی پر اضافہ کرنا کوئی غلط اضافہ ہے۔ اگر عوام کو گندم سستے بھاؤ تقسیم کی جائے اور اس میں حکومت کی طرف سے پچھلے سال کے مقابلے میں تین کروڑ کا اضافہ ہو جائے تو میں یہ درست سمجھتا ہوں۔ جب میں نے بجٹ بنایا تھا تو میں اپنے دل پورا مطمئن تھا کہ یہ میں عوامی مفاد کے لئے اختصاص کر رہا ہوں۔ اس کے بعد یہ اعتراض کیا گیا۔ اگرچہ اس کا جواب آ گیا ہے۔ وہاڑی اور تھوڑ یکم جولائی سے نئے ضلع کی حیثیت سے کام شروع کر دیں گے۔ اگرچہ یہ اعتراض بھی جائز نہیں تھا کیونکہ بجٹ میں صرف financial allocation کا ذکر ہوتا ہے جو کر دی گئی ہے۔ اسی کے علاوہ جناب والا۔ ایک ماہر زراعت نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ pesticides کے لئے اس سال پچھلے سے بھی کم رقم رکھی گئی ہے میں حیران ہوں کہ انہوں نے یہ بات کیسے کہہ دی۔ اس سلسلے میں میں اعداد و شمار پیش کر سکتا ہوں۔ سال 1975-76ء میں 8 کروڑ 37 لاکھ روپے مختص کئے گئے تھے۔ اور سال

1976-77ء کے لئے 10 کروڑ 98 لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں ۔ جناب والا! یہ print ہوئی بات ہے کوئی چھپی ہوئی بات نہیں ہے ۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ کونسا عدد اس میں سے بڑا ہے یا تو انہوں نے چھوٹے عدد کو اوپر رکھ کر اور بڑے عدد کو نیچے رکھ کر تقسیم کیا ہے اس کے بعد جناب والا ! ایک اور بات یہاں کہی گئی میں کہوں گا کہ کوا اندھیری رات میں دن بھر اڑا کیا ؟ یہ کہا گیا کہ کوئی 18 یا 19 خود مختار کارپوریشنیں قائم کی گئی ہیں اور کسی کا ہیڈکوارٹر بھی پنجاب میں نہیں ہے ۔ جناب والا ! میں جواب دینے سے پہلے یہ کہتا ہوں کہ اگر کسی اقتصادی یا قومی ضرورت کی وجہ سے ان سب کا ہیڈکوارٹر کیماڑی میں قائم کرنا ہوتا یا تورخم ۔ پیشین یا نورالائی میں بھی قائم کرنا ہوتا تو تب بھی مجھے کوئی اعتراض نہ ہوتا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! میں آپ کو ان کارپوریشنوں کے نام گنواتا ہوں جن کے دفتر اس وقت پنجاب میں قائم ہیں ۔ (۱) سیمنٹ کارپوریشن آف پاکستان (۲) نیشنل فرٹیلائزر کارپوریشن آف پاکستان ، نیشنل ڈیزائن اینڈ انڈسٹریل سروسز کارپوریشن۔ گھی کارپوریشن۔ سوئی فاردرن ۔ واٹر اینڈ پاور ڈیولپمنٹ اتھارٹی ۔ اور نیشنل انجینئرنگ سروسز ۔

یہ جناب والا ۔ سات کارپوریشن بنی ہیں جن کے دفاتر نہ صرف لاہور میں ہیں بلکہ اسی اسمبلی سے کوئی پچاس گز یا سو گز کے فاصلے پر ہیں۔ کوئی اس اسمبلی کے دائیں طرف ہے اور کوئی بائیں طرف ہے ۔ جناب والا۔ بڑے بڑے بورڈ لگے ہوئے ہیں ۔ اس کے علاوہ جناب والا ایگریکچر ڈویلپمنٹ بنک آف پاکستان ۔ پیپلز فنانس کارپوریشن آف پاکستان ۔ ان تینوں کے ہیڈکوارٹر اسلام آباد میں ہیں ۔ اور اس کے علاوہ جناب والا ۔ براڈکاسٹنگ کارپوریشن آف پاکستان ۔ اور ٹیلی ویژن کارپوریشن کے دفاتر بھی راولپنڈی میں ہیں ۔ یعنی ان 12 کارپوریشنوں کے ہیڈکوارٹر وہاں نہیں ہیں جہاں یہ صاحبان کہتے ہیں ۔ یہ یا تو پنجاب میں اور یا اس کے بالکل قریب واقع ہیں ۔ لیکن میں نے جو پہلی بات کہی تھی اس پر اب بھی قائم ہوں یعنی قومی مفاد کے پیش نظر اگر ان حسب کے ہیڈکوارٹر کسی اور جگہ ہوتے تو پھر بھی کوئی بات نہیں تھی ۔ جناب والا ! ظاہر ہے جب rational فیصلے ہونگے

تو ہم اس میں شامل ہوں گے - اس کے علاوہ جناب والا ! یہ بات بار بار کہی گئی ہے کہ صوبائی حکومت اپنا کردار ادا کرنے میں ناکام رہی ہے یہ ہو گیا ہے - وہ ہو گیا ہے جناب والا ! interprovincial conference ہوتی ہیں اور ہم بھی اس میں شامل ہوتے ہیں ، ہم بھی پڑھے لکھے ہیں پنجاب کے نمائندے ہیں - ہم بھی کسی سے کم نہیں ہیں - ہم بھی اپنی بات پوری طرح سے پہنچاتے ہیں اور اس کے بعد جو فیصلہ ہوتا ہے اس پر پوری طرح سے عمل درآمد کرتے ہیں - یہی جمہوریت ہے - اور یہی اس کا پریکٹیکل ہے بات کو کہہ دینا کوئی مشکل نہیں - ہم تو عمل درآمد کرتے ہیں - یہی جمہوریت ہے یہ نہیں کہ ہم یہ کہیں کہ فلاں فیصلہ چونکہ متعصبانہ طور پر پنجاب کے حق میں نہیں تھا اس لئے ہم نہیں مانتے۔ جناب والا ! جو قومی مفادات کے تحت فیصلے ہوتے ہیں ہم اپنا نقطہ نظر پوری طرح سے پیش کرتے ہیں اور جو کسی مسئلہ پر بات کہنی ہوتی ہے وہ ہم پوری طرح کہتے ہیں -

جناب والا - کسی اور صوبے کی نسبت پنجاب کی نمائندگی کم نہیں ہو رہی اس کے علاوہ جناب والا ! یہ بھی کہا گیا ہے - گو میں کسی اور صوبے کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہاں یہ نہیں ہو رہا وہ نہیں ہو رہا اختلاف کرنے والے فاضل اراکین تو کہہ سکتے ہیں لیکن میرے لئے بڑی ذمہ داری ہے اور میں یہ بات نہیں کہہ سکتا - لیکن میں پنجاب کے صوبے کے متعلق کہہ سکتا ہوں - جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہاں کچھ نہیں ہوا ان کے لئے میں عرض کرتا ہوں 6 ماڈرن رائس ملز قائم کی گئی ہیں اور کسی کو یہ نظر نہیں آئیں - میں عرض کردوں یہ شیخوپورہ - گوجرانوالہ - سیالکوٹ کے ضلع میں ہیں پنجاب میں ہیں کوئی دور نہیں ہیں - اور جناب والا ! trial production شروع بھی ہو چکی ہے ان میں سے 32 ہزار من چاول نکل بھی چکا ہے اور ہم رائس ایکسپورٹ کارپوریشن کو 100 روپے من کے حساب سے فروخت کرنے کا بندوبست بھی کر چکے ہیں - میں حیران ہوں کہ ان صاحبان کو ملیں نظر نہیں آئیں - ملیں بن گئیں کام بھی شروع ہو گیا اور یہ کہہ رہے ہیں کہ پنجاب میں کوئی مل نہیں ہے اور دوسرے صوبوں کے متعلق شور مچایا جا رہا ہے - پتہ نہیں کیا ہو رہا ہے ؟ جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ مجھ پر بہت پابندی ہے اور میں کسی اور صوبے کے متعلق

بیان نہیں دے سکتا۔ لیکن پنجاب کے صوبہ کی یہ بہت بڑی کارکردگی ہے اگر وہ خود اس کا کسی صوبہ سے موازنہ کریں تو ہم دیکھیں گے کہ ہم بہت آگے ہوں گے۔ اس کے علاوہ جناب والا! ایک بات اور بھی بیان کی گئی ہے وہ یہ کہ شوگر اور ٹیکسٹائل ملز کے اعلانات کرتے ہیں مگر وعدہ پورا نہیں کرتے۔ جناب والا۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ رائس ملیں پھر کس طرح سے چلائی گئی ہیں۔ جناب والا! یہ ملز چھوٹی چھوٹی ہیں اور ان میں زیادہ کام کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی انڈسٹری میں اس کے لئے اکنامکس کا ایک لفظ ہے gestation period۔ جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ gestation period میں کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ لیکن اس پر بہت سا کام ہو چکا ہوتا ہے۔ اس پر شیڈول بن چکا ہوتا ہے۔ کہ پہلے اس کی feasibility تیار ہو پھر اس کے متعلق یہ دیکھا جائے کہ یہ مشینری کہاں سے خریدی گی پھر اس کے لئے land acquire کی جائے۔ پھر اس کے لئے سول ورکس شروع ہوتے ہیں۔ بلڈنگ بننی شروع ہو جاتی ہے۔ پھر مشینری کی installation شروع ہوتی ہے۔ پھر اس کی پروڈکشن شروع ہوتی ہے یہ سارے مراحل ہوتے ہیں۔ اس وقت جناب والا۔ 6 شوگر ملز اور 4 ٹیکسٹائل ملز کے لئے یہ سارا کام جاری ہے۔ میں آپ کا زیادہ وقت لئے بغیر صرف اتنی بات اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں بہاولپور میں ٹیکسٹائل ملز کے لئے سول ورکس شروع ہو چکے ہیں وہاں کے فائنل ارا کین کو اس کے متعلق علم ہوگا۔ جناب والا! عام آدمی کی نظر میں فیکٹری اس وقت بنتی ہے جب اس کی بلڈنگ بننا شروع ہو جاتی ہے۔ بہاولپور کی فیکٹری کے متعلق میں یہ عرض کردوں وہ شروع ہو چکی ہے۔ اس کی مشین اور دوسری چیزوں کا بندوبست ہو رہا ہے اور بہاولپور کی فیکٹری فروری 1977ء میں انشاء اللہ کمرشل پروڈکشن شروع کر دے گی۔ اس کے علاوہ جناب والا! غازی ٹیکسٹائل ملز ڈیرہ غازی خان ہے۔ اس کے لئے land acquire کر لی گئی ہے۔ پہلے اس کے متعلق کوئی جھگڑا تھا وہ اب finalize ہو گیا ہے اور اگست 1976ء میں اس کی سول ورکس شروع ہو جائے گی۔ اور وہ اکتوبر 1977ء میں کمرشل پروڈکشن شروع کر دے گی۔ اس کے علاوہ جناب والا! ہڑپہ والی ملز کے متعلق میرے اپنے ایک عزیز ساتھی نے ذکر کیا ہے اس پر سول ورکس جنوری 1977ء میں شروع ہوں گے اور امید کہ کمرشل پروڈکشن دسمبر 1978ء میں شروع ہوگی۔ ایک اور پرائیویٹ جس کا

متعلق میرے اپنے معزز ساتھی نے ذکر کیا ہے ۔ ہم کمرشل کاموں میں نہ صرف دوسری ملز کا مقابلہ کریں اور کپڑا بنائیں بلکہ ہمیں finishing کے لئے زیادہ capacity پیدا کرنی چاہیے ۔ میں ان کے لئے یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ پڑیہ کی ملز اور جھنگ کی ملز میں 45 لینئر یارڈ کی finishing capacity کا بندوبست کیا گیا ۔ جو ان دو ملز کی اپنی پروڈکشن سے زیادہ capacity ہے ۔ جناب والا ! یہ اچھی تجویز ہے اور میں نے اس تجویز کو ابھی dispose off نہیں کیا ۔ کیونکہ میں نے یہ نہیں سمجھا کہ اب یہ بات پوری ہو گئی ہے ۔ میں اکنامکس کا ایک ادنیٰ طالب علم ہوں مجھے معلوم ہے کہ ہم اپنی پروڈکشن کو جتنا products value added goods. میں تبدیل کریں گے اتنا زیادہ زرمبادلہ کما سکیں گے ۔ اس کی طرف ابھی میں اور توجہ دوں گا ۔ کہ مزید کس طرح گرے کلاتھ کو convert کیا جا سکتا ہے ۔ اس طرح جناب والا ! شوگر ملز کا سب کام بہترین طریقے سے جاری ہے اور پسرور پتوکی ۔ ڈیرہ غازی خان کی جو ملیں ہیں 78-1977ء میں کام شروع کر دیں گی ۔ کھانیہ احمدپور شرقیہ ۔ کی ملیں 79-1978ء کے سیزن میں اور گوجرہ کی مل 80-1979ء میں کمرشل پروڈکشن شروع کر دیں گی ۔ جناب والا ۔ اس پر میں اور بھی بہت سی باتیں کرسکتا ہوں لیکن میں اس پر اکتفا کروں گا ۔ کسی دوسرے صوبے کے ساتھ اگر کسی ایسے پروجیکٹ کے ساتھ مقابلہ کیا جائے جس پراجیکٹ کی feasibility 65-1964ء میں ہوئی تھی اور 1970 میں ڈبلیو ۔ بی ۔ آئی ۔ ڈی ۔ سی نے آرڈر دیا تھا وہ پراجیکٹ لگ گیا لیکن اس میں gestation period پہلے سے شروع ہوا ۔ بہت سے لوگ اس بات کا خیال نہیں کرتے کہ جب کوئی مل لگ رہی ہو تو کافی عرصہ پہلے اس کی منصوبہ بندی ہو رہی ہوتی ہے ۔ وہ لوگ ان باتوں کو سمجھے بغیر باتیں بنانا شروع کر دیتے ہیں ۔ اور اس کے بعد جناب والا ! میرے عزیز ساتھیوں نے پنجاب منرل ڈولپمنٹ کا بھی ذکر کیا ہے ۔ اور میں خود اس بات کا قائل ہوں کہ ملک کے وسائل اور مسائل ہیں ان میں کوئی ایسی چیز پیدا ہو جائے جیسے Prof : Rosstoff نے کہا ہے ۔ economy take off کی سٹیج کا ایک vacious circle ہوتا ہے ۔ پھر اس کو آپ spiral میں تبدیل کریں اور اس طرح then you take off تو tak off کرنے کے لئے مختلف ملکوں کی انڈسٹریل پراگریس کو دیکھنا پڑتا ہے ۔ جناب والا ۔ ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے ہیں جاپان نے کیسے ترقی کی ۔ جناب والا ! اس سلسلے میں

یہ عرض کروں گا کہ ایک ایم ۔ اے ۔ اکنامکس کا جو طالب علم ہے وہ اس پر thesis لکھتا ہے اسے معلوم ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی ملک میں کوئی نہ کوئی چیز ایسی تھی جس میں جس نے اس کے spiral vicious circle کو spiral میں turn کرنے کے لئے پھر اسے take off میں مدد دی ۔ کسی جگہ پر vast land دریافت ہوئی ۔ کسی جگہ پر اللہ تعالیٰ نے بہت پانی دیا اور کسی جگہ پر معدنیات نکل آئیں ۔ ہمارے اپنے عرب بھائی ہیں ۔ جہاں میں آج سے بہت سال پہلے گیا اور پھرتا رہا ۔ لیکن اب وہاں بھی حالات مختلف ہو گئے ہیں ۔ آج انہوں نے صحراؤں کو سبزہ زاروں میں تبدیل کر دیا ہے نیکڑیاں لگ گئی ہیں اور گل و گلزار ہو گیا ہے ۔ ان کو کس چیز نے یہ take off دیا ہے ۔ oil نے دیا ۔ میں اس پر زیادہ تمہید نہیں باندھوں گا ۔ میں اس کی اہمیت کو سمجھتا ہوں ۔ کہ mineral wealth پاکستان میں ایک معدنی طاقت ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کے نیچے چھپے ہوئے خزانے رکھے ہوئے ہیں ۔ مجھے یقین ہے کہ جب ہم انہیں نکالیں گے ۔ تو ہم اپنی ترقی میں زبردست اقدامات کریں گے ۔ اور اس کے لئے پنجاب میں کچھ عرصہ سے پنجاب منرل ڈیویلپمنٹ کارپوریشن Punjab Mineral Development Corporation بن گئی ہے ۔ بلکہ اس نے اپریل 1975ء سے کام شروع کر دیا ہے ۔ پچھلے سال ہم نے اس 92 لاکھ روپے خرچ کرنے کے لئے دیئے تھے ۔ (یہ تفصیل جناب والا ۔ میں اسے لئے بتا رہا ہوں تاکہ یہ پتہ چل سکے کہ اتنا بجٹ دیا جانا کیا معنی رکھتا ہے ۔) جناب والا ! چونکہ یہ ایک نیا ادارہ تھا ۔ اس لئے انہوں نے اس 92 لاکھ روپے میں سے 40لاکھ روپے خرچ کئے ۔ پہلی وجہ تو یہ تھی کہ یہ ایک نیا ادارہ تھا اور اس کی دوسری وجہ یہ تھی کہ پہلے ایک ادارہ Federal Mineral Development Corporation ہے جو پہلے سے کام کر رہا ہے ۔ اس ادارے کو اپنا ایک دائرہ کار متعین کرنا تھا ۔ اس کے لئے technial personnel بھی چاہیے تھا ۔ جو کہ پاکستان میں بہت کم ہیں اور ٹیکنیکل مشینری نئی نئی قسم کی ہیں جو اکثر باہر سے منگوانی پڑتی ہیں اور اس کے لئے فارن ایکسچینج کی ضرورت ہے ۔ جو درمیان میں حائل ہوتی ہے ۔ جناب والا ! اس کارپوریشن کو ہم نے نہ صرف پچھلے سال کے غیر خرچ شدہ اخراجات 52 لاکھ دیئے بلکہ اس کے علاوہ بھی 130 لاکھ روپے دئے ہیں ۔ اس کے بعد جناب والا ! ایک اور چیز ہے جو کہ فاضل اراکین کو بہت زیادہ مطمئن کریں گی اور

جسکا معزز رکن ذکر کیا ہے میں نے خود ان کے چیئرمین کو بلایا ۔ حالانکہ وزیر خزانہ تو یہ کہتے رہتے ہیں کہ جاؤ اور رقم نہیں ہے ۔ اس رقم میں پورا کرو ۔ مگر میں نے جناب والا خود اس پنجاب منرل ڈیویلپمنٹ کارپوریشن کے چیئرمین کو بلایا ۔ اور اس کے دیگر چند ساتھیوں کو بلایا اور ان سے یہ کہا کہ اس مسئلہ پر ہمارے بجٹ میں بہت زیادہ بحث ہوئی ہے اور اس کو بہت اہمیت دی گئی ہے ۔ آپ اس سال میں مزید جتنے منصوبے پنجاب کی معدنی ثروت کو نکالنے کے لئے بنانا چاہتے ہیں ۔ میں آپ کو اس کے لئے بھی رقوم دینے کے لئے تیار ہوں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اس کے بعد جناب والا ! کارپٹ انڈسٹری کا ذکر کیا گیا ۔ میں ان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں نے اس سلسلہ میں پنجاب سمال انڈسٹری ڈیویلپمنٹ کارپوریشن کو کہا ہے ۔ کہ اس مسئلہ کو ہنگامی بنیاد پر لیا جائے اور اس کو فوراً حل کیا جائے ۔ اور اس کی اہمیت کا احساس کیا جائے ۔

ایک اور ماہر زراعت نے کہا ہے ۔ کہ پچھلے سال صرف 5 فیصد کپاس کی کاشت پر سپرے (spray) ہوا ہے ۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے ۔ پچھلے سال 23 فیصد رقبہ پر سپرے (spray) کیا گیا ۔ اور اس سال یہ رقبہ 31 فیصد کر دیا گیا ۔ مجھے اس کا احساس ہے کہ یہ 100 فیصد ہونا چاہیئے ۔ لیکن اس کے لیے ہمارے وسائل کا محدود ہونا اس میں آڑے آتا ہے ۔ لیکن کیوں کہ میں pesticide کے استعمال کی اہمیت کو سمجھتا ہوں ۔ اور ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب جو کہ خود کاشت کار ہیں اور زمیندار ہیں وہ اس کی اہمیت کو سمجھتے ہیں انہوں نے زمینداروں کو encourage کرنے کے لیے کہا ہے کہ زیادہ کرم کش ادویات استعمال کریں ۔ جناب والا ! ہمارے ہاں جو problem ہے وہ یہ ہے کہ کپاس کی acreage جو تھی وہ کم نہیں ہوئی ہے ۔ رقبہ کاشت کم نہیں ہوا ہے ۔ بلکہ فی ایکڑ کاشت کم ہوئی ہے ۔ اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ کچھ لوگ جو گلبرگ وغیرہ میں رہتے ہیں اور بڑے خوبصورت ہیں ۔ انہوں نے گڑ بڑ کر دی ہے ۔ ہم نے کاشت کار کو encourage کرنے کے لیے وہ 25 فیصد یعنی کہ ایک چوتھائی رقم جو pesticide کے استعمال کے لیے پہلے سے جمع کروانے پڑتے تھے ہم نے

ان کو کہا کہ وہ پہلے جمع نہ کرائیں بلکہ جب آپ کی فصل آ جائے گی ، پھر آپ جمع کرائیں ۔ اب جناب والا ! اس سے زیادہ اور کیا کوشش اس طرف ہو سکتی ہے اس کے بعد جناب والا ! یہ کہا گیا کہ کوئی ملک کھاد اور زرعی import پر ٹیکس نہیں لگاتا ہے ۔ اور پاکستان لگا رہا ہے ۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے fertilizer کو subsidize کیا جا رہا ہے ۔ اس کے لیے کیا کیا جا رہا ہے ایک price equalization surcharge لگایا گیا ہے ۔ وہ یہ ہے کہ ہم جو برآمد کر رہے تھے مجبوری یہ ہے کہ ہماری کھاد اچھی نہیں ہوتی ہے اور یہ مہنگی ہوتی ہے ۔ اب کیا یہ اس بات کی وکالت کر رہے ہیں ۔ کہ ملک میں جو کھاد بنتی ہے کیا ہم ان کو اجازت دے دیں کہ وہ اس کھاد کو اس قیمت پر بیچے اور اس قدر زبردست منافع کمائے ۔ ایسا نہیں ہو سکتا ہے حکومت نے اس کھاد کی قیمت کو جمع اس کھاد کی قیمت دونوں کو جمع کر کے ایک equilization surcharge لگایا ہے ۔ جو کہ عوام کے مفاد میں ہے لیکن اس کے باوجود اگر وہ سر چارج 21 کروڑ کا بنتا ہے ۔ تو حکومت کے 36 کروڑ اور 98 لاکھ روپے خرچ ہوتے ہیں ۔ گویا کہ حکومت 15 کروڑ اور کچھ لاکھ کی subsidy اس میں شامل کرتی ہے ۔ یہ کہنا غلط ہے کہ کھاد کو مہنگا کر دیا گیا ہے ۔ اس کے بعد جناب والا ! یہ کہا گیا ہے کہ کوئی منصوبہ بندی نہیں ہے ۔ پہلی حکومتیں پانچ سالہ منصوبہ بندی کرتی تھی اور یہ حکومت ایک سالہ منصوبہ بندی بھی نہیں کرتی ہے حالانکہ اے۔ڈی۔پی سالانہ ترقیاتی پروگرام پر یہ بات کر کر کے ہم تھک گئے ۔ اور وہ کہتے ہیں کہ سالانہ منصوبہ بندی نہیں ہوتی ہے انہوں نے بالکل غلط بات کی ہے ۔ کہ جب فصل لک جاتی ہے یا بازار میں آ جاتی ہے تو پھر اس کا بھاؤ مقرر ہو جاتا ہے ۔ جناب والا ! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا ہوں بلکہ by way of illustration یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کس طرح سے ہم اس کے فیصلے کرتے رہتے ہیں مثلاً اس سال کپاس کی فصل کی قیمت وفاقی حکومت 300 روپے فی من 15 اپریل 1976ء کو announce کر دی تھی ۔ جبکہ کپاس کا sowing season تقریباً 15 مئی 1976ء کے بعد شروع ہوتا ہے ۔ اس کے بعد اور تھوڑی سی مثالیں دیتا ہوں کہ چاول کی قیمت 1974-75 کی فصل کے لیے اس سال 16 مئی کو کی گئی ۔ اس سال 1975-76ء کی فصل کے لیے اس کا اعلان 14-5-75 کو کیا گیا ۔ اعلیٰ ھذالقیاس میرے پاس فگرز لکھی ہوئی ہیں ۔ لیکن میں زیادہ وقت

لے لوں گا ۔ صرف illustration کرتا ہوں کہ یہ بالکل غلط بات کی گئی ہے ۔ ہمیشہ فصل بونے سے پہلے اس کے بھاؤ کا اعلان کیا جاتا ہے ۔ اور planned development زراعت میں بھی ہے ۔ انڈسٹری میں بھی ہے اور کوئی adhocism نہیں ہے ۔ جو کہ Annual development programme کی ان figure سے جن کا میں ذکر کر چکا ہوں ۔ اس کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے ۔ اردو کو دفتری زبان بنانے کے متعلق صرف صوبہ پنجاب میں بہت کوشش کی گئی ہے ۔ بڑی توجہ اور بڑی اہمیت دی گئی ہے ۔ بڑے پیسے خرچ کئے گئے ہیں اور میں نے اس کے لئے نہ رہے بانس نہ بجے بانسری" والا اصول اپنایا ہے ۔ کہ دفتروں میں ٹائپ رائٹر مشینیں بدل دو لوگ خود بخود مجبور ہوں گے ۔ کہ اردو میں ڈکٹیشن ہو اور اردو میں خط و کتابت کئے جائے ۔ اور یہ کافی حد تک کامیاب ہوا ہے اس کی بجائے اس کے کہ تعریف کی جاتی یہی کہا گیا ہے جیسے میں کہا کرتا ہوں کہ ہمارے گاؤں میں ایک "مکڑ" پہلوان آتا رہتا تھا ۔ وہ خود تو بہت بوڑھا ہو گیا تھا ۔ کام نہیں کرتا تھا ۔ اس کے جوان لڑکے بازی لگاتے تھے جب وہ میدان میں آتے تھے اور ڈھول بجتا تھا ۔ وہ صرف یہی کہتا تھا کہ "کسر رہی "کسر رہی" اور کچھ یہی حال میرے ان دوستوں کا ہے جو ہر بات پر یہی کہتے ہیں "حالی وی کسر رہ گئی اے" ڈویلپمنٹ ایک جاری و ساری عمل ہے اور اس کہنگار نے بہت سے ترقی یافتہ ملکوں میں بیٹھ کر ان کے بجٹ سنے ہیں اور وہ ایسے ممالک ہیں کہ جنکی طرف دیکھ کر منہ میں پانی آجاتا ہے کہ کاش ہم ولایت میں پہنچ جائیں کوئی ہمیں سمگل کر کے لے جائے اس کو ہم بیس ہزار روپے دیں گے ۔ جناب والا ! ان ملکوں میں بھی جب بجٹ پیش کئے جاتے ہیں تو وہاں پر بھی وزیر خزانہ اور وزیر اعظم یہی کہہ رہے ہوتے ہیں کہ ہوئی ٹھیک ہے کہ ابھی ہم نے سوشل سیکورٹی فنڈ کے لئے بہت کچھ کیا ہے اور اگلے سال یہ کریں گے اور وہ کریں گے ۔ جناب والا ! انسان کی ضروریات کی تو کوئی انتہا نہیں ہے اور ہماری بھی جستجو کی کوئی انتہا نہیں ہے جیسے مولانا حالی نے فرمایا ہے کہ ۔

ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں
اب ٹھہرتی ہے دیکھئے جا کر نظر کہاں

ابھی آپ آگے آگے تو دیکھئے کہ کیا ہوتا ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! اے ۔ ڈی ۔ پی ۔ میں 36 کروڑ کے deficit کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کا ذکر صرف ایک صاحب نے کیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کم از کم اپوزیشن کے ایک صاحب نے بجٹ کو کافی غور سے پڑھا ہے لیکن میں اس کا جواب یہ دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس 191 resources کروڑ اور 76 لاکھ کے ہیں تو 191 کروڑ اور 76 لاکھ سے زیادہ کے کیسے plan بنے ۔ جناب والا ۔ یہ ایک مسلسل عمل ہے اور یہ سال ہوتا ہے کہ منصوبے ہزاروں چھوٹے چھوٹے منصوبوں میں تقسیم کئے جاتے ہیں ۔ اور کئی ایسے منصوبے ہوتے ہیں جو نہایت ہی مجبوریوں کی وجہ سے رہ جاتے ہیں مثلاً جناب والا ! ایک فاضل قانون دان کی کئی جگہ پر civil litigation ہو جاتی ہے سڑک نہیں گزر سکتی بلڈنگ نہیں بن سکتی کوئی land acquire نہیں کر سکتے اب قانون کی علمداری ہے کسی کو کوئی مغالطہ نہیں ہو سکتا ۔ constitution کے مطابق لوگوں کے property rights پر وہ ان کو exercise کرتے ہیں اس طرح سے کسی وقت پر کہیں سے ٹھیکیدار بھاگ جاتے ہیں اور اس پر ابھی کنٹریکٹ میں لکھا ہوتا ہے کہ اس کو پہلے Show Cause Notice دو فلاں کرو ڈھینگڑا کرو یعنی بڑی کارروائی ہو جاتی ہے چونکہ یہ حکومت قانون کی علمداری پر یقین رکھتی ہے اس لئے ہمیں معلوم ہے کہ سال کے دوران کئی ناگزیر حالات کی وجہ سے کئی پروجیکٹس رہ جاتے ہیں اور مکمل نہیں ہوتے اس سے بڑی غلطی ہوگی کہ اگر اتنے کی منصوبہ بندی کی جائے ۔ منصوبہ بندی لازمی طور پر زیادہ کی جانی چاہیے اب سوال یہ پیدا ہوگا کہ کتنے زیادہ کی کرنی چاہیئے اتنے فیصد اس میں short fall رکھنا چاہئے ۔ ہم نے اپنے ماضی کے تجربوں سے اور اپنی خواہشات کی بنا پر مناسب سمجھا اور اس پر غور و خوض ہوا اور کابینہ میں اس مسئلہ پر دو بار غور و خوض ہوا کہ اے ۔ ڈی ۔ پی ۔ کا کیا سائز رکھا جائے اور میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ اس سال کے آخر میں اس کا ثبوت ملے گا یعنی جو نیا مالی سال ہوگا اور ہم نے یہ جو بڑا plan بنایا تھا اس سے پنجاب کی ڈویلپمنٹ کو فائدہ ہوگا نقصان نہیں ہوگا ۔

اس کے بعد جناب والا ! یہ کہا گیا ہے کہ صوبائی خود مختاری ختم ہوگئی ہے اور صوبائی حکومت اپنے معاملات کو سلجھانے میں ناکام رہی ہے اور مثالیں کیا دی گئی ہیں کہ اس ہاؤس نے کواپریشن کی movements کو نیشنل اسمبلی کے سپرد کر دیا اور سیڈز کے مسئلہ کو بھی نیشنل اسمبلی کے سپرد کردیا اور یہ جو سیاحت کی کارپوریشن کے قانون بنانے کا مسئلہ تھا وہ بھی مرکزی حکومت کے سپرد کر دیا ۔ حقیقت میں انہوں نے اپنے پوائنٹ آف ویو سے بڑی غلط مثالیں دی ہیں یہ تمام ایسی چیزیں ہیں جن میں پاکستان کی صرف ایک معیشت ہے اور جس میں پورا یقین رکھتا ہوں اور جب کچھ لوگ اس بات کی وکالت کرتے ہیں تو مجھے تو وہ مسلم لیگی نہیں بلکہ وہ تو چھ نکاتی معلوم ہوتے ہیں جو ہر صوبہ کی الگ معیشت قائم کرنا چاہتے ہیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! پاکستان کی معیشت ہے اگر پنجاب گندم پیدا کرتا ہے تو وہ کسی دوسرے صوبہ کو گندم دیتا ہے اور وہاں سے کوئلہ لے لیتا ہے کسی اور صوبہ کے ساتھ اور قسم کی تجارت کرتا ہے تو یہ ملک کی ایک معیشت ہے اور اس معیشت کے تحت مرکزی حکومت کا یہ کردار ہوتا ہے کہ وہ رابطہ قائم کرے اور جیسا کہ کل فاضل وزیر قانون نے اس پوائنٹ کو بہت اچھی طرح ڈویلپ کیا کہ ترقی یافتہ ممالک میں تو economy centralised ہے لیکن implementation اس کی نہایت ضروریات ہوتی ہے فاضل اراکین کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ ان کو مرکز کے اس role پر اور اس کردار پر نہ تو کوئی اعتراض کرنا چاہیے اور نہ اسے ختم کرنے کے لئے کوئی بات کہنی چاہیئے ۔

اس کے بعد جناب والا ! یہ کہا گیا ہے کہ اصلاحات کا کوئی فائدہ نہیں ہوا ۔ جناب والا ! میں شیخ سعدی کا ایک شعر بیان کرتا ہوں کہ

ہم شنید قدرے عافیت کسے دالد کہ در مصیبتے گرفتار آید

جناب والا ! جس آدمی کے پاس ہزاروں ایکڑ زمین ہے اس کو پانچ ایکڑ زمین کی کیا قدر ہو سکتی ہے جو آدمی کسی فیکٹری میں مزدوری کرتا تھا اور

اسے کان سے پکڑ کر نکال دیا جاتا تھا اور اس کو کوئی چھٹی نہیں دی جاتی تھی اس کو پنشن کا کوئی حق نہیں تھا اس کو علاج کا کوئی حق نہیں تھا اس کو تنخواہ نہیں دی جاتی تھی اسی مزدور کو معلوم ہے کہ اس کو کیا کیا فوائد ہوئے ہیں اور جو خود مزارع نہیں تھا کبھی کسی ٹکڑی سے نکلا نہیں تھا اس کو کیا پتا ہے کہ مزارع کے لئے کیا اصلاحات ہوئی ہیں۔ اس لئے میں اصلاحات کے معاملے میں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں یہ اصلاحات امیروں کے لئے نہیں ہوئی ہیں یہ اصلاحات تو غریبوں کے لئے ہوئی ہیں اس کی قدر ان لوگوں کو ہوگی ۔ جیسا میں آپ کو اس ایوان میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ جناب والا ۔ مجھے غربت کا عملی تجربہ ہے اور مجھے معلوم ہے اور میں یہ بات کئی بار کہہ چکا ہوں کہ جب ہم لوگوں کی بارہ آنے فیس ہوتی تھی تو ہماری کلاس میں کئی بچے دس تاریخ تک فیس ادا نہیں کرسکتے تھے تو ماسٹر صاحب ان کو کہا کرتا تھا کہ تمہارا نام کاٹ دیا جائے گا ۔ جناب والا ! یہ دس تاریخ ہوتی تھی ۔ ان لوگوں کو کیا معلوم ہے جن کے لئے یہ دس آنے کوئی وقعت ہی نہیں رکھتے تھے اور نہ اب رکھتے ہیں یہ اصلاحات ان غریبوں کے لئے ہوئی ہیں جن کے لئے یہ بارہ آنے یا آج کی میٹرک کی فیس جو ساڑھے چھ روپے ہے ادا نہیں کر سکتے ہیں اور یہ اصلاحات ان کے لئے نہیں ہوئیں جو اس سے بالا تر ہیں اور امیر ہیں اور جن کے لئے ساڑھے چھ روپے کوئی وقعت نہیں رکھتے ۔

جناب والا ! یہاں پر ایک اور مسئلہ اٹھایا گیا ہے جس کو ہر سال پریشانی میں ڈالنے میں کوشش کی جاتی رہی ہے ۔ علامہ اقبال نے پنجاب لیجسلیٹو کونسل میں ایک ڈیبیٹ میں حصہ لیتے ہوئے ایسے ہی ایک مسئلہ کے متعلق کہا تھا "شد پریشان خواب من از کثرت تعبیر ھا"، جناب والا ۔ یہ بھی ایسا مسئلہ ہے کہ مختلف لوگ جتنی بھی تعبیریں کرتے ہیں اور اس مسئلہ کو پریشانی میں ڈال دیتے ہیں وہ ہے ۔ اسلامی سوشلزم کا مسئلہ ۔ جناب والا ۔ میں اس پر آج کوئی لفظی دلیل نہیں دینا چاہتا کیونکہ آج یہ نظریہ اب کوئی لفظی مجرب نظریہ نہیں رہ گیا ہے ۔ پچھلے ساڑھے چار سال سے اس نظریہ پر عمل ہو رہا ہے اور اب یہ اسلامی سوشلزم کا نظریہ پاکستان پیپلز پارٹی میں آ گیا ہے اور پاکستان کی حکومت کے ذریعے اس میں اصلاحات کی گئی ہیں اور جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں پچھلے ساڑھے چار سال کے دوران

کی گئی ہیں جس میں صنعتوں کو قومی ملکیت میں لیا گیا ۔ جناب والا ! یہ ہے اسلامی سوشلزم جس میں بینکوں کو ۔ مالیاتی اداروں کو قومی ملکیت میں لیا گیا یہ ہے اسلامی سوشلزم جس میں لائف انشورنس کو قومی ملکیت میں لیا گیا اور شپنگ کو قومی ملکیت میں لیا گیا ۔ جناب والا ! اب کوئی آدمی ایسا ہے جس کو یہ شک ہو کہ اسلامی سوشلزم کوئی مجرب نظریہ نہیں ۔ جناب والا ! یہ تو اب حقیقت بن چکا ہے اور کیا کوئی ہے جس کو یہ شک ہو کہ تعلیمی اصلاحات کا کیا مطلب ہے ۔ اس کا مطلب ہے تعلیم مفت کرنا ۔ یہ ہے اسلامی سوشلزم ۔ مزدوروں کی اصلاحات یہ ہے اسلامی سوشلزم اور جاگیرداروں سے ضرورت سے زیادہ زمین لے کر بے زمین لوگوں میں دینا ۔ یہ ہے اسلامی سوشلزم تو اب میں اس کا جواب کوئی لفظی نہیں دینا چاہتا کہ اس کو فلاں آدمی نے استعمال کیا اور فلاں تقریر میں استعمال کیا گیا اب تو یہ حقیقت کا روپ اختیار کر چکا ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! مولانا روم نے کسی ایسے ہی موقع پر یہ کہا تھا کہ ۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب
گر دلیلت باید ازوی روئے مہتاب

اب تو وہ منشور آپ کے سامنے آ چکا ہے اگر دلیل چاہتے ہیں تو پھر پوچھ پھیر کر دلیل نہ لیں ۔ ہاں یہ تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی سوشلزم کے منشور کے تحت جو عمل ہوا ہے اس کو پسند یا نا پسند کرتے ہیں لیکن یہ کہنا کہ آج بھی اسلامی سوشلزم کوئی ایسی بات ہے جو لوگوں کو نظر نہیں آتی تو میں سمجھوں گا کہ حقیقت میں یہ ایسا آفتاب ہے جیسے مولانا روم رح صاحب نے فرمایا ہے ۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب
گر دلیلت باید ازوی روئے مہتاب

اب تو یہ حقیقت کا روپ اختیار کر چکا ہے ۔ میں نے اس کی اصلاحات کا ذکر

کیا ہے ۔ یہ اسلامی سوشلزم ہے ۔ جناب والا ۔ اس کے بعد ایک فاضل رکن نے یہاں یہ ذکر کیا اور میں حیران ہوں کہ انہوں نے کم از کم قرآن حکیم میں سے اللہ تعالیٰ کے concept کا مطلب کیا سمجھا ہے ۔ ویسے اس بات نے صدیوں تک لوگوں کو حیرانی میں رکھا کہ خدا کیا ہے God کیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کیا ہے ۔ اس کے متعلق بڑی بڑی بحثیں ہوئی ہیں ۔ کتابیں لکھی گئی ہیں ۔ بڑے بڑے لوگوں نے فلسفے بتائے ہیں ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ بات بڑی آسانی سے حل کر دی وہ اس طرح حل کر دی کہ اللہ تعالیٰ کا کام دنیا میں نباتات ، جمادات اور حیوانات کی دنیا میں اس کے اٹل قوانین ہوتے ہیں اور انسانوں کی دنیا میں انسان اللہ تعالیٰ کے کام کرتے ہیں لیکن کافر اس سے انکار کرتا ہے ۔ مثلاً میں قرآن مجید سے illustrate کرتا ہوں کہ ایک جگہ کافروں کو یہ کہا گیا کہ بھئی آپ لوگوں کو غریبوں کو ، مسکینوں کو اور یتیموں کو کھانا کھلائیں تو انہوں نے کیا ۔ انطعم من لو یشاء اللہ اطعمہ ۔ کہ ہم ان کو کھانا کھلائیں ؟ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کو کھانا کھلاتا ۔ اللہ تعالیٰ کبھی اپنے ہاتھ سے چمچی لے کر نہیں آتا بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ذریعے یہ کام کرتا ہے تو جب یہ کہا جائے کہ sovereignty اللہ کی ہے تو کیا یہاں پر اس کی مراد یہ ہو گی کہ کسی تجویز پر اللہ تعالیٰ لکھا ہوگا کہ اسی کی sovereignty ہو گی ۔ بلکہ یہ جو اللہ کے بندے اس دنیا میں موجود ہیں اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تحت ان کی sovereignty ہوگی ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اس لئے یہ جو کہا گیا ہے یہ نہایت غلط بات کہی گئی ہے کہ آپ لوگ طاقت کا سرچشمہ عوام کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف آئیں ۔ یہ بات حزب اختلاف نے کہی اور یہ بالکل غلط بات ہے ۔ اس کا مطلب ہے کہ نہ تو آپ اللہ تعالیٰ کا جو concept ہے اور جو خدا کا concept قرآن حکیم میں دیا گیا ہے اس کو بھی نہیں سمجھتے ۔ خدا جو ہے اس کی قدرت دنیا میں کارفرما ہے جیسے چاند نکلتا ہے ۔ سورج نکلتا ہے حیوانات ہیں ، جمادات ہیں اور پودے اگتے ہیں ۔ یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہو رہی ہیں ۔ ہاں ۔ اگر انسان ٹھیک کام کرے تو پھر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے ۔ بندے کا انہوں نے نہیں کہا ۔ غالب و کار آفریں کار کشا و کار ساز ۔ اگر وہ ٹھیک

کام کرے ۔ اس لئے یہ بات کہنا اور یہ استدلال دینا کہ ہم طاقت کا سرچشمہ والی جو بات لکھی ہے یہ تو غیر اسلامی بات ہے ۔ یہ قطعاً غلط ہے اور یہ عین اسلام کے مطابق ہے ۔ پھر میں اس لئے قرآن مجید کی دلیل دیتا ہوں ۔ جب یہ کہا گیا ہے امرھم شوریٰ بینھم جب یہ کہا گیا تو کون سی صدی میں کہا گیا ؟ اس وقت گولٹے ، روسو ، لاک اور بینٹ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے ۔ جب قرآن حکیم میں یہ کہا گیا امر ہم شوریٰ بینھم کہ اپنے معاملات باہمی مشاورات سے طے کرو ۔ کیوں کہ جب مولانا رومؒ کہتے ہیں کہ ۔

مشورت ادراک و ہشیاری دہد
عقل ھا مرا عقل را یاری دہد

جب قرآن مجید میں یہ کہا گیا ہے کہ امر ھم شوریٰ بینھم تو اس وقت یہ کہا گیا کہ طاقت کا سر چشمہ عوام ہیں ۔ اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ۔ ایسے ہی بات نہیں کہہ دی گئی ۔ کمانڈ کیا گیا شاور ھم فی الامر ۔ شاور جس سے noun نکلا ۔ کمانڈ کا صیغہ امر ہے ۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر اسلام کو حکم دیا جا رہا ہے ۔ شاور ھم فی الامر third person کا صیغہ نہیں ہے بلکہ اگر آپ چاہیں تو ، شورہ کر لیں ۔ کہ شاور ھم فی الامر کمانڈ ہے حکم ہے امر ہے ۔ اگر حضور اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ یہاں طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں ۔ تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آج آپ ہمیں کہیں کہ یہ طاقت کا سرچشمہ عوام غیر اسلامی concept ہے ۔ اور ہم اس کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف آ جائیں ۔ اللہ تعالیٰ کے تو یہ بندے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی sovereignty ہے لیکن اس دنیا میں کون exercise کرتا ہے ؟ اس دنیا میں اس کے بندے exercise کرتے ہیں اور اس کا طریقہ کار اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرما دیا ہے کہ اس دنیا میں میری sovereignty کیسے excercise کی جائے ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد یہاں پر یہ کہا گیا کہ اگرچہ تعلیم پر 113 کروڑ اتنے لاکھ روپے کل رقم رکھی گئی ہے لیکن آج کا محکمہ تعلیم یا تعلیمی نظام علامہ اقبال رحمت اللہ علیہ پیدا کیوں نہیں کرتا ۔ وہ مولانا ظفر علی خاں پیدا کیوں نہیں کرتا ؟ اور وہ ایسے لوگ کیوں پیدا نہیں کرتا ؟ یہ بڑی

سطحی بات ہے ۔ اس لئے کہ ہر فیلڈ میں ہر زمانے میں اس کا ایک نابغہ روزگار ہوتا ہے ۔ اگر آپ آج نابغہ روزگار کے ایک genious کو لے کر یہ کہیں کہ باقی لوگ جو تھے وہ اس وقت عقل نہیں رکھتے ۔ یہ مطلب نہیں ہوتا ۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ آدمی کچھ original سوچ رکھتا تھا ۔ جیسے علامہ اقبال رحمت اللہ علیہ کی مثال دی جاتی ہے کہ علامہ والعی بہت سے آنے والے زمانوں کے نابغہ روزگار ہیں لیکن کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے ۔ میں ان کے سامنے علامہ اقبال رحمت اللہ علیہ کے ایک شعر کے مصرعے کو آگے پیچھے کر کے پڑھتا ہوں اور ان سے سوال کرتا ہوں کہ ۔

سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی
یہ فیضان نظر تھا یا مکتب کی کرامت تھی

وہ کون سی جگہ کے گریجویٹ تھے ۔ انہوں نے میٹرک تک اسلامیات لازمی پڑھی ہوئی تھی یا میٹرک تک لازمی اسلامیات کرنے سے لوگوں کے اخلاق و اطوار ٹھیک ہو جاتے ہیں ؟ پیپلز پارٹی کا موقف ہے کہ جب تک معاشی انصاف نہ ہو یا جب تک معاشرتی انصاف نہ ہو خواہ آپ اسلامیات بی اے تک لازمی کر دیں ۔ ایم اے تک لازمی کر دیں ۔ ہر آدمی پی ایچ ڈی کرے اس کے باوجود بھی آپ اخلاقیات کو ٹھیک نہیں کر سکتے ۔ معاشی اور معاشرتی انصاف کے بغیر ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ اس کے بعد میں ایک دلیل کے طور پر اور آپ کی طبع کے لئے عرفی کا ایک شعر پیش کرتا ہوں کیوں کہ اس نے کمال کر دیا ہے ۔ میں نے اردو ، فارسی ، عربی ، انگریزی اور پنجابی کے بڑے شعر پڑھے ہیں لیکن اس چیز کو illustrate کرنے کے لئے علامہ اقبال رحمت اللہ علیہ کو یہ اتنا پسند آیا کہ انہوں نے اپنے انگریزی کے لیکچر میں یہ فارسی کا شعر quote کیا ۔ یعنی یہ شعر ان کو کتنا پسند آیا ہو گا کہ شائد یہ ان کا دوسرا تیسرا لیکچر ہے اور اس میں بھی انہوں نے یہ شعر quote کیا ۔ عرفی کتنی بڑی مزےدار بات کہتا ہے کہ یہ جو مال و دولت کا انسان کو لالچ ہے یہ انسان کے اخلاقیات کو خراب کرتا ہے ۔ اس کے لئے عرفی یہ کہتا ہے ۔

دلت فریب گر از جلوہ سراب نخورد
زنقش تشنہ لبی دان ، بعقل خویش مناز

عرفی کہتا ہے کہ اگر آپ کو سراب نظر آتا ہے mirage میں کسی کو پانی نظر آتا ہے حالانکہ وہاں پانی نہیں ہوتا ریت ہوتی ہے ۔ عرفی یہ کہتا ہے کہ اگر آپ سراب کے دھوکے میں نہیں آئے تو یہ مت کہو کہ آپ کی عقل بڑی ہوشیار ہے ۔ بلکہ یہ آپ کو پیاس نہیں لگی ہوئی ۔

دلت فریب گر از جلوہ سراب نخورد
زنقص تشنہ لبی دان ، بعقل خویش مناز

اب یہ جو انما اموالکم واولاد کم فتنہ واللہ عندہ عظیم اللہ سبحان تعالیٰ جو خود انسانوں کو بنانے والا تھا اس کو بھی اس کی سائکالوجی معلوم تھی کہ مالی مفادات ان کے لئے بہت بڑی attraction رکھتے ہیں evil کی طرح بہت بڑی جاذبیت رکھتے ہیں ۔ یہ مالی مفادات جب تک ختم نہ ہوں اور جب تک یہ استحصال ختم نہ ہو ۔ جب تک کسی معاشرے میں معاشی اور معاشرتی انصاف نہ ہو آپ خواہ اسلامیات کی تعلیم کی کتنی بھی ڈگری تک کر دیں میں نہیں سمجھتا کہ اس کا مجرب اثر ہو گا ۔ جناب والا ۔ دوسری بات اس میں یہ ہوتی ہے کہ سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آداب فرزندی ۔ یہ فیضان نظر تھا ۔ فیضان نظر چاہئے ۔ علامہ اقبالرحمت یہ فرماتے ہیں ۔

سیرت فرزند ہا زا مہات
جوہر صدق و صفا ز امہات

یہ تو مائیں بتاتی ہیں کہ ان کے فرزندوں کی سیرتیں کیا ہیں ۔ یہ تو والدین بناتے ہیں کہ ان کے فرزندوں کی سیرتیں کیا ہیں اور وہ کیسے بنا۔۔۔ کیسے ماحول میں وہ ماں باپ رہتے ہیں ۔ اس ماحول میں جس میں اگر معاشی انصاف ہو ۔ معاشرتی انصاف ہو ۔ معاشرتی انصاف ہو تو ماں باپ بھی ٹھیک تلقین کریں گے ورنہ ماں باپ آج کہیں گے کہ میرے بیٹے کو سب انسپکٹر ایکسائز میں لگا دو اس کو فلاں چیز لگا دو کیوں کہ وہاں پر بھوں کے لئے زیادہ مٹھائی مل جاتی ہے ۔ اگر تو ایسا معاشی اور معاشرتی نظام میں فساد ہو

تو ماں باپ بھی ٹھیک تعلیم و تلقین نہیں کر سکتے بلکہ اپنے بیٹے کے لئے خواہش کرتے ہیں کہ اس کو فلاں chair پر لگا دیں تا کہ اسے کوئی چیز زیادہ مل سکے ۔ جناب والا ۔ میرا خیال ہے کہ میں اس پر اکتفا کرتا صرف یہ بات کہہ کر کہ یہ مال و دولت کا لالچ اور ہوس ایسی ہے جس کے متعلق علامہ اقبال رحمت اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں ۔

اس دیر کہن میں ہیں غرض مند پجاری
رنجیدہ بتوں سے ہوں تو کرتے ہیں خدا یاد

یہ جو ہمارے بت بنائے ہوئے ہیں
عقل کو ملتی نہیں اپنے بتوں سے نجات

عارف و عامی تمام بندہ و لات و منات ۔ یہ مال و دولت کی ہوس ناکی کا شہوار کا بت جو ہے اور ابوالعلی المعری کہتے ہیں !

سبع و صل و طف بمکتہ زائراً
سبعین لا سبعاً فلست مناسک

مورخ یہ کہتا ہے کہ اب کچھ بھی کریں تسبیح کریں صلوات کریں مکہ کا طواف کریں 70 مرتبہ کریں سات مرتبہ نہیں ۔

سبعین لا سبعاً فلست مناسک

آپ ناسخ ۔ پرہیزگار ۔ مصلح نہیں بن سکیں گے کیوں ۔

جھل الدیانتہ من اذا عرفتہ
شھواتہ لم یلف بالمتماسک

جب اس کے کام اس کی ہوس اور لالچ اس کے سامنے آئے گی تو وہ اپنے آپ کو تھام نہیں سکے گا یہ ایک اور illistration ہے کہ انسان صرف مجرد جغرافیہ پڑھنے سے نہیں ہوتا خواہ کتنا ہی جغرافیہ پڑھے ۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ صرف سلیبس کی تعلیم سے اخلاقیات بلند نہیں ہوتے بلکہ اس کے لئے

معاشی اور معاشرتی نظام کو ٹھیک کرنا ہوتا ہے جو ہم کر رہے ہیں۔ جب تعلیم اور اکنامک کی اچھی ریفارم کی جائیں جو ہم کر رہے ہیں۔ اس کے بعد بہت سے چھوٹے چھوٹے مسئلے ہیں مثلاً چک نمبر 706۔707 کی بات کی ہے کہ ہماری اصلاحات سے کچھ فائدہ نہیں ہوا ہے اور غریب مزارعوں پر ظلم ہو رہا ہے ثبوت کے طور پر یہ چیز پیش کی۔ میں جواباً کہتا ہوں کہ جب اس مسئلے کو حکومت کے نوٹس میں لایا گیا تو وزیر اعلیٰ نے اعلیٰ لیول پر انکوائری مقرر کی ہے اور جو افسران اس میں ملوث تھے ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی جا رہی ہے اور جب کارروائی مکمل ہوگی تو پتہ چلے گا کتنے ڈسمس ہوتے ہیں اور کتنوں کو سزا ہوتی ہے اور جن لوگوں نے ان اہلکاروں سے مل کر پہلے زمین لے لی تھی ان کی وہ زمین کینسل کر دی گئی ہے اور جو حق دار تھے ان کو دی جا رہی ہے۔ اس کے بعد موضع گوندل تحصیل شاہپور کے ڈاکٹر بلال شاہ نے یہاں ذکر کیا ہے تو آپ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ وہ زمین جو پہلے لوگوں کو 5 مرلے کے پلاٹ دئے گئے تھے پھر بعد میں کسی بااثر صاحب نے جس کا اتفاق سے گوندل نام تھا گڑ بڑ کر دی۔ اب وہ زمین پہلے کی طرح پھر واپس دے دی جائے گی اور اس کے لئے بورڈ آف ریونیو نے احکام جاری کر دئے ہیں۔ میں نے یہ بات تصدیق کر لی ہے۔ میں آپ کی خدمت میں اس لئے عرض کر رہا ہوں۔ پی پی آئی کے مسئلے کے متعلق بہت سی باتیں کی گئی ہیں۔ گو یہ مرکزی مسئلہ ہے میں اس پر زیادہ نہیں کہہ سکتا ان کے میرے پاس بہت سے کارندے آئے تھے انہوں نے یہ کہا ہے کہ جو باتیں کہی گئی ہیں وہ حقائق پر مبنی نہیں ہیں اس کے بعد آرٹ کونسل کے لئے ممبران نے اپنی تقاریر ذکر کیا ہے اس کے لئے پیسے کم دئے گئے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں فنون لطیفہ اور فنکاروں کو معاشرے میں مثبت بنیادوں پر اور ٹھیک بنیادوں پر قومی مقاصد دینی مقاصد کے تحت فنون لطیفہ کی ترویج کرنے میں حوصلہ افزائی کروں گا۔ اس کے لئے اب اعلان کرتا ہوں اگرچہ میں کسی پیسے کا اعلان نہیں کر رہا ہوں لیکن ان کی جتنی سکیمیں ہم جنہیں قومی مفاد میں سمجھیں گے کہ یہ فنون لطیفہ کے لئے ضروری ہیں وہ تمام کی تمام سکیموں کی منظوری دے دوں گا۔ اس کے بعد جناب والا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ حکومت کتنا سرمایہ باہر سے لائی ہے جیسے ہم اس اقدام میں ناکام ہیں۔

لیکن کروڑہا روپیہ ڈالڈے کے زور سے لایا گیا ہے اور سب سے بڑی بات جو اس حکومت کی پالیسی ہے کہ پیسے کو ترغیب کے ذریعے لایا جائے۔ کروڑہا روپیہ بیرون ملک سے جو وہاں رہتے ہیں پاکستان بھیجتے ہیں اور کبھی مرکزی حکومت ان کو ٹریکٹر کے لئے اور کبھی سمال انڈسٹری لگانے کے لئے مشینری کے لئے ترغیبات دیتی رہتی ہے اور وہ پیسہ اور روپیہ آ رہا ہے یہاں یہ بھی کہا گیا ہے کہ چلے صنعتی ترقی زیادہ ہوتی تھی جب یہ صنعتیں سرمایہدار کے ہاتھوں میں تھیں۔ بالکل ٹھیک ہے صنعت ترقی کرتی تھی جس سرمایہدار کے چلے ایک فیکٹری ہوتی تھی وہ دو فیکٹریاں لگانا چاہتا تھا خواہ اس کا مزدور بد حال ہو اس کا بیٹا بغیر دوائی کے مر رہا ہو اس کی بیوی بغیر دوائی کے بغیر مر رہی ہو اس کے بیٹے کو تعلیم نہ ملے اس کو چھٹی نہ ملے اور اس کا قوم کو فائدہ نہ ہو لہذا صنعتکار کے لئے بڑی ترقی ہو گی۔ صنعتکار اس حکومت کی تعریف کرتے تھے وہ عوام کے فائدے کی ترقی نہیں تھی عوام کو فائدہ وہی ہو سکتا ہے جو اس دولت سے جو پیسہ آئے وہ سرکار کے خزانے میں جمع ہو اس سے سکول بنیں اس سے کالج بنیں اس سے سڑکیں بنیں جو ہمیں نیشنلائزڈ انڈسٹری سے ہو رہا ہے۔ میں اس سے قطعاً اتفاق نہیں کرتا۔ وہ صنعتیں چند لوگوں کے لئے ترقی کرتی تھیں اور اب یہ صنعتیں عوام کے لئے ترقی کر رہی ہیں۔ اس کے بعد ٹیکسٹائل انڈسٹری کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ بحران بین الاقوامی اعتبار پر آیا ہے اس نے بانگ کانگ کو متاثر کیا اس نے جاپان کو متاثر کیا پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پاکستان اس سے متاثر نہ ہوتا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم نے اس کو سنبھالا کیسے اور اس سلسلے میں کیا اقدامات کئے ہیں یا نہیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ کون سی پاور لوم انڈسٹری ہے جس کو اتنا کروڑہا روپیہ قرضہ دیا۔ ہم نے کوآپریٹو سوسائٹیز کو سمال انڈسٹری کو کروڑہا روپیہ قرضہ دیا کہ ان کا کپڑا خرید لو پھر ہم اس کو بارٹر معاہدے کے تحت dispose of کر لیں گے اور کیا کیا جا سکتا ہے۔

مسٹر سپیکر : وقت میں پندرہ منٹ کی توسیع کی جاتی ہے۔

وزیر خزانہ : جناب والا۔ میں دلچسپ بات کی طرف آیا ہوں ایک فاضل رکن نے مساوات کے ایڈیٹوریل کا حوالہ دیا ہے وہ میرے پاس ہیں اس میں انہوں نے کہا ہے کہ اس اخبار نے لکھا ہے یہ 23/24 کا ایڈیٹوریل ہے۔

کہ پنجاب جمہوریت کے قابل نہیں ہے یہ بالکل غلط بات ہے ۔ ان میں یہ لکھا ہے کہ عوامی حکومت کے آنے سے پہلے پنجاب کی سیاست جاگیرداروں کے قبضہ میں تھی جب کبھی پارٹیاں بنیں وہ جاگیرداروں کے گود میں بنیں جب کبھی لوگ منتخب ہو کر اسمبلیوں میں آتے تھے وہ عوامی نمائندگی کا حق ادا نہ کرتے بلکہ اس آدمی کے پیچھے لگے رہتے تھے ۔ یہ تھے والی بات ہے اور اب جو چپقلش ہو رہی ہے جو اس وقت 23/24 جون کو چپقلش انتہا کو پہنچ چکی تھی اور اس وقت کے وزیر اعلیٰ اور گورنر صاحب کے درمیان ظاہر کرتی تھی کہ شاید پنجاب میں جمہوریت مستحکم نہ ہو سکے تو اس سے کون انکار کر سکتا ہے جب وہ عوامی نمائندے صوبے کی نہایت اعلیٰ منصب پر فائز ہوں اور وہ عوام کا قائدہ چھوڑ کر اپنے ذاتی جھگڑوں کو نبٹانے میں لگ جائیں گے تو اس کو اور کیا نام دیا جا سکتا ہے ۔ انہوں نے کہا پنجاب کی سیاست اس سے پہلے جاگیرداروں کے قبضے میں تھی یہ کوئی ایسی بات نہیں ۔ میں آپ کو علامہ اقبال کا قول بتاتا ہوں ۔ جب وہ 1927 ۔ 1928 ۔ 1929 ۔ 1930ء میں اس اسمبلی کے ممبر رہے اس وقت یہ کہا تھا کہ واقعی پنجاب کی اسمبلی پر پہلے جاگیرداروں کا قبضہ تھا ۔

مگر سرکار نے کیا خوب کونسل ہال بنوایا
کوئی تکیہ نہ تھا شہر میں سرمایہ داروں کا

اور اس کے بعد حفیظ جالندھری نے ایک اور بات اس زمانے کی پنجاب کی سیاست کے متعلق کہی حفیظ جالندھری نے قائد اعظم کے کہنے پر کہ یہاں اب مزدوروں ۔ غریبوں کا دور ہو گا لیکن جب اس نے دیکھا کہ ان لوگوں نے کیسے پنجاب کی سیاست پر قبضہ کر رکھا ہے کہا ۔

رہزنوں سے تو بھاگ نکلا
اب رہبروں نے مجھ کو گھیرا ہے

قافلہ کس کی پیروی میں چلے
کون سب سے بڑا لٹیرا ہے

اس لئے یہ بات کوئی عجیب بات نہ تھی کہ اس اخبار نے یہ کہا کہ ماضی میں ایسے تھے اور اس اخبار نے 23 اور 24 کے بعد 30 جون کے اداریے میں یہ بات واضح بھی کر دی تھی کہ چند لوگوں کی ذاتی مخاصمت نے پنجاب میں

عوامی جمہوریت کو مستحکم نہیں ہونے دیا اور پچھلے سال یہاں جو حالت ہوئی وہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ وہ یہاں عوامی جمہوریت کو پنپنے نہیں دینا چاہتے تھے اور ان کی ذاتی عاصمت کی وجہ سے یہاں جمہوریت کو ایک دھچکا لگا۔ لیکن اس موقع پر جناب ذوالفقار علی بھٹو کی فہم و فراست اور تدبر کام آیا۔ پہلے ادارئے میں یہ کہا گیا تھا کہ آج کل پنجاب میں یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ جھٹ سے کیوں نہیں فیصلہ کر دیا جاتا۔ انہوں نے کہا کہ یہ ایک آمرانہ ذہن کا مطالبہ ہے اور جمہوری فیصلے جھٹ سے نہیں ہوتے۔ جمہوری فیصلے by consultation ہوتے ہیں اور پھر consultation ہوئی اور اس کے بعد وہ فیصلہ کیا گیا۔ میں یہ بات اتنے زور سے اس لئے کہنا چاہتا تھا کہ اگر یہ کہا جائے کہ کچھ اس طرح کہا گیا تھا کہ جیسے پنجاب کے عوام کے مزاج کو جمہوریت راس نہیں آتی یہ بات صحیح نہیں اور میں اس بات کی نفی کرنی چاہتا تھا کہ نہ تو اس اخبار نے یہ بات لکھی ہے، نہ کسی شخص نے یہ بات کہی ہے اور نہ کوئی شخص یہ بات کہہ سکتا ہے۔ اس لئے کہ پاکستان میں جمہوریت دوبارہ آئی ہے۔ یہ ایوان بہت سالوں کے بعد سجا ہے اور اس میں پنجاب کے عوام کی بہت بڑی contribution ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ پنجاب کے عوام کو جمہوریت fit نہیں آتی۔۔ البتہ یہ بات ضرور کہی گئی تھی کہ ماضی میں اس پر جاگیرداروں کا قبضہ تھا۔

سید تابش الوری: "مساوات" کی مدافعت کب سے ڈاکٹر خالق صاحب کا حصہ بن گئی ہے؟ اور کیا "مساوات" وزارت خزانہ کے تابع ہے؟

وزیر خزانہ: یہ اعتراض کیا گیا تھا۔

سید تابش الوری: اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ "لوائے وقت" میں، یا "جنگ" میں یہ لکھا ہے تو اس کا جواب ڈاکٹر خالق صاحب کیوں دیں گے؟

وزیر خزانہ: وہ اس لئے کہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ "مساوات" میں یہ لکھا ہے کہ پنجابی کو جمہوریت راس نہیں آتی، جو کہ غلط بات کہی گئی تھی اور ان کی غلط بات کی تصحیح کرنی میرا فرض ہے۔ ان کا ذہن تو درست نہیں ہو سکتا، کم از کم اسمبلی کا ریکارڈ تو درست ہو جائے۔

مسٹر رؤف طاہر : مسٹر سپیکر ۔ تسیں ڈاکٹر صاحب کولوں کوئی ملٹن دی ورشن سنوا دیو ۔ تسیں بڑے سٹوڈنٹ ہو ملٹن دے ۔

وزیر خزانہ : ملٹن دے کوئی ۔ ۔ ۔

مسٹر رؤف طاہر : میں شیخ صاحب نوں کہہ رہیا واں ۔

وزیر خزانہ : اچھا کوئی سمجھن والا ہوے ، تے میں وی سنا سکداواں ۔

(قہقہے)

مسٹر رؤف طاہر : جناب سپیکر صاحب ، ایہہ وی اجائے تے اچھا اے ۔

مسٹر سپیکر : کوئی مشاعرہ کرانا چاہندے او ۔

وزیرخزانہ : جناب والا ۔ یہ پوائنٹ میرا آخری پوائنٹ ہے ۔ میرے پاس کچھ سابق وزیر آئے تھے کہ ہم ایکسپلینیشن پر بولنا چاہتے ہیں ۔ میں نے کہا کہ میں آپ کی ایکسپلینیشن کر دوں گا ۔ کیوں کہ یہ بات مجھ پر بھی عائد ہوتی ہے ۔ یہ کہا گیا کہ سابق وزراء اعلیٰ کے خلاف ان کے وزراء نے کیوں تنقید کی ؟ اور یہاں پر نام بھی لئے گئے ۔ میں ان کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بات وہ اگر آج تک نہیں سمجھے تو اب سمجھ لیں کہ اس پارٹی میں صرف ایک ہی لیڈر ہے اور وہ ذوالفقار علی بھٹو صاحب ہیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

باقی جو صوبائی قیادت اور جتنی بھی قیادت ہے ۔ اور یہ جمہوریت ہے ۔ آپ کہتے ہیں کہ انسٹی ٹیوشن قائم ہوں ۔ کیسے انسٹی ٹیوشن قائم ہوں کہ اگر مغل صوبیدار یہاں بن جائیں اور وہ پارٹی جس نے اسے ٹکٹ دیا ، جس نے اسے تلوار کا نشان دیا ، جیسے اس نے کامیاب کرایا اور اپنے ممبروں کے ذریعے اسے وزیر اعلیٰ بنوایا یا کوئی منصب دیا ۔ پھر وہ وزیر اعلیٰ یہ کہے کہ نہیں ، میں اب خود ، بقلم خود لیڈر ہوں اور ذوالفقار علی بھٹو لیڈر نہیں ایسی بات نہیں ہو سکتی اس لئے یہ طعنے کی بات نہیں جو سابق وزراء کے لئے قابل

قائد حزب اختلاف نے کہا ہے کہ انہوں نے اپنے وزیر اعلیٰ کے خلاف کیوں بات کہی ، اس لئے لیڈر صرف ایک ہی ہے اور میں حافظ شیرازی کے الفاظ میں یہ کہہ کر اجازت چاہوں گا ۔

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نبود زراہ و رسم منزل ہا

والسلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر : کل میں نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ ایک نشست رہ گئی ہے 28 کو اس کا انتخاب ہو گا ۔ جن فاضل اراکین کے پاس اپنے شناختی کارڈ ہیں ، وہ ساتھ لے کر آئیں اور جن کے گم ہو گئے یا خراب ہو گئے ہیں وہ نئے بنوا لائیں ۔

The House is adjourned. It shall re-assemble 8.30 p.m. to-morrow.

(اسمبلی کا اجلاس 24 جون 1976ء بروز جمعرات ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی کا اٹھارہواں اجلاس

جمعرات 24 جون 1976ء
(پنجشنبہ - 23 جمادی الثانی 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ میسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ۝ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝

پ ——— س ۱۳ - رکوع ۹ ——— آیات ۱۹ تا ۲۲

بھلا جو شخص یہ جانتا ہے کہ جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے۔ وہ حق ہے۔ تو کیا وہ اس شخص کی طرح ہے جو اندھا ہے؟ سمجھتے تو وہی ہیں جو صاحب عقل ہیں جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور قول و قرار کو نہیں توڑتے۔ اور جن (قرابت داروں کے رشتوں) کو اللہ نے جوڑے رکھنے کا حکم دیا ان کو جوڑے رکھتے اور اپنے پروردگار سے ڈرتے رہتے اور برے حساب سے خوفزدہ رہتے ہیں۔ اور جو ایسے ہیں کہ پروردگار کی خوشنودی کے لئے (مصائب پر) صبر کرتے ہیں اور جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو مال و دولت ہم نے ان کو دی ہے اس میں سے پوشیدہ و ظاہر نیکی کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اور بھلائی کے ذریعہ برائی کو دور کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کے لئے عاقبت کا گھر ہے۔

(وما علینا الا البلاغ)

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

مسٹر سپیکر : وقفۂ سوالات شروع ہوتا ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ میں سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : سوالات کے جوابات حسب فیصلہ ایوان کی میز پر رکھ دئے گئے ہیں ۔

میٹرک کے طلباء کو وظیفہ کی عطائیگی

*6321 ۔ مرزا فضل حق ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ چند سال چلے میٹرک کے طلباء کو 670 نمبر حاصل کرنے پر وظیفہ مل جایا کرتا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ اب 700 نمبر حاصل کر لینے والے طلباء کو بھی وظیفہ نہیں ملتا جب کہ کل نمبر 900 ہوتے ہیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت دوبارہ 670 نمبر حاصل کرنے والے طلباء کو بھی وظیفہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔ لیکن ہر سال میرٹ کی بنیاد پر وظیفہ مختلف نمبروں پر ختم ہوتا ہے ۔

(ب) جی نہیں ۔ امسال (1973ء کے نتائج پر) وظیفہ درج ذیل نمبروں تک ملا ہے ۔

	لاہور بورڈ		ملتان بورڈ		سرگودھا بورڈ	
	طلباء	طالبات	طلباء	طالبات	طلباء	طالبات
شہری	716	700	711	656	696	654
دیہاتی	—	—	—	—	680	638

ان وظائف میں دیہاتی طلباء کا کوٹہ ابھی تقسیم نہیں ہوا ۔ ابھی تک تمام شہری طلباء کے مکمل کوائف بھی نہیں آئے ۔ تعطیلات ختم ہونے کے بعد جب دوبارہ ادارے کھلیں گے تو دیہاتی وظائف بھی تقسیم کر دئے جائیں گے اور میرٹ مزید نیچے آ جانے کی توقع ہے ۔

(ج) یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا لیکن امید ہے کہ امسال اور آئندہ میرٹ کافی نیچے آ جائے گا ۔ کیونکہ فی سکیم کے تحت وظائف کے لئے زائد رقم مختص کی گئی ہے اور وظائف کی تعداد بڑھا دی گئی ہے ۔

فنی تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لینا

*6361 ۔ مرزا فضل حق : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے اکتوبر 1972ء میں تمام تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لے لیا تھا لیکن فنی تعلیمی اداروں کو دو سال گزر جانے کے بعد بھی قومی تحویل میں نہیں لیا گیا ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ فنی

اداروں کو قومی تحویل میں نہ لینے کی کیا وجوہات ہیں

اور کیا حکومت ان کو بھی قومی تحویل میں لینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) حکومت نے تمام تعلیمی ادارے قومی تحویل میں نہیں لئے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ فنی تعلیم کا کوئی ادارے قومی تحویل میں نہیں لیا گیا۔

(ب) فنی تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لینے کا مسئلہ حکومت کے زیر غور ہے اس سلسلہ میں مرکزی حکومت سے بھی رابطہ قائم ہے۔

سائنس ڈگری کالج گجرات میں لیکچراروں کی خالی آسامیاں

*6716۔ چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سائنس ڈگری کالج گجرات میں پولیٹیکل سائنس۔ تاریخ اور اسلامیات کے لیکچراروں کی آسامیاں 7 ماہ سے زائد عرصہ سے خالی پڑی ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ آسامیوں کو اب تک پر نہ کرنے کی وجہ کیا ہے اور مذکورہ آسامیاں کب تک پر کی جائیں گی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی نہیں۔

(ب) جس وقت گورنمنٹ نے کالج ہذا کو اپنی تحویل میں لیا تھا یہ مضامین اس کالج میں نہیں پڑھائے جاتے تھے۔ اس لئے پولیٹیکل سائنس۔ تاریخ اور اسلامیات کے لیکچراروں کی خالی جگہوں کو پر کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے [illegible]

ضلع سیالکوٹ میں پی - ٹی - سی اساتذہ کی خالی آسامیاں

*6769 - چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) اس وقت ضلع سیالکوٹ میں پی-ٹی-سی اساتذہ کی کتنی آسامیاں خالی ہیں اور ان میں سے تحصیل ڈسکہ میں پی-ٹی-سی - اساتذہ کی تعداد کیا ہے -

(ب) حکومت مذکورہ آسامیوں کو کب تک پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور ان کو اب تک پر نہ کرنے کی کیا وجوہ ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) اس وقت ضلع سیالکوٹ میں پی-ٹی-سی کی کوئی آسامی خالی نہیں ہے - تحصیل ڈسکہ میں بھی تمام آسامیاں پر ہو چکی ہیں -

(ب) چونکہ ضلع سیالکوٹ میں تمام آسامیاں پر ہو چکی ہیں اس لئے اس کا اب سوال پیدا نہیں ہوتا -

غیر نصابی کتب کی خرید و فروخت

*6957 - چوہدری منظور احمد : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں پیشتر ناشرین مبینہ طور پر غیر نصابی کتب طبع کر کے غیر قانونی کاروبار میں مصروف ہیں -

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایسی کتب پر "پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ" پنجاب ٹیکسٹ بک کارپوریشن اور محکمہ تعلیم یا بورڈ کے سلیبس کے مطابق وغیرہ جیسے الفاظ چھاپ کر طلباء اور ان کے والدین کو گمراہ کر رہے ہیں -

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایسے ناشرین کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر مجاز (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی نہیں ۔ یہ درست نہیں کہ صوبہ میں بیشتر ناشرین ایسا کام کرتے ہیں البتہ بعض ناشرین صوبہ میں غیر نصابی کتب طبع کرتے ہیں ۔

(ب) جی ہاں ۔ یہ درست ہے کہ ناشرین ایسی کتابیں طبع کرتے وقت "پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے سلیبس کے مطابق" یا "پنجاب ٹیکسٹ بک کارپوریشن یا محکمہ تعلیمی کے سلیبس کے مطابق" جیسے الفاظ کتب کے سرورق پر درج کرتے ہیں تا کہ وہ عوام اور طلباء کو گمراہ کر سکیں ۔

(ج) محکمہ تعلیم گورنمنٹ پنجاب نے سرکار نمبر ایس ۔ او ۔ (ایس اینڈ پی) ۔ 3/10-74 مورخہ 26 ۔ جولائی 1974ء کو ناظم تعلیمات پنجاب کو یہ ہدایات جاری کی تھیں کہ ضلعی تعلیمی آفیسر صاحبان اور پرائمری ۔ مڈل اور ثانوی مدارس کے ہیڈ ماسٹر صاحبان کو ہدایات جاری کریں کہ کوئی ایسی کتاب جو پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی طبع کردہ نہ ہو اپنے طلباء کو خریدنے پر مجبور نہ کریں ۔ مزید برآں پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے محکمہ تعلیم کی وساطت سے ایک معائنہ ٹیم تشکیل دی ہے جو مختلف شہروں اور قصبوں کے مدارس میں اچانک معائنہ کرتی ہے ۔ اور جس اساتذہ یا محکمہ تعلیم کے افسروں نے ایسی کتب جو پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی منظور شدہ نہ ہوں رائج کرنے کے احکام جاری کئے ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی جاتی ہے ۔ اس ضمن میں یہ کہنا ضروری ہے کہ محکمہ تعلیم نے مختلف اخباروں کے ذریعہ اساتذہ اور ضلعی افسران کو تنبیہ جاری کر رکھی ہے کہ وہ طلباء کو غیر منظور شدہ کتابیں خریدنے پر مجبور نہ کریں ۔

ایسی کتب طبع کرنے کا کاروبار عرصہ دراز سے چلا آتا ہے غیر منظور شدہ کتب طبع کرنے کے متعلق جاری کردہ آرڈیننس کے تحت پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ اور محکمہ تعلیم نے تادیبی کارروائی کر کے کافی حد تک جعلی اور غیر منظور شدہ کتابیں طبع کرنے والے عناصر پر قابو پا لیا ہے اور جب کبھی بھی اس قسم کا معاملہ ٹیکسٹ بک بورڈ کے نوٹس میں آتا ہے تو فوری طور پر چھاپہ مار کر قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

گرلز ہائی سکول جوکالیاں میں ہائی کلاسز کا اجراء

*6989۔ چوہدری منظور احمد : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) جوکالیاں (ضلع گجرات) گرلز ہائی سکول میں ہائی کلاسز کب سے شروع ہوئیں اور کلاسز شروع ہونے کے بعد سے یکم دسمبر 1974ء تک کے درمیانی عرصہ میں کتنی ہیڈ معلمات کو مذکورہ سکول میں تعینات کیا گیا نیز ان میں سے کتنی حاضر ہوئیں۔

(ب) کیا مذکورہ سکول میں یکم دسمبر 1974ء تک کسی سائنس ٹیچر کو تعینات کیا گیا۔ اگر نہیں تو کیوں۔

(ج) کیا مذکورہ سکول کے لئے جتنا عملہ درکار ہے وہ پورا ہے، اگر نہیں تو یہ عملہ کب تک پورا ہو جائے گا؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالحالق) : (الف) گورنمنٹ ہائی سکول جوکالیاں ضلع گجرات میں ہائی کلاسز کا اجراء یکم مئی 1974ء سے ہوا۔ اور مسز غلام فاطمہ ملک نے بطور ہیڈ مسٹریس 6 مئی 1974ء کو چارج سنبھالا اور انہوں نے اگست 1974ء تک کام کیا۔ پھر مسز اے نذیر ہیڈ مسٹریس گورنمنٹ ہائی سکول راولپنڈی

کو تبدیل کر کے ان کی جگہ اکلیا گیا لیکن اس کی تبدیلی کے احکام دسمبر 1974ء میں منسوخ کر دیئے گئے مسز جلیل کو ہیڈ مسٹریس لگا دیا گیا ۔

(ب) سائنس ٹیچر کی کوئی علیحدہ آسامی نہیں ہوتی جہاں سائنس کی کلاسز ہوتی ہیں ۔ وہاں موجودہ آسامیوں میں سے ایک بی ایس سی ، بی ایڈ کی تقرری کر دی جاتی ہے ۔ سکول مذکورہ میں سائنس ٹیچر مسماۃ سعیدہ اختر کی تقرری مارچ 1975ء سے عمل میں لائی گئی ہے ۔

(ج) اس وقت پورا عملہ موجود ہے ۔ اگر مزید عملے کی ضرورت ہوئی تو اس کی منظوری کے لئے مناسب کارروائی کی جائے گی ۔

فیاض ملک طالب علم کو وظیفہ کی عطائیگی

*7086 ۔ ملک محمد اعظم : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 1972ء میں فیاض ملک ولد ملک عبدالغفور کا سیکنڈری بورڈ آف ایجوکیشن سرگودھا کے ایف ایس سی کے امتحان میں وظیفہ منظور ہوا تھا جو کہ آج تک اسے ادا نہیں کیا گیا ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ طالب علم کو وظیفہ کی ادائیگی کب تک کی جائے گی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔ لیکن وظیفے کی رقم فیاض ملک کو ادا کر دی گئی ہے ۔

(ب) جواب جزو (الف) بالا کی بناء پر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے ۔

گورنمنٹ کالج جوہر آباد کی عمارت کی تعمیر

*7087 ۔ ملک محمد اعظم : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) گورنمنٹ گرلز کالج جوہر آباد میں طالبات اور اساتذہ کی علیحدہ علیحدہ تعداد کیا ہے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ کالج کی عمارت کرایہ پر حاصل کی ہوئی ہے جو طالبات کے لئے ناکافی ہے ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ کالج کی طالبات کی ضرورت کے مطابق کوئی عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) اساتذہ اور طالبات کی تعداد بالترتیب 12 اور 59 ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔ لیکن موجودہ تعداد کے پیش نظر کافی ہے ۔

(ج) اس کالج کے لئے ایک عمارت مہیا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ اور اس مقصد کے لئے سالانہ ترقیاتی پروگرام 1976-77 میں مبلغ چودہ لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے ۔

پرائمری سکول کو مڈل سکول کا درجہ دینا

*7304 ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پرائمری سکول نمبر 1 جلالپور پیروالہ ضلع ملتان میں طلباء اور اساتذہ کی تعداد بالترتیب 1600 اور 16 ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول طلباء اور اساتذہ کی

تعداد کے لحاظ سے ڈویژن بھر کے تمام پرائمری سکولوں سے امتیازی درجہ کا حامل ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول کو ابھی تک مڈل کا درجہ نہیں دیا گیا ۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کو مڈل سکول کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) اساتذہ کی تعداد درست ہے مگر طلباء کی تعداد 511 ہے ۔

(ب) جی نہیں !

(ج) جی ہاں ، یہ درست ہے ۔

(د) مذکورہ سکول کا مسئلہ ضلعی تعلیمی کونسل ملتان کے سامنے پیش کیا جائے گا ۔ اور کونسل کی سفارش پر استحقاق کی بنیاد پر غور کیا جائے گا ۔

سکولوں کی عمارت کی تعمیر میں تاخیر

*7322 ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول طلباء و طالبات جلالپور پیروالہ ضلع ملتان کی عمارت کی تعمیر کے لئے بالترتیب تین ہزار اور ایک سو تیرہ اور دو لاکھ انتالیس ہزار تین سو چوالیس روپے منظور کئے گئے تھے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکولوں کی عمارت کی تعمیر کے لئے ایگزیکٹو انجینئر سنٹرل پراجیکٹ ڈویژن ملتان نے بذریعہ چٹھی نمبر سی-سی ڈی/ای ای ٹینڈر بھی طلب کر لئے تھے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکولوں کی عمارت کی تعمیر کا کام ابھی تک شروع نہیں کیا گیا ۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکولوں کی عمارت کی تعمیر امسال مکمل کرانے کے لئے ضروری اقدامات کریں گی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) درست ہے ۔

(ب) درست ہے ۔

(ج) درست نہیں ہے ۔

(د) دونوں سکولوں کی عمارت کا کام شروع ہے اور امید واثق ہے کہ مالی سال 76-1975ء میں کام مکمل ہو جائے گا ۔

وحدت کالونی لاہور میں سکولوں کی تعداد

*7422 ۔ چوہدری لال خان ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ وحدت کالونی لاہور میں کل کتنے ہائی سکول ہیں اور ان میں اساتذہ کی تعداد کیا ہے نیز ہر کلاس میں کتنے کتنے طلباء تعلیم حاصل کرتے ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : وحدت کالونی لاہور میں مندرجہ ذیل دو پائلٹ ہائی سیکنڈری سکول برائے طلبا وطالبات ہیں ۔ ان میں موجودہ تعداد اساتذہ و طلباء درج ذیل ہے :-

۱ گورنمنٹ پائلٹ سیکنڈری سکول برائے طلباء

تعداد اساتذہ 59

تعداد طلباء جماعت وار

دہم	436
نہم	477

ہشتم	430
ہفتم	473
ششم	524
کل تعداد	2340

۶ - گورنمنٹ پائلٹ سیکنڈری سکول برائے طالبات

تعداد استانیاں 51

تعداد طالبات جماعت وار

دہم	232
نہم	344
ہشتم	278
ہفتم	308
ششم	354
کل تعداد	1516

پیران غائب ملتان میں سکول کا اجراء

*7794 - چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ملتان کے پیران غائب بجلی گھر کی انتظامیہ نے محکمہ تعلیم کو سکول کی عمارت تعمیر کرنے کے لئے 4 ایکڑ اراضی دی تھی - جس پر محکمہ تعلیم نے 1973ء میں کثیر رقم سے ایک عالیشان عمارت تعمیر کی تھی -

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ عمارت میں ابھی تک سکول نہیں کھولا گیا جس کی وجہ سے وہاں کے رہنے والے لوگ اپنے بچوں کی تعلیم کے سلسلے میں سخت پریشان ہیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سال 76-1975ء میں مذکورہ عمارت میں سکول جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔ سکول کی عمارت کی تعمیر کا کام 73-1972ء میں شروع کیا گیا تھا اور اب مکمل ہو چکا ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) حکومت 77-1976ء کے دوران اس عمارت میں ہائی سکول کا اجراء کر دے گی ۔

شجاع آباد میں کالج کی عمارت کی تعمیر کے لئے رقم کی تخصیص

*7893 ۔ چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شجاع آباد ضلع ملتان میں کالج کی تعمیر کے لئے سال 75-1974ء کے بجٹ میں 5 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی لیکن محکمہ کی لاپرواہی کی وجہ سے تعمیر کا کام شروع نہ ہو سکا اور یہ رقم ضائع ہو گئی ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سال 76-1975ء کے بجٹ میں بھی مذکورہ کالج کی تعمیر کے لئے رقم مختص کی گئی ہے لیکن ابھی تک مذکورہ رقم صرف نہیں ہوئی اور اس کے ضائع ہونے کا امکان ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ رقم کب تک صرف کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی نہیں - چار لاکھ روپے کی رقم چھ کالجوں کی عمارات کی تعمیر کے لئے مختص کی گئی جن میں گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج شجاع آباد بھی شامل تھی - ان چھ کالجوں کے ترقیاتی منصوبہ بندی کی تفصیلات طے کرنے کے لئے وقت درکار تھا اس لئے اس کالج کو ستمبر 1974ء سے شروع ہونے والے تعلیمی سال سے جاری کیا - ضروری سٹاف سامان اور ماسوائے نئی عمارت کے تمام ضروریات مہیا کردی گئی تھیں تدریسی کام بدستور جاری ہے اور بجٹ میں متذکرہ رقم ضائع نہیں ہوئی بلکہ دوسری اہم تعلیمی ضروریات کی کفالت کے لئے استعمال کی گئی -

شجاع آباد اور دوسرے نئے کالج جنہیں 75-1974ء اور 76-1975ء میں جاری کیا گیا ہے ان کے ترقیاتی اخراجات پانچویں پنج سالہ منصوبے میں شامل کئے جا رہے ہیں - کیونکہ موجودہ ذرائع سے ان تمام کالجوں کو نئی عمارت مہیا کرنا ممکن نہیں ہے - 76-1975ء میں مختص شدہ رقم ضمنی بجٹ 76-1975ء میں نہیں رکھی گئی ہے اور اس طرح تعمیر عمارات کے لئے اس سال کے بجٹ میں کوئی رقم نہیں ہے آئیندہ پنجسالہ منصوبے میں اس کالج کی عمارت کو شامل کیا جائے گا -

(ج) معروضات کے پیش نظر سوال پیدا نہیں ہوتا -

چاہ بوہڑوالہ ہائی سکول کی ہیڈ معلمہ کے خلاف کارروائی

*8065 - مسز حسینہ بیگم کھوکھر : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) ملتان ڈویژن میں کتنے پراونشلائزڈ ہائی سکولوں میں ہیڈ

ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس لیشنل پے سکیل نمبر 14 لے رہے ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جنت خاتون ہیڈ معلمہ پراونشلائزڈ ہائی سکول چاہ بوہڑ والہ ضلع ملتان نے غیر قانونی طریقہ سے اپنی سروس کنفرمڈ کروا کر سکیل نمبر 18 حاصل کر لیا ہے اور گیارہ ہزار آٹھ سو روپے بقایا تنخواہ بھی وصول کر لی ہے ۔

(ج) 18 گریڈ کا سکیل لینے کے لئے کیا تعلیمی قابلیت اور کتنے عرصہ کی ملازمت کی ضرورت ہوتی ہے ۔

(د) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ہیڈ معلمہ مذکور کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : ہائی سکول چاہ بوہڑ والا حال ہی میں پراونشلائزڈ ہوا ہے ۔ ہیڈ معلمہ کے بارے میں سارا ریکارڈ محکمہ لوکل گورنمنٹ اینڈ سوشل ویلفیر ڈیپارٹمنٹ کی مدد سے اکٹھا کیا جا رہا ہے ۔

چاہ بوہڑوالہ ہائی سکول کی ہیڈ معلمہ کی تعلیمی قابلیت

*8066 ۔ مسز حسینہ بیگم کھوکھر ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) جنت خاتون ہیڈ معلمہ پراونشلائزڈ ہائی سکول چاہ بوہڑوالہ ضلع ملتان کی تاریخ تقرری کیا ہے اور تقرری کے وقت اس کی تعلیمی قابلیت کیا تھی ۔ اس نے کتنے سال بطور مستقل ہیڈ مسٹریس اپنے فرائض سرانجام دیئے ۔

(ب) مذکورہ ہیڈ معلمہ نے بی ایڈ کا امتحان کب پاس کیا اور سکیل نمبر 18 کب حاصل کیا ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق): ہائی سکول چاہ بوھڑوالہ حال ہی میں پراونشلائزڈ ہوا ہے ہیڈ معلمہ کے بارے میں سارا ریکارڈ محکمہ لوکل گورنمنٹ اینڈ سوشل ویلفیر ڈیپارٹمنٹ کی مدد سے اکٹھا کیا جا رہا ہے ۔

ضلع سیالکوٹ کے سکولوں میں ہیڈ ماسٹروں و ہیڈ مسٹریسوں کی خالی آسامیاں

*8227 ۔ صوفی نذر محمد : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کتنے ہائی ۔ مڈل اور پرائمری سکول ہیں اور ان میں لڑکوں اور لڑکیوں کی تعداد کیا ہے ۔ تفصیل تحصیل وار علیحدہ علیحدہ بتائی جائے۔

(ب) مندرجہ بالا سکولوں میں ٹیچروں کی تعداد کیا ہے اور کس کس سکول میں ہیڈ ماسٹر یا ہیڈ مسٹریس متعین نہیں اور کتنے عرصہ سے ۔ نیز یہ خالی آسامیاں کب تک پر کی جائیں گی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) ۔

نام تحصیل	لڑکوں اور لڑکیوں کے سکولوں کی تعداد					
	ہائی		مڈل		پرائمری	
	زنانہ	مردانہ	زنانہ	مردانہ	زنانہ	مردانہ
(1) سیالکوٹ	12	22	29	21	169	193
(2) ڈسکہ	4	14	19	32	144	198
(3) پسرور	4	14	11	22	137	169
(4) نارووال	4	14	11	24	136	165
(5) شکر گڑھ	4	16	9	23	164	183
کل میزان	28	80	79	122	750	908

تعداد طلباء و طالبات

	ہائی		مڈل		پرائمری	
	زنانہ	مردانہ	زنانہ	مردانہ	زنانہ	مردانہ
(1) تحصیل سیالکوٹ	10721	29230	6694	5742	23749	21066
(2) ڈسکہ	3407	13540	5073	10858	13762	21540
(3) پسرور	1824	10025	2202	4923	12791	15214
(4) نارووال	1579	10845	1765	6704	10433	14717
(5) شکر گڑھ	3132	11130	2023	8828	12440	22448
(ب)	اساتذہ کی تعداد					
(1) سیالکوٹ	104	1234	170	216	388	444
(2) ڈسکہ	45	212	159	367	366	503
(3) پسرور	43	217	120	200	327	396
(4) نارووال	37	208	99	251	211	404
(5) شکر گڑھ	29	253	105	279	374	509

ضلع سیالکوٹ کے تمام سکولوں میں ہیڈ ماسٹر ہیڈ مسٹریس متعین ہیں اور اب کوئی آسامی خالی نہیں ۔

تحصیل پھالیہ کے مڈل سکولوں کو ہائی سکولوں کا درجہ دینا

*8250 (الف) ۔ چوہدری لال خان : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ سال 67-1975ء کے دوران حکومت پنجاب نے ضلع گجرات کے کتنے مڈل سکولوں کو ہائی سکولوں کا درجہ دیا اور مذکورہ سکولوں میں سے تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے کتنے سکول ہیں نیز مذکورہ سکول کون کون سی جگہ پر واقع ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : حکومت پنجاب نے 1975-76ء کے دوران ضلع گجرات میں دو سکولوں کو ہائی کا درجہ دیا ہے جن کے نام گورنمنٹ مڈل سکول گوجہ اور گورنمنٹ گرلز مڈل سکول قادر آباد ہیں۔ ان میں سے ایک گورنمنٹ گرلز مڈل سکول قادر آباد، تحصیل پھالیہ میں واقع ہے۔

گورنمنٹ مڈل سکول پوران گجرات کے لئے گرانٹ کی بحالی

*8312۔ راجہ محمد افضل خان : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے گورنمنٹ مڈل سکول پوران تحصیل کھاریاں ضلع گجرات کے لئے 85000 روپیہ کی گرانٹ منظور کی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اب بجائے مذکورہ سکول پر خرچ کرنے کے یہ گرانٹ تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے کسی اور سکول کو دی جا رہی ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کی گرانٹ بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : گورنمنٹ مڈل سکول پوران کو 1973-74ء میں مڈل کا درجہ دیا گیا تھا لیکن بالملک کے لئے حکومت نے کوئی گرانٹ منظور نہیں کی تھی۔

(ب) یہ درست نہیں۔

(ج) ترقیاتی فنڈز 1976-77ء میں گجرات ضلع کے 4 پرائمری سکولوں کو جن کا درجہ مڈل کیا گیا تھا ان کے دو کمرے بنوانے کا پروگرام ہے۔ اس سکول کی ضروریات کو منجملہ دیگر سکولوں ضروریات کو ایک ساتھ دیکھ کر فیصلہ کیا جائے گا۔

نوشہرہ سرگودھا میں انٹرمیڈیٹ کالج کا قیام

*8314 ۔ ملک محمد اکرم اعوان : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا وزیر موصوف اس امر سے آگاہ ہیں کہ مورخہ 18-3-75 کو سرگودھا سٹیڈیم میں ایک جلسہ عام کو خطاب کرتے ہوئے وزیر اعظم پاکستان نے اعلان کیا تھا کہ نوشہرہ ضلع سرگودھا میں بھی انٹرمیڈیٹ کالج کھولا جائے گا ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو نوشہرہ ضلع سرگودھا میں کالج کھولنے کے سلسلہ میں اب تک کیا اقدامات کئے گئے ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) مالی وسائل کی کمی کے پیش نظر نوشہرہ ضلع سرگودھا میں دوران سال 76-1975ء انٹر کالج قائم نہیں کیا جا سکا ۔ سال 77-1976ء کے دوران مذکورہ مقام پر انٹر کالج کھولنے کے سلسلے میں غور کیا جا رہا ہے ۔

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول موضع کفری کی عمارت کی مرمت

*8315 ۔ ملک محمد اکرم اعوان : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول موضع کفری تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا ایک متروکہ اور بوسیدہ عمارت میں کھولا گیا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ عمارت سکول کی ضروریات کے لئے ناکافی ہے اور اس کی مرمت بھی پچھلے پانچ سال کے دوران نہیں کرائی گئی ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس مرمت کے سلسلہ میں کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : یہ درست ہے ۔ ابتدائی طور پر دہرم سالہ کے دو کمروں میں سکول کا اجرا کیا گیا تھا جس میں تین کمرے بڑھائے گئے تھے ۔

(ب) جی ہاں درست ہے ۔ اس عمارت کی مرمت صرف Evacuee Trust Board کر سکتا ہے ۔ جس کی نسبت سال 77-1976 میں مناسب کارروائی کے لئے تحریک کی جائے گی ۔

سرگودھا شہر میں پرائمری یا مڈل سکولوں کا درجہ بڑھانا

*8384 ۔ **چوہدری ممتاز احمد کاہلوں** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا سرگودہا شہر میں 76-1975ء یا 77-1976ء میں کسی پرائمری یا مڈل سکول کا درجہ بڑھایا گیا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس کا نام بتایا جائے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : 75-1974ء اور 76-1975ء میں سرگودہا شہر میں کسی پرائمری یا مڈل سکول کا درجہ نہیں بڑھایا گیا ۔

پرائمری گرلز سکول استقلال آباد کو مڈل سکول کا درجہ دینا

*8384 (الف) ۔ **چوہدری ممتاز احمد کاہلوں** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اہالیان استقلال آباد کالونی شہر سرگودھا کے ایک وفد نے ملک اللہ یار کی زیر قیادت مارچ 1976ء میں وزیر موصوف کے دورہ سرگودہا کے دوران ان سے ملاقات کر کے پرائمری گرلز سکول استقلال آباد کو مڈل سکول درجہ دینے

کی استدعا کی تھی اور انہوں نے مذکورہ وفد کی ضروریات کو جائز سمجھتے ہوئے ہمدردی سے غور کرنے کا وعدہ کر کے درخواست وصول کی تھی

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ درخواست پر اب تک کیا کارروائی کی گئی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) یہ درست ہے کہ اہالیان استقلال آباد کالونی شہر سرگودھا نے پرائمری گرلز سکول استقلال آباد کالونی کو مڈل کا درجہ دینے کی سفارش کی تھی اور اس پر غور کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا ۔

(ب) مذکورہ بالا گرلز سکول میونسپل کمیٹی سرگودھا کی زیر نگرانی چل رہا ہے ۔ اس لئے اس سکول کا درجہ بڑھانا میونسپل کمیٹی سرگودھا کی ذمہداری ہے ۔

ایچیسن کالج لاہور میں سائنس کی تعلیم کا اجراء

*8429 ۔ سردار ہد عاشق : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایچیسن کالج لاہور میں طلباء کو سائنس کی تعلیم نہیں دی جاتی ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت وہاں سائنس کی تعلیم کے اجراء کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) یہ بات مبنی بر حقیقت نہیں ۔

(ب) مندرجہ بالا جواب کی روشنی میں اس وضاحت کی ضرورت نہیں ۔

قصبہ شیر گڑھ میں سکولوں کی عمارات کی مرمت

*8454 (الف) ۔ سید کاظم علی شاہ کرمانی : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل اوکاڑہ میں چک نمبر 2/32 ایل اور تحصیل دیپالپور کے قصبہ شیر گڑھ میں جو ہائی سکول چل رہے ہیں ان کی عمارات نہایت بوسیدہ ہو چکی ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکولوں کی عمارات کی مرمت کرانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں درست ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔ سال 77-1976ء میں ان سکولوں کی عمارات کی مرمت کی نسبت مناسب کارروائی کی جائے گی ۔

قصبہ شیر گڑھ میں سکولوں کے عملے کے لئے رہائشی سہولتیں

*8454 (ب) ۔ سید کاظم علی شاہ کرمانی : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل اوکاڑہ میں چک نمبر 2/32 ۔ ایل اور تحصیل دیپالپور کے قصبہ شیر گڑھ میں واقع ہائی سکولوں کے عملے کی رہائش کے لئے کوئی انتظامات نہیں ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا سکولوں کے عملے کے لئے رہائشی سہولتیں فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔ سرکاری طور پر سکولوں کے عملے کے لئے رہائشی سہولتیں ہر جگہ میسر نہیں اور مذکورہ سکولوں میں رہائشی سہولتیں موجود نہیں ۔

(ب) سر دست کوئی ایسا منصوبہ زیر عمل نہیں ہے۔ وسائل میسر آنے پر ایسا کیا جا سکتا ہے۔ جس کے لئے وقت کا تعین کرنا محال ہے۔

سکولوں اور کالجوں میں اساتذہ اور لیکچرارز کی نئی بھرتی پر پابندی

*8462۔ چوہدری عبدالعزیز ڈوگر۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے صوبہ میں واقع سکولوں اور کالجوں میں اساتذہ اور لیکچرارز کی نئی بھرتی پر پابندی عائد کر دی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکولوں اور کالجوں میں اساتذہ اور لیکچرارز کی بیشتر آسامیاں خالی ہیں۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات ہے تو کیا حکومت طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر مذکورہ پابندی اٹھا کر خالی آسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک۔ اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق): (الف) جی نہیں۔

(ب) جی نہیں۔ البتہ کچھ آسامیاں خالی ہیں۔

(ج) خالی آسامیاں جلد از جلد پر کرنے کے لئے پوری کوشش کی جا رہی ہے امید ہے کہ موسم گرما کی تعطیلات ختم ہونے کے فوراً بعد تقریباً سب آسامیاں پر ہو جائیں گی۔

گورنمنٹ کالج بورےوالہ میں لیکچرارز کی خالی آسامیاں

*8463۔ چوہدری عبدالعزیز ڈوگر: کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج بورےوالہ ضلع ملتان

میں کافی عرصہ سے متعدد لیکچرارز کی آسامیاں خالی ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متعلقہ کالج کی طرف سے کئی بار خالی آسامیوں کو پر کرنے کا مطالبہ کیا جا چکا ہے لیکن ابھی تک اس پر عمل درآمد نہیں کیا گیا ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ کالج میں لیکچرارز کی خالی آسامیوں کو پر کرنے میں تاخیر کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) یہ درست نہیں ہے ۔ صرف تین لیکچراروں کی آسامیاں خالی ہیں ۔

(ب) یہ درست نہیں ہے ۔

(ج) کوئی تاخیر نہیں ہے ۔ تاہم بقایا آسامیاں موسم گرما کی تعطیلات کے بعد پر کر دی جاویں گی ۔

ضلع ملتان میں واقع سکولوں میں ہینڈ پمپوں کے لئے رقوم کی تخصیص

*8474 ۔ میاں خورشید انور : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے کچھ عرصہ پہلے ضلع ملتان کے 285 سکولوں میں ہینڈ پمپ لگانے کے لئے 144500 روپے کی رقم مختص کی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سکولوں میں ابھی تک ہینڈ پمپ نہیں لگائے گئے اور یہ رقم خود بردکر لی گئی ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا

حکومت اس بارے میں تحقیقات کر کے بد عنوان اہلکاران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں (اصل رقم مبلغ 142500 روپے ہے) ۔

(ب) جی نہیں ۔

(ج) جملہ رقم کے تلکے سکولوں میں لگا دئے گئے ہیں اور موقع پر تمام تلکے موجود ہیں ۔ اس لئے یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا ۔

تحصیل سمندری میں انٹر میڈیٹ گرلز کالج کا قیام

*8493 ۔ چوہدری علی محمد خادم : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1975ء میں حکومت نے تحصیل سمندری ضلع لائل پور میں انٹر میڈیٹ گرلز کالج جاری کرنے کا اعلان کیا تھا ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اب تک اس پر عمل درآمد نہ ہونے کی وجوہ کیا ہیں اور مذکورہ تحصیل میں کب تک کالج قائم کر دیا جائے گا ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی نہیں ۔ صرف یہ اعلان ہوا تھا کہ سمندری میں گرلز انٹر میڈیٹ کالج کھولنے کا جائزہ لیا جائے ۔

(ب) مالی وسائل کی کمی کے پیش نظر سمندری میں دوران سال 1975-76 گرلز کالج قائم نہیں کیا جا سکا ۔ اگلے مالی سال کے دوران وہاں گرلز کالج کھولنے کے بارے میں استحقاق کی بنیاد پر غور کیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب ! ایک تحریک استحقاق نمبر 12 ہے جس کا ابھی میں نے فیصلہ نہیں کیا کہ آیا اسے پیش ہونا چاہیے یا نہیں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ میں نے آج صبح ٹیلیفون پر پتا کیا ہے اور مجھے پوری معلومات حاصل نہیں ہو سکیں ۔ میں بہت شکر گزار ہوں گا اگر آپ اسے ملتوی فرما دیں تاکہ اس کے متعلق میں اور معلومات حاصل کر سکوں ۔

مسٹر سپیکر : میاں منظور احمد موہل صاحب ! آپ نے مجھے لکھ کر بھیجا ہے ۔ اصل میں آپ اعتراض کر کے چلے گئے تھے ۔ اس کا فیصلہ ہو چکا ہے اور باقاعدہ سائیکلوسٹائل ہو کر ایوان کے ممبران میں تقسیم ہو چکا ہے ۔

میاں منظور احمد موہل : مہربانی جناب ۔

مجلس حسابات عامہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

ملک شاہ محمد حسن ۔ جناب والا ! میں حسابات حکومت پنجاب بابت 1971-72ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : حسابات حکومت پنجاب بابت 1971-72ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی رپورٹ حصہ اول پیش کر دی گئی ہے ۔

پنجاب کا میزانیہ بابت سال 1976-77ء

(مطالبات زیر بحث اور رائے شماری)

مسٹر سپیکر : اب اخراجات برائے 1976-77ء پر بحث اور مطالبات زیر رائے شماری ہوتی ہے ۔ آپ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ مطالبات زر نمبر 11 ، 16 23 اور 39 پر تفصیل سے بحث ہوگی ۔

وزیر خزانہ ۔ جی جناب والا ۔

مسٹر سپیکر : مطالبہ زر نمبر 11 ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 9 کروڑ 82 لاکھ 96 ہزار 5 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد نظم ونسق عامہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ ایک رقم جو 9 کروڑ 82 لاکھ 96 ہزار 5 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد نظم و نسق عامہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : اس پر تخفیف زر کی تحریک نمبر ایک میرے پچھلے دنوں کے فیصلے کے مطابق اب پیش نہیں ہو سکتی ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : مگر باقی ہو سکتی ہیں ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! آپ درست فرماتے ہیں ۔ لیکن میں نے دیکھا ہے کہ ون یونٹ کے وقت رولز آف پروسیجر میں کٹ موشن کے متعلق بالکل یہی زبان تھی جیسا کہ موجودہ کٹ موشن کے سلسلہ میں ہے ۔ اور اس وقت بھی اس طرح کی کٹ موشن پر بحث ہوتی رہی ہے اور کسی سپیکر نے یہ نہیں فرمایا کہ اس پر بحث نہیں ہو سکتی ۔

مسٹر سپیکر : کسی نے اس وقت اعتراض نہیں کیا ہوگا ۔ میں بھی دو سال تک اس کو ٹالتا رہا ہوں ۔

چوہدری طالب حسین : میں نے اس لئے کہا ہے کہ یہ چیز unprcedented ہے اس پر آپ نظر ثانی فرمالیں۔ اس لئے کہ آج تک رولز میں کٹ موشنز کے بارہ اسی طرح کی زبان استعمال ہوتی تھی جو موجودہ رولز میں ہے اور اس پر بحث کی اجازت ملتی رہی ہے ۔ آپ کو علم ہے کہ اس پر بحث ہوسکتی ہے اور آپ نے پچھلی دفعہ سپلیمنٹری بجٹ پر ہمیں بحث کی اجازت بھی دی تھی گو کچھ وقت کے بعد آپ نے اسے رول آؤٹ کر دیا تھا ۔ لیکن ایسی رولنگ کا کوئی precedent نہیں ۔ ہمیں کوئی ایسی روایت قائم نہیں کرنی چاہیے جس کا precedent ہمیں چلے نہ ملتا ہو ۔

مسٹر سپیکر : جب یہاں پوائنٹ آف آرڈر raise کیا گیا تھا اس وقت میں نے تو سب دوستوں سے استدعا کی تھی کہ اس سلسلے میں میری امداد کریں ۔ لیکن کسی نے میری امداد نہیں کی ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! اس وقت نہ تو میں نے پچھلی اسمبلیوں کے رولز آف پروسیجر دیکھے ہوئے تھے اور نہ ہی چلے جو بحث پیش ہوتے رہے ہیں اور سپیکر اجازت دیتے رہے ہیں وہ دیکھے تھے ۔ اس لئے میں نے اس وقت یہ اعتراض نہ کیا تھا ۔ اب ، جب تک آپ ہمیں نوٹس نہ دیتے یا آپ خود اس پر فیصلہ کرنے کے لئے نہ کہتے اور اپنی رولنگ ریزرو نہ رکھتے ، تو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : میں نے تو دو تین دن کا ٹائم بھی دیا تھا ۔

چوہدری طالب حسین : نہیں ۔ جناب والا ۔ نے اسی روز اس کا فیصلہ کر دیا تھا ۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! یہ پوائنٹ آف آرڈر میں نے ضمنی بجٹ پر اٹھایا تھا ۔ اور آپ نے رولنگ دے دی ہے ۔ میں قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ بات نہیں کہ پچھلے رولز آف پروسیجر میں کون سی زبان استعمال کی گئی تھی ۔ یہ بات ہوتی ہے پوائنٹ آرڈر raise کرنے کی ۔ ہو سکتا ہے اس لکیر کی طرف کسی نے اس وقت فاضل سپیکر کی توجہ مبذول نہ کرائی ہو ۔ کیونکہ ہاؤس میں کسی مسئلے

پر توجہ مبذول کرائی جائے تو پھر سپیکر پر یہ فرض عاید ہوتا ہے کہ وہ اپنی considered opinion اس پر دیں ۔ کیونکہ اب اس پر وضاحت کے ساتھ رولنگ آچکی ہے میرا خیال ہے کہ اب اور کوئی بات نہیں کی جا سکتی ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ! یہ کٹ موشن میں نے اور مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب نے اس لیے دی ہے کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ کیونکہ ہم نے اس کے متوازی کٹ موشن دے رکھی ہے جس پر بحث ہوسکتی ہے ۔ میں نے تو صرف اس لئے یہ کہا ہے کہ ہمیں کوئی ایسا precedent قائم نہیں کرنا چاہیے ، ایسی رولنگ نہیں دینی چاہیے جس کا پہلے ذکر نہ ہو ۔ رہا سوال اس بات کا کہ پہلے یہ اعتراض نہیں اٹھایا گیا ہوگا ۔ تو میں اس بات کو تسلیم نہیں کرتا ۔ اس لئے کہ اگر آپ پچھلی اسمبلی کے اراکین پر نظر ڈالیں تو آپ کو نہایت ہی قابل وکیل ملیں گے ، لا منسٹر ملیں گے اور نہایت ہی زیرک اراکین گورنمنٹ اور اپوزیشن میں نظر آئیں گے جو اس نکتے کو پیش کرسکتے تھے ۔ لیکن اگر کسی نے اعتراض نہیں اٹھایا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ سمجھتے ہوں گے کہ اس سے کوئی فائدہ نہیں ۔ جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ کوئی ایسی رولنگ یہاں نہیں دینی چاہیے جس کا پہلے precedent موجود نہ ہو ۔ آپ خود یہاں فرماتے رہے ہیں کہ آپ ہمیشہ اپنے views پر نظر ثانی کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں ۔ اگر آپ نے کسی وقت کوئی رولنگ دی ہے تو آپ اس پر نظر ثانی کرلیں ۔ میں نے صرف اس لئے یہ گزارش کی ہے ۔ بصورت دیگر ہم نے متبادل کٹ موشن دے رکھی ہے ، ہمیں بحث کے سلسلے میں کوئی فرق نہیں پڑتا ۔

مسٹر سپیکر : اچھا ، آپ کے کہنے پر میں اسے دیکھوں گا اور اگر ضرورت ہوئی تو I will re-consider it. We start with No, 2 مخدوم زادہ ۔ سید حسن محمود ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔ راجہ منور احمد ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ 9 کروڑ 82 لاکھ 96 ہزار 5 سو روپے کی کل رقم

بسلسلہ مد 25 ۔ نظم و نسق عامہ میں تخفیف کر کے اسے ایک روپیہ کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : قبل اس کے کہ میں اس کو پڑھوں ، میں قائد حزب اختلاف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہر ایک تحریک کو علیحدہ علیحدہ لیا جانا پسند کریں گے یا مشترکہ طور پر ۔

چوہدری طالب حسین : مشترکہ طور پر لے لیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ 9 کروڑ 82 لاکھ 96 ہزار 5 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مد 25 ۔ نظم و نسق عامہ میں تخفیف کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : راجہ منور احمد فاضل رکن موجود نہ تھے ۔ چوہدری طالب حسین ، علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ سید تابش الوری ، جناب نذر حسین منصور ، فاضل رکن موجود نہ تھے ۔ جناب رؤف طاہر فاضل رکن موجود نہ تھے ۔ سید طاہر احمد شاہ فاضل رکن موجود نہ تھے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ 9 کروڑ 82 لاکھ 96 ہزار 5 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مد 25 ۔ نظم و نسق عامہ میں تخفیف کر کے اسے ایک روپیہ کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ 9 کروڑ 82 لاکھ 96 ہزار 5 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مد ۔ 25 نظم و نسق عامہ میں تخفیف کر کے اسے ایک روپے کر دیا جائے ۔

وزیر خزانہ : میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ چوہدری طالب حسین ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ، سید تابش الوری ۔ راجہ منور احمد ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب نذر حسین منصور ۔ جناب رؤف طاہر ۔ سید طاہر احمد شاہ

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ 9 کروڑ 82 لاکھ 96 ہزار 5 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مد 25 نظم و نسق عامہ میں بقدر 10 لاکھ روپے تخفیف کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ 9 کروڑ 82 لاکھ 96 ہزار 5 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مد ۔ 25 نظم و نسق عامہ میں بقدر 10 لاکھ روپے تخفیف دی جائے ۔

وزیر خزانہ : میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ چوہدری طالب حسین ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ سید تابش الوری ۔ راجہ منور احمد ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب نذر حسین منصور ۔ جناب رؤف طاہر ۔ سید طاہر احمد شاہ ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ 9 کروڑ 82 لاکھ 96 ہزار 5 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مد ۔ 25 نظم و نسق عامہ میں بقدر ایک سو روپے تخفیف کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ 9 کروڑ 82 لاکھ 96 ہزار 5 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مد 25 ۔ نظم و نسق عامہ میں بقدر ایک سو روپے تخفیف کر دی جائے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! نظم و نسق عامہ حکومت کا ایسا اہم ترین شعبہ ہے جسے نظام حکومت میں بنیادی اہمیت حاصل ہے ۔ انتظامیہ بنیادی طور پر قلب کی حیثیت رکھتی ہے جس کے بغیر پورے جسمانی نظام کو صحیح طور پر فعال اور موثر بناکر کام میں نہیں لایا جا سکتا ۔ اگر قلب متاثر ہو تو پوری جسمانی توانائی بری طرح سے متاثر ہو کر رہ جاتی ہے ۔ تمام جمہوری ممالک میں انتظامیہ ایک غیر جانب دار،ایماندار ، فعال اور اہم افراد پرمشتمل ہونی چاہئے اور ہوا کرتی ہے ۔ تمام جمہوری اور معزز ممالک میں حکومتیں کابینائیں اور برسراقتدار سیاسی جماعتیں حکمت عملی مرتب کرتی ہیں اور زندگی کے مختلف شعبوں میں رہنما اصول بناتی ہے ۔ انتظامیہ کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ ان پالیسیوں اور اصولوں کے مطابق مملکت کا نظم و نسق چلانے کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرے اور وہ اس سلسلے میں اپنی غیر جانبداری دیانتداری اور اخلاص عمل کا بھرپور مظاہرہ کرتی رہتی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف ممالک میں حکومتیں آتی جاتی اور پارٹیاں بدلتی رہتی ہیں ، لیکن انتظامی ڈھانچہ اپنی اساسی ذمہ داریوں اور غیر جانبداری کے ساتھ بدستور کام کرتا رہتا ہے اور حکومتوں کی تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ انتظامیہ میں بنیادی تبدیلیاں ظہور پذیر نہیں ہوتیں ۔ لیکن ہمارے ملک کی تاریخ اس اعتبار سے المناک رہی ہے کہ یہاں مختلف ادوار میں مختلف حکومتوں اور مختلف سیاسی جماعتوں نے اپنے سیاسی اور جماعتی مقاصد کے لئے انتظامیہ کو اپنا آلہ کار بنایا اور اسے اس طرح مفلوج اور بدعنوان کر دیا کہ وہ ان کی سیاسی اغراض کی تکمیل کے لئے تابع مہمل کی حیثیت سے کام کرنے پر مجبور کی جاتی رہی ہے ۔ ہمارا خیال تھا کہ مختلف تلخ تجربات کی روشنی میں موجودہ حکومت جو کہ انقلابی تبدیلیوں کے دعویٰ کے ساتھ برسر اقتدار آئی تھی ، اس سلسلے میں پرانی روایات سے ہٹ کر انتظامیہ کو وہ مقام دے گی جو ایک جمہوری پارلیمانی اور مہذب مملکت کا طرہ امتیاز ہوتا ہے ۔ لیکن ہمیں یہ دیکھ کر تعجب ہی نہیں ، انتہائی قلق ہوا ہے کہ موجودہ حکومت نے بھی انہی روایات کو اپنانے پر اصرار کیا جس کی وجہ سے ماضی کی

حکومتیں، نظام اور رسوائی کے اندھیرے غاروں کی طرف دھکیل دی گئیں۔ ان بری روایات کو اپنایا ہی نہیں گیا۔ بلکہ ایسی افسوسناک اور ناقابل رشک روایات اقدار رائج کی گئیں جن کے نتیجے میں ایک طرف ہماری انتظامی صلاحیتیں زنگ آلود ہو گئیں اور ہماری انتظامیہ جانبدار اور بے ضمیر ہوتی جا رہی ہے اور دوسری طرف لوگوں میں یہ تاثر عام ہو رہا ہے کہ انتظامیہ بے بس ہونے کی وجہ سے وہی کچھ کرنے پر مجبور ہے جس کے لئے اوپر سے اشارے اور کنائے کر دیئے جاتے ہیں۔ اس طرح عوام یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ دستور اور قانون کے تحت تہذیب اور انسانیت کے ناطے سے جو حقوق اور تحفظات فراہم ہونے چاہئیں تھے وہ ان سے بتدریج محروم ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ جناب والا۔ انتظامیہ کے افراد کی ریڑھ کی ہڈی توڑ دی گئی اور ان کے تحفظات کو بے جواز حد تک ختم کر دیا گیا۔ دباؤ دھونس، دہشت اور لاقانونیت کے ذریعے سے صوبائی سطح سے تحصیل کی سطح تک انتظامیہ کو مختلف سطح پر مرغ دست آموز بنا دیا گیا۔ جس سے نظم و نسق عامہ کی اجتماعی صورت حال کا نقشہ یکسر بدل کر رہ گیا ہے۔

جناب والا۔ نظم و نسق عامہ پر اخراجات کی بے پناہی میں تو برابر اضافہ ہوتا چلا گیا، اس کی وسعت پذیری محدود ہو گئی ہے۔ اس کے مقابلے میں اضافے کی تو کوئی حد ہی نہیں۔ لیکن اس کے برعکس اس کی کارکردگی اور فعالیت میں انتہائی کمی ہوتی چلی گئی ہے۔ آپ کو یہ سن کر حیرت ہو گی کہ موجودہ حکومت نے نظم و نسق پر اخراجات بڑھانے کے گزشتہ تمام ریکارڈ مات کر دیئے ہیں۔ میں پچھلی حکومتوں کے حوالے اس وقت نہیں دینا چاہتا۔ میں ون یونٹ کی جنرل ایڈمنسٹریشن کا ذکر کرنا بھی اس وقت ضروری نہیں سمجھتا۔ جب کہ ہمارے اخراجات کی شرح آج کے مقابلے میں انتہائی کم تھی میں تو اس حکومت کے برسر اقتدار آنے کے بعد 1970ء سے لے کر آج تک کے اخراجات کا موازنہ کرتا ہوں۔ 1970-71ء میں نظم و نسق عامہ کے لئے 4 کروڑ 7 لاکھ روپے، 1977-72ء میں 5 کروڑ 22 لاکھ روپے، 1972-73ء میں 5 کروڑ 57 لاکھ روپے اور اس طرح سے آگے بڑھتے ہوئے 1975-76ء میں 10 کروڑ 20 لاکھ روپے کے اخراجات رکھے گئے۔ اب 1976-77ء کے موجودہ بجٹ میں نظم و نسق کی مد کے لئے موجودہ مطالبہ زر کے تحت 10 کروڑ 29 لاکھ روپے کی رقم مطالبہ کیا گیا ہے۔

سے 71-1970ء سے لے 77-1976ء تک ان اخراجات میں مجموعی طور پر تقریباً ڈیڑھ سو فی صد اضافہ ہو چکا ہے۔

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ یہ 9 کروڑ 82 لاکھ 92 ہزار 500 روپے ہیں ۔ 10 کروڑ نہیں ۔ یہ کٹ کی ڈیمانڈ ہے جس وہ بحث کر رہے ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ۔ وزیر خزانہ نے تو یہ بجٹ مرتب کیا ہے اور میں نے صرف اس کا مطالعہ کیا ہے ۔ میں مجموعی رقم ، charged اور voted ، دونوں شامل کر کے کہہ رہا ہوں ۔ ہم نے کٹ مشن voted expenditure پر دی ہے اور وہاں 9 کروڑ لکھا ہے ۔ لیکن مجموعی رقم 10 کروڑ 29 لاکھ ہے ۔

جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ نظم و نسق کے ساتھ پولیس کا غیر معمولی تعلق ہے اور جہاں نظم و نسق عامہ کے صرفے پر ڈیڑھ گنا اضافہ ہوا ہے وہاں 71-1970ء سے اب تک پولیس کے صرفے پر تین سو گنا اضافہ ہوا ہے ۔ اس کا مقصد یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں کو جدید بنانے پر سب سے زیادہ توجہ دے رہے ہیں ۔ یہ ایجنسیاں کیا کام کر رہی ہیں ؟ ان سے نظم و نسق عامہ کو بہتر بنانے میں کتنی مدد ملی ہے ؟ اس کا اندازہ صرف اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ نظم و نسق عامہ اور پولیس کے اخراجات میں تو اضافہ ہو رہا ہے لیکن امن عامہ کے تحفظ میں خطرناک حد تک کمی ہو گئی ہے ۔ انتظامیہ اور پولیس کا عملہ تو بڑھ گیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جرائم کی رفتار بھی اسی تناسب بڑھ رہی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ اس ہیڈ کے تحت صرف نظم و نسق discuss ہو سکتا ہے ، لا اینڈ آرڈر کی اس میں کوئی پروویژن نہیں رکھی گئی اور نہ ہی پولیس کے بارے میں اس میں کوئی پروویژن ہے ۔ ضلعی انتظامیہ ڈویژنل انتظامیہ ، حکومت ، گورنر ، چیف منسٹر اور اسمبلی کے متعلق تو discuss کر سکتے ہیں ، پولیس اور لا اینڈ آرڈر پر اس میں discussion نہیں ہو سکتی ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے جب پولیس کا لفظ استعمال کیا تو میں نے آپ کے بات کرنے سے پہلے انہیں ٹوک دیا تھا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : وہ تو جناب الگ ہیڈ ہے اور اس کے لئے الگ موشن آ سکتی ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ۔ میں پولیس پر بحث نہیں کر رہا ۔ لیکن یہاں پولیس کا حوالہ تو دے سکتا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جب اس میں اخراجات نہیں ، تو پھر اس میں حوالہ کیسے آ سکتا ہے پولیس کا ہیڈ بھی الگ ہے اور مد بھی الگ ہے ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر : میں یہ کہہ رہا ہوں کہ پولیس کے ذریعے آپ امن عامہ برقرار رکھیں اور ایڈمنسٹریشن کے تمام حقوق ۔ ۔ ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن میں پولیس شامل نہیں ۔ آپ بجٹ کھول کر دیکھیں ۔

سید تابش الوری : وہ ہمیں معلوم ہے ۔ آپ اور ہم اکٹھے ہی کام کرتے رہے ہیں ۔

Mr. Speaker : I have already brought this to the notice of the learned member that police is not included and it is not under discussion.

سید تابش الوری : جناب والا ۔ ہم پولیس پر بحث نہیں کر رہے ۔ لیکن پولیس کی کارکردگی کو یہاں پر زیر بحث لانا ضروری ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جس چیز کا الگ ہیڈ ہے اس کو کسی شکل میں بھی کٹ موشن کے تحت یہاں پر زیر بحث نہیں لایا جا سکتا ۔

Mr. Speaker : I have already brought this to the notice of the Hon'ble Member.

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا : گزارش یہ ہے کہ جہاں تک نظم و نسق کا تعلق ہے ، اگر اس میں پولیس کا ریفرنس دیا جائے ، جو نظم و نسق قائم رکھنے کے لئے ایک اہم حیثیت رکھتی ہے ، تو حد تک اس تو وہ جائز ہے ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, I would like to draw your attention to this fact that the demand to the salaries of the Ministers including the Chief Minister, and the Chief Minister is incharge of the General Administration and law and order. By reference we can bring it in. It is not as if we are moving cut motion on law and order.

مسٹر سپیکر : پھر تو آپ تعلیم کو بھی زیر بحث لانا شروع کر دیں گے اور پھر وزیر اعلیٰ کے جو رولز وغیرہ ہیں ، وہ بھی کیوں کہ ۔

He can call for any file. He can summon any officer and he can give any direction.

تعلیم کے بعد اوقاف کی بات شروع ہو جائے گی ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Mr. Speaker, we have mutually agreed to discuss four subjects or four demands but by reference.

مسٹر سپیکر : ہاں ، ہاں ۔ ریفرنس تو ٹھیک ہے ۔

But the discussion over police, that I won't permit.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : But by reference.

Mr. Speaker : This cut motion only deals with General Administration.

Makhdumzada Sayed Hassan Mahmud : No Sir.

مسٹر سپیکر : نہیں ، آپ تو اس حد سے باہر جا چکے ہیں ۔ ہم نے انہیں پہلے اس وقت ٹوکا تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ آپ کو پتا نہیں کہ میں کیا بات کہنے والا ہوں ۔

Mr. Speaker : But the Hon'ble Member should know that this cut motion only deals with General Administration, and the General Administration is not a distinct subject.

سید قائم الدین : جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ امن عامہ کے تحفظ میں کمی واقع ہو گئی ہے اور سنگین جرائم کے ساتھ لاقانونیت اور غنڈہ گردی کے ننگے ناچ جاری ہیں جس سے تہذیب اور انسانیت زیر زبون ہے اور شہری زندگی غیر محفوظ ہو کر رہ گئی ہے ۔ قانون اور حکومت پر سے عوام کا اعتماد مسلسل متزلزل ہو رہا ہے اور لوگ یہ محسوس کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں کہ جنرل ایڈمنسٹریشن کی ناکامی انہیں ایک مہذب معاشرے کی بجائے جنگل کے معاشرے کی طرف دھکیل رہی ہے ۔ انتظامیہ امن عامہ برقرار رکھنے اور شہری زندگی کو تحفظ فراہم کرنے کی بجائے سیاسی جماعتوں اور کارکنوں کے خلاف جبر و تشدد کے ہتھکنڈے استعمال کر رہی ہے ۔ غنڈوں کو کچلنے کی بجائے ان سے عوام کو کچلنے کی خدمات لی جا رہی ہیں ۔ سماج دشمن عناصر کا قلع قمع کرنے کی بجائے طلبہ ، مزدوروں ، شہریوں اور مخالف سیاسی گروہوں کے خلاف مہم چلائی جا رہی ہے ۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہر شہر میں دفعہ 144 کے ذریعے جمہوری عمل معطل کر دیا گیا ہے اور جہاں بھی مخالف سیاسی گروہ کوئی جمہوری سرگرمی کرنا چاہتے ہیں انہیں پوری قوت اور تشدد کی پوری توانائی کے ساتھ کچلنے اور دبانے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ حال ہی میں لاہور میں قائد اعظم کانفرنس کے سلسلے میں لاؤڈ سپیکر تک کی اجازت نہ دینا ایک ایسا شرمناک واقعہ ہے جس کی اس ایوان میں کوئی بھی شخص کوئی وضاحت اور کوئی جواز پیش نہیں کر سکتا ۔ قائد اعظم کے نام پر کی جانے والی کانفرنس اس بات کی مستحق بھی نہ تھی کہ مقررین کی سہولتوں کے لئے لاؤڈ سپیکر تک کا استعمال روا رکھا جا سکے ؟ لاؤڈ سپیکر کے استعمال کرنے پر وہاں جس جبر و تشدد کا مظاہرہ کیا گیا ، جس طرح لاٹھی چارج ہوا اور آنسو گیس کا استعمال کیا گیا وہ ہمارے صوبے کی تاریخ کا ایک سیاہ باب ہے ۔ صرف یہی نہیں کہ مختلف محصولوں میں جبر کا ہاتھ اس طرح سے طویل و عریض ہو کر عوام کے خلاف تشدد آمیز کارروائیاں کر رہا ہے ۔ گوجرانوالہ میں مسجد نور کے سلسلے میں عوام کے احتجاج کے جواب میں گرفتاریوں کا سلسلہ بدستور جاری ہے ۔ ملتان میں پورا شہر امن بات پر ہڑتال کر رہا ہے کہ وہاں عوام کے جائز مطالبات اور خواہشات کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے ایک محصول چنگی کا ایسا شیڈول نافذ کر دیا گیا ہے جس سے وہاں کے تاجروں کے تمام طبقے اضطراب کی تصویر بن گئے ہیں

آج ایک ہڑتال کے ذریعے حکومت کے خلاف اپنے جذبات کی شدت کا اظہار کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

جناب والا۔ وزراء انقلاب اور سوشلزم کی بالیں کرتے نہیں تھکتے۔ لیکن ان کے قول اور عمل میں اتنا تضاد ہے کہ ہمیں اس کا موازنہ کرنے کے لئے کسی باریک بینی کی ضرورت نہیں۔ سوشلسٹ ہونے کے باوجود ان کے جاہ و جلال میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ان کے اللے تللے بڑھ رہے ہیں۔ کوٹھیوں کی آرائش و زیبائش کے لئے لاکھوں روپے کے فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔ گورنر، وزیر اعلیٰ اور وزراء کے اضافی سٹاف پر بے دریغ روپیہ صرف کیا جا رہا ہے۔ نئی نئی کاروں کی خریداری فیشن بن گیا ہے۔ ذاتی اور جماعتی دوروں پر صرف بے جا ایک معمول بنتا جا رہا ہے۔ صرف وزیر اعلیٰ کے سیکرٹریٹ کی عارضی آسامیوں کے لئے 4 لاکھ 13 ہزار کی رقم رکھی گئی ہے۔ پھر ون یونٹ کے دوران وزراء کی تعداد پانچ چھ رہی اور اس کے ذریعے پورا مغربی پاکستان جو اب "نیا پاکستان" سے چلایا جاتا رہا۔ لیکن اب پنجاب کی کابینہ کے وزراء کی تعداد چودہ تک پہنچ گئی ہے اور پارلیمانی سیکرٹریوں کے لئے 36 ہزار روپے کی رقم الگ رکھی گئی ہے۔ ابھی یہ وزراء کافی نہیں۔ ابھی صوبے کا نظم و نسق اتنی مختصر سی کابینہ سے چلانا ممکن نہیں، اس لئے ان کی امداد کے لئے پارلیمانی سکرٹریوں کے تقرر کی گنجائش رکھی جا رہی ہے اور اس طرح سے مغل حکومت کے ان اللے تللوں کو بھی مات کر دیا گیا ہے جنہوں نے انہیں تاریخ میں فضول خرچ بادشاہوں کی حیثیت دی تھی۔ میں نہیں سمجھتا کہ مستقبل کا مورخ ان جمہوری بادشاہوں کے لئے کیا لفظ استعمال کرے گا۔

جناب والا۔ موجودہ حکومت نے انتظامی اصلاحات کین اور ابلاغ عامہ کے تمام ذرائع کے تاثر کو استعمال کرتے ہوئے ایسا پراپیگنڈہ کیا کہ لوگ ان انتظامی اصلاحات سے نئی نئی خوش فہمیوں اور غلط فہمیوں میں مبتلا ہو کر رہ گئے۔ مجھے اعتراف ہے کہ ان اصلاحات کے نتیجے میں جزوی طور پر سرکاری ملازمین کی مختلف کلاسز کے درمیان عصبیت اور محاذ آرائی کم ہوئی کیوں کہ پی سی ایس اور سی ایس پی کلاسز ختم کر دی گئیں اور تقریباً پندرہ سو سکیلوں اور گریڈوں کی جگہ مختصراً تیئس گریڈ نافذ کر دئے

گئے ہیں ۔ لیکن عملاً اس کے نتیجے میں ایک عجیب confusion پیدا ہو گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اب لوگ پوسٹوں کی بجائے گریڈوں کی طرف راغب ہو گئے ہیں ۔ انہوں نے پوسٹ کو محور اور مرکز سمجھنے کی بجائے گریڈ کو مرکزی محور سمجھ لیا ہے ۔ جناب والا ۔ تمام انتظامی ڈھانچے میں تقرری اور ترقی کے لئے پوسٹ یا آسامی بنیادی چیز ہوتی ہے اور اس کے گرد فرائض ، تنخواہ اور تقرری شرائط کا تعین ہوتا ہے ۔ لیکن موجودہ اصلاحات کے نتیجے میں یا اسے غلط طور پر عملی جامہ پہنانے کے باعث سرکاری ملازمین میں لامتناہی توقعات کا جوار بھاٹا پھوٹ پڑا ہے اور وہ آسامیوں کی بجائے مختلف گریڈوں میں ترقیوں کے پیچھے بری طرح بھاگ رہے ہیں ۔ خود حکومت نے بھی ابتدائی دور میں ایسے کارنامے انجام دئے کہ ان کی یہ خوش فہمی بے انتہا بڑھ گئی ، کیوں کہ حکومت نے یہ دیکھے بغیر کہ پوسٹیں موجود ہیں یا نہیں اور مختلف پوسٹوں کو کن گریڈ کے ساتھ adjust کیا جا سکتا ہے haphazardly بغیر کسی سوچے سمجھے منصوبے کے مختلف لوگوں کی مختلف پوسٹوں کو مختلف گریڈوں میں شامل کر دیا ہے ۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس وقت ڈپٹی سیکرٹری اور سیکشن افسر ایک ہی گریڈ نمبر 18 میں موجود ہیں ۔ اسسٹنٹ کمشنر اور ڈپٹی کمشنر ایک ہی گریڈ نمبر 18 میں پائے جاتے ہیں ۔ سینئر سول جج اور ایڈیشنل سیشن جج بھی گریڈ نمبر 18 میں رکھ دئے گئے ہیں حالانکہ ان کے level of responsibility میں بڑا بنیادی فرق ہے اور اس فرق کو کم اور واضح کرنے کے لئے حکومت نے پھر سیشل پے کا ایک نیا سلسلہ شروع کیا ہے جس کے نتیجے میں اضافی اخراجات کا ایک نیا سلسلہ شروع ہو گیا ہے اور گریڈز کی یکسانیت کا مقصد فوت ہو کر رہ گیا ہے ۔ اب نتیجہ یہ ہے کہ حکومت کے اس غلط عملی کام کی وجہ سے افراط افسران پیدا ہو گئی ہے ، personnel inflation پیدا ہو گئی ہے ۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ اب پوسٹیں کم ہیں اور افسر زیادہ اور ان کو لبھانے کے لئے ، انہیں مختلف فرائض سونپنے کے لئے او ایس ڈی کی ایک فوج ظفر موج تیار کر لی گئی ہے جو سیکرٹریٹ میں کسی خاص assignment کے بغیر اپنے فرائض اور پوسٹ کا تعین کئے بغیر مفت تنخواہیں لے رہے ہیں ۔ اس لئے میں آپ کے توسط سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس دو عملی کو ختم کر کے پرانے تجربات کی روشنی میں ایک بار پھر تقرری کے لئے بھی ، تنخواہ کے

لئے بھی اور فرائض کے سلسلے میں بھی اوسٹ ہی کو بنیاد بنایا جائے اور گریڈز کو ثانوی حیثیت دی جائے۔ اس وقت سیکشن افسر اور ڈپٹی سیکرٹری ایک ہی گریڈ میں کام کر رہے ہیں۔ اس میں ایک لطیفے کی صورت پیدا ہو گئی ہے۔ جناب سپیکر۔ آپ کو بھی یہ لطیفہ اچھی طرح یاد ہو گا کہ دو سکھ ٹرین میں جالندھر سے سوار ہوئے۔ ایک اوپر کی نشست پر قابض ہو گیا اور دوسرا نیچے بیٹھا تھا۔ سونے سے پہلے انہوں نے ایک دوسرے سے پوچھا کہ سردار جی آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟ نیچے والے نے کہا کہ لاہور جا رہا ہوں۔ اوپر والے نے کہا دہلی جا رہا ہوں۔ نیچے والے نے کہا کہ دیکھو سائنس کے کرشمے، ایک ہی ٹرین میں اوپر والا دہلی جا رہا اور نیچے والا لاہور۔ اسی طرح انتظامی اصلاحات cadres کا نتیجہ ہے کہ اے۔ سی اور ڈی۔ سی مختلف فرائض اور مختلف cadres کے باوجود ایک ہی گریڈ میں سفر کر رہے ہیں۔

جناب والا۔ سرکاری ملازمتوں کے سلسلے اور سرکاری ملازمین کے لئے سب سے زیادہ جاذبیت کی بات تحفظ اور عزت و احترام ہوتا تھا، status اور security ہوتی تھی۔ موجودہ حکومت نے ان دونوں جاذبیتوں کو ختم کر دیا ہے جس کی وجہ سے ہمارے با صلاحیت افراد، ہمارے جوہر قابل سرکاری ملازمتوں سے گریزاں نظر آتے ہیں اور نجی شعبوں میں فرائض سرانجام دینے پر زیادہ آمادہ نظر آتے ہیں، یا پھر ملک سے باہر جا رہے ہیں۔ جس کے نتیجے میں ہمارے صوبے میں تجربہ کار افراد کا خلا پیدا ہو جائے گا اور اچھی صلاحیت اور اہلیت رکھنے والے لوگ سرکاری ملازمتوں کی بجائے دوسرے شعبوں میں اپنی خدمات کو زیادہ فوقیت دیں گے۔ اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ نظم و نسق عامہ کو چلانے کے لئے بہتر صلاحیتوں کے افراد کو فراہم کیا جائے، تقرر کیا جائے اور انہیں ایسا تحفظ اور ایسا جائز احترام و مقام بخشا جائے کہ وہ یکسوئی کے ساتھ بہتر انداز میں عزت نفس کے ساتھ کام کر سکیں۔

جناب والا۔ میں سرکاری افسروں کے اس طبقے کی حمایت نہیں کر رہا جو فرعون اور بد عنوان ہیں اور اب بھی اپنی فرعونیت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ میں ان کی بھی حمایت نہیں کر رہا جو اپنی بد عنوانی اور نا اہلی کے باعث انتظامیہ کے لئے کلنک کے ٹیکے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بلکہ اس کے برعکس میں یہ چاہتا ہوں کہ ایسے افراد کے خلاف انتظامیہ کی اصلاح کے لئے زیادہ موثر

تادیبی کارروائی کی جائے اور اس تادیبی کارروائی میں قانون اور انصاف کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے۔ لیکن اس ایماندار غیر جانبدار اور اہل افراد کی جائز حوصلہ افزائی کی جانی چاہئیے۔

جناب والا! اسی طرح انتظامیہ کی خرابی کا باعث بھرتی کا افسوسناک طریقہ ہے۔ موجودہ حکومت نے مختلف شعبوں میں بھرتی کو سیاسیات کے تابع کر دیا ہے، بلکہ تقرری اور ترقی کو سیاسی سوداگری اور سودا بازی کی حیثیت دے دی ہے۔ چپڑاسی سے لے کر اعلیٰ افسر تک کی تقرری کے اختیارات وزرائے کرام نے خود حاصل کر لئے ہیں۔ تاکہ نچلی سطح پر کوئی با اختیار افسر اپنی آزاد مرضی سے قواعد و ضوابط کے مطابق مختلف آسامیوں پر کرنے کے لئے تقرریاں یا ترقی کا فریضہ ادا نہ کر سکے۔ اس اعتبار سے صوبے میں ایڈہاک تقرریوں کی بھرمار ہے اور مختلف محکمے ایڈھاک تقرریوں کی بنیاد پر چلائے جا رہے ہیں۔ پبلک سروس کمیشن ایک بے اختیار ادارے کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایڈھاک تقرریاں کرنے کے باوجود پبلک سروس کمیشن کو مستقل تقرریوں کے لئے اطلاع دینے میں تاخیر و تعویق کے ایسے حربے استعمال کئے جاتے ہیں کہ پبلک سروس کمیشن بروقت اپنے کام کو سرانجام نہیں دے سکتا۔ اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ سفارش، سیاست اور قرابتداری کی بجائے محض قابلیت اور اہلیت کو سرکاری ملازمت کی تقرری کی بنیادی قرار دیا جائے اور پبلک سروس کمیشن کو اس طور پر با اختیار کیا جائے کہ وہ غیر جانبداری اور ایمان داری کے ساتھ اہل دیانت دار اور قابل افراد کی بھرتی کا سلسلہ زیادہ موثر اور فعال انداز میں جاری رکھ سکے۔ جناب والا! اسی سلسلے میں یہ کہنا بھی ضروری ہے کہ پبلک سروس کمیشن ابھی تک انٹرویو اور تحریری ٹیسٹ کے لئے انگریزی زبان پر لکھے گئے ہوئے ہے جس کی وجہ سے باصلاحیت افراد محض انگریزی میں مہارت تامہ نہ رکھنے کے باعث اپنی فنی مہارت کے باوجود انٹرویو اور تحریری ٹیسٹ میں پورے نمبر حاصل نہیں کر پاتے۔ اس لئے تمام ترقی یافتہ زندہ قوموں کی طرح ہمیں بھی اپنی قومی زبان اردو کو بھرتی کے سلسلے میں، انٹرویو اور تحریری ٹیسٹ کے لئے اظہار خیال کا ذریعہ بنانا چاہئیے۔ انگریزی کو صرف اس حد تک اظہار خیال کا ذریعہ بنانا چاہئیے جہاں وہ ناگزیر حیثیت رکھتی ہو۔

جناب والا ! مجھے یہ دیکھ کر یہ تعجب ہوا ہے کہ سول ججز کی آسامیوں کو پر کرنے کے لئے پبلک سروس کمیشن نے تحریری ٹیسٹ کا جو فارمولا رکھا ہے اس میں پنجاب میں بھی ، اردو کے علاوہ سندھی زبان میں پرچوں کو حل کرنا لازمی قرار دیا ہے ، یعنی وہ اردو میں پرچہ حل کر سکتا ہے یا سندھی میں ۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس نئی تبدیلی کی کیا وجہ ہے ۔ اگر علاقائی زبان کی ترویج و ترقی مقصود ہے تو پھر یہاں اردو کے ساتھ پنجابی کو اپنایا جانا چاہئے تھا لیکن یہاں سندھی کو اپنانے کے نتیجے میں لازمی طور پر ہمارے طلبہ اورامیدوار بڑی تعداد میں فیل ہوں گے ۔ چونکہ سندھی زبان کی ترویج کے سلسلے میں سکھانے اور پڑھانے کے لئے صوبے میں کوئی انتظام موجود نہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر علاقائی زبانوں کی ترویج کی ضرورت ہے تو اس اعتبار سے سندھی کی ترویج کے لئے کم از کم سکول یا تربیتی اداروں کو قائم کرنا چاہئے ، جہاں پڑھے لکھے امیدوار پہلے سندھی میں ٹریننگ حاصل کر سکیں ۔

جناب والا ! اسی طرح سرکاری ملازمتوں میں بھرتی کے لئے پسماندہ علاقوں کی نمائندگی انتہائی ضروری ہے ۔ اس وقت بھی حکومت نے ماضی کی روایات کو برقرار رکھا ہے اور پنجاب کو دو زونوں میں تقسیم کر دیا ہے ۔ ایک ترقی یافتہ علاقے پر مشتمل ہے اور دوسرا پسماندہ علاقوں پر جس میں بہاولپور مظفر گڑھ ۔ میانوالی ۔ کیمبل پور اور ڈیرہ غازی خان وغیرہ شامل ہیں ۔ لیکن اس کے لئے جو فارمولا بنایا گیا ہے اور ترقی یافتہ اور پس ماندہ زون کی آسامیوں کے لئے جو allocation کی گئی ہے ۔ اس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے ۔ اس کے تناسب میں تبدیلی ہونی چاہیے ۔ کیونکہ اس کے نتیجے میں پس ماندہ علاقوں کی نمائندگی میں خاطر خواہ اضافہ نہیں ہوا ۔ اور وہاں بے شمار امیدوار بدستور بے روزگاری کے چنگل میں گرفتار ہیں ۔ اس لئے میں جہاں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ پس ماندہ زون میں سرکاری ملازمت کے لئے بھرتی کے تناسب میں اضافہ کیا جائے وہاں میں یہ بھی مطالبہ کرتا ہوں کہ وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کے وعدے کے مطابق بہاولپور ڈویژن کے لئے سرکاری ملازمتوں کے تمام شعبوں میں ساڑھے بارہ فی صد کوٹہ مختص کیا جائے ۔

جناب والا ! سرکاری ملازموں کے خلاف تادیبی کارروائی ناگزیر ہوتی ہے - اس کے لئے ایک سول سروسز ایڈمنسٹریٹو ٹریبونل بھی قائم ہے - پہلے اس کے چیرمین ہائی کورٹ کے ایک جج تھے - لیکن اب اس کے چیرمین ایک فاضل وکیل ہیں - لیکن عام طور پر سرکاری ملازمین یہ شکایت کر رہے ہیں کہ یہ ٹریبونل انتہائی سست رفتاری کے ساتھ کام کر رہا ہے اور سال ہا سال سے مسلسل سماعت کے باوجود اس نے ایک کیس کے سوا ابھی تک باقی پینڈنگ کیسوں کا فیصلہ نہیں کیا جس کے نتیجے میں ایک طرف سرکاری ملازمین کا حال و مستقبل تاریک ہے اور دوسری طرف حکومت بھی بتدریج خسارہ برداشت کر رہی ہے - کیونکہ جتنی تاخیر سے ان ملازمین کو بحال کیا جائے گا ، اتنی ہی ان کو زیادہ تنخواہیں دینی پڑیں گی اور ان سے کوئی کام نہیں لیا گیا ہو گا - اس لئے میں آپ کے توسط سے درخواست کرتا ہوں کہ ٹریبونل کو زیادہ فعال اور موثر بنانے کے لئے فوری احکامات جاری کئے جائیں اور یہ جائزہ لیا جائے کہ آخر وہ کیا وجوہ ہیں جن کے پیش نظر وہ اتنے طویل عرصہ میں مقدمات کا ابھی تک فیصلہ نہیں کر سکا -

جناب والا ! رشوت ستانی انتظامیہ کا ایک پرانا روگ ، ایک پرانا ناسور ہے - لیکن وقت کے ساتھ ساتھ یہ لا علاج ہوتا جا رہا ہے ، پھیلتا جا رہا ہے اور اس کی جڑیں زیادہ گہری ہوتی جا رہی ہیں - پہلے "سفارش خان" اور "رشوت خان" دونوں برابر کا درجہ رکھتے تھے - ان دونوں کی چلتی تھی - لیکن اب "سفارش خان" کے مقابلے میں "رشوت خان" کی قابلیت ، اہلیت اور اثر و رسوخ میں بے پناہ اضافہ ہو گیا ہے اور یہ رشوت انتظامیہ کو اس طور پر گھن کی طرح چاٹ رہی ہے کہ یہ اندیشہ محسوس ہوتا ہے کہ اگر اس کو نہ روکا گیا ، اس دیمک کو ہلاک نہ کیا گیا تو کہیں یہ پورے انتظامی ڈھانچے کو کھوکھلا کر کے تباہ نہ کر دے - لوگوں نے رشوت کے اس بڑھتے ہوئے تناسب کے پیش نظر اپنے حال سے مجبور ہو کر رشوت کی کئی صورتوں سے سمجھوتہ کر لیا ہے اور اب وہ صرف اسی صورت میں شکایت کرتے ہیں جب کوئی افسر رشوت لینے کے باوجود ان کا کام نہیں کرتا یا ان کو تنگ کرتا ہے - میری اطلاع کے مطابق گزشتہ چند سالوں میں رشوت دگنی ہو گئی ہے - اس کا اندازہ مقدمات کی اس تعداد سے کیا جا سکتا ہے جو پچھلے سالوں کے مقابلے میں دگنے ہو گئے ہیں ، بلکہ اس سے بھی زائد ہو گئے ہیں - اس لئے مقامی

انتظامیہ کو راہ راست پر لانے کے لئے اور عوام کو استحصال سے بچانے کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ رشوت ستانی کے خاتمے کے لئے بھرپور مہم کا آغاز کیا جائے اور ان چھوٹے چھوٹے پٹواریوں ، اور چھوٹے چھوٹے سپاہیوں اور چھوٹے چھوٹے کارکنوں اور اہل کاروں کو پکڑنے کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے افسروں اور اور بڑے بڑے بااثر لوگوں کے خلاف بھی تادیبی کارروائیاں عمل میں لائی جائیں تاکہ ملک اور صوبے میں ایسی فضا پیدا ہو سکے کہ لئے ملازمین عبرت حاصل کرکے کم از کم اس لعنت سے محفوظ رہیں ۔

جناب والا ! نااہلی اور سرخ فیتے کا عمل انتظامیہ کی ایک اور برائی ہے جس کی جہاں اور بہت سی وجوہ ہیں ، اور ان وجوہ میں جہاں نااہل افراد کی بھرتی اور سفارش لوگوں کی تقرری ہے اور انتظامیہ کی عدم سپرویژن اور عدم نگرانی ہے ، وہاں اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ دفاتر میں دفتری زبان انگریزی بدستور رائج ہے ۔ مجھے ایسے لوگ معلوم ہیں جو سیکشن آفیسر ہونے کے باوجود اپنے اسسٹنٹس سے نوٹس لکھواتے ہیں اور بہت سے ایسے افسران کا مجھے علم ہے جو اچھی انگریزی نہ لکھنے کی وجہ سے بروقت فائلوں کا فیصلہ نہیں کر سکتے اور وہ ان فائلوں کو گھر پر لے جاتے ہیں اور اپنے اسسٹنٹ کو مستقلاً ڈیڑھ دو سو اضافہ تنخواہ دے کر اپنا کام ان کے ذریعے کرواتے ہیں ۔ جناب والا ! اس مرض کا واحد علاج وہی ہے ، جس کا ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے اعلان کیا ہے کہ وہ اردو کو زیادہ رائج کرنا چاہتے ہیں اور میں نے اس کی کھل کر تعریف کی تھی ۔ لیکن یہ کہا تھا کہ اردو کو صحیح مقام اس وقت مل سکتا ہے جب اسے دفتری زبان کی حیثیت سے تمام صوبے میں فوری رائج کر دیا جائے ۔ اس سے نہ صرف یہ کہ دفاتر میں نااہلیت ختم ہوگی ، بلکہ ہماری زبان کے ارتقا کے ساتھ ساتھ ہمارے قومی تشخص میں بھی غیر معمولی اضافہ ہوگا ۔

جناب والا ! سرخ فیتے کے عمل نے جہاں مسائل کو سلجھانے کی بجائے الجھا دیا ہے ، وہاں ایسی صورت حال پیدا کردی ہے کہ صوبائی سطح پر رقم کی تخصیص اور منصوبوں کی منظوری کے باوجود ان کو عملی جامہ نہیں پہنایا جا سکتا ۔ میں مثال کے طور پر عرض کر رہا ہوں کہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور میں وائس چانسلر کا عہدہ گزشتہ کئی ماہ سے خالی ہے ۔ مرحوم

وائس چانسلر جب ملک سے باہر تھے تب بھی ان کا یہاں قائم مقام مقرر کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی گئی ۔ اب جب کہ ان کی الم ناک رحلت ہو چکی ہے ، تب بھی ان کی جگہ کسی کو عارضی طور پر بھی چارج نہیں دیا گیا ۔ نتیجہ یہ ہے کہ کئی ماہ سے اسلامیہ یونیورسٹی کا کام بالکل معطل ہو کر رہ گیا ہے ان کی تنخواہیں ملنی مشکل ہوگئیں ۔ وہاں پر امتحانات کا انعقاد نہ ہو سکا ۔ چونکہ وائس چانسلر کے بغیر کوئی آدمی بیورز سیٹ کرنے کا حکم جاری نہیں کرسکتا اور وہاں کی روز مرہ کی ضروریات کی تکمیل بھی انتہائی مشکل ہوگئی ۔ اس طرح سے جناب والا ۔ بے شمار ایسی سکیمیں پچھلے سال سے اس لئے عملی جامہ نہیں پہنائی گئیں کہ خود ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کے بقول ان کی انتظامی منظوری میں تاخیر ہو گئی اور انتظامی منظوری میں تاخیر کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہماری کروڑوں روپے کی رقوم سوخت ہو گئیں اور انہیں surrender کرنا پڑا اور عوام کو ہم نے جو خواب دکھایا تھا ، ان سے جو سنہری وعدے کئے تھے ، ان کی تعمیل نہ کی جا سکی ۔

جناب والا ۔ اسی طرح سے مختلف گرانٹس کا مسئلہ ہے ۔ ہم بجٹ جون کے آخر میں منظور کر دیتے ہیں لیکن وہ گرانٹس دوسرے جون میں ریلیز کی جاتی ہیں اور پھر یہ حکم جاری کیا جاتا ہے کہ ایک مہینے کے اندر یا پندرہ دن کے اندر اندر اس کروڑوں روپے کی رقم کو صحیح طور پر استعمال کیا جائے ۔ ظاہر ہے کہ اس کا صحیح استعمال نہیں ہو سکتا اور نہ صرف یہ کہ رقم خرد برد ہوتی ہے بلکہ بے شمار سکول اور کالج اپنی سائنسی ضروریات اور اپنے فرنیچر کی ضروریات سے محروم رہتے ہیں ۔ آپ کروڑوں روپے کی گرانٹس کا اعلان کر کے لوگوں کو خوش کر دیتے ہیں ۔ لیکن سال کے آخر میں وہ گرانٹس surrender ہو جاتی ہیں ۔ لوگوں کو وہ بنیادی ضروریات حاصل نہیں ہوتیں جن کے لئے ان سے روز وعدے کئے جاتے ہیں ۔

جناب والا ۔ اسی طرح میونسپل کمیٹیوں کے لئے چھ کروڑ روپے کی امداد کا اعلان کیا گیا ہے اور ضمنی بجٹ میں اس کی منظوری لی گئی ہے ۔ لیکن ان امدادی رقوم کی اطلاع تک ابھی تک فراہم نہیں کی گئی اور نتیجہ یہ ہے کہ یہ رقوم بھی جو میونسپل کمیٹیوں کے ترقیاتی منصوبوں کے لئے کچی آبادیوں کے لئے صحت اور صفائی کے انتظامات بہتر بنانے کے لئے رکھی

گئی تھیں ان پر عمل نہیں ہو سکے گا ۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ سرخ فیتے کے اس عمل کو روکا جائے اور ایسے انتظامات کئے جائیں ۔ ۔ ۔ ۔

بیگم آباد احمد خان : جناب والا ۔ دوسروں کو بھی موقع دیا جائے ۔ سید تابش الوری صاحب بہت دیر سے بول رہے ہیں ۔ اور پھر جو موضوع ہے ۔ اس پر بولنا چاہئے ۔ ابھی اور بھی بہت سے مقرر ہیں اور پھر اس لئے کورم ٹوٹ جاتا ہے کہ لوگ سنتے سنتے تھک جاتے ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ۔ بے روزگاری ہمارے ملک کے ساتھ ساتھ ہمارے صوبے کا بھی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے ۔ پنجاب کی آبادی تقریباً 6 ء39 ملین ہے ۔ لیکن اس آبادی کو اگر ملازمتوں کے مواقع کے پیش نظر دیکھا جائے اور ملازمتوں کے مواقع کے پیش نظر اس کا تجزیہ کیا جائے تو ہمارے سامنے ایک تشویشناک صورت حال آتی ہے کہ اس مجموعی آبادی میں سے دیہات میں ان ایمپلائمنٹ پانچ فی صد ہے اور انڈر ایمپلائمنٹ پندرہ فی صد ہے جب کہ شہروں میں بے روزگاری کی صورت حال اور بھی زیادہ شدید ہے اور اب جس تیزی سے دیہات سے شہروں میں انتقال پیدا ہو رہا ہے اس کی وجہ سے انتہائی خطرناک نتائج پیدا ہونے کا اندیشہ ہمارے سامنے آ گیا ہے ۔ اس وقت سرکاری اعداد و شمار کے مطابق سات افراد میں سے صرف ایک شخص کو روزگار فراہم کیا جا رہا ہے اور پلاننگ اینڈ ڈیویلپمنٹ بورڈ کے سروے کے مطابق میٹرک سے اوپر تک کے تعلیم یافتہ لوگوں میں سے 22 فی صد افراد روزگار سے محروم ہیں ۔ میٹرک کی سطح کے امیدوار صرف 22 فی صد روزگار سے محروم چلے آ رہے ہیں اور بورڈ آف اکنامکس کی رپورٹ کے مطابق اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے میں بے روزگاری کی شرح اور بھی زیادہ ہے اور یہ شرح 22 فی صدی سے بڑھ کر 47 فی صد ہو جاتی ہے ۔ جناب والا ۔ حکومت نے سپاہ خدمت اور این ڈی وی پی کے ذریعے اس بے روزگاری کا علاج کرنے کی کوشش کی تھی ۔ لیکن یہ علاج بھی جزوی رہا ۔ چونکہ سپاہ خدمت ختم کردی گئی اور این ڈی وی پی میں جو ہزاروں پڑھے لکھے نوجوان کام کر رہے ہیں ان کے حالات مالی طور پر انتہائی ابتری کا شکار ہیں اور مرکزی حکومت کی واضح ہدایات کے مطابق صوبائی حکومت نے ابھی تک این ڈی وی پی کے کارکنوں کو ملازمتیں فراہم نہیں کیں اور دوسری طرف عام لوگوں کے لئے بھی نجی اور سرکاری شعبوں میں ملازمتوں کے دروازے محدود نظر آ رہے ہیں ۔ اس لیے میں آپ کے توسط سے

حکومت سے مطالبہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ روزگار کی فراہمی کو دوسرے معاملات پر سب سے زیادہ فوقیت دے کیونکہ جب تک ہم اپنے بے روزگار افراد کی اس فوج ظفر موج کو کسی کام پر نہیں لگائیں گے اور ان سے صحیح خدمت نہیں لیں گے اس وقت تک ہم معاشی منصوبہ بندی کے ساتھ اجتماعی ترقی کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں کر سکتے ۔

جناب والا ۔ مجموعی طور پر میں نے جن حالات کا ذکر کیا ہے اور جن شعبوں کے متعلق اعدادوشمار پیش کئے ہیں ان کی روشنی میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ موجودہ انتظامیہ ایسی گائے کی حیثیت رکھتی ہے جو چارہ زیادہ کھاتی ہے اور دودھ کم دیتی ہے ۔ اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ امیر اور ترقی یافتہ ملکوں کی نقل کرتے ہوئے اپنے انتظامی اخراجات بڑھانے کی بجائے ہمیں ایسی منصوبہ بندی کرنی چاہیے اور ایسی حکمت عملی اختیار کرنی چاہئے کہ ہم کم سے کم اخراجات کے ساتھ انتظامیہ کو زیادہ سے زیادہ موثر اور فعال بنا سکیں ۔ جناب والا ۔ اگر ہم چادر دیکھ کر پاؤں نہیں پھیلائیں گے اور اپنے حالات و ضروریات کے مطابق اپنی منصوبہ بندی نہیں کریں گے تو ہمارے تمام ترقیاتی منصوبے ، ہماری تمام ترقیاتی رقوم ایک لا حاصل تجربہ ثابت ہوں گی ۔ کیونکہ جب تک ہم اپنی خامیوں کو دور نہیں کریں گے جب تک جنرل ایڈمنسٹریشن کو بہتر بنا کر افراد کی اور قوم کی بنیادی معاشی حالت کو بہتر نہ بنایا جائے اس وقت تک ہماری اجتماعی خوشحالی کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا ۔ اس لئے میں آپ کے توسط سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ انتظامیہ میں کفایت ، سادگی ، محنت ، مستعدی ، ایمانداری اور غیر جانب داری کو معیار بنایا جائے اور قومیت واسلامیت کے بھرپور جذبے کے تحت ایسی اصلاحات کی جائیں جس نتیجے میں ہم ایک فلاحی معاشرے کی تعمیر کر سکیں ۔ لیکن اگر ہم اپنی اس اہم ذمہ داری میں ناکام ہوگئے اور ہمارے اخراجات کی بے پناہی کا یہی عالم رہا تو ہمارا خزانہ خالی ہوتا چلا جائے گا اور عوام میں بےاعتمادی اور بے یقینی کی کیفیت بڑھتی چلی جائے گی ۔ اس وقت بھی عوام میں حکومت اور انتظامیہ کی ناقص کارکردگی کے خلاف اضطراب و احتجاج کی چنگاریاں جنم لے رہی ہیں اور وہ وقت دور نہیں جب یہ چنگاریاں آتشی لاوے کی طرح پھوٹیں گی اور وقت کی نا اہل حکومت اور

ناقص انتظامیہ اور سیاسی مفادات کے تابع کام کرنے والی بے اختیار نظم و نسق عامہ خس وخاشاک کی طرح بہہ کر رہ جائے گی ۔ اس سے پہلے کہ ایسی صورت حال پیدا ہو میں مناسب سمجھتا ہوں کہ حکومت کو حکومت کو یہ انتباہ کردوں کہ ان کے لئے اصلاح احوال کا اب بھی وقت موجود ہے ۔ لیکن اگر انہوں نے یہ وقت گنوا دیا تو وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پچھتائیں گے اور یہ مسائل ، جنہیں وہ حل کرنے سے انحراف کر رہی ہے ، اس حکومت کو بالاخر خود حل کر کے رکھ دیں گے ۔

مسٹر سپیکر : علامہ رحمت اللہ ارشد ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب صدر گرامی قدر میرے عزیز بھائی اور محترم رفیق کار جناب سید تابش الوری نے نظم و نسق عامہ کی صورت حال پر پوری تفصیل کے ساتھ اپنی تجاویز اور گزارشات آپ کے توسط سے حکومت کی خدمت میں پیش کردی ہیں ۔ میں صرف دو تین معاملات تک اپنے آپ کو محدود رکھوں گا ۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اگر حکومت حقیقت پسندانہ انداز سے نظم و نسق کے مسائل کا جائزہ لے تو خود حکومت کو اس بات کا اعتراف کرنا چاہئے کہ نظم و نسق کی حالت صوبے کے اندر بہتر نہیں ، بلکہ یہ کہنا زیادہ بہتر ہوگا کہ صورت حال ہر روز بد سے بد تر ہوتی جا رہی ہے ۔ امرکی وجوہ "تخفیف زر" کی تحریک دینے والے فاضل ممبران کی نظر میں کئی ہو سکتی ہیں ۔ لیکن میری نظر میں اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ سرکاری ملازموں کو ملازمت کا تحفظ نہیں دیا گیا بلکہ ان کو ملازمت کے تحفظ سے محروم کر دیا گیا ہے ۔ جس طرح کہا گیا ہے وہ نہ صرف ملازمت کے تحفظ سے محروم ہیں بلکہ بعض اختیارات جو انہیں قانون نے ، آئین نے دے ہیں ، آپ کی اس مقننہ نے دیے ہیں وہ ان سے بھی محروم ہیں اور جب تک ایک ملازم کو اس کی ملازمت کا تحفظ حاصل نہ ہو تو یقینی طور پر وہ یہ سوچتا ہے کہ آج کا دن تو میرے لئے ابھرا ہے ، کل کا دن شاید میرے لئے نہ ابھرے ملازمت کے عدم تحفظ کی وجہ سے رشوت اور بدعنوانی ہمیشہ پیدا ہوتی ہیں ۔ ایک دوسری زیادتی نظم و نسق کو صحیح طور پر چلانے پر مامور سرکاری ملازموں کے ساتھ یہ ہوئی ہے کہ ان پر عدالت کے دروازے بند کر دیے گئے ہیں ۔ وہ اپنے ساتھ کی گئی زیادتی کے سلسلہ میں کسی عدالت

کی طرف رجوع نہیں کرسکتے ۔ دوسری بات جس کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے ، سرکاری ملازمتوں کو اس حکومت نے دانستہ طور پر یا میں نہایت ادب کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ نادانستہ طور پر سیاسی رضاکاروں کی حیثیت میں بدل دیا گیا ہے ۔ جو کام پہلے جماعتوں کے رضاکار کیا کرتے تھے وہ اب سرکاری ملازموں سے لئے جا رہے ہیں ۔ اس کے ساتھ نظم و نسق کی بدعنوانی کے سلسلہ میں ایک تو یہ ادارہ جس کے آپ صدر ہیں ، اظہار خیال کا ذریعہ بن سکتا ہے ۔ دوسرا اس سلسلے میں اس سے بھی بڑا ادارہ صحافت کا ادارہ ہے جو آئے دن نظم و نسق کی بد عنوانی اور لاقانونیت کا احتساب کرنے کے لئے ہمیشہ ہر ملک میں موجود رہتا ہے اور اس سے مہذب جمہوری حکومتیں متمدن حکومتیں ، قانون کی بالا دستی پر یقین رکھنے والی حکومتیں استفادہ کرتی ہیں ۔ اس کو بھی ناروا پابندیوں میں جکڑ دیا گیا ہے ۔ میں پہلے بھی کئی بار عرض کر چکا ہوں کہ پابند سلاسل صحافت ایک آزاد جمہوری معاشرے کو پیدا نہیں کرتی ۔ ایک اور بات جس کی طرف میں فاضل واجب الاحترام وزیر خزانہ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ محکموں کے لئے جو رقم منظور کی جاتی ہے وہ ہمیشہ سال کے آخر میں سوخت ہو جاتی ہے ۔ اس لئے کہ انہوں نے ایک راستہ یہ مقرر کیا ہوا ہے کہ بجٹ کے پاس ہو جانے کے بعد مختلف محکموں کو ایڈمنسٹریٹو approval لینی پڑتی ہے اور اس انتظامی اجازت کے لئے کئی مہینوں تک کاغذات دفتروں میں پڑے رہتے ہیں ۔ اس لئے میری اپنی رائے یہ ہے کہ بجٹ پاس ہو جانے کے بعد پھر کسی ایڈمنسٹریٹیو approval کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے ۔ ہمارے پاس حساب کے لئے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی موجود ہے جو صرف یہی کام کرتی ہے ۔ جس کے ذمہ صرف یہی کام ہے کہ وہ یہ دیکھے کہ بجٹ میں جو رقم جس مد کے لئے مخصوص کی ہوئی تھی آیا وہ جائز طور پر صرف ہوئی ہے یا نہیں ؟

میں آخر میں پھر ایک بار یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ بہاولپور کا مسئلہ ایک الجھا ہوا مسئلہ ہے اور جب سے ون یونٹ بنا ہے اس وقت سے وہ لوگ محرومیوں کا شکار ہیں ۔ ملازمتوں میں بھی بہاولپور کے لوگوں کو محرومیت کی بے حد شکایت ہے ۔ میں چاہوں گا کہ اعداد و شمار مرتب کروائے جائیں اور دیکھا جائے کہ آیا ساڑھے بارہ فی صد کے حساب سے ون

یونٹ بننے کے بعد بہاولپور کو ملازمتوں میں کوٹہ دیا گیا ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں دیا گیا تو میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ محرومیت کا بڑی شدت کے ساتھ احساس موجود ہے ۔ اس وزارت کا اخلاقی ، قانونی اور سیاسی فرض ہے کہ بہاولپور کو اس کا جائز حصہ دیں ۔ ہم خیرات نہیں مانگتے ۔ ہم رعایت نہیں مانگتے ہم اپنا حق مانگتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ جو ہمارا حق بنتا ہے وہ ہمیں دے دیا جائے ۔ شکریہ ۔

(اس مرحلہ پر حاجی محمد سیف اللہ خان نے کرسئ صدارت سنبھالی)

مسٹر چیئرمین : مخدوم زادہ سید حسین محمود

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud: Mr Speaker, this demand relates to the expenditure on the Governor, chief Minister, Ministers Provincial Assembly, Secretariat Headquarter establishment that is the Civil Administration. We have agreed that we shall discuss at length the four subjects and we will not try to encroach liberally on any other subject under the pretext of debating the General Administration. Mr. Speaker, one thing which I observe today is that the most important subject in the administration is the General Administration and the Leader of the House, the Chief Minister, is conspicuous by his absence which reduces the dignity of this lesiglature, Ministes are members by virtue first and hold their offices afterwards. The true decorum of this Assembly and the budget debate essentially warrants the presence of the Chief Minister who after his tour happens to be in Lahore and especially when his departments of which he is directly incharge are being discussed. Along with that we see the thin attendance in the House and in the official gallery. We also find the Chief Secretary and other responsible Secretaries absent which is rather unprecedented in the political history budget, debates and proceedings of the Assamblies for the last twenty eight years. There are reasons

for it and I will explain those reasons later on during my speech, Mr. Speaker, Governors and the Chief Ministars under the constitution have been given positive and definite guidelines by way of obligatory duties which are to be performed by the legislative bodies and its executive that is the Federal and the Provincial Governments. At the same time under chapter II of the constitution, fundamental rights have been protected and defined in the constitution and it is obligatory on the part of the Government both at the Centre and Province to preserve and to implement them and each member of this Assembly while becoming a Member of the Assembly has taken an oath to preserve and protect the Constitution. When Mr. Speaker, at your instance, Mr. Chairman was objecting to an indirect reference it is customary that when we apply a cut motion in regard to the Ministers' salaries we can discuss them by reference but we agreed mutually to devote ourselves to our four specific motions otherwise action of every Minister is debateable. But Mr. Sperker, I would like to mention that we are honour bound, we are duty bound to abide by our agreement and therefore, we shall not deviate from that agreement. Mr. Speaker, first of all this constitution guarantees that we shall follow an Islamic way of life which is a fundamental thing and thus the religion of the State Islam, has been inconporated in the constitution. We have heard arguments from both sides of the House far and against socialism, Islamic socialism and Islam, but we should not enter into this controversy because once we have defintely decided that the religion of the State shall be Islam and as Dr Abdul Khaliq my honourable colleague the Finance Minister has said that this is a complete "دین" and it does not require to import any part of the ideology or philosophy or theory from another ideological concept. It is complete unto in itself. It shall remain complete. Mr. Speaker, to

make Islam socialist or to make socialism Islamic is a futile exercise and we should not indulge in it. If you want social and economic justice do it in the name of Islam. The learned Education Minister has also said that this State is created on the basis of Islam and we cannot deviate from it, if we deviate we shall suffer and why do we suffer from an inferiority complex that in modern times Islam doesn't cater to the modern needs. Islam caters to the needs till the doomsday. It is a question of interpretation. It is a question of adjustments. It is a question of understanding the situation and adjusting it in accordanc with Islam. Secondly Mr. Speaker, we have formed a council and we have under taken that no law which is in conflict with Islam shall be held valid in Pakistan. Under these circumstances I will confine myself to the ideological discussion only to that extent. The next and the most important and vital aspect of our system of Government of this country is given in the constitution ensuring that it shall be democratic and Federal. The attributes of democracy, Mr. Speaker, are—freedom of association, freedom of forming political parties, freedom of speech, freedom of political activities, freedom of press, independence of Judiciary, impartiality and nonpartisanship of the officials serving under the government. These are the prerequisites of a free democracy in the country and these are the two binding forces for the unfortunate remaining part of Pakistan where you failed to adhere to one and implement the other. As a consequence, we have lost our valuable territory-East Pakistan. If you want Pakistan to survive the onsalaughts of foreign and international intrigues, or any disruption from within, you must strictly adhere to Islam and enforce free democracy in the country. The attributes which I have mentioned, Mr. Speaker, let me take them turn by turn. First of all, what standsin the way of

free democracy and in the federal system of government is the clamping of emergency in the country. Emergency is just a measure to be enforced if we have fear of aggression from our neighbouring countries, today, you and I have read the news that Ambassadors have been appointed between India and Pakistan, rail links have been opened and bans on private trade have been lifted. At the same time, we are moving towards normalcy of our relations with Afghanistan. Where is the justification in the continuance of emergency? If it was done against foreign aggression, then, those circumstances are non-existent. (1) It took away our fundamental rights and (2) it took away the power of the Provincial Governments and the Provincial Goveanments were left at the mercy and directions of the Central Government. Sir, there are certain actions which are being taken under the cover of emergency and even if some of these acts be based on some reasonability and if the people do not feel themselves that justice is being dispensed to them, they shall entertain doubts in their minds in regard to their own security. Secondly, Mr. Speaker, you and I, as young children, have seen the days of alien rulers, of foreign rulers and I don't think there will be such cases for us to rely upon, or to seek consolation from, where without any exception in every district and in every town Section 144 was imposed. Section 144 was imposed by a Deputy Commissoiner of the District justifying its imposition and he had to notify as to what circumstances exist and within what limits Section 144 is imposed. One, with the cover of emergency and, second, with the curtain of Section 144, every village, every district, every town and almost every province of Pakistan is subjugated. All these actions negate the due process of democracy as envisaged in the Contitution. Thirdly, Mr. Speaker, never in the histry of Pakistan has an Opposition

or difference of opinion been curshed as we have experienced during the last four years. Ministers and parties in power always invited the opposition and the opposition leaders and parties reciprocated the same so as to maintain a healthy and cordial atmospher. Socially they could be friends; politically they were oppents. But, today, political differences have been taken so deeply that our political opposition, which is based on principles, has been converted to personal hostilities and personal animosities which is not a good feature in a democracy.

I know personally how the Finance Minister feels about it but how can he help it because the strings are pulled from elsewhere and I do not credit the Ministers of the panjab Government with the ability to either coerce or to favour directly. There are other forces which run this Provincial Government. There are other officers who come and preside over the meetings of the provincial officers, who over-look the policies and directives of individual Ministers. Now, if you call that a democracy and if you call that an adherence to federal constitution. Mr. Speaker, it will be doing injustice to the circumstances I have mentioned. It could have been easier for me to blame the present government and it could have been more creditable for them to admit the blame of failure but, unfortunately, they are neither competent of admitting success nor competent of admitting failure. They are not independent. They are not their own. Their actions are not in accordance with their conscience. Some little small decisions, yes. But no decisions of vital importance. Another aspect that I mentioned for the flourishing of democracy in our country besides the freedom of movement to which I will come later, is the use of Government media of information and the freedom of the press. In our days there were three lists, the provincial list, the

concurrent list and the federal list. Now our constitution has two lists, the federal and the concurrent' Mr. Speaker Sir, then you know we have passed resolutions giving up some of our powers in favour of the centre. The press and Information was completely a provincial subject and so were subjects of law and order. Today a party which claimed to free the press has curbed its activities to an extent, the example of which cannot be given of any past regime. Directly or indirectly National press Trust is busy in villification and in character assassination of the opposition parties and their individual leaders and workers. They project certain government views and help government propagate its own view point. The Government owned Radio and TV are completely monopolised. In civilised countries where democracy functions these organs of State are not a monopoly in the hands of the government. All the parties are given adequate time and share them so that the government and the opposition both can project their views. Because we are also backed by voters so are they backed by voters, for healthy democracy in the country the people must be aware of the true position andthe true conflict in views and it is only then that they can exercise their right of vote freely. It is the Minister of Education's owa big sense of loyatly and love for his leader which prompts him to suggest on the floor of this House that the people who point out some provisions in the Manifesto at the time of election must know that it is gone by the wind. This is thrown overboard. Now saying of their leader should matter. The party adheres to them. Those ideas after taking over the government of this country are to be considered as the manifesto. But Mr. Speaker Sir, the constitution twisted and amended by 104 members of the parliament is still a document which is binding not

only on us but they have also taken an oath to adhere to it, Does it not guarantee-association of individuals to form political parties and to propagate their political views and ideologies freely? It does. But what is happening? officers are being used to coerce the members of the opposition, while temptations are being given on the other hand and threats of complete annihilation are being conveyed if people do not change their views. Could this be a healthy and a democratic action on the part of any government. Many things have happened during the last four years. I take you back to the United opposition's meeting in Pindi which could have created a lot of rift between the Punjabis and the Pathans. Thanks to the wisdom of some leaders who took back the dead bodies to their province and advised their people that it was an act of a party and not an act of people of the punjab. Thus they were calmed. Subsequently, bublic meetings have been held in Multan and Lahore. Snakes and scorpions were used to disperse the public from attending the meetings. Firing has been done. And recently Mr. Speaker Sir, presuming that we are on our way to improving ourselves, a meeting was held in the Muslim League compound in honour of the Quaid-e-Azam to inculcate in our people the teachings of Quaid-e-Azam and the principles he had laid before the nation. The hone'ble Education Minister one time a strong Leaguer and volatile worker of the Muslim League will appreciate that use of loud speaker is not a big concession to people like me to address 3000 delegates attending from all over, Pakistan. At least my voice is not as big as he has. Even he could not address that audience without a loud speaker. He himself has addressed students and teachers, gathering of comprising 3000. Do you think it is the discretion of the District Magistrate to disallow the use of loud speaker. No sir. This is

on the direction perhaps not of the Provincial Government but authorities higer than them who decide Sir, it spoils their position, it embarasses them very much'. And not only that the tear gas shells were directly aimed and fired at persons. The irony of the whole thing is that while this meeting was being dispersed the police had the boldness to register a case of attempt of murder of the police officers by unarmed men so much so that even I am alleged to have challenged the police (کہ میں نے پولیس کو للکارا). Here in the Assembly I cannot speak without two speakers and how in the open air and open field I can do the *lalkara*. And then case has been registered under the Defence of Pakistan Rules. Do you say that we are traitors and we can wish any harm done to an inch of Pakistan. We belong to a party which created Pakistan and we shall give every drop of our blood and every breath for the solidarity and intergrity of Pakistan, and you have the courage that your subordinate officers, police officials should apply D.P.R against us, if it is so, as you made the reference in the case of National Awami party to supreme court also refer the cases of all political parties with the exception of course the Pakistan Peoples Party which should not be called the Peoples Party but it should be called the protector of pakistan party and let the supreme court decide as to how many traitors exist in the country once for all. Mr. Speaker, during our time if we did any thing against the press and especially in regard to distribution of advertisements they would yell, they would put black borders, write editorials and today the Provincial Minister says, that it is his prerogative and it is his discretion to give to whom what he may like. Depending on the editorials, depending on the kind of news that our papers will write. Those editors and reporters who quarelled with us because they claimed to have public support but today go as cowards not because of their choice but because they know it is not only the matter

of advertisements there may be other coercive methods and a few pieces of land or plots which are to be allotted my not be allotted to them. Press in a free country in the world is an essential organ and one of my colleagues in the lobby quoted to me the saying of a man of political eminence in U.S.A. when they were celebrating their democracy which has lasted 200 years. He said the basic reasons for the success of our democracy are two, the freedom of press and free and impartial election and Mr. Speaker, in America in two hundred years - - - - -

Mr. Chairman : May I remind the Hon'ble Member the demand under discussion is General Administration.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, I am discussing the conduct of Ministers. We are paying them salaries.

Mr. Chairman. The Ministers did not hold elections.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I am expressing my views about the constitutional environments.

Mr. Chairman : I would request the Hon'ble Member to be relevant on General Administration.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud: I am discussing the environments in which they are being paid their salaries, allowances and have been given air conditioned cars in which they travel, and have beautifully furnished houses to live in. It is their fundamental duty in the constitution to create objective conditions for the fulfilment of all requirements of democracy. Mr. Speaker, special jails are being constructed. The Chief Minister says that the tour of the Prime Minister to Punjab is not an election tour then what is it for. Now Mr. Speaker, having spoken on the press I come to the role of civil servants. Mr. Speaker, it was an admitted fact that whatever Governments in the past came they did not interfere except in matter of policy and no

verbal dictation. You remember Mr. Speaker, that during various regimes elective disqualification laws were passed and what they were made for was that even transfer of an Executive Engineer by a Minister was consinered to be against his authority and I was disqualified for five years on that account. Today neither an officer can move nor he can act freely without seeking permission from the right quarters. They have rendered theirs service insecure, they have made them no longer public servant as they were. To-day they have converted the word public into P. P. P. One of my colleagues speaking earlier had mentioned and I agree with his views that where political workers should have performed their duties in the political field today they have regimented and mobilised the service of government officers to serve their party and to promote the cause of their political views and policies. I can give hundreds of examples on this leaving those cases which are subjudice. I would like to say that officers have come to me and have explained their difficulties I hope the Finance Minister will recollect that at times we have exchanged very friendly views and he adhered by his own and I adhered by my own and he knows one thing that at least I can boast about one thing that I shall not change my stand and sell myself or be subdued. Mr. Speaker, but what are the officers doing in my Distict, wrong taxes, wrong figures of arrears, no proclamation, they attached my property, they attached the standing crops. All right attach my crops but we have a road Mr. Speaker, which goes to Sadiqabad and Rahimyarkhan they have put a police picket so every truck of fruit whether it comes from my father's orchard, or from my sister's orchard, or my sons or brothers orchard it is labelled as Hassan Mahmud's fruits, therefore, it is not allowed to move. By this act therefore, I and doctor Sahib are deprived of eating good mangoes of the season. We can only buy them in

the market. Mr. Speaker, who is being damaged. Not I Because whatever false taxation they impose the amount is being credited to my account but what about the poor contractors. How directly they are being involved.

I am moving for the rectification of this in the right courts but I am just giving an example to show as to how the government officers are behaving if not at the behest of the Provincial Government, at the behest of special officials deputed for the purpose of coercing politicians who do not see eye to eye with the People Party. Do you think Mr. Speaker that this country can live without democracy and do you think that in democracy there is no change possible ? Democracy envisages change of Government. What will happen to those officials when the benches have been exchanged ? We believe in fair government, we believe in security of service and, throughout these four years, we have been advocating that service-guarantee should be given to the government employees so that they can dispense justice without prejudice and partiality and when one is in the Opposition his interests shall be safeguarded equally but if they believe that their regime is not to come to an end, if they believe that they will win under all circumstances ; then please don't be misled by those ideas because God has certain powers which even voters don't have.

Mr. Speaker, one of my colleagues has mentioned the enormous amount of expenditure that is being incurred on General Administration. We are a Province with a revenue deficit. We should have appointed a committee for applying huge cuts to effect economy in the Provincial Administration but, instead of that, we are increasing our burden to the extent that we are going down on our knees and depending on loans. The Finance Minister evaded of my fundamental

points that we have appropriated the moneys of public account towards the balancing of budget in order to meet the heavy expenditure on General Administration.

Sir, won't there be a tea interval ?

Mr. Chairman : No. it will not be suitable for your health.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmood : Alright,

Mr. Speaker, with this Government although the Ministers look at me with despondency, no section of population is happy because of indiscriminate injustices being done in the name of democracy and revolution. Ask a Tongawala ; he is unhappy. Ask a Butcher ; he is unhappy. The students are unhappy, the labour is unhappy. There is nobody who is happy.

(At this stage Mr. Speaker occupied the Chair)

Is it not their fundamental duty to create a healthier environment in the Province so that people can flourish so that they can live in accordance with the provisions of the Constitution the enforcement of which is obligatory on every organ of Government and so that they can live freely and breathe freely ? I do not wish to discuss your law and order situation directly but look at the murders and thefts in the Province. It is because the civil administration has gone out of control. As you make them do things to oblige yourselves therefore, they take liberties and they do not perform their duties conscientiously and properly. I would request, once again through you Mr. Speaker, that on such occasions, it is in keeping with the decorum of the House (1) that on budget debates, specially when discussion is being held on important subjects the attendance should not be so thin and (2) the Chief Minister's presence only lends dignity and gives

strength to the members of this legislature and which would have also ensured proper attendance in the official gallery by all the departments which are under discussion today.

With these words I hope that the government will appreciate what I have said which has been said without any malice and without any ill-will. I have merely pointed out what the Government's functions are and how this Government can make this country thrive and live long. Thank you, Mr. Speaker.

مسٹر سپیکر : مسٹر نذر حسین منصور ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر ۔ نظم و نسق کسی قوم اور ملک کا اتنا بڑا مسئلہ ہے کہ کسی قوم اور ملک کی اگر سیاسی اور انتظامی تاریخ کو سامنے رکھ کر نظم و نسق کے مسئلے پر غور کیا جائے تو ایک بات صاف طور پر سامنے آتی ہے اگر نظم و نسق بہترین اور کسی برائی سے مبرا ہے تو وہ قوم یا وہ حکومت ترقی کر سکتی ہے ۔ بلکہ میں یہ کہوں گا کہ نظم و نسق کو دیکھ کر ہی کسی حکومت کی کامیابی یا ناکامی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ، اور کسی معاشرے یا کسی حکومت کی نظم و نسق کی پالیسیوں کو دیکھ کر ہی ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حکومت ترقی کر رہی ہے یا حکومت محض اپنے ذاتی اور سیاسی مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے ۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ نظم و نسق کے اداروں کو چلانے والے افراد ہمیشہ سے اپنے ذاتی ، نجی اور سیاسی مفادات کے تحفظ کے لئے نظم و نسق کے ادارے استعمال کرتے رہے ہیں ۔ جنرل ایڈمنسٹریشن کو چلانے والے افراد کے سپرد قومی یا معاشی رجحانات کے تحفظ کے برعکس محض حکومت کے مخصوص ذاتی و سیاسی مفادات کے تحفظ کا کام کیا جا رہا ہے تا کہ حکومت سیاسی طور پر زندہ رہ سکے ۔ اسی طریقے سے پچھلی حکومتوں نے بھی ایڈمنسٹریشن کو استعمال کیا تھا ۔ مجھے افسوس ہے کہ پیپلز پارٹی اپنی بہترین کوششوں کے باوجود عوام کی توقعات پر پوری نہیں اتر سکی ۔ پنجاب میں ایسے بہت سے واقعات رونما ہوئے ہیں جہاں ایڈمنسٹریشن کو غیر ضروری طور پر استعمال کیا گیا ۔ جن میں سیاسی جلسوں میں انتظامیہ کی مداخلت شامل

ہے ۔ پیپلز پارٹی کو ایک ملک گیر پارٹی کہا جا سکتا ہے ۔ اس نے ایک انقلابی پارٹی ہونے دعویٰ کیا تھا ۔ لیکن اس کے انقلابی ، ترقی پسندانہ ، عوامی اور جمہوری کردار پر سب سے بڑی ضرب انتظامیہ کے غلط استعمال یا اس پر ضرورت سے زیادہ اعتماد سے پڑتی ہے ۔ سابقہ حکومتوں کی بھی یہی بدقسمتی رہی ہے ۔ جب انتظامیہ یا افسران پر ضرورت سے زیادہ اعتماد کرنے کی کوشش کی گئی تو اسی وقت سے اس جماعت کا زوال شروع ہو گیا ۔ جنرل ایوب خان 1958ء میں یقیناً پنجاب اور ملک کے عوام میں ایک ہیرو کی طرح ابھرے تھے ۔ لیکن انہوں نے ایڈمنسٹریشن کو استعمال کیا ۔ جب انتظامیہ کے افراد نے ایک حکمران کی طرح اپنا رول ادا کرنا شروع کیا تو اسی وقت عوام کی نفرت حکومت کے خلاف بڑھنی شروع ہو گئی ۔ اسی طریقے سے آج پیپلز پارٹی باوجود اپنی بہترین کوششوں ، دعوؤں اور پروگراموں کے ایڈمنسٹریشن کو ضرورت سے زیادہ استعمال کر رہی ہے اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ اس جماعت کے خلاف عوام میں نفرت کی سب سے بڑی ذمہ دار ایڈمنسٹریشن ہے پھر ایڈمنسٹریشن پر اٹھنے والے اخراجات کے علاوہ وزراء کا اپنا سیاسی کردار اور فرض منصبی ادا کرنے کا طریقہ کار بھی قابل غور ہے ۔ خاص طور پر میں یہ کہوں گا کہ جب ہم انقلاب کی یا ملک عبدالقیوم صاحب مزدور یا سوشلزم کی بات کرتے ہیں تو نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی اس سوچ اور عملی زندگی میں زبردست تضاد پایا جاتا ہے ۔ وہ مزدوروں کے سامنے جا کر تقریر کرتے ہیں ، اسمبلی میں تقریر کرتے ہیں ، چترال تقریر کرتے ہیں ، انقلابی قسم کی تقریر کرتے ہیں اور مزدروں کسانوں کے لئے واویلا کرتے ہیں ۔ لیکن ان کی اپنی زندگی ، ان کا اپنا طرز عمل ، ان کا اٹھنا بیٹھنا ، کھانا پینا ان کا لباس اور گفتگو اس قسم کی ہے کہ ہم اس کو انقلابی یا عوامی نہیں کہہ سکتے ، بلکہ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : اس قدر ذاتیات پر نہ اتر آئیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور : میں تو حوالے کے طور پر بات کر رہا ہوں ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اگر اپنی ایڈمنسٹریشن پر رقم خرچ کی جاتی ہے اور ان کو اتنی سہولتیں دی جاتی ہیں تو پھر صوبے کے چیف ایگزیکٹو ہیڈ اور اس کی کابینہ پر بھی ایک ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ بہترین ایڈمنسٹریشن دیں ۔ لیکن وہ نہیں دے سکتے ، اس لئے کہ قوم

کے حقوق کے ضمن میں ان کی گفتار اور کردار میں زبردست تضاد ہے اور وہی روایتی طریقہ کار اب بھی اپنایا جا رہا ہے جس کے تحت پچھلی حکومتیں اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے ایڈمنسٹریشن کو پالیسی دیتی تھیں - پیپلز پارٹی نے انقلاب اور تبدیلی لانے کا وعدہ کیا تھا پیپلز پارٹی کا انقلاب لانے کا نعرہ اب بھی عوام کے ذہن یاد رکھے ہوئے ہیں - لیکن اقتصادی ، معاشرتی ، معاشی یا کسی بھی جمہوری شعبہ ہائے زندگی میں انقلاب لانے کے لئے آپ کو سب سے پہلے انتظامیہ میں انقلاب لانا پڑے گا - انتظامیہ کے افراد کی سوچ بدلنا پڑے گی جو اسی وقت بدل سکتی ہے جب آپ اپنی سطح پر اپنے طور پر تبدیلی لائیں گے - انتظامیہ اور نظم و نسق کے لئے اتنی زبردست ذمہ داری پر ذی شعور شہری اور پر سمجھ دار سیاست دان کے سامنے ہے - اگر انتظامیہ نے اختیارات کا ناجائز استعمال کیا اور آپ نے انتظامیہ کا محاسبہ کرنے کا اپنے آپ کو اہل نہ پایا تو میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ خواہ آپ کتنی اچھی تقریریں کر لیں ، بہترین معاشی پروگرام دیں ، کتنے ہی فنڈز اور قوم کا سرمایہ ان اداروں پر عوام پر خرچ کریں ، آپ انتظامیہ کو بہترین طریقے سے نئی انقلابی سوچ نہ دے سکیں گے - سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اگر آپ ان میں سروسز کے عدم تحفظ کے احساس کو ختم نہ کر سکے تو میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ آپ اپنے فرائض ادا کرنے میں ناکام رہیں گے اور آپ کی ناکامی آپ کی پارٹی کی ، بلکہ میں یہ کہوں گا کہ اس صوبے کی ناکامی ہو گی - ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر : راجہ محمد افضل خان -

راجہ محمد افضل خان : جناب والا - نظم و نسق عامہ کا مسئلہ آج زیر بحث ہے - ہمیں آج یہ دیکھنا ہے کہ جس انداز سے موجودہ نظم و نسق چلایا جا رہا ہے اس سے عوام کو کوئی فائدہ پہنچ رہا ہے ؟ اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں -

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

نظم و نسق ایک خاص تربیت یافتہ عناصر کا منصب ہے - نظم و نسق چلانے کے لئے خاص طور پر ایڈمنسٹریٹر تیار کئے جاتے ہیں - ایڈمنسٹریٹیو کالج میں بہت پڑھے لکھے اعلیٰ کردار کے لوگوں کو نظم و نسق چلانے کی

تربیت دی جاتی ہے - ان کے کردار اور ضمیر میں انصاف اور اصولوں کی جڑوں کو رہنما بنیاد بنایا جاتا ہے - لیکن گزشتہ پانچ برس کا ہمارا مشاہدہ ہے کہ جب وہ وہاں سے فارغ ہو کر موجودہ حکومت کے ترغیب میں آتے ہیں تو انہیں اس کے برعکس ضمیر فروشی ، بددیانتی اور نا انصافی کا سبق دیا جاتا ہے - جس کے نتیجے میں ہم ایک ایسے مقام پر پہنچ چکے ہیں جہاں اس ملک کا نظم و نسق تباہ ہو چکا ہے - اس نظام کو ہم قابل فخر سمجھتے تھے - جو ماضی میں فرنگی کے دور میں عمل پذیر ہوا اور انہی سے یہ افراد تربیت حاصل کرتے تھے اور اگرچہ انہوں نے ایک غیر ملکی حکومت کو اس خطے کے عوام پر مسلط رکھا - لیکن ان میں خوبیاں اور انصاف اس حد تک تھا اور ان کا کردار اس حد تک بلند تھا کہ لوگوں میں مایوسی نہ تھی - آج وہی انتظامیہ مرکز کے احکامات کے تابع ہو کر رہ گئی ہے ، کیوں کہ حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں پر صوبائی حکومت کی نسبت مرکز کا حکم زیادہ چلتا ہے - ایسے حالات میں جب کہ انتظامیہ کو اپنی حفظ سے بھی محروم کر دیا جائے اور مرکز اس کو اس انداز سے استعمال کرے کہ ایک دوسرے صوبے کی اور اپنے صوبے کی قیادت کو ختم کرنے کا وہ سنگین جرم کرے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کو ہم ان اصولوں سے اس حد تک گرا چکے ہیں کہ آئندہ ان کو ایڈمنسٹریٹیو کالج میں تربیت دینے کی کوئی ضرورت نہیں کیوں کہ ایسے افراد عام لوگوں میں سے بھی چنے جا سکتے ہیں اور ان پر فضول خرچی کرنے کی کسی طرح سے ضرورت نہیں - جس طریقے سے انتظامیہ کو استوار کیا جا رہا ہے - اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ موجودہ حکومت ایک پارٹی کی حکومت قائم کرنے کی طرف قدم بڑھا رہی ہے - میں واشگاف الفاظ میں یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ مرکزی حکومت کو اس بات کا علم ہے کہ یہاں چار صوبے ہیں اور پھر یہاں ایک شخص کی حکومت قائم کرنے کی سوچ کے لئے سخت خطرے کا باعث ہے - کیوں کہ ہر صوبے کی یہ خواہش اور کوشش ہوتی ہے کہ اسے اپنے کاموں میں پوری طرح سے عمل دخل ہو اور وہ اپنی قیادت قومی سطح پر ابھارے - مگر افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ بڑا صوبہ ہونے کے باوجود پنجاب کی حکومت اور انتظامیہ میں قیادت کا فقدان ہے اور سب کچھ مرکزی حکومت کا پیدا کردہ ہے - مسائل موجود ہیں اور مثالیں بھی موجود ہیں جو کہ میں اس ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ کس طرح قانون کے محافظ مجسٹریٹوں کو استعمال کیا گیا ، کس طرح

انہیں مرکز سے براہ راست ہدایات آتی رہیں اور کس طرح سے جلسے اکھاڑے گئے اور اہل قلم ، اہل دین اور محب وطن سیاست دانوں کو روندا گیا اور انتظامیہ کے کسی بھی افسر نے اس کے خلاف مزاحمت کرنے کی جرأت نہ کی ۔ اس صوبے میں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ انتظامیہ کے کسی افسر نے کسی اہل قلم ، محب وطن سیاست دان کی حمایت کی ہو ۔ یہ فریضہ بھی عدالت عالیہ ہی کو سر انجام دینا پڑتا ہے ۔ مجسٹریٹوں کا یہ حال ہے ۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ایک دفعہ ایر مارشل اصغر خاں ملتان میں پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے تو مجسٹریٹ نے غنڈوں کو لے کر پولیس کی قیادت میں فائرنگ کروائی اور ان پر گولی چلوائی ۔ لیکن وہ بال بال بچ گئے کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ اس کی کوئی تحقیقات کروائی جائے اور ان لوگوں کے خلاف کوئی کارروائی کی جائے جن کو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے ۔ پھر جہاں تک انتظامیہ اور انصاف کا تقاضا پورا کرنے کا تعلق ہے ، میں آپ کے سامنے دو مثالیں پیش کرتا ہوں اور وہ بھی آپ ہی کے متعلق ہیں ۔ اگر یہ مثالیں میرے متعلق ہو سکتی ہیں تو اوروں کے متعلق بھی ہو سکتی ہیں ۔ جیلوں میں جہاں دو سو آدمیوں کی جگہ ہے ، وہاں تیرہ تیرہ سو آدمی بھرے پڑے ہیں ۔ اس لئے کہ انتظامیہ انصاف کا تقاضا پورا نہیں کر سکتی اور بر وقت کام نہیں کر سکتی ۔ پہلی مثال کے طور پر میں وہ واقعہ پیش کرنا چاہتا ہوں جب 1970ء میں میں الیکشن میں کامیاب ہوا تھا تو کچھ جیب کتروں نے میری جیب کاٹ لی تھی ۔ میں نے اسے پکڑ لیا ۔ اب 1976ء ہو چکا ہے لیکن ان کے خلاف ابھی تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی ہے ، نہ انہیں عدالت میں لایا گیا ہے اور نہ ہی ان پر جرم عائد کیا گیا ہے ۔ دوسری مثال وہ واقعہ ہے جب 1973ء میں دن دہاڑے میرا گھر لوٹا گیا ۔ اس وقت ان مجرموں کو پکڑا گیا اور آج تک مجھے عدالت میں بیان کے لئے نہیں بلایا گیا نہ کوئی تاریخ مقرر کی گئی اور نہ ہی ملزموں کو عدالت کے سامنے پیش کیا گیا ہے ۔ یہ دو واقعات آپ کی کارکردگی کی واضح مثالیں ہیں جو اس معزز ایوان کے ایک رکن کے ساتھ پیش آئے ہیں ۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کہاں تک انصاف ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ جیل خانے بھرے جا رہے ہیں ، اور یہی وجہ ہے کہ انتظامیہ پر اب اعتماد ختم ہو رہا ہے ۔ آپ کسی عدالت میں جائیں ۔ یہی معلوم ہوگا کہ آج فلاں وزیر صاحب آ رہے ہیں ، آج وزیر اعظم کا جلسہ ہے ، یہ بندوبست کرنا ہے اور وہ بندوبست کرنا ہے ۔

آج کبھی نہیں ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ تمام انتظامیہ اور تمام وزراء صرف سیاسی کاموں اور آئندہ انتخابات جیتنے کی تیاری میں مصروف ہیں ۔ سب سے زیادہ افسوس کی بات تو یہ ہے مرکز صوبائی انتظامیہ کو استعمال کر رہا ہے ۔ جب مرکز صوبائی انتظامیہ کو استعمال کر رہا ہے تو تمام ٹیکس بھی مرکز کو ادا کرنے چاہئیں ، صوبہ کیوں ادا کرے ۔ جب ہمارا مقصد پورا نہیں ہو رہا ، جب ہمیں انصاف نہیں مل رہا تو ٹیکس کیوں ادا کریں ؟ بلکہ ہمارے ساتھ الٹی کارروائی ہوتی ہے ۔ یہ ایک ظالمانہ اور غیر منصفانہ نظام کی نشاندہی کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ ڈپٹی کمشنروں کو یہاں تک کہا گیا ہے کہ اپنے علاقے کے معتبر لوگوں کے نام دیں تا کہ ہم انہیں ٹکٹ دے سکیں ۔ اس سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ ہر ڈپٹی کمشنر علاقے کا صدر بھی ہے اور وہاں کا ایس ۔ پی پارٹی کا جنرل سیکرٹری ہے ۔ انتظامیہ اپنے بنیادی حقوق سے منحرف ہو چکی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اتنا روپیہ جو انتظامیہ پر خرچ کیا جا رہا ہے اس کی اب کوئی ضرورت باقی نہیں ۔ جناب والا ۔ میں عرض کروں گا کہ اگر اس ملک کا نظم و نسق برقرار رکھنا ہے تو انتظامیہ میں مرکز کی کی مداخلت ہمیشہ کے لئے ختم کی جائے ۔ اور صوبائی حکومت کو اختیار دیا جائے کہ وہ اپنی انتظامیہ کو براہ راست اپنے ہاتھ میں رکھے ۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ لوگوں کو صحیح انصاف ملے اور قانون کی حکمرانی ہو تو پھر یہ لازمی ہے کہ انتظامیہ کے اندر سیاسی مداخلت نہ کی جائے اور اسے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال نہ کیا جائے ، کیوں کہ یہ قوم کا سرمایہ ہے اور قوم اس لئے بھاری معاوضہ ادا کرتی ہے ۔ عوام کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ انتظامیہ کی خدمات حاصل کریں ۔ حکومتیں بدلتی رہتی ہیں اور انتظامیہ عوام کی خادم ہوتی ہے ۔ اس کو اس طرح سے استعمال کیا جائے کہ تمام صوبے کے عوام اس سے فائدہ حاصل کر سکیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : چوہدری طالب حسین ۔ چوہدری امان اللہ لک (فاضل اراکین موجود نہ تھے ۔) سید طاہر احمد شاہ ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! صوبائی انتظامیہ کا شعبہ نظم و نسق عامہ جن غیر جمہوری اقدامات ، دھاندلیوں ، بدعنوانیوں اور اقربا نوازیوں کا شکار ہے وہ ہم سے آپ سے اور اس صوبے کے عوام سے قطعی طور پر مخفی نہیں ۔ یہ ایک الگ بات ہے کہ آپ محسوس تو کرتے ہیں مگر آپ اس کا اعتراف نہیں

کرتے لیکن ہم اخلاق جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اور عوام کی نمائندگی کا حق ادا کرتے ہوئے اسے محسوس کرتے ہوئے اس ایوان میں برملا اظہار کرتے ہیں ۔ جب ہم حکومت کی کسی ایجنسی میں بدعنوانیوں کی نشاندھی کرتے ہیں تو ہونا تو یہ چاہئے کہ حکومت ان ناانصافیوں اور زیادتیوں کا ازالہ کرے ، عوام کی بھلائی کے لئے انتظامیہ کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی کرے ۔ حکومت کے کارکنان اور کارپردازان ان بدعنوانیوں ، ناانصافیوں اور زیادتیوں کا ازالہ کرنے کے لئے انتظامیہ کی مشینری کے خلاف عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کوئی تادیبی کارروائی کرے ، ان کی مزید اقدامات کے ذریعہ اصلاح کرے ۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ اپنی ناکامیوں کی پردہ پوشی کے لئے ان ظالم ، نا اہل اور بدعنوان لوگوں کو پاؤس کے سامنے تحفظ دینے کا رنگ دیا جاتا ہے ۔ جناب والا ۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ انتظامیہ اور حکومت وقت پاکستان پیپلز پارٹی کی ایک ذاتی ملازم کی حیثیت اختیار کئے ہوئے ہے جب کہ آئین ، قانون اور انصاف کے تقاضوں کے تحت انتظامیہ کو عوام کا خادم ہونا چاہئے ۔ نہ صرف یہ کہ انتظامیہ کے افراد ایک خاص فرد یا طبقے کے ذاتی ملازم ہو کر رہ گئے ہیں ، بلکہ انہیں جائز بنیادی تحفظ کے حقوق سے بھی محروم کر دیا گیا ہے ۔ ہمارا یہ مشاہدہ ہے کہ اب کوئی بھی آفیسر اپنے تجربات کی روشنی میں ، اپنی خداداد صلاحیتوں کو عوام کی فلاح و بہبود اور آئین اور قانون کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے قطعی طور پر محض اس لئے بروئے کار نہیں لا سکتا یا نہیں لانا چاہتا کہ اسے یہ علم ہے کہ جب ان میں سے کسی بھی شخص نے حکومت کی ناجائز خواہش کو پورا کرنے سے انکار کی جرأت کی ، یا اس سلسلے میں لیت و لعل کا سہارا لیا ، تو اس کا مستقبل تاریک سے تاریک تر ہو جائے گا ۔ آسے اپنی ملازمت سے ہاتھ دھونے پڑیں گے ۔

جناب والا ۔ آج انتظامی اخراجات ، جو کہ غیر ترقیاتی اخراجات ہیں ، عوام کی خواہشات کے برعکس ہیں اور ان میں بے پناہ اضافہ کیا جا رہا ہے ۔ آج ہم شاید اس بات کی داد دیتے اگر انتظامیہ کے نظم و نسق کے شعبہ کے اہلکاران ، سماجی اور معاشرتی برائیوں اور معاشرے میں ہونے والی ناانصافیوں کا ازالہ کرنے کے لئے بہتر منصوبہبندی کرتے اور اس ملک سے رشوت ، غنڈہ گردی ، دہاندلی ، چوربازاری ، بدعنوانی اور اقربانوازی کے خاتمے کی

کوشش کرتے ۔ مگر آج رشوت ایک گدھ کی طرح ہے عوام کے جسموں کو نوچ رہی ہے اور حکومت وقت کے کانوں تک جوں تک نہیں رینگتی ۔ جناب والا ۔ جہاں یہ صوبے کے مفاد کے خلاف ہے وہاں ، آپ مانیں یا نہ مانیں ۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ بات جلد یا بدیر آپ کے مفاد میں نہیں ثابت نہیں ہو گی اگر آج سیاسی انتقامی کارروائیاں ہوتی رہیں اور انتظامیہ اسی طرح سے دخل انداز ہوتی رہی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ جنرل ایڈمنسٹریشن ، پاکستان پیپلزپارٹی کا ایک ذیلی ادارہ بن کر رہ جائے گی ، یا یہ ایک ذیلی تنظیم پیپلز پارٹی کا ایک ذیلی ادارہ بن کر رہ جائے گی ، یا یہ ایک ذیلی تنظیم یا پیپلز کارڈ کی حیثیت اختیار کر لے گی ۔ جیسا کہ آج ہے ۔ آج یہ جنرل ایڈمنسٹریشن پیپلز کارڈ کی حیثیت اختیار کر چکی ہے اور پاکستان پیپلز پارٹی کے ناخداؤں اور حکمرانوں کی جائز اور ناجائز خواہشات کو پایہ تکمیل تک پہنچانا اپنا فرض منصبی سمجھتی ہے ۔

جناب والا ۔ آج اس دور میں کون نہیں جانتا کہ شرفا کی پگڑیاں سربازار اچھالی جاتی ہیں ۔ عوام کی جان و مال کے تحفظ کی ضمانت حکومت اور انتظامیہ کا سب سے بڑا فریضہ ہوتا ہے اور وہ چیز آج قطعی طور پر ناپید نظر آتی ہے ۔ آج ہم یہ دیکھتے ہیں کہ عوام کی خواہشات کے برعکس غیر آئینی ، غیر قانونی ، غیر اخلاقی ، غیر جمہوری اور غیر سماجی روایات کو مزید طول دینے کے لئے سیاسی ناانصافیوں اور انتقامی کارروائیوں کا سلسلہ جاری ہے کس قدر شوم کا مقام ہے کہ آج اس معزز ایوان کے دو معزز ارکان اور سابق وزراء جناب افتخار احمد تاری اور چوہدری ارشاد احمد کا کوئی پتہ نہیں ۔

سید ناظم حسین شاہ : پوائنٹ آف آرڈر سر ۔ جناب والا ۔ میں معزز رکن سے آپ کی وساطت سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ متعلقہ بات کریں ۔ وہ کٹ موشن پر تقریر کر رہے ہیں نہ جنرل ڈسکشن کر رہے ہیں ۔

Syed Tahir Ahmad Shah : I think, I am quite relevant.

Syed Nazim Hussain Shah : Of course, you think that you are relevant, but other people do not agree with you.

Mr. Deputy Speaker : I think let him conclude his arguments.

سید ظاہر احمد شاہ : جناب والا ۔ جب چوہدری ارشاد اور انتظار احمد تاری کا نام لیا جاتا ہے تو ان پر لرزہ کیوں طاری ہو جاتا ہے ؟

سید ناظم حسین شاہ : ہمارے اوپر لرزہ طاری نہیں ہوتا ۔ آپ پر ضرور ہوتا ہے ۔

سید ظاہر احمد شاہ : جناب والا ، یہ وقت بتائے گا ۔ اور ماضی شاہد ہے ۔

سید ناظم حسین شاہ : ہاں ، ہاں ، یہ وقت بتائے گا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : دونوں سید ہیں ۔ میرے لئے درمیان میں کھڑا ہونا مشکل ہے ۔

Syed Tahir Ahmad Shah to continue with his speech. No other remarks. Syed Nazim Hussain Shah ! please resume your seat.

Syed Nazim Hussain Shah : Of course, I will resume my seat under your orders. I will obey your orders.

لیکن ان میں اتنا بھی اخلاقیات کا پہلو نہیں کہ وہ جمہوریت جمہوریت کی تو اتنی رٹ لگاتے ہیں لیکن میں ایک پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں اور یہ ہر ممبر کا حق ہوتا ہے کہ جب وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہو تو جو ممبر تقریر کر رہا ہو وہ اس کو بات کرنے کا موقع دیتے ہیں ۔

Mr. Deputy Speaker : I have noted down your point of order, and I have told you to let him conclude his arguments.

سید ناظم حسین شاہ : ان کو آداب اسمبلی اور رولز اور ریگولیشن بھی بتا دیں کہ کس رول کے تحت وہ تقریر کر رہے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ وہ جانتے ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ۔ میں رواج کو سمجھتا ہوں ، پابندی کا خیال زیادہ رکھتا ہوں ۔ آپ حکومت کی طاقت کے نشے میں ہیں یہ کارروائی چھوڑ دیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

سید لاظم حسین شاہ : عوام کی حکومت ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : وہ تو عوام بھی جانتے ہیں ۔

سید لاظم حسین شاہ : اخلاقی طور پر جس پارٹی کے پابند ہیں اس کے ساتھ رہیں گے ۔ ایک منشور لے کر آئے ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ۔ مذاق کے طور پر ایک واقعہ میں آپ کو سناتا ہوں ۔ پچھلے دنوں مشرقی پنجاب کے وزیر اعلیٰ لاہور میں تشریف لائے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : کہیں یہ واقعہ irrelevant نہ ہو جائے ؟

سید طاہر احمد شاہ : میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پچھلے دنوں مشرقی پنجاب کے وزیر اعلیٰ گیانی دیال سنگھ اپنی مذہبی رسومات کی ادائیگی کے کے سلسلے میں لاہور تشریف لائے تو حکومتی پارٹی کے ایک کارکن ان کے پاس گئے ۔

سید لاظم حسین شاہ : جناب والا ۔ یہ irrelevant تقریر کر رہے ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : آپ میری بات سنیں تو سہی ۔ میری بات تو مکمل ہو جانے دیں ۔

Mr. Deputy Speaker : Shah Sahib ! Does it not relate to the foreign affairs ?

آپ یہ سوچ لیں ۔

Syed Tahir Ahmad Shah : I got your permission, sir.

مسٹر ڈپٹی سپیکر : نہیں ۔ میں نے جو محسوس کیا ہے وہ یہ ہے کہ اس کا بیرونی ملک سے تعلق ہے ۔ پھر آپ نے اس صوبے کا نام لیا ہے ۔ یہ ہمارا پڑوسی ملک ہے ۔ آپ اس کا نام تو نہ لیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : اچھا جناب ، میں نام نہیں لوں گا ۔ یہ سب ہمارے بھائی ہیں ۔ یہ سب ہمارے دوست ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : نہیں ، نہیں ۔ آپ یہاں پر ان کا نام لیں ۔ لیکن پڑوسی ملک کے وزیر اعلیٰ کا نام نہ لیں تو بہتر ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ۔ میں مذاق کے طور پر یہ بات کر رہا ہوں ۔ یہ واقعہ ان کے ذہنوں کی عکاسی کرتا ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ یہ بات لابی میں کریں ۔

سید طاہراحمد شاہ : جناب والا ۔ میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ یہ ان کے ذہنوں کی عکاسی کرتا ہے ۔ آپ سنیں تو سہی ۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب والا ۔ آپ نے رولنگ دے دی ہے ، پھر بھی فاضل رکن بات کر رہے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : میں نے تو ان کو کہہ دیا ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ۔ صبح کو جب وہ اٹھا ۔ ابھی اس نے اپنا منہ ہاتھ نہ دھویا تھا کہ اس نے وہ خبر پڑھی ۔ وہ جلدی میں مشری کا لفظ پڑھنا بھول گیا ۔ اس نے کیا کیا ؟ اس نے اپنا منہ ہاتھ دھویا ، بھاگتا ہوا گیانی دیال سنگھ کے حضور میں پہنچا اور کہنے لگا کہ جناب ، حضور سردار صاحب ، آپ کو مبارک باد ہو ۔ آپ پنجاب کے وزیر اعلیٰ نامزد ہو گئے ہیں اور اب آپ کو اپنی کابینہ تشکیل دینی ہے ۔ میں بڑا تجربہ کار عوامی نمائندہ ہوں ۔ آپ کابینہ سازی میں مجھے نہ بھولیئے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر : آپ کس بات پر بول رہے ہیں ؟

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ۔ میں صرف مذاق کے طور پر یہ بات کر رہا ہوں ۔ اور چیر کی اجازت سے بات کر رہا ہوں ۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب والا ! یہ جو واقعہ بیان کر رہے ہیں یہ بھی اسی کے تحت اس طرف گئے ہیں ۔ میں نے پرسوں بھی عرض کیا تھا کہ spanish بیل کی طرح ان کی بھی حالت ہے ۔ کیونکہ جب بیل کو لال جھنڈی دکھائی جائے تو بیل کا رخ اسی طرف ہو جاتا ہے ۔ انہیں بھی جس طرف لال جھنڈی نظر آجائے یہ بھی اسی طرف بھاگ جاتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ، میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ اس کو cousins کی لڑائی نہ بنالیں ۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب والا ۔ یہ cousins کی لڑائی نہیں ۔ یہ تو اپنی آپ بیتی بتا رہے ہیں کہ جب پنجاب کے وزیر اعلیٰ بن گئے تو انہوں نے اللہ سے کہا کہ جناب ، جب آپ کابینہ بنالیں تو آپ ہمیں نہ بھولئے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ۔ سردار صاحب نے ان کی بات پورے خلوص اور غور سے سنی ۔ جب وہ بات ختم کر چکے تو سردار صاحب نے فرمایا کہ مجھے آپ کی خواہش کا بے حد افسوس ہے کہ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے ۔ میں پاکستان کے پنجاب کا نہیں ، ہندوستان میں واقع مشرقی پنجاب کا وزیر اعلیٰ ہوں ۔ اس لئے میں آپ کی خواہش کو پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچا سکتا ۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب سپیکر ۔ شاہ صاحب کی ابھی تک غلط فہمی دور نہیں ہوئی ۔ اب تو خدا را ان کی غلط فہمی دور ہو جانی چاہئے تھی کیونکہ وہ تو مشرقی پنجاب کے وزیر اعلیٰ تھے ۔ اب وہ کس سلسلے میں ادھر بیٹھے ہوئے ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ۔ اگر میری یہ خواہش ہوتی تو میں

آج ادھر نہ بیٹھا ہوتا اور سید ناظم حسین شاہ صاحب کی سیٹ پر میرا نام لکھا ہوتا۔"

سید ناظم حسین شاہ : اگر یہ آپ کی خواہش نہ تھی تو پھر کس کی تھی ؟

سید ظاہر احمد شاہ : جناب والا - میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ چوہدری ارشاد اور میاں تاری جو کہ اس معزز ایوان کے معزز ارکان ہیں اور پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کے سابق وزرا بھی ہیں ، انتظامیہ کے غیر جمہوری اقدام کی وجہ سے انہیں اغوا کیا گیا - بادی النظر میں عدالت عالیہ نے ان کے اغوا کے واقعات کو درست تسلیم کیا - یہ بڑا ہی شرمناک واقعہ ہے - آپ کی انتظامیہ اس سیاسی عمل کے جاری و ساری رہنے میں زبردست قسم کی مداخلت کر رہی ہے جو نہ صرف صوبے ، بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ملک اور قوم کے مفاد میں بھی نہیں - یہاں پر انتظامیہ اس قدر بے حس اور بے ضمیر ہو چکی ہے کہ عدالتوں کے باقاعدہ جاری کردہ احکامات کی بھی پروا نہیں کی جاتی اور وہ کھلے بندوں عدلیہ کے احکامات کی تکمیل کرنے سے انکار کر دیتے ہیں - اس لئے کہ وہ صرف یہ استدلال پیش کرتے ہیں کہ انہیں اس میں حکومت وقت کی اجازت نہیں جو ہمیں اوپر سے حکم ملے گا ، ہم اس کی تعمیل کریں گے -

جناب والا - اکثر یہ خبریں پڑھنے میں آتی ہیں - کہ فلاں شخص پولیس کے مقابلے میں مارا گیا - میں ان غنڈہ یا سماج دشمن عناصر کی باقاعدہ پیروی نہیں کرنا چاہتا - مگر حقیقت حال یہ ہے کہ اگر حکومت یا انتظامیہ یہ سمجھتی ہے کہ کسی شخص نے کسی ایسے جرم کا ارتکاب کیا ہے تو اس کے لئے پہلے سے سزا دینے کے لئے قوانین موجود ہیں - ان قوانین کو بروئے کار لانا چاہئے اور ان کے مطابق انہیں سزا دینی چاہئے - اگر قوانین موجود نہیں ، تو ایسے قوانین بنائے جائیں - ٹھیک ہے - میں یہ کہتا ہوں ، اور ہم بھی اس کی تائید و حمایت کرتے ہیں کہ ان سماج دشمن غنڈہ عناصر کو نہ صرف پھانسی کے تختے پر لٹکایا جائے ، بلکہ ایسے قوانین بنائے جائیں جو موثر ثابت ہو سکیں - ہم بھی آپ کے اس کام میں شامل ہوں گے کہ ان لوگوں کو باقاعدہ طور پر ایک دیانت دار ٹیم کے ذریعے ٹریبونل بنا کر یا انکوائری کمیٹی بنا کر ان کے جرم ثابت ہونے پر اس صوبے کے شہریوں کے سامنے

[illegible] کر ان کی لاشوں کو [illegible] کو عبرت حاصل ہو ۔ مگر نہیں ہمیں یہ ڈر ہے ہمیں اس بات کا اندیشہ ہے کہ غنڈہ عناصر کو ختم کرنے کی آڑ میں سیاسی اور ذاتی مخالفین کو ختم کرنے کے لئے اس مہم کا آغاز کیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ ہم چاہتے ہیں کہ غنڈہ گردی ختم ہو ۔ ہم چاہتے ہیں کہ لاقانونیت ختم ہو ۔ قانون اور عدل کا بول بالا ہو ۔ آپ ضرور ایسے قوانین بنائیں ۔

مسٹر سپیکر : کیا لیجسلیشن کا اس سے کوئی تعلق ہے ؟

سید طاہر احمد شاہ : نہیں ۔ جناب والا ۔ میں انتظامیہ کے مسئلے پر یہ بات کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ، آپ اس طرح تو نہ کریں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ۔ صرف ریفرنس کے طور پر ۔

مسٹر سپیکر : آپ تو سات منٹ سے قانون کے متعلق بات کر رہے ہیں ۔ ریفرنس سات آٹھ منٹ تو لمبا نہیں ہوتا ۔ ایک فقرہ ہو گیا تو بس ٹھیک ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ۔ انتظامیہ کے جو سیاہ کارنامے ہیں اور جس طریقے سے قتل کئے جاتے ہیں اور قوانین کو پامال کیا جاتا ہے ۔ میں اس ریفرنس پر بات کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : آپ شاید صبح موجود نہ تھے ۔ یہاں پر اس بات کا سب دوستوں نے اعتراف کیا تھا کہ پولیس اس نظم و نسق میں نہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ۔ وہ انتظامیہ کا main محکمہ ہے اور میں نے ریفرنس کے طور پر کہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ دس منٹ سے اس موضوع پر بات کر رہے ہیں ۔ اگر یہ ریفرنس نہ ہوتا تو پھر معلوم نہیں کہ آپ کی تقریر اس موضوع پر کتنی لمبی ہوتی ۔

سید ظاہر احمد شاہ : جناب والا ۔ میں اس ضمن میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ذاتی طور پر میرے علم میں ہے ۔

مسٹر سپیکر : ذاتی علم تو اللہ میاں جانتے ہیں ۔ آپ بالغ ہیں ۔ اور اس اسمبلی کے ممبر ہیں ۔ صاحب علم ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے ذاتی علم کی تو بہت سی تفاصیل ہوں گی ۔

سید ظاہر احمد شاہ ۔ جناب والا ۔ میری گزارش تو سنیں ۔ کسی شخص کو کسی ضلع میں اس وقت تک پولیس مقابلہ ظاہر کرکے قتل نہیں کیا جاتا جب تک ڈپٹی کمشنر اس کی اجازت نہ دے یا اس بات پر رضامند نہ ہو ۔ ڈپٹی کمشنر ضلعی انتظامیہ کا ایک فرد ہے ۔ جب کسی ڈپٹی کمشنر کی کسی ضلع میں تعیناتی ہوتی تھی تو وہ اپنی ہوس زر اور ناجائز خواہشات کی تکمیل کے لئے وہاں پر اپنے دلال پیدا کرتے تھے ۔ میں سب کو نہیں کہتا ان میں اچھے لوگ بھی ہیں ۔ مگر آج پیپلز پارٹی کے اس عوامی دور حکومت میں بڑی ترقی ہوئی ہے ۔ آج جب ڈپٹی کمشنر ایک ضلع میں جاتا ہے تو وہ اپنے پروردہ مستقل دلالوں کو بھی اپنے ساتھ لے جاتا ہے جو حکومت کے ریسٹ ہاؤسز میں رہتے اور عوام کی جیبیں خالی کرتے ہیں ۔ وہ ڈپٹی کمشنروں کو رات کے اندھیرے میں قوم کی بیٹیاں تک پیش کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے ۔ جناب والا ۔ یہ بالکل حقیقت ہے ۔ آپ ، انتظامیہ پر بے شک جتنی مرضی ہے غیر ترقیاتی اخراجات کریں ۔ ہم اس کی تائید کریں گے ۔ لائیے دیجئے ان کو اختیارات ، اور معاشرتی اور سماجی برائیوں کا قلع قمع کرنے کے لئے انتظامیہ کے اخراجات میں اضافہ کیجئے ۔ ہم آپ کی تائید کریں گے ۔ جناب والا ۔ کیا اس ملک میں چکلا بند کرنے سے زنا کاری کم ہوگئی ہے ؟ میں یہ سمجھتا ہوں چکلے عوامی آبادیوں میں گھر گھر تک جا پھیلے ہیں ۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ معاشرے میں صرف اس شخص کو انتظامیہ کے دفاتر میں کوئی عزت کا مقام دیا جاتا ہے جو دولت پیش کر سکتا ہے ۔ جو قوم کی بیٹیاں ان افسران کو پیش کر سکتا ہے ۔ جو شراب کی اعلیٰ سے اعلیٰ قسم کی royal salute تک کی بوتلیں پیش کر سکتا ہے ۔ ٹھیک ہے ۔ شاید آپ لوگ اتفاق نہ کریں یا آپ میں اتنی اخلاقی جرأت ہی نہ ہو ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : جناب والا ۔ ہم نے یہ نام نہیں سنا ۔ کیا یہ کوئی انسائیکلوپیڈیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : یہ بہتر جانتے ہوں گے ۔ میں تو اس کی ابجد سے بھی واقف نہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ۔ آپ کی وساطت سے معاشرے کی بہتری کے لئے ایک دو واقعات پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ جب اس ملک میں 1958ء اور بعدازاں 1969ء میں فوجی آمریت کے مارشل لاء لگائے گئے تو ہم سب نے اور عوام نے یہ دیکھا کہ اس وقت ملاوٹ شدہ اشیاء کی بوریوں کی بوریاں جوہڑوں اور نہروں میں پھینک دی گئیں اور گوداموں کے گودام خالی کر دئے گئے ۔ آج مارشل لاء سے کسی طور پر ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : What are the suggestions that you are making ?

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ۔ میں وہی عرض کر رہا ہوں ۔

Mr. Speaker : I won't permit this.

یعنی جو صاحب یہاں یہ تقریر کرنا چاہتے ہوں کہ مارشل لاء لگا دیا جائے تو میں ان کو بٹھا دوں گا ۔

Syed Tahir Ahmad Shah : Certainly I am not in favour of Martial Law. I will be the first man to oppose it.

جناب والا ۔ سنیے تو سہی ۔ حضور والا ۔ میرا استدلال یہ ہے کہ جاسیے کا خوف سماج دشمن سے اٹھ گیا ہے ۔ آپ نے سیاسی مخالفین پر خوف و ہراس کی فضا طاری کر دی ہے ۔ کاش آج ان سماج دشمن عناصر پر اسی قسم کے خوف و ہراس کی تلوار قائم کر دیں ۔ جس سے عوام بھی آپ کے کارہائے نمایاں کو یاد رکھیں اور شاید وہ آپ کے اس اقتدار کو طول دینے میں معاون ثابت ہوں ۔

Mr. Speaker : I can't permit a speech which actually proposes to give arbitrary powers to the Government. Please don't make that suggestion to give arbitrary authority and powers to the Government. Don't make that suggestion.

سید طاہر احمد شاہ : بہت اچھا جناب ۔ جناب والا یہاں اس سیشن کے دوران ہمارے ایک معزز رکن نے یہ فرمایا تھا ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : پچھلے ایک سال سے آپ یہاں اسی کے خلاف تقاریر کرتے چلے آئے ہیں اور آج آپ نے حکومت کو وہ تمام اختیارات دینے کی پیش کش کر دی ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ۔ جب عوام کی بھلائی کی کوئی بات کی جائے گی اور معاشرے کی بہتری کے لئے کوئی استدلال ہمارے پاس ہوگا ہم بڑی فراخدلی کے ساتھ انہیں اختیارات دینے کے لئے تیار ہیں ۔ ہم اس قوم کو اس انقلابیہ سے ہمکنار کرنا چاہتے ہیں اور معاشرے کی برائیوں کو جڑ سے اکھاڑ دینا چاہتے ہیں تا کہ اس معاشرے کے مظلوم عوام آرام کی نیند سو سکیں ۔ جناب والا ۔ آج دیکھیے ، ایک بیچارہ غریب کسان دن بھر تو اپنے کھیتوں میں مزدوری کر کے تھک ہار کر جب رات کو سونا چاہتا ہے تو اسے اپنے بیل کی دم پکڑ کر سونا پڑتا ہے ۔ یہ انتظامیہ کی نا اہلی نہیں ؟ غنڈے سڑکوں پر دندناتے پھرتے ہیں اور قانون حرکت میں نہیں آتا ۔ لیکن جب کوئی سیاسی کارکن اصولوں کی بنا پر کوئی اختلاف بات کرتا ہے تو ساری انتظامیہ ایک دم حرکت میں آ جاتی ہے ۔ اسی معزز ایوان کے ایک معزز رکن جناب راجہ منور صاحب نے اسی بجٹ اجلاس کے دوران اپنی تقریر کی تھی ۔ اس تقریر سے حکومت کے در و دیوار اس طریقے سے ڈھل گئے کہ آج انتظامی مشینری جب راجہ صاحب کی تلاش میں ناکام ہو چکی ہے تو ہم سے یہ دریافت کیا گیا ہے کہ ان کی بیگم کہاں ہیں ؟ یہ کہاں کا انصاف ہے ؟ ہم کس طرح انتظامی اخراجات کی بغیر سوچے سمجھے جتنے تھی یہ چاہیں حمایت کر دیں ۔ شاید بہت سے اراکین اپنی مجبوریوں کی بنا پر برملا اس کا اظہار نہ کر سکیں مگر جو بات دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے ۔ میں اپنے دلائل کو زیادہ طویل نہیں کروں گا ۔ آج میں یہ استدعا کروں گا کہ جائز حد تک انتظامیہ کے افراد کے مستقبل اور ان کی ملازمتوں کو تحفظ دیا جائے تا کہ وہ آزادانہ طور پر آئین ، قانون اور سماج کے تابع ہو کر عوام کی بھلائی کے لئے بہتر سے بہتر کام کر کے سماجی خدمات سرانجام دے سکیں ۔

جناب والا ۔ آپ کی وساطت سے میں آخر میں جناب محترم وزیر

خورشید صاحب اور پیپلز پارٹی کی خدمت میں عوام کی طرف سے ایک شعر عرض کروں گا اور اس پر اپنی بات ختم کروں گا ۔ عوام آج پیپلز پارٹی سے یہ کہتے ہیں اور اس کے حضور میں اس طرح نوحہ کناں ہے ۔

جن گلیوں میں تو نے مجھ سے کچھ جھوٹے اقرار کئے تھے
اب بھی جانے افسردہ میں ان گلیوں میں گھوم رہا ہوں

بہت بہت شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ۔ نہایت اہم موقع ہے کہ آج ہم پورے صوبہ پنجاب کے نظم و نسق کے متعلق بحث پر بحث کر رہے ہیں اور ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ پنجاب کا نظم و نسق چونکہ مکمل طور پر تباہ و برباد ہو چکا ہے ۔ اس لئے اس مطالبہ زر میں کمی کی جائے ۔ جناب والا ۔ مجھے اجازت فرمائیے کہ میں بطور حوالہ انتظامی تسلسل کو قائم رکھ سکوں کہ دور ایوب میں انتظامی مشینری پنجاب میں بھی اور پورے ملک میں بھی پورے مستحکم طریقے سے عوام پر اور انتظامی اخراجات پر قوت رکھتی تھی ۔ اس وقت ہم پیپلز پارٹی کے ابتدائی ایام میں تھے ۔ اس وقت عوام نوکر شاہی سے متنفر ہو چکے تھے اور چونکہ افسران کا رویہ انتہائی سنگدلانہ اور سخت ناقابل برداشت تھا ۔ ہم نے پیپلز پارٹی کے ابتدائی ایام میں نوکر شاہی کے خلاف عوام میں پائی جانے والی نفرت کو خوب ابھارا اور اس کی آڑ لے کر پیپلز پارٹی اقتدار میں آئی ۔ پنجاب انتظامیہ اقتدار میں آئی ۔ ایک سیاسی نقطہ نگاہ کے ساتھ اس کی شکست و ریخت کی گئی اور ایسے قوانین بنائے گئے ۔ عوام کو یہ بتایا اور یہ تصور دیا گیا کہ چونکہ نوکر شاہی صحیح کام نہیں کر رہی اور یہ عوامی بہتری کے منصوبوں میں سد راہ ہے اور عوام کے ساتھ اس کا برتاؤ ناقابل برداشت ہے ، اس لئے ہم نوکر شاہی ختم کر دیں گے اس کے لئے ایک قانون بنایا گیا ۔ وہ قانون یہ تھا کہ کسی ملازم کو کسی وقت بھی بغیر وجہ بتائے ملازمت سے سبکدوش کیا جا سکتا ہے ۔ یہ اس وقت بادی النظر میں بہت اچھا نعرہ اور بہت اچھا قدم تھا ۔ لیکن آج ہم اس کے ثمرات کو بہت اچھے طریقے سے دیکھ رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ آج جو صورت حال ہمیں

درپیش ہے وہ یہ ہے کہ پنجاب میں نظم و نسق چلانے والی جو مشینری اس وقت موجود ہے ، وہ یکسر عدم تحفظ کا شکار ہے ۔ اس کا مستقبل صرف ایک چیز سے وابستہ ہے کہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ اور وزرائے کرام کو خوش رکھیں ۔ اس وقت تک وہ ملازمت میں رہ سکتے ہیں ، ورنہ ملازمت میں رہنا نا ممکن ہے ۔ یہ سیاسی آمریت کا ایک راستہ تھا چونکہ انتظامی امور اور انتظامی مشینری میں ذہنی طور پر اور پڑھے لکھے لوگ تھے اس لئے ان کا خاتمہ اور انہیں یہ احساس دلانا ضروری تھا کہ جو سیاسی احکامات جاری ہوں گے ان کی من و عن تعمیل لازمی ہے ۔ اس کا نتیجہ کیا نکلا پنجاب کی انتظامیہ ، جس کے فرائض میں نظم و نسق چلانا داخل ہے ، آج عملی طور پر مفلوج ہو چکی ہے ۔ اب اس پر اخراجات کرنا صریحاً ضیاع زر ہے ۔ جس صورت حال سے دو چار ہے وہ کیا ہے ؟ وہ یہ ہے وزرائے کرام اپنے اپنے محکموں کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے جا رہے ہیں ۔ ان کے ٹی ۔ اے اور دیگر اخراجات عوام کے پیسوں سے چارج ہو رہے ہیں ۔ پھر اس کے نقصانات کیا ہیں ؟ وہ یہ ہیں کہ پیپلز پارٹی میں لوگوں کو شامل کرنے کے لئے ان وزراء اور سنٹر کے وزراء کے بنائے ہوئے چھوٹے گروپوں کے اخراجات بھی ہم نے برداشت کئے ۔ اس سے دو نقصان ہوئے ۔ ایک تو یہ کہ ترقی اور انتظامی امور کا کام جو ان وزراء کے ذمے تھا ، اس کو یہ کہا حقہ نظر انداز کر گئے ۔ پیپلز پارٹی کے کارکنان اور مقامی ایم ۔ پی ۔ اے اور ایم ۔ این ۔ اے صاحبان کے مقامی گروپوں سے تصادم اور الجھاؤ میں پیسے کا ضیاع کرتے رہے ۔ جس سے پنجاب بھر کی انتظامیہ وزراء کے استقبال اور ان کے موقع پر احکامات صادر کرنے کے لئے مخصوص ہو کر رہ گئی ۔ حکومت چلانے کے طریقہ کار کو درہم برہم کرتے رہے ۔ اگر صوبے کے وزیر یا وزیر اعلیٰ کسی ضلع یا تحصیل میں گئے اور وہاں کے ورکرز یا پیپلز پارٹی کے لئے یا پرانے دوستوں نے جو مطالبات پیش کئے انہوں نے سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے بلاجواز وہاں کے افسران کو طنز و مزاح کا نشانہ بنایا اور کہا کہ میں حکم دیتا ہوں کہ یہ کام ابھی ہوگا ۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ انتظامی ڈھانچہ جس کے لئے کوئی طریقہ کار ہے ، جس کے لئے کوئی ضوابط ہیں ، جس کے لئے ضلعی کونسل میں سے جو منصوبہ جات گئے ہیں یا اوپر سے ہدایات ہیں یا اس وقت اس وزیر موصوف نے تالیاں بجوانے یا وہاں کے اس گروپ

کو خوش کرنے کے لئے وہ احکامات صادر کئے جن کی تعمیل ان افسران کے لئے ناممکن یا مشکل تھی ۔ جب دورے سے وہ واپس آئے تو انہیں تردید کرنا پڑی ۔ پھر دوسرا گروپ آیا اور اس طرح سے پنجاب کی انتظامی مشینری کو تذبذب میں ڈال دیا گیا ہے ۔ چونکہ موجودہ سال سیاسی انتخابات اور سیاسی ہنگامہ خیزی کا سال ہے ، اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس پیسہ کا ان پر خرچ کرنا بالکل ضیاع زر ہے ۔ اس کے بعد صوبے کے وزیر موصوف یا جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے جو بھی منہ میں آیا وہ نکال دیا ۔ تمام افسران وہاں موجود ہیں ۔ وہاں ڈی ۔ سی صاحبان ہیں ۔ وہاں ایس ۔ پی صاحبان ہیں جو چوروں ، غنڈوں اور بدمعاشوں کا محاسبہ کرنے والے ہیں ۔ لیکن منسٹر صاحبان کا استقبال کرنے کے لئے وہ تمام انتظامی مشینری ان لوگوں کی ڈسپوزل پر ہوتی ہے تاکہ وہ وزراء صاحبان کا استقبال کر سکیں ۔ ایک ایک ضلع میں دس دس پندرہ پندرہ وزیر ایک ماہ میں دورے کرتے ہیں ۔ مجسٹریٹ صاحبان جن کے ذمے عدل و انصاف کا کام ہے وہ بھی وہاں موجود ہوتے ہیں ۔ اس سے ایک خلجان تو پیدا ہو گیا ، اس سے یہ تو ہو گیا کہ صرف پیپلز پارٹی پنجاب میں رہ گئی ہے ۔ اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ۔ چونکہ یہ طوفان بدتمیزی کا اٹھا تھا اور اسی انداز میں ہم نے لوگوں کو یہ ثابت کرنا تھا ، افسران کو اور ان دوستوں کو بھی یہ ثابت کرنا تھا ، لیکن یہ سودا بہت مہنگا پڑا ۔ یہ مہنگا اس لئے پڑا کہ پبلک کے پیسے جلسوں کے انتظامات پر صرف کئے گئے اور افسران کو متضاد احکامات صادر کئے گئے ۔ اگر صوبے کے وزیر نے اپنے یا کسی دوسرے محکمے کے افسر کو کوئی حکم دیا تو ایم ۔ این ۔ اے یا منسٹر کے وزراء صاحبان جب وہاں آئے تو انہوں نے ایک دوسرے کے حکم کے متضاد حکم دئے ۔ اسی طوفان بدتمیزی کے اندر انتظامیہ بھی ان کے ہم مزاج اور ہم مذاق بن گئی ۔ آج حالت یہ ہے کہ وہ عملہ عناصر جن کو ایس ۔ پی صاحبان اپنے دفاتر میں آنے نہیں دیتے تھے جن کو ڈپٹی صاحبان بھی ملاقات کا وقت نہیں دیتے تھے ، جب وہ کسی وزیر کے استقبال کے لئے جاتے ہیں تو وہاں موجود ہوتے ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم پیپلز پارٹی کے عہدیدار ہیں یا پیپلز پارٹی کے چیئرمین ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ انتظامی مشینری کو کیا حشر مفلوج کرنے کے لئے یہ کیا گیا ہے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس سیاسی بدتمیزی اور کامرانی کو حاصل کرنے کے لئے

انتظامیہ کو اس حد تک تباہ و برباد کیوں کر دیا جائے۔ دوسرا نقصان کیا ہوا ؟ میں اپنے دوستوں سے ، ڈاکٹر خالق سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم زندہ رہے جب بھی ہم ملیں گے تو جب یہ حکومتیں نہ ہوں گی اور ہم آپ سے ملیں گے تو میں آپ سے پوچھوں گا کہ آپ بھی ان ظالموں کی فہرست میں کیوں شامل رہے جب کہ آپ کو یہ علم تھا کہ آپ نے چلے جانا ہے۔ کھر صاحب چلے گئے ، تاری صاحب اور جناب ارشاد صاحب جن کا ذکر سن کر ناظم حسین شاہ بڑے تلملا رہے تھے وہ چلے گئے۔ حقائق اور واقعات اس لئے بیان کئے جاتے ہیں کہ عوام کو قانون قدرت کے اس سلسلے سے اچھا کیا جا سکے۔ اس کو اپنے دلوں پر وار کیا جا سکے ، اس لئے کہ یہ میرے پروردگار عالم کا قانون ہے۔ اس لئے میں ڈاکٹر خالق صاحب سے التجا کروں گا کہ میں اور آپ چلے جائیں گے۔ ایم۔ پی۔ اے اور ایم۔ این۔ اے صاحبان چلے جائیں گے۔ پہلے چیف منسٹر صاحب بھی چلے گئے۔ انہوں نے بھی انتظامیہ سے ظلم و تشدد اور بربریت کے کام لئے۔ لیکن ہم نے سب سے زیادہ ظلم سٹرکچر کا کیا تھا۔ تعلیمی لحاظ سے پڑھے لکھے ، فاضل اور لائق لوگ انتظامیہ میں competition سے آتے تھے۔ ایک غریب آدمی کو اعتماد ہوتا تھا۔ اگر وہ دور ہوتا تو ڈاکٹر خالق صاحب یہاں بالکل نہ بیٹھے ہوتے۔ اس لئے کہ میں اور میرے باقی ساتھی غریب طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن مجھے یاد ہے وہ زمانہ ڈاکٹر خان کا جب حسن محمود صاحب لوکل باڈیز کے منسٹر تھے۔ ڈاکٹر خالق صاحب کو بھی اس کا علم ہو گا۔ وہاں کچھ نہ کچھ پروویژنز تھیں کہ پڑھے لکھے فارغ التحصیل ، سکالر شپ ہولڈرز اور اچھے لوگوں پر ملازمت کے دروازے بند نہ تھے۔ یہ اس وقت کا زمانہ ہے۔ لیکن آج ہم نے ان پر یہ دروازے بند کر دئے ہیں۔ گزشتہ یا اس سے پہلے کے یا موجودہ چیف منسٹر کے دور میں جو کچھ ہو رہا ہے ، میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے انتظامیہ کی ہمیشہ کے لئے قبر نکال دی ہے۔ اس میں میں بھی شامل ہوں ، جناب لشاری صاحب بھی شامل ہیں ، ڈاکٹر خالق صاحب اور باقی ساتھی بھی شامل ہیں۔ ہم نے نااہل آدمی کو بڑی سے بڑی اہم پوسٹ دی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے چلے جانے کے بعد جب ان سے واسطہ پڑے گا۔ مجھے ایک واقعہ یاد آتا ہے۔ پبلک سروس کمشن سے سو مجسٹریٹ صاحبان نے qualify کیا اور مقابلے کے امتحان میں وہ بغیر کسی پارٹی آویزش کے

کامیاب ہوئے ۔ یہاں ڈاکٹر خالق صاحب بیٹھے ہیں ۔ اس وقت جناب حنیف رامے وزیر خزانہ تھے ۔ انہوں نے یہاں میری ایک تحریک التواء پر یہ commitment دی تھی اور یقین دلاتا تھا کہ ہم ان مجسٹریٹ صاحبان کو رکھیں گے ۔ مصطفیٰ کھر کا دور تھا ۔ ان پر الزام لگایا تھا ۔ الزام لگانے والے بھی میرے دوست تھے جو آج یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ مورد الزام وہ بھی دوست ہیں ۔ کیوں کہ اس میں صرف سات آتے ہیں پیپلز پارٹی کے پرانے کارکن ، وکلا صاحبان ، اور باقی 93 پیپلز پارٹی سے تعلق نہیں رکھتے ۔ لہذا ہم ان کو نہیں رکھیں گے ۔ جناب حاجی صاحب اور الوری صاحب کو یاد ہو گا کہ ہم دو تین ہی وہ مسئلہ اٹھانے والے تھے ۔ وہ سو مجسٹریٹ اس کے بعد لگے ۔ ہم نے کہا جب وہ ملازم ہوں گے تو اس وقت ان کا اپنا ایک رول ہو گا ۔ لیکن آخری دم تک انتظامی کارروائی کرتے ہوئے پبلک سروس کمشن کے تمام اختیارات واپس لئے کہ یہ کیسے ہوتے ہیں ۔ تو یہ ہے وہ ثمر اور وہ عوضانہ جو ہم نے وصول کیا ۔ آج انہی مجسٹریٹوں کے سامنے ہم پیش ہوتے ہیں اور ہم independent رائے رکھنے والے ہیں تو یہ حال ہے ۔ اگر وہ تمام کے تمام ہوتے تو کیا حال ہوتا اس پیرائے پر ہم کام کر رہے ہیں اور ہم نے کیا ہے ۔ ہم سب اس میں ملوث ہیں ۔ میں بھی اس میں شامل ہوں ۔ اپوزیشن والے دوست اس لئے کہ ان کو موقع نہیں دیا جاتا ۔ چیف منسٹر صاحب اس پر دستخط نہیں فرماتے ۔ باقی ہم سب نے اور منسٹر صاحبان نے مل جل کر جو سیاسی ہنگامہ خیزی پیدا کی تھی ، اس نے پبلک ایڈمنسٹریشن اور نظم و نسق کو تہ و بالا کر دیا ۔ ہم نے پیپلز ورکس کونسلوں میں وزراء صاحبان کے مشورے سے منصوبے بنائے ہیں ۔ اس میں ڈاکٹر خالق صاحب کی رائے شامل تھی اور باقی صاحبان کی بھی ۔ لیکن جب جناب قائد عوام پنجاب کے کسی دورے پر تشریف لائے یا کسی نے انہیں چٹھی لکھی تو جو وہاں سے آرڈر آئے انہوں نے اس نظام کو درہم برہم کر دیا ۔ اس کے بعد جب پیرزادہ صاحب یہاں پنجاب میں تشریف لائے تو انہیں اس تمام نظام کو درہم برہم کرنا پڑا ۔ اسی طریقے سے اگر چیف منسٹر صاحب گئے اور وہاں انہوں نے جو کچھ فرمایا ، انتظامی مشینری کو ہم نے وہ سزا دی ، نوکر شاہی کو اور یہ قانون قدرت کی سزا ہوئی ہے ۔ مجھے یاد ہے وہ حکم جناب ایاز کمشنر صاحب پنڈی ڈویژن تھے یا سرگودھا میں لئے لئے کمشنر تھے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : ویسے یہ پانچ سات منٹ سے آپ کی تقریر کس پوائنٹ پر ہو رہی ہے ؟ مثلاً آپ کہہ رہے ہیں کہ پہلے انہیں ایم پی اے کا کہنا ماننا چاہئے تھا ، یہ فیصلہ ہوا ۔ پھر اس کے بعد انہیں منسٹرز کا فیصلہ ماننا پڑا یا ماننا چاہئے تھا ۔ پھر انہیں پرائم منسٹر کا کہنا ماننا پڑا ۔ پھر انہیں چیف منسٹر کا کہنا ماننا پڑا ۔ اس میں شکایت کی کیا بات ہے ؟ ایک منسٹر کے حکم سے چیف منسٹر کا حکم مختلف ہوتا ہے تو واضح ہے کہ ایڈمنسٹریشن کے مطابق چیف منسٹر کا حکم ہونا چاہئے ، پھر پرائم منسٹر کا حکم ہو جائے ۔ میں ابھی تک سمجھ نہیں سکا کہ آپ کی شکایت کیا ہے ؟ آپ کی شکایت یہ ہے کہ چیف منسٹر کا حکم نہ مانا جانا چاہئے تھا ؟ یا منسٹر کا حکم نہ مانا چاہئے تھا ؟ What is the argument that is being developed

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ۔ آپ نے میرے اور اپنے پرانے رشتے کا حیا کیا ہے ، میں آپ کا مشکور ہوں ۔ بات صرف اتنی ہے کہ ہم نے نظم ونسق کو کیسے تباہ و برباد کیا تھا ۔ اگر آپ اس میں پرائم منسٹر کے لفظ سے گھبرا گئے ہیں تو میں اس میں کیا کروں ؟ جناب بھٹو صاحب کا نام آیا ہے اور آپ کی موجودگی میں آیا ہے اور آپ گھبرا گئے ہیں تو اور بات ہے ۔ میں تو صاف کہہ رہا ہوں کہ یہ تلملا رہے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : یہ بات نہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو تو وہ کبھی جرأت نہیں ہوئی ۔ کوئی بات آپ کو پسند ہو یا نہ ہو ، راجہ منور نے جو کچھ یہاں کہا وہ اس ایوان میں سنا گیا اور میں پریذائیڈ کر رہا تھا ۔ اس لئے یہ بات نہیں کہ وزیر اعظم کا نام آیا ہے ۔

He is the Prime Minister of the country. He leads the biggest party of this country. He has his government in all the four Provinces, but still he remains a political figure. In that capacity his name can either to be criticized or parised. اس میں ایسی کوئی بات نہیں ۔ بات یہ ہے کہ آپ جو سات آٹھ منٹ سے لگے ہوئے ہیں ۔

What is the point that you are developing ?

I am watchful of that.

کوئی پوائنٹ ڈویلپ کر رہے ہیں یا یونہی ramble کرتے چلے جا رہے ہیں اپنی تقریر میں ؟

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ۔ میں عرض کرتا ہوں ۔ سیاسی ہنگامہ خیزی کی وجہ سے ، وزرا صاحبان کے عمل دخل ، ایم پی اے صاحبان پیپلز پارٹی اور ان کے ورکرز کے عمل دخل کی وجہ سے پبلک انتظامیہ کو ہم نے مفلوج اور تباہ کیا ہے ۔ اس کے بعد صوبائی خود مختاری کا حق ، حاصل نہیں ہو رہی ۔ سنٹر کے احکام بلا لحاظ آ رہے ہیں جس کی وجہ سے ہم اس صوبائی خود مختاری کے پیش نظر یا آئین کے تحت دیے گئے اختیارات کو کا حق ، نظم و نسق چلانے میں لا کام ہو چکے ہیں ۔ یہ دوسرا پوائنٹ تھا ۔ اور تیسرا پوائنٹ یہ تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ ڈویلپ یہ کر رہے ہیں کہ منسٹرز کو جو political wing of the government ہیں ، کوئی interference نہیں کرنی چاہیے ؟ ڈپٹی کمشنر اور کمشنر کا جو جی چاہیے ، وہ کریں ؟

There should be no Minister, there should be no Chief Minister and there should be no Central Government.

چوہدری امان اللہ لک : اگر جناب سننے کی زحمت گوارا فرمائیں تو میں عرض کروں گا کہ میں نے کہا کہ وہ ایک دور تھا جب ان کو دور ایوب میں "نوکر شاہی" کا لفظ دیا گیا تھا ۔ عوام کو پسند آیا ۔ اس لفظ کی آڑ لیتے ہوئے ہم نے انتظامی ڈھانچے کو مکمل طور پر تہ و بالا اس لئے کیا ہے کہ اس میں سے آمریت نکل سکے گی ۔ تباہی و بربادی میں سے وہ سر نکلے گا ، آمریت کا دور جو ہے ۔ اس سے آمریت کو ختم کرنا مقصود تھا ۔ میرے عرض کرنے کا یہ مطلب ہے کہ جو متضاد سیاسی احکام ہم دے رہے ہیں ۔ ان میں سے یہ نکلا کہ انتظامیہ نے کہا کہ یہ اگر متضاد احکامات صادر کر رہے ہیں ۔ اور اوپر اور نیچے سے آ رہے ہیں security ہماری نہیں ، تو دن لگا لو جو لگتے ہیں ۔ اگر وہ دوست یہاں جو بیٹھے ہیں ، صاحب ضمیر ہیں ، تو یہ ماننا پڑے گا کہ ہم سیاسی طور پر بے بس ہو چکے ہیں ۔ اس لئے کہ افسران رشوت اور لوٹ کھسوٹ اس لئے کر رہے ہیں کہ نکالے تو ویسے ہی جانا ہے ۔ ایک چیف منسٹر صاحب تشریف لائے اور انہوں نے صاحب قابلیت

کے بغیر اپنی پسند کی آسامیوں پر آدمی رکھے ۔ اب جناب صادق حسین تشریف لائے ۔ اور جناب سپیکر ۔ آپ کو شاید علم نہ ہو ۔ چونکہ آپ یہاں بہت زیادہ مصروف ہیں کہ وہاں کیسے کیسے سودے ہوئے اور کون لوگ کس لئے لائے گئے ۔ جب جناب چیف منسٹر نے جانا ہے تو وہ سب ساتھ چلے جائیں گے اور اس وقت کروڑوں کا حساب ہوگا ، کروڑوں کا نقصان ہوگا ۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ یہ تمام انتظامی اخراجات جو ہم کر رہے ہیں ۔ جس پر میرا یہ اعتراض ہے کہ سیاسی طور پر ہم نے ان کو جتنا ضروری تھا ، انتظامیہ کو اس کی اطلاع دی ۔ اطلاع سے ہم اور آگے نکل گئے ہیں اور اصباب سے لفی تک ہم پہنچ گئے ہیں ۔ اس لیے کہ انتظامیہ میں کورپشن بے حد اس لئے ہے کہ سیکورٹی تو پہلے ہی کوئی نہیں ، تحفظ تو پہلے ہی کوئی نہیں ، ہماری کارکردگی کا عوضانہ تو پہلے ہی کوئی نہیں ۔

Likes and dislikes of the Peopoles Partv and the personalities in the Provinces, and the Central Government

اس پر اگر انحصار کریں گے تو اس کے بعد وہ دن نہیں لگائیں گے تو اور کیا کریں گے ۔

جناب والا ۔ میرا دوسرا پوائنٹ یہ تھا کہ ہم نے ایسی ہنگامہ خیزی کی ، سیاسی حقوق کے مطالبے کے پیش نظر جو ذہین لوگ تھے ان کو نظر انداز کر دیا گیا اور جب انتظامیہ میں میں بھی نہیں ہوں گا ، آپ بھی نہیں ہوں گے اور اس طرح باقی صاحبان بھی نہیں ہوں گے اور اب ہم جو فوج انتظامیہ میں بھرتی کر کے جا رہے ہیں ، وہ اہل نہیں کہ انتظامیہ کی مشینری کو چلا سکیں ۔ وہ نہایت نااہل ہیں ۔ competition سسٹم تھا ۔ وہ ان کی قابلیت کی ایک بنیاد تھی ، ہم نے اس کو برباد اور تباہ کر دیا اور یہ سیاسی achievements کے دن ہیں ، یہ ہنگامہ خیزی کے دن ہیں ، یہ ایک دوسرے کو خوش کرنے کے دن ہیں ۔ جناب والا ۔ مجھے یاد ہے ، جناب ملک غلام نبی جیسا سخت گیر اور potential منسٹر موجودہ کابینہ میں نہیں ۔ وہ اپنی مثال خود دیا کرتے ہیں کہ میں کیا ہوں ، اور سخت گیر آدمی ہوں ، بااصول ہوں ۔ لیکن ان کے دور کیا ہوا ؟ ان کو علم بھی نہیں ۔ اور اگر ہے تو وہ اس پر شرمسار ہوں گے محکمہ تعلیم نے ایس اینڈ جی اے ڈی نے 1974ء میں نولیفکیشن

کیا جاری تھا کہ ری اپیلائمنٹ نہیں ہو گی نوجوان طبقے کا جو ترقی کا حق ہے اسے نہیں روکا جائے گا ۔ لیکن ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں کیا ہوا کہ تین سال پہلے جو ملازمت سے فارغ ہو چکے تھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : مگر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ اس وقت زیر بحث نہیں ۔ اس پر کل مطالبہ زر پیش کیا جائے گا ۔ آپ اس پر بول لیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ۔ میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن میں جو سیاست کا عمل دخل ہے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ، اس طرح نہیں ۔ اس بحث کا اتنا وسیع سکوپ نہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : کتنا سکوپ ہے ، آپ فرما دیں ۔ میں وہیں تک محدود رہوں گا ۔

مسٹر سپیکر : جتنا بحث کا سکوپ ہوتا ہے اتنا ہی ہے ۔ اس سے زیادہ نہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : میں عرض کر رہا ہوں کہ دو یا تین سال پہلے جن لوگوں کو ریٹائر کر دیا گیا تھا اور جن کی باری تھی ان کو ترقی نہیں دی گئی اور ان لوگوں کو واپس ملازمت میں کیوں لایا گیا جب کہ یہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کا ایک باقاعدہ آرڈر تھا ؟ چاہے وہ ایجوکیشن میں ہو ۔ چاہے کسی اور محکمے میں ہو ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : جناب والا ۔ معزز رکن بار بار ذکر کر رہے ہیں کہ ہم نہیں ہوں گے ہم نہیں ہوں گے اور ان کا ہاتھ بھی گیلری کے اوپر ہے ۔ تو کیا یہ ابھی سے تیاری کر رہے ہیں کہ یہاں سے اٹھ کر گیلری میں جا بیٹھیں گے ؟

مسٹر سپیکر : یہ تو کسر نفسی کا معاملہ ہے اور کوئی ایسی بات نہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : شکریہ ۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وہ لوگ جو آج سے دو اڑھائی سال پہلے ریٹائر کر دئے گئے تھے ۔ ان کو واپس لینے کی کیا ضرورت تھی ؟ اس لئے نہیں کہ وہ بہت قابل آدمی تھے یا ان کا ثانی

کوئی نہیں ملتا ، بلکہ اس لئے کہ آج ان کی دن پسند کے منسٹر یا چیف منسٹر صاحب آ گئے ہیں اور وزیر تعلیم کو بھی اس بات کا علم نہیں کہ ان کے بغیر علم کے ان لوگوں کو لایا گیا ہے ۔ ایسے ہی میں دوسرے محکموں کی مثالیں عرض کروں گا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر تعلیم : کوئی ایک مثال تو دیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : میں ایک کی بات نہیں کر رہا ۔ میں تو سینکڑوں کی بات کر رہا ہوں اور میں نے آپ کو لکھ کر بھیج دیا ہے ۔ اگر آپ زحمت گوارا کریں گے تو اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ ان لوگوں کو کیسے لایا گیا ۔ جہاں تک انتظامی امور کا تعلق ہے ۔ میرے علم میں ایک واقعہ آیا ۔ اس کے بعد پورے پنجاب کی کابینہ کی بے بسی کا عالم یہ ہے کہ ایگریکلچرل ڈیویلپمنٹ کارپوریشن میں سترہ لاکھ روپے کا جڑانوالہ میں ایک غبن کا کیس ہوا ۔ ساڑھے تین لاکھ کا کوٹ ادو میں ہوا ۔ پانچ لاکھ کا لائلپور میں ہوا ۔ بلیک میں کھاد بک رہی تھی اور انتظامیہ کی مشینری بے بس تھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : یہ کھاد بھی آپ کی جنرل ایڈمنسٹریشن میں آتی ہے ؟ یعنی ایگریکلچرل ڈیویلپمنٹ کارپوریشن جنرل ایڈمنسٹریشن کا حصہ ہے ؟ لک صاحب ۔ آپ اس طرح تو نہ کریں ۔ بحث کا دائرہ اتنا وسیع نہیں ہوتا ۔ اس طرح ہو جائے تو پھر ہر منسٹر جنرل ایڈمنسٹریشن میں آ جاتا ہے ۔ پھر تو آپ سارا سیشن ہی اسی ایشو پر بحث کر سکتے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ۔ اگر میں یہ کہوں کہ پنجاب کے محکموں میں رشوت ستانی ہے تو اس کی مثال دینا ۔ اور آپ کا یہ کہنا کہ آپ تعلیم میں نہ دیں زراعت میں نہ دیں تو میں پھر کیا کہوں ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے انہی کی رشوت کا ذکر کرنا ہے جن کا آج یہاں ذکر ہونا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : کس کا ذکر کروں ؟ اس میں وزرا صاحبان

آتے ہیں یا نہیں ؟ آپ ہی بتا دیں کہ کون کون آتا ہے ۔ وزرا آتے ہیں یا نہیں ۔ ان کے محکمے آتے ہیں یا نہیں ؟

مسٹر سپیکر : ہاں ہاں ۔ بالکل آتے ہیں ۔ ان کے محکمے نہیں آتے ۔ سیکرٹریٹ آتا ہے ۔ اسی سے آگے نہیں آتا ۔

چوہدری امان اللہ لک : اگر میں سیکرٹریٹ کی بات کرتا ہوں تو پھر وہ بھی آ جاتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ وہ نہیں آتے ۔

چوہدری امان اللہ لک : پھر آپ ہی فرما دیں کہ کون کون سے محکمے آتے ہیں ۔ میں اس کے مطابق عرض کر دوں گا ۔ اگر آپ ناراض ہوتے ہیں تو میں نہیں بولتا ۔

مسٹر سپیکر : مجھے ناراض کرنے کی بات نہیں ۔ یہ تو interpretation کی بات ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : interpretation کی بات جناب یہ ہے کہ پوری انتظامیہ جو پنجاب کے اندر ہے اور جتنے افسران ہیں ان میں بددیانتی کیوں ہے ؟ اس لئے کہ ہم نے خود بد دیانتیاں کرنے پر ان کو مجبور کیا ۔ اس لئے میں مثال کے طور پر عرض کر رہا تھا کہ یہ پنجاب کے انتظامی ڈھانچے کی اور نظم و نسق کی صورت ہے کہ اس میں لوگ رشوت لے رہے ہیں اور رشوت کا محاسبہ کرنے والی پولیس ہے یا انٹی کرپشن ، ان کا نام لوں گا تو آپ فرمائیں گے کہ اس کا ایک علیحدہ ہیڈ ہے ۔ تو پولیس بھی آپ کو پتا ہے کہ یہ سب کچھ کیوں کر رہی ہے ۔ اس لئے کہ موجودہ گورنمنٹ ان کو اپنے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کرتی ہے ۔ جب ان کی جیبیں اور کارنر استعمال کرتی ہے ۔ ان کے منصوبوں کو درہم برہم کیا جاتا ہے ۔ اس لئے کہ ان کے اپنے خاص سیاسی مقاصد ہوتے ہیں ۔ اور جب ان کو راتوں کے اندھیرے اور دن کی روشنی میں استعمال کیا جاتا ہے تو اس کے بعد لازمی طور پر وہ بھی بددیانتی کا راستہ نکالتے ہیں ۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ میں قانون کی

حکمرانی نہیں یہاں کسی قانون کی حکمرانی کے تحت نہ ہم خود انتظامیہ سے منسلک نہ ہماری بین ترقی و تنزلی کے سلسلے میں کوئی تحفظ حاصل ہے ۔ اور نہ ہم مقننہ یا پورے پنجاب کے ذمہ دار ایوان کی حیثیت سے جس کی نمائندگی منسٹر صاحبان کر رہے ہیں نہ وہ اس چیز پر اعتماد اور یقین رکھتے ہیں کہ ہم نے اس صوبے کی انتظامیہ کو اس صوبے کے معاملات کو اس صوبے کے نظم و نسق کو دیانتداری اور ایمانداری اور ایک مروجہ قانون کے تحت چلانا ہے ۔ مقصد ان کا صرف یہ ہے کہ سال کے اندر اندر قطعی طور پر پیپلز پارٹی کی ہنگامہ خیزی سیاسی طور پر اس حد تک پیدا کی جائے کہ لوگوں میں انتظامیہ یہ تاثر دے دے کہ اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ۔ اور میں مبارک باد دیتا ہوں ان دوستوں کو ۔ وزرا کو اور وزیر اعلیٰ صاحب کو کہ وہ انتظامیہ کو اس مقصد کے لئے استعمال کرنے میں بہت حد تک کامیاب ہوئے اور اب جو بجٹ زیر بحث ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پیپلز پارٹی کے الیکشن کی مہم کے سلسلے میں ایک بجٹ ہے ۔ نظم و نسق کا بجٹ نہیں اور اگر ہمیں اپنے وسائل پر پنجاب میں زندہ رہنے کی اجازت ہو جو نہیں ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس نظم و نسق کی ہمیں ضرورت نہیں ۔ عوام کو ضرورت نہیں ۔ اس لئے جناب سپیکر آپ فرما رہے تھے کہ کوئی خاص ایک محکمہ زیر بحث نہیں آ سکتا ۔ محکمے وزرا صاحبان کی تحویل میں ہوں اور میں ذاتی طور پر موجودہ کابینہ کے اراکین کا بے حد احترام کرتا ہوں کہ یہ شریف آدمی ہیں ۔ لیکن اس شرافت کی دھجیاں اس طریقے سے اکھاڑی جا رہی ہیں کہ ایم پی اے ۔ ایم این اے صاحبان اور پیپلز پارٹی کے ورکر انہیں ان کے اپنے محکموں کے متعلق اپنے ضمیر کے خلاف احکامات دینے پر مجبور کر دیتے ہیں ۔ یہاں لوگوں کو خوش کرنے کے لئے یہ سب کچھ کیا جاتا ہے تو پھر یہ نظم و نسق کیسے چلے گا ۔ وہ نظام جو ہم نے سوچا تھا ۔ جس کے لئے ہم یہاں اکٹھے ہوئے تھے ۔ چار سال رہے ہیں اس نظام کو اس پروگرام کو تہ و بالا کرنے کی ذمہ داری ان پر عاید ہوتی ہے ۔ ہمارے موجودہ وزیر اس سیاسی ہنگامہ خیزی کا شکار ہیں اور اس سے شریف کابینہ میں کہتا ہوں کہ آ نہیں سکتی ۔ لیکن اس کے باوجود یہ اپنے افسران سے اپنے مفادات میں کام کرواتے ہیں ۔ اس کے بعد ہماری اور ان کی بھی بد بختی ہے جس سے انتظامیہ کو دوچار ہونا پڑا ۔ پیپلز پارٹی کے دور سے قبل صوبے کے اندر ۔ اس ملک میں ۔ عوام

میں ایک set values تھیں ۔ ایک set system تھا ۔ لیکن جب آپ نے عوام کو آواز دی ۔ ان کو زبان دی ، مالک کو مزارع کے ساتھ لڑایا تو مقدمات بڑھنے تھے ۔ مزدور کو مالک کے ساتھ لڑایا اور مل والے کے ساتھ لڑایا تو مقدمات بڑھنے تھے ۔ اس کے بعد انتظامی ڈھانچے میں گڑبڑ پیدا ہوتی تھی جو ہوئی اور یہ ان کا فرمان ہے کہ اس تخریب میں سے تعمیر نکلے گی ۔ خدا کرے کہ ہم وہ تعمیر دیکھ سکیں ۔ ابھی تو ہم تخریب سے ہی دو چار ہیں ۔ پرانی values اور پرانے کھنڈرات کو ہم مٹا رہے ہیں ۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ جناب ملک غلام نبی صاحب نے انتہائی کوشش کی ، ہمیں سب دوستوں کو ناراض بھی کیا ، اپنے اکھڑپن کا مظاہرہ بھی کیا ، پھر آپ کہیں گے کہ یہ غیر پارلیمانی لفظ ہے ۔ بہر حال اس کے لئے میں متبادل لفظ استعمال کرتا ہوں کہ یہ سخت آدمی ہیں ۔ لیکن اس کے باوجود وہ ناکام ہوئے ۔ اس لئے کہ محکمے میں جس پر بھی انہوں نے اعتماد کیا ۔ وہی بد دیانت نکلا اسی نے ان کے اعتماد کو دھوکا دیا ۔ اس لئے بی ۔ اے اور بی ۔ ایس سی کے امتحانات میں دھاندلی اور بد دیانتی ہوئی ۔ اس کی تحقیقات کے لئے کمیٹی قائم کی تو وہ بھی بد دیانت افراد پر مشتمل ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ان کو ماننا پڑے گا کہ انتظامی مشینری میں اگر دیانت دار افراد ہوتے تو یہ شرفا کی لسٹ جو ہمارے سامنے بیٹھی ہوئی ہے یہ ناکام نہ ہوتی ۔ اس لئے کس پر اعتماد کریں ؟ جناب اشاری صاحب کا محکمہ تھا تو ہم تینوں رو رہے تھے ۔ ہم یہ بات طے کر رہے تھے کہ کوئی دیانت دار آدمی مل جائے وہاں ایک آدمی دیانت دار نہیں مل سکا جس کو ہم الکوالری کے لئے بھیج سکتے ۔ یہ ہے ہماری انتظامی مشینری کا حال ، جس پر ہم پنجاب کے نظم و نسق کے لئے انحصار کر رہے ہیں ۔ بہتر یہی ہے ۔ کہ اس دھاندلی کے دور میں ، اس ہنگامہ خیزی کے ، بد تمیزی کے دور میں جس کی ہم نے ذمہ داری قبول کی ہے ۔ جناب حاجی سیف اللہ صاحب نے اس کو چونکہ logically oppose فرمایا تھا ۔ لیکن یہ باتیں ایسی ہیں جو تاریخ میں لکھی جائیں گی ۔ ہم نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس سسٹم کو ، ان ذہین لوگوں کو ، ان اچھے لوگوں کو ملک چلانا جن کا فنکشن تھا سیاسی لوگ آتے جاتے رہتے ہیں ، ہم نے ہمیشہ کے لئے ان کو قبر میں دفن کر دیا ہے ۔

مسٹر عبدالحفیظ کار دار : ان کی تقریر مکمل طور پر تضادات کا شکار ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : آپ کی حکومت تضادات کا شکار ہے ۔ آپ کے بیانات تضادات کا مجموعہ ہیں ۔ آپ کی سوشلزم تضادات کی شکار ہے . . . . .

مسٹر سپیکر : آپ نے کس کو چھیڑ دیا ہے ؟

چوہدری امان اللہ لک : . . . آپ کی جناب سوشلزم تضادات کا مجموعہ ہے ۔ آپ کے مسٹرز صاحبان کی تقاریر تضادات کا شکار ہیں ۔ آپ کے وزیر اعلیٰ کی تقریریں تضادات کا شکار ہیں ، میں بھی تو آپ میں سے ہی ہوں ۔ اس لئے کہ میں بھی کسی زمانے میں پیپلز پارٹی کا کارکن رہا ہوں

(قہقہہ)

میں بھی پرانے زمانے گجرات میں جب قید ہوا تھا تو پیپلز پارٹی کی بنا پر ہوا تھا اور آپ کی پارٹی کا پروگرام ہی contradictory ہے ۔ آپ کے وزیر contradictory ہیں ۔ آپ کے وزیر اعلیٰ contradictory ہیں ۔ اگر آپ اجازت دیں گے تو میں contradictory پر بولوں گا ۔ میرے بیانات اگر مختلف ہوئے تو اس میں کوئی بڑی بات نہیں ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ آپ انتظامیہ پر ایک پیسہ بھی خرچ نہ کریں ، اس لئے کہ آپ نے اسے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کیا ہے اور ابھی کریں گے ، ان سے کام لیں گے ۔ اس لئے میں یہ استدعا کرتا ہوں ۔ اور میں جناب والا کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے میری گزارشات کو خندہ پیشانی کے ساتھ سنا ۔ مجھے دیکھ کر شیخ صاحب کو غصہ آتا تھا ، مگر آج وہ ہنستے رہے ہیں ۔ اس کے باوجود میں ان کا شکرگزار ہوں اور اپنی گزارشات ختم کرتا ہوں اور اپیل کرتا ہوں ان دوستوں سے جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں کہ انتظامیہ کو زندہ رہنے دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری طالب حسین ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں مختصر ترین تقریر کروں گا ۔ عام طور پر بجٹ کی بحث کے دوران خاص طور پر ایک ایسے محکمے کے متعلق اسمبلی میں بحث کی جائے جو وزیر اعلیٰ سے تعلق رکھتا ہو یا کسی اور وزیر سے متعلق ہو تو وزیر متعلقہ اس وقت ایوان میں موجود ہوا کرتے

ہیں ۔ لیکن یہ بھی اس طرف سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ کیبنٹ کی مشترکہ ذمہ داری ہے اور وزیر خزانہ صاحب جو سینئر وزیر بھی ہیں، اور وقت ایوان میں موجود رہتے ہیں۔ اس لئے اگر وزیر اعلیٰ صاحب موجود نہیں بھی تو اس سے اس ایوان کی کارروائی میں کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ اور آج تک یہ ایوان اس طرح سے کام کرتا رہا ہے ۔ جناب والا ! قانونی طور پر یہ علیحدہ بات ہے لیکن کچھ جمہوری اقدار بھی ہوتی ہیں اور ہمارے سامنے اس سے قبل کی اسمبلی کی کارروائی موجود ہے کہ ہمیشہ کوئی خاص وجہ نہ ہو وزیر اعلیٰ کا خود اس وقت خصوصاً جب تخفیف زر کی تحریک پیش کی گئی ہو ان کے محکمے کے متعلق ہو تو ایوان میں ان کا بیٹھنا ضروری خیال کیا جاتا ۔ جناب وزیر اعلیٰ صاحب آج بھی حسب سابق ایوان میں تشریف نہیں رکھتے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس محکمے کے متعلق مجھے کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں اور کچھ کہا بھی جائے تو ان میں سے کچھ باتوں کا جواب بحیثیت سینئر وزیر کے دیا جائے گا تو وہ بھی شمروں کی صورت میں اور وہ بھی اس لہجے میں جس سے ہمارے سمجھنے میں مشکل پیدا ہو ۔ اس لئے میں نے عرض کیا تھا کہ میں مختصر ترین تقریر کروں گا ۔

جناب والا ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج ہم ایک ایسے کٹوتی کی تحریک پر بحث کر رہے ہیں جس کا نام تو نظم و نسق ہے لیکن دراصل اس کا کام موجودہ زمانے میں بدل چکا ہے ۔ اس لئے کہ آج ہمارا تجربہ شاہد ہے کہ نظم و نسق کے محکمہ کا کام صوبہ میں نظم و نسق قائم کرنا نہیں بلکہ سیاسی آزادی کو کچلنا ہے ، سیاسی مخالفین کو کچلنے کے لئے سکیمیں تیار کرنا ہے ، ان کو زیر کرنے کے لئے مختلف حربے اختیار کرنا ہے ۔ نظم و نسق کی موجودہ دور میں اہمیت یہی رہ گئی ہے ۔ نظم و نسق کے متعلق اگر یہاں ذکر کیا جائے جس کے متعلق میرے دوست بڑی تفصیل کے ساتھ بحث کر چکے ہیں کہ آج اس صوبہ میں نظم و نسق کی حالت کیا ہے اس کی خامیاں کیا ہے ۔ شہری اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے ہیں یا نہیں یا صوبہ کے عوام کی جان و مال محفوظ ہے یا نہیں ۔ باوجود اس کے کہ نظم و نسق کے اخراجات میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے ۔ لیکن جہاں تک نظم و نسق کا تعلق ہے اس نام کی کوئی چیز صوبہ میں موجود نہیں ۔ اس لئے آج ہم اس

پر بحث کر رہے ہیں اور اس کے لئے اتنی بڑی رقم کی منظوری خود اس ایوان سے دینے کے لئے کہا جا رہا ہے جس کا کام ہماری زبانیں بند کرنا ہے۔ اور اس کا ثبوت ہمارے پاس موجود ہے کہ اس حکومت کے دور میں نظم و نسق کو کس حد تک سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کیا گیا ہے اور کس طرح اس نظم و نسق کی مشینری کو، اس روائتی کردار کو بدلا گیا۔ جہاں ہم اس سے قبل نظم و نسق کی مشینری کے متعلق پاکستان بننے سے پہلے کہا کرتے تھے کہ اس کو غیر ملکی حکمران شہری آزادی کو کچلنے کے لئے استعمال کرتے ہیں اور قیام پاکستان کے بعد مختلف قوموں کی طرف سے ایسے انتظامی نظم و نسق کے علاوہ سیاسی طور پر استعمال کرنے کے الزامات ہم پر عائد ہوئے۔ اور سب سے زیادہ اس وقت جب یہاں یحییٰ خان اور ایوب خان کا دور تھا۔ اس لئے کہ اس وقت کے دور کو جمہوری دور نہ کہا جاتا تھا اور یہ کہا جاتا تھا کہ انتظامی مشینری پر اس حکومت کی ساکھ قائم ہے۔ جس کے متعلق سابقہ الیکشن میں تقریروں میں یہ دعوے کئے گئے کہ نوکر شاہی کو ملک سے ختم کر دیا جائے گا اور نوکر شاہی کو اس ملک کے عوام کا اور اس صوبہ کے عوام کا خادم بنایا جائے گا۔ اور وہ گھر گھر جا کر لوگوں کے مسائل سنیں گے۔ لیکن جناب والا! ہوا بالکل اس کے برعکس۔ جس ابتدا میں جس وقت موجودہ حکومت نے ان کے خلاف اقدامات کئے گئے تو اس بات کا اشارہ کیا گیا کہ شائد نوکر شاہی کو کمزور کرنے کے لئے اقدامات کئے گئے ہیں۔ لیکن آج اس کے نتائج ہمارے سامنے ہیں کہ انتظامی مشینری اپنے آپ کو سٹیٹ کی مشینری نہیں سمجھتی، بلکہ حکومت کا ذاتی ملازم سمجھتی ہے۔ کیونکہ ان کے ذاتی اور سیاسی مقاصد کو پورا کرنے کے لئے اس وقت استعمال ہو رہی ہے۔

جناب والا! میں اس محکمے کی گرانٹ میں کٹوتی کی اس لئے حمایت کر رہا ہوں کہ یہ محکمہ اس صوبے کے شہریوں کو کچلنے کے لئے قائم ہے اور اس لئے استعمال ہو رہا ہے۔ چنانچہ ہم اس ایوان سے درخواست کرتے ہیں کہ ہماری اسی کٹوتی کی تحریک کو منظور کیا جائے اور یہ گرانٹ حکومت کی منظور نہ کی جائے۔ شکریہ۔

مسٹر سپیکر: سینئر منسٹر پلیز۔

وزیر خزانہ : جناب سپیکر ! فاضل محرکین نے یا تو حقائق کو مسخ کر کے پیش کیا ہے ۔ یا مبالغہ آرائی کی ہے اور بہت تضاد بیانی سے کام لیا ہے ۔ مثلاً ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ آفیسروں کو بالکل آزاد چھوڑ دیا جائے اور دوسری طرف یہ کہا جاتا ہے کہ آفیسر بے لگام ہو گئے ہیں ۔ ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ یہ حکومت عوامی نمائندگان اور سیاسی کارکنوں کی بات بہت سنتی ہے اور دوسری طرف یہ کہا جاتا ہے کہ عوام کا خیال نہیں رکھا جاتا ۔ ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ وزرا کے دوروں پر بہت اخراجات ہوتے ہیں اور دوسری طرف یہ کہا جاتا ہے کہ وزیر ملتے نہیں ۔ ان کا عوامی کردار نہیں ۔ ان چار مثالوں سے میں یہ بات ثابت کرنا چاہتا تھا کہ انہوں نے خود زیادہ تر تضاد بیانی سے کام لیا ہے جس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ معروضی حقائق نہیں ، بلکہ موضوعی حقائق پر مبنی باتیں کہی گئی ہیں ۔ مثلاً ایک اور بات کہی گئی ہے کہ خرچ بہت بڑھ گیا ہے اور مثال میں یہ کہا گیا ہے کہ 1975-76 میں 10 کروڑ 12 لاکھ اور 1976-77 میں 10 کروڑ اور 29 لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے ۔ حالانکہ یہ اضافہ صرف 5.8 فی صد ہے اور یہ کوئی زیادہ خرچ نہیں ، جبکہ اس کے مقابلے میں تعلیم میں 22 فی صد اضافہ ہوا ہے ۔ زراعت میں اضافہ ہوا ہے ۔ صحت کی مد میں 20 فی صد اضافہ ہوا ہے اس کے مقابلے میں اگر دیکھا جائے تو سول انتظامیہ کے اخراجات میں 1975-76ء کے مقابلے میں صرف 5.8 فی صد اضافہ ہوا ہے ۔ اس کے بعد اس بنیادی نکتے پر آنا چاہتا ہوں ۔

سید تابش الوری ۔ 1970-71ء کے مقابلے میں فرمائیں ۔

وزیر خزانہ : نہیں اب 1970-71ء کے مقابلے کی بات کریں گے تو پھر میں رقم کی depreciation کی بھی بات کروں گا اور یہ بتاؤں گا کہ 1970-71 کی value اب وہ کتنے کروڑ کی ہوگی ۔ اسی طرح سے جو ملازمین کی تنخواہیں اور الاؤنس بڑھے ہیں اور مراعات دی گئی ہیں ان کا بھی دخل ہے ۔ بہرحال بنیادی بات یہ ہے کہ ہماری عوامی حکومت آتے ہی اس بات کو محسوس کیا ہے کہ سول انتظامیہ کے پرانے pattern کو بدل کر اس میں اس قسم کی تبدیلیاں کرنی چاہئیں کہ وہ عوام کی فلاح و بہبود

اور ملک کی ترقی میں بھرپور کردار ادا کرے ۔ یہ صرف کالونیل آفیسر شاہی نہ رہے۔ اس کے لیے سب سے بڑا بندوبست administrative reforms (انتظامیہ اصلاحات) کا تھا تو اس میں آج میں دو تین باتوں کی نشاندہی کروں گا ۔ ایک تو یہ کہ اس میں خاص عہدے پر فائز ہونے کے لیے کسی خاص کلاس کے ہونا لازمی قرار نہیں دیا گیا ، بلکہ اس بات کو بطور اصول ختم کر کے اہلیت کو بنیاد بنا دیا گیا ہے ۔ ساری بات اہلیت سے determine ہو گی کہ کون سا آدمی اس پوسٹ پر لگایا جائے گا ۔ نہ یہ کہ وہ کسی خاص سروس یا اور کلاس پر depend کرتا ہو۔ اس سے فائدہ یہ ہوا کہ بہت سے ٹیکنیکل ڈیپارٹمنٹ میں اس سے پہلے Technical Experts مثلاً Ministry of Health میں ڈاکٹر انجینئرنگ میں انجینئر فارسٹ میں کوئی فارسٹ کے ماہر اور زراعت میں زراعت کے ماہر بڑی ترقی کر سکتے تھے ۔ لیکن وہ سیکرٹری نہ بن سکتے تھے ۔ یہ ٹھیک بات نہ تھی ۔ اس لیے کہ جب کسی محکمے کے اوپر ایک ایسا شخص ہو جو کہ well informed نہ ہو تو وہ منصوبوں کی formulation میں اچھی طرح سے کام نہیں کر سکتا ہے اور نہ ہی اس کی کارکردگی کا اتنی اچھی طرح جائزہ لے سکتا ہے ۔ دونوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ محکمے کا سربراہ ٹیکنیکلی ماہر ہو اور یہ صرف ان انتظامی اصلاحات کے تحت ہو سکتا ہے ۔ اس سے حکومتی شعبوں میں جتنے پروفیشنل لوگ تھے ، انجینئر ۔ ڈاکٹر ۔ اینیمل ہسبنڈری کے ماہر ۔ ایگریکلچرسٹ اینٹومالوجسٹ اور دیگر ماہرین کو ایسا عزت کا مقام ملا جو کہ اس سے پہلے کبھی نہ ملا تھا ۔ اس سے وہ عوام کی فلاح و بہبود ۔ عوام کے ترقیاتی منصوبوں کی تشکیل میں بہت مدد و معاون ثابت ہوئے ہیں ۔ دوسری بات یہ ہوئی کہ ہمارے ہاں جب حکومت تبدیل ہوئی تو بہت سے افسروں کو نکال دیا گیا ۔ اس کے متعلق یہ بہت سی باتیں پیدا ہوئی ہیں اور کہا گیا ہے کہ کچھ کو دوست نکالا ہے اور کچھ کو غلط ۔ بہرحال اس پر عدالتوں نے فیصلے کیے ۔ جہاں وہ فیصلہ کر سکتی تھیں ۔ لیکن ہماری حکومت نے یہ سوچا کہ بجائے اس کے کہ کوئی operation کرنا پڑے ۔ کیوں نہ ایک مسلسل اور متواتر تطہیر کا عمل جاری و ساری رہے ۔ اس عمل کو جاری رکھنے کے لیے اس اسمبلی نے ایک قانون بنایا اور اس کے

مطابق ایڈمنسٹریٹیو ٹریبونل مقرر کیا گیا جس کو دو مقاصد دئے گئے ہیں۔ ایک تو خود سرکاری ملازمین اپنے سروس کے معاملات اس میں لے جا سکتے ہیں اور جیسا کہ آپ کو معلوم ہے۔ ہم جب اس اسمبلی سے قانون پاس کرا رہے تھے۔ اس میں فاضل اراکین نے یہ کہا تھا کہ جو چیئرمین ہو۔ وہ ہائی کورٹ کے جج کے عہدے کے برابر ہو۔ یا اس قسم کی اور چیزیں ہوں۔ تو ہم نے وہ سب ترامیم مان لی تھیں۔ مقصد یہ تھا کہ ایڈمنسٹریٹیو ٹریبونل کے سربراہ۔ ہیڈ۔ چیف، صدر ایسے شخص ہوں جو کہ آزاد اور خود مختار رائے رکھتے ہوں تاکہ ٹریبونل ملازمین کو سروس میں صحیح انصاف مہیا کرے۔ ٹریبونل کا دوسرا مقصد یہ تھا کہ تطہیر کا عمل بھی مسلسل جاری رہے۔ اگر حکومت یہ سمجھتی ہے کہ کسی ملازم کے خلاف یہ ایکشن لینا چاہیے تو وہ اس ادارے سے پاس کردہ اس قانون میں دئے گئے طریق کار کے مطابق اس کے خلاف ایکشن لیا جائے۔ تو ایڈمنسٹریٹیو ریفارمز کے تحت یہ دو بہت بڑے کام ہیں جنہوں نے انتظامیہ میں ایک نئی جان ڈالی۔ اس کو مہارت دی اور پرانی آفیسر شاہی سے بدل کر ایک Development oriented ایک ترقی کرنے والے ملک کے عوام کی خدمت کرنے والی۔ سول سروس میں تبدیل کر دیا ہے۔ اس کی مثال آپ کو ملے گی۔ کہ زراعت کا کوئی پروگرام ہو۔ کاشت بڑھانی ہو۔ کاشت کاروں کو کوئی خاص ترغیب دینی ہو تو جہاں وہ زراعت کا محکمہ کام کر رہا ہو۔ وہاں سول انتظامیہ بھی ایسے کام میں بھرپور حصہ لیتی ہے۔ اسی طرح سے اگر اور کوئی بات ہو۔ کوئی سیلاب یا نا گہانی آفت آ جائے۔ کچھ لوگوں کی آبادکاری کا مسئلہ ہو۔ جیسے ہمارے بھاری بھائی تشریف لائے ہیں ان کی آبادکاری کا مسئلہ تھا۔ تو ان کاموں میں بھی انتظامیہ بھرپور حصہ لیتی ہے۔

اس کے بعد اور بہت سے الزامات لگائے گئے ہیں۔ مثلاً recruitment کے بارے میں کہا گیا ہے۔ خود جو صاحب اعتراض کر رہے تھے۔ انہوں نے اس بات کا ثبوت دیا تھا کہ اس حکومت کے کسی صاحب نے 100 مجسٹریٹ جن کو پبلک سروس کمیشن نے منتخب کیا تھا۔ ان کی سپلیکشن رد کر دی تھی۔ لیکن اس حکومت نے پبلک سروس کمیشن کی

سلیکشن کو منظور کیا۔ انہوں نے خود ثبوت دیا کہ یہ حکومت پبلک سروس کمیشن کے سلیکشن۔ جو کہ اس ملک کا ایک اعلیٰ اور خود مختار ادارہ ہے۔ اس کے فیصلوں کو بہت درجہ دیتی ہے۔ اس کی عزت کرتی ہے۔ ان کو قبول کرتی ہے۔ پبلک سروس کمیشن کے امتحانات کے طریق کار پر تنقید کی گئی ہے کہ انگریزی زبان ہے اور اردو نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو پوری معلومات نہیں۔ پبلک سروس کمیشن کے پرچوں میں اردو کی option حاصل ہوتی ہے اور امیدوار جس زبان میں چاہے سوالات کے جوابات دے سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہا گیا ہے کہ بہت سی بھرتی سیاسی مقاصد کے تحت ہوئی۔ جناب والا! میں حیران ہوں اور میں بہت دلوں سے یہ چاہتا تھا کہ میں اس بات کی وضاحت کروں تاکہ تنقید کرنے والے فاضل رکن کو یہ پتہ چل جائے کہ یہاں ایک سیاسی پارٹی کی حکومت ہے۔ ہمارا ایک سیاسی منشور ہے جو ہم نے عوام کو دیا ہے اور عوام نے انتخاب میں اس منشور کے حق میں ہمیں ووٹ دیئے اور اس کے تحت یہ حکومت بنی۔ جو پولیٹیکل گورنمنٹ ہے اور یہ پولیٹیکل گورنمنٹ کے پولیٹیکل مقاصد ہے جو منشور کے تحت ہیں۔ یہ بات کہنا کہ اس سیاسی مقصد کو پورا کرنے کے لیے یہ کیا گیا ہے۔ یہ تو آپ تعریف کر رہے ہیں۔ آپ کو تو یہ کہنا چاہیے کہ یہ سیاسی مقاصد تو ایک برائی ہوتی ہے۔ لیکن اگر ہم کہتے کہ یہ آمرانہ حکومت ہے۔ ہم نے کس سے کوئی ووٹ نہیں لیے اور اپنی مرضی کریں گے۔ تب بھی ہم پر یہ الزام ہو سکتا تھا۔ لیکن یہاں پر تو یہ بھی الزام لگایا جاتا ہے کہ عوامی نمائندوں کی بات بہت سنتے ہیں۔ یعنی اگر ہم سیاسی ورکرز کی بات بہت سنتے ہیں تو یہ تو آپ political will of the people سپریم ہونے کی مثال دے رہے ہیں کہ اس حکومت میں اگر کوئی ایک وزیر فیصلہ کرتا ہے اور اسے عوام کی طرف سے آگاہ کیا جاتا ہے کہ حقائق یہ ہیں جن کا آپ کو پتہ نہیں چلا اور اس کے بعد اگر وہ اپنے فیصلے میں ترمیم کرتا ہے تو اس بات کی تو تعریف کرنی چاہیے کہ یہ حکومت عوام کے اور سروس میں لوگوں کے مفاد کو عزیز رکھتی ہے اور اگر کبھی کوئی فیصلہ ایسا ویسا بھی ہو جائے تو اس میں یہ ترمیم کرنے کے لیے تیار ہو گی۔

جناب والا! زیادہ تر تنقید یہ کی گئی ہے کہ انتظامیہ کو ایسے کاموں

کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جو حقیقت میں اس کے کام نہیں ۔ اس سے غلط کام لیا جاتا ہے ۔ میں اس کے بارے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایسی بات کرنے والوں کو معلوم ہے کہ پاکستان میں لوگ کس قسم کے اختلاف میں ہیں ۔ جب ہم پہلے دن یہاں آئے تھے ۔ ٹھیک ہے ۔ اس میں exceptions ہو سکتی ہیں ۔ کچھ فاضل اراکین نے یہ کہا تھا کہ ہاں ہم عوام سے پیپلز پارٹی کے منشور کے تحت ووٹ لے کر آئے ہیں ۔ اس لیے ہمیں حکومت کرنے کا حق حاصل ہے ۔ لیکن اس قسم کی معقول اپوزیشن اس ملک میں بہت کم ہے ۔ اور خاص کر جو ادھر کی معروف اپوزیشن ہے ۔ اس میں اس قسم کی معقولیت نہیں ۔ ہم اس اپوزیشن سے حکومت سنبھالنے کے پہلے دن سے سنتے آئے ہیں کہ ہم تحریک چلائیں گے ۔ گڑبڑ کریں گے اس حکومت کو ہٹا دیں گے اور اس حکومت کے خلاف فلاں قسم کی عدالتیں قائم کریں گے ۔ یہاں پر حزب اختلاف میں بھی اس قسم کے عناصر ہیں جو ہم سے تو جمہوری اقدار کا فروغ چاہتے ہیں ۔ لیکن کیا خود انہیں معلوم ہے کہ دوسرے جمہوری ملکوں میں ۔ جن کی وہ مثال دیتے ہیں ۔ وہاں اپوزیشن کا کیا رول ہوتا ہے ۔ کیا ان ممالک میں کسی اپوزیشن نے کہا ہے کہ ہم سفارت خانے میں جا کر کہیں گے کہ ہمارے ملک میں فلاں ہو رہا ہے ؟ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا کبھی لندن والوں نے بھی بیکنگ میں جا کر کانفرنسیں کی ہیں کہ ان کے ملک میں فلاں ہو رہا ہے ؟ جن دوسرے ممالک کی جمہوریت کی یہ مثال دیتے ہیں انہوں نے کبھی نیشنل اسمبلی میں یہ کہا ہے کہ آؤ فوج ! اس ملک میں آ کر حکومت لے لو ؟ جواباً ہم یہ کہیں گے کہ جیسا منہ ویسی چپیڑ ۔ اس ملک میں جمہوریت کی اگر قدر کرنی ہے تو پھر دونوں طرف سے ہو سکتی ہے ۔ ایک طرف سے نہیں ۔ اس ملک کی حزب اختلاف میں معقولیت بہت ہی کم ہے ۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ اس کا عشر عشیر بھی نہیں جناب والا ! ہمیں تو افسوس ہے کہ انہوں نے کبھی یہ تسلیم نہیں کیا کہ پیپلز پارٹی جائز طور پر حکومت کرنے کے لیے آئی ہے ۔ اس کو لوگوں نے ووٹ دیے ہیں ۔ الیکشن تک اس کو حکومت کرنے دیں ۔ میں تو کہوں گا کہ ایسے بہت ہی کم لوگ ہیں ۔ معلوم نہیں ۔ کتنے لوگوں نے تحریکیں چلائیں ۔ اپوزیشن کی سیاست تو شروع دن سے ہی agitation کی رہی ہے اور کوئی بھی حکومت اس کی

اجازت نہیں دے سکتی - یہ بڑا ہی آسان جواب ہے - جناب والا ! اگر اپوزیشن کی سیاست واقعی ان جمہوری اقدار کے مطابق ہو جن کا وہ حوالہ دیتے اور ذکر کرتے ہیں اور جن کا دستور وہ ہمیں دکھاتے ہیں تو وہ دستور صرف ان کے لیے ہی نہیں - بلکہ تمام شہریوں کے لیے ہے - اس لیے اگر اپوزیشن بھی دستور اور جمہوری اقدار کے مطابق اس قسم کی اپوزیشن کرے اور اس ملک میں قانون کی بنائی ہوئی حکومت کے خلاف عوام کو لہ اکسائے - قانون اور دستور کے مطابق چلنے والی حکومت کے خلاف فوج میں بغاوت اس قسم کی غلط فہمیاں پیدا کرنے والی تقریریں سرعام نہ کرے - اور بیرونی ممالک سے تعلقات خراب کرنے والی کارروائیاں نہ کرے اور بیرونی سفارت خانوں کو اس ملک میں مداخلت کرنے کی ترغیب نہ دے تو یہ حکومت بھی ان کی قدر کرے گی - لیکن افسوس یہ ہے کہ ہمارے ملک کی اپوزیشن نے کوئی ایسا ذمہ دارانہ کردار ادا نہیں کیا جس کی وہ ہم سے توقع رکھتے ہیں - ہم تو قومی مفادات کے تحت اپوزیشن سے ہر قسم کی بات کرنے کو تیار رہے ہیں - جناب والا ! ہمارے وزیر اعظم صاحب نے ایسے ایسے وقتوں پر انہیں بات کرنے کی پیشکش کی - اور بات کی ہے - جب کئی لوگ یہ سمجھتے تھے کہ یہ لوگ نہ تو کسی کے نمائندے ہیں اور نہ ہی ان کی کوئی say ہے - یہ تحریک یا agitation کی جو بات کرتے ہیں وہ بالکل غبارے میں ہوا کی طرح ہے جو ایک منٹ میں اڑ جائے گی - لیکن اس کے باوجود انہوں نے یہ سمجھا کہ قومی مفادات کے تحت دستور اپنانا ضروری ہے - میں یہ عرض کروں گا کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے پاس دستور اپنانے کے لیے ووٹ کافی نہ تھے ؟ میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ اس کے پاس کافی ووٹ تھے - لیکن ہماری حکومت اور ہمارے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو نے یہ کوشش کی کہ اس ملک میں بالکل جمہوری طریقے سے سوچ سمجھ کر اور افہام و تفہیم سے بات چیت کر کے دستور بنایا جائے - آخری دن ، جب دستور کو finalize کیا جا رہا تھا - اس وقت بھی گفت و شنید سے اس میں چند ترامیم کی گئیں - میں یہ کہوں گا کہ یہ امر اس حکومت کی جمہوریت کا ثبوت ہے کہ جب معقول طریقے سے ، عقل اور استدلال سے کوئی بات بیان کی جائے تو اس بات کو سنا جاتا ہے اور اس کو دستور اور قانون میں شامل کیا جاتا ہے - لیکن اگر حزب اختلاف

غیر ذمہ دار ہو جائے جس کی میں نے مثالیں دی ہیں۔ اگر اس قسم کی جمہوریت کی اجازت دی جائے تو پھر اس ملک کو کامیابی سے چلانا ناممکن ہو جائے گا۔

Mr. Speaker :- The time is extecded by another 15 minutes.

وزیرخزانہ : جناب والا ۔ جنرل ڈیگال نے اپنے سٹیٹمنٹ میں کہا تھا کہ

> The nation is too precious to be entrusted to competing political parties.

ان competing parties کی پاکستان کی objective conditions پر نظر نہیں ، بلکہ اپنے دل میں وہ ان کی خواہشات رکھتی ہیں کہ ان کی بجائے ہم کیوں نہیں ، ایک دم حکومت میں آ جائے ۔ یہ ملک قوم کے مفاد میں ایسی competing parties کے سپرد نہیں کیا جا سکتا اور میں یہ بات کہوں گا کہ اگر اس ملک میں جمہوریت کے نام پر افراتفری ، گڑبڑ یا فساد ہوگا اور ترقیاتی کاموں میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی جائے گی تو حکومت ایسی گڑبڑ فساد اور ترقیاتی کاموں میں رکاوٹ کو دور کرے گی ، بلکہ ہم ان کو ختم کرنے کی کوشش کریں گے ۔ اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو ہم قومی اور عوامی مفادات کو حقیقت میں آگے نہیں بڑھا رہے ہوں گے ، بلکہ ان کو نقصان پہنچا رہے ہوں گے ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان میں اگر چینی ، گھی ، یا کسی بھی قسم کا مسئلہ ہو تو یہ کہا جاتا ہے کہ مرکز سے اس کے بارے میں بات کی جاتی ہے ۔ جناب والا ۔ یہ تو ایک وفاقی دستور میں ہر حکومت کی ایک کارکردگی اور اس کا ایک دائرہ کار متعین ہے ۔ ہم اپنے دائرے میں رہتے ہیں اور ہم پراونشل پارٹی میں حکومت کرتے ہیں ۔ ہماری پارٹی کا ایک چیئرمین ہے ۔ اگر ہم اپنے چیئرمین اور لیڈر پارٹی کے جو بہت بڑے ادارے ہیں ۔ ان کی بات سنتے ہیں تو بجائے اس کے کہ یہ تعریف کی جائے کہ یہاں پر جمہوریت ہے ۔ کیونکہ جمہوریت میں افراد کی نہیں ۔ بلکہ پارٹی کی حکومت ہوتی ہے ۔ تو اس کی بھی مذمت کی جاتی ہے ۔

جناب والا ۔ آخر میں میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب اپنے دائرہ کار میں خود مختار ہے جو اسے وفاقی دستور کے مطابق ملا ہے ۔ لیکن جہاں کہیں قومی مفادات اور بین الصوبائی رابطے کے تحت ہم اگر کوئی ایسا ایکشن لیں جس سے کل کسی دوسرے صوبہ میں کوئی restriction ہو جائے یا اس کو کوئی تکلیف ہو تو اس سلسلے میں ہم رابطہ قائم کرتے ہیں ، اور مجھے یہ اعتراف کرنے میں کوئی باک نہیں ۔ اگر ہم رابطہ بھی قائم نہ کریں تو یہ ملک کیسے اکٹھا چل سکتا ہے ؟ میں کئی بار یہ کہہ چکا ہوں کہ ہم آزاد اور خود مختار صوبے نہیں ، بلکہ ایک ملک کے حصے ہیں ۔ ہم ایک جوان قوم ہیں ۔ ابھی ہماری قوم کی عمر اتنی زیادہ نہیں کہ consolidation پیدا ہو چکی ہو ۔ اس ملک میں political consolidation پیدا کرنے کے سب سے زیادہ مشکل عمل پر پیپلز پارٹی کام کر رہی ہے ۔ اس political consolidation کے عمل میں ایک نظم و ضبط برقرار رکھنا نہایت ضروری ہے ۔ جو نام نہاد جمہوریت اپوزیشن چاہتی ہے گڑبڑ ، فساد ، ہر وقت تحریک اور agitation قائم کی جائے اس کی کبھی اجازت نہیں دی جا سکتی ۔ اگر اجازت دی جائے تو وہ قومی مفادات کے خلاف ہوگی ۔ بہت شکریہ جناب ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر : اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ 9 کروڑ 82 لاکھ 96 ہزار 5 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مد 25 ۔ نظم و نسق عامہ میں تخفیف کر کے اسے ایک روپیہ کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے

کہ 9 کروڑ 82 لاکھ 96 ہزار 5 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مد 25 ۔ نظم و نسق عامہ میں تخفیف کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :-

کہ 9 کروڑ 82 لاکھ 96 ہزار 5 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مد 25 نظم و نسق عامہ میں بقدر 10 لاکھ روپے تخفیف کر دی جائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ 9 کروڑ 82 لاکھ 96 ہزار 5 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مد ۔ 25 نظم و نسق عامہ میں بقدر ایک سو روپے تخفیف کر دی جائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 9 کروڑ 82 لاکھ 96 ہزار 5 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد 25 نظم و نسق عامہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر اب ہاؤس کو ملتوی کیا جاتا ہے ۔ کل صبح ساڑھے آٹھ بجے دوبارہ اجلاس ہوگا ۔

(اسمبلی کا اجلاس 25 جون 1976ء بروز جمعۃالمبارک صبح آٹھ بجے تک ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی کا اٹھارھواں اجلاس

جمعۃالمبارک 25 جون 1976ء

(جمعۃالمبارک ۔ 26 جمادی الثانی 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝
وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝
كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۭ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ
مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

(پ ۴ س ۳ رکوع ۲،۳ آیات ۱۰۸ تا ۱۱۰)

○

یہ اللہ کی آیتیں ہیں۔ جو ہم تم کو صحت کے ساتھ پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں۔ اور اللہ اہل عالم پر ظلم کرنا نہیں چاہتا۔ اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے۔ اور سب کاموں کا رجوع اور انجام اللہ ہی کی طرف ہے۔ اے ایمان والو! تم (دنیا کی) تمام قوموں میں سب سے بہتر قوم ہو جو لوگوں (کی رہنمائی کے لئے) ظہور میں آئی ہے۔ تم اچھے کام کرنے کا حکم دیتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور (مکمل) اللہ پر یقین رکھتے ہو۔ اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو ان کے لئے بہت بہتر تھا۔ ان میں ایمان والے بھی ہیں مگر اکثر نافرمان ہیں۔

وما علینا الا البلاغ

اراکین اسمبلی کی رخصت

چوہدری فرزند علی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری فرزند علی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

بندہ بوجہ بخار 7 ، 16 جون حاضر اجلاس نہیں ہو سکا رخصت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

حافظ علی اسداللہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست حافظ علی اسد اللہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ بندہ کو اپنی ہمشیرہ کی بیماری کی وجہ سے پہلے چشتیاں اور پھر انہیں داخل کرانے کے لئے نشتر ہسپتال ملتان جانا پڑا جس کی وجہ سے مورخہ 19-6-76 اور 21-6-76 کو اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا ۔ براہ نوازش دو یوم کی رخصت منظور فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں خان محمد

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں خان محمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں بوجہ علالت 21-6-76 کو اسمبلی کی کارروائی میں شمولیت اختیار کرنے سے قاصر رہا ۔ براہ نوازش اس دن کی غیر حاضری معاف فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار امجد حمید خان دستی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سردار امجد حمید خان دستی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend the Assembly meeting held on 23-6-76 due to unavoidable circumstances. Kindly grant leave for the above mentioned date and oblige.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی دلاور خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست حاجی دلاور خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں بوجہ بیماری 21.6.76 کو اجلاس اسمبلی میں شرکت نہ کر سکا۔ برائے لوازش اس دن کی رخصت منظور کی جاوے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں محمد اسلام

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد اسلام صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں بوجہ بیماری مورخہ 1-6-76 تا 4-6-76 7-6-76 تا 10-6-75 ، 14-6-76 تا 17-6-76 اجلاس میں شامل نہیں ہو سکا رخصت منظور فرمائی جاوے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ صاحب

ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

Please extend leave till and of June

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : میرے پاس ایک ہی موضوع پر تین تحریک ہائے استحقاق آئی ہیں - ان میں سے جو آخری ہے I that appears to be in order so am waiting for that because that is being processed.

دو خاکوانی صاحب کی ہیں اور ایک چوہدری طالب حسین صاحب کی ہے - I will take that up the moment it comes after being processed.

مسٹر عبدالحفیظ کاردار تین چار دن سے پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن پر بولنا چاہتے تھے -

چوہدری طالب حسین : اس میں دیر کیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : وہ ابھی ٹالب ہوئی ہے اور وزراء کے پاس جانی ہے - ابھی دس پندرہ منٹ ہوئے ہیں کہ وہ تیسری تحریک دے گئے ہیں -

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : جناب سپیکر - پارلیمنٹری بیٹ کے دوران کئی دوستوں نے ، صنعت و حرفت اور دوسرے قلمدان جو میرے پاس کسی زمانے میں کابینہ کا رکن ہونے کی حیثیت سے تھے کا ذکر کیا گیا - اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ چند معروضات عرض کر دوں - مگر ان معروضات کو پیش کرنے سے پہلے اپنے دوست وزیر خزانہ کو ، جو کہ اقتصادیات کو ہماری مخلوط معیشت کی طرح اشعار چسپاں کر کے زیادہ سے زیادہ شاندار بنا رہے ہیں اور پژمردہ چہروں پر رونق لانے پر ، میں چند اشعار بھی پیش کروں گا ، مگر بروقت - لیکن اشعار سے پہلے ایک حکایت سنانی چاہتا ہوں میں پچھلے

دلوں اسلام آباد گیا تو وہاں دو ماہر اقتصادیات بیٹھے تھے ۔ باقی باتوں میں growth of economy اور دوسری چیزوں کا ذکر آیا ۔ Rostow کا بھی ذکر آیا ۔ میں نے بھی چند کتابیں اکنامکس کی پڑھی ہیں تو میں نے کہا کہ میں ان سے عرض کروں کہ Micro Economics اور Madro Economics کے بعد ایک Maso Economics کے متعلق بھی آج کل سنا جا رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تیسرا کیا ہے ؟

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : MASO ۔ میں اس کی ایکسپلینیشن دوں گا ۔ میسو گریک لفظ ہے جس کے معنی ہیں Greater ۔ اور میسو اکنامکس بھی ایک نئی چیز ہے ، نیا شعبہ نکلا ہے اور اس کا تعلق multi-national سے ہے ۔ مجھے بڑی حیرانی ہوئی کہ بڑے ماہر اقتصادیات اور ہمارے پلاننرز نے شعبہ اقتصادیات نہیں پڑھا تھا جس کا تعلق اس جنگ سے ہے جو rich nation اور poor nation کی جاری ہے ۔ بہر طور میں نے اس اس کا ذکر اس لئے کیا کہ ہمارے ہاں منصوبہ بندی کا جو ذکر آتا ہے ، اس کا جائزہ لیتے ہوئے ایک شعر یاد آیا تو میں ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں ۔ غالب کا شعر ہے ۔

نقش فریادی ہے کس کی شوخی تحریر کا
کاغذی ہے پیرہن ، ہر پیکر تصویر کا

اور چونکہ میں نے کبھی افسر شاہی پر حملہ نہیں کیا ۔ میں نے ان کے ساتھ کام کیا ہے ۔ میرے پاس منصوبہ بندی کا بھی شعبہ تھا ۔ مگر مجھے یاد ہے کہ شعبدہ بازی سے اعداد و شمار پیش کر دئے جاتے ہیں اور ان کے دیکھنے پر بھی ایک شعر یاد آتا ہے ۔ وہ بھی عرض کرتا ہوں ۔

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا

اس کو بھی مد نظر رکھ کر جب پلاننگ کو ہم دیکھیں کہ اعداد و شمار کیا ہیں ، تو اس کا جائزہ لیں گے ۔ میں اس لئے یہ چند معروضات پیش کر رہا

تھا کہ میں نے اکنامک سروے دیکھا ہے کہ ساڑھے چار لاکھ نئی لیبر فورس ہر سال پاکستان میں add ہوتی ہے جس کا ذکر "پاکستان اکنامک سروے" میں ہے ، اور ظاہر ہے کہ اس کا بڑا حصہ پنجاب کی آبادی سے تعلق رکھتا ہے - اس لئے ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ صنعت کو فروغ دیں - صنعت کے فروغ کے متعلق مجھے یاد ہے کہ میں نے اپنے زمانہ میں جس وقت میرے پاس قلمدان تھا ، میں نے ایک پالیسی ڈائرکٹو دیا تھا - وہ اس لئے دیا تھا کہ میں نے دیکھا کہ معدنیات کے شعبے میں کوئی ایک سو درخواستیں پچھلے چار سال سے پڑی ہیں جس پر عمل نہیں ہوا اور اسی طرح جب انڈسٹری کے محکمے میں میں نے فائلیں دیکھیں تو پچاس سے زائد پی - آئی - سی - آئی - سی اور آئی - ڈی - بی - پی سے ہمارے پاس آئی تھیں جن پر کوئی ایکشن نہیں لیا گیا تھا - میں نے اس پر پالیسی ڈائرکٹو دیا تھا کہ اس کو آپ زیادہ سے زیادہ سرعت کے ساتھ ، جلدی کے ساتھ ان کی clearance کریں - مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے - حالانکہ وزیر صنعت صاحب نے اپنے جواب میں جو کہ انہوں نے شاہ محمد محسن صاحب فاضل رکن کے جواب میں کہا ہے - یہ جواب انہوں نے 23 جون کو دیا ہے جو ایوان کی میز پر رکھا گیا کہ بہت سی صنعتوں کی اجازت دے دی گئی ہے مگر میرے علم کے مطابق اکتوبر 1975ء سے درخواستیں ہیں ان کی ابھی تک clearance نہیں ہوئی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ صنعت اور صنعت کاری کو فروغ دینے میں ایک خلا پیدا کرتا ہے اور مجھے معلوم ہے ، ملک کے تمام حصوں میں جلد از جلد ان کی درخواستوں کو process کیا جاتا ہے اور میری التماس یہی ہو گی کہ ان کی طرف خاص طور پر توجہ دی جائے اور میں اس وقت وزیر خزانہ کو مبارک باد دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اپنی بجٹ کی اختتامی تقریر میں یقین دلایا کہ جو لیبر intensive سکیموں کے متعلق میں نے ذکر کیا تھا ، اس پر خاص طور پر زور دیں گے تا کہ ہمارے ہاں جو بے کاری اور بے روزگاری ہے ، اس کا تدارک کیا جا سکے اور اس بات کی خاص طور پر توجہ اس لئے ضروری ہے کہ وزیر خزانہ نے پبلک سیکٹر میں جو صنعتیں لگائی ہیں ان کے متعلق gestation period کا ذکر کیا گیا تھا کہ دو سے تین سال ہوتا ہے - میں ذکر کر رہا ہوں pre-gestation period کا - pre-gestation period وہ ہے جس میں applications process ہوتی ہیں - اگر اس کا وقت چھ ماہ

سے ایک مہینہ کر دیا جائے تو وہ pre-gestation period جو کہ add کرتا ہے gestation period کو ، اس کو بھی کم کرے گا اور اس توجہ کے لئے میں ایکسپلینیشن پوائنٹ پر اٹھا تھا اور ان کی گزارشات کے بعد میرا خیال ہے اور وزیر صنعت کو وزیر زراعت کے توسط سے یہ شعر عرض کرتا ہوں -

بوئے گل ، نالہ دل ، دود چراغ محفل
جو تیری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا

جو بھی آج کل درخواست لے جاتا ہے ، پانچ چھ مہینے سے پریشان ہے - اس لئے مجھے یہ شعر پڑھنا پڑا اور میں عرض کروں گا کہ جلد از جلد ان تمام درخواستوں پر فیصلے کئے جائیں -

مسٹر سپیکر : مسٹر محمد خان خاکوانی ، ان کی تحریک استحقاق ہے -

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر - میرا بھی ایک پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن ہے -

مسٹر سپیکر : اس کے لئے تو آپ کو تین چار دن انتظار کرنا پڑے گا - ان کو چار دن کے بعد اس کی اجازت ملی ہے -

مسئلہ استحقاق

نوابزادہ محمد خان خاکوانی اور اس کی بیوی کا بغیر کسی وجہ سے آدھ گھنٹہ تھانہ گلبرگ میں زیرحراست رکھنا اور پھر اس کارروائی کی اطلاع سپیکر اسمبلی کو نہ بھیجنا

Nawabzada Muhammd Khan Khakwani : Sir, I beg to rasie a question involving the breach of privilege of the members of the Assembly relating to a specific matter of recent occurrence which requires the intervention of the Assembly. The matter

is that my house was cordoned by the police since 12.00 in the afternoon on 24-6-1976 and I was asked that I and my wife should accompany the police officers to the civil Lines police Station for interrogation in a case registered against Raja Munawar Ahmad, M.P.A. I and my wife gave them in writing that it is not customary in our family that our women folk should go to the police station and requested that her statement be recorded at the house and that I will be coming to the police Station at 10·00 a.m. tomorrow for any interrogation. The police forcibly broke into my house without any lawful authority and harassed me, my family and my guests who were visiting me and forcibly took me and my wife to the Gulberg police Station. This detention for half an hour was not intimated to the Speaker as per rules. This highhanded action of the police under the direction of government has not only breached my privilege but of the House and therefore, the matter should be taken up fore discussion.

جناب والا ۔ میں اس سلسلے میں سٹیٹمنٹ بھی دینا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : میں اسے پڑھ تو دوں ۔

نوابزادہ محمد خان خاکوانی : اس میں پڑھنے کی ضرورت تو نہیں ہوتی میں نے پڑھ دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے اس میں پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے ۔

نوابزادہ محمد خان خاکوانی : جناب والا ۔ انیس اور بیس تاریخ کو قائد اعظم رح کی صد سالہ یوم ولادت کے سلسلے میں مسلم لیگ تقریبات منا رہی تھی ۔ مسلم لیگ ہاؤس میں اسی دن انیس کی شام کو راجہ منور احمد کی کار اور اس کے ڈرائیور کو پولیس نے حراست میں لے لیا ۔ اس کے بعد راجہ منور احمد نے قانونی چارہ جوئی کی ضمانت کے لئے درخواستیں دیں اور وہ

پولیس کے سامنے پیش نہ ہوئے۔ پولیس اس سلسلے میں مختلف جگہوں پر چھاپے مار رہی ہے۔ میرے پاس بھی پولیس آتی رہی دو دن پوچھتی رہی۔ میں نے کہا بھئی اگر آپ کو شک ہے کہ میرے گھر میں ہے تو آپ بے شک سرچ وارنٹ لے آئیں اور اس کو ڈھونڈھ لیں یا اگر آپ کو یہ شک ہے کہ مجھے کسی قسم کی کوئی اطلاع ہو کہ راجہ منور احمد کہاں ہے تو وہ آسانی سے آپ پتہ کر سکتے ہیں کیوں کہ میرے گھر کے سامنے تو چوبیس گھنٹے سی آئی ڈی رہتی ہے اور اس کے بعد میری اور میرے متعلقین کی ٹیلیفون پر کی گئی گفتگو ٹیپ ہوتی ہے۔ اگر آپ یہ بتا دیں کہ کسی وقت راجہ منور احمد کا فون آیا ہو تو میں مجرم ہوں پھر وہ چلے گئے۔ کل وہ پھر آئے کوئی بارہ بجے اور انہوں نے کہا کہ آپ اور آپ کی بیگم صاحبہ تھانے چلیں۔ میں نے کہا کہ آپ کے پاس کوئی تحریر ہے تا کہ مجھے بھی پتہ لگے کہ میرے خلاف کوئی کیس ہے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں جی کوئی تحریری چیز تو نہیں ہے۔ آپ لیکن ہمارے ساتھ چلیں آپ سے ذرا ایس پی صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا یہ بات نہیں ہے آپ کوئی چیز تحریری لے کر آئیں اس کے بعد میں اندر چلا گیا اور میں نے اپنا دروازہ بند کر لیا وہ باہر جناب دروازے کو لاتیں مارتے رہے میں نے کہا میں بالکل دروازہ نہیں کھولوں گا جب تک کوئی تحریر لے کر آپ نہ آئیں۔ پھر جناب چار بجے کے قریب ڈی ایس پی صاحب کی طرف سے ایک تحریر یہ لے کر آئے کہ آپ اور آپ کی بیگم صاحبہ تھانے آئیں۔ میں نے ایم انور صاحب کو بلا کر پوچھا تو تو انہوں نے کہا کہ اس میں نہ کوئی تاریخ لکھی ہوئی ہے نہ کوئی وقت لکھا ہوا ہے آپ ان کو لکھ کر بھیج دیں کہ میں دس بجے آؤں گا یہی آج۔ لیکن میری بیگم نہیں آئے گی آپ اس کا بیان اگر لینا چاہتے ہیں تو یہاں آ کر لے لیں۔ لیکن جناب انہوں نے میرے دروازے توڑ دئے ڈرائینگ روم کے اندر آ کر گالیاں نکالیں اور میری بیوی کو اور مجھے اٹھا کر تھانے میں لے گئے اور وہاں جناب آدھ گھنٹے تک بٹھائے رکھا۔ صرف اس لئے کہ لوگ یہ دیکھ سکیں کہ یہ حکومت یہ کچھ بھی کر سکتی ہے کہ ایک ایم۔ پی۔ اے کو اور اس کی بیوی کو تھانے میں بلا کر بٹھا سکتی ہے۔ ہمارا کیا قصور جناب ہمیں یہ بتائیے کیا جرم ہے آدھا گھنٹہ بیٹھے رہے اور بات بھی کوئی نہیں۔ صرف یہ کہ آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں کہ

راجہ منور احمد کدھر ہے ۔ میں نے کہا کہ آج تک کسی حکومت نے اتنی زیادہ زیادتی نہیں کی ۔ آپ کی اتنی ایجنسیاں ہیں اگر آپ کو اس آدمی کے بارے میں پتہ نہیں ہے تو آپ مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہیں اور میری بیوی کو کیوں یہاں بلایا ہے ۔ آدھے گھنٹے کے بعد انہوں نے مجھے کہا کہ آپ جائیں ۔

Minister For Law : Mr. Speaker, from the facts that have been disclosed by the Hon'ble Member and from the privilege motion it seems very clear that occurrence took place after 12.00 and as the learned Member was explaining the accidental place in respect of his detention he told that the accident took place at 4.00 p.m. yesterday. Mr. Speaker, under the Privileges Act the police has to inform that they have kept such and such Member under detention but what should be the time limitation of information if the accident according to him took place yesterday at about 4.00 p.m. Subsequently today is the next working day and the informationr is supposed to day if such occurrence has taken place. I would respectfully submit that this privilege motion is premature and it should not be admitted. Mr. Speaker the following working day is today and if something has happened the information to Speaker is to be received today. If today they don't inform even as to what the allegations are then it may be admitted that they have violated some thing which is given in the Privileges Act, but upto this time no violation of privileges has taken place.

سید تابش الوری : جناب والا ۔ اس سلسلے میں میری یہ تحریک ہے کہ اس تحریک کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے ۔ جہاں تک اطلاع آنے کا کا تعلق ہے یہ اس قدر غیر معمولی واقعہ ہے کہ اس کے لئے ویسے بھی رولز میں کوئی تعین موجود نہیں ہے اس کے لئے یہ کہا گیا ہے کہ فوری طور پر بلا تاخیر یہ سپیکر صاحب کے علم میں لایا جانا چاہئے تھا وہ آپ کو ٹیلیفون بھی کرسکتے تھے ۔

Minister for Law : Sir, before the Hon'ble Member say some thing your honour has to decide whteher what should be the limitation of a period in respect of information.

مسٹر سپیکر : اس کو تو پریویلیج کمیٹی ہی determine کر سکتی ہے -

Minister for Law : Sir, you may send it to the privilege committee for the determination of this point.

سید تابش الوری : جناب میں نے تحریک پیش کی ہے کہ اس کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے یہ مسئلہ نہایت سنگین اور اہم ہے -

مسٹر سپیکر : ہمارے سامنے دو proposals ہیں ایک تو یہ proposal ہے کہ اس کو مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیا جائے اور دوسری proposal یہ ہے کہ اس کو ہاؤس میں زیر بحث لایا جائے -

سید تابش الوری : جناب والا - یہ مسئلہ چونکہ اپنی اہمیت کے اعتبار سے نہایت سنگین ہے اور اس میں اراکین اسمبلی کا استحقاق براہ راست پامال کیا گیا ہے -

مسٹر سپیکر : ہر تحریک استحقاق ہی بڑی اہم ہوتی ہے اور مجلس استحقاقات نے ہی اس کو دیکھنا ہوتا ہے کہ اصل مسئلہ کیا ہے -

سید تابش الوری : یہ کوئی انفرادی مسئلہ نہیں ہے اس حکومت نے جو طریقہ کار اختیار کیا ہے - - - - - - - -

Mr. Speaker : I have not opened the discussion. The matter is not for discussion by the House.

سید تابش الوری : ہم آپ سے صرف یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ آپ نے پچھلے سیشن میں یہ یقین دلایا تھا کہ اراکین اسمبلی کی عزت اور آبرو کا احترام کیا جائے گا اور یہ بڑی تعداد میں جو استحقاق کی تحریکیں آ رہی ہیں ان کی وجوہات کی حوصلہ شکنی کی جانی چاہیے - لیکن آج تک اس انتباہ کے باوجود ہم دیکھ رہے ہیں کہ انتقامی کارروائیوں کا سلسلہ جاری ہے -

Mr. Speaker : You can't I hope raise the same complaint again. You can see.

سید تابش الوری : جناب والا ۔ آپ نہیں دیکھ رہے کہ سیاسی انتقام اور لا قانونیت کے ہاتھ اب اراکین اسمبلی کے گریبانوں سے بڑھ کر ان کی خواتین کے آنچلوں تک پہنچ گئے ہیں کیا یہی وہ شرافت کا دور ہے جس کا جناب وزیر اعلیٰ نے یقین دلایا تھا ۔

Mr. Speaker : Now there are two proposals one proposal is that the matter should go to the privilege committee and the other proposal is that it should be discussed in the House.

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ۔ یہ مسئلہ فوری زیر بحث لانا چاہئے ۔

مسٹر سپیکر : Now I put it to the House ابھی ہاؤس نے فیصلہ نہیں کیا کہ اس پر بحث ہوگی یا نہیں اور چار ممبران کھڑے ہو چکے ہیں یہ بڑی زیادتی ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ۔ خواتین کی بے حرمتی کا مسئلہ ہے یہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے ایک عام شخص کی مستورات کے ساتھ اس طرح کا سلوک ہو تو برداشت نہیں کرسکتا چہ جائیکہ ایک رکن اسمبلی کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے ۔ یہ صرف ایک رکن کا نہیں سارے ایوان کے اراکین کا استحقاق مجروح ہوا ہے ایک سابقہ وزیر کے ساتھ یہ برتاؤ ہو رہا ہے تو پھر آپ کے وزراء بھی اس سے نہیں بچ سکیں گے ۔

Mr, Speaker : Now I put it to the House "should the matter go to the privilege committee".

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ۔ اس طرح آپ کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ انتخابات کے لئے راہ ہموار کر رہے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : اچھا جو یہ چاہتے ہیں کہ یہ پرولیج کمیٹی میں جائے وہ ہاں کہیں ۔

آوازیں ۔ ہاں ۔

مسٹر سپیکر : جو یہ چاہتے ہیں کہ یہ پرولیج کمیٹی میں نہ جائے وہ نہ کہیں ۔

آوازیں ۔ نہیں

Mr. Speaker : The decision is that the matter should go to the priviiege committee. The report to come with in ten days.

چوہدری طالب حسین : جناب والا ۔ رپورٹ کتنے دن میں آ جائے گی ۔

Mr. Speaker : The report to come within ten days,

چوہدری طالب حسین : جناب والا ۔ یہ ایک ایسا مسئلہ تھا جس پر کافی تحاریک استحقاق پیش ہوئیں اور تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد ہوتی رہیں ۔ اس کے بعد دوسرا اجلاس آیا اور اس میں نہ کوئی تحریک استحقاق پیش ہوئی اور نہ ہی کوئی ایسا مسئلہ پیش آیا ۔ اور اب یہ صورت حال بجٹ اجلاس میں دوبارہ ہوئی ہے ۔ اور جس روز سے یہاں کے ایک فاضل رکن راجہ منور احمد نے ایک تقریر کی تھی اس کے بعد ان کے خلاف ایک ناجائز پمفلٹ اور اسلحہ پکڑا گیا ہے اور اس سلسلہ میں مختلف جگہوں پر چھاپے پڑتے رہے ہیں ۔ اور ان کے عزیز و اقربا کو بھی ذلیل کیا جا رہا ہے اس کے باوجود ہم نے اس مسئلے پر کسی طرح کی کوئی گفتگو نہیں کی اور نہ ہی کوئی تحریک التواء کار یا تحریک استحقاق ایوان میں پیش کی ۔ اگر واقعی تحقیقات کے بعد یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ راجہ منور احمد نے قانون کی خلاف ورزی کی ہے تو قانون کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ عمل داری میں آئے ۔ جناب والا ۔ ہم نے اس واقعہ سے کوئی ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کی ۔ اور نہ ہی اسے کوئی سیاسی مسئلہ بنانے کی کوشش کی ہے ۔ اور نہ ہی ہم نے یہ کہا ہے ۔ کہ یہ اس لئے کیا جا رہا ہے کہ راجہ منور احمد نے ایوان میں ایک تقریر کی تھی اور تقریر کے سلسلہ میں تو کوئی کارروائی نہیں ہوسکتی تھی لیکن ناجائز طور پر مقدمہ صرف اس لئے بنایا گیا کہ اس نے ایک تقریر اس ایوان میں کیوں کی ؟ جناب والا ۔ اس کے بعد یہاں اس ایوان میں راجہ منور احمد کے

خلاف ایک سلسلہ یہ شروع ہوا کہ ہر ممبر نے ان کے خلاف تقریباً تقریر کی اور خاکوانی صاحب کی تقریر کے بعد بھی یہاں ایک لمبا سلسلہ شروع رہا ۔

Mr. Speaker : I cannot deny the members of their right to speak in the House. Please don't make insinuations about the speeches of the members of this House.

پور ممبر provoke ہوں گے ۔ ۔ ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ۔ اگر آپ انہیں provoke کرنا چاہتے ہیں تو اور بات ہے ۔

مسٹر سپیکر : نہیں یہ بات نہیں ہے ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ کل سے یہ معاملہ بھی ہمارے سامنے پیش ہے کہ ایک فاضل رکن اپوزیشن تقریر کر رہے تھے ۔ لیکن آپ نے کچھ ایسے ریمارکس پاس کئے جو پریس میں موجود تو نہیں ہیں اور اس کی رپورٹ جس طرح سے کی گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ مجھے کیوں مجبور کرتے ہیں ۔ سارا بوجھ آپ مجھ پر ڈال رہے ہیں ۔ آپ تو اس وقت مصروف تھے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ۔ آپ مجھے کیوں مجبور کرتے ہیں ۔ کہ میں ایسی باتیں کروں جو میں نہیں کرنا چاہتا آپ خود ایسی باتیں کرتے ہیں ۔ کہ میں مجبور ہو جاؤں اور میں ان چیزوں کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں جو آپ کے منہ سے نکلی ہیں ۔ اس لئے میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ تصویر کا ایک رخ ہے ۔ لیکن اس کے بعد کل جس طرح ایک فاضل ممبر کو اور اس کی بیوی کو اس کے گھر کی تلاشی لینے کے سلسلہ میں اس کی بے عزتی کی گئی جس طرح ان کو ہراساں کیا گیا اسی طرح وہاں پر موجود اور ممبران کو بھی ہراساں کیا گیا اور اس بیان کے سلسلہ میں حکومت کی طرف سے یہ ٹیکنیکل اعتراض کیا گیا کہ جو نوٹس سپیکر صاحب کو دیا جاتا تھا اس کے لئے ابھی چوبیس گھنٹے نہیں گزرے ۔ لیکن وہ تمام بیان جو کہ خاکوانی صاحب نے دیا ہے ۔ حکومت کی طرف سے کوئی تردید نہیں ہوئی حالانکہ یہ واقعہ لاہور میں ہوا ہے کل سے یہ واقعہ ہو چکا ہے ۔ آج صبح اس کی پریس

میں رپورٹ ہوئی ہے اس کے بعد کیا یہ ممکن نہیں تھا کہ حکومت اس کے متعلق دریافت کرتی کہ یہ واقعہ کس طرح سے پیش آیا۔ اور یہ واقعات جو اخبارات میں آئے ہیں یا تحریک استحقاق میں آئے ہیں درست ہیں یا غلط ہیں۔ ان کی خاموشی اس بات کی تائید کرتی ہے کہ واقعی یہ واقعہ ہوا ہے اور دانستہ طور پر کیا گیا ہے اور اس کی تائید حکومت کے بیانات سے بھی ہوتی کیونکہ کل جو قائم مقام قائد ایوان نے بجٹ کے سلسلہ میں تقریر کی تھی اس میں صاف طور پر یہ کہا گیا تھا کہ ہم ایسی اپوزیشن سے یہی سلوک کریں گے۔ جناب والا۔ ان حالات میں ہمارے لئے یہ ممکن نہیں کہ ایمانداری سے فرائض ادا کرسکیں اس لئے ہم واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلے پر معزز اراکین حزب اختلاف واک آؤٹ کر گئے)

پنجاب کا میزانیہ بابت سال 1976-77ء

(مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری)

(مطالبہ زر۔ 16)

مسٹر سپیکر: مطالبہ زر 16۔ سینئر منسٹر۔

وزیر خزانہ: جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

> کہ ایک رقم جو کہ 94 کروڑ 70 لاکھ 24 ہزار 9 سو روپے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو کہ مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنا پڑیں گے۔

مسٹر سپیکر: اب اس پر کٹوتی کی تحریک پیش کی گئی ہے۔

نمبر 1 مخدوم زادہ سید حسین محمود۔ چوہدری طالب حسین ۔۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

نمبر 2 مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ چوہدری طالب حسین ۔ راجہ منور احمد ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب رؤف طاہر ۔ سید طاہر احمد شاہ ۔ نہیں ہیں ۔

نمبر 3 ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ سید تابش الوری ۔ جناب نذر حسین منصور ۔ نہیں ہیں ۔

نمبر 4 ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ چوہدری طالب حسین ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد سید تابش الوری ۔ راجہ منور احمد ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب نذر حسین منصور جناب رؤف طاہر ۔ سید طاہر احمد شاہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔

نمبر 5 ۔ راجہ محمد افضل خان ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔

نمبر 6 ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ چوہدری طالب حسین ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ سید تابش الوری ۔ راجہ منور احمد ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب نذر حسین منصور جناب رؤف طاہر ۔ سید طاہر احمد شاہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔

ایوان کے سامنے یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔ اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو کہ 94 کروڑ 70 لاکھ 24 ہزار اور 9 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو کہ مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 23)

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو کہ 2 کروڑ ، 37 لاکھ 48 ۔

ہزار اور ایک سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو کہ مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد صنعت و حرفت برداشت کرنا پڑیں گے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو کہ 2 کروڑ ، 37 لاکھ 48 ہزار اور ایک سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا جائے جو کہ مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد صنعت و حرفت برداشت کرنا پڑیں گے۔

اس پر کٹوتی کی تحریک پیش کی گئی ہے۔

نمبر 1 ۔ مخدوم زادہ سید حسین محمود ۔ چوہدری طالب حسین ۔ ۔ ۔ ۔ نہیں ہیں ۔

نمبر 2 ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب نذر حسین منصور راجہ ۔ منور احمد موجود نہیں ۔

نمبر 3 ۔ چوہدری طالب حسین ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ سید تابش الوری ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب رؤف طاہر ۔ سید طاہر احمد شاہ ۔ ۔ ۔ موجود نہیں ہیں ۔

نمبر 4 ۔ مخدوم زادہ سید حسین محمود ۔ چوہدری طالب حسین ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ سید تابش الوری ۔ راجہ منور احمد ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب نذر حسین منصور جناب رؤف طاہر احمد شاہ ۔ ۔ موجود نہیں ہیں ۔

نمبر 5 مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ چوہدری طالب حسین علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ سید تابش الوری ۔ راجہ منور احمد ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب لذر حسین منصور ۔ جناب رؤف طاہر احمد شاہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ موجود نہیں ہیں ۔

اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :۔

کہ ایک رقم جو کہ 2 کروڑ ، 37 لاکھ 48 ہزار اور ایک سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء دوران مد صنعت و حرفت برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 39)

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :۔

کہ ایک رقم جو کہ 81 کروڑ 23 لاکھ 31 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو کہ مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد ترقیات برداشت کرنا پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو کہ 81 کروڑ ، 23 لاکھ ، 31 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو کہ مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد ترقیات برداشت کرنا پڑیں گے ۔

نمبر 1 ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ چوہدری طالب حسین ۔ ۔ ۔ ۔ موجود نہیں ہیں ۔

نمبر 2 ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ چوہدری طالب حسین ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ، راجہ منور احمد ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب نذر حسین منصور ۔ جناب رؤف طاہر ، سید طاہر احمد شاہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔

نمبر 3 ۔ سید تابش الوری ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔

نمبر 4 ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ چوہدری طالب حسین ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ سید تابش الوری ۔ راجہ منور احمد ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب نذر حسین منصور ۔ جناب رؤف طاہر ۔ سید طاہر احمد شاہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ہیں

نمبر 5 ۔ مخدوم زادہ سید حسین محمود ۔ چوہدری طالب حسین ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ سید تابش الوری ۔ راجہ منور احمد ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب نذر حسین منصور ۔ جناب رؤف طاہر ۔ سید طاہر احمد شاہ ۔ ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

> کہ ایک رقم جو کہ 81 کروڑ ، 23 لاکھ اور 31 ہزار روپے سے متجاوزہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو کہ مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد ترقیات برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 1)

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ ایک رقم جو 26 لاکھ 18 ہزار 7 سو 40

روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد افیون برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے ۔

کہ ایک رقم جو 26 لاکھ 18 ہزار 7 سو 40 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد افیون برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر - 2)

مسٹر سپیکر : مطالبہ زر نمبر 2 ۔ وزیر خزانہ

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ ایک رقم جو 4 کروڑ 2 لاکھ 20 ہزار 5 سو سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے ۔

کہ ایک رقم جو 4 کروڑ 2 لاکھ 20 ہزار 5 سو سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر

اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر - 3)

مسٹر سپیکر : مطالبہ زر نمبر 3 وزیر خزانہ

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ ایک رقم جو 54 لاکھ 68 ہزار روپے سے متجاوزنہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد صوبائی آب کاری برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 54 لاکھ 68 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد صوبائی آبکاری برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر - 4)

مسٹر سپیکر : مطالبہ زر 4 ۔ وزیر خزانہ ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ رقم جو کہ 23 لاکھ 45 ہزار 9 سو روپے

سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو کہ مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد اسٹامپ برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو کہ 23 لاکھ 45 ہزار 9 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو کہ مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد اسٹامپ برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر - 5)

مسٹر سپیکر : مطالبہ زر نمبر 5 - وزیر خزانہ -

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں -

کہ ایک رقم جو کہ 5 کروڑ 45 لاکھ 47 ہزار 3 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو کہ مالی سال مختتمہ 30 جون 1977 کے دوران بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ جو ایک جو 5 کروڑ 45 لاکھ 47 ہزار 3 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو کہ

مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 6)

مسٹر سپیکر : مطالبہ زر نمبر 6 ۔ وزیر خزانہ ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو کہ 6 لاکھ 10 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو کہ مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد رجسٹریشن برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو کہ 6 لاکھ 10 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو کہ مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد رجسٹریشن برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 7)

مسٹر سپیکر : مطالبہ زر نمبر 7 ۔ وزیر خزانہ ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو کہ 35 لاکھ 50 ہزار 6 سو

روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت عطا کی جائے جو کہ مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد مصارف درباره عمل درآمد بر قوانین موٹر گاڑی ہائے برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو کہ 35 لاکھ 50 ہزار 6 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو کہ مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد مصارف درباره عمل درآمد بر قوانین موٹر گاڑی ہائے برداشت کرنا پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر - 8)

مسٹر سپیکر : مطالبہ زر 8 - وزیر خزانہ -

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو کہ 89 لاکھ 81 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو کہ مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد دیگر ٹیکس و محصولات برداشت کرنا پڑیں گے -

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو کہ 89 لاکھ 81 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر

اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو کہ مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد دیگر لیکن و محصولات برداشت کرنا پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر - 9)

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو کہ 40 کروڑ 93 لاکھ 31 ہزار 6 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد مصارف آبپاشی بشمول مصارف عملہ برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو کہ 40 کروڑ 93 لاکھ 31 ہزار 6 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد مصارف آبپاشی بشمول مصارف عملہ برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر - 10)

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو کہ 35 لاکھ 56 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد دیگر اخراجات آبپاشی جنہیں عام محصولات سے پورا کیا جائے گا۔ برداشت کرنے پڑیں گے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو کہ 35 لاکھ 55 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد دیگر اخراجات آبپاشی جنہیں عام محصولات سے پورا کیا جائے گا۔ برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر - 12)

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ ایک رقم جو کہ 2 کروڑ 2 لاکھ 32 ہزار 9 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد معدلت گستری برداشت کرنے پڑیں گے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو کہ 2 کروڑ 2 لاکھ 32 ہزار 9 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے

دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1677ء کے دوران بسلسلہ مد معدلت گستری برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 13)

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 3 کروڑ 45 لاکھ 68 ہزار 3 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد جیل خانہ جات و بستی ہائے سزا یافتگان برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 3 کروڑ 45 لاکھ 68 ہزار 3 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد جیل خانہ جات و بستی ہائے سزا یافتگان برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 14)

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 27 کروڑ 51 لاکھ 93 ہزار

7 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 27 کروڑ 51 لاکھ 93 ہزار 7 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر - 15)

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں -

کہ ایک رقم جو 6 لاکھ 19 ہزار 2 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد سائنسی محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 6 لاکھ 19 ہزار 2 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو

مالی سال مختتمہ 30 جون 1977 کے دوران بسلسلہ مد سائنسی محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 17)

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 17 کروڑ 20 لاکھ 68 ہزار 9 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد ہیلتھ سروسز برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 17 کروڑ 20 لاکھ 68 ہزار 9 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد ہیلتھ سروسز برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 18)

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو ایک کروڑ 35 لاکھ 51 ہزار

3 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد صحت عامہ برداشت کرنے پڑیں گے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو ایک کروڑ 35 لاکھ 51 ہزار 3 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد صحت عامہ برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر 19)

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 12 کروڑ 72 لاکھ 31 ہزار 8 سو روپے متجاوز نہ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنے پڑیں گے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 12 کروڑ 72 لاکھ 31 ہزار 8 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے

دوران بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 20)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 20 زیر غور ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 26 لاکھ 64 ہزار 7 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد ماہی پروری برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 26 لاکھ 64 ہزار 7 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد ماہی پروری برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 21)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 21 زیر غور ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ ایک رقم جو 3 کروڑ 26 لاکھ 14 ہزار 8

سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد امور حیوانات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 3 کروڑ 26 لاکھ 14 ہزار 8 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد امور حیوانات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 22)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 22 زیر غور ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو ایک کروڑ 18 لاکھ 14 ہزار 4 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد امداد باہمی برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو ایک کروڑ 18 لاکھ 14 ہزار 4 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے

جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد امداد باہمی برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر - 24)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 24 زیر غور ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 3 کروڑ 5 لاکھ 76 ہزار 4 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد متفرق محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :-

کہ ایک رقم جو 3 کروڑ 5 لاکھ 76 ہزار 4 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخرجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد متفرق محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر - 25)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 25 زیر غور ہے ؛

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :-

کہ ایک رقم جو 3 کروڑ 39 لاکھ 93 ہزار 5 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد سول ورکس ماسوائے اخراجات عملہ برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 3 کروڑ 39 لاکھ 93 ہزار 5 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد سول ورکس ماسوائے اخراجات عملہ برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر - 26)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 26 زیر غور ہے -

وزیر خزانہ : جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 3 کروڑ 17 لاکھ 84 ہزار 8 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد سول ورکس اخراجات عملہ برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 3 کروڑ 17 لاکھ 84 ہزار 8 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد سول ورکس اخراجات عملہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر - 27)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 27 زیر غور ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :-

کہ ایک رقم جو 5 کروڑ 68 لاکھ 21 ہزار 8 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد مواصلات ماسوائے اخراجات عملہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 5 کروڑ 68 لاکھ 21 ہزار 8 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران سلسلہ مد مواصلات ماسوائے اخراجات عملہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 28)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ نمبر 28 زیر غور ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ ایک رقم جو 3 کروڑ 89 لاکھ 21 ہزار 2 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد مواصلات ۔ اخراجات عملہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 3 کروڑ 89 لاکھ 21 ہزار 2 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد مواصلات اخراجات عملہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 29)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 29 زیر غور ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 92 لاکھ 20 ہزار 9 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی

سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 92 لاکھ 20 ہزار 9 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 30)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ نمبر 30 زیر غور ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 7 لاکھ 74 ہزار 5 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد امداد (ریلیف) برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 7 لاکھ 74 ہزار 5 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال

مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد امداد (ریلیف) برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر - 31)

وزیر خزانہ : جناب والا : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 5 کروڑ 82 لاکھ 94 ہزار 4 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد مواجب پیرانہ سالی و پنشن برداشت کرنا پڑیں گے -

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 5 کروڑ 82 لاکھ 94 ہزار 4 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد مواجب پیرانہ سالی و پنشن برداشت کرنا پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر - 32)

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو ایک کروڑ 94 لاکھ روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات

کی کفالت کے لیے عطا جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد زر معاوضہ پنشن جن کے لیے سرمایہ عام محاصل سے فراہم کیا جائے گا برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو ایک کروڑ 94 لاکھ روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد زر معاوضہ پنشن جن کے لیے سرمایہ عام محاصل سے فراہم کیا جائے گا برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 33)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 33 زیر غور ہے ۔ وزیر خزانہ ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 3 کروڑ 28 لاکھ 44 ہزار 7 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد سامان تحریر و طباعت برداشت کرنا پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 3کروڑ 28 لاکھ 44 ہزار 7 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو

مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد سامان تحریر و طباعت برداشت کرنا پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر - 34)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 34 زیر غور ہے - وزیر خزانہ -

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں -

کہ ایک رقم جو 28 کروڑ 41 لاکھ 27 ہزار 4 سو 50 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 28 کروڑ 41 لاکھ 27 ہزار 4 سو 50 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر - 35)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 35 زیر غور ہے - وزیر خزانہ -

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 27 لاکھ 24 ہزار 7 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد شہری دفاع برداشت کرنا پڑیں گے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 27 لاکھ 24 ہزار 7 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد شہری دفاع برداشت کرنا پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 36)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 36 زیر غور ہے ۔ وزیر خزانہ ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 3 ارب 15 کروڑ 81 لاکھ 41 ہزار 9 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد سرکاری تجارت (غلہ و چینی) کی صوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 3 ارب 15 کروڑ 81 لاکھ 41 ہزار 9 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد سرکاری تجارت (غلہ و چینی) کی صوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر - 37)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 37 زیر غور ہے - وزیر خزانہ

وزیر خزانہ : جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 9 کروڑ 72 لاکھ 51 ہزار 6 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد سرکاری تجارت کی صوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ (میڈیکل سٹورز و کوئلہ) برداشت کرنا پڑیں گے -

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 9 کروڑ 72 لاکھ 51 ہزار 6 سو روپے سے متجاوز نہ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران

بسلسلہ مد سرکاری تجارت کی صوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ (میڈیکل سٹورز و کولڈ) برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر - 38)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 38 زیر غور ہے - وزیر خزانہ

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 61 لاکھ روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977 کے دوران بسلسلہ مد قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 61 لاکھ روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر - 40)

وزیر خزانہ : جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 28 کروڑ 92 لاکھ 34 ہزار 7 سو

روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد تعمیرات آبپاشی وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 28 کروڑ 92 لاکھ 34 ہزار 7 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد تعمیرات آبپاشی وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر - 41)

وزیر خزانہ : جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 7 کروڑ 54 لاکھ 14 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد زرعی ترقی و تحقیقات کی سکیموں پر صرف سرمایہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 7 کروڑ 54 لاکھ 14 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو

مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد زرعی ترقی و تحقیقات کی سکیموں پر صرف سرمایہ برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر - 42)

وزیر خزانہ : جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 9 کروڑ 8 لاکھ 55 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ صنعتی ترقی پر صرف سرمایہ برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 9 کروڑ 8 لاکھ 55 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد صنعتی ترقی پر صرف سرمایہ برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر - 43)

وزیر خزانہ : جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 10 کروڑ 30 لاکھ 49 ہزار

روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد شہری ترقیاتی منصوبہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 10 کروڑ 30 لاکھ 49 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد شہری ترقیاتی منصوبہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر۔ 44)

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 44 کروڑ 92 لاکھ 49 ہزار ایک سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد حسابات سرمایہ ماسوائے حسابات حاصل مواصلاتی تعمیرات برداشت کرنے پڑیں گے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 44 کروڑ 92 لاکھ 49 ہزار

ایک سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد حسابات سرمایہ ماسوائے حسابات محاصل مواصلاتی تعمیرات برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(زیر مطالبہ - 45)

وزیر خزانہ : جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 33 کروڑ 75 لاکھ 74 ہزار 5 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد حسابات ماسوائے حسابات محاصل سول ورکس برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 33 کروڑ 75 لاکھ 74 ہزار 5 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد حسابات ماسوائے حسابات محاصل سول ورکس برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر - 46)

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 31 کروڑ 81 لاکھ 46 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد قرضہ جات برائے بلدیات و پورٹ فنڈ وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 31 کروڑ 81 لاکھ 96 ہزار روپے سے متجاوز ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1977ء کے دوران بسلسلہ مد قرضہ جات برائے بلدیات و پورٹ فنڈ وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker : All the forty six demands have been accepted by the House.

(نعرہ ہائے تحسین)

پھر کل صبح کو اجلاس نو بجے کرنا ہے یا ساڑھے نو بجے ؟

وزیر خزانہ : ساڑھے نو بجے کر لیں ۔ فنانس بل میں کوئی ترمیم نہیں ۔ کوئی ایسی چیز نہیں ۔ پانچ منٹ لگیں گے ۔

مسٹر سپیکر : پانچ منٹ تو نہیں لگیں گے ۔

وزیرخزانہ : جو حال ، بہت تھوڑی دیر لگے گی ۔

مسٹر سپیکر : پیر کو صبح ساڑھے نو بجے اجلاس ہو گا ۔ اگر ضرورت ہوئی اور کام ختم نہ ہوا تو دوسرا اجلاس پانچ بجے بعد دوپہر ہوگا ۔ اسی روز اقلیتی نشست کے لئے انتخاب ساڑھے نو بجے قبل دوپہر اسی عمارت کے کمیٹی روم "سی" میں ہو گا جو چند گھنٹے جاری رہے گا ۔ تمام اراکین اپنے شناختی کارڈ ساتھ لائیں ۔ اب اجلاس پیر 28 جون صبح ساڑھے نو بجے کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے ۔

We shall reassemble at 9.30 a.m. on Monday

(اسمبلی کا اجلاس 28 جون 1976ء بروز سوموار ساڑھے نو بجے صبح کے لئے ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اٹھارھواں اجلاس

سوموار ۔ 28 جون 1976ء

(دو شنبہ ۔ 24 جمادی الثانی 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے نو بجے صبح منعقد ہوا ۔ معزز سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ
كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا
وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ
لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ
كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۚ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ
فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۗ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝

پ۔ س۳ ○ رکوع ۴۔ آیات ۲۶۵ ۔ ۲۶۶

اور جو لوگ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اور خلوص نیت سے اپنا مال (بھلائی کی راہوں) میں خرچ کرتے ہیں۔ ان کی مثال ایک باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو جب اس پر مینہ پڑے تو دوگنا پھل لائے اور اگر مینہ نہ بھی پڑے تو پھوار ہی کافی ہے۔ اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ بھلا تم میں کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو جس کے درمیان نہریں رواں دواں ہوں۔ اور اس میں اس کے لئے ہر قسم کے میوے موجود ہوں۔ اور اسے بڑھاپا آ پکڑے اور اس کے ننھے بچے بھی ہوں تو ناگہاں اس پر آگ کا بگولا آ پڑے۔ اور وہ جل کر راکھ کا ڈھیر ہو جائے۔ اس طرح اللہ تم سے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے۔ تاکہ تم سوچو اور سمجھو۔

وما علینا الا البلاغ

منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ بابت سال 76-1975ء

مسٹر سپیکر : اب منظور شدہ گوشوارہ بابت 76-1975ء پیش کیا جائے گا۔

وزیر خزانہ : میں منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ بابت سال 76-1975ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ بابت سال 76-1975ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ بابت سال 77-1976ء

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ بابت سال 77-1976ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ بابت سال 77-1976ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

پنجاب فنانس بل 1976ء

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ دی پنجاب فنانس بل 1976ء (مالی مسودہ قانون پنجاب مصدرہ 1976ء) کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ دی پنجاب فنانس بل 1976ء کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب فنانس بل 1976ء کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر خزانہ : جناب والا ! اس حکومت کی یہ مسلسل پالیسی رہی ہے کہ لوکل گورنمنٹ کے اداروں کی مالی حالت کو بہتر بنایا جائے۔ اور اس کے لیے پچھلے بجٹ میں بہت سے اقدامات کئے گئے ہیں۔ جن میں سے اہم قدم یہ تھا کہ اربن امویبل پراپرٹی ٹیکس میں سے کچھ حصہ لوکل گورنمنٹ کو دیا جائے۔ تاکہ ان کی مالی حالت بہتر ہو سکے۔ 1972ء میں اس کے لیے 40 فیصد اور 1974-75ء میں 50 فیصد بڑھا دی گئی تھی 1975-76ء میں لوکل گورنمنٹ کا حصہ۔ اربن امویبل پراپرٹی ٹیکس میں سے 85 فیصد تک بڑھا دیا گیا تھا اس میں غلطی رہ گئی تھی کہ اس کے سر چارج میں سے Urban Immovable Property Tax Annual Rental Value سے زائد لفظ سر چارج کا لفظ بڑھایا گیا ہے اور اس میں سے بھی 85 فیصد ملے گی۔ یہ آج کے بل کے پیش کرنے کی غرض و غایت تھی یہ غلطی رہ گئی تھی اور اس کو اس میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(کلاز - 2)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 2 زیر غور ہے۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 2 بل کا حصہ ہے۔

(تحریک منظور کی گئی)

کلاز 2 بل کا حصہ بنتی ہے۔

(کلاز-1)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 1 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 1 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(پری ایمبل)

مسٹر سپیکر : اب بل کا پری ایمبل زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ پری ایمبل بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

پری ایمبل بل کا حصہ بنتا ہے ۔

(لانگ ٹائیٹل)

مسٹر سپیکر : اب بل کا لانگ ٹائیٹل زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ لانگ ٹائیٹل بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Second reading is over. Now we go on to the third reading.

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :
کہ دی پنجاب فنانس بل 1976ء منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب فنانس بل 1976 منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

The Finance Bill 1976 stands passed. I have to make an important announcement.

پنجاب یونیورسٹیوں کے سنڈیکیٹ اور سینٹ کے انتخابات

چوہدری محمد سرور جوڑا : جناب والا ! میں نے ایک تحریک استحقاق پیش کی تھی ۔

مسٹر سپیکر : آج فنانس بل کا دن تھا کل اس کو کر لیں گے ۔ 20 اپریل 1976 کو پنجاب یونیورسٹیوں کے سنڈیکیٹ اور سینٹ کے انتخابات کا اعلان ہوا تھا ۔ ان انتخابات کو قانون کے مطابق لانے کے لیے قائد حزب اختلاف قائد حزب اقتدار کے مکمل اتفاق سے کچھ ترمیمات کی گئی ہیں ۔ لہذا مذکورہ سابقہ انتخابات کے بجائے اب مختلف یونیورسٹیوں کے سنڈیکیٹ اور سینٹ کے لیے مندرجہ ذیل ارکان اسمبلی منتخب قرار دیے جاتے ہیں ۔

پنجاب یونیورسٹی سینٹ کے ارکان کے نام :

1 ۔ مسٹر تاج محمد خالزادہ
2 ۔ ملک شاہ محمد حسن
3 ۔ مسز حسینہ بیگم کھوکھر
4 ۔ چوہدری طالب حسین
5 ۔ شیخ محمد ریاض
6 ۔ نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری
7 ۔ سردار صغیر احمد
8 ۔ ملک سرفراز احمد
9 ۔ میاں منظور احمد موہل
10 ۔ سید تابش الوری

پنجاب یونیورسٹی سنڈیکیٹ کے ارکان :

1 ۔ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں 2 ۔ چوہدری علی محمد خادم

3 ۔ بیگم سیدہ عابدہ حسین 4 ۔ میاں اسماعیل ضیا

5 ۔ مسٹر رؤف طاہر ۔

ایگریکلچر یونیورسٹی لائلپور سینٹ کے ارکان

1 ۔ حافظ علی اسداللہ

2 ۔ میاں محمد افضل حیات

3 ۔ سید فدا حسین

4 ۔ کنور محمد یاسین خان

5 ۔ سید طاہر احمد شاہ

ایگریکلچر یونیورسٹی لائلپور سنڈیکیٹ کے ارکان

1 ۔ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ

2 ۔ راؤ محمد افضل خان

3 ۔ چوہدری جمیل حسن خان منج

انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی یونیورسٹی سینٹ کے ارکان

1 ۔ چوہدری غلام قادر

2 ۔ مسٹر احسان الحق پراچہ

3 ۔ بابو محمد حنیف خان

4 ۔ نوابزادہ محمد خان خاکوانی

انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی یونیورسٹی سنڈیکیٹ کے ارکان

1 ۔ مہر عمر حیات سیال

2 ۔ شیخ محمد اصغر

3 ۔ مسٹر منظور حسین جنجوعہ

4 ۔ میاں عبدالرؤف

5 ۔ مسٹر نذر حسین منصور

ملتان یونیورسٹی سنڈیکیٹ کے ارکان

1 ۔ سید محمد رضی شاہ

2 سید ناظم حسین شاہ

ملتان یونیورسٹی سنڈیکیٹ کے ارکان

1 ۔ بیگم بلقیس حبیب اللہ

2 ۔ چوہدری شبیر حسین چیمہ

مجالس قائمہ کے ارکان کا انتخاب

مسٹر سپیکر : مختلف مجالس قائمہ میں پانچ نشستیں خالی ہیں ۔

قائد حزب اقتدار اور قائد حزب اختلاف کے اتفاق سے مندرجہ ذیل ارکان اسمبلی کو ان مجالس قائمہ کا رکن منتخب کیا جاتا ہے ۔

مسٹر عبدالرحمن جامی — مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ

مسٹر رؤف طاہر — مجلس قائمہ قانون و پارلیمانی امور

مرزا طاہر بیگ — مجلس قائمہ لوکل گورنمنٹ ویلفیئر اوقاف

مسٹر ایس شیفن مجلس قائمہ برائے تعلیم

مسٹر ڈی ۔ پی سنگھا مجلس قائمہ برائے تعمیرات و مواصلات

صرف اطلاع کے لیے یہ اعلان بھی کرتا ہوں کہ چانسلر ملتان یونیورسٹی نے قاضی محمد اسماعیل جاوید اور میاں مصطفیٰ ظفر قریشی کو ملتان یونیورسٹی کے سینٹ کا رکن نامزد کر دیا ہے ۔

اس طرح چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے

میاں خورشید انور

چوہدری محمد یعقوب اعوان

مرزا طاہر بیگ

مسٹر عبدالقیوم بٹ اور

علامہ رحمت اللہ ارشد

کو اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے سینٹ کے ارکان نامزد کر دیا ہے ۔

Mr. Speaker : The House is adjourned till 8-30 A. M. tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس 29 جون 1976ء بروز منگل ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اٹھارھواں اجلاس

منگل ۔ 29 جون 1976ء

(سہ شنبہ ۔ 30 جمادی الثانی 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ کاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝
وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۚ
اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ
بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ حَتّٰى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ
لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ
كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝

پ ۔ س ، ——————— رکوع ۱۴ ۔ آیات ۵۵ تا ۵۷

لوگو اپنے پروردگار سے نہایت عاجزی سے اور چپکے چپکے دعائیں مانگا کرو ۔ کیونکہ وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا ۔ اور ملک میں اصلاح کے بعد خرابی نہ کرنا اور اللہ سے خوف کرتے ہوئے اور امید رکھ کر دعائیں مانگتے رہنا ۔ بلاشبہ اللہ کی رحمت اچھے کام کرنے والوں سے قریب ہے ۔ اور وہی تو ہے جو اپنی رحمت یعنی مینہ سے پہلے ہواؤں کو خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے ۔ یہاں تک کہ جب وہ بھاری بھاری بادلوں کو اٹھا لاتی ہے تو ہم اس کو ایک مری ہوئی خشک بستی کی طرف ہانک دیتے ہیں پھر بادل سے مینہ برساتے ہیں ۔ پھر مینہ سے ہر طرح کے پھل (اور اناج) پیدا کرتے ہیں ۔ ٹھیک اسی طرح ہم مُردوں کو زمین سے زندہ کر کے نکالیں گے ۔ یہ آیات اس لئے بیان کی جاتی ہیں ۔ تاکہ تم نصیحت حاصل کرو ۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

سید ظاہر احمد شاہ : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ ہاؤس میں کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کریں ۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) ۔

ہاؤس میں کورم پورا ہے ۔ لہذا اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔ میاں خورشید انور ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

محکمہ جنگلات کی کارکردگی

*5846 ۔ میاں خورشید انور : کیا وزیر جنگلات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) 73-1972ء میں صوبہ میں نئے جنگلات لگانے پر اور پرانے اور نئے جنگلات کی دیکھ بھال پر کل کتنا روپیہ خرچ ہو اور کتنی آمدنی ہوئی تھی ۔

(ب) کیا حکومت صوبہ کی معاشی حالت بہتر بنانے کے لئے محکمہ جنگلات کی کارکردگی کو بہتر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو وہ کیا اقدامات ہوں گے جو اس سلسلے میں کئے جائیں گے ؟

وزیر جنگلات (مسٹر محمد اکبر منہاس) : (الف) دوران سال 73-1972ء صوبہ میں نئے جنگلات لگانے پر اور ان کی دیکھ بھال پر مبلغ 44,04,904 روپے صرف ہوئے ہیں اور اس کے مقابلے میں مبلغ 33,74,655 روپے آمدنی حاصل ہوئی ہے ۔ ترقیاتی منصوبہ جات کے تحت مبلغ 42,24,000 روپے صرف ہوئے ہیں ۔ مگر آمدنی چند سالوں کے بعد حاصل ہوگی ۔

(ب) جی ہاں ۔ محکمے کی کارکردگی بہتر بنانے کے لئے تنظیم نو کر دی گئی ہے جنگلات و شکار کا علیحدہ محکمہ بنا کر ٹیکنیکل

سیکرٹری کی تقرری ہو گئی ہے ۔ کنزرویٹر جنگلات ہر سول ڈویژن میں تعینات کر دئے گئے ہیں ۔ بڑے فارسٹ ڈویژن کو ضلع وار چارج بنانے اور بڑی رینج کو سب ڈویژن کی سطح پر لانے کی سکیم زیر غور ہے ۔ اور اسی طرح فارسٹ مجسٹریٹ بھی ہر سول ڈویژن کے لئے لگائے جا رہے ہیں ۔ تا کہ فارسٹ ایکٹ کے تحت ہر کیس کا فوری اور موثر فیصلہ کرایا جا سکے ۔ نیز نئے جنگلات لگانے کے لئے ہر سال زیادہ ڈویلپمنٹ فنڈ مختص کئے جا رہے ہیں اور زیادہ رقبہ جات پر درخت لگائے جا رہے ہیں ۔

محکمہ جنگلات میں ناظم اعلیٰ کا تقرر

*5848 ۔ میاں خورشید الوو : کیا وزیر جنگلات سوال نمبر 340 کے جواب جو مورخہ 7 جولائی 1972ء کو ایوان میں دیا گیا تھا کے حوالہ سے از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا محکمہ جنگلات میں ناظم اعلیٰ اور صوبہ کے ہر ڈویژن میں ایک ایک ناظم مقرر کر دئے گئے ہیں ؟

وزیر جنگلات (مسٹر محمد اکبر منہاس) : جی ہاں ۔

تحصیل بہاولپور کے شفاخانوں میں ڈاکٹروں کی تقرری

*6303 ۔ چوہدری شبیر حسین چیمہ : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اس وقت تحصیل بہاولپور میں کل کتنے شفاخانے ہیں ۔ ان میں سے کتنے شفاخانوں میں ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس ڈاکٹر متعین ہیں اور وہ کتنے عرصے سے وہاں متعین ہیں اگر کسی شفاخانے میں ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس ڈاکٹر متعین نہیں ہیں تو اس کی کیا وجہ ہے اور یہ ڈاکٹر وہاں کب تک متعین کئے جائیں گے ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) : تحصیل بہاولپور میں اس وقت شفاخانوں (ڈسپنسریوں) کی تعداد 25 ہے ۔ ان میں سے دو میں ایم ۔ بی ۔ بی ایس ڈاکٹر متعین ہیں ۔ چار مزید شفاخانوں میں ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس ڈاکٹروں کی آسامیاں منظور شدہ ہیں ۔ لیکن ایم ۔ بی ۔ بی ایس ڈاکٹر دستیاب نہ ہونے کے باعث

یہ آسامیاں خالی ہیں - جونہی ایم - بی - بی - ایس ڈاکٹر دستیاب ہوں گے ان کو پر کیا جا سکے گا -

باقی شفاخانوں میں ایم - بی - بی - ایس ڈاکٹروں کی آسامیاں منظور شدہ نہیں ہیں - اس لئے وہاں ایم - بی - بی - ایس ڈاکٹر متعین کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا -

سٹی ڈسپنسری بہاولپور میں ڈاکٹر کی تعیناتی

*6304 - چوہدری شبیر حسین چیمہ : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یونس شہید سٹی ڈسپنسری بہاولپور کے ڈاکٹر کو کچھ عرصہ قبل مزید تربیت کے لئے لاہور بھیج دیا گیا ہے -

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ڈاکٹر کی جگہ کسی دوسرے ڈاکٹر کو وہاں متعین نہیں کیا گیا -

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بہاولپور شہر میں اس وقت ہیضہ اور چیچک کی وباء پھیلی ہوئی ہے -

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ڈسپنسری میں ڈاکٹر کو تعینات نہ کرنے کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) : (الف) جی ہاں - یونس شہید ڈسپنسری بہاولپور کے ڈاکٹر کو میونسپل کمیٹی بہاولپور نے ڈپلومہ ان پبلک ہیلتھ کی تربیت کے لئے لاہور بھیجا تھا -

(ب) جی ہاں - جو ڈاکٹر تربیتنگ پر گئے ہوئے تھے - وہ میونسپل کمیٹی سے اس پوسٹ پر تنخواہ لے رہے تھے - لہذا یہ آسامی خالی نہیں تھی -

(ج) جی نہیں -

(د) ڈاکٹر مذکورہ کو "ڈپلومہ ان پبلک ہیلتھ" کی ٹریننگ کے لئے میونسپل کمیٹی بہاولپور نے لاہور بھیجا تھا - لیکن ٹریننگ کے بعد ڈاکٹر مذکورہ آسامی پر واپس نہیں گیا - جون 1975ء میں لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے بلدیہ بہاولپور کو اطلاع موصول ہوئی کہ ڈاکٹر مذکور کو لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ نے ڈیپوٹیشن پر سعودی عرب بھیج دیا ہے - لیکن ڈاکٹر مذکور اب 28 مئی 1976ء سے مذکورہ ڈسپنسری پر کام کر رہا ہے -

نو قابل واہ (ملتان) کی سول ڈسپنسری میں عملہ کی تعیناتی

*6674 - رانا رب نواز نون : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ نو قابل واہ تحصیل لودھراں ضلع ملتان کی سول ڈسپنسری کی عمارت بغیر عملہ کے ویران پڑی ہے -

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سید ناصر رضوی ایم - این - اے اور رانا رب نواز نون ایم - پی - اے علاقہ نے ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر ملتان کو مذکورہ ڈسپنسری کے لئے عملہ بھیجنے کی تحریری سفارشات کی ہیں - لیکن مذکورہ ڈسپنسری کے لئے عملہ نہیں بھیجا گیا -

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ڈسپنسری کے لئے عملہ نہ بھیجنے کی وجہ کیا ہے - نیز یہ بھی بتایا جائے کہ حکومت وہاں کب تک عملہ بھیجنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) : (الف) نو قابل واہ میں رورل ورکس پروگرام پی ایل 480 کے تحت ڈسپنسری کے لئے ایک عمارت تعمیر ہوئی تھی - حکومت نے اب اس میں ایک سب ہیلتھ سنٹر کھول دیا ہے -

(ب) درست ہے ۔ لیکن اب سب ہیلتھ سنٹر کھل چکا ہے اور عملہ تعینات ہے ۔

(ج) سب ہیلتھ سنٹر کھول کر عملہ تعینات کیا جا چکا ہے ۔

ضلع لائلپور کے ہیلتھ سنٹروں میں ادویات کی فراہمی

*6980 ۔ میاں ظہور احمد : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ضلع لائلپور میں ہیلتھ سنٹر کہاں کہاں واقع ہیں اور ان میں کون کون سی ادویات حکومت کی جانب سے مہیا کی جاتی ہیں اور ان کے مہیا کئے جانے کا طریق کار کیا ہے ۔ مہیا کردہ ادویات کی مکمل فہرست ایوان کی میز پر رکھی جائے ۔

(ب) کیا مذکورہ سنٹروں میں ادویات سمماھی یا ششماھی یا سالانہ مہیا کی جاتی ہیں ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) : (الف) ضلع لائلپور میں اس وقت چھ پرائمری ہیلتھ سنٹر کام کر رہے ہیں ۔ ہر پرائمری ہیلتھ سنٹر کے ساتھ تین سب سنٹر منسلک ہیں ۔ ان کی جائے وقوع حسب ذیل ہیں :۔

پرائمری سنٹر	سب سنٹر	
1 ۔ چک چھمرہ	(1) چک 192 ب	(2) چک 195 ب
	(3) چک 288 گ ب	
2 ۔ رجانہ	(1) چک 288 گ ب	(2) چک ب 265
	(3) چک 340 گ ب	
3 ۔ ماموں کانجن	(1) چک 492 ج ب	(2) چک 189 گ ب
	(3) چک 588 گ ب	

4 ۔ چک 30 ج ب (1) چک 59 ج ب (2) چک 29 ج ب
(3) چک 29 ج ب

5 پیر محل (1) چک 26/685 گ ب (2) چک 10/669 گ ب
(3) چک 22/681 گ ب

6 ۔ چک 394 ج ب (1) چک 296 گ ب (2) چک 294 گ ب
(3) چک 346 گ ب

جملہ ہیلتھ سنٹروں کو انگریزی ادویات حسب ضرورت مہیا کی جاتی ہیں ۔ ادویات مہیا کرنے کا طریق کار یہ ہے کہ ہر پرائمری ہیلتھ سنٹر کا میڈیکل آفیسر انچارج بجٹ کے مطابق انڈنٹ تیار کر کے ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر کی معرفت گورنمنٹ میڈیکل سٹور ڈپو لاہور کو جون یا جولائی کے مہینے میں بھیجتا ہے ۔ جہاں پر انڈنٹ کی پڑتال ہوتی ہے اور جو ادویات برائے انڈنٹ گورنمنٹ گورنمنٹ میڈیکل سٹور ڈپو میں موجود ہوتی ہیں وہ ماہ نومبر کے آخر تک پرائمری ہیلتھ کے ڈاکٹر انچارج کو بھیج دی جاتی ہیں ۔ انڈنٹ کردہ ادویات میں سے جو ادویات میڈیکل سٹور ڈپو سے مہیا نہیں کی جاتی وہ حسب ضرورت مقامی دوا فروشوں یا دوا سازوں سے خرید کی جاتی ہیں ۔ نیز سالانہ سپلائی کے بعد وبائی امراض یا دیگر کسی فوری ضرورت کے تحت اگر کچھ ادویات فوری طور پر درکار ہوں اور وہ میڈیکل سٹور ڈپو سے دستیاب ہو سکتی ہوں تو وہ بذریعہ ایمرجنٹ انڈنٹ مذکورہ ڈپو سے خریدی جاتی ہیں ۔ کسی صورت میں بھی سالانہ بجٹ میں رکھی ہوئی رقم سے زائد کی ادویات کی خرید ممکن نہیں ۔

جنوری 75-1974ء میں جو ادویات ہیلتھ سنٹروں کو سپلائی کی گئی ہیں ۔ ان کی *فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔

(ب) سنٹروں میں ادویات مہیا کی جاتی ہیں ۔

میاں ظہور احمد : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اس سوال کا جواب up-to-date ہے ؟

مسٹر سپیکر : جو سوال آپ نے پوچھا ہے اس کے متعلق تو وہ 75-1974ء ہی کے متعلق بتا سکتے ہیں اور 76-1975ء کے متعلق تو نہیں بتا سکتے ۔

وزیر صحت : جناب والا ۔ ضلع لائلپور میں یکم جنوری 1976ء سے دو نئے سنٹر ستیانا اور مریدوالا کھولے گئے ہیں ۔

میاں ظہور احمد : جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ستیانا میں جو رورل ہیلتھ سنٹر کھولا گیا ہے اس کے سب سنٹر کتنے ہیں ؟

وزیر صحت : جناب والا ۔ ہر رورل ہیلتھ سنٹر کے تین سب سنٹر ہیں ۔ لیکن جناب والا ۔ حکومت نے اب اس سکیم کو کچھ عرصہ کے لئے بند کر دیا ہے اور اس کے عوض بیسک ہیلتھ یونٹ کھل چکے ہیں اور اس سال پنجاب کے لئے 100 بیسک ہیلتھ یونٹ کی منظوری دی جا چکی ہے ۔

میاں ظہور احمد : جناب والا ۔ میری گزارش یہ ہے کہ ستیانا ہیلتھ سنٹر نے یکم جنوری 1976ء سے کام شروع کیا ہے ۔ میں جناب وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اس سنٹر کے تحت کتنے سب سنٹر کام کر رہے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : انہوں نے کہا ہے کہ اس سکیم کو ختم کر کے بیسک ہیلتھ یونٹ کی سکیم کھولی گئی ہے ۔

---

*براہ کرم فہرست آخر میں ملاحظہ فرمائیں ۔

وزیر صحت : جناب والا ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جو سنٹرز کھل چکے ہیں ان کے ساتھ یہ سب سنٹر کھلیں گے اور ستیانا کے ساتھ چار سب سنٹرز کھل رہے ہیں ۔

میاں ظہور احمد : جناب والا ۔ اگر ستیانا کے ساتھ چار سب سنٹر کھل رہے ہیں تو پھر مرید والا کے ساتھ تین سب سنٹرز کیوں کھل رہے ہیں ؟

وزیر صحت : جناب والا ۔ اس کے بھی چار سب سنٹرز ہیں ۔

میاں ظہور احمد : نہیں جناب والا ۔ تین ہیں ۔

وزیر صحت : تو پھر آپ اس کے لئے ایک الگ سوال دے دیں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ یہ ٹھیک نہیں ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : کیا وزیر موصوف اس امر کی وضاحت فرمائیں گے کہ عام مشاہدات اور معلومات کا جہاں تک تعلق ہے اس کے مطابق سرکاری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں مہیا شدہ ادویات کو خرد برد کیا جاتا ہے ۔ اور غیر معیاری ادویات زائد قیمتوں پر خرید کر کے مریضوں کو مہیا کی جاتی ہیں ؟

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ اس سوال کا اصل سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ۔ یہ سپلیمنٹری سوال تو بنتا ہے کہ غیر معیاری ادویات خریدی جاتی ہیں اور کوئی بھی معیاری ادویات مریضوں کو نہیں دی جاتیں ۔

مسٹر سپیکر : شاہ صاحب ۔ اگر تو سوال جنرلی ادویات کے متعلق ہو تو ٹھیک ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ۔ یہ جزو (ب) میں دیا گیا ہے کہ سنٹروں میں ادویات سالانہ مہیا کی جاتی ہیں ۔ جناب والا ۔ میں نے ادویات کی ضمن میں یہ بات کہی ہے ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ یہ صرف ایک ضلع کی بات ہو رہی ہے اور اس میں یہ پوچھا جا رہا ہے کہ کیا مذکورہ سنٹروں میں ادویات سپلائی بدستور

یا سالانہ مہیا کی جاتی ہیں اگر آپ کا یہ سوال ہے کہ ان سنٹروں میں آپ نے معیاری ادویات سپلائی نہیں کیں تو پھر ٹھیک ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ۔ میں اس طرح کی ترمیم کر لیتا ہوں اور اپنے آپ کو درست کر لیتا ہوں اور میں اپنے سپلیمنٹری سوال کو انہیں سنٹروں تک محدود رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : آپ ضمنی سوال کریں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ۔ یہ جو پریکٹس ہے تو کیا اس کو ختم کر کے حکومت عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کوئی اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ آپ یہ پوچھیں کہ سنٹروں میں ادویات معیاری نہیں ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : کیا وزیر موصوف اس امر سے اتفاق فرمائیں گے کہ ان سنٹروں میں جو ادویات مہیا کی جاتی ہیں وہ غیر معیاری ہوتی ہیں ؟

وزیر صحت : جناب والا ۔ یہ درست نہیں ہے ۔ اگر کسی جگہ individual basis پر کوئی شکایت موصول ہوئی ہو تو اس کی تحقیقات کی جاسکتی ہے ۔ اور ہم اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ نہ صرف دیہی ہیلتھ سنٹرز میں بلکہ ملک کے تمام ہسپتالوں ہیلتھ سنٹرز اور ڈسپنسریوں میں حسب ضرورت معیاری ادویات مہیا کی جائیں ۔

مسٹر سپیکر : وزیر موصوف نے یہ کہہ دیا ہے کہ وہ حسب ضرورت معیاری مہیا ادویات کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔

میاں ظہور احمد : جناب والا ۔ جو بات وزیر موصوف نے کہنی تھی ۔ وہ آپ نے کہہ دی ہے ۔

مسٹر سپیکر : میاں صاحب ۔ سوال کا سکوپ ایک حد تک ہوتا ہے ۔

میاں ظہور احمد : جناب والا ۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ پرائمری ہیلتھ سنٹر جو ہیں جن کے ساتھ تین تین سب ہیلتھ سنٹر قائم کئے گئے ہیں ۔ کیا اسی عملہ اور ادویات کی فراہمی سے دیہی آبادی کو مزید طبی سہولتیں دینے کے لئے چوتھا سب ہیلتھ سنٹر قائم ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

وزیر صحت : حضور والا ۔ اکثر جگہوں پر چار ہیلتھ سنٹرز ہیں ۔ میرے علم میں کوئی ایسی مثال نہیں جہاں تین سب ہیلتھ سنٹر کھولے گئے ہوں ۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ دونوں مرید کے میں بھی اور ستیانے میں بھی چار چار سب ہیلتھ سنٹرز بنائے جا رہے ہیں ۔

میاں ظہور احمد : جناب والا ۔ میری گزارش یہ ہے کہ جہاں رورل ہیلتھ سنٹر میں تین تین سب ہیلتھ سنٹر قائم ہیں تو اس عملہ سے اسی ادویاتی فراہمی سے جو ہیلتھ سنٹر کو دی جاتی ہے کیا وہ ادویات اپنے سب ہیلتھ سنٹر کو دے سکتا ہے ۔ اسی عملہ سے میری گزارش یہ ہے کہ چوتھا سب ہیلتھ سنٹر بھی کام کر سکتا ہے کیونکہ جو پرائمری رورل ہیلتھ سنٹر ہے اس میں ڈاکٹر بھی کمپونڈر بھی دو تین ہوتے ہیں ۔ اور دوسرا عملہ بھی کافی ہوتا ہے اگر وہاں چوتھا سب ہیلتھ سنٹر کھولا جائے تو گورنمنٹ پر مزید بوجھ نہیں پڑتا ۔ اگر ایسا ہونا ممکن ہے تو کیا آپ یقین دہانی کرائیں گے ؟

وزیر صحت : ضرور کرائیں گے ۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر : کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ انہوں نے دیہی سنٹروں میں خود جا کر معائنہ کیا ہے کہ وہ ٹھیک طور پر چل رہے ہیں ۔ یا نہیں ۔ اگر معائنہ کیا ہے تو کتنے ہیلتھ سنٹروں کا کیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : میں سمجھتا ہوں کہ یہ سوال بڑا wide ہو گیا ہے ۔ ان سنٹروں کے متعلق تو آپ پوچھیں کہ ان سنٹروں کا آپ نے معائنہ کیا ہے ۔ تو آپ کا سوال بنتا ہے ۔ وزیر صحت صاحب ۔ وہ پوچھ رہی ہیں کہ آپ نے ان میں سے کسی سنٹر کا معائنہ کیا ہے ؟

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر : جناب والا ۔ وزیر موصوف ایک ہیلتھ سنٹر کا معائنہ کر لیتے تو باقی سنٹر خود بخود ٹھیک ہو جائیں ۔

مسٹر سپیکر : ان کو تو یہ سوال غالباً بڑا suit کرے گا مگر یہ سوالات ان کی سہولت کے لئے نہیں پوچھے جاتے بلکہ ایوان کی انفارمیشن کے لئے پوچھے جاتے ہیں - وہ جو دس بیس کا معائنہ کر کے آئے ہیں ابھی ایوان کو بتا دیں گے کہ میں نے اتنے ہیلتھ سنٹرز کا معائنہ کیا ہے اور میں نے وہاں یہ لکھا ہے -

پنجاب کی سینئر لیبر عدالتوں میں مقدمات کے فیصلوں کی تعداد

*7064 - ملک محمد اعظم : کیا وزیر محنت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یکم جنوری 1972ء تا 31 دسمبر 1974ء پنجاب کی ہر سینئر لیبر عدالت نے کتنے کتنے مقدمات کا فیصلہ کیا - ہر سال کی علیحدہ علیحدہ تعداد ایوان میں پیش کی جائے ؟

وزیر محنت (ملک عبدالقیوم) : پنجاب کی ہر سینئر لیبر عدالت کے فیصلہ شدہ مقدمات کی تعداد از یکم جنوری 1972ء تا 31 دسمبر 1974ء علیحدہ علیحدہ مندرجہ ذیل ہے :-

نام عدالت	تعداد سال 1972ء	تعداد سال 1973ء	تعداد سال 1974ء
پنجاب لیبر عدالت نمبر 1 لاہور -	1526	1398	1148
پنجاب لیبر عدالت نمبر 2 لاہور -	987	1289	726
پنجاب لیبر عدالت نمبر 3 لائل پور - (یہ عدالت ماہ جولائی 1973ء میں قائم ہوئی تھی)	—	541	1125
پنجاب لیبر عدالت نمبر - 4 ملتان - (یہ عدالت ماہ جون 1974ء میں قائم ہوئی تھی) -	—	—	216

ملک محمد اعظم : جناب والا ۔ جیسا کہ وزیر موصوف کو علم ہے ۔ کہ جولیئر لیبر عدالتوں کو ختم کردیا گیا ہے اور اس وقت صرف سینئر لیبر عدالتیں کام کر رہی ہیں اور ان پر مقدمات کا بوجھ بہت زیادہ بڑھ گیا ہے ۔ تو کیا حکومت ان مقدمات کے جلد تصفیہ کے لئے کوئی اقدام کرے گی ؟

وزیر صحت : جناب والا ۔ اس کے لئے پانچ نئی سینئر لیبر عدالتیں بنائی جا رہی ہیں ۔ پریذائڈنگ افسر کے لئے ایس اینڈ جی اے ڈی کو لکھ دیا گیا ہے اور بہت جلد پانچ نئی لیبر عدالتیں بن جائیں گی ۔

سید طاہر احمد شاہ : کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ ان فیصلوں کی تعداد جو یہاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ان میں سے کتنے ایسے فیصلہ شدہ مقدمات ہیں ۔ جن کے فیصلے عدالتوں نے کئے ہیں مگر ان پر ابھی تک عمل درآمد عدالتوں کے احکامات کی روشنی میں نہیں کیا جا سکا ؟

وزیر صحت : جناب والا ۔ اس کے لئے نیا سوال چاہئے ۔

صوبہ میں دفاتر روزگار کی تعداد

* 7398 ۔ میاں منظور احمد موہل : کیا وزیر محنت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں اس وقت دفاتر روزگار کی تعداد کیا ہے اور وہ کہاں کہاں واقع ہیں ۔

(ب) مذکورہ بالا ہر دفتر میں درج شدہ ایسے پڑھے لکھے ۔ ان پڑھ اور ٹیکنیکل افراد کی تعداد کیا ہے جن کو ابھی تک ملازمت نہیں ملی ؟

وزیر محنت (ملک عبدالقیوم) : (الف) صوبہ پنجاب کے ہر ضلع میں دفتر روزگار قائم ہے اور ان کی کل تعداد 19 ہے ۔

(ب) یکم اپریل 1976ء تک 93993 پڑھے لکھے 17:37 ان پڑھ 28326 ٹیکنیکل (ہنرمند) افراد کے نام دفاتر ھذا میں درج ہوئے ۔ جن کو ابھی تک ملازمت نہیں ملی ان کی تفصیل حسب ذیل ہے :

نمبر شمار	نام دفتر روزگار	پڑھے لکھے	ان پڑھ	ہنر مند	کل تعداد
1	2	3	4	5	6
1	لاہور	12689	1160	3374	17223
2	راولپنڈی	7767	3746	3013	14526
3	ملتان	16877	200	2949	20026
4	لائل پور	10055	1323	3609	14987
5	بہاولپور	9639	954	1031	11624
6	ساہیوال	3540	2208	755	6503
7	گوجرانوالہ	1882	1427	570	3879
8	سیالکوٹ	2632	450	2842	5924
9	جہلم	2904	747	965	4616
10	سرگودھا	6777	1112	1995	9884
11	کیمبلپور	852	482	1984	3318
12	گجرات	1927	887	779	3593
13	جھنگ	3510	112	1142	4764
14	رحیم یار خان	1748	982	72	2802
15	شیخوپورہ	3390	481	1041	4892
16	میانوالی	2849	266	292	3407
17	ڈیرہ غازی خان	1052	164	872	2088
18	مظفر گڑھ	2466	287	530	3282
19	بہاول نگر	1431	569	511	3517
	کل میزان	93993	17537	28326	189856

میاں منظور احمد موہل : کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ یہ تقریباً دو لاکھ افراد جو بے روزگار ہیں اور جن کے نام بھی دفتر روزگار میں درج ہیں تو کیا کوئی ایسی بات حکومت کے زیر غور ہے کہ ان کو برسر روزگار کیا جائے گا ؟

وزیر صحت : جناب والا ! میں نے پہلے بھی اس معزز ایوان میں عرض کیا ہے کہ بے روزگاری کو ختم کرنے کے لئے حکومت اپنے تمام وسائل بروئے کار لا رہی ہے ۔ ایک crash پروگرام مرتب کیا جا رہا ہے جس میں ملک کے اندر ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر کھول رہے ہیں اور ملک کے باہر بھی لوگوں کو ملازمت دلانے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں ۔ فیڈرل گورنمنٹ کی سطح پر ایک کارپوریشن قائم کی جا چکی ہے جو یکم جولائی سے کام شروع کر دے گی اور ہم manpower export کا بھی بندوبست کر رہے ہیں اور یہاں پر بھی لوگوں کے لئے روزگار کے مواقع فراہم کر رہے ہیں ۔

راجہ محمد افضل خان : کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ یہ بندوبست جو آج آپ کر رہے ہیں ۔ کیا اس کے متعلق گذشتہ پانچ سال کے دوران سوچا گیا تھا ۔

وزیر صحت : جناب والا ! یہ ہم سوچ رہے تھے جو اب ہم کر رہے ہیں ۔ ایک دن میں تو کچھ نہیں ہو جاتا ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! کیا یہ بندوبست پانچ سال پہلے نہیں ہو سکتے تھے جو آج آپ کر رہے ہیں ؟

وزیر صحت : حضور والا ! اگر میں پوچھوں کہ تین سال پہلے نہیں ہو سکتا تھا تو پھر آپ کا کیا جواب ہوگا ۔

سروسز ہسپتال اور میو ہسپتال لاہور میں ڈاکٹروں کی خالی آسامیاں

*7400 ۔ میاں منظور احمد موہل : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) سروسز ہسپتال اور میو ہسپتال لاہور میں کتنے سول ڈاکٹروں

اور لیڈی ڈاکٹروں کی آسامیاں اب تک خالی پڑی ہیں ۔

(ب) مذکورہ آسامیاں کو پر کرنے کے لئے حکومت کی جانب سے کیا اقدامات کئے گئے ہیں ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) : (الف) سروسز ہسپتال میں اس وقت صرف ایک لیڈی ڈاکٹر کی آسامی خالی ہے جبکہ میوہسپتال میں 26 میڈیکل افسروں کی آسامیاں خالی ہیں ۔

(ب) محکمہ صحت نے خالی آسامیوں کو پر کرنے کے لئے پبلک سروس کمیشن کو کہا ہے کہ وہ مناسب ڈاکٹروں کے نام اپنی سفارشات کے ساتھ ارسال کرے ۔ کمیشن نے خالی آسامیاں مشتہر کر دی ہیں اور ملازمت کے خواہش مند ڈاکٹروں سے 12 جولائی 1976ء تک درخواستیں طلب کی ہیں ۔ جس کے بعد کمیشن امیدواروں سے انٹرویو کرے گا اور موزوں ڈاکٹروں کے نام برائے ملازمت محکمہ صحت کو بھیجے گا ۔ علاوہ ازیں جو ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹر ملازمت کے لئے محکمہ کو درخواست دیتا ہے اسے فی الفور ایڈھاک ملازمت دے دی جاتی ہے ۔

میاں منظور احمد موہل : کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ لاہور میں لیڈی ڈاکٹرز budgeted posts سے زیادہ کام کر رہی ہیں جبکہ ضلعی ہیڈکوارٹر جو کہ لاہور سے باہر ہیں وہاں لیڈی ڈاکٹر کی بہت زیادہ ضرورت ہے ؟

وزیر صحت : جناب والا ! لاہور میں کسی جگہ بھی budgeted posts سے زیادہ لیڈی ڈاکٹر نہیں بلکہ یہاں پر جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ سروسز ہسپتال میں بھی ایک منظور شدہ آسامی پر ہم لیڈی ڈاکٹر تعینات نہیں کر رہے ۔

کرنل محمد اسلم خان لہلزی : کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ اگر کوئی ڈاکٹر بیس سال یونائیٹڈ سٹیٹس میں رہ کر یہاں آ گیا ہو اور ان کی بیوی بھی لیڈی ڈاکٹر ہو تو کیا ان کو آپ کوئی موقع دیں گے ؟

مسٹر سپیکر : وہ میوہسپتال میں ملازمت کرنا چاہتے ہیں ؟

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر : اس کے لئے اصل جواب کے آخر میں یہ لکھا ہوا ہے کہ "جو ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹر ملازمت کے لئے محکمہ کو درخواست دیتا ہے اسے فی الفور ایڈھاک ملازمت دے دی جاتی ہے ۔"

کرنل محمد اسلم خان نیازی : بڑی مہربانی ۔ جناب والا ! کیا وزیر موصوف بھی اس بات پر رضامند ہیں ؟

مسٹر سپیکر : یہ جواب انہوں نے لکھا ہے اور انہوں نے ہی پڑھا ہے کہ انٹرویو تو بعد میں ہوتا ہے اور ایڈھاک تقرری فوراً کر دی جاتی ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : بہت اچھا جناب ۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ۔ میرے سوال کے دوسرے حصے کا جواب وزیر موصوف نے نہیں دیا ۔ کہ لاہور کے علاوہ ۔ باقی اضلاع میں بھی عام طور پر لیڈی ڈاکٹر نہیں ہیں ۔ مثال کے طور پر چاولنگر جو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہے اس کی بھی یہی پوزیشن ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس طرح نہیں ۔ آپ نے انہیں کوئی نوٹس نہیں دیا کہ وہ آپ کے سوال کا جواب تیار کرتے ۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! نہیں پتہ ہے ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : ان کے علم پر اتنا انحصار نہ کیجیئے ۔ بہرحال مطالعہ کر کے آنا اور ہمیشہ پڑھ کے آنا بہتر ہوتا ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ 26 میڈیکل افسروں کی آسامیاں جو میو ہسپتال میں خالی پڑی ہوئی ہیں اس کی وجہ کیا ہے ؟ کیا حکومت کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے یہ آسامیاں خالی ہیں یا ڈاکٹروں کا حکومت کو تعاون حاصل نہیں رہا ؟

وزیر صحت : حضور والا ! یہ آسامیاں ڈاکٹروں کی کمی کی وجہ سے خالی ہیں ۔ لاہور میں بھی خالی ہیں ۔ باقی اضلاع میں بھی خالی ہیں ۔ بہت سے آسامیاں ڈاکٹروں کی کمی کی وجہ سے خالی پڑی ہیں باوجود اس کے کہ ہم بہتر کوشش کر رہے ہیں کہ ڈاکٹر زیادہ سے زیادہ پیدا کئے جائیں ۔

راجہ محمد افضل خان : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اس کمی کو دور کرنے کے لئے حکومت نے کوئی پالیسی مرتب کی ہے ؟

وزیر صحت : کمی کی وجہ سابقہ حکومتوں کی نا اہلی ہے ۔ ہم نے چار سال میں 1400 ڈاکٹر پیدا کئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے ۔

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

محکمہ ملیریا ایریڈیکیشن میں انٹی ملیریا گولیوں کی خرید

*7466 ۔ راؤ مراتب علی خان : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ ملیریا ایریڈیکیشن پنجاب نے گذشتہ سال مئی میں مبلغ دس لاکھ روپے کی انٹی ملیریا گولیاں خرید کی تھیں ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ گولیاں خریدنے کے لئے کم داموں کی بجائے زیادہ داموں کی کوٹیشنیں منظور کی گئیں جس سے حکومت کو ہزاروں روپے کا نقصان اٹھانا پڑا ۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ شیخ آفتاب احمد (ایچ ۔ ای ۔ او) صدر بورڈ آف آفیسر نے کم سے کم داموں کی کوٹیشنیں منظور

کرنے کی سفارش کی تھی لیکن مذکورہ محکمہ کے صوبائی چیف کیپٹن مختار احمد نے بجائے کم از کم داموں کی کوٹیشنیں منظور کرنے کے زیادہ داموں کی کوٹیشنیں منظور کر لیں۔

(د) کیا یہ بھی اس واقعہ سے کہ بورڈ آف آفیسر کے صدر شیخ آفتاب احمد نے جب مذکورہ محکمہ کے صوبائی چیف کے اس فیصلے کی مخالفت کی تو انہیں ملتان تبدیل کر دیا گیا۔

(ہ) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ابھی تک مذکورہ کیس کی تحقیقات نہ کرنے کی وجہ کیا ہیں اور کیا حکومت محکمہ کو ہزاروں روپے کا نقصان پہنچانے والوں کے خلاف کوئی کارروائی کرے گی؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) : (الف) گذشتہ سال ماہ مئی میں محکمہ ملیریا ایریڈیکیشن پروگرام پنجاب نے مبلغ دس لاکھ روپے کی نہیں بلکہ سات لاکھ چون ہزار (7,54,000) روپے کی انٹی ملیریا گولیاں خرید کی تھیں۔

(ب) عالمی ادارہ صحت کی ملیریا کے پھیلاؤ کی پیشگی انتباہ اور محکمہ ملیریا پنجاب کے اپنے تجربہ کے پیش نظر ہنگامی طور پر ماہ مئی اور جون 1973ء میں انٹی ملیریا گولیوں کی خرید کا انتظام کیا گیا ہے۔ اس خریداری کے لئے باقاعدہ اخباری ٹینڈر طلب کئے گئے۔ بلکہ واضح ملیریا ادویات بنانے والی معیاری فرموں کو بذریعہ ڈاک اطلاع دے کر ان سے بھی کوٹیشنیں طلب کیں۔ اس ٹینڈر کے جواب میں گیارہ مقامی فرموں نے اپنے نرخ سے مطلع کیا۔ ان میں معیاری و غیر معیاری فرمیں شامل تھیں۔ سب سے کم نرخ دینے والی فرم میسرز روسٹرم فارمیسی تھی۔ جس کے نرخ 53·38 روپے فی ہزار گولیاں تھے۔ اس فرم کے نرخ مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر منظور نہیں کئے جا سکتے تھے :-

(1) فرم مذکورہ نے مطلوبہ زر ضمانت جمع نہیں کروایا تھا ۔

(2) فرم مذکورہ پنجاب کے تمام اضلاع کے لئے گوشوارہ سپلائی کرنے سے بھی قاصر رہی ۔ جس کے لئے ٹینڈر میں خاص شرط شامل تھی۔

(3) یہ فرم غیر معیاری تھی ۔ ان کے پاس گولیاں بنانے والی مشین بھی نہیں تھی ۔ اور خصوصاً اس نرخ پر یہ معیاری دوائی سپلائی نہیں کر سکتی تھی ۔ اور یہ یقین بھی تھا کہ یہ اصلی دوائی نہ دیتی ۔

(4) مندرجہ بالا وجوہات کے علاوہ محکمہ کے ایک اعلیٰ ٹیکنیکل آفیسر نے فرم ہذا کے نمائندے کو ذاتی طور پر گوشوارہ پیش کرنے کے لئے آرڈر زر ضمانت جمع کروانے کے لئے کہا ۔ مگر فرم ہذا ایسا کرنے سے قاصر رہی ۔ جس کی وجہ سے اس کے نرخ منظور نہ کئے جا سکے ۔

(5) دوسری کم نرخ والی فرم میسرز عوامی ایجنسی تھی ۔ جو کہ فیروز سنز والوں کی تقسیم کنندگان تھی ۔ اس فرم نے اپنا نرخ 55·34 روپے فی ہزار گولی دیا ۔ جب کہ فیروز سنز جو کہ ایک معیاری فرم اور خود انٹی ملیریا گولیاں بناتی ہے ۔ انہوں نے اپنا نرخ 58·00 روپے فی ہزار گولی دیا تھا ۔ فیروز سنز کی اس ذیلی تقسیم کنندہ فرم کے لئے یہ ہرگز ممکن نہ تھا ۔ کہ وہ فیروز سنز کے اپنے دئے گئے نرخ سے کم نرخ پر ان ہی سے گولیاں خرید کر محکمہ ہذا کو سپلائی کرتی ۔

(6) اس سے پیشتر بھی ماہ اپریل 1972ء میں فرم ہذا کے ساتھ کئے گئے معاہدہ کو پورا کرنے میں بری طرح ناکام رہی ۔ کیونکہ فیروز سنز نے مطلوبہ قیمت پر اس فرم کو ادویات سپلائی کرنے سے انکار کر دیا تھا ۔

(7) درین حالات باقی سب فرموں میں سے فیروز سنز کی کوٹیشن کم تھی ۔ اس لئے دوائی انہیں سے خریدی گئی ۔

(8) محکمہ کے مذکورہ بالا اقدامات سے محکمہ کو دو لاکھ تہتر ہزار روپے (2,73,000) کا فائدہ ہوا ۔ کیونکہ محکمہ ہذا نے اس طرح فرم کے تھوک ریٹ 75·00 روپے فی ہزار جو کہ ٹینڈر لسٹ پر دئے ہوئے تھے کی بجائے 58·00 روپے فی ہزار کے حساب سے دوائی خرید کی ۔

اس لئے محکمہ کو فی الواقع ہزاروں کا نقصان نہیں بلکہ لاکھوں کا فائدہ ہوا ۔

(ج) شیخ آفتاب احمد (ایچ ۔ ای ۔ او) صدر بورڈ آف ٹینڈرز آفیسر نے چند شرپسند عناصر کے کہنے پر جو کہ ناکام فرم میں ذاتی دلچسپی رکھتے تھے ناکام فرم کے دئے ہوئے نرخوں جو کہ کم تھے کو منظور کرنے کی سفارش کی تھی ۔ جن کو نامنظور کرنے کی وضاحت اوپر جواب جزو (ب) میں تفصیل سے بیان کر دی گئی ہے ۔ محکمہ کے سربراہ کو بدنام کرنے کے لئے سابقہ وزیر صحت کے پاس بھی اس کی رپورٹ چند شر پسند عناصر نے دی تھی ۔ مگر وزیر صحت نے چھان بین کرنے کے بعد کیس صحیح پا کر واپس کر دیا تھا ۔

(د) شیخ آفتاب احمد (ایچ ۔ ای ۔ او) پی ۔ ایچ ۔ کیو لاہور پر کچھ عرصہ سے کام کر رہے تھے کیونکہ اوریجنل انکمبنٹ (Originai Incumbent) ملک سے باہر اعلیٰ تعلیم کے لئے گئے ہوئے تھے ۔ ان کی واپسی پر سینٹرل ملیریا ارریڈیکشن بورڈ کے چیئرمین کے حکم کے تحت افسر مذکورہ کو مخصوص کورس کرنے کے بعد ہیڈ کوارٹر پر ایچ ۔ ای ۔ او لگایا گیا اس حکم کی تکمیل بذریعہ چیئرمین ملیریا ارریڈیکشن بورڈ پنجاب ہوئی ۔ نتیجتاً شیخ آفتاب احمد (ایچ ای او) جو کہ ہیلتھ ایجوکیشن کی خصوصی ڈگری بھی نہیں رکھتے تھے کو ملتان بھیجنا پڑا ۔ مزید برآں یو ایس ایڈ نے بھی اس بات پر زور دیا تھا کہ آفیسر مذکورہ کو بیرونی مخصوص ٹریننگ کے بعد ہیڈ کوارٹر پر ہونا چاہئے ۔

(ھ) مذکورہ بالا سوالوں کا جواب فرداً فرداً دیا جا چکا ہے ۔ اور اس امر کی تفتیش اس وقت کے وزیر صحت کر چکے ہیں ۔ جو صوبائی دفتر میں خود تشریف لائے تھے ۔ اور دیگر امور کے ساتھ اس بارے میں بھی معلومات حاصل کیں اور مزید تسلی کے لئے ریکارڈ اپنے ساتھ لے گئے تھے ۔ جو ذاتی تشفی کے بعد واپس لوٹا دیا گیا تھا ۔

محکمہ انسداد ملیریا کے ہیڈ کوارٹرز میں چوری کی واردات

*7467 ۔ راؤ مراتب علی خان ۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ محکمہ انسداد ملیریا پنجاب کے ملازمین مسمی مشتاق علی ۔ محمد اقبال ۔ محمد رشید اور ڈرائیور بشیر احمد نے مارچ 1974ء کے پہلے ہفتے میں سیکورٹی آفیسر کا ایک جعلی اجازت نامہ دکھا کر محکمہ انسداد ملیریا کے صوبائی ہیڈ کوارٹرز سے ہزاروں روپے کا قیمتی سامان لے جانے کی کوشش کی تھی جسے وہاں پر متعین چوکیدار نے ناکام بنا دیا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ محکمہ مذکور کے صوبائی چیف کیپٹن مختار احمد کو اس بارے میں آگاہ کر دیا گیا تھا لیکن انہوں نے ملزموں کے خلاف کارروائی کی بجائے چوکیداروں کو ڈرانا دھمکانا شروع کر دیا ۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ محکمہ کی یونین کے پر زور اصرار پر مذکورہ صوبائی چیف نے تفتیشات کے لیے کرنل گل شیر خان ریجنل ایڈمنسٹریٹو آفیسر کو مقرر کیا لیکن مذکورہ آفیسر اس تفتیشات میں خود ہی رکاوٹیں پیدا کر رہے ہیں ۔

(د) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ آفیسر جب سکھر میں تعینات تھے تو وہاں ان کی موجودگی میں لاکھوں روپے کا سامان چوری ہوا تھا جس کا مقدمہ ابھی تک چل رہا ہے۔

(ہ) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس بارے میں کسی ذمہ دار آفیسر سے تحقیقات کرانے کے لیے تیار ہے؟

وزیر صحت: (ملک عبدالقیوم) (الف) حقیقت یہ ہے کہ جنوری 1974ء میں لکڑی کا ایک خالی ڈبہ صوبائی دفتر ملیریا سے باہر لے جانے کی اجازت دی گئی تھی۔ تاکہ اسے مرمت کرایا جا سکے اور عالمی ادارہ صحت (W.H.O) کا سامان کتابیں و دیگر ریکارڈ اسلام آباد بھیجا جا سکے۔ کیونکہ اس ادارہ کے افسران کا ہیڈ کوارٹر لاہور سے اسلام آباد تبدیل ہو گیا تھا۔ چونکہ یہ ڈبہ دفتری اوقات کے بعد باہر لے جایا جا رہا تھا۔ اس لیے چوکیدار نے اسے روک لیا۔ دوران تحقیقات چوکیدار مذکور نے بیان دیا کہ ڈبہ خالی تھا۔

(ب) جی نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ صوبائی ملیریا چیف کو جب اس بارے میں بتایا گیا تو انہوں کرنل گل شیر خان ریجنل ایڈمنسٹریٹو آفیسر کو تحقیقات پر مامور کیا۔ تاکہ ملزموں کے خلاف ضروری کارروائی کی جا سکے۔ تحقیقاتی آفیسر نے فروری 1974ء کے پہلے ہفتہ میں ہی زبانی تحقیقات کر لی تھی۔ یہ حقیقت نہیں کہ اس سلسلہ میں چوکیداروں کو ڈرایا دھمکایا گیا تھا۔

(ج) جی نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کرنل گل شیر خان کو شکایت ملتے ہی تحقیقات سرانجام دی گئی۔ مگر وہ 14۔ مئی 1974ء تک اپنی رپورٹ پیش نہ کر سکے۔ چنانچہ ایک آفیسر ڈاکٹر ناصر۔ ڈسٹرکٹ ملیریا آریڈیکیشن آفیسر کو اس کام پر لگایا گیا۔ ان کی رپورٹ کے مطابق الزام بے بنیاد پایا گیا۔

(د) جی نہیں ۔

(ہ) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

فتح جنگ ضلع کیمبلپور میں واقعہ سول ہسپتال کی عمارت کی تعمیر

*7998 ۔ ملک منور خان ۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ فتح جنگ ضلع کیمبلپور سول ہسپتال کی عمارت خستہ حال ہے اور اس میں جگہ بھی بہت کم ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ہسپتال کے لیے نئی عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر صحت : (ملک عبدالقیوم) (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔ ہسپتال کی نئی عمارت کے لیے حصول اراضی کی کارروائی زیر عمل ہے ۔ نئی عمارت کی تعمیر کا انحصار مالی وسائل کے حصول پر منحصر ہے ۔

ضلع کیمبلپور میں ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی تعداد

*7999 ۔ ملک منور خان : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) ضلع کیمبلپور میں ہسپتال اور ڈسپنسریوں کی تفصیل وار تعداد کیا ہے ۔

(ب) کیا مذکورہ ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں منظور شدہ عملہ پورا ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں اور حکومت کب تک مذکورہ عملہ پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) : (الف) ہسپتال اور ڈسپنسریوں کی تحصیل وار تعداد حسب ذیل ہے :-

نمبر شمار	نام تحصیل	ہسپتال	ڈسپنسریاں
1 ۔	کیمبلپور	5	10
2 ۔	پنڈی گھیب	2	11
3 ۔	فتح جنگ	1	5
4 ۔	تلہ گنگ	1	10

(ب) ماسوائے ڈاکٹروں کے باقی عملہ ہسپتال و ڈسپنسریوں میں موجود ہے ۔ ڈاکٹر صاحبان دیہاتوں میں جانے سے گریز کرتے ہیں عوامی حکومت نے تین نئے میڈیکل کالج قائم کیے ہیں اور موجودہ کالجوں میں داخلے کے لیے نشستوں میں بھی مزید اضافہ کیا ہے ۔ جس کا خاطر خواہ نتیجہ نکلے گا ۔ اور ڈاکٹروں کی قلت دور کرنے میں مدد ملے گی ۔ حکومت دیہاتوں میں تعنیات کیے جانے والے ڈاکٹروں کو خاص مراعات دینے پر بھی غور کر رہی ہے ۔ مزید برآں ڈاکٹروں کے بیرون ملک جانے پر پابندیاں لگا دی گئی ہیں ۔ ان حالات کے پیش نظر یہ امید کی جاتی ہے کہ آہستہ آہستہ دیہاتوں میں ڈاکٹروں کی کمی دور ہو جائے گی ۔

وٹرنری ہسپتال نوقابل واہ کی عمارت کی پختگی

*8236 ۔ رانا رب نواز خان : کیا وزیر امور حیوانات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) نوقابل واہ ضلع ملتان میں وٹرنری ہسپتال کتنے عرصے سے کام کر رہا ہے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال کی کچی عمارت جو اپنی مدد آپ کے تحت بنی تھی بالکل خستہ ہو چکی ہے ۔

(ج) کیا حکومت مذکورہ علاقہ کے مویشیوں کے تحفظ کے لیے اس عمارت کو پختہ بنوانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر امور حیوانات : (مسٹر محمد اکبر منہاس) : (الف) وٹرنری ڈسپنسری لوقابل واہ جناب رانا رب نواز صاحب ایم ۔ پی ۔ اے ، سابق ممبر ضلع ملتان کی تحریک پر بموجب ریزولیوشن ڈسٹرکٹ کونسل نمبر 1 ، حصہ دوم مورخہ 26-7-67 ، چیلے واہن تحصیل لودھراں سے تبدیل ہو کر صاحب موصوف کی ذاتی عمارت میں اجراء ہوئی ۔

(ب) بوقت اجراء ڈسپنسری رانا صاحب نے وٹرنری ڈسپنسری و رہائشی کوارٹر ملازمین کی عمارت مہیا کرنے کا اور یہ جائیداد ضلع کونسل کے نام منتقل کرنے کا وعدہ فرمایا تھا ۔ مگر آج تک حق ضلع کونسل منتقل نہیں ہوئی جس کی وجہ سے ضلع کونسل اس کی تعمیر یا مرمت نہیں کر سکی ۔

(ج) جونہی رانا صاحب یہ جائیداد ضلع کونسل کو منتقل کریں گے اس عمارت کی تعمیر و مرمت کی کارروائی فوراً کی جائے گی ۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

صوبہ میں رورل ہیلتھ سنٹروں کی تعداد

144 ۔ ملک ثناء اللہ خان : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں ہسپتالوں ۔ رورل ہیلتھ سنٹروں ۔ ابتدائی ہیلتھ سنٹروں اور ڈسپنسریوں کی تحصیل وار تعداد کیا ہے ۔

(ب) مذکورہ ہسپتالوں میں سے کتنے ہسپتال ڈسٹرکٹ کونسلوں اور محکمہ صحت کے زیر انصرام چل رہے ہیں ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) : (الف) تحصیل وار تعداد حسب ذیل ہے :-

ضلع	تحصیل	ہسپتال	رورل ہیلتھ سنٹر	سب ہیلتھ سنٹر	ڈسپنسریاں
1	2	3	4	5	6
کیمبلپور	کیمبلپور	5	1	3	10
	اٹک	1	1	4	5
	پنڈی گھیب	2	2	6	11
	تلہ گنگ	1	2	7	10
راولپنڈی	راولپنڈی	7	1	4	33
	مری	3	2	7	14
	کہوٹہ	1	1	3	8
	گوجر خان	1	2	6	6
جہلم	جہلم	3	1	3	16
	چکوال	1	2	7	11
	پنڈ دادن خان	3	2	7	12

1	2	3	4	5	6
گجرات	گجرات	5	1	4	18
	پھالیہ	2	3	10	19
	کھاریاں	2	1	3	12
گوجرانوالہ	گوجرانوالہ	5	2	7	36
	حافظ آباد	1	1	4	15
	وزیر آباد	1	3	9	11
سیالکوٹ	سیالکوٹ	6	—	—	10
	ڈسکہ	1	1	3	9
	نارووال	3	2	8	7
	پسرور	1	1	3	11
	شکر گڑھ	1	1	3	15
لاہور	لاہور	18	3	11	99
	چونیاں	1	2	6	16
	قصور	2	2	6	10
شیخوپورہ	شیخوپورہ	5	3	11	27
	ننکانہ	1	2	6	17
	فیروز والہ	1	1	4	28

1	2	3	4	5	6
لائل پور	لائلپور	12	3	10	49
	لوہ لیک سنگھ	3	3	9	27
	سمندری	2	2	7	20
	جڑانوالہ	1	—	—	17
سرگودھا	سرگودھا	6	1	4	15
	خوشاب	4	1	3	23
	بھلوال	2	2	7	12
	شاہ پور	2	1	3	10
جھنگ	جھنگ	4	3	10	22
	چنیوٹ	2	2	7	23
	شورکوٹ	1	3	9	10
میانوالی	میانوالی	2	2	8	24
	بھکر	4	3	9	16
	عیسیٰ خیل	2	2	6	—
ساہیوال	ساہیوال	5	2	6	25
	اوکاڑہ	3	1	4	14

1	2	3	4	5	6
	پاک پتن	3	2	7	12
	دیپالپور	1	1	4	13
ملتان	ملتان	7	1	4	2د
	شجاع آباد	2	1	6	11
	لودھراں	4	2	7	12
	کبیر والا	2	—	—	12
	مہلسی	1	1	3	10
	وہاڑی	3	—	—	13
	خانیوال	6	1	3	14
مظفر گڑھ	مظفر گڑھ	2	—	—	10
	علی پور	1	2	6	7
	کوٹ ادو	3	1	4	6
	لیہ	1	2	7	19
ڈیرہ غازی خان	ڈیرہ غازی خان	3	1	4	13
	تونسہ	1	1	3	6
	جام پور	2	2	7	6
	راجن پور	1	3	9	4
بہاولپور	بہاولپور	4	2	8	25
	حاصل پور	1	1	3	11

1	2	3	4	5	6
	احمد پور شرقیہ	1	2	6	10
بہاولنگر	بہاولنگر	1	—	—	14
	منچن آباد	1	1	3	8
	ہارون آباد	1	1	4	8
	چشتیاں	1	2	6	14
	فورٹ عباس	1	1	4	12
رحیم یار خان	رحیم یار خان	1	1	3	16
	خان پور	2	2	7	14
	صادق آباد	2	1	3	15
	لیاقت پور	3	1	4	11

(ب) اعداد و شمار حسب ذیل ہیں :-

ضلع	تحصیل	تعداد ہسپتال: محکمہ صحت	تعداد ہسپتال: ڈسٹرکٹ کونسل
1	2	3	4
کیمبلپور	کیمبلپور	5	—
	فتح جنگ	1	—
	پنڈی گھیب	2	—
	تلہ گنگ	1	—

1	2	3	4
راولپنڈی	راولپنڈی	3	—
	مری	3	—
	کہوٹہ	1	—
	گوجر خان	1	—
جہلم	جہلم	3	—
	چکوال	1	—
	پنڈ دادن خان	1	—
	گجرات	3	—
	پھالیہ	2	—
	کھاریاں	1	—
گوجرانوالہ	گوجرانوالہ	2	—
	حافظ آباد	1	—
	وزیر آباد	1	—
سیالکوٹ	سیالکوٹ	3	1
	ظفر وال	1	—
	نارووال	2	1

1	2	3	4
	پسرور	1	—
	شکر گڑھ	1	—
لاہور	لاہور	11	—
	چونیاں	1	—
	قصور	1	—
شیخو پورہ	شیخو پورہ	3	—
	ننکانہ	1	—
	فیروزوالہ	—	1
لائل پور	لائل پور	2	2
	لوہ لیک سنگھ	3	—
	سمندری	2	—
	جڑانوالہ	1	1
سرگودھا	سرگودھا	3	1
	خوشاب	4	—
	بھلوال	2	—
	شاہ پور	1	—

1	2	3	4
جھنگ	جھنگ	2	1
	چنیوٹ	1	—
	شورکوٹ	1	—
	میانوالی	2	—
	بھکر	3	—
	عیسیٰ خیل	2	—
ساہیوال	ساہیوال	3	—
	اوکاڑہ	1	1
	پاک پتن	1	1
	دیپالپور	1	—
ملتان	ملتان	3	2
	شجاع آباد	2	—
	لودھراں	2	2
	کبیروالہ	1	1
	میلسی	1	—
	وہاڑی	1	—
	خانیوال	2	3

1	2	3	4
مظفر گڑھ	مظفر گڑھ	2	—
	علی پور	1	—
	کوٹ ادو	—	3
	لیہ	1	—
ڈیرہ غازی خان	ڈیرہ غازی خان	3	—
	تونسہ	1	—
	جام پور	—	2
	راجن پور	1	—
بہاولپور	بہاولپور	3	—
	حاصل پور	1	—
	احمد پور شرقیہ	1	—
بہاولنگر	بہاولنگر	1	—
	منچن آباد	1	—
	ہارون آباد	1	—
	چشتیاں	1	—
	فورٹ عباس	1	—
رحیم یار خان	رحیم یار خان	1	—
	خان پور	2	—
	صادق آباد	1	1
	لیاقت پور	1	1

صوبہ میں اہالی مریضوں کے لئے بستروں کا انتظام

145 ۔ ملک ثناء اللہ خان : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں واقع ہسپتالوں میں اہالی مریضوں کے لئے کس قدر بستروں کا انتظام ہے ۔ ہر ہسپتال کی علیحدہ علیحدہ تفصیل بتائی جائے ۔

(ب) کیا مذکورہ ہسپتالوں میں مریضوں کے لئے بستروں کی موجودہ تعداد کافی ہے ۔ اگر نہیں تو کیا حکومت مذکورہ ہسپتالوں میں بستروں کی تعداد میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور ان کی تعداد کیا ہو گی ؟

وزیر صحت (ملک عبدالقیوم) : (الف) صوبہ میں حکومت کے زیر نگرانی ہسپتالوں میں اہالی مریضوں کے لئے 10376 بستروں کا انتظام ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے :۔

نام ضلع	نام ہسپتال	بستروں کی تعداد
1	2	3
1۔ کیمبلپور	1۔ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال کیمبلپور	125
	2۔ سول ہسپتال حضرو	32
	3۔ زنانہ ہسپتال حضرو	21
	4۔ سول ہسپتال فتح جنگ	34
	5۔ سول ہسپتال تلہ گنگ	18
	6۔ سول ہسپتال پنڈی گھیب	29
	7۔ سول ہسپتال حسن ابدال	13
	8۔ زنانہ ہسپتال مکھڈ	12
	9۔ پولیس ہسپتال کیمبلپور	20

1	2	3
2- راولپنڈی	1- ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال راولپنڈی	125
	2- ٹی بی سامل سینی ٹوریم	302
	3- سول ہسپتال مری	52
	4- سول ہسپتال کہوٹہ	40
	5- پولیس ہسپتال راولپنڈی	28
	6- پولیس ٹریننگ کالج سہالہ	18
	7- لارنس کالج گھوڑا گلی	30
	8- سول ہسپتال گوجر خان	42
3- جہلم	1- ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال جہلم	125
	2- ویمن اینڈ چلڈرن ہسپتال جہلم	50
	3- سول ہسپتال پنڈ دادن خان	27
	4- سول ہسپتال چکوال	62
	5- پولیس ہسپتال جہلم	10
4- گجرات	1- عزیز بھٹی شہید ہسپتال گجرات	138
	2- سول ہسپتال پھالیہ	28
	3- تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کھاریاں	44
	4- پولیس ہسپتال گجرات	14
	5- سول ہسپتال جلال پور جٹاں	10
	6- سول ہسپتال منڈی بہاؤالدین	12
5- گوجرانوالہ	1- ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال گوجرانوالہ	135
	2- سول ہسپتال حافظ آباد	20
	3- سول ہسپتال وزیر آباد	18
	4- پولیس ہسپتال گوجرانوالہ	12

1	2	3
6- سیالکوٹ	1- علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ	161
	2- ویمن اینڈ چلڈرن ہسپتال سیالکوٹ	50
	3- سول ہسپتال شکر گڑھ	36
	4- سول ہسپتال نارووال	44
	5- سول ہسپتال ظفکہ	131
	9- سول ہسپتال ظفروال	12
	7- سول ہسپتال پسرور	40
	8- پولیس ہسپتال سیالکوٹ	13
7- شیخوپورہ	1- ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال شیخوپورہ	54
	2- ٹی بی ہسپتال شیخوپورہ	40
	3- سول ہسپتال ننکانہ صاحب	24
	4- پولیس ہسپتال شیخوپورہ	18
8- لاہور	1- میو ہسپتال لاہور	936
	2- لاہور جنرل ہسپتال لاہور	364
	3- گورنمنٹ مینٹل ہسپتال	1400
	4- لیڈی ولنگڈن ہسپتال	175
	5- لیڈی ایچیسن ہسپتال	100
	6- سول ہسپتال چونیاں	40
	7- سروسز ہسپتال لاہور	125
	8- پولیس ہسپتال قلعہ گوجر سنگھ	64
	9- ستلج رینجرز ہسپتال	50

1	2	3
	10- قربان لائنز ہسپتال	18
	11- پی - سی - فورٹ ہسپتال	12
	12- سول ہسپتال قصور	39
9- میانوالی	1- ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میانوالی	149
	2- تحصیل ہسپتال عیسیٰ خیل	42
	3- سول ہسپتال کالا باغ	42
	4- سول ہسپتال کلور کوٹ	12
	5- تحصیل ہسپتال بھکر	21
	6- بھکر ہسپتال بھکر	40
	7- پولیس ہسپتال میانوالی	12
10- سرگودھا	1- ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال سرگودھا	250
	2- مولا بخش گورنمنٹ ٹرسٹ ہسپتال سرگودھا	53
	3- سول ہسپتال جوہرآباد	24
	4- ایضاً خوشاب	20
	5- ایضاً لوشہرہ	12
	6- ایضاً قائداآباد	48
	7- ایضاً بھلوال	36
	8- ایضاً شاہ پور صدر	28
	9- ایضاً بھلروال	10
	10- پولیس ہسپتال سرگودھا	12

1	2	3
11- لائل پور	1- ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال لائل پور	264
	2- سول ہسپتال گوجرہ	106
	3- ایضاً کمالیہ	12
	4- ایضاً جڑانوالہ	28
	5- ایضاً ٹوبہ ٹیک سنگھ	24
	6- ایضاً سمندری	20
	7- ایضاً تاندلیانوالہ	22
	8- پولیس ہسپتال لائل پور	16
12- جھنگ	1- ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال جھنگ	161
	2- سول ہسپتال چنیوٹ	52
	3- ایضاً شورکوٹ	20
	4- پولیس ہسپتال جھنگ	12
13- ڈیرہ غازی خان	1- ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ڈیرہ غازی خان	161
	2- سول ہسپتال فورٹ منرو	24
	3- ایضاً راجن پور	44
	4- ایضاً تونسہ	13
	5- پولیس ہسپتال ڈیرہ غازی خان	18
14- ساہیوال	1- ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ساہیوال	171
	2- سول ہسپتال پاکپتن	38
	3- ایضاً چیچا وطنی	20
	4- ایضاً دیپال پور	20
	5- ایضاً اوکاڑہ	98
	6- پولیس ہسپتال ساہیوال	14

3	2	1
889	1- نشتر ہسپتال ملتان	15- ملتان
30	2- سول ہسپتال ملتان	
42	3- سول ہسپتال خانیوال	
33	4- ایضاً شجاع آباد	
18	5- ایضاً میلسی	
40	6- ایضاً لودھراں	
42	7- ایضاً وہاڑی	
24	8- ایضاً کبیر والا	
16	9- ایضاً میاں چنوں	
12	10- ایضاً جلال پور پیروالہ	
36	11- ایضاً کہروڑ پکا	
20	12- پولیس ہسپتال ملتان	
166	1- ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال مظفر گڑھ	16- مظفر گڑھ
33	2- تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال لیہ	
30	3- ایضاً علی پور	
14	4- پولیس ہسپتال مظفر گڑھ	
506	1- بی وی ہسپتال بہاولپور	17- بہاولپور
10	2- جے ای ہسپتال بہاولپور	
65	3- تحصیل ہسپتال احمد پور ایسٹ	
18	4- ایضاً حاصل پور	
13	5- پولیس ہسپتال بہاولپور	

1	2	3
18۔ بہاولنگر	1۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال بہاولنگر	161
	2۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال چشتیاں	40
	3۔ ایضاً ہارون آباد	40
	4۔ ایضاً فورٹ عباس	24
	5۔ ایضاً منچن آباد	16
19۔ رحیم یار خان	1۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال رحیم یار خان	180
	2۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال صادق آباد	371
	3۔ ایضاً خان پور	35
	4۔ ایضاً لیاقت پور	36
	5۔ سید الطاف حسین آئی ہسپتال خان پور	12

(ب) بستروں کی موجودہ تعداد کافی نہیں ہے۔ حکومت بستروں کی تعداد میں لگاتار اضافہ کر رہی ہے کچھ ضلعی اور تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں پر توسیع کا کام جاری ہے۔ ایک مرحلہ وار پروگرام کے تحت ہسپتالوں میں بستروں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے گا۔ لیکن یہ کہنا مشکل ہے کہ ایسا اضافہ کب تک کیا جائے گا۔ اس کا انحصار مالی وسائل کے دستیاب ہونے پر ہے اور اس وقت چودہ نئے تحصیل ہسپتالوں پر کام جاری ہے جن میں سے ہر ایک میں ساٹھ سے لے کر اسی بستروں کا کا بندوبست ہوگا اسی طرح متعدد ضلعی ہسپتالوں میں مزید بستر مہیا کرنے پر کام جاری ہے۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

مخدوم حمیدالدین

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست مخدوم حمیدالدین صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

I have a compelling engagement and

therefore I cannot attend the assembly session. Leave may kindly be granted to me from the 30th June to the end of the session.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظورکر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسز حسینہ بیگم کھوکھر

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسز حسینہ بیگم کھوکھر صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں ضروری کام کی بوجہ سے حاضر اسمبلی نہ ہو سکی ۔ اس لئے 23، 24، 25، ماہ حال کی رخصت عنایت فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید محمد رضی شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سید محمد رضی شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

کل مورخہ 28-6-76 جناب وزیر اعلیٰ میرے حلقہ نیابت میں تشریف فرما رہے ہیں ۔ لہذا

استدعا ہے کہ ایک یوم کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں اسماعیل ضیا

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں اسماعیل ضیا صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں بیماری کی وجہ سے 16،18،19،22 جون کو اجلاس اسمبلی میں شریک نہ ہو سکا۔ براہ کرم ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر رشید احمد خان بھٹی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر رشید احمد خان بھٹی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend the Assembly session on 25th June due to illness. I may kindly be granted leave for the said day.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میر بلخ شیر مزاری

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میر بلخ شیر مزاری صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I was unable to attend Assembly Sessions from 14th June, to 24th June 1976. Hence I may kindly be permitted leave of absence from the above dates.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

رانے سخاوت علی خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست رانے سخاوت علی خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

بندہ عمرہ کے لئے سعودی عرب جا رہا ہے جس کے لئے یکم جولائی تا 3 جولائی رخصت منظور کی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مہر دوست محمد لالی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مہر دوست لالی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

مورخہ 24,21 جون کے اجلاس میں بوجہ خرابی صحت شمولیت نہیں کر سکتا۔ برائے مہربانی رخصت منظور فرمائی جاوے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

محترمہ سیدہ عابدہ حسین

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست محترمہ سیدہ عابدہ حسین صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I would like to request leave of absence of the House for the sittings of the 21st through the 25th.

Thanking you

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

چوہدری غلام قادر : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ محکمہ تعلیم کے ایک کلرک امتیاز ملک کو

ملازمت سے علیحدہ نہ کرنے کے الزام میں تحریک استحقاق نمبر 72 ، پیش کردہ حاجی محمد سیف اللہ خان ، سید تابش الوری ، علامہ رحمت اللہ ارشد ، اراکین صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1976ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ محکمہ تعلیم کے ایک کارک امتیاز ملک کو ملازمت سے علیحدہ نہ کرنے کے الزام میں تحریک استحقاق نمبر 72 ، پیش کردہ حاجی محمد سیف اللہ خان ، سید تابش الوری ، علامہ رحمت اللہ ارشد ، اراکین صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1976ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری غلام قادر : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ڈپٹی کمشنر لائل پور کے احکام مورخہ 24 نومبر 1975ء اور 29 نومبر 1975ء کو محرک کے بردار نسبتی کی فیکٹری کو سربمہر کرنے اور پاک مین انجینئرز کو گرانے کے بارے میں تحریک استحقاق نمبر 47 پیش کردہ سید طاہر احمد شاہ رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کر کی میعاد میں 31 جولائی 1976ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ڈپٹی کمشنر لائل پور کے احکام مورخہ 24 نومبر 1975ء اور 29 نومبر 1975ء کو محرک کے برادر نسبتی کی فیکٹری سربمہر کرنے اور پاک مین انجینئرز کو گرانے کے بارے میں تحریک استحقاق نمبر 47 پیش کردہ سید طاہر احمد شاہ رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1976ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری غلام قادر : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ تحریک التوائے کار نمبر 76 کے بارے میں وزیر قانون کا بیان کہ زرعی تحقیقاتی ادارہ لائلپور نے کوئی ہڑتال نہیں کی ، کے بارے میں تحریک استحقاق نمبر 30 پیش کردہ چوہدری امان اللہ لک رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1976ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ تحریک التوائے کار نمبر 76 کے بارے میں وزیر قانون کا بیان کہ زرعی تحقیقاتی ادارہ لائل پور نے کوئی ہڑتال نہیں کی ، کے بارے میں تحریک استحقاق نمبر 30 پیش کردہ چوہدری امان اللہ لک رکن صوبائی اسمبلی کے بارے مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی

میعاد میں 31 جولائی 1976ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری غلام قادر : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ اسمبلی کے نشان زدہ سوال نمبر 8098 کے بارے میں وزیر تعلیم کا جواب نامکمل اور غلط تھا ، کے متعلق تحریک استحقاق نمبر 25 پیش کردہ جناب امیر عبد اللہ خان روکڑی رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1976ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ اسمبلی کے نشان زدہ سوال نمبر 8098 کے بارے میں وزیر تعلیم کا جواب نامکمل اور غلط تھا ، کے متعلق تحریک استحقاق نمبر 25 پیش کردہ جناب امیر عبداللہ خان روکڑی رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1976ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

ڈاکٹر حلیم رضا : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پروہبشن آف ڈالسنگ بل 1975ء (مسودہ قانون نمبر 1 بابت 1975ء) پیش کردہ حاجی

محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 15 اگست 1976ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : آپ بھی 31 جولائی 1976ء تک توسیع کرا لیں۔

ڈاکٹر حلیم رضا : ٹھیک ہے جناب۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی پروہبشن آف ڈالسنگ بل 1975ء (مسودہ قانون نمبر 1 بابت 1975ء) پیش کردہ حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1976ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ڈاکٹر حلیم رضا : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ پولیس مقابلوں کی روک تھام بل مصدرہ 1976ء (مسودہ قانون نمبر 22 بابت 1976ء) پیش کردہ چوہدری محمد یعقوب اعوان رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1976ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ پولیس مقابلوں کی روک تھام بل مصدرہ 1976ء (مسودہ قانون نمبر 22 بابت 1976ء) پیش کردہ چوہدری محمد یعقوب اعوان رکن

صوبائی اسمبلی کے بارے مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1976ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری محمد انور نارو : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ 24 جون 1975ء کو اسمبلی کے اجلاس میں وزیر موصوف کی یقین دہانی کہ الاٹیوں کو الاٹ شدہ پلاٹ دیئے جائیں گے ، لیکن موضع لک اور 45 چک (چک نمبر 11) تحصیل پھالیہ میں حکومت پنجاب نے روکنے کا حکم دیا ہے ، کے متعلق چوہدری امان اللہ لک رکن صوبائی اسمبلی کی تحریک کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1976ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ 24 جون 1975ء کو اسمبلی کے اجلاس میں وزیر موصوف کی یقین دہانی کہ الاٹیوں کو الاٹ شدہ پلاٹ دیئے جائیں گے ، لیکن موضع لک اور 45 چک (چک 11) تحصیل پھالیہ میں حکومت پنجاب نے روکنے کا حکم دیا ہے ، کے متعلق چوہدری امان اللہ لک رکن صوبائی اسمبلی کی تحریک کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1976ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ دی ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 25 بابت 1976ء) پیش کردہ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 15 اگست 1976ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

> کہ دی ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 25 بابت 1976ء) پیش کردہ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 15 اگست 1976ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ دی ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 21 بابت 1976ء) پیش کردہ چوہدری محمد یعقوب اعوان رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 15 اگست 1976ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 21 بابت 1976ء) پیش کردہ چوہدری محمد یعقوب انصاری رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 15 اگست 1976ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی مسلم فیملی لاز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 24 بابت 1976ء) پیش کردہ حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 15 اگست 1976ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی مسلم فیملی لاز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 24 بابت 1976ء) پیش کردہ حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 15 اگست 1976ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں ظہور احمد : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب پری ایمپشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 33 بابت 1976ء) پیش کردہ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 15 اگست 1976ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب پری ایمپشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 33 بابت 1976ء) پیش کردہ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 15 اگست 1976ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں ظہور احمد : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب تھل لینڈز پسینجرز (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 28 بابت 1976ء) پیش کردہ چوہدری محمد یعقوب اعوان رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 15 اگست 1976ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب تھل لینڈز پسینجرز (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 28 بابت 1976ء)

پیش کردہ چوہدری محمد یعقوب اعوان رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 15 اگست 1976ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ حکومت پنجاب کے حسابات بابت سال 1970-71 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 30 اکتوبر 1976ء تک توسیع کر دی جائے۔

مسٹر سپیکر : باقی کتنا کام رہتا ہے ؟

میاں منظور احمد موہل : کافی کام رہتا ہے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ حکومت پنجاب کے حسابات بابت سال 1970-71ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 30 اکتوبر 1976ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

مسٹر سپیکر : چوہدری غلام قادر کی تحریک استحقاق ہے۔

ایمرجنسی وارڈ میو ہسپتال لاہور میں ڈاکٹر امتیاز بھٹی کا چوہدری غلام قادر ایم - پی - اے کے ساتھ بے مروتی سے پیش آنا اور حکومت کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرنا

چوہدری غلام قادر : جناب والا ! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے خاص اہمیت کے حامل مسئلے ، جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی

ہے ، کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 18 جون 1976ء کو میرے داماد کا ایکسیڈنٹ ہو گیا اور میں انہیں لے کر میو ہسپتال لاہور گیا ۔ ایمرجنسی وارڈ میں کوئی ڈاکٹر موجود نہ تھا ۔ مریض کی حالت خراب تھی ۔ میں نے کافی تلاش کی مگر پورے ڈیڑھ گھنٹے تک کوئی ڈاکٹر نہ ملا ۔ آخر پتہ لگا کہ مسٹر امتیاز بھٹی ڈاکٹر میو ہسپتال کی ڈیوٹی ہے ۔ میں نے ان کو گھر پر ٹیلی فون کیا ۔ وہ ایک بجے رات تشریف لائے اور آتے ہی بڑبڑانا شروع کر دیا کہ حکومت کیا دے رہی ہے ۔ ہمیں کوئی مراعات نہیں مل رہیں وغیرہ وغیرہ ۔ میں نے ان سے کہا کہ مریض کی حالت خراب ہے ۔ ایک تو آپ اتنی دیر بعد آئے ہیں اور آتے ہی بجائے مریض کو دیکھنے کے آپ نے حکومت کے خلاف تقریر شروع کر دی ہے ۔ جب ایک ایم ۔ پی ۔ اے کے ساتھ آپ کا یہ سلوک ہے تو عام آدمی کے ساتھ کیا ہوتا ہوگا ۔ اس پر ڈاکٹر صاحب طیش میں آ گئے اور کہا کہ میں ایم ۔ پی اے کی پرواہ نہیں کرتا ۔ کیا ایم ۔ پی ۔ اے آسمان سے اترے ہیں ؟ میں نے کبھی ایم ۔ پی ۔ اے کو اہمیت نہیں دی ۔ میں نے سمجھایا کہ وہ غصہ نہ کریں ۔ مریض کو دیکھیں۔ قانوناً ایم ۔ پی اے کو وی آئی پی کا درجہ حاصل ہے ۔ آپ پر اس کا جائز احترام واجب ہے ۔ انہوں نے کہا کہ میں ایم ۔ پی اے کو وی ۔ آئی ۔ پی تسلیم نہیں کرتا ۔ ان اسمبلیوں نے ملک کو تباہ کر دیا ہے ۔ اس کے ساتھ ہی اس نے حکومت کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کئے ۔ اس صورت حال سے میرا اور اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔

وزیر صحت : جناب والا ! اس سلسلے میں میں پہلے ہی انکوائری کے احکامات جاری کر چکا ہوں اور میں نے فاضل رکن کو یقین بھی دلایا ہے کہ ایسے کسی بھی واقعے کو برداشت نہیں کیا جائے گا ۔ اور جو بھی قصوروار ہوگا ، اسے سزا دی جائے گی ۔ میں نے پہلے انکوائری کے آرڈر کر دئے ہیں ۔ اور فاضل رکن انشاءاللہ اس بات سے مطمئن ہوں گے ۔

چوہدری غلام قادر : میں محترم وزیر موصوف کی یقین دہانی کے پیش نظر پریس نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر : not pressed چوہدری محمد سرور چوڑا ! آپ کی واپسی ہو گئی ہے ؟

چوہدری محمد سرور چوڑا : جی ہاں ۔

دستور کے آرٹیکل 171 کے تحت صوبہ پنجاب کے حسابات سے متعلق صوبہ کے محاسب اعلیٰ کی رپورٹ کا اسمبلی میں پیش نہ کیا جانا

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک خاص معاملے پر بحث کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ معاملہ یہ ہے کہ دستور کے آرٹیکل 171 کے تحت یہ لازم قرار دیا گیا ہے کہ صوبے کے حسابات سے متعلق صوبے کے محاسب اعلیٰ کی رپورٹ صوبے کے گورنر کو پیش کی جائے گی جو انہیں صوبائی اسمبلی کے سامنے پیش کرے گا ۔ لیکن 72-1971, 73-1972 اور 74-1973 کے بارے میں صوبہ پنجاب کے حسابات سے متعلق صوبائی محاسب اعلیٰ کی رپورٹ اسمبلی پر پیش نہیں کی گئی ۔ جس کے باعث متذکرہ مالی سالوں سے متعلق صوبائی اسمبلی صوبے کے حسابات کا جائزہ نہیں لے سکی ۔ صوبائی حسابات سے متعلق رپورٹوں کے اسمبلی میں پیش نہ کئے جانے سے اسمبلی کے اراکین کی انفرادی اور اجتماعی دستوری استحقاق کی پامالی ہوتی ہے ۔ جس پر فوری بحث ضروری ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس سے پہلے کہ آپ اپنے خیالات کا اظہار کریں میں ایک دو چیزیں جو میں پوائنٹ آؤٹ کر رہا ہوں اس کے متعلق بھی آپ کچھ بتائیں ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ گورنر صاحب کو پہنچی یا چکی ہیں ؟

سید تابش الوری : مجھے معلوم نہیں ہے ۔

وزیر قانون : تو پھر استحقاق کیسے مجروح ہو گیا ۔

مسٹر سپیکر : مجھے ان کی بات تو سن لینے دیں ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے آرٹیکل 171 کے تحت محاسب اعلیٰ کی رپورٹ کا صوبائی اسمبلی میں پیش کیا جانا لازم

لئے ضروری ہوتا ہے کہ صوبائی اسمبلی صوبے کی بڑی قوت حاکمہ ہوتی ہے اور وہ صوبے کے تمام شعبوں کے تمام معاملات کے لئے اخراجات کی منظوری دیتی ہے۔ اس لئے اسمبلی کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے اور یہ ناگزیر اختیار ہے کہ وہ جس چیز کی جس خرچے کی اجازت دیتی ہے جن اخراجات کی منظوری عطا کرتی ہے اس کا جائزہ لینے کے لئے وقتاً فوقتاً اپنا فرض ادا کرتی رہے تاکہ اسے یہ معلوم ہو سکے کہ اس نے جن مقاصد کے لئے جن منصوبوں کے لئے جن اغراض کے لئے رقوم منظور کی تھیں ان کا صحیح استعمال ہو سکا ہے یا نہیں۔ اس میں خرد برد تو نہیں ہوئی اور اس رقم کو اس مدت کے اندر استعمال کیا جا سکا ہے یا نہیں کیا جا سکا۔ یہ جناب والا وہ بنیادی ذمہ دارای ہے جسے بجٹ کی منظوری کے بعد اسمبلی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے ذریعے اس کی چھان پھٹک کرتی ہے اور چھان پھٹک کے بعد اسمبلی کے سامنے یہ رپورٹ اس طرح پیش کرتی ہے کہ صوبے کے تمام معاملات اس کے سامنے آئینہ ہو جاتے ہیں۔ جناب والا۔ یہ عجیب بات ہے کہ 71-1970ء کی رپورٹ کے بعد ایک بھی رپورٹ اس اسمبلی کے سامنے پیش نہیں کی گئی۔ چلیے تو اس کا یہ عذر بیان کیا گیا تھا کہ جناب ون یونٹ کا خاتمہ ہوا تو بقایا جات کے سلسلے میں صوبوں کے درمیان مالی امور ابھی طے نہیں کئے جا سکے اس لئے یہ 71-1970 کی رپورٹ اب 1976ء میں پیش کی گئی۔ لیکن جب جناب والا۔ یہ طے ہو گیا کہ زیرو بیلنس سے آئندہ سال کی رپورٹ پیش کی جاسکتی ہے اور اس بنیاد پر 71-1970ء کی رپورٹ پیش کر دی گئی تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ 72-1971ء 73-1972ء اور 74-1973ء کی رپورٹیں اس اسمبلی میں گورنر صاحب کے ذریعے پیش نہ کی جائیں۔ یہ ایک نہایت اہم اور سنگین مسئلہ ہے جس پر پورے ایوان کو غور کرنا چاہیے اور ایسا اہتمام کرنا چاہیے کہ آئندہ سالوں سے متعلق محاسب اعلیٰ کی رپورٹیں جلد از جلد اس ایوان میں پیش کی جائیں اور اب تک جو یہ کوتاہی ہوئی ہے اور غفلت ہوئی ہے وہ ہمارے دستوری استحقاق کے مجروح ہونے کے مترادف ہے۔ اس لئے میں آپ کی وساطت سے درخواست کرتا ہوں کہ میری یہ تحریک فوری طور پر زیر بحث لائی جائے۔

مسٹر سپیکر: اس میں ایک دو باتیں میں سمجھنا چاہتا ہوں ایک تو یہ کہ آپ کو واقعاتی طور پر معلوم نہیں ہے کہ آڈیٹر جنرل نے گورنر صاحب کو یہ رپورٹیں بھیج دی ہیں یا نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ آیا کوئی لائم

کی پابندی ہے کہ آڈیٹر جنرل کتنے عرصے میں اپنی رپورٹ گورنر کو بھیج دے گا اور پھر گورنر اس کو کتنے عرصے میں اسمبلی کے سامنے پیش کرنے کا مجاز ہوگا۔ باقی اسلامک رپورٹس کے متعلق میں ذرا اس کو نکال کر دیکھتا ہوں کہ اس میں کیا ہے۔

سید تابش الوری : جناب والا۔ میزانیہ سالانہ ہوتا ہے اس لئے یہ رپورٹ بھی سالانہ ہوتی ہے اس میں اگرچہ کسی تاریخ کا تعین نہیں ہے لیکن تاریخ کا تعین نہ ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ 72-1971ء کی رپورٹ 1976ء میں بھی پیش نہ کی جائے۔ یہ اتنا طویل عرصہ ہے کہ اس کا کوئی جواز پیش نہیں کیا جا سکتا۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا۔ یہ ہر سال 30 جون ختم ہونے سے پہلے ہر حالت میں پیش ہونی چاہئے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پانچ سال کے بعد بھی پیش نہ کی جائے۔ کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو common sense سے تعلق رکھتی ہیں۔

مسٹر سپیکر : مشکل تو یہ ہے کہ کچھ لوگوں میں اتنی common sense نہیں ہوتی۔

Chaudhri Talib Hussain : But the commen sence is there.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اسے پرولیج کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

مسٹر سپیکر : اچھا جی وہ سٹیج بھی آ جاتی ہے مجھے تھوڑی سی special sense کو بھی استعمال کر لینے دیجئے۔

سید تابش الوری : جناب والا! یہ مسئلہ بڑا اہم اور سنگین نوعیت کا ہے۔۔۔۔۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے اسی لئے تو میں نے آپ کو پڑھنے کی اجازت دی ہے۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ۔ لاء منسٹر صاحب اس سلسلے میں کوئی امداد نہیں فرما رہے ۔ جناب اسے پرولیج کمیٹی کے سپرد کر دیں ۔

Mr. Speaker : I will take it up after fifteen minutes.

چوہدری طالب حسین : جناب اسے کمیٹی کے سپرد کر دیں کمیٹی خود ہی دیکھ لے گی ۔

مسٹر سپیکر : کمیٹی تو دیکھ ہی لے گی مجھے بھی تو دیکھ لینے دیں ۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ عبوری رپورٹ برائے سال 1974-75 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

وزیر خزانہ ، جناب والا ۔ میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ عبوری رپورٹ برائے سال 75-1974ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ عبوری رپورٹ برائے سال 75-1974ء ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔ اسی کے متعلق آپ نے تحریک استحقاق دی تھی ۔

سید تابش الوری : جی ۔

مسٹر سپیکر : وزیر قانون ۔

مسودہ قانون

دی پنجاب ریکویزیشننگ آف امووبل پراپرٹی (ٹمپریری پاورز) (امنڈمنٹ) بل 1976ء

وزیر قانون : جناب والا ! میں دی پنجاب ریکویزیشننگ آف امووبل پراپرٹی (ٹمپریری پاورز) (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب ریکویزیشننگ آف اموویبل پراپرٹی (لمبریری پاورز) امنڈمنٹ) بل 1976 پیش کر دیا گیا ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

> کہ جہاں تک پنجاب ریکوزیشننگ آف اموویبل (لمبریری پاورز) (امنڈمنٹ بل 1976ء کا تعلق ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔"

> کہ جہاں تک دی پنجاب ریکوزلشننگ آف اموویبل پراپرٹی (لمبریری پاورز) (امنڈمنٹ) 1976ء کا تعلق ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔ اور ساتھ یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ اس کی فوری ضرورت کونسی ہے اس کے اغراض و مقاصد بتانے چاہئیں ۔ تاکہ ہم سوچ سمجھ کر اپنی ایک رائے قائم کر سکیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر ۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ حکومت کو یہ اختیار ہے کہ وہ اموویبل پراپرٹی ٹیکس مختلف مقاصد کے لئے ریکوزیشن لاء کے تحت حاصل کر سکتی ہے اور اس کے لئے باقاعدہ قانون موجود ہے اس میں جو پراپرٹیز مستثنیٰ قرار دی گئی ہیں جو ریکوزیشن لاء کے تحت نہیں آتیں ان میں تعلیمی ادارے بھی ہیں کہ وہ تعلیمی اداروں کو ریکوزیشن لاء کے تحت گورنمنٹ اپنی تحویل میں نہیں لے سکتی ۔ بدقسمتی سے جب سے سکول قومی ملکیت میں لئے گئے ہیں وہ لوگ جو اموویبل پراپرٹی کے مالک ہیں ۔ حکومت کے اہلکاروں سے پنجاب بھر میں سینکڑوں سکولوں میں

بے دخلی کروائی جا رہی ہے۔ باوجود اس بات کے بہت سے کیسز میں حکومت اور مالکان کے درمیان کوئی ایسی بات نہیں تھی کہ جس سے سکول یا کالج کو بے دخلی کیا جائے۔ لیکن اس کے باوجود بے شمار تعلیمی ادارے بلڈنگ خالی کر رہے تھے اور ان کے لئے کوئی متبادل انتظام نہیں تھا خاص طور پر ایسے علاقہ میں جہاں کالج یا سکول موجود ہو جس کو نیشنلائز کیا گیا ہو اس کے مطابق بلڈنگ ملنا تقریباً تقریباً ناممکن ہے ہر حلقہ انتخاب سے مختلف اراکین اسمبلی نے اس بارے میں شکایات کیں کہ بہت سے کالج اور سکولوں کی بے دخلی ہو رہی ہے بچے بچیاں سڑکوں پر بیٹھے ہیں کیونکہ اس کے لئے کوئی متبادل بلڈنگ نہیں ملتی۔ اور یہ ایسا مسئلہ تھا جس کے لئے لوگوں کو کافی تکلیف ہو رہی تھی اور عوام کی طرف سے بے شمار مطالبات ہو رہے تھے۔ بعض جگہوں پر تو جلوس بھی نکلے ہیں اور عوامی مطالبہ بھی ہوا ہے کہ ان عمارتوں کو خالی کرانے سے روکا جائے۔ اس سلسلہ میں اس قانون کے تحت یہ تبدیلی کی جانی لازمی تھی۔ کہ تعلیمی ادارے جو نیشنلائز ہوئے ہیں ان کو بھی تحفظ دیا جا سکے اور بے دخلی نہ ہو تاکہ جس علاقے میں کوئی سکول یا کالج کھلا ہے اس کو باقاعدہ طور پر چلایا جا سکے اور بہت سی ایسی جگہیں ہیں جیسے اندرون شہر لاہور۔ آپ جانتے ہیں یہاں پر اور کوئی متبادل بلڈنگ ملنا تقریباً ناممکن ہے۔ اس طرح اس ساری صورت حال کو مدنظر رکھتے حکومت نے محسوس کیا ہے کہ اس قانون میں ایک ترمیم لائی جائے تاکہ تعلیمی اداروں کو بھی تحفظ دیا جا سکے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کے جو مخالف ہیں اس کے پیش نظر میرے دوست جو اپوزیشن میں موجود ہیں ان کے لئے بھی کوئی تھوڑا سا درد دل ہونا چاہئے۔ عوام کے بے شمار مطالبات کے پیش نظر اور قوم کے وسیع تر مفاد کے پیش نظر میں سمجھتا ہوں کہ انہیں اس بل کو بغیر کسی ترمیم کے منظور کرنا چاہئے۔ کیونکہ مقصد حکومت کے پیش نظر ایسا ہے جس سے نیشنلائز کالجز اور سکولوں کو بچانا ہے۔ اور اس سلسلہ میں کچھ واقعات ایسے بھی ہوئے ہونگے جس سے لوگوں کو تکالیف ہوئی ہوں گی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ قوم کے وسیع تر مفاد کے پیش نظر چھوٹی موٹی تکالیف کو نظر انداز کرتے ہوئے حکومت کے اس بل کی تائید کریں گے اور جناب والا۔ اس میں کوئی ایسا مقصد نہیں ہے کہ حکومت زیادہ اختیارات لینا چاہتی ہے۔ مقصد فقط ان تعلیمی اداروں کو بچانا ہے۔

جائیداد والا جہاں تک کرایہ وغیرہ کا تعلق ہے اس سلسلہ میں کچھ نہ کچھ مالکان کو ہوئی بھی ہوں گی۔ لیکن ریکوزیشن لاء کے تحت جیسا کہ آپ جانتے ہیں کرایہ وغیرہ کا سلسلہ بہتر ہو جاتا ہے اور حکومت موثر طریقے سے ان مالکان کے حقوق کو پورا کرتی رہے گی۔ اور اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ اسے کمیٹی کے سپرد نہ کیا جائے اور فی الفور اس پر بحث کی جائے۔

بیگم آباد احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب سپیکر۔ بعض لوگوں نے اپنے گھروں میں سکول کھولے تھے اگر وہاں اس قسم کی کیفیت ہے کہ وہ رہائش بھی رکھ سکیں اور سکول بھی چلتے رہیں اور تو سرا آنکھوں پر سکول ضرور چلنے چاہیں ورنہ جو سکول ایشنلائز ہوئے ہیں انہیں انکا کرایہ ضرور ملنا چاہئے۔ اور اگر انہیں کوئی دوسری جائداد دے دی جائے اور وہ پوری عمارت سکول کے لئے لے لی جائے۔ اس پر پوری توجہ ہونی چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں بیگم صاحب کی اس بات سے بالکل اتفاق کرتا ہوں۔ اس لئے یہ ریکوزیشن لاء کے تحت جیسا کہ آپ جانتے ہیں کرایہ کا مسئلہ زیادہ بہتر ہو جاتا ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد: جناب والا۔ جناب معزز وزیر قانون نے جو اس کی وضاحت فرمائی ہے اور جو اس کا فلسفہ بیان کیا ہے۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ آخر وہ قواعد انضباط کار معطل کروانے کے لئے کیوں کہہ رہے ہیں۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تو اس وقت ہوتا ہے جب کوئی ہنگامی قانون ہو۔ اور کل انہیں نافذ کرنا ہو اور آدھ گھنٹے کی بحث کے بعد اس کی لیگلیکیشن ہو جاتی ہو۔ پھر تو میں سمجھتا ہوں کہ قواعد انضباط کار معطل کروانے کی کوئی وجہ پیش کی جا سکتی ہے۔ لیکن انہوں نے اس کے متعلق کچھ نہیں کہا۔ دوسری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے اور میں معافی چاہتا ہوں کہ جس وقت یہ سکول قومیائے گئے تھے اس وقت بھی مجھے اس کا فلسفہ سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ اس لئے کہ نقل یا بری حالت میں لوگ ان سکولوں کو اپنے خرچ پر چلا رہے تھے ایک اتنی بڑی ذمہ داری کو حکومت نے خواہ مخواہ اپنے ذمہ لے لیا ہے جس کو وہ پورا کرنے سے قاصر ہے۔ انہوں نے جادر نہیں دیکھی اور اپنی ٹانگیں لمبی کر لیں یہ کوتاہ نظر حکومت ہے یہ نہیں دیکھتی کہ اس کے بعد کیا پیچیدگیاں

پیدا ہوئی اور آج اس قانون کو لانے کے لئے اس لئے ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ یہ مالکان کو کرایہ نہیں دیتے اور مالکان ان کو بے دخل کروا دیتے ہیں یہ انہیں پہلے سوچنا چاہئے تھا کہ نیشنلائزیشن کے بعد ہماری ضروریات کیا ہوں گی - یہ انہیں پہلے foresee کرنا چاہئے تھا - کہ ہماری ضروریات کیا ہوں گی - ہمارے پاس کتنے ادارے اور تعمیرات ہیں اور یہ سکول چلانے کے لئے کتنے درکار ہوں گے - نہ انہوں نے اعداد و شمار مہیا کئے ہیں اور نہ انہوں نے یہ دیکھنے کی ضرورت گوارا کی کہ اس کے بعد کیا ضرورت ہوگی - ہمارے خزانہ پر کتنا بوجھ پڑیگا - اس وقت جناب والا - صورت حال یہ ہے کہ نیشنلائزڈ سکولوں اور کالجوں کے اساتذہ کو آٹھ آٹھ ماہ سے تنخواہ نہیں ملی ہے - مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ جب یہ نیشنلائز کر رہے تھے اس وقت احمد علی شاہ صاحب اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب تھے - ان سے میری ملاقات ہوئی انہوں نے کہا کہ میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ جب تک یہ ہمیں 20 فیصدی عملہ زیادہ نہ دیں گے - یہ اساتذہ چھ چھ اور آٹھ آٹھ ماہ تک فٹ پاتھ پر پھرتے رہیں گے - اور ان کو تنخواہ نہیں ملے گی - ان کے پاس نہیں ہوں گے - ہمارے پاس عملہ بہت کم ہے - اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ میں نے اس وقت کی پوزیشن حاکمہ جو بھی تھی - اس کے سامنے یہ باتیں پیش کر دیں - آج میں اس کی ضرورت محسوس کرتا ہوں کہ میں یہ کہوں کہ یہ ایک نہایت ہی ظالمانہ قانون ہے کہ آپ کسی کی جائیداد کی requisition کریں - آپ کو معلوم ہے کہ ہمیشہ ہوتا یہ ہے کہ ایک قیمت کلکٹر صاحب مقرر کر دیتے ہیں - یا کرایہ مقرر کر دیتے ہیں پھر اس مالک جائیداد کو جا کر دھکے کھانے پڑتے ہیں - سول کورٹ میں جانا پڑتا ہے - 15 سال کے بعد جا کر ڈگری ہوتی ہے - کہ جناب ان کو اتنا پیسہ دیدیں - آپ کو افتخار الدین ولا - کیس یاد ہوگا کہ ان کی جائداد 5.4 کروڑ کے معاوضے میں لے لی گئی - - - -

مسٹر سپیکر : وہ acquisition تھی یہ requisition ہے -

علامہ رحمت اللہ ارشد : میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ acquisition ہو یا requisition ہو مطلب یہ ہے کہ وہ حکومت کی تحویل میں آ گئے ہیں - اور جب وہ حکومت کی تحویل میں آ جائیں گے تو مالکان جائیداد ناکارہ

ہو کر رہ جائیں گے ۔ اور دونوں صورتوں میں چاہئے acquisition ہو یا requisition نتیجہ ایک ہی ہے کہ حکومت کی تحویل میں آنے کے بعد جائیداد کے مالک ۔ جنہوں نے اپنی محنت شاقہ سے ۔ خون پسینہ کی کمائی سے وہ جائیداد بنائی تھی ۔ کس غرض کے لیے بنائی تھی ۔ جیسا کہ ہماری محترمہ بیگم آباد احمد نے فرمایا ہے کہ بعض ایسے سکول بھی تھے جس کے آدھے حصہ میں وہ خود رہتے تھے اور آدھے حصہ میں سکول کو چلاتے تھے ۔ اب صورت حال یہ ہے کہ جب acquisition ہوگی ۔ تو وہ پورا مکان اپنی تحویل میں لے لیں گے ۔ ان کے بچے ۔ ان کی مستورات ۔ ان کے اہل و عیال فٹ پاتھ پر آ کر بیٹھ جائیں گے اور آپ کو معلوم ہے کہ لاہور کے اندر یا کسی بھی دوسرے شہر کے اندر مکان کا حصول نا ممکن ہے ۔ اس لئے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ میں اصولی طور پر اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔ اور میں اس وجہ سے بھی اس کی مخالفت کرتا ہوں کہ اس کو مجلس قائمہ کے سپرد کر دیا جائے ۔ اور مجلس قائمہ دیکھ بھال کر اپنی ایک رپورٹ یہاں پر پیش کرے گی جس میں اس طرف کے ممبران شامل ہوں گے اور وہ اس پر غور کریں گے ۔

مسٹر سپیکر : سید قابش الوری ۔

سید قابش الوری : لیکن جناب والا ۔ اس دفعہ روایت کے خلاف جو ہماری رائے عامہ معلوم کرنے والی تحریک ہے وہ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو بعد کی بات ہے ۔ ابھی تو یہ ہے کہ آپ نے اس پر بولنا ہے اگر آپ نہیں بول رہے ہیں تو پھر قائد حزب اختلاف سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ۔ جہاں تک اس بل کا تعلق ہے ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس کے متعلق تمام ضابطے معطل کر دئے گئے ہیں ، اس لئے کہ روایت کے مطابق اور ضابطے کے مطابق جیسا کہ ہر بل سے قبل ابتدا وقت پر تقسیم کیا جاتا ہے اور معزز اراکین اسمبلی کو اس بات کا علم ہوتا ہے کہ کس دن ، کون سا بل یا قانون سازی ہوتی ہے اور اس کے لئے وقت پر تیاری کی جاتی ہے ۔ لیکن اس بل کے متعلق میں وثوق سے کہتا ہوں کہ

کل تک ہم میں سے کسی کو علم نہ تھا کہ یہ بل آج زیر بحث آنا ہے اور کل جب حزب اختلاف نے بجٹ سیشن کا بائیکاٹ کیا ہوا تھا تو اس وقت ہمیں اس بات کا علم ہوا کہ یہ بل کل زیر بحث آئے گا۔ اس وقت ہم نے مانگ کر اس کو تلاش کر کے اس بل کو حاصل کرنے کی کوشش کی اور میں جناب والا۔ یقین سے کہتا ہوں، کہ ابھی تک یہ بل میرے پاس نہیں پہنچا ہے۔ میں مانگتا ہوں، میں نے اسے تلاش کر کے حاصل کیا ہے۔ اور پوچھا ہے کہ جس بل پر آج بحث ہونی ہے وہ کیا ہے۔ لیکن جہاں تک اس بل کے تقسیم کئے جانے کا تعلق ہے کہ ہمیں یہ اطلاع ہو گی کہ یہ آج زیر بحث آئے گا۔ ہمیں اس بات کا علم نہیں ہے۔ اس لئے میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ ہمارے لئے اس کے تمام ضابطے پہلے ہی سے معطل ہیں، اور ہمیں مناسب اطلاع دئے بغیر یہ بل آج زیر بحث آ رہا ہے۔ جناب والا۔ دوسرا یہ ہے کہ جیسا کہ علامہ صاحب نے فرمایا ہے کہ دیکھنا یہ ہے کہ جیسا کہ ضابطے اور رولز میں کہا گیا ہے، کہ ان کو معطل کرنے کے لئے جب تک کوئی خاص وجوہ نہ ہوں، ان کو معطل نہیں کیا جا سکتا ہے۔ وزیر قانون اور پارلیمانی امور نے اس کی اہمیت بتاتے ہوئے فرمایا ہے کہ اپوزیشن کو بغیر کسی ترمیم کے اور بغیر کسی بحث کے اس بل کو منظور کر لینا چاہئے، اس لئے کہ یہ عوامی مفاد میں ہے اور تعلیم سے تعلق رکھتا ہے اور محکمہ والوں سے مل کر بہت سے مالکان سکولوں کی عمارات کو خالی کرا رہے ہیں۔ جناب والا! آج انہوں نے بڑی صاف بات کی ہے۔ اور انہوں نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ ان کے اپنے محکموں کی نااہلی اور غلطی ہے۔ جس پر پردہ ڈالنے کے لئے آج اس بل کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ اور تمام ضابطوں کو معطل کر کے اس پر آج بحث شروع کی گئی ہے۔ جناب والا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہ ادارے بند نہ ہوں، یہ ادارے قائم رہیں، اور وہ بچے جو کہ ان اداروں میں تعلیم پا رہے ہیں، ان بچوں کو کھلے میدان میں نہ بیٹھنا پڑے۔ ہم یہ نہیں چاہتے ہیں کہ وہ بند ہوں، اور وہ بچے جو کہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ان کو کسی تکلیف کا سامنا کرنا پڑے۔ جناب والا! دیکھنا یہ ہے کہ کیا فوری طور پر آج اس بل کو لا کر ان ضابطوں کو معطل کر کے بحث کی اشد ضرورت ہے کیا اس بل کو پاس کئے جانے کی اشد ضرورت ہے؟ جناب والا! کون نہیں جانتا ہے کہ اس کی ذمہ داری کس پر ہے۔

بیگم آباد احمد خان : مجھے کچھ کہنا نہیں ہے ۔ مگر میں صرف یہ کہوں گی کہ ۔ ۔ ۔ ۔

چوہدری طالب حسین : آپ تفصیل سے تقریر کر لیں تو یہ زیادہ بہتر ہو گا ۔ تمام پوائنٹ اس میں آ جائیں گے اور وزیر قانون صاحب اس کا جواب بھی دے دیں گے ۔ آپ کو بار بار تکلیف ہوتی ہے ۔ آپ کی صحت کا بھی ہمیں خیال ہے ۔ ۔ ۔

بیگم آباد احمد خان : ہاں میں بیمار ہوں ، میں وزیر اعظم کے پاس 22 آدمیوں کا ایک وفد لے کر گئی تھی ۔ ۔ ۔

سید تابش الوری : یہ بیگم صاحبہ روزانہ وزیر اعظم کے پاس وفد لے کر جاتی ہیں ؟ کیا آج تک ان کا کوئی مسئلہ حل بھی ہوا ہے ؟

بیگم آباد احمد خان : کیا میرے تقریر کرنے پر کسی کو اعتراض ہے ؟

چوہدری طالب حسین : بیگم صاحبہ مجھے تو نہیں سپیکر صاحب کو آپ کی تقریر پر اعتراض ہے ۔ انہوں نے آپ کو نہیں مجھے بولنے کی اجازت دی ہے ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ جہاں تک ان عمارات کو خالی کرانے کا تعلق ہے ۔ اس کے لئے قانون واضح ہے ۔ 'Rent Restriction Ordinance' کے تحت چند وجوہات کی بنا پر اس بلڈنگ کو خالی کرایا جا سکتا ہے اور اس میں سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ مالک مکان کو کرایہ وقت پر ادا نہ ہو ۔ یا بعض دیگر وجوہات ۔ اور کوئی default ہو جائے تو مکان کو خالی کرایا جا سکتا ہے ۔ دیگر وجوہات میں ذاتی ضرورت بھی موجود ہے ۔ انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ محکمہ کے انسپکٹر سے مل کر کالج اور سکول کی عمارت کو خالی کرایا جا رہا ہے ۔ جناب والا ۔ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا واقعی حکومت اس بات میں ناکارہ ہے ؟ اور اس قدر ناکام ہو چکی ہے کہ وہ اپنے محکمہ کے ملازمین پر کنٹرول نہ کر سکے اور اس حکومت کی طرف سے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ تو پھر اس کی merits پر بات کر رہے ہیں ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ۔ میں بالکل بات نہ کرتا اگر وزیر قانون نے اس طرف حوالہ نہ دیا ہوتا ۔ انہوں نے اپنی ابتدائی تقریر میں یہ فرمایا ہے کہ محکمہ کے ملازمین سے مل کر جو لوگ ان اداروں کی عمارات کو خالی کرا رہے ہیں ۔ میں خود چاہتا تھا کہ main بحث کے دوران اس پر معروضات پیش کروں اب آپ کے پوائنٹ آؤٹ کرنے کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ نے مجھے ایک اور موقعہ دیا ہے کہ میں اس وقت تقریر کروں ۔ بہر حال اب وہ ایسی مثال پیش کر سکیں گے کہ فلاں جگہ پر بلڈنگ خالی ہوئی ہے فلاں جگہ پر بلڈنگز نہیں رہی ہیں احکامات ہو چکے ہیں اور طلبہ اور طالبات اس وقت کھلے میدان میں بیٹھے ہوئے ہیں ان کو تکالیف ہیں ۔ جناب والا ۔ عدالتی احکامات ہو چکے ہیں ۔ اس لئے ہم کو اس بل کو فوری طور پر لانے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ میری طرف اشارہ نہ کریں ۔ جو کچھ آپ نے کہنا ہے آپ ان سے کہیں ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ۔ میں تو آپ کو گورنمنٹ functionary ہی سمجھتا ہوں اس لئے کہ پچھلے دنوں اخبارات میں appreciation آتی رہی ہیں کہ آپ نے اپنے حلقہ میں کارپوریشن کے عملے کو ساتھ لے کر نالیوں اور سڑکات کا معائنہ کیا تو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ میرے حلقے میں کوئی نالی نہ بنے اور کوئی سکول نہ بنے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ۔ آپ نے یہ محسوس کیا ہو گا کہ آپ کے حلقہ نیابت میں جتنی بھی سکول کی عمارات خالی ہوئی ہیں ۔ ان عمارات کے مالکان کی مالی حیثیت کیا ہے اور ان کو کیا مل رہا ہے ۔ کیا ان کو بجلی کا بل آ رہا ہے ۔ جناب والا ۔ قانون ہمیشہ اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس سے عوام کوئی فائدہ ہو ۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ جہاں ایک طرف آپ فائدہ پہنچا رہے ہیں تو دوسری طرف آپ تکالیف تو نہیں پہنچا رہے ۔ اگر ایسا آدمی ہو کہ جس کے پاس مکانات ہوں وہ تو امیر آدمی ہے اور تعلیم کے مقصد کے لئے

اس کا مکان یا عمارت requisition کر لی جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ لیکن جناب والا ۔ بہت سے ایسے بھی ہیں اور مجھے یقین ہے کہ اگر آپ کے حلقے میں ایسے سکولز یا کالجز بنے ہوئے تھے اور بلڈنگز خالی کرائی گئی ہیں ۔ آپ کے نوٹس میں یہ بات نہیں آئی ہوگی ۔ میرے نوٹس میں تو کم از کم ایسی چیزیں ہیں کہ کسی مکان کے آدھے حصے میں مالک مکان نے رہائش اختیار کر لی اور آدھے میں سکول جاری کر لیا اور ایسٹیبلائز ہونے کے بعد بجلی کا بل آج تک اس کو ادا نہیں کیا گیا اور اگر اس نے بجلی کاٹنے کی کوشش کی تو فوراً اس کا گھیراؤ کیا گیا ۔ جناب والا ۔ ان حالات میں آپ ان لوگوں سے یہ کیسے توقع رکھتے ہیں کہ جب محکمہ کی طرف سے ان کو بل ادا نہ کیا جائے اور ان کو کرایہ ادا نہ کیا جائے تو وہ عدالتی چارہ جوئی بھی نہ کریں ۔ جناب والا ۔ آج حالت یہ ہے کہ سکولز اور کالجز کو ایسٹیبلائز کئے ہوئے چار ۔ پانچ سال ہو چکے ہیں لیکن ان کے وہ دعوے آج تک اس منزل پر پہنچے ہیں کہ وہ اپنی بلڈنگز کو خالی کرا سکیں ۔ لیکن جناب والا ۔ آج ان کا وہ حق جو انہوں نے عدالت سے حاصل کیا ہے اس لیجسلیشن کے ذریعے اس کو فول کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ جناب والا ۔ میں نہیں سمجھتا کہ آج اتنی اہمیت کیوں محسوس کی جا رہی ہے کہ اس بل کو فوری طور پر اس ایوان میں زیر بحث لانے کے لئے مشتہر کیا جائے ۔ اس لئے جناب والا ۔ میں اس تحریک کی مخالفت کرتے ہوئے یہ تجویز کروں گا کہ اس کو مجلس قائمہ کے سپرد کیا جائے تا کہ اس کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد رپورٹ اس ایوان میں پیش کی جا سکے ۔

مسٹر سپیکر : اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

> کہ جہاں تک دی پنجاب ریکوزیشننگ آف امووایبل پراپرٹی (ٹمپریری پاورز) (امنڈمنٹ) بل 1976ء کا تعلق ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر قانون : جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب ریکوزشننگ آف امووبل پراپرٹی (ٹمپریری پاورز) (امنڈمنٹ) بل 1976ء کو فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ دی پنجاب ریکوزیشننگ آف امووبل پراپرٹی (ٹمپریری پاورز) (امنڈمنٹ) بل 1976ء کو فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

چوہدری طالب حسین ۔
سید تابش الوری ۔
علامہ رحمت اللہ ارشد ۔
سید طاہر احمد شاہ ۔
} ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) (عارضی اختیارات) حصول جائیداد غیر منقولہ پنجاب مجریہ 1976ء کو 20 جولائی 1976ء تک رائے عامہ معلوم کرنے کی غرض سے متداول کرایا جائے ۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That the Punjab Requisitioning of Immoveable Property (Temporary Powers) (Amendment) Bill, 1976 be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th July, 1976

Minister for Law : Opposed.

مسٹر سپیکر : کیا آپ اس ڈیبیٹ کو initiate کریں گے یا آپ نے جو کچھ کہنا تھا وہ آپ کہہ چکے ہیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ۔ ویسے تو میں نے بیشتر باتیں اس تحریک کے سلسلے میں کہہ دی ہیں : لیکن تھوڑی سی وضاحت پھر بھی کرنا چاہتا ہوں کہ ایک تو یہ بات غالباً بجا طور پر سمجھی نہیں گئی کہ جہاں تک کرائے کا تعلق ہے : کرایہ تو ریکوزیشننگ آف اموویبل پراپرٹی ایکٹ کے تحت مالکان کو زیادہ باقاعدگی کے ساتھ مل سکتا ہے ۔ جناب والا ۔ رینٹ لاز سپیشل رینٹ لاز کے تحت بنے تھے ۔ رینٹ لاز میں کچھ ایسی وجوہات ہیں جن کی بنیاد پر میں سمجھتا ہوں کہ اس لاء کو اموویبل پراپرٹی پر applicable کرنا مناسب نہیں تھا : اس لئے رینٹ لاز کے اندر ایک شق ایسی بھی موجود ہے کہ ہر مہینے میں مالک اور کرایہ دار کا معاملہ رینٹ کنٹرولر کی عدالت میں چلا جائے ۔ جناب والا ۔ اس میں ایک کلاز ایسی ہے کہ ہر مہینے کی 15 تاریخ سے پہلے پہلے کرایہ جمع ہو ۔ اور اگر کرایہ اس تاریخ سے پہلے جمع نہ کرایا جا سکے تو ڈیفنس struck off ہو سکتا ہے ۔ آپ معزز اراکین اچھی طرح جانتے ہیں اور وہ خود بھی وزیر رہے ہیں کہ ایک ایسا آدمی جو دیانتداری سے سمجھتا ہو کہ میں اس مقدمے کی پیروی کروں تو یہ کتنا ناممکن ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پھر اس قانون کے پاس ہو جانے کے بعد آپ رینٹ کنٹرول ایکٹ میں بھی ترمیم پیش کریں گے ۔

وزیر قانون : جی نہیں ۔

وہ پروسیجر اس میں لکھا ہوا ہے ۔ جناب والا ۔ کرایہ جمع کروانے کی خواہش کے باوجود اس پروسیجر کے اندر مراعات تھے اور وہ لوگ جو پراسیکیوٹرز ہیں اور اس کو ڈیفینڈ کرتے ہیں وہ ہر مہینے اس کا کرایہ لے ہی نہیں سکتے نتیجتاً اس قانونی پروویژن کے تحت کہ ہر مہینے کا کرایہ 15 تاریخ سے پہلے پہلے جمع کرائیں اس کی بنیاد پر بھی پنجاب میں بے شمار ڈیفنس struck of ہوئے ہیں اور رینٹ کنٹرولر نے اس کی بنیاد پر حکم

دیا ہے کہ پراپرٹیز کو مالکان کے قبضے میں دیا جائے ۔ یہ موجود قانون ہے اس سے ان پراپرٹیز کو جس وقت ریکوزیشن لاء کے تحت لیا جائے گا ۔ تو یہ بالکل علیحدہ قانون ہو جائے گا اور اس کو کنٹرولر کے اختیارات سے بھی ہٹایا جا سکے گا جو میں سمجھتا ہوں کہ نہایت مناسب ہو گا ۔ جناب والا ۔ ہمارا مقصد یہ نہیں کہ ہم پروسیجرل لاء کے تحت ان کالجوں کی اور اسکولوں کی بیدخلیاں کروائیں ۔ جہاں تک ان واقعات کا تعلق ہے جو میرے دوست لیڈر آف دی اپوزیشن نے بتائے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں اس سلسلے میں کچھ عرض کروں گا کہ ملتان روڈ پر لڑکیوں کا ایک کالج تھا اور اس کالج میں 1200 سے 1500 کے درمیان لڑکیاں پڑھتی تھیں اور اس کالج کا نام مکرم ہائی سکول ہے ۔ جناب والا ۔ اس سکول میں لڑکیوں کی بے دخلی ہو گئی ہے اب وہاں کے قریب کوئی مناسب عمارت نہیں ملتی ہے ۔ یہ جناب والا ۔ میرے اپنے حلقہ میں ہے اب جناب والا ۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ ان 1500 بچوں کو کہاں سڑکوں پر بٹھالیں ۔ کیا یہ چاہتے ہیں کہ ہم اپنی نسل کو تعلیم سے بالکل محروم کر دیں اور صرف اس بات پر کہ کسی قانونی غلطی کی وجہ سے یا ایسی وجہ سے کہ کرایہ بروقت ادا نہیں کیا گیا ۔ اسی طرح ماڈل ٹاؤن میں ایسا ہوا ہے اور بھی بے شمار ایسے واقعات ہیں ۔ مسٹر اسمٰعیل ضیاء معلوم نہیں کہ اب ایوان میں موجود ہیں یا نہیں ۔ ان کا بھی اخبارات میں ایک بیان شائع ہوا تھا اور گوجرانولہ میں بھی بے شمار کالجوں اور سکولوں کی عمارات کو خالی کرایا گیا اور اسی طرح سارے پنجاب بھر میں مختلف اطلاعات ملتی رہتی ہیں کہ سکولوں اور کالجوں کو ملی بھگت کے ساتھ یا قانونی موشگافیوں کے ساتھ بے دخل کرایا جاتا ہے ۔ اس صورت حال سے نپٹنے کے لئے یہ مناسب سمجھا گیا ہے کہ ایسی بلڈنگ کو اگر requisition کے تحت حکومت حاصل کر لے تو اس کے بعد جو کرایہ اور دوسرے معاملات ہیں موجودہ ٹریبونل کے ذریعے حکومت ان کو باقاعدہ ادا کرتی رہے گی ۔ لیکن Rent Controller Jurisdiction سے ہم ان عمارات کو requisition law کے تحت حاصل کر لیں تو وہ دوسرے سارے معاملات ختم کر کے ان کے درمیان ایک مناسب رشتہ قائم کریں گے ۔ باوجود اس بات کے کہ میرے دوست نے حکومت اور ہماری بہت ساری کوتاہیوں کا ذکر کیا ہے ۔ حالانکہ کوتاہیاں اگر ہوتی ہیں اور کوتاہیوں کے نتیجہ میں جو

نتائج اخذ کئے جاتے ہیں ان کی بنیاد پر مناسب اقدامات اٹھائے جاتے ہیں۔ لیکن کوتاہیاں اور غلطیاں نہ ہوں تو پھر لئے اقدامات اٹھانے کی ضرورت پیش نہیں ہوتی۔ اس لئے ان کو ہمارے اس اقدام کو appreciate کرنا چاہئے تھا کہ ہماری غلطیوں کی وجہ سے یا ان قانون میں کمیاں ہیں یہ صورت حال پیدا ہوئی ہے اس سے نپٹنے کے لئے ہم قانون کی موثر طریقے سے تبدیل کر رہے ہیں جو قوم کے وسیع تر مفاد میں ہے اور اس میں یہ کہنا کہ ایجوکیشن پالیسی مناسب تھی یا نہیں تھی یہ بڑی لمبی بحث ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قانون کے تحت جو حکومت اقدامات اٹھا رہی ہے اس میں ایسی بحث کی گنجائش نہیں ہے ورنہ میں بڑے ادب سے ان کو بتا سکتا تھا کہ جو ایجوکیشن پالیسی حکومت نے مرتب کی ہے اس کے دور رس نتائج نکلیں گے اور یہ قوم کے بے شمار نوالد میں ہوگی۔ لیکن یہ کہنا کہ پرائیویٹ کالجز اور سکول لوگوں سے لئے گئے ہیں ان کو جانے رہنا چاہئے تھا۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ قومیں جو اپنا نصب العین واضح طور پر متعین کرتی ہیں وہ تعلیم کو ایک خاص رنگ میں ڈھالتی ہیں وہ اس چیز کی گنجائش نہیں دیتیں کہ چند لوگ اپنے نقطہ نظر سے حکومتوں کو چلائیں۔ ایجوکیشن کے بارے پالیسی ایک نہایت وسیع اور اہم مسئلہ ہے جس کو اتنی آسانی کے ساتھ کہہ دینے سے یہ نتائج نہیں نکلتے کہ کوئی اندیشی تھی یا یہ تھا۔ جناب سپیکر۔ آخر حکومت نے اپنے آپ پر اتنی بڑی ذمہ داری لی ہے؟

Mr. Speaker : I think that it is not involved.

وزیر قانون و پارلیمانی : جناب والا۔ میں اس لحاظ سے یہ کہہ رہا تھا کہ اس بل پر فی الفور بحث ہونی چاہئے۔ لیکن میرے دوستوں نے پھر خدشات کا اظہار کیا ہے۔ اس لئے میں ان سے پھر درخواست کروں گا کہ اس پر دوبارہ غور کریں۔ کیوں کہ حکومت ہماری قوم اور عوام کے مفاد کے لئے یہ اقدام اٹھا رہی ہے۔ لہذا حکومت کے اس اقدام پر انہیں appreciate کرنا چاہئے۔

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر۔ آج ہمارے سامنے مسودہ قانون پارلیمانی

اختیارات) حصول جائیداد غیر منقولہ پنجاب مصدر 1976ء ہے ۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ ایک ایسی ترمیم کر دی جائے جس کے تحت حکومت کو غیر منقولہ جائداد کے حصول کے سلسلے میں مزید آسانیاں فراہم ہو جائیں ۔ اس قانون کے اغراض و وجوہ میں یہ کہا گیا ہے کہ ۔ "تعلیمی اداروں کے لئے عمارتوں کے حصول میں خاصی مشکلات پیش آ رہی ہیں ۔ کثیر تعداد میں سکول کالج قومی تحویل میں لئے گئے ہیں ۔ مخصوص مفادات کا حامل ایک طبقہ ان اداروں کو بطریق احسن چلانے میں رکاوٹیں پیدا کر رہا ہے ۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ تعلیمی اداروں کے لئے عمارات حاصل کرنے کی غرض سے قانون میں مناسب ترمیم کر دی جائے" ۔

جناب والا ! اصل ایکٹ میں یہ گنجائش رکھی گئی تھی اور یہ استثنیٰ پیدا کیا گیا تھا کہ حکومت دفاتر کے لئے اور سرکاری ملازمین کے لئے مختلف عمارتوں کو حاصل کرنے کا اختیار رکھے گی ۔ لیکن ایسی عمارتوں کو حاصل کرنے کا اختیار نہیں ہو گا جو تعلیمی مقاصد کے لئے استعمال کی جاتی ہیں ۔ اس استثنیٰ کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ تعلیم ہماری ایک بنیادی قومی ضرورت ہے جس کی تکمیل کے لئے قوم کے تمام شعبوں اور تمام طبقوں کو یکساں طور پر اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنا ہے ۔ اور تعلیم عام کرنے کے سلسلے میں سرکاری اور نجی سطح پر ہمہ گیر مساعی جاری رہنی ہے ۔ اس لئے انہوں نے قانون بناتے وقت یہ اہتمام کیا کہ کم از کم تعلیم کے لئے جو عمارتیں استعمال کی جا رہی ہیں ان کے حصول کو نا ممکن بنا دیا ہے اس کا فائدہ یہ ہوا کہ لوگوں نے تعلیمی مقاصد کے لئے اپنی عمارتوں کو بلا خوف و خطر نہ صرف یہ کہ نجی تعلیمی اداروں کو دے دیا بلکہ اپنی ضروریات اور اپنی ذاتی استعمال کی قربانی کرتے ہوئے اپنی عمارتیں تعلیمی مقاصد کے لئے وقف کر دیں ۔ لیکن آج جو قانون اس ایوان میں پیش کیا جا رہا ہے اس کے تحت اصل ایکٹ کی اس بنیادی روح کو کھو دیا گیا ہے ۔ اصل ایکٹ کی ایک بنیادی اہمیت کو مجروح کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ اور حکومت نے ایسا اختیار حاصل کرنا چاہا ہے جس کے تحت حصول جائیداد کے سلسلے میں اس کے اختیارات کا دائرہ بے پناہ وسیع ہو جائے گا ۔ اغراض و وجوہ میں تاثر تو یہ دیا گیا ہے کہ یہ نیا اختیار صرف قومی تحویل میں لئے گئے تعلیمی اداروں کے لئے استعمال ہو گا ۔ لیکن

ایکٹ میں جو مجوزہ ترمیم کی گئی ہے اس کے تحت اس اختیار کا دائرہ صرف nationalized educational institution تک محدود نہیں رہتا بلکہ دوسرے سرکاری تعلیمی اداروں کے لئے بھی اس کے دائرہ اختیار کی وسعت بڑھ جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر چوہدری غلام قادر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

یعنی اب حکومت کو یہ بھی اختیار حاصل ہو رہا ہے نہ صرف یہ کہ وہ کسی بھی نجی جائیداد کو قومی تحویل میں لئے گئے تعلیمی ادارے کے لئے requisition کر لے یا پھر وہ کسی بھی سرکاری تعلیمی ادارے کے لئے کسی بھی نجی عمارت کو اپنے قبضے میں لے لے۔ جناب والا! اختیار محدود نہیں ہے۔ حالانکہ اغراض و مقاصد میں اختیار کی مقصدیت کو، محدود کر دیا گیا ہے۔ لیکن جو قانون پیش کیا جا رہا ہے اور جو ترمیم دی جا رہی ہے اس کے تحت اختیارات کی بے پناہی کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ اور صرف وہی عمارتیں حکومت کے قبضے میں اس قانون کے تحت نہیں آئیں گی جنہیں قومی تحویل میں لئے گئے ادارے استعمال کریں بلکہ اس ترمیم کے ذریعے یہ اختیار بھی حاصل کیا جا رہا ہے کہ اس وقت جو نجی تعلیمی ادارے کام کر رہے ہیں ان اداروں کی عمارتوں کو بھی حکومت اپنی تحویل میں لے سکے گی۔ جناب والا! وزیر قانون صاحب نے بڑی معصومیت کے ساتھ اسے صرف ایک مقصد تک محدود رکھنے کی کوشش کی ہے۔ اور وہ مقصد nationalized educational institutions کے لئے جائیداد یا عمارتوں کی فراہمی ہے۔ لیکن میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ صرف یہ مقصد اس حد تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ سرکاری تعلیمی اداروں سے لے کر اس وقت کام کرنے والے نجی تعلیمی اداروں تک وسعت پذیر ہے اور اس کا اطلاق ان پر یکساں طور پر ہوگا۔ یہ ممکن ہے کہ جناب وزیر قانون یا وزیر تعلیم اپنے ذہن میں اس قانون کے یہی معنی اور مقصد سمجھتے ہوں لیکن قانون ان کے مقصد اور ان کے ذہنی اختراع کا پابند نہیں ہوتا۔ قانون انہی الفاظ کی تشریح پر مشتمل ہوتا ہے جو اس مسودہ قانون میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اس کے تحت یہ غیر معمولی اختیارات اور قومی تحویل میں لئے گئے اداروں تک ہی محدود نہیں بلکہ نجی اور سرکاری اداروں تک وسیع ہو گیا ہے۔ جناب والا! جیسا

کہ آپ کو معلوم ہے اس وقت تین قسم کے تعلیمی ادارے کام کر رہے ہیں سرکاری تعلیمی ادارے قومی تحویل میں لئے گئے ادارے اور نجی تعلیمی اس وقت بھی ایسے سینکڑوں سکول اور کالج موجود ہیں اور ایسے ادارے کام کر رہے ہیں جو حکومت نے ابھی تک اپنی تحویل میں نہیں لئے ۔ ایسے تعلیمی اداروں پر اس قانون کے ذریعے خوف کی نئی تلوار لٹکائی جا رہی ہے ۔ اور انہیں اس اندیشے میں مبتلا کیا جا رہا ہے کہ حکومت کسی وقت بھی ناراض ہو یا وہ حکومت کے چشم ابرو کے اشاروں پر کسی وقت بھی کام کرنے کے لئے تیار نہ ہوں ان کے زیر استعمال عمارتوں کو بھی اس قانون کے تحت حکومت حاصل کر سکتی ہے ۔ اس طرح سے وہ نجی تعلیمی ادارے جو اب کسی حد تک حکومت کے اداروں کے پیش نظر یکسوئی کے ساتھ کام کرنے لگے تھے اب وہ بھی نئے خطروں سے دوچار ہو کر تعلیمی خدمات کے سلسلے میں اپنے حال اور مستقبل کے پروگراموں پر نظرثانی کرنے پر مجبور ہو جائیں گے ۔ جناب والا ایک طرف حکومت نجی تعلیمی اداروں کی حوصلہ افزائی کے اعلانات کر رہی ہے ایک طرف جناب وزیر تعلیم بار بار یہاں بیان دے رہے ہیں کہ وہ نجی سطح پر تعلیمی مقاصد کے لئے کام کرنے والے سکولوں اور کالجوں کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں اور مراعات دینا چاہتی ہے چونکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ نیشنلائزڈ اداروں صوبے کی ان تعلیمی ضروریات کی تکمیل میں ناکام ہو گئے تھے جن کے لئے نئی تعلیمی پالیسی کے تحت حکومت نے انہیں اپنی تحویل میں لیا تھا ۔ آپ کو معلوم ہے نیشنلائزڈ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشن بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر طلبا اور طالبات کو داخلے نہیں دے سکتے ہزاروں طلبا اور طالبات داخلے سے محروم ہو کر سفارشوں اور رشوت ستانی کے مختلف طریقوں کا سہارا لینے پر مجبور ہو گئے ہیں ۔ ایک طرف نیشنلائزڈ اداروں کی ناکامی کا یہ حال ہے غالباً اس کے پیش نظر وزیر تعلیم نجی تعلیمی اداروں کی حوصلہ افزائی کا ارادہ کر رہے ہیں نہ صرف نجی تعلیمی اداروں کی حوصلہ افزائی کرنا چاہتے ہیں بلکہ انہوں نے آگے بڑھ کر اعلان کیا ہے اور امکانات کا جائزہ لے رہے ہیں کہ نئے نجی تعلیمی اداروں کے قیام کے سلسلے میں سہولتیں فراہم کی جائیں ۔ جہاں ایک طرف نئے نجی تعلیمی اداروں کے قیام کے امکانات پر غور ہو رہا ہے اور دوسری طرف آج تمام قواعد و ضوابط کو جن پر مروجہ طور پر عمل

کیا جاتا ہے انہیں معطل قرار دیکر یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ قانون کے ذریعے نجی تعلیمی اداروں میں عدم تحفظ اور عدم یقین پیدا کر دیا جائے۔ ایسا قانون پیش کیا جا رہا ہے جس کے ذریعے آئندہ کے لئے تعلیمی اداروں کے قیام کے امکانات مسدود ہو رہے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ ان متضاد پالیسیوں کا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے ان متضاد پالیسیوں کا نتیجہ صرف ایک ہے وہ یہ کہ حکومت روز بروز عوام میں اپنے اعتماد کا خاتمہ کر رہی ہے اور یہ تاثر عام کر رہی ہے کہ یہ جو کچھ کہتی ہے یا اعلان کرتی ہے یا یقین دہانیاں کراتی ہے عملاً اس کی متضاد پالیسی کو اپناتی ہے۔ عملاً اس کے خلاف عمل کرتی ہے عملاً ان مقاصد کو ناکام بنانے کے لئے ایسے ایسے اقدامات بروئے کار لاتی ہے۔ جناب والا! اگر یہی متضاد پالیسی جاری رہی اور وزیر تعلیم یہی فرماتے رہے کہ وہ نجی تعلیمی اداروں کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ اور وزیر قانون ایسا قانون پیش کرتے رہے جن کے تحت ایسے تعلیمی اداروں کا قیام ناممکن ہو جائے تو میں نہیں سمجھتا کہ آئندہ یہ حکومت کس طرح اپنے اعلانات اور اپنی حکمت عملی اور روز مرہ کے وعدوں کو عوام میں مقبول بنا سکے گی۔ عوام کو کس طرح یقین دلا سکے گی کہ وہ جو فیصلہ کرتی ہے اس پر عمل بھی کرتی ہے۔ جناب والا! ایک دفعہ جو اعتماد ختم ہو جائے اور لوگوں میں یقین متزلزل ہو جائے تو حکومت اپنے آپ کو کیسے سچی کہہ سکتی ہے اور اپنی بات کو کیسے منوا سکتی ہے حکومت اپنے منصوبوں کو عوام کی شرکت کے ساتھ ہی مکمل کرا سکتی ہے۔ اس لئے میں یہ گذارش کروں گا کہ حکومت اپنی پالیسی کے سلسلے میں یکسوئی یکجہتی اور ہم آہنگی اختیار کرے۔ میں یہ بھی گذارش کروں گا کہ نیا قانون بناتے وقت عوام کی خواہشات اور ضروریات کو پیش نظر رکھا جائے جب تک ان خواہشات اور ضروریات کو پیش نظر نہیں رکھا جائے گا آپ کی کوئی پالیسی آپ کا کوئی قدم عوام میں مقبولیت حاصل نہیں کر سکتا۔ جناب والا! نیشنلائزڈ ایجوکیشن ایک متنازعہ موضوع ہے جس پر ماہرین تعلیم گذشتہ چار سال سے اظہار خیال کر رہے ہیں۔ ان میں سے کچھ لوگوں نے ان کے فوائد بیان کئے ہیں۔ اور کچھ لوگوں نے نقائص ہمارے سامنے پیش کئے ہیں۔ لیکن جو بنیادی اعتراض اس پر آج تک قائم ہے وہ یہ ہے

کہ حکومت نے ان تعلیمی اداروں کو جو خالصتاً قومی مقاصد کے لئے قائم کئے گئے تھے ایسے اداروں اور ایسی تنظیموں کو ایسے افراد نے قائم کیا تھا جنہوں نے قومی درد کے تحت سر سید کی تعلیمی پالیسی کو اپنا اپنا مشن بنا لیا تھا ۔ لیکن حکومت نے ان کے قائم کردہ تعلیمی اداروں کو کسی معاوضہ کے بغیر اپنی تحویل میں لے لیا ہے جب کہ بڑی بڑی صنعتوں اور بنکوں کے حصہ داروں کے مفادات اور مالی حصوں کو برقرار رکھا گیا ہے ۔

جناب والا ! یہ ایک تضاد ہے کہ مختلف اداروں کو قومی تحویل میں لیا جائے ۔ لیکن وہ بنک اور وہ بڑی بڑی صنعتیں جن کے مالکان پر زبردست استحصال کا الزام ہے ، جن کے مالکان پر لوٹ کھسوٹ کا جرم عاید کیا جاتا ہے ۔ جن کے مالکان کو اس ملک کے اوسے فی صد غریب عوام کا خون چوسنے والوں سے تعبیر دی جاتی ہے ۔ ان لوگوں کے حقوق و مفادات تو محفوظ رکھے گئے اور ان کو معاوضے دیے گئے ۔ لیکن نیشنلائزڈ ایجوکیشنل انسٹی ٹیوشنز کو قائم کرنے والے افراد کو کسی معاوضے کا مستحق نہیں سمجھا گیا ۔ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی شخص ہوش و حواس کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہے کہ تعلیمی اداروں کو قائم کرنے والے ان بڑے بڑے صنعت کاروں اور بنکاروں کے مقابلے زیادہ استحصال کرنے والے طبقے سے تعلق رکھتے تھے ۔ جناب والا ! یہ اصول کے بھی خلاف تھا اور روایات کے بھی خلاف تھا ۔ اس لیے میری حقیر رائے یہ ہے کہ اب بھی اگر حکومت کو یہ احساس ہو جائے کہ نیشنلائزڈ ایجوکیشنل انسٹی ٹیوشنز حکومت کے مقاصد کی تکمیل میں پورے طور پر کامیاب نہیں رہے تو اب بھی یہ کیا جا سکتا ہے کہ ان افراد کو ان اداروں کو واپس کر دیا جائے جو انہیں بہتر طور پر چلانے کی صلاحیت رکھتے ہیں ۔ اور ایسے ادارے جو بد انتظامی کا شکار ہیں ۔ جہاں بدعنوانیاں رائج رہی ہیں ۔ یا جن کے منتظمین اپنی دیانت اور خلوص کے اعتبار سے ہمارے معیار پر پورے نہیں اترتے ان کو ایک خاص ٹرسٹ کے ذریعے چلایا جا سکتا ہے ۔ اس طرح سے نہ صرف یہ کہ حکومت کے اخراجات میں کمی واقع ہو گی ۔ بلکہ اصلاح احوال کی بھی نئی صورتیں پیدا ہو جائیں گی ۔ موجودہ صورت یہ ہے کہ حکومت نے اپنی ذمہ داریاں بڑھا کر حکومت کے اخراجات میں تو غیر معمولی اضافہ کر دیا ہے ۔ لیکن تعلیم کے معیار کو انتہائی انحطاط کا شکار بنا دیا ہے ۔ جناب والا !

تعلیم ہماری ایک عظیم مشترکہ ذمہ داری ہے اور یہ صرف حکومت کا فرض نہیں ہے بلکہ پوری قوم کی ذمہ داری ہے کہ وہ جہالت کے خاتمے اور خواندگی کی شرح میں اضافے کرنے کے لیے انفرادی اور اجتماعی سطح پر ہمہ گیر کوششیں بروئے کار لائے۔ چنانچہ آپ نے دیکھا ہے کہ بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں تعلیم کی بیشتر ذمہ داری پرائیویٹ اداروں نے سنبھال رکھی تھی اور صرف لاہور میں 1972ء میں 116 مجموعی طور پر ہائی سکول کام کر رہے تھے جن میں سے صرف 20 سرکاری ہائی سکول تھے اور باقی سکول پرائیویٹ ادارے چلا رہے تھے۔ اس طرح سے تقریباً نوے فی صد بڑے بڑے شہروں کی تعلیمی ذمہ داری سکولوں کی حد تک پرائیویٹ ادارے انجام دے رہے تھے۔ مجھے بتائیے کہ حکومت نے قومی تحویل میں لے کر آخر کون سا کارنامہ انجام دیا۔ کیا یہی کہ ان اداروں کو اپنی تحویل میں لے کر وہ نوے فی صد خرچہ جو عوام خود برداشت کر رہے تھے۔ جو بھی سیکٹر سے آ رہا تھا۔ اسے بھی اپنی ذمہ داری بنا لیا اور مجموعی طور پر داخلے کا تناسب اور شرح وہی جو اس وقت تھی۔ اس کے علاوہ وہ جو انفرادی ادارے اپنی امتیاز قائم کیے ہوئے تھے۔ اپنا منفرد مقام بنائے ہوئے تھے اور اپنے بہتر انتظام کی وجہ سے اپنے اداروں کو زیادہ مقبول حیثیت دیے ہوئے تھے ان کی وہ حیثیت ختم ہو گئی۔ سرکاری اداروں کی ساری برائیاں ان نیشنلائزڈ اداروں میں آ گئیں اور نیشنلائزڈ اداروں کی پرانی خصوصیات ختم ہو کر رہ گئیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب ہم ایک تعلیمی بحران سے دو چار ہیں اور شہریوں کے لیے اس وقت سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہ اپنے بچوں کو اچھے اور معیاری سکولوں میں داخلہ نہیں دلوا سکے۔ بجائے اس کے کہ آپ اپنی اس پالیسی پر نظر ثانی کرتے ہوئے نیشنلائزڈ سکولوں کے معیار کو بلند کرنے کے لیے اپنی حکمت عملی میں تبدیلی لاتے۔ آپ ایسے قانون بنا رہے ہیں جن کے ذریعے محکمہ تعلیم کی کوتاہیوں۔ غفلتوں اور نالائقیوں کو قانونی تحفظ دیا جا رہا ہے۔ جناب والا! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ خود وزیر تعلیم کے جواب کے مطابق۔ جو انہوں نے اس ایوان میں 31 مارچ 1976ء کو دیا تھا" ۔ کہ صوبہ پنجاب میں قومی تحویل میں لیے جانے والے کالج سکول کرائے کی عمارات میں کام کر رہے ہیں اور ان کی تعداد تقریباً آٹھ سو ہے۔ جن عمارات کے مالکان نے محکمہ

ایکسائز اینڈ لیکسیشن سے اپنی عمارات کے تشخیصی سرٹیفکیٹ اور دیگر ضروری کاغذات مہیا کرائے ہیں ۔ ان کو باقاعدگی سے کرایہ ادا کیا جا رہا ہے ۔ جب کہ باقی مالکہ مالکان کو ان کے طلب کردہ کرایے کا پچاس فی صد ادا کیا جا رہا ہے" ۔

آپ کو اندازہ ہو گا کہ وزیر تعلیم کے اس جواب میں تسلیم کیا گیا ہے کہ اس وقت تقریباً آٹھ سو ابھی تعلیمی ادارے جو قومی تحویل میں لیے گئے ہیں ۔ کرایے کی عمارتوں میں کام کر رہے ہیں اور گزشتہ چار سال سے ان میں سے بیشتر عمارتوں کا ابھی تک کرایہ ادا نہیں ہوا ۔ ان چار سالوں میں ان عمارتوں کے مالک در بدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں ۔ ایک ایک دفتر پر دستک دے رہے ہیں ۔ اپنی پریشان حالی کا رونا رو رہے ہیں ۔ لیکن ان کے لیے ان چار سال کے طویل عرصے میں کرایے کا تعین بھی نہیں کیا جا سکا ۔ نتیجتاً وہ عدالت کورٹس سے انصاف حاصل کرنے پر مجبور ہیں اور مختلف استغاثوں اور کیسوں کے ذریعے وہ حکومت کی اس دھاندلی کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں کہ وہ ان کی عمارتوں پر قبضہ بھی کیے ہوئے ہیں اور بغیر کرائے کے ان کی عمارتوں میں سکولوں کو تحویل میں لیا ہوا ہے اور انہیں کوئی رعایت بھی دینے کے لیے تیار نہیں ہیں ۔

Allama Rehmatullah Arshad : Sir, the House is not in quorum.

Mr. Abdul Hafiz Kardar : May be adjourned for tea break.

Mr. Chairman : The House is adjourned. It shall re-assemble at 11.30 a.m.

(At this stage Mr. Speaker occupied the Chair and also made the same announcement)

The House adjourned at 11.00 a.m.

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر : سید قابش الوری صاحب ۔ آپ تقریر کر رہے تھے یا آپ کی تقریر ہو گئی تھی ؟

سید قابش الوری ۔ جی میری تقریر جاری تھی ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔

سید قابش الوری : جناب سپیکر ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اس قانون کے پس منظر میں ان آٹھ سو تعلیمی اداروں کی عمارتیں ہیں جو اس وقت حکومت کے پاس کرائے پر ہیں ۔ لیکن چار/سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود نہ مالکان جائیداد سے کرائے کا تعین ہو سکا ہے اور نہ آئندہ حکومت اور مالکان کے درمیان کسی معاہدے پر دستخط ہوئے ہیں ۔ جس کا/آئندہ یہ ہے اور جس کا اظہار جناب وزیر قانون نے کیا ہے کہ مختلف مالکان جائیداد اپنی اپنی جائیدادیں خالی کرانے کے لیے مختلف قانونی طریقے اختیار کر رکھے ہیں ۔ جناب والا/ کرایہ طے نہ کرنے کی ذمہ داری بنیادی طور پر حکومت پر عائد ہوتی ہے اور مالکان جائیداد کو اس سلسلے میں کسی طور پر بھی خطا وار نہیں قرار دیا جا سکتا ۔ جب کسی مالک کو کرایہ مکان بھی نہیں ملے گا اور حکومت اپنی بنیادی ذمہ داری ادا کرنے میں ناکام رہے گی تو لازماً وہ اپنی جائیداد کی بے دخلی کے لیے/ حق بجانب ہو گا ۔ جناب والا ! ایسی طرح ایک نکتہ جو آپ کے توسط سے میں ایوان کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ قومی تحویل میں لیے جانے والے/ افتادہ کی عمارتوں سے متعلق اصل معاہدہ مالکان جائیداد اور ان نجی تعلیمی اداروں کے درمیان ہوا تھا اور وہ آج سے کئی سال پیشتر اور بعض صوبوں میں تیس تیس سال پیشتر ہو گیا تھا ۔ اس پرانے معاہدے کے تحت مالکان جائیداد اور سابقہ نجی تعلیمی اداروں کے درمیان ایک خاص مفاہمت اور خاص شرائط تھیں ۔ ان کی بنیاد پر ان کی اس جائیداد کو/سابقہ نجی تعلیمی ادارے استعمال کر رہے تھے ۔ اب نئے حالات میں جبکہ حکومت نے ان جائیدادوں کو اپنے قبضے میں لینے کا پروگرام بنایا ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ وہ پرانے/ معاہدے اور وہ پرانی شرائط کسی طرح سے کالعدم ہوں گی ۔ جناب والا ! اس طرح سے یہ ایک حقیقت ہے کہ ان اداروں کے زیر استعمال بعض عمارتیں ایسی بھی/ تھیں

(1)

(2)

ایک شخص کی ملکیت ہیں ۔ اور ایسی عمارتیں بھی ہیں جن کے مالکان کے پاس اس جائیداد کے سوا کوئی جائیداد نہیں ۔ اور اس عمارت کے سوا کوئی اور عمارت نہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ انصاف کا کوئی طریقہ اور عدل کا کوئی اصول اس شخص کو اس کی اس واحد عمارت سے یا جائیداد سے محروم کرنے کی حمایت نہیں کر سکتا ۔ پھر یہ بھی صورت ہے کہ بعض عمارتیں ایسی ہیں (3) جن کے مالک نصف حصے میں خود رہتے ہیں اور نصف حصے میں انہوں نے تعلیمی ضروریات کے لیے سکول قائم کر رکھے ہیں اور اس وقت بھی وہ صورت اسی طرح قائم ہے ۔ جس کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ تعلیمی اداروں کے روزمرہ کے انتظام میں انتہائی دشواریاں پیدا ہو گئی ہیں اور دوسری طرف مالکان جائیداد بھی پریشانیوں کا شکار ہیں کیونکہ نہ ان کی privacy قائم ہے اور نہ تعلیمی اداروں کا احترام اور وقار اس صورت میں برقرار رہ سکتا ہے ۔ اسی طرح سے بہت سی عمارتیں ایسی ہیں جن کی حالت ناگفتہ بہ ہے اور وہ قابل مرمت ہیں کیونکہ سالہا سال سے ان کی مرمت کی ذمہ داری نہ حکومت نے قبول کی ہے اور نہ ان مالکان جائیداد نے ۔ مالکان جائیداد اس (4) کوشش میں ہیں کہ وہ اپنی ان جائیدادوں کو واگزار کرالیں ۔ اور ان پر سے حکومت کا قبضہ ختم کرالیں ۔ دوسری طرف حکومت اس کوشش میں ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس قبضہ کو جاری رکھا جائے ۔ چونکہ ملکیت حکومت کی نہیں ہے اس لیے حکومت ان کی مرمت پر پیسہ خرچ کرنے کے لیے تیار نہیں ہے ۔ اس لیے میں اپنی ذاتی معلومات کی بنیاد پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ بہت سے ایسے سکول ہیں جن کی عمارتوں کو محکمہ تعمیرات نے خطرناک قرار دے دیا ہے اور یہ کہا ہے اگر ان کی فوری مرمت نہ کی گئی تو یہ کسی وقت بھی منہدم ہو سکتی ہیں ۔ ایسے واقعات بھی ہوئے ہیں اور (5) پچھلے دنوں ایسی کئی عمارتیں منہدم ہوئی ہیں ۔ اور ان سے بچے زخمی اور ہلاک ہوئے ہیں ۔ ایسی صورت حال میں جبکہ ان عمارتوں کی حالت اس مقام پر پہنچ جائے تو میں نہیں سمجھتا کہ انہیں ریکوزیشن کے ذریعے کس طرح بہتر طور پر استعمال میں لایا جا سکتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ محکمہ جات عام طور پر لکیر کے فقیر ہوتے ہیں ۔ اوپر سے جو ہدایات ملتی ہیں اس کے نتیجے میں بغیر امتیاز کے بغیر کسی دیکھ بھال کے ان تمام عمارتوں کو قبضے میں لینے کی کوشش ہی نہیں بلکہ نوٹیفکیشن جاری کر دیں گے جنہیں خطرناک

قرار دیا گیا ہے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ ان کی مرمت کا انتظام کون کرے گا کیونکہ جو مالکان جائیداد تھے وہ دل برداشتہ ہو گئے ہیں اور وہ عدالتوں میں پہنچے ہیں ۔ ایسی صورت میں وہ حکومت کے ساتھ تعاون کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں گے ۔ آپ یہ چاہتے ہیں کہ ایسی ناگفتہ بہ قابل مرمت عمارتوں میں بچوں کو بٹھایا جائے اور ان کی زندگی کو مستقل خطرہ لاحق کیا جائے ۔ جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ آٹھ سو عمارتوں میں بعض عمارتوں کے مالکان ایسے ہوں گے جو اس صورت حال کی نئی شرائط کے ساتھ قبول کرنے پر رضامند ہوں گے لیکن تمام لوگوں پر اس قانون کا جبری اطلاق قرین انصاف نہیں ہے ۔ پھر جناب والا ! یہ بات دیکھئے وہ لوگ جنہیں پہلے یہ سزا دی جا چکی ہے اور ان کے اداروں کو کسی معاوضہ کے بغیر نیشنلائز کیا جا چکا ہے اور سالہا سال کی کمائی حکومت نے بغیر کسی داد و تحسین کے اپنے قبضہ میں لے لی ہے اور انہیں مذموم و مقہور قرار دے دیا گیا ہے ۔ ایک طرف یہ سزا دی گئی ہے اور تیسرے ان کو یہ سزا دی جا رہی ہے کہ ان کی اپنی عمارتوں کو جن کو وہ قومی مقاصد اور اپنے ذاتی مقاصد کے لیے بہتر استعمال میں لا سکتے ہیں ان پر قبضہ کیا جا رہا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ دوہری سزا کا یہ طریقہ کسی صورت میں مناسب نہیں ہے اور ایسی فلاحی مملکت کے لیے جو اس بات کے دعویدار ہو کہ وہ تمام شہریوں کے حقوق و مفادات کے یکساں طور پر محافظ ہے کسی طور زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے بے قصور اور معصوم شہریوں کو اپنے مقاصد کے لیے دوہری سزا کا ذمہ دار قرار دے ۔ خود وزیر قانون نے اعتراف کیا ہے کہ اس سلسلے میں محکمہ کی اپنی کوتاہی اور بد عنوانی صورت حال کو خراب کرنے میں مدد دے رہی ہے ۔ جب حکومت خود یہ اعتراف کر رہی ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس اعتراف کے بعد ان مالکان جائیداد کو سزا دینی کیوں ضروری ہے جنہوں نے ایک قومی مقصد اور ایک خاص لمحہ کے لیے ایک خاص ضرورت کے تحت اپنی جائیدادوں کو اپنی عمارتوں کو قومی تعلیمی مقاصد کے لیے وقف کیا تھا ۔ اس لیے میں آپ کے توسط سے اس ہاؤس کو گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر حکومت زبانی طور پر نہیں بلکہ تحریری طور پر اعتراف کر رہی ہے کہ نیشنلائزڈ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشن اپنے ان قومی مقاصد کی تکمیل میں ناکام رہے ہیں اور اب حکومت نجی تعلیمی اداروں کو فروغ دینے

اور نئے تعلیمی اداروں کو قائم کرنے کے لیے غور کر رہی ہے اس کا فرض ہے کہ وہ ایسے قانون بنانے کی بجائے جن سے نجی تعلیمی اداروں کے فروغ میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہو نیشنلائزڈ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشن جو بہتر اداروں کے تحت بہتر انتظامات کے تحت بہتر مالی حالت کے مطابق کام کر رہے تھے اور کام کر سکتے ہیں ان اداروں کو واپس دے دیا جائے۔ اور نئے نجی تعلیمی اداروں کو قائم کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کی جائیں تاکہ سرکاری اور غیر سرکاری تعلیمی اداروں کے درمیان مسابقت کا جذبہ پیدا ہو اور ان میں صحت مند مقابلہ ہو سکے۔ اور بڑھتی ہوئی تعلیمی ضروریات کی تکمیل کو پورا کیا جا سکے۔ جناب والا! جب تک ایسا نہ ہو گا اور حکومت اپنی متضاد پالیسی کو ختم نہیں کرے گی اور نئی حکمت عملی تعلیمی مقاصد کے لیے نہیں اپنائے گی اس وقت تک ہمارے صوبے میں تعلیمی مقاصد کی اجتماعی تکمیل ممکن نہیں ہو سکتی۔ اس لیے میں آپ کے توسط سے اس ہاؤس کو گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس بل کو رائے عامہ کے لیے مشتہر کرایا جائے تاکہ حکومت کو یہ معلوم ہو سکے کہ اس کی حکمت عملی کے سلسلے میں پہلے ہی عوام کا حقیقی ردعمل کیا ہوا ہے اور اس کو کس طرح مسترد کر چکے ہیں۔ تاکہ انہیں یہ معلوم ہو سکے کہ وہ جو نئی قانون سازی کر رہے ہیں ان کے ذریعے نجی تعلیمی اداروں پر خوف کی ایک نئی تلوار لٹکے گی اس سے کس طرح عہدہ برآ ہو سکیں۔ تاکہ حکومت کو معلوم ہو سکے کہ عوام نئی تعلیمی پالیسی کے سلسلے میں حکومت سے کس قسم کی توقعات رکھتے ہیں اس لیے جب تک عوام کی رائے معلوم نہ کی جائے اس وقت حکومت کو یہ اختیار نہیں دیا جا سکتا کہ وہ تعلیمی مقاصد کے نام پر کسی شخص کی جائیداد یا عمارت پر قبضہ کرے یا ایسے نجی تعلیمی اداروں پر قبضہ کرنے کا اختیار حاصل کر رہی ہے جو اس وقت اپنی آزاد مرضی دیانتداری اور غیر جانبداری کے ساتھ کام کر رہی ہے اور معیار تعلیم کو قائم کر رہی ہے۔ جناب والا! ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کے توسط سے درخواست کرتا ہوں کہ اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے مشتہر کرایا جائے اور اگر اس تجویز کو قبول نہ کیا جائے تو اس بل کو مسترد کر دیا جائے

مسٹر سپیکر: علامہ رحمت اللہ ارشد۔ نہیں ہیں۔ راجہ محمد افضل

راجہ محمد افضل خان : جناب والا! دی پنجاب ریکوزیشن پراپرٹی بل زیر بحث ہے پیشتر اس کے کہ اس مسودہ قانون کی تفصیل میں اس کا رد عمل جو عوام میں ہوگا حکومت کو پیش کرنا لازمی سمجھتا ہوں ۔ حقیقت میں یہ تمام تعلیمی ادارے جو ماضی میں امداد باہمی کی وجہ سے وجود میں آئے تھے ان کے متعلق موجودہ حکومت نے یہ رویہ اختیار کیا ہے تمام مخیر حضرات ماضی میں محسوس کرتے تھے اس لیے تعلیمی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ایسے ادارے قائم کیے تھے وہ اب مکمل طور پر بند کر دیے گئے ہیں ۔ حکومت نے پہلے ہی تعلیمی پالیسی جس طریقے سے مرتب کی ہے اور مفت تعلیم کا ڈھونگ رچا کر ملک میں تعلیم کے معیار کو گرا دیا ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ جانتے ہوئے بھی کہ ہمارے صوبے کے وسائل کم ہیں اور ہماری پیداوار اس حد تک نہیں کہ ہم ملک کی تعلیمی ضروریات اپنے خزانے سے پوری کر سکیں ۔ لیکن سیاسی مقاصد کے حصول کی خاطر حکومت نے ایک ایسی پالیسی مرتب کی جس کے تحت انہوں نے مفت تعلیم کا نعرہ لگایا ۔ درحقیقت مفت تعلیم صرف پرائمری اور سیکنڈری سکولوں تک محدود کر دی گئی ۔ لیکن اس کے جو نتائج ہمارے سامنے آئے ہیں ، حکومت کے پاس موجود کم وسائل کے پیش نظر مفت تعلیم کا منصوبہ تمام عوام کے لیے حکومت پورا نہیں کر سکی ۔

مسٹر سپیکر : راجہ صاحب ! اصل میں آج تعلیم کی پالیسی زیر بحث نہیں ، بلکہ یہ بل ہے ۔ حوالے کے طور پر تو یہ باتیں آ سکتی ہیں جب آپ کوئی جنرل سٹیٹمنٹ دیں ۔ مگر آپ نے تو تعلیمی پالیسی پر بحث شروع کر دی ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : جس مختلف انداز میں حکومت عوام کے اشتراک کو روک رہی ہے اور عوام کے امداد باہمی کے اداروں کو مکمل طریقے سے پامال کر رہی ہے ، میں اس کے نتائج حکومت کے سامنے لانا چاہتا ہوں کہ اس سے حکومت پر وزن پڑا ہے ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس طریقے سے تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لے کر اس کے بعد ان تمام عمارات کو بھی انہوں نے ریکوزیشن کرنے کا جو منصوبہ بنایا ہے اس کا یہ عمل یہی ہو گا کہ آئندہ لوگ ، مخیر لوگ حکومت کی مدد کرنے کو کسی وقت تیار نہیں ہوں گے ، اور اپنی عمارت کسی بھی کام کو پورا کرنے کے

لیے پیش نہیں کریں گے ۔ اس سے گریز کریں گے ۔ اور اس کے نتیجے میں امداد باہمی کے تمام راستے بند ہو جائیں گے ۔ جیسا کہ اب حکومت کو بلڈنگوں کی کمی کا خود احساس ہے ۔ لیکن اس کے باوجود عوام سے تعاون حاصل کرنے کی بجائے یہ بل جو پیش کیا گیا ہے ، اس سے عوام کو اس حد تک ڈرا دیا گیا ہے کہ آئندہ کوئی بھی ، کسی بھی وقت اپنی خدمات حکومت کو پیش کرنے کے لیے تیار نہیں ہوگا ۔ ان حالات میں یہی ہو سکتا ہے کہ حکومت کے اوپر اس حد تک وزن پڑ جائے گا کہ وہ تعلیم کے منصوبے اپنی گرہ سے پورے نہیں کر سکیں گے ۔ اس وقت خاص ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت کے اوپر سے تعلیم کا اور تعمیرات کا وزن کم کیا جائے ۔ اس صورت میں حکومت اعلیٰ تعلیم پر سرمایہ صرف کر سکے گی ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان تعلیمی اداروں کی ریکوزیشن کرنے کی بجائے حوصلہ افزائی کی جائے ۔ بلکہ وہ تمام قوانین بھی واپس لیے جائیں جن کے تحت حکومت نے پرائمری اور سیکنڈری سکولوں کو قومی تحویل میں لیا ہے ۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس میں شرکت کر کے امداد باہمی سے ادارے قائم کریں ۔ اس لیے یہ لازمی ہے کہ اس بل کو مسترد کر دیا جائے اور جتنا ہو سکتا ہے ، عوام کی شرکت کی زیادہ سے زیادہ حوصلہ افزائی کی جائے ۔ میں اس کے ساتھ اپنی گزارشات ختم کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : لیڈر آف دی اپوزیشن ۔ آپ نے اصل میں تقریر تو کر لی ہے ۔

چوہدری طالب حسین : آپ نے مجھے منع کر دیا تھا ۔

جناب سپیکر ! وزیر قانون و پارلیمانی امور نے اس بل کو لانے کی اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ضرورت کے تحت ہی قانون سازی ہوتی ہے اور وہ ضرورت ہمیں درپیش یہ آئی ہے کہ پرائیویٹ اداروں کو جو نیشنلائز کیا گیا ، جن عمارات میں وہ کام کر رہے تھے ، ان کے مالکان محکمے کے عملے سے مل کر decrees حاصل کر رہے ہیں اور ان عمارات کو خالی کرا رہے ہیں ۔ اس کے نتیجے میں سکولوں کے بچے اور بچیاں باہر کھلے میدان میں بیٹھنے پر مجبور ہیں اور اس کے لیے متبادل اقدامات اس وقت ممکن نہ تھے اور نہ ہی متبادل عمارات کرائے پر ان کو دستیاب تھیں ۔ اس لیے اس قانون

کے لانے کی ضرورت انہیں لاحق ہوئی ہے - جناب سپیکر ! ہماری طرف سے ہمیشہ یہ کہا گیا ہے کہ محض قانون سازی کافی نہیں ہے - جب تک کہ کسی قانون پر عمل درآمد کرانے کی صلاحیت اس حکومت میں موجود نہ ہو اور اس کی واضح مثال آج اس بل کا پیش کیا جانا ہمارے سامنے موجود ہے اور اس کو وزیر قانون و پارلیمانی امور نے برملا تسلیم کیا ہے کہ وہ اپنے محکمے کو کنٹرول کرنے میں بری طرح ناکام ہو چکے ہیں - جناب والا ! یہ سوال یہاں پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ یہ سمجھتے کہ حکومت کی طرف سے یہ فوائد جو قانونی حق دیا ہے ، ان لوگوں کو جن کی عمارات میں سکول چل رہے تھے ان کو کرایہ پر ماہ باقاعدہ طور پر ادا کیا جائے - اور حکومت کی ہدایات تھیں - لیکن ان کے ملازمین نے ، ان کے متعلقہ محکمہ کے افسران نے ان مالکوں کی بلڈنگیں خالی کرانے کے لیے اور ان کو فائدہ پہنچانے کے لیے باقاعدہ کرایہ ادا نہ کیا جس کی صورت میں مالکان عدالتوں کا دروازہ کھٹکھٹانے پر مجبور ہوئے اور وہاں سے بے دخلی کی ڈگریاں حاصل کر کے ان سکولوں کی عمارات خالی کرانے میں کامیاب ہو گئے - جناب والا ! اگر یہ درست ہے تو پھر حکومت اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ وہ اس معاملے میں نہایت نا اہل ثابت ہوئی ہے کہ اپنے ہی محکمے کے افسران اور عملے کی ملی بھگت کی وجہ سے جو نقصانات اس محکمے کو یا ایک خاص السٹی ایوشن کو ہوئے ہیں ، اس پر انہوں نے کیا اقدامات کیے ہیں - جناب والا ! اس سے صاف واضح ہے کہ حکومت اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ وہ اپنے محکمے کے ان افسروں اور عملے سے اپنے احکام کی تعمیل کرانے کے قابل نہیں رہی - اور یہی وجہ ہے کہ ہم اس بات کا بار بار مطالبہ کرتے ہیں کہ محض قانون سازی کافی نہیں ہے - اگر حکومت اپنے محکمے کے عملے اور افسران سے اپنے احکام کی تعمیل نہیں کرا سکتی تو انہیں برملا یہ تسلیم کر کے مستعفی ہو جانا چاہیے - مستعفی میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ وہ حکومت جو اس بات کی اہل نہیں رہی ، اسے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس صوبے میں حکومت کرے - جناب والا ! اس میں وزیر قانون و پارلیمانی امور کی طرف سے تین چار دلیلیں دی گئی ہیں کہ رینٹ ریسٹرکشن آرڈیننس کے تحت ہر ماہ ایک مقررہ تاریخ کے اندر چونکہ محکمے کی طرف سے کرایہ جاری نا ممکن ہے ، اس لیے انہیں اے - جی سے منظوری لینی پڑتی ہے اور متعلقہ محکمے کی طرف سے منظوری ہر وقت موصول نہیں ہوتی ، اس لیے ہر ہر ماہ کا کرایہ وقت پر ہم ادا نہیں کر سکتے اور نتیجتاً فیصلہ محکمے کے خلاف صادر ہو جاتا ہے - اور

یہ فائدہ جو ریکوزیشن کے بل کے ذریعے حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔ لیکن جناب والا ۔ مجھے اس بل کی سمجھ نہیں آئی کہ وہ کس طرح اس کو یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ Rent Restriction Ordinance آیا کرایہ دار کے مفاد کے لیے بنایا گیا ہے یا مالک کے مفاد کے لیے بنایا گیا ہے ۔ ان کی دلیل اس میں یہ ہے کہ Rent Restrictions Ordinance مالک مکان کے لیے بنایا ہے نہ کہ کرایہ دار کے مفاد کے لیے بنایا گیا ہے ! حالانکہ ہمیں آج تک یہی بتایا جاتا رہا کہ Rent Restriction Ordinance جہاں مالک مکان کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے وہاں کرایہ دار کے جائز حقوق کا تحفظ بھی نہایت ضروری سمجھتے ہوئے اس آرڈیننس کا اطلاق کیا گیا ہے جس کو بعد میں قانون کی شکل دی گئی اور اس میں واضح طور پر بیان کیا گیا کہ کن وجوہات کی بنا پر مالک مکان کرایہ دار سے مکان خالی کرا سکتا ہے ۔ بالواسطہ طور پر انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ان عمارتوں کو جہاں یہ سکول اس وقت چل رہے ہیں اس بناء پر خالی کرائے جا رہے ہیں کہ ان کو ہر وقت محکمہ کی طرف سے کرایہ ادا نہیں کیا گیا ۔ جناب والا ۔ اس میں جو تکالیف ان مکانات کے مالکان کو ہوں گی اس حکومت کا فرض تھا کہ اس بل کو لانے سے پہلے ان پر بھی غور کر لیا ہوتا اور جو چیز پہلے ہوئی ہے کہ یہ Rent Restriction Ordinance کے تحت مقرر میعاد کے اندر ہر ماہ باقاعدہ طور پر کرایہ ادا کرنے میں ناکام رہے ہیں وہ ریکوزیشن کے بعد کس طرح اس بات کا یقین دلا سکتے ہیں کہ باقاعدہ طور پر ان کو کرایہ ملتا رہے گا ۔ اس بات کی ایک اور بھی دلیل ہمیں ملتی ہے کہ جہاں ہمیں بار بار یہ کہا جا رہا ہے کہ ایجوکیشن کی اس پالیسی کی وجہ سے نیشنلائزیشن کی اس پالیسی کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو فائدہ پہنچا ہے اور حکومت کے اخراجات میں اتنا اضافہ ہوا ہے وہاں ہماری حکومت ہمیشہ اس دلیل کا جواب نہایت تلخی سے دیتی رہی اس لیے کہ موجودہ حکومت ad-hoc baisis پر چل رہی ہے اور کبھی بھی اس نے Proper Planning نہیں کی ۔ اور اس کی واضح مثال آج ہمارے سامنے یہ بھی موجود ہے کہ آج سے چار پانچ سال قبل ان سکولوں کو نیشنلائز کیا گیا اور ان کی بلڈنگوں کا کرایہ ادا نہ کرنے پر مختلف عدالتوں میں ان کے مقدمات زیر سماعت ہیں ۔ لیکن کسی ایک جگہ پر بھی ان چار پانچ سالوں میں موجودہ حکومت نے کسی متبادل بلڈنگ کے بنانے کا انتظام نہیں کیا ۔ واضح مثال ہمارے پاس موجود

ہے ۔ آخر کب تک آپ ان بوسیدہ کرائے کی عمارتوں میں اور ان چھوٹی جگہوں میں ان سکولوں کو چلاتے رہیں گے اور پھر بھی یہ دعویٰ کرتے رہیں گے کہ ہم عوام کی تعلیمی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے بہت زیادہ قربانی دے رہے ہیں ۔ بہت زیادہ فنڈز دے رہے ہیں لیکن اس میں جناب والا دیکھتا یہ ہے کہ عوام کو اس سے کیا فائدہ پہنچا ہے ۔ میں اس تعلیمی پالیسی کے merits پر نہیں جانا چاہتا ۔ جیسا کہ آپ نے پہلے بھی پوائنٹ آؤٹ کیا تھا کہ آج ہم اس پالیسی پر بحث نہیں کر رہے صرف یہ چیز زیر بحث ہے کہ آیا ان عمارات کو خالی کرانے کے متعلق جو آج تک تکالیف حکومت کو درپیش ہیں اس کے لیے موجودہ ریکوزیشن کا بل یہ ایوان پاس کرے یا نہ کرے ۔ لیکن میں حوالے کے طور پر پوچھتا ہوں کہ کیا اس نیشنلائزیشن کی پالیسی کے بعد سکولوں میں عوام کے بچوں کو داخلے میں آسانی ہوئی ہے یا مشکلات بڑھی ہیں ۔ اگر جیسا کہ حکومت یہ دعویٰ کرتی رہی ہے کہ تعلیم ہمارے معاشرے کی ایک نہایت ہی بنیادی ضرورت ہے اور اس ضرورت میں دن بدن اضافہ ہوا ہے تو جناب جہاں ہم نے ان کو نیشنلائز کیا تھا وہاں ہمیں یہ بھی دیکھنا تھا کہ آئندہ چار یا پانچ سال میں ہماری ضروریات کس قدر بڑھ جائیں گی اور ساتھ جہاں ہم کچھ لئے سکول وہاں جاری نہیں کر سکتے تھے تو کم از کم ان سکولوں کے لیے جو کرائے کی بلڈنگوں میں موجود تھے جو کہ نہایت ہی خستہ حالت میں موجود تھے جن کے متعلق حکومت یہ دعویٰ ہمیشہ کرتی تھی کہ جن عمارات میں ان سکولوں کو چلایا جا رہا تھا وہ انسانی سکونت کے لیے وہاں مناسب بندوبست نہیں ہے وہاں بجلی نہیں ہے وہاں پنکھے نہیں ہیں وہاں ان بچوں کے لیے بیٹھنے کے لیے مناسب انتظام موجود نہیں ہے اور جہاں چالیس بچے بیٹھ سکتے ہیں وہاں سو سو بچہ بٹھایا ہوا ہے ۔ لیکن جناب والا ۔ اس نیشنلائزیشن کے بعد کیا ہم ان سہولیات کو میسر کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں یا نہیں ہوئے ؟ آج ہماری حالت اس سے کہیں زیادہ ابتر ہے اور ان عمارات میں جہاں چار پانچ سال پہلے وہ سکول اس سے بہتر صورت میں چل رہے تھے ۔ ان کی حالت اب پہلے سے زیادہ ابتر ہے ۔ میں یہ حوالے کے طور پر اس لیے کہہ رہا ہوں کہ ہمیں لازمی طور پر اس وقت یہ سوچنا چاہیے تھا اور اب بھی وقت ہے کہ ہم اس سلسلے میں پلاننگ کریں اور اگر آپ نے نیشنلائزیشن کی پالیسی پر صحیح طریقے پر عملدرآمد کرنا ہے اور اس کے فوائد بھی آپ چاہتے ہیں تو نہ صرف یہ کہ

لئے سکول آپ کو کھولنے پڑیں گے اور نئی عمارتیں بنانی پڑیں گی بلکہ وہ موجودہ عمارتیں جن کو آپ ریکوزیشن کے ذریعے حاصل کر کے وہاں سکول چلانا چاہتے ہیں ان کے لیے متوازی عمارات آپ کو تعمیر کرنا ہوں گی جو کہ مناسبہ حالت میں ہوں جن میں مناسب capacity موجود ہو۔ جن میں مناسب کھیلنے کے میدان ہوں۔ جناب والا۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ اندرون شہر آپ کو ایسی کھلی جگہیں دستیاب نہیں ہوں گی لیکن شہر کے دوسرے علاقوں میں بہت سی ایسی جگہیں موجود ہیں جہاں آپ ان سکولوں کے لیے متوازی بلڈنگیں تعمیر کر سکتے ہیں۔ لیکن آج تک ان کے متعلق قطعاً کوئی پلاننگ نہیں ہے حکومت کی کوئی نیت ہی نہیں ہے کہ وہاں کوئی عمارتیں تعمیر کی جائیں اور نہ ہی یہ نیت ہے کہ ہماری ضروریات کے مطابق وہاں زیادہ capacity پیدا کی جائے جبکہ داخلے کے سلسلے میں بچوں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اور اس سال بچوں کے داخلے کے لیے جس قدر تکالیف لوگوں کو اٹھانی پڑی ہیں آج سے پہلے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس امر کے بعد بھی یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ بہت سے نئے سکول کھولے گئے ہیں۔ جناب سپیکر میں اپنے دوست سید تابش الوری صاحب کے دلائل دہرانا نہیں چاہتا اس لیے میں اس کو مختصر کرتے ہوئے ایک اور چھوٹی سی گزارش حکومت کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جہاں آپ یہ کہتے ہیں کہ ریکوزیشن کے ذریعے آپ اس بے دخلی کو روک کر سکولوں کو انہی عمارات میں جاری رکھ سکیں گے وہاں آپ کو اس بات کا بھی احساس کر لینا چاہیے تھا کہ ان سکولوں کی عمارتوں کے بہت سے مالکان ایسے بھی ہیں جن کی وہی ایک جائیداد ہے اور اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔ میں اس بات کو رد نہیں کرتا کہ بہت سے مالکان ایسے بھی ہوں گے جن کے پاس اور ملکیت موجود ہو جن کے پاس اور بلڈنگیں موجود ہوں جن کی اور پراپرٹی موجود ہے لیکن ان میں سے اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جن کے پاس اس بلڈنگ کے علاوہ اور کوئی ملکیتی مکان بھی موجود نہیں ہے اور اس میں سے آدھے مکان میں انہوں نے خود رہائش اختیار کی ہوئی ہے۔ قانون سازی کرتے وقت آپ کو اس بات کا بھی لحاظ رکھنا چاہیے اور اس بات کو بھی پیش نظر رکھنا ہوگا کہ اس کے نتائج بھی برآمد ہو سکتے ہیں اور اس میں لوگوں کو تکالیف بھی ہو سکتی ہے ایسے مالکان جن کے پاس صرف ایک ہی ملکیت موجود ہے اور

وہ اپنی کسی ذاتی ضرورت کے پیش نظر اس مکان کو فروخت کرنا چاہتے ہیں تو کیا اس صورت میں جب آپ اس سے مکان لے لیں گے تو کیا اس کے لیے ساری زندگی یہ ممکن ہوگا کہ وہ اس مکان کو فروخت کر لے ۔ اس کا کوئی گاہک تک نہیں ہوگا اس لیے کہ اس کو لینے والے کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا نہ اس مکان کو وہ خالی کرا سکتا ہے نہ اس مکان میں وہ اپنی ذاتی رہائش رکھ سکتا ہے ۔ اس لیے اس کے مکان کا خریدار کیوں ہو اور ایسے واقعات کو بھی رد نہیں کیا جا سکتا ایسے اشخاص کی ضرورت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ۔ اس کے لیے بھی آپ کو اس قانون میں کوئی گنجائش رکھنی پڑے گی جو اس میں موجود نہیں ہے ۔ اور اس ریکوزیشن کے بعد جیسا کہ آپ ضروری طور پر تمام عمارات کو ریکوزیشن کرنا چاہتے ہیں ۔ مالکان ہمیشہ کے لیے ان عمارات سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے اور آپ جہاں یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ اس معاشرے کی ایک اہم ضرورت کو پورا کرنے کے لیے بے پناہ اخراجات کا اضافہ کر بیٹھے ہیں اس بجٹ میں یا عوامی محاصل پر وہاں آپ نے ان ضروریات کو پورے طریقے سے پورا کرنے کی کوشش ہی نہیں کی ۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس قانون میں سقم موجود ہے کہ اس ریکوزیشن کے بعد مالکان عمارات اور خصوصاً وہ لوگ جو کسی اپنی ذاتی ضرورت کے پیش نظر اس عمارت کو فروخت کرنا چاہتے ہیں ان کے لیے بالکل یہ ناممکن بنا دیا گیا ہے ۔ اس لیے اس میں ایسی گنجائش ضرور ہونی چاہیے کہ اگر کوئی مالک اس عمارت کو کسی ذاتی ضرورت کے پیش نظر فروخت کرنا چاہتا ہے تو حکومت مارکیٹ ریٹ پر اس بلڈنگ کو خریدنے کے لیے تیار ہوگی ۔ لیکن ایسی کوئی گنجائش اس قانون میں موجود نہیں ہے ۔ ہم جناب والا ۔ یہ نہیں چاہتے کہ ایسوسی ایشنز سکولوں کی بلڈنگوں کے مالکان ناجائز طور پر یا کسی ملی بھگت کی بنا پر ان عمارات کو خالی کرا کے ہوں کے لیے تکلیف پیدا کریں ۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ اس بل کے ذریعے جو اختیارات حکومت حاصل کر رہی ہے اور اس بل میں جو نقائص ہیں جو ambiguity ہے جو تکالیف ان مالکان کو پیش آنے کا اندیشہ ہے ان کو جہاں ہم آپ کی خدمت میں پیش کریں تا کہ اس کے مطابق اس قانون میں ترمیم کی جائے یا اس کو یہ معزز ایوان رد کرے ۔ جناب والا ۔ اس کے علاوہ آپ نے اسے بھی دیکھنا ہوگا کہ اس قانون کے ذریعے آپ جو اختیارات حکومت کو دے رہے ہیں کیا اس کا متبادل کوئی چیز بنا دینا نہیں ہو سکتا ۔ کیا یہ ممکن

نہیں ہے ۔ جیسا کہ اس وقت اس حکومت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی بھی بلڈنگ کی ریکوزیشن کر سکتی ہے لیکن اس میں صرف Proviso یہ تھی کہ جس میں کوئی ایجوکیشن انسٹیٹیوشن ہو جس میں کوئی تعلیمی ادارہ موجود ہو اس کو ریکوزیشن نہیں کیا جا سکتا ۔ لیکن یہ قانون تو موجود ہے کہ کسی بلڈنگ کو حکومت ریکوزیشن کر سکتی ہے اور اگر کسی جگہ پر ان کے لیے یہ مسئلہ پیش آ گیا کہ کسی بلڈنگ کے مالک نے کسی عدالت کے حکم کی بناء پر مکان خالی کرا لیا تھا تو کیا کسی اور مناسب بلڈنگ کو وہاں پر ریکوزیشن نہیں کر سکتے تھے یہ قانون موجود ہے ان کے پاس یہ اختیار موجود ہے ۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس قانون کو لانے کی ضرورت نہیں تھی اس بات کا امکان موجود ہے کہ حکومت وہاں ان علاقوں میں متبادل عمارتیں بنانے کا کوئی منصوبہ بنائے وہاں سکول چلانے کی کوشش کرے ۔ لیکن موجودہ حالت میں جب انہوں نے ریکوزیشن کروانے کا بل پاس کروا لیا ہے ۔ تو وہ سمجھتے ہیں کہ ان بلڈنگوں کی مالک حکومت خود بن گئی ہے اور اب انہیں نہ کوئی نئی عمارت تیار کرنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی پوسیدہ عمارت کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی وہاں کسی مناسب توسیع کی ضرورت ہے ۔ اس لیے کہ وہ ذمہ داری ہی محسوس نہیں کرتے ۔ اس لیے جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! فاضل ممبر کین نے دو مثالیں دی ہیں ایک تو یہ کہ جو رائٹ آف پرائیویٹ پراپرٹی ہے شائد اس پر ان کے اس حق کو ہم غصب کر رہے ہیں اور دوسرے یہ کہ حکومت کو ایک عام کرایہ دار کے طور پر پیش کر کے مالک مکان کے حقوق کا موازنہ اور مقابلہ کیا جا رہا ہے اور تیسرا یہ کہ پچھلے چار سال میں جب ہم نے لیشنلائزیشن کی ہے ہم نے نئی عمارات کیوں نہیں بنالیں ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پہلا جو پرائیویٹ پراپرٹی کا اختیار ہے اس پر اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے دستور کے مطابق کچھ پابندیاں بھی ہیں ۔ میں جناب والا کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آرٹیکل 24 کی ذیلی دفعہ میں کہا گیا کہ

Article 24 (2) : No property shall be compulsorily acquired or taken possession of save for a public purpose, and save by

the authority of law which provides for compensation therefor and either fixes the amount of compensation or specifies the principles on and the manner in which compensation is to be determined and given.

(3) Nothing in this Article shall affect the validity of —

اور اس کے بعد اس کی سب کلاز تین میں کہا گیا ہے -

(e) Any law providing for the acquisition of any class of property for the purpose of —

(i) providing education and medical aid to all or any specified class of citizens.

پہلی دلیل تو میں یہ دینا چاہتا ہوں کہ پرائیوٹ پراپرٹی کا حق خود اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور میں ہے اور حکومت کی طرف سے عوام کو تعلیم مہیا کرنے کی غرض سے اس پر اس حد تک پہلے ہی پابندی لگا دی گئی ہے - اس لئے میرا پہلا پوائنٹ یہ ہے کہ عوام کو تعلیم دینے کے لئے یہ ایک قدم اٹھا رہے ہیں جو آئین کے عین مطابق ہے - دوسرا یہ بھی بہت بڑا ظلم ہو گا اگر قانون کی حد میں حکومت کو یہاں کرایہ دار ہی کہا جائے لیکن حقیقت میں حکومت کو اگر صرف کرایہ دار ہی سمجھا جائے تو اس کا مقصد یہ ہوگا کہ آپ نے اس قانون کا اصل مطلب نہیں سمجھا - جناب والا ! جتنی تعلیمی پالیسی پر بحث کی جاتی ہے وہ صرف ایک بات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے - مجھے بتایا جائے کہ پھر مفت تعلیم کس طرح سے ہو سکتی ہے پہلے ہمیں یہ کہا گیا تھا کہ پرائیوٹ تعلیمی اداروں میں جتنے طلباء پڑھتے ہیں اس کے حساب سے انہیں پیسے دے دیا کریں - اور آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اگر ہم ایسا کرتے تو اس میں میں کتنی گڑبڑ ہوتی اور کس طرح سے لوگ حکومت اور عوام کے پیسے کو غلط استعمال کرتے - مجھے کوئی یہ بتائے کہ مفت تعلیم اور مفت طبی سہولت کیسے ہو سکتی

ہے جب اس میں پرائیویٹ کاروبار موجود ہو۔ جب تک اس بنیاد کو نہ سمجھا جائے جس پر ہم چلتے ہیں کسی کو دوسری بات سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ جب یہ سمجھ لیا جائے کہ حکومت کا مقصد یہ ہے کہ عوام کو زیادہ سے زیادہ تعلیمی سہولتیں مہیا کی جائیں۔ اور اب ہم یہ کوشش کریں گے کہ میٹرک تک تعلیم مفت دی جائے۔ اور مجھے کوئی بتائے کہ ہر شہری کو مفت تعلیم مہیا کرنے کا اور کیا طریقہ ہو سکتا ہے؟ اور اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں ہے پاکستان کوئی اکیلا ملک نہیں ہے، دنیا کے جس بھی ملک نے مفت تعلیم کا بندوبست کیا ہے انہوں نے تمام پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو نیشنلائز کیا اور اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں ہے حکومت کو ایک عام کرایہ دار نہیں سمجھنا چاہئے، مقصد ہے مسلمانوں کو ایک ایسی چیز کے لئے فروغ دینا جو فرض کی حیثیت رکھتا ہے۔ سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

"طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة"

غور کیجئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سنت واجب مستحب نہیں کہا بلکہ فرض کہا۔ اس لئے کیسی اسلامی حکومت ہوگی جو اپنے عوام کو مفت تعلیم دینے کے لئے کوئی اقدام نہ کرے۔ دوسرا میں نے جواب دیا ہے کہ خود اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور میں پرائیویٹ پراپرٹی پر بہت سی قدغنیں لگائی ہیں اور جن میں تعلیم کے لئے اس کو ایکوزیشن کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ تیسری بات جناب والا! اس میں یہ کہی گئی کہ کیوں نہ اب تک ہم نے اتنے سکول بنا لئے تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ہزاروں سکول ہیں ان کو چار سال کے عرصہ میں نہیں بنایا جا سکتا۔ جناب والا! پانچ بجٹ پیش کئے گئے ہیں۔ ان میں آپ دیکھیں گے کہ ہر سال تعلیمی اداروں کے لئے نیشنلائز کے لئے الگ اور پہلے سے گورنمنٹ کے جو ادارے ہیں ان کے لئے الگ رقم مختص کی جاتی ہے، کتنے کی مرمت کی جائیں گی اور کتنے ہوسٹل کا بندوبست کیا جائے گا۔ اگر لیبارٹری نہیں ہے تو کتنے میں لیبارٹری بنائی جائے گی اور اگر اس کے علاوہ بلڈنگ میں کوئی کمی ہے تو اس کے لئے رقم مختص کی جاتی ہے۔ پچھلے پانچ بجٹ جو ہم نے پیش کئے ہیں ہر سال باقاعدگی سے یہ مد آپ کو ملے گی۔ اب یہ ہے کہ وسائل بہتر طریقہ سے استعمال کیا جا رہا ہے۔ لیکن اتنے وسائل نہیں ہیں کہ پچھلے چار سال میں

تمام کے تمام سکولوں کی بلڈنگیں اٹھا دی جائیں ۔ اس کے بعد یہ سوال بھی کیا گیا کہ لوگوں کو جو کسی بلڈنگ میں خود رہتے ہوں ، ان کو ہم نکال دیں گے یا ان کو ان کے مکان کے استعمال سے روک دیں گے ۔ جناب والا ! یہ تو اصل ایکٹ ہے اس میں یہ بات پہلے سے شامل ہے کہ وہ جائیداد ریکوزیشن ہی نہیں کی جا سکتی جس میں خود کوئی صاحب رہتا ہوا اگر اس بلڈنگ میں کوئی ایسا حصہ ہے جو انہوں نے کرایہ پر دے رکھا ہے اور ان کے ذاتی استعمال میں نہیں ہے صرف اسی حد تک اصل قانون اجازت دیتا ہے ۔ اور اسی چیز میں ہم کوئی ترمیم نہیں لا رہے جس میں کوئی شخص ذاتی طور پر رہ رہا ہو تو اس کو نکال دیا جائے ایسی کوئی ترمیم ہم نہیں لا رہے ۔ اصل ایکٹ میں خود یہ سہولت موجود ہے ۔ اور اس کا مقصد پہلے ہی وزیر قانون صاحب بتا چکے ہیں اور یہ سمجھ لینا کہ یہ حکومت کی کوتاہی کی وجہ سے ہو رہا ہے کہ کرایہ وقت پر نہیں ملتا یہ بات غلط ہے ۔ جناب والا ! آپ فاضل وزیر قانون دان ہیں اور دوسرے بہت سے ممبران بھی اس بات کو سمجھتے ہیں کہ کسی آدمی سے اپنی جائیداد خالی کروانے کا صرف کرایہ ادا نہ کرنا ہی وجہ نہیں ہوتی اور بھی بہت سی وجوہات ہوتی ہیں ۔ اس لئے یہ کہنا کہ حکومت کی اپنی نا اہلی کا ثبوت ہے یہ اس چیز کا ثبوت ہے کہ قانون کسی نے نہیں پڑھا کس آدمی کو بے دخل کروانے کے لئے بہت سی وجوہات ہوتی ہیں ۔ اس لئے میں یہ جواب دینا چاہتا ہوں کہ خالی کروانے کے لئے اور بہت سے جواز جو قانون میں موجود ہیں فاضل عدالتیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ کرتی ہیں اور اس طرح اس پر ہم نے عمل کرنا ہوتا ہے ۔ حکومت کا مقصد مفت تعلیم دینے والے مقصد کو آگے بڑھانا ہے اور ان بلڈنگ کی acquisition صرف اس حالت میں کی جائے گی ۔ جہاں کہ مفاد عامہ میں ضروری ہوگا ۔ تا کہ کسی شخص کو اس کی پرائیویٹ پراپرٹی کے حق میں گڑبڑ کریں گے ۔ یا اس کے حقوق کو تلف کریں گے ۔ صرف وہی کیا جائے گا جس کی آئین اجازت دے گا ۔ شکریہ ۔

Mr. Speaker : The question is :

> That the Punjab Requisitioning of Immovable Property (Temporary Powers) (Amendment) Bill, 1976, be

circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th July, 1976.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That the Punjab Requisitioning of Immovable Property (Temporary Powers) (Amendment) Bill, 1976, be taken into consideration at once.

(*The motion was carried*)

(Clause 2)

Mr. Speaker : Now, we take up Clause 2. I am not allowing amendment No. 1 for the obvious reasons that the very object of the Bill will be frustrated by it. Amendment No. 2. Syed Tabish Alwari, Ch. Talib Hussain, Mr. Rauf Tahir and Syed Tahir Ahmad Shah. Mr. Nazar Hussain Mansoor, Ch. Muhammad Ashraf and Makhdumzada Syed Hassan Mahmud not present.

سید تابش الوری : جناب والا ! میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 2 کی سطر 4 میں الفاظ "تعلیمی درجات" اور ماہین کے درمیان الفاظ "30 جون 1976ء کے بعد قومی تحویل میں لیا جائے" ، ثبت کئے جائیں ۔

Mr. Speaker : The motion is :

That in Clause 2 of the Bill, after the words "Educational Institutions" and before the closing inverted commas, occurring in line 5, the words and figures "to be taken over after the 30th June, 1976", be inserted.

Minister for Law : Opposed.

سید ناہش الوری : جناب والا ! اس ترمیمی قانون کی تحت حکومت یہ اختیار حاصل کر رہی ہے کہ وہ تعلیمی اداروں کے لئے کسی بھی عمارت کو اپنے قبضہ میں لے سکتی ہے یہ اختیار لا محدود ہے ۔ حالانکہ اس قانون کے اغراض و مقاصد میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ اختیار قومی تحویل میں لئے جانے والے تعلیمی اداروں کے لئے حاصل کیا جا رہا ہے ۔ لیکن قانون میں اس کی کوئی وضاحت موجود نہیں ہے اور اگر یہ کلاز اس طرح سے منظور کر لی گئی ۔ تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ تعلیمی اداروں کے لئے عمومی طور پر کسی بھی عمارت کو حکومت acquisition نہیں کر سکے گی ۔ حالانکہ اگر گورنمنٹ یہ چاہتی ہے کہ وہ صرف نیشنلائزڈ اداروں کے لئے یہ رعایت اور اختیار حاصل کرنا چاہتی ہے تو وہ یہاں اس کا واضح طور پر اظہار کر سکتی تھی ۔ اور یہاں یہ کہا جا سکتا تھا کہ تعلیمی اداروں کی جگہ نیشنلائزڈ یا قومی تحویل میں لئے جانے والے اداروں کے الفاظ ثبت کئے جا سکتے تھے ۔ لیکن چونکہ ایسا نہیں کیا گیا ہے اس لئے یہ گمان کرنے میں مدد ملتی ہے کہ حکومت اصل میں ایک محدود مقصد کے لئے نہیں بلکہ ایک لا محدود مقصد کے لئے ریکوزیشن کا اختیار حاصل کرنا چاہتی ہے ۔ وہ نہ صرف یہ کہ قومی تحویل میں لئے جانے والے ایسے اداروں کے لئے پرائیویٹ عمارات پر قبضہ کرے گی ۔ بلکہ دوسری سرکاری اداروں کو بھی ریکوزیشن کا اختیار حاصل کرے گی ۔ اس لئے ہم نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ یہاں اس اختیار کو اس طور پر محدود کر دیا جائے کہ صرف ایسے تعلیمی اداروں کے لئے ریکوزیشن کا اختیار حکومت کو مل جائے جو کہ جون 1976ء کے بعد قومی تحویل میں لئے جائیں ، اس سے پہلے جو ادارے تحویل میں لئے گئے ہیں اور جن کے زیر استعمال پرائیویٹ عمارات ہیں ، ان کو ریکوزیشن کرنے کا اختیار ہم اس لئے نہیں دینا چاہتے ہیں کہ یہ پرائیویٹ عمارات سابقہ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو ایک معاہدے کے تحت کرایہ پر دی گئی تھیں ، اور وہ معاہدہ خاص حالات میں خاص مقاصد کے تحت باہمی مفاہمت کے تحت طے ہوا ہے ۔ وہ بات جو کہ دو سابقہ مالکان کے درمیان طے ہوئی ہو اور جو معاہدہ دو سابق اداروں یا منتظمین کے درمیان عمل میں آیا ہو ۔ اس کو موجودہ حکومت ان حالات میں بعینہ انہیں شرائط کے ساتھ جاری نہیں رکھ سکے گی ۔ جناب والا ! جیسا کہ میں نے تفصیلاً اپنی ابتدائی تقریر میں کہا ہے کہ یہ وہ عمارات ہیں جو کہ نیشنلائزڈ اداروں کے زیر استعمال ہیں ، اور اب ان کی

اکثریت ناقابل استعمال ہے ۔ جو ادارے اس وقت ان پرانیوٹ عمارات میں کام کر رہے ہیں وہ انتہائی ناگفتہ بہ حالات میں کام رہے ہیں ، ان میں سے بیشتر عمارات کو مرمت نہ ہونے کے باعث خطرناک قرار دیا جا چکا ہے ۔ اس لئے اگر حکومت واقعی یہ چاہتی ہے کہ بچوں اور طالبات کے لئے سہولیات فراہم کی جائیں ، تو انہیں کم از کم ان عمارات کے ذریعے سے ان سہولیات کی فراہمی کا اہتمام کرنا ممکن نہیں ہے ۔ چونکہ وہ عمارات سرکاری طور پر ناقابل استعمال قرار دی جا چکی ہیں ، ایسی صورت میں ایسی قانون سازی کا کیا فائدہ کہ ہم اس کے تحت ایسی ناقابل استعمال عمارات کی ریکوزیشن کریں ، اور ان کے کرایہ جات ادا کریں ، اور بچوں کے لئے ان کی زندگی کے لئے مستقبل خطرے بھی پیدا کریں ، اس لئے میں اپنی ترمیم کے ذریعہ سے یہ چاہوں گا کہ اس اختیار کو اسی طور پر محدود کر لیا جائے کہ آئندہ جو ادارے قومی تحویل میں لئے جائیں ۔ ان کے لئے جو بلڈنگ حکومت چاہے انہیں اپنے استعمال میں لانے کے لئے ریکوزیشن کرے ۔ کیوں کہ وہ پھر ایک لئے معاہدے اور لئے حالات میں لئے مالکان کے ساتھ ہوگا اور پرانے مالکان کو محض اس جرم میں یہ سزا دی جا رہی ہے کہ انہوں نے اپنی عمارات کو کسی وقت قومی مقصد کے لئے اور تعلیمی مقصد کے تحت وقف کر دیا تھا ۔ جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ ان عمارات کو بلا ضرورت اور بلا جواز حکومت کے استعمال میں لانے کی اجازت نہیں دی جانی چاہئے ۔ کیونکہ یہ انصاف کے خلاف ہے اور معاہدے کی عمومی روایات سے خلاف ہے ۔

جناب والا ! ان گزارشات اور دلائل کے ساتھ میں جناب وزیر خزانہ اور وزیر قانون سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی اس ترامیم کے مضمرات پر غور کریں اور اپنی اس ترمیم کے اغراض و وجوہ کے ہم آہنگ بنانے کے لئے ہماری اس ضروری ترمیم کو قبول کر لیں جس کے تحت قومی تحویل میں لئے جانے والے اداروں کی سابقہ عمارات ان کے مالکوں کو واپس مل سکیں اور نئی عمارات ان مقاصد کے لئے مجوزہ طور پر حاصل کرنے کا حکومت کو اختیار حاصل ہو جائے ۔

مسٹر سپیکر : مسٹر رؤف طاہر ۔

مسٹر رؤف طاہر : جناب سپیکر ! ابھی وزیر خزانہ صاحب نے فرمایا

ہے کہ اس ترمیم کو لانے کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی اور جو ہم نے ترمیم دی ہے وہ بہت اچھی ہے ۔ جناب والا ! اس فلسفہ میں میں چند گزارشات آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب والا ! یہ بات انہوں نے خود ہی تسلیم کی ہے کہ ان کا جو بنایا ہوا قانون ریعنٹ کنٹرول ایکٹ ہے اس میں بہت سے نقائص ہیں اور ان نقائص کو وہ ختم نہیں کر سکے اور ایک اور قانون کے ذریعے وہ چاہتے ہیں کہ تعلیمی اداروں کو حکومت ریکوزیشن کر سکے ۔ جناب والا ! آپ جانتے ہیں کہ حکومت کے پاس بہت زیادہ وسائل ہوتے ہیں اور جس کی آمدن ایک عام کرایہ دار سے بہت زیادہ ہوتی ہے ۔ بقول وزیر خزانہ ریعنٹ کنٹرول ایکٹ میں بہت سے نقائص ہیں ۔ لہذا انہیں اس قانون کی ضرورت پڑی ہے ۔ جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ اس طرح سے وہ جو لاکھوں کرایہ دار ہیں اور جو عام شہری ہیں اور جو کسی شخص کے کرایہ دار ہیں ان کو یہ سہولت میسر نہیں ہو گئی جن کی آمدن حکومت کے مقابلہ میں بہت حقیر ہوتی ہے ۔ جناب والا ! حکومت کو اس قسم کے وسائل بہت وسیع ہوتے ہیں جناب والا ! اگر اس حکومت کے قانون کی ضرورت ہوتی تو میں سمجھتا ہوں کہ آج سے چار سال پہلے جب یہ مارشل لا ریگولیشن نمبر 118 بنا تھا اور جس کے تحت تعلیم کے شعبے میں اصلاحات کی گئی تھیں اس کے تحت اس کو تحفظ دیا جا سکتا تھا اور ان عمارات کے بارے میں اس وقت بھی اس مارشل لا ریگولیشن میں تحفظات حاصل کئے جا سکتے تھے ۔ لیکن جناب والا ! آپ جانتے ہیں کہ مارشل لا ریگولیشن یا کسی اور قانون پر عمل درآمد کرانے والے نوکر شاہی کے کل پرزے ہوتے ہیں ۔ جناب والا ! اب جو ترمیم لائی جا رہی ہے اس سے ہمارے وزراء کا علم آگاہ نہیں ہو سکتے ۔ جناب والا ! جب ان کو کوئی مشکلات پیش آتی ہیں تو ان کو نئے نئے قانون میں ڈال کر وہ سمجھتے ہیں کہ ہم مشکلات کا مقابلہ کر سکتے ہیں ۔ جناب والا ! ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا ۔ آپ اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ مارشل لا ریگولیشن 118 کے بعد اور مارشل لا کے خاتمے کے بعد اور اس کے نفاذ کے بعد حکومت کے پاس ایمرجنسی پاورز موجود تھیں اور یہ سینکڑوں سکول خالی ہو رہے تھے اور محکمہ تعلیم کے ڈر سے وہ سکول بند کئے جا رہے تھے اور مالکان کو واپس کئے جا رہے

تھے ۔ آپ جانتے ہیں کہ ایمرجنسی پاورز ابھی ختم نہیں ہوئیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کے ذریعے ہم سکول اور کالجز کو ریکویزیشن کر سکتے تھے اور یہ جو کوتاہی ہوئی ہے یا جو موجودہ حکومت سے جرم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ سینکڑوں سکول بند ہو گئے ہیں اور اس کے علاوہ جناب والا ! یہ کہنا کہ نئے سکول کھل رہے ہیں یہ غلط ہے ۔ جناب والا ! 1971ء کی جنگ کے بعد میرے حلقہ نیابت میں بیشمار ایسے سکول ہیں جو ہندوستان کی جارحیت کی جیتی جاگتی تصویر ہیں ان کی دیواریں ٹوٹی ہوئی ہیں اور ہندوستان کے بموں کے دھماکوں کی وجہ سے ان کی عمارات ٹوٹ گئی ہیں اور آج تک ان کی مرمت نہیں ہو سکی ۔ اور اب ایسے سکول کھولے گئے ہیں کہ جن کی کوئی عمارات نہیں ہے ان کے لئے اساتذہ مقرر ہو چکے ہیں لیکن کوئی بھی استاد وہاں نہیں جاتا ۔ جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ حکومت اس ترمیم کے ذریعے جو کچھ سمجھتی ہے یہ غلط ہے اور یہ اس طریقے سے مسائل حل نہیں کر سکے گی اور اس صورت حال کا مقابلہ نہیں کر سکے گی ۔ میں جناب ڈاکٹر صاحب سے یہ عرض کرتا ہوں کہ جب آپ فری میڈیکل ایڈ دیتے ہیں فری ایجوکیشن دیتے ہیں اور جب آپ نیشنلائز کرتے ہیں ۔ جناب والا ! میں ان سے اس بارے میں اتفاق کرتا ہوں لیکن جناب والا ! سکول کے بغیر ۔ کالج کے بغیر ۔ کالج اور سکول کی بلڈنگ کے بغیر آج کے دور میں تعلیم کا تصور نہیں کیا جا سکتا ۔ جناب والا ! میں شاید ان کو مبارک باد دیتا کہ اگر وہ اس ترمیم کو اس طریقہ سے لاتے کہ ایجوکیشن ہو گی اور تمام سکول اور کالجز کو قومی ملکیت میں لیا جائے گا اور مالکان کو اس طرح سے تحفظ مل سکتا ہے کہ اگر حکومت کے پاس مالی وسائل نہیں ہیں تو جناب حکومت یہ کر سکتی ہے کہ مالکان کو اقساط میں مارکیٹ پرائس کے مطابق ان عمارات کی قیمت ادا کر دے اور پھر اس میں جو خدشہ ہے وہ دور ہو جائے گا ۔ جناب سپیکر ! آپ کے حلقے میں بھی ایسے سکول ہیں کہ ایک بلڈنگ کے آدھے حصے میں سکول کھلا ہوا ہے اور دوسرے حصے میں مالک خود رہ رہا ہے اور اس کی باقاعدہ کوئی تقسیم نہیں ہے ۔ جناب والا ! اس طریقے سے میں سمجھتا ہوں کہ ہم لوگوں کے ساتھ انصاف نہیں کریں گے ۔ اگر واقعی حکومت کا مقصد یہ ہے کہ ہم نے تعلیم کو مکمل طور پر نیشنلائز کرنا ہے تو پھر ایجوکیشن کی ترمیم لاتی اور ریکوزیشن کی ترمیم نہ لاتی اور جناب چوہدری طالب حسین

صاحب نے جن خدشات کا اظہار کیا ہے کہ اگر کوئی مالک مکان اس کو بیچنا چاہتا ہے تو وہ نہیں بیچ سکے گا۔ لیکن اگر حکومت ان کو ملوکیٹ پرائس کے مطابق خرید لے اور ان کو اقساط میں رقم واپس کر دے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ شکوک و شبہات ختم ہو جائیں گے اور مالکان کے لئے وہ مشکلات جو اس قانون کی وجہ سے پیدا ہو جائیں گی وہ بھی پیدا نہیں ہو سکیں گی۔

جناب والا! آخر میں میں یہ گزارش کروں گا کہ اس قانون کو لانے کی ضرورت نہیں تھی۔ آپ کے پاس ڈی۔ پی۔ آر۔ موجود تھا ایمرجنسی پاورز موجود تھیں۔ جناب والا! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر لوگوں کی بہتری کے لئے اس ایمرجنسی کو استعمال کیا جاتا ہے اور ان اصلاحات کو کامیاب بنانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے تو اس میں کوئی نہ کوئی اچھائی کا پہلو نکل سکتا تھا لیکن جناب والا! آج جو قانون پیش کیا گیا ہے اور یہ دعویٰ جو لیشلائزیشن کو کامیاب بنانے کے لئے ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ واقعات کے خلاف ہے۔

وزیر خزانہ: جناب والا! میں فاضل مقرر کی تقریر میں مداخلت نہیں کرنا چاہتا تھا۔ جناب والا! میں نے اپنی تقریر میں یہ کہیں نہیں کہا کہ رینٹ کنٹرول ایکٹ میں کچھ نقائص ہیں۔ جناب والا! مجھے تو پتہ ہی نہیں کہ رینٹ کنٹرول ایکٹ کیا ہے اور نہ ہی رینٹ کنٹرل ایکٹ کا لفظ میں نے اپنی تقریر میں استعمال کیا ہے۔

مسٹر رؤف طاہر: جناب والا! آپ ریکارڈ کو دیکھ لیں۔ انہوں نے یہ لفظ استعمال کیا تھا۔

مسٹر سپیکر: نہیں۔ آپ نے یہ بات کہی تھی کہ عدم ادائیگی کرایہ ہی نہیں بلکہ اور بھی بہت سی وجوہات ہیں۔

وزیر خزانہ: جناب والا! میں نے یہ نہیں کہا کہ رینٹ کنٹرول ایکٹ میں بہت سے نقائص ہیں۔ جناب والا! میں تو قانون سے واقف نہیں ہوں اور نہ میں کوئی قانون دان ہوں۔ میں نے یہ الفاظ استعمال نہیں کئے۔

مسٹر رؤف طاہر : نہیں - آپ یہ کہہ رہے تھے کہ وہ صرف کرایہ کی مدم ادائیگی نہیں ہے اور بھی وجوہات ہوتی ہیں جس کی بنا پر تخلیات کو خالی کرایا جا سکتا ہے اور آپ کا ویفرنس براہ راست رینٹ کنٹرول ایکٹ کی طرف تھا - لیکن آپ نہیں جانتے - جناب شیخ صاحب جانتے ہیں کہ میں کرائے کے مکان میں رہتا ہوں اور مجھے میرے مالک مکان نے نوٹس دیا ہوا ہے کہ مکان خالی کر دو - اس لئے میں کہہ رہا تھا کہ جانے ہو لاکھوں کرایہ دار ہیں اور وہ اب کہہ رہے ہیں کہ میں نے نام نہیں لیا اور خود تسلیم کرتے ہیں کہ بہت سی وجوہات کی وجہ سے یہ ہو سکتا ہے -

Mr. Speaker : Now the question before the House is :

> That in Clause 2 of the Bill after the word "Educational Inistitutions and before the closing" occuring in line-5 the words and figures to be taken over after the 30th June, 1976 be inserted.

(*The motion was lost*)

مسٹر سپیکر : اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ کلاز 2 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 3)

Mr Speaker : Now Clause 3 of the Bill is under consideration.

Haji Muhammad Saif Ullah Khan : I oppose.

Mr. Speaker : No amendment 4 of the Bill is under consideration.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

> That in Clause 3 of the Bill, for the full stop appearing at the end of line 3, a

semicolon be substituted and after this proviso as so amended the following proviso be added.

Provided further that no building which is used for imparting education through the private educational institutions shall be requisitioned.

وزیر قانون : جناب والا ! فاضل رکن نے جو ترمیم پیش کی ہے اسے میں قبول کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker : Now the amendment moved and the question before the House is :

That in Clause 3 of the Bill, for the full stop appearing at the end of line 3 a semicolon be substituted and after this proviso as so amended the following proviso be added :

Provided further that no building which is used for imparting education through the private educational institutions shall be requisitioned.

(*The motion was carried*)

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 3 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 1)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز نمبر 1 زیر غور ہے ۔ ۔ ۔ ۔ یہ کلاز اب delete تو نہیں ہو سکتی ۔

وزیر قانون : جی نہیں۔

Mr. Speaker : No amendment is moved.

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 1 بل کا حصہ بنے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(پری ایمبل)

مسٹر سپیکر : اب بل کا پری ایمبل زیر غور ہے۔

سوال یہ ہے۔

کہ پری ایمبل کا حصہ بنے۔

(تحریک منظور کی گئی)

پری ایمبل بل کا حصہ بنتا ہے۔

مسٹر سپیکر : اب بل کا لانگ ٹائیٹل زیر غور ہے کیونکہ اس میں کوئی ترمیم نہیں اس لئے یہ بل کا حصہ بنتا ہے۔

اب ہم تیسری ریڈنگ پر آتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :۔

کہ دی پنجاب ریکوزیشننگ آف امووایبل پراپرٹی (ٹمپریری پاورز) (امنڈمنٹ) بل 1976ء منظور کیا جائے۔

جناب والا ! میں اس کے ساتھ ہی حزب اختلاف کے ان دوستوں کا جنہوں نے مناسب ترامیم پیش کیں اور جس انداز میں اس پر بحث کی شکر گزار ہوں اور مجھے امید ہے کہ وہ اسے قبول کریں گے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ دی پنجاب ریکویزیشننگ آف امووایبل پراپرٹی (ٹمپریری پاورز) (امنڈمنٹ) بل 1976ء منظور کیا جائے ۔

سید قابش الوری : جناب والا ! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

جناب سپیکر ۔ موجودہ ترمیمی قانون کے تحت جس کی اب ہم تیسری خواندگی کر رہے ہیں ہماری یہ ترمیم منظور کی گئی ہے ۔ جس میں حکومت کا یہ اختیار اس حد تک محدود کیا گیا ہے کہ وہ قومی تعلیمی اداروں کے لیے یا تعلیمی اداروں کے لیے کسی بھی عمارت کو اپنے قبضے میں لے سکے گی ۔ لیکن کسی ایسی عمارت کو حاصل کرنے کا اسے اختیار نہیں ہو گا جو کسی نجی تعلیمی ادارے کے اس وقت زیر استعمال ہے ۔ جناب والا ! یہ ترمیم اتنی اہم اور ضروری تھی اور اس نتیجہ میں جن دیہات کا ہم نے اظہار کیا ہے اس کے نتیجے میں مختلف نجی تعلیمی ادارے ایک خوف محسوس کر رہے تھے کیونکہ حکومت کا اختیار لا محدود ہو گیا تھا ۔ حکومت کو اس طرف یہ کہ قومی تحویل میں لیے جانے والے تعلیمی ادارے کے زیر استعمال عمارت کو حاصل کرنے کا اختیار مل گیا ہے بلکہ اس قانون کے تحت اسے یہ اختیار حاصل ہو جاتا تھا کہ اگر وہ چاہے تو اسے نجی تعلیمی اداروں کی زیر استعمال عمارتوں کو بھی قبضے میں لے لے جو اس وقت حکومت نے اپنی تحویل میں نہیں لیے ۔ لیکن ان کی تعداد خاصی ہے ۔ جناب والا ! ابھی جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ مفت تعلیم کی منزل کی طرف سفر کر رہے ہیں اور اس کے لیے requisition اور دوسرے اقدامات ناگزیر ہیں ۔ لیکن خود انہوں نے اس تضاد کی وضاحت نہیں فرمائی ۔ مفت تعلیم کے لیے انہوں نے بعض اداروں کو قومی تحویل میں لیا ہے اور ان کی عمارتوں کو بھی حاصل کرنے کے لیے قانون پیش فرما دیا ہے ۔ لیکن چند ایسے ادارے ہیں جو ابھی تک نجی طور پر قائم ہیں اور ان کو انگریزی تعلیمی اداروں کا نام دیا جاتا ہے یا پبلک سکولوں کا نام دیا جاتا ہے جہاں ایک طبقے کے لوگ تعلیم پاتے ہیں انہیں ابھی تک انہوں نے قومی تحویل میں لینے کی ضرورت

محسوس نہیں کی اور وہ برابر اعلان کیے چلے جا رہے ہیں کہ وہ مفت تعلیم کی منزل کی طرف گامزن ہیں ۔ جناب والا ! وہ یہ محسوس کر رہے ہیں اور ان کی یہ متضاد پالیسی لوگوں کو کشمکش میں مبتلا کیے ہوئے ہے ۔ وہ ایک طرف تو تعلیمی اداروں کو اپنے قبضے میں لینا چاہتی ہے اور دوسری طرف ایسے تعلیمی اداروں کو قبضے میں نہیں لینا چاہتی بلکہ نئے تعلیمی ادارے کھولنے کی فکر میں ہے ۔ تو مجھے بتائیں کہ وہ مفت تعلیم کہاں لوگوں کو فراہم کر رہے ہیں ؟ پھر یہ کہ مفت تعلیم کا تصور بھی عجیب ہے کہ وہ امیروں کے لیے بھی مفت ہے اور غریبوں کے لیے مفت ہے ۔ اس میں بھی کوئی امتیاز نہیں ہے ۔ سرکاری ادارے میں پڑھنے والا امیر ترین فرد کا بچہ بھی مفت تعلیم حاصل کر رہا ہے اور غریب ترین کا بچہ بھی مفت تعلیم حاصل کر رہا ہے ۔

Mr. Speaker. Should there be some cess on the people with higher income.

سید تابش الوری : جناب والا ! اس لیے کہ جو متضاد پالیسی ہے اس کو واضح کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مجھے تو اصل میں آپ نے suggest نہیں کیا ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں یہ عرض کرنی چاہ رہا ہوں کہ اگر حکومت تمام تعلیمی ادارے حاصل کر لے تو ایک فلاحی مملکت کی حیثیت سے اس کی حمایت کی جا سکتی ہے ۔ لیکن اس نے ایسا نہیں کیا ۔ اور ایسا اس لیے نہیں کیا اور اس کی دلیل یہ دی ہے کہ چونکہ بعض امیر طبقے اپنے بچوں کے لیے بڑے اخراجات afford کر سکتے ہیں ۔ اس لیے ہم ان نجی تعلیمی اداروں کو برقرار رکھتے ہوئے ہیں ۔ وہ خود ایک طبقاتی نظام کو قائم اور راسخ کرنے کے لیے کام کر رہے ہیں ۔ اور دوسری طرف مفت تعلیم کا مژدہ سنا رہے ہیں ۔ اس لیے انہیں اپنی اس متضاد پالیسی کو تبدیل کرنا چاہیے اور نجی تعلیمی اداروں کو اگر فروغ دینا ہے تو انہیں آزادی ملنی چاہیے کہ وہ ان قوانین سے استثنیٰ حاصل کر کے عوام کو زیادہ سے زیادہ تعلیمی سہولتیں فراہم کرنے کے لیے اپنا قومی فرض ادا کریں۔ یا پھر حکومت اس پالیسی کا اعلان کر دے کہ اس صوبے اور ملک میں اب کوئی

تعلیمی ادارہ نجی سطح پر نہیں چلایا جائے گا ۔ جب تک متضاد پالیسی قائم ہے ۔ جب تک وہ اس طبقاتی نظام کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں اس وقت تک انہیں یہ اعلان کرنے میں کم از کم عجلت نہیں کرنی چاہیے کہ وہ پوری قوم کے لیے مفت تعلیم کا انتظام کر کے ایک طبقہ اور ایک طبقاتی معاشرہ قائم کرنے کی طرف سفر کر رہے ہیں ۔ اس لیے جناب والا ! میں ان الفاظ کے ساتھ حکمران پارٹی کا ممنون بھی ہوں کہ انہوں نے ہماری ایک جائز اور ضروری ترمیم کو قبول کر لیا جس کے نتیجہ میں نجی تعلیمی اداروں میں تحفظ پیدا ہو گا اور وہ زیادہ دلچسپی اور یکسوئی کے ساتھ قومی تعلیمی مقاصد کے لیے اپنی خدمات بہتر طور پر انجام دے سکیں گے ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

> کہ دی پنجاب ریکوزیشننگ آف اموویبل پراپرٹی (ٹمپریری پاورز) (امنڈمنٹ) بل 1976ء منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

رکن اسمبلی کا حلف

رسم حلف وفاداری :

۱ ۔ مسٹر ای ۔ ڈلشا ۔

مسئلہ استحقاق

دستور کے آرٹیکل 171 کے تحت صوبہ پنجاب کے حسابات سے متعلق صوبہ کی محاسب اعلیٰ کی رپورٹ کا اسمبلی میں پیش نہ کیا جانا (جاری)

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب آپ نے تحریک استحقاق کے متعلق کچھ بتانا تھا ۔

وزیر خزانہ: جناب والا! یہ تحریک استحقاق نمبر 21 ہے جناب والا! اگر یہ فیصلہ فرمالیں کہ اس کو مجلس استحقاق کو بھیج دیا جائے مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کی وضاحت ہو جائے اور اس طرح سے تصویر سامنے نہ آئے جیسے یہ حکومت کی کوئی کوتاہی یا غفلت ہے۔ اور اس کے ثبوت میں میں چلے آئین کی دفعہ 171 آپ کو بتانا چاہتا ہوں اس میں وقت کا کوئی تعین نہیں ہے۔ یہ میرا پہلا پوائنٹ ہے اگر اس میں وقت کا تعین ہوتا تو پھر استحقاق مجروح اس طرح ہوتا کہ فلاں وقت پیش کرنا چاہیئے تھا اور چونکہ یہ فلاں وقت پیش نہیں کی گئی اس لیے درست نہیں۔ یہ میری ایک دلیل ہے کہ اس میں وقت کا تعین نہیں ہے۔ دفعہ 171 آرٹیکل میں یہ تو دستور کی پوزیشن تھی۔ دوسری عملی پوزیشن ہے عملی طریقہ یہ ہے کہ 71-1970 کی رپورٹ جو اس ایوان میں 16 دسمبر 1974ء کو پیش کی گئی تھی اور اسی روز پبلک اکاؤنٹس کمیٹی جو اس ایوان کے فاضل اراکین پر مشتمل ہے دے دی گئی تھی۔ اس کمیٹی نے صبح جناب والا! سے درخواست کی ہے کہ 71-1970ء کی رپورٹ کو مکمل کرنے کے لیے 30 اکتوبر 1976ء تک توسیع کر دی جائے۔ عملی طور پر پنجاب اسمبلی کی اکاؤنٹس کمیٹی ابھی تک 71-1970ء کی رپورٹ مکمل نہیں کر سکی اور آج صبح جناب والا! سے درخواست کی گئی ہے اور جناب والا! نے منظوری بھی دے دی ہے کہ 30 اکتوبر 1976ء تک اضافہ بھی کر دیا گیا ہے گویا عملی طور پر کسی کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا کیونکہ عملی طور پر پبلک اکاؤنٹس کمیٹی اس قابل نہیں ہے کہ وہ 72-1971 کی رپورٹ کے کا معائنہ کرنے کے قابل نہیں ہے۔ میرا دوسرا پوائنٹ یہ ہے کہ 72-1971ء کی رپورٹ اسمبلی سیکرٹریٹ میں کو پیش کر دی ہے۔

مسٹر سپیکر: کس کی؟

وزیر خزانہ: 71-1970ء کی۔

مسٹر سپیکر: پہلی کونسی پیش ہوئی ہے۔

وزیر خزانہ: پہلی 72-1971ء اور دوسری 72-1971ء کی اسمبلی سیکرٹریٹ کو پیش کر دی ہے اس کی چھپائی میں وقت لگے گا اور جب آپ کا سیکرٹریٹ اس قابل ہو اس کو ایوان کی میز رکھ دیا جائے گا۔ بہر حال

میں نے آپ کی میز رکھ دیا ہے دوسرے میں نے یہ عرض کرنا تھا کیونکہ یہ بھی ایک ٹکنیکل پوائنٹ ہے ۔ ہمارے ہاں اکاؤنٹنگ کا سسٹم ایسا ہے کہ اس میں دیر لگتی ہے 74-1973ء کے اکاؤنٹس ابھی تک کلوز نہیں ہوئے ۔ 73-1972ء کی رپورٹ تیار ہو چکی ہے اور وہ اکاؤنٹنٹ جنرل کے تحت چھپ رہی ہے ۔ اور وہ ابھی آپ تک نہیں پہنچی ۔ یہ ثبوت دینے کا مقصد میرا یہ تھا کہ پاکستان میں اکاؤنٹنگ کا سسٹم کچھ اس قسم کا ہے کہ اس میں دیر لگتی ہے اور اگر یہ دیکھا جائے کہ۔۔۔

مسٹر سپیکر : اکاؤنٹنگ میں دیر لگا ہی کرتی ہے یہ کوئی بات نہیں کیونکہ اس کی چیکنگ کرنا ہوتی ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ دلیلیں دینا چاہتا تھا کہ اکاؤنٹس میں دیر لگتی ہے کیونکہ یہ تمام عملی چیزیں ہیں ۔ اور دوسرے عملی طور پر کوئی استحقاق مجروح نہیں ہو رہا ہے ۔ کیونکہ اکاؤنٹس کمیٹی 71-1970ء کے اکاؤنٹس کے کام میں لگی ہوئی ہے اور 30 اکتوبر تک اس رپورٹ کو تیار کرنے میں لگی رہے گی۔ لیکن اگر جناب والا یہ سمجھیں کہ اس کو کمیٹی کے پاس بھیجا جائے مجھے اس میں بھی کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں نہیں سمجھتا کہ جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے وضاحت کی ہے اور اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں ہے کیونکہ یہی باتیں وہاں کی جائیں گی اور اس سے کمیٹی کیا نتیجہ نکالے گی ۔ میرے خیال میں یہ وقت کا ضائع ہو گا ۔ میں درخواست کروں گا کہ اس کو مزید پریس نہ کیا جائے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : وہ پریس کر رہے ہیں اور حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب کی تجویز یہ تھی کہ اس کو مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیا جائے ۔

وزیر خزانہ : مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ۔ جناب وزیر خزانہ کا ایک خاص طریقہ یہ ہے کہ وہ معاملے کو زیادہ سے زیادہ الجھانے کی کوشش کرتے ہیں اور

وزیر آباد کے ٹکٹ پر وہ کراچی پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں ۔ میں نے اپنی تحریک استحقاق میں یہ کہا ہے کہ 72-1971ء سے لے کر ابھی تک رپورٹس اس اسمبلی میں پیش نہیں ہوئیں میں نے یہ نہیں کہا کہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی بے کار بیٹھی ہے اس کے پاس کام نہیں ہے وہ کیا کر رہی ہے ۔ میں نے صرف یہ گذارش کی ہے کہ ہمارا دستوری استحقاق یہ ہے کہ ہر سال کی رپورٹ اس ایوان میں پیش کر دی جائے ۔ تاکہ اسمبلی یہ جائزہ لے سکے ۔

وزیر خزانہ : وہ کہاں ہے ؟

سید تابش الوری : یہ دستوری استحقاق ہے کہ آرٹیکل 171 کے تحت ہر سال کی رپورٹ اسمبلی میں پیش ہونی چاہیے ۔

مسٹر سپیکر : پیش ہونی چاہیے لیکن کب ہونی چاہیے ۔

سید تابش الوری : اس میں تاریخ کا تعین نہیں لیکن کیا آپ اس کو پسند کریں گے ۔ کہ 72-1971 کی رپورٹ 1978ء میں پیش ہو ۔ مقصد یہ ہے کہ وہ رپورٹ ان وجوہ پر مشتمل ہونی چاہیے ۔ اور ان اعتراضات پر جن میں یہ کہا جاتا ہے کہ جو بجٹ اس اسمبلی نے منظور کیا تھا اس کی روشنی میں رقم صحیح طور پر خرچ ہوئی ہے یا نہیں اگر اس کا جائزہ آٹھ سال کے بعد لیا جاتا ہے تو مجھے بتائیے اس کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے ۔ اس لیے جناب وزیر خزانہ کو اعتراف کرنا چاہیے محاسب اعلیٰ اس سلسلے میں اپنی ذمہ داری ادا کرنے میں ناکام رہے ہیں اور حکومت ان سے ہر وقت رپورٹ حاصل نہیں کر سکی اس طور ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور اس کا صحیح طور پر جائزہ لینے کے لیے مجلس استحقاق ہی ہے ۔ جہاں اکاؤنٹنٹ جنرل اگر وہ وجوہ بیان کریں گے اگر وہ 71-1970 کی رپورٹ پیش کر سکتے تھے تو 72-1971ء اور 73-1972 کی رپورٹ بھی پیش کر سکتے تھے ۔

مسٹر سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے اسمبلی کے دفتر کو بھیج دی ہے ۔

سید تابش الوری : وہ ہمارے پاس نہیں آئی ہے آپ کے پاس آئی ہو گی اس طرح اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ ایک سال سے آئی ہوئی تھی لیکن ہمارے پاس نہیں آئی تھی ۔

مسٹر سپیکر : میں آپ کی بات پر اعتراض نہیں کر رہا ہوں لیکن آپ نے کہا ہے کہ فلاں شخص آ کر اس کا جواب دے گا۔ ممکن ہے کوئی اور صاحب ہو 72-1971ء کی رپورٹ آ گئی ہے۔

سید تابش الوری : میں نے 72-1971ء اور 73-1972ء کی رپورٹ کے متعلق کہا ہے۔

مسٹر سپیکر : 72-1971 کی تو اکاؤنٹنٹ جنرل صاحب نے گورنر صاحب کو پیش کی ہوگی اس نے پھر گورنمنٹ کو بھیج دی ہوگی۔

سید تابش الوری : یہ تو تمام مفروضات ہیں۔

مسٹر سپیکر : وہ کہتے ہیں کہ میں نے اسمبلی سیکرٹریٹ کو دے دی ہے۔

سید تابش الوری : جناب 71-1970ء کی رپورٹ بھی ہماری تحریکوں کے جواب میں 1974ء میں پیش ہوئی تھی۔ یعنی وہ بھی رضاکارانہ طور پر پیش نہیں کی گئی۔ اس کے لیے بھی بے حد اصرار ہوا۔ پورے ایوان نے مطالبہ کیا تب 71-1970ء کی رپورٹ 1974ء میں پیش ہوئی ہے۔ اس لئے ہم یہ عرض کرنے میں حق بجانب ہیں کہ اس میں جو کوتاہی ہوئی ہے۔ جو غفلت ہوئی ہے۔ وہ کس کی وجہ سے بھی ہوئی ہو۔۔۔

مسٹر سپیکر : چلی بات تو یہ ہے کہ کوتاہی ہوئی ہے؟ یہ determine کرے گی۔ دوسری یہ کہ کوتاہی کس کی ہوئی ہے ؟

چودھری طالب حسین : وہ پرولیجز کمیٹی کرے گی۔

مسٹر سپیکر : کیونکہ اس میں کچھ اکیڈمک بات بھی آ جاتی ہے کہ ان میں سے بہت سے سال تو وہ بھی ہیں جو کہ پارلیمنٹری لائف کے سال نہ تھے۔

We are actually lagging behind, may be for many other reasons not necessarily advanced by the hon'ble Minister. That may be besides the point. The Privileges Committee will inquire into it.

سید تابش الوری : 71-1970ء کا سال تو بالکل ہی پارلیمانی سال نہ تھے - اس پر ہم غور کر رہے تھے -

مسٹر سپیکر : یہی میں عرض کر رہا ہوں -

If we are lagging behind, the reasons may be different than what has been stated here. Now, do the members agree that it should go to the Privileges Committee ?

Voices –Yes

Mr. Speaker.It is referred to the Committee on Privileges. The report to come by 31st of August, 1976.

The House is adjourned. It shall reassemble tomorrow at 8.30 a.m.

(اسمبلی کا اجلاس 30 جون 1976ء بروز بدھ ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا)

فہرست

(بحوالہ اشان زدہ سوال نمبر 6980)

ادویات جو دیہی مرکز صحت چک جھمرہ مہیا کی گئیں ۔

S. No.	Name of Medicines	Quantity
1.	Acriflavine powder.	25 Gm.
2.	Chlorophinical cap.	2000 cap.
3.	Amylum.	30 KG.
4.	Digxin. Tab.	5000 tabs.
5.	Glucose 50% 25 cc amp	1000 amp
6.	Glycarine Pure.	60 lb.
7.	Inj. Penciline Benzyl 5 laks	10000 Vials.
8.	Inj. Penciline Benzyl 10 Laks	2000 vials.
9.	Inj. Procain Pencilline 4 laks.	2000 vials.
10.	Inj. Testostrequin 25 Mg.	2000 Amp.
11.	Tube Magnasium Tricibicate.	2000 tubes.
12.	Inj. Nekthamide	500 Amp.
13.	Oliun Ricini	36 Lb.
14.	Potasium Permagnate.	10 Kg.
15.	Procain Hydrochloride 1 c. Bottle.	20 Bottle.
16.	Oxtetracycline Syp.	10 Bottle.
17.	Tab. Phenebarbitone.	10000 tabs.
18.	Tab. Quine Sulphas.	10000 tabs.
19.	Sulphadizine.	12000 tabs.
20.	Sulphagonadine.	12000 tabs.
21.	Cap. Oxtetracycline.	1000 caps.
22.	Tab. Cunathidine.	5000 tabs.

S. No	Name of Medicines	Quantity
23.	Tab. Carminative.	24000
24.	Tab. Chlorpromazine. 10 my.	5000
25.	Tab. Metamyzel Comp.	500
26.	Tab. Furazulamide,	400
27.	Tab. Nicotimic Acid.	3000
28.	Tab. Buta Mide.	2000
29.	Sulphacatamide eye drop 20%	100 Bottle
30.	Gentamycine cream.	10 tube.
31.	Inj. Dipyran.	200 amps
32.	Broxyuinoline comp. cap.	200 caps.
33.	Tab. Diazepan.	200 tab.
34.	Tab. Chlordiazeporids 10 mg.	2000 tubes
35.	Veginal tab.	1000 tab.
36.	Syringe all glass 55 cc.	5 No.
37.	Needle Hydermic No 1.	16 Dozen.
38.	Needle Hypadermic No. 12.	16 Dozen.
39.	Allis Forceps.	12 No.
40.	Catgut plain No. 3	12 tube.
41.	Nylon Thread.	50 Pkt.

ادویات جو دیہی مرکز صحت رجانہ کو مہیا کی گئیں

Acriflavine powder.	200 Gm.
Acpsirine powder.	8 Lb.
Aesenti pectiniium.	25 Gm.
Anodiens.	2 Lb.
Bottle empty 4 Oz.	6 No.
,, 2 Lb.	40 No.
B. P. Blade.	6 Pkt.

فہرست

S. No	Name of Medicines	Quantity
	Bandages 4×6 yards	25 Dozens.
	do 2×5 ,,	100 Dozens
	do. do. ,,	63 Dozens.
	Cotton.	100 Lb.
	Caffine citras.	4 Lb.
	Caffine ,,	5 Lbs,
	Calium power.	6 Lb.
	do.	10 Lb.
	Cap. Oxytetracycline.	1000 Cap.
	do.	200 ,,
	do. Chlarophinical	5000 ,,
	Cal-gut Chromic.	48 tubes.
	,, Plane.	12 tubes.
	,, Bottle.	5 Lb.
	Extglycirhiza.	60 Lb.
	Settlholglycerine.	6 Lb.
	Guation blolet	25 oz.
	Pure Glycrine.	10 Lb.
	,, ,,	50 Lb.
	By Deproa.	200 Inj.
	,, Glucise 50%	100 inj.
	Aqua Destilated	2000 inj.
	Chloragine.	50 inj.
	Aqua Destilated.	100 inj.
	Chloragine.	100 inj.
	Ergonntinna.	25 inj.

S. No	Name of Medicines	Quantity
	Chloraphinal.	6 vials
	Adanatibe.	10 vials.
	Inj. Napercine 3 cc.	50 inj.
	Abovlanutro Troupine.	one bottle.
	Dol Plotorate.	20 inj.
	,, ,,	9 inj.
	Binyl Pencillin.	2000 vials.
	,, ,,	2000 vials.
	,, ,, 10 lac	2000 vials.
	,, ,, 10 lac	1000 vials.
	Procain penicillin.	5000 vials.
	Intestine 4 lac.	25 Amp.
	Glucose 50%	200 Amp.
	,, 25%	200 Amp.
	5% Glucose Narmal Saline.	10 Bottle.
	,, ,, ,,	5 Bottle.
	,, ,, ,,	50 Bottle.
	,, ,, ,, Water	10 Bottle.
	Hyocineto.	40 Amp.
	A. T. S. 1500 Vials	40 Amp.
	Glucose 25%	200 Amp.
	Hyocine cop. 5cc.	200 Amp.
	Streptomycine. 1 gm.	200 vials.
	Streptomycine. 1 gm.	500 vials.
	Prenobarbiton.	25 Amp.
	Liq. Iodine mitis.	30 Lb.
	,, ,,	30 Lb.
	Amonia Putas.	10 Lb.

S. No.	Name of Medicines	Quantity
	Inj. Glucose in water 5%	50 Bts.
	Mistocromepindin.	100 Gm.
	Mag. Sulph.	50 Lb.
	Betromycine powder.	20%
	Parappcine.	10 Lb.
	Phoyistine.	3 Lb.
	Pot. Bromide.	5 Lb.
	Glucose in water	50 bottle.
	Potociam Citras.	20 Lb.
	"	20 Lb.
	Pasuffine Mota.	80 Lb.
	Sulphacutamides eye dropp Bottle.	
	Sypchlorphenid.	20 bottles
	Soda Citras.	5 Lb.
	"	1 Lb.
	Soda Bycarb.	40 Lb.
	Sypoxytetracycline.	50 Gm.
	Spt. Aether Notro	75 Lb.
	"	50 Lb.
	Ammalecarchitaic.	50 Lb.
	"	50%
	Ammaiecarohitaic.	50 Lb.
	Mathelated.	40 Lb.
	Chloro form.	50 Lb.
	TAB Eqhedrine comp.	2000 Lb.
	Thitypngine.	500 Lb.
	A. P. C.	2000 Lb.

S. No.	Name of Medicines	Quantity
	Astralicamide.	2000 Lb.
	Bendrofluzid.	500 Lb.
	Capsule Diphemygayrativ.	8 cap.
	Tablet Asprine.	4000 Tabs.
	B-Complex tablets.	4000 tabs.
	Methazulpha	300 tabs.
	Chlorofine.	5000 tabs.
	Chloroprouiazn. 10 mg.	500 tabs.
	,, 10 mg.	2500 tabs.
	Digoxine.	200 tabs.
	Chlorophencrenive.	1000 tabs.
	Digoxine	6000 tabs.
	Chlorophenirēniv.	1000 tabs.
	Epnedrinchyd ½ gm.	2500 Tb.
	Di-idohydroxy quinlive.	5000 tb.
	Fesei-chilonate.	4000 tb.
	Multivitamine.	1000 tb.
	Phenobartsitori.	3000 tb.
	,,	10000 tb.
	Amunium Thylinecomp	500 tb.
	Dazipew.	1000 tb.
	Sulphagonadine	4000 tb.
	Phyal Butazonsiline.	5000 tb.
	Paeracetamol.	5000 Tbs.
	Supoadimadine	24000 Tbs.

فہرست

ادویات جو پراگری رورل ہیلتھ سنٹرماموں کانجن کو مہیا کی گئیں

S. No.	Name of Medicines	Supplied by D.H.O.	M.S.D.	A.D.H.O.
1.	Tr. Cardo Co	2 Lbs.	—	150 Lbs.
2.	Tr. Iodeno	2 Lbs.	—	40 Lbs.
3.	Tr. Ipacas	—	—	14 Lbs.
4.	Tr. Baladone	—	—	10 Lbs.
5.	Tr. Campher co	—	—	10 Lbs.
6.	Tr. Feriperchlor	—	—	2 Lbs.
7.	Tr. Hyocymus	—	—	20 Lbs.
8.	Tr. Nuxvomica	—	—	5 Lbs.
9.	Aqua Monthaqip	—	—	5 Lbs.
10.	Distilled water 5 cc	—	—	6,000 Amps
11.	Glucose Saline 5%	10 Bot.	—	33 Bott.
12.	Acriflavin powder.	—	—	200 Gms.
13.	Xylocain	—	—	14 vials.
14.	Tr. Benzon co.	—	—	5 Lbs.
15.	Liq. Glycerrhiza	—	—	100 Lbs.
16.	Hydrogen peroxide.	—	—	2 Lbs.
17.	Inj. Glucose 5% 25 cc	—	—	10 Amp.
18.	Cap. Filliban.	—	—	30 Caps.
19.	Inj. Vit. B. Compound	—	—	10 Amp.
20.	Tab. Phenobarbitone cc.	100 Tabs.	5000	4000 Tbs.
21.	Boric Acid.	—	—	120 Lbs.
22.	Tab. Quinie Sulphas.	2000	20,000	—
23.	Tab. Chlorpramazine	30 Tab.	[illegible]	—
24.	Tab. Asprine	8000	50,000	—
25.	Tab. A. P. Coding	—	5000	—

S.No.	Name of Medicines	Supplied by D.H.O.	M.S.D.	A.D.H.O.
26.	Tab. Bollargol	—	5000	—
27.	Tab. Gastropin	—	—	—
28.	Tab. Reserpine	—	2000 Tabs.	—
29.	Tab. Bendrofluthiazol	—	5000	—
30.	Tetracyclino Cap.	—	—	6000
31.	Chloramphenicol Cap.	150	2000	1000
32.	Tab. P. A. S.	—	20,000	—
33.	Sulphadiazine.	5000	50,000	—
34.	Tab. Phthalysulphthiazol	5000	10,000	—
35.	Tab. Histamol	—	55,000	—
36.	Tab. Antacid	2116	—	—
37.	Tab. Amnophyline Compound.	—	—	5000
38.	Tab. Aminophylino	4000	—	—
39.	Tab. Vit c 100 mg.	5000	—	—
40.	Tab. B. Complex	2000	50,000	5000
41.	Tab. Vit. B. Compound	—	—	—
42.	Tab. Aniudopat	200	—	—
43.	Tab. Soda Mont	—	—	5000 Tabs.
44.	Tab. Ephodrino	—	50,000	5000
45.	Tab. Chloramphenicol	400 Tabs.	—	—
46.	Pot. Citras.	—	20 Lbs.	10 Lbs
47.	Kaoline Powder.	2 Lbs.	—	70 Lbs.
48.	Tab. Fer azalidine	150 Tabs.	—	—
49.	Tab. Pot. Permagnate	1 Lbs	—	—

S. No.	Name of Medicines	Supplied by D.H.O.	M.S.D.	A.D.H.O.
50.	Doda Bicarb.	25 Lbs.	—	20 Lbs.
51.	Sodium Chloride	—	—	—
52.	Tab. Lomotil	200 Tabs.	—	—
53.	Ammonia Bicarp	—	—	30 Lbs.
54.	Mag. Sulph.	—	—	—
55.	Tab. Multivitamin Minzal	300 Tabs	—	—
56.	Belladona Plastar.	—	—	24 Sheet.
57.	Tab. M. Vit.	2000	50,000	—
58.	Vit. A. D. Cap.	3000	—	—
59.	Tab. Vit. C. 50 mg.	2000	—	—
60.	Tab. Idelydroxyquine	300 Tab.	—	—
61.	Tab. Chloroquino	3000	—	—
62.	Tab. Vitamin K	1000	—	—
63.	Spt. Chloroform.	2	—	30 Lbs.
64.	Spt. Mathylated.	12	—	90 Lbs.
65.	Spt. Ammonin Aromatic	3 Lbs.	—	130 Lbs.
66.	Spt. Ethernitrese.	—	—	25 Lbs.
67.	Syp. Aurantti	2	—	7 Lbs.
68.	Chlorodynil	—	—	100 Amps.
69.	Inj. Hyoscine	—	—	110 Amps
70.	Glycorine.	—	—	80 Lbs.
71.	Zinie Oxide.	—	—	14 Lbs.
72.	Stryc : Hyd.	1oz	—	—
73.	Calemana Porprata	—	—	5 Lbs

S. No.	Name of Medicines	Supplied by D.H.O.	M.S.D.	A.D.H.O.
74.	Sulphor Powder.	—	—	13 Lbs.
75.	Cat. Gut Plain sixe	—	24 Tubes	—
76.	Small pox vaceine.	265 Tubes	—	—
77.	Inj. Pancilin Procain 4 Lac.	—	—	3600 vials
78.	Inj. Streptromycine	—	—	3800 „
79.	Inj. Geramine.	—	500	300 Amp.
80.	Inj. Ephadrine	—	—	100 Amp.
81.	Inj. Chlerquina Phasphte	30 Amps.	500 Amps.	—
82.	Inj. Testran	—	—	—
83.	Inj. Adernailne	—	500 Amp.	200 Amp.
84.	Inj, Nupe caino.	—	500 Amp.	200 Amps.
85.	Inj. A.T.S. 2500 Unit—		10 Vil	—
86.	Inj. A. T. S. 1000 Unit—	—	10 Amp.	20 Amps.
87.	Inj. B. Penciline 10 Lac	—	—	1245 Vials
88.	A. R Vaccine.	740 cc	—	—
89.	Pot. Bromide.	—	—	10 Lbs.
90.	Soda Salicylas	—	—	45 Lbs.
91.	Gontion Viclot	—	—	8 oz.
92.	Zinlx Sulphate.	—	—	1 Lb
93.	Inj. Chlorpramzine	—	—	70 Amp.
94.	Inj. Vit. B. Complex 10 cc.	—	—	5 Vials.
95.	Inj B. I. 10 cc.	—	—	5 Vials.
96.	Tab. Nitrformtion	—	—	20 Tabs.

Sr. No.	Name of Medicines	Supplied by, D.H.O.	M.S.D.	A.D.H.O.
97.	Tab. Saptran	—	—	20 Tabs.
98.	Surgical Guaza.	30 C Yds.	600 Yds.	—
99.	Surgical Cotton.	5 Lbs.	—	140 Lbs.
100.	Bandage.	—	—	100 Dozens.
101.	Vasaline	—	40 Lbs.	20 Lbs.
102.	Chloramphanicol Ear Drop.	—	—	20 Vials.
103.	Acthylaclerrdo tubs	—	—	15 Tubes.
104.	Asther Anostnetic	—	—	10 Lbs.
105.	Cat. Gut.	—	—	3 Dezons.
106.	Atnepine Eye cintment.	—	25 Tubes	—
107.	Adhecave Plaster	—	—	15 Rolls
108.	Atropine Eye Drop.	—	25 Vials	—
109.	Acid Sulphuric Dil.	—	—	5 Lbs.
110.	Ferneus Sulphate Caps.	—	—	30 Caps.
111.	Chlo[illegible] pure.	—	—	10 Lbs.
112.	[illegible]ia citera	—	—	20 Lbs.
113.	Inj. [illegible] 25%	—	—	100 Amps.
114.	Inj. [illegible]bialamine		—	1 vials
115.	[illegible] Turpentine	—	—	10 Lbs.
116.	Gl. Rosin.	—	—	10 Lbs.
117.	Plaster of Paris Bandage.	—	92 Bandage	—
118.	Pot. Iodide	—	—	1 Lbs.

S. No.	Name of Medicines	Supplied by D.H.O.	M.S.D.	A.D.H O.
119.	Silver Nitrate	—	—	2 oz.
120	Tab. Paracotamol	—	—	2300 Tabs.
121.	Tab. A. P. C.	—	—	20,000 Tabs.
122.	Tab. Emutino Hyd.	—	—	40 Tubes
123.	Tab. Feracue Sulahate		—	5000 Tabs.
124.	Tab. S. G. D.	—	5000	—
125.	Tab. Dogexine	—	5000	—
126.	Inj. Vit. C. 2 cc.	—	500 Amps.	—
127.	Tab. Intastopan	—	5000 Tabs.	—
128.	Tab. Motamazole Compound.	—	2000	—

ادویات جو پرائمری رورل سنٹر چک نمبر 30 کو مہیا کی گئیں

S. No.	Medicines Supplied by M.S.D. Lahore	Quantity in Stock
1.	Adhensive Plaster	25 reals
2.	Clinical Thermameter	20 Nos.
3.	Disttiled Water	10,000 Amps.
4.	Amonumchlorid Syp.	100 Lbs.
5.	Gauze Cloth	100 Yds.
6.	Glucose in water 5%	100 Bottles
7.	Inj. Pencilline 10 Lac.	5,000 Vials.
8.	Inj. StSreptomycine 1 gr.	500 vials.
9.	Inj. Nikhtamide	400 Amps
10.	Inj. Procine Pencilline 4 Lac.	3000 vials

S. No.	Name of Medicines	Quantity in Stock
11.	Inj. Penstone 100 cc	20 Bottles
12.	Inj. B—Pencilin	10,000 vials
13.	Inj. Viomyc-ine	200 vials
14.	Inj. Gentamycine.	42 Amps.
15.	Salicylate	10 Tubes
16.	Soda Bicarb	106 Lbs.
17.	Needle No. 1	10 dozen
18.	Needle No. 20	10 dozen
19.	Gentamycine Eye-Ear Drops	50 bottles
20.	Sulphacetamide 30%	50 bottles
21.	Tab. Metamizole Compound	5,000 Tabs
22.	Tab. Furazolidine	5,000 Tabs
23.	Tab. Sulphagunidine	12,000 Tabs
24.	Tab. Grisovine	800 Tabs
25.	Tab. Prednisolone	1,000 Tabs
26.	Tab. Pencillin-V	2,000000 Unit
27.	Tab. Chiroquine	4,000 Tabs.
28.	Tab. Chiroremize 10 mg.	1,000 Gr.
29.	Tab. DDi-Iodohydrooy (Veginal)	100 Tabs.
30.	Cap. Ampicilline	500 Caps
31.	Cap. Oxytatracycline	500 Caps
32.	Tab. Sulphadizine	12,000 Tabs.
33.	Tab. Phenobarbitone	5,000
34.	Chiroquine Sy 4 oz	100 Bottles
35.	Inj. Dypyron 2 cc	100 Amps

S. No.	Medicines Purchased Locally through A.D.H.O. Lyallpur.	Quanity in Stock
1.	Acid Boric	5 Lbs.
2.	A. T. S. 10,000 Unit	10 vials.
3.	Asprine Tabs	2000 Tabs
4.	Adhensiv Plaster	6 reals
5.	Acriflavine.	1 oz.
6.	Argenti Nitras	1 oz.
7.	Argenti Brotinum	2 ozs
8.	Bandages 2½×6 Yds.	17 dozen
9.	Castor Oil	2
10.	Chloroform Pure	2 Lbs.
11.	Calcium Lactate	3 Lbs.
12.	Cataplasma Kaolin	3 Lbs.
13.	Clinical Thermameter	3 Nos.
14.	Chlrodyne	2 Lbs.
15.	Cotton	20 Lbs.
16.	Disttilled Water 5cc	300 Amps.
17.	Ethyle Chlroride	4 Tubes.
18.	Ext. Gly Lic	8 lbs.
19.	Gly pure	10 Lbs.
20.	Gention Violet	4 ozs
21.	Gulcose Saline 5%	5 Bots
22.	Gulcose 25% Amp.	50 Amps
23.	Hydrogen Peroxide	3 Lbs

No.	Medicines Purchased Locally through A.D.H.O Lyallpur	Quantity in Stock
24.	Inj. Ephedrine	20 Amps.
25.	Inj. Gulcose 25%	50 Amp.
26.	Inj. Atropin	25 Amp
27.	Inj. Penciline 10 Lac	60 vial
28.	Inj. Aminophylline	30 Amp
29.	Inj. Nikethamide	60 Amps
30.	Inj. B-Complex 10 cc	10 vials
31.	Inj. B-complex Fort	10 vials
32.	Inj. Digoxin	100 Amps
33.	Calcium Gluconate	25 Amps
34.	Inj. Liver Ext	10 vials
35.	Inj. Phenobarbiton	50 Amps
36.	Inj. Lasix	20 Amps
37.	Inj. Oxytetracycline 50 cc	5 vials
38.	Inj. Streptomycine	50 vials
39.	Kaolin Powder	25 Lbs.
40.	Liniment Camphorbith	5 Lbs.
41.	Mag. Trisilicate	2 Lbs.
42.	Mag. Sulphas	20 Lbs.
43.	A. T. S.	3000 Units
44.	Pot Bromide	1 Lbs.
45.	Pot. Citras	5 Lbs.
46.	Paraffine Liquid	2 Lbs
47.	Pot. Permanganate	2 ozs
48.	Soda Bicarb	20 Lbs
49.	Needele No. 12, 14, 16	1 Dist

S. No.	Medicines Purchased Locally through A.D.H.O. Lyallpur	Quantity
50.	Spt. Chloroform	5 Lbs.
51.	Spt. Amonia Aromatic	20 Lbs
52.	Spt. Eather Nitrosi	10 Lbs
53.	Spt. Methelated	10 Lbs
54.	Tr. Iodine	3 Lbs
55.	Tab. Vegetable Laaxative	500 Tabs
56.	Tab. Furazolidine	200 tabs
57.	Tab. Ephedrine	500 tabs
58.	Tab. Paracetamole	5000 tabs
59.	Tab. Digexin	500 tabs
60.	Tab. Diazap am	1,000 tabs
61.	Tab. Chhlropramazin 25mg	100 tabs
62.	Tab. Histamol	500 tabs
63.	Tab. Belladonna	6 lab
64.	Tr. Hyocymus	2 Lbs
65.	Tab. Vit. B-Compound	500 tabs
66.	Tab. Multivitamin	500 tabs
67.	Tab. Phenobarbitone	500 tabs
68.	Tr. Benzin Co	15 Lbs
69.	Tr. Card Co	15 Lbs
70.	Tr. Campher Co	5 Lbs
71.	A.P.C. Tabs	2,000 tabs
72.	Inj. Dypyron	5 vials
73.	Inj. Hyscine 5cc	5 Amps
74.	Nylon Thread	1 Hang
75.	Inj. Xylocain 30 cc vial	50 vial

فہرست

ادویات جو پرائمری ہیلتھ سنٹر پیر محل ضلع لائل پور کو مہیا کی گئیں

S. No.	Name of Medicines	Quantity
1.	Acid Benzoic	2 Lb
2.	Acid Boric	20 Lb
3.	Acid Sulphuric	4 Lb
4.	Acriflavine	290 Gms
5.	Aether Anesthetic	10 Lbs
6.	Ammonia Carbonas	28 Lbs
7.	Amylum (Starch)	20 Lbs
8.	Aqua Destillata 5cc	6000
9.	Silver Protein	125 Grams
10.	Benzyl Bensoas	20 Lbs
11.	Calamina	10 Lbs
12.	Chloral Hydras	3 Lbs
13.	Chlorofarm Pure	10 Lbs
14.	Chloram phenicol Capsole	1400
15.	Chloram Phenicol Syrup	20 Botls
16.	Ephedrine Hcl	212 Gms.
17.	Ext. Ghycyrrhizen Liquid	60 Bottles.
18.	Icthymol Glycerine	3 Lbs
19.	Gentian Violet	8 oz
20.	Glucose 5%in Normal Saline 1000	35 Btl.
21.	Glycerine Pure	100 Lbs
22.	Inj: Adrenalline	100
23.	Inj. Aminophylline 10 cc	100

S. No.	Name of Medicines	Quantity
24.	Inj. A.T.S. 1500 Unit.	100
25.	Inj. Huoscine Compound 5cc	100
26.	Inj. Ephedrine HCl	100
27.	Inj. Ergometrine	50
28.	,, Glucose 25% 20cc	100
29.	,, Chlorpramazine	50
30.	,, Nikethamide	200
31.	,, Dipyron 5cc	150
32.	,, Cinchocaine Solution 3cc	30
33.	,, Procaine Penicillin 4 Lac.	1100
34.	,, Benzel Pencillin 5 Lc.	2000
35.	,, Bengle Pencilline 10 Lac	1000
36.	,, Streptomycine 1 Gm.	1300
37.	,, Becomplex 10 cc Voil	40
38.	,, Liver Extract 100 cc voil.	20 Voil.
39.	,, Dexamethasone 2 ML.	20
40.	Kaoline	45
41.	Lint Terebenthine	8 Lb.
42.	Liq Ammonia Acetas fort	9 Lbs
43.	Liq Hydrogen Perocide	10 Lb
44.	,, Iodi Mitis	24 Lb
45.	Lignocaine Solution 20 50 cc	6 Bottles
46.	Lignocaine	25 Gns
47.	Magnessii Sulphas	50

S. No.	Name of Medicines	Quantity
48.	Mercurochrome	125 Gms
49.	Castor Oil	20 Lab
50,	Paraffine Liquid,	16 Lbs
51.	Paraffine Molle Flava	80 Lbs
52.	Pilocanpine Nitras	25 Gms
53.	Potassil Bromide	20 Lbs.
54.	Potassii Citras	20 Lbs
55.	,, Iodide	2 Lbs
56.	,, Permanagnas	12 Lbs
57.	Soda Bicarbonas	200 Lbs
58.	Soda Citras.	10 Lbs
59.	Soda Salicylas	12 Lbs
60.	Sprit Aetheris Nitrosi	30 Lbs
61.	,, Ammonia Aromatic	30 Lbs
62.	,, Chloroform	10 Lbs
63.	,, Methylated	90 Lbs
64.	Sulphur Sublimate	10 Lbs
65.	Ammonium Chlorlde Cough Syrup	10 Bottles
66.	Oxytetracycline Syrup	40 ,,
67.	Multivitamin Syrup	10 ,,
68.	Becomplex Syrup	30 ,,
69.	Codeine Cough Syrup	10 ,,
70.	Paracetamol Elixir	12 ,,

S. No.	Name of Medicines	Quantity
71.	Tab. Emetine Hcl Gr¼	12 Tubes
72.	Tab Paracetamol	20,000
73.	,, Aminophylline	2,000
74.	,, Bisacodyl	2,000
75.	,, Chlorpramazine	2,000
76.	,, Chloroquine	25,000
77.	,, Cal : Iactas	5,000
78.	Tab. Dipyron	1000
79.	,, Digexin	1500
80.	,, Diphnexylate	500
81.	,, Terroas Sulphate	5000
82.	,, Hyescine Compound	1400
83.	,, Furazilodine	500
84.	,, Nicotanic Acid	3000
85.	,, Piperazine	4000
86.	,, Phenebarbitone	3200
87.	,, Phenyt Butazone	500
88.	,, Chlorpheniramine	2000
89.	,, Sulphadiaxine	4000
90.	,, Sulphaguanidine	6000
91.	,, Ascarbic Acid	5000
92.	,, Becomplex	24000
93.	,, Multivitamin	25000
94.	,, Prednicsclone	1000

S. No.	Name of Medicines	Quantity
95.	„ Cholorbenzoxamine compound	3000
96.	„ Mecloxine B 6	1000
97.	„ Longifane	3000
98.	Fish Liver Oil Capsole	15000
99.	Tetracycline capsole	1000
100.	Oxytetracycline „	3500
101.	Tinct Aconiti	2 Lbs
102.	„ Belladona	4 „
103.	„ Benzoin Co :	3 „
104.	„ Card Co	60
105.	„ Gantian Co.	10 Bls
106.	„ Hyoscymus	20 Lbs
107.	„ Nux Nomica	4 „
108.	„ Opil Comphorata	14 „
109.	„ Zingiberis Fort	12 „
110.	„ Zinc Oxide	20 „
111.	Zinc Sulphas	1 „
112.	Chloram Phenicol Eardrop	30 Bts
113.	Chlorm Phenicol Eye oint	25 Tubs
114.	Atropine Eye drop	12 Btl
115.	Bandage 2½″+6Yds.	200 Dzn
116.	„ 4″×6 Yrds	40 Dzn
117.	Gauze Surgical	300 Yrd

S. No.	Name of Medicines	Quantity
118.	Zine Oxide Adhesive Plaster 3"+10 Yrds.	10 Reals
119.	Gypsona Plaster Bundage	5 Tin
120.	Wool Cotton Absarbent	200
121.	Catgut plain size 1/0	24 Tubes
122.	,, Chromic Size 1/0	17 Tubes
123.	,, ,, Size 2 0	10 ,,
124.	Silk Worm gut	30 Hanks

ادویات جو دیہی ہیلتھ سنٹر چک نمبر 394 جب ضلع لائل پور کو مہیا کی گئیں

Name of Medicines	Quantity
Tab. A. P. C.	37,900 Tab.
Alcohal.	1 Lb.
Spt. Ammonia Aurematic	12 Lbs.
Ammonium Chloride.	10 Lbs.
Amm. Carp.	16 Lbs
Inj. Phemarmine	250 Amp.
Chloroxyl onial	22 Lbs
Tab. Amcophylline	3000 Tab.
Tab. Dipyron	1500 Tab.
Inj. Adrenaline.	50 Amp
Tab. Dexamethasone	200 Tab.
Acrifalvine Powder	375 G. M.
Inj. Resemide.	25 Amp.

Name of Medicines	Quantity
Chloral Hydras.	7 Lbs.
Chlofom Pure.	3 Lbs.
Creasote.	2 Oz.
Inj. Pitnitany.	30 Amp.
Inj. Ephedrine.	25 Amp.
Harogen Paroxide.	8 Lbs.
Inj. Ergometrin	25 Amp.
Inj. Aminophylliu	125
Inj. Marphine.	30 Amp.
Tab. Bisacodyl	12,000 Tab.
Pulpher Sublimate.	12 Lbs
Tinct. Opii.	1 Lbs
Ecmenicts Solution.	T2 Lbs
otd Acetic	1 Lbs
Acid Baric.	Io Lbs
Tab. Vit. D. Complex	2,000 Tab,
rium Carbonste.	f Lbs.
Set Iodide	1 Lbs.
Methyl Alcopal	10 Lbs
Inj. Benzyl Pencilline 5 lac.	2,005 Vials.
Tab Belladona.	3,000 Tab.
Acid Carbolic.	1Lb
Acid Sulphuric.	1 Litre
Acid Nitric.	2 Litres

Name of Medicines	Quantity
Mehiethyl Perazine	230 Amp.
Tinct. Relladona.	6 Lb 12 oz.
Tinct. Benzcin Co.	3 Lbs.
Pilocarpine Nitras.	Tubes
Amyhine Powder	10 KG.
Bap. Broxy Qumoline Co-	1000 Cap.
Betiadone Plaster	56 Sheets.
Tab Vit. K.	3500 Tab.
Methine Hydnochinide Tubes	16 Tubes.
Cryterocycline Drop Powder	10 Bottles
Madges. ½" x 6 yds.	76 Dozan.
Pencline Tablets.	1,000 Tab.
ster Oil	36 Lbs.
eth loose woeven	210 Yds.
Procerine Hydrochleride.	20 G. M.
Benzyt Benzate.	10 Lbs.
Tab. Phenarmine.	1000 Tab.
Inj. Rutin Co.	25 Amp.
Gsoil	10 Lbs.
Tab rusemige.	1000 Tab.
Tab. Chirephenamine.	7000 Tab
Tab. Chioroquine.	40,000 Tab.
Tab. Soda Nint.	10,000 Tab.
Tab. Chlrepromazine, 25 mg.	3,000 Tab.

Name of Medicines	Quantity
Inj. Chlropremazine. 50 M. G.	75 Amp.
Cal. Gluconate 10%10 cc.	125 Amp.
Inj. Chloroquine Sulphate 30 cc Vials.	30 Vials.
Inj. Chloreguine Sulphate 5 cc Amp.	200 Amp.
Spt. Chlorofom.	12 Lbs.
Inj. Benzul Penicilline 10 Lac.	1,300 Vials.
Tinct Card Co.	25 Lbs.
Calamine Powder.	11 Lbs.
Cotton Wool.	4 Lbs.
Cap. Chlrophenical.	8,000 Cap.
Syp. Chlrophenical.	35 Bottles.
Chlrodyne	1 Lbs
Aqva Distillata.	575 Amp.
Tab. Ephredrine.	1000 Tab.
Spt. Aethris Nitrosii.	23 Lbs.
Ferri et Ammonia, Citres.	5 Lbs 12 oz.
Inj. Glucose in Normal Salris 1000 cc. Bottl.	41 Bottles.
Inj. Glucose 25%25 cc Amp.	270 Amp.
Ext. Glyunbize Liq.	25 Lbs.
Gentian Violet Powder.	200 C. M.
Inj. Glucese in water 1000 cc bottle,	26 bottles.
Ateropine Eye Drop 1%	12 Bottles.
Clycrine Pure.	6 Lbs.

Name of Medicines	Quantity
Inj. Hyeserine Co5cc.	77 Amp.
Tab. Hyeserine cc.	900 Tab.
Tinct. Hyeseyarine.	10 Lbs.
Tinct. Ipecee.	1 Lbs.
Inj. Idi Mintus.	5 Lbs.
Inj. Nepyron	200 Amp.
Tao. Isonizial.	4410 Tab.
Lethyl Glycerine.	1 Lbs.
Kcolin Powder	32 Lbs.
Eine Oxide	7 Lbs.
Limament Turpentine.	35 Lbs.
Tab. Multivitamin.	2000 Tab.
Inj. Metanizal Co 5 cc	75 Amp.
Mag. Sulph.	75 Lab.
Mercurochine.	383 6 m.
Inj. Nikethamide.	440 Amp.
Tab. Phenylbutazone Co.	348 Tab.
P.A.S. Tablets.	35000 Tab.
Liquid Peraffine.	9 Lbs.
Paracetamal Tablets.	1000 Tab.
Pot. Bromide	5½ Lbs.
Pot. Citres.	30 Lbs.
Inj. Pencilinnine Procaein 4 Lac	3000 Vials.
Tab. Sod. Phenobarbitone.	10585 Tab.
Spt. Methyated,	100 Labs.

Name of Medicines	Quantity
Soda Salicylas.	36 Lbs.
Soda Bicard.	156 Lbs.
Adhesine Zinc Pla.	15 Rol.
Inj. Steptomycins.	400 vial.
Tab. S. D. Z.	24000 Tab.
Soda Citres.	5 Lbs.
Tab. S. O. D.	40000 Tab.
Inj. Vit. K.	20 Amp.
Vaseline.	50 Lbs.
Zinc Sulphas.	1 Lbs 11 oz.
Tinct. Zingobermitis Fert.	7 Lbs.

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اٹھارہواں اجلاس

بدھ ۔ 30 جون 1976ء

(چہار شنبہ ۔ یکم رجب 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ
مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ
لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ
خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ ۝ قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ
فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا قُلْ آللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى
اللَّهِ تَفْتَرُونَ ۝

پ ۔ س ۱۰ ——————— رکوع ۱۱ ۔ آیات ۵۶ تا ۵۹

وہی (اللہ) زندگی عطا کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے اور تم لوگ اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔ لوگو! تمہارے پاس پروردگار کی طرف سے نصیحت اور دلوں کی بیماری کی شفا اور ایمان والوں کے لئے ہدایت اور رحمت آپہونچی ہے۔

کہدو کہ یہ (کتاب) اللہ کے فضل و کرم سے (نازل ہوئی ہے) تو چاہیئے کہ لوگ اس سے خوش ہوں۔ یہ اس سے کہیں بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔ کہدو کہ تم بھلا دیکھو تو اللہ نے تمہارے لئے جو رزق نازل فرمایا ہے تو تم نے اس میں سے بعض کو حرام ٹھہرایا اور بعض کو حلال (ان سے) پوچھو کیا اللہ نے تم کو اس کا حکم دیا ہے یا تم اللہ پر افترا کرتے ہو۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

مسٹر سپیکر : وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کریں ۔ (گنتی ہوتی ہے) ۔

گھنٹیاں بجائی جائیں ، (گھنٹیاں بجائی گئیں)

سید تابش الوری : جناب والا ! کورم ہو گیا ہے ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر : وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔

صوبہ میں سیشن ججوں کی تعداد میں اضافہ کرنا

*7405 ۔ چوہدری لال خان : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ میں قتل کے مقدمات کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی ہے اور ان مقدمات کا فیصلہ کرنے کے لئے سیشن ججوں کی موجودہ تعداد بہت کم ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان مقدمات کو نمٹانے کے لیے صوبہ میں سیشن ججوں کی تعداد میں اضافہ کرے گی ۔ اگر ایسا ہے تو کس قدر اور ان کی تقرری کب تک دی جائے گی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔ صوبہ میں قتل کے مقدمات کی تعداد کے پیش نظر سیشن ججوں کی موجودہ تعداد نسبتاً کم ہے ۔ خصوصاً جبکہ اب قانونی اصلاحات کے مطابق مقدمہ قتل کی مکمل کارروائی سیشن جج صاحبان کی عدالت میں ہی ہو گی ۔

(ب) حکومت نے ان مقدمات کو نمٹانے کے لیے گذشتہ سال مزید سات سیشن جج مقرر کر دیے تھے ۔ موجودہ مالی سال میں ان آسامیوں کو مستقل کرنے کے علاوہ سیشن ججوں کی دس نئی آسامیاں منظور کی جا رہی ہیں ۔

ملک محمد اعظم : سپلیمنٹری سر ۔ جناب والا ! میری تجویز ہے کہ سب ڈویژن کے لیول پر جہاں قتل کے مقدمات کی تعداد زیادہ ہوتی ہے ۔ جیسے خوشاب سب ڈویژن ہے ۔ اگر وہاں عوام کی سہولت کے لیے ایڈیشنل سیشن جج اور سیشن ججوں کا تقرر کیا جائے اور مقدمات کی سماعت وہیں ہو تو کیا یہ زیادہ بہتر نہ ہوگا ۔

مسٹر سپیکر : آپ اس مسئلے پر غور کریں ۔

وزیر خزانہ : بہت اچھا ۔ جناب والا !

سید تابش الوری : سپلیمنٹری ۔ کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ ان اضافی آسامیوں کو پر کرنے کے لیے مختلف سول ڈویژنوں کو نمائندگی دی جائے گی ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! پبلک سروس کمیشن کو اس ریکروٹمنٹ کرنے کے لیے کہا جا رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : ویسے بھی I think they are appointed by the High Court ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! ہائی کورٹ ہی کرتا ہے ۔

جناب والا ! اس کے کچھ رولز ہونگے جو پہلے سے طے شدہ ہونگے مجھے تو اس کے بارے میں معلوم نہیں کہ سول ڈویژن کو نمائندگی دی جاتی ہے یا نہیں ۔ اگر آپ چاہیں تو میں پتا کر کے بتا سکتا ہوں ۔

سول ججوں کی تقرری

*8113 ۔ ملک محمد اعظم : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں کون کون سی سب ڈویژنوں میں ابھی تک دیوانی عدالتیں قائم نہیں کی گئیں ۔

(ب) کیا حکومت ہر سب ڈویژن میں سول جج مقرر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق : (الف) صوبہ میں صرف فورٹ عباس ۔ شاہ پور ۔ اور عیسیٰ خیل سب ڈویژنوں میں دیوانی عدالتوں قائم نہیں ہیں ۔

(ب) جہاں پر بھی دیوانی مقدمات کی تعداد اس قدر ہو کہ وہاں ایسی عدالت کا قائم ہونا پبلک کے لیے سود مند ہو تو یہ عدالت قائم کر دی جائے گی ۔

ملک محمد اعظم : سپلیمنٹری ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اگر میں ان کے علم میں یہ بات لے آؤں کہ شاہ پور ڈویژن میں مقدمات کی تعداد بہت زیادہ ہے ۔ اس لیے وہاں پر جلد از جلد سول جج مقرر کیا جائے ۔ تو کیا آپ اس پر غور فرمائیں گے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! اس سلسلہ میں رجسٹرار ۔ ہائی کورٹ نے سیشن جج سرگودھا کو ہدایت کر دی ہے کہ شاہ پور میں دیوانی عدالت قائم کرنے کے لئے عمارت کا نقشہ اور تخمینہ تیار کیا جائے اس لئے کہ ہائی کورٹ نے اس کا یہ criteria مقرر کر رکھا ہے کہ جہاں پر سول جج کو 500 مقدمات دوسال میں سماعت کرنے پڑیں وہاں پر دیوانی عدالت قائم کی جائے ۔ شاہ پور میں دیوانی عدالت قائم کرنے کی تجویز زیر غور ہے ۔

لائلپور شہر میں تھانہ گلبرک کی تعمیر

*8328 ۔ سید طاہر احمد شاہ : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان

فرمائیں گے کہ ۔

(الف) لائلپور شہر میں تھانہ گلبرگ کب قائم کیا گیا تھا ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ تھانہ کرایہ کی عمارت میں قائم ہے ۔ اگر ایسا ہے تو دسمبر 1975ء تک مذکورہ تھانہ کے لئے حاصل کی گئی عمارت کا کل کتنا کرایہ حکومت کی طرف سے ادا کیا جا چکا ہے اور ماہوار شرح کرایہ کیا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جناح کالونی لائلپور شہر میں مذکورہ تھانے کی عمارت کے لئے ایک پلاٹ مخصوص کیا گیا ہے ۔

(د) اگر جزو (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اب تک مذکورہ تھانہ کی عمارت کی تعمیر کیوں شروع نہیں کی گئی اور کیا حکومت مستقبل قریب میں مذکورہ عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) تھانہ گلبرگ لائلپور یکم جولائی 1961ء سے قائم ہوا ۔

(ب) یہ درست ہے کہ تھانہ مذکورہ کرایہ کی عمارت میں قائم ہے ۔ دسمبر 1975ء تک کا کرایہ مبلغ 74595 روپے ادا کیا جا چکا ہے موجودہ عمارت کا ماہانہ کرایہ ڈیڑھ صد روپیہ ہے ۔ جب کہ سابقہ عمارت کا کرایہ 455 روپے ماہانہ تھا ۔

(ج) یہ درست ہے ۔

(د) حکومت مالی وسائل اور ترجیحات (Priorities) کے مطابق اس سکیم پر عملدرآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : سپلیمنٹری ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بتا سکیں گے کہ کیا تھانہ کی موجودہ عمارت جس میں تھانہ کام کر رہا ہے تھانہ کے لئے کافی ہے ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! یہ اس سوال کا جزو نہیں تھا ۔ جس حال میں سمجھ سکتا ہوں کہ اگر اس میں تھانہ کام کر رہا ہے تو صاف ظاہر ہے کہ ضروریات کو پورا کر رہا ہوگا ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ موجودہ عمارت میں کل کتنے کمرے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ چونکہ یہ اس سوال کا حصہ نہیں اس لئے اس کے لئے الگ سوال دے دیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : پیلیمنٹری ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بتا سکیں کہ حکومت تھانہ کی عمارت کب تک تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ اس کا تو انہوں نے (د) جزو میں جواب دیا ہوا ہے ۔ (وزیر خزانہ سے) اس سٹیج پر ابھی آپ کچھ نہیں کہہ سکتے ۔

وزیر خزانہ : نہیں جناب والا ! اس مالی سال میں اس کے لئے کوئی روپیہ مختص نہیں کئے گئے ۔

قتل کی وارداتیں

*8431 ۔ سردار چند عاشق : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) یکم جنوری 1972ء سے یکم جنوری 1976ء تک صوبہ میں کل کتنے قتل کے مقدمات درج کئے گئے نیز مذکورہ مدت میں درج شدہ مقدمات میں سے کتنے مقدمات تا حال زیر سماعت ہیں اور کتنوں کا فیصلہ ہو چکا ہے ۔

(ب) مذکورہ مقدمات میں ملوث کتنے مجرموں کو سزائے موت دی گئی اور کتنے بری ہوئے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) یکم جنوری 1972ء سے یکم جنوری 1976ء تک صوبہ پنجاب میں 8747 قتل کے مقدمات

درج کئے گئے ان درج شدہ مقدمات میں سے 4318 مقدمات تا حال زیر سماعت ہیں اور 3803 مقدمات کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

(ب) مذکورہ مقدمات میں ملوث 944 مجرموں کو سزائے موت دی گئی اور 6080 بری ہوئے۔

سید تابش الوری : پارلیمنٹری۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ 6080 لوگوں کے بری ہونے کی وجہ یہ تھی کہ پولیس اپنے مقدمے ثابت نہیں کر سکی۔

مسٹر سپیکر : وجہ تو ایک ہی ہے کہ عدالت نے بری کر دئے ہیں۔

سید تابش الوری : نہیں جناب والا ! انہوں نے اس تجزیہ کیا ہوگا کیونکہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔

مسٹر سپیکر : نہیں۔ وہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا آپ نے کوئی تجزیہ کیا ہے کہ سزا تو ہزار سے کم لوگوں کو ہوتی ہے اور 6000 سے زائد لوگ بری ہو جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ کیا اس کا کوئی تجزیہ کیا ہے۔

وزیر خزانہ : جی۔ میرے پاس تو اس تجزیے کی کوئی رپورٹ نہیں ہے اس کے لئے تو بڑے وسیع تجزیے کی صورت ہو گی اور اس کے لئے تو الگ الگ سوال کی ضرورت ہو گی۔

سید تابش الوری : پارلیمنٹری۔ کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ اتنے بڑے پیمانے پر قتل کی وارداتوں کو روکنے کے لئے حکومت نے کیا تدابیر کی ہیں۔ ؟

مسٹر سپیکر : میں سمجھتا ہوں کہ یہ سوال اس سے نہیں بنتا ہے۔ یہ سوال اس سوال سے زیادہ اہم اور وسیع تر سوال ہے۔ کیونکہ اس میں حکومت کی ساری پالیسی زیر بحث آ سکتی ہے۔

سید تابش الوری : جناب والا ! کیا آپ اندازہ فرما سکتے کہ 8747 مقدمات پیش ہوئے۔۔۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ مجھے تو اس بات کا احساس ہے قتل تو ایک بھی کافی ہوتا ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ۔ میں تو وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ ایک مہذب صوبے میں اتنے بڑے پیمانے پر قتل کی وارداتوں کو روکنے کے لئے ایک جمہوری اور عوامی حکومت کیا تدابیر اختیار کر رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر : تو پھر آپ اس کے لئے ایک الگ سوال کر دیں ۔

Mr. Speaker : Now we go on to the next item.

مسودات قانون

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ دی پنجاب اربن رینٹ ریسٹرکشن آرڈیننس (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے ۔ اور سوال یہ ہے ۔

کہ دی پنجاب اربن ریسٹرکشن آرڈیننس (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری علی بہادر : جناب والا ۔ میں دی پنجاب اربن رینٹ ریسٹرکشن آرڈیننس (امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب اربن رینٹ ریسٹرکشن آرڈیننس (منڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the standing committee concerned the report to come within 60 days.

مسٹر سپیکر : میاں مصطفےٰ ظفر قریشی ۔

میاں مصطفےٰ ظفر قریشی : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب لائیو سٹاک ڈیری اینڈ پولٹری ڈویلپمنٹ بورڈ (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب لائیو سٹاک ڈیری اینڈ پولٹری ڈویلپمنٹ بورڈ (امنڈمنٹ) 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں مصطفےٰ ظفر قریشی : جناب والا ۔ میں دی پنجاب لائیو سٹاک ڈیری اینڈ پولٹری ڈویلپمنٹ بورڈ (امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب لائیو سٹاک ڈیری اینڈ پولٹری ڈویلپمنٹ بورڈ (منڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ۔

It is referred to the standing committee concerned the report to come within 60 days.

مسٹر سپیکر : علامہ رحمت ارشد ۔

(علامہ صاحب ایوان میں موجود نہیں تھے) ملک محمد اعظم ۔

ملک محمد اعظم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی ویسٹ پاکستان لینڈ ریونیو (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی ویسٹ پاکستان لینڈ ریولیو (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک محمد اعظم : جناب والا ۔ میں دی ویسٹ پاکستان لینڈ ریولیو (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی ویسٹ پاکستان لینڈ ریوینو (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the conecned standing commttee, the report to come with in 180 days.

مسٹر سپیکر : ملک محمد اعظم ۔

ملک محمد اعظم : جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب پری ایمپشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب پری ایمپشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک محمد اعظم : جناب والا ۔ میں دی پنجاب پری ایمشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب پری ایمپشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the concerned standing Committee. The report to come within sixty days.

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ (معزز ممبر موجود نہیں تھے)

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں

کہ دی یونیورسٹی آف دی پنجاب (امنڈمنٹ) بل
1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی یونیورسٹی آف دی پنجاب (امنڈمنٹ) بل
1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ۔ میں دی یونیورسٹی آف دی پنجاب (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی یونیورسٹی آف دی پنجاب (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the concerned Standing Committee. The report to come within 90 days.

مسٹرسپیکر : علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ آئٹم نمبر 3 ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائیز
کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی
اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے ۔

کہ دی پنجاب ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائیز

کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے
کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملاء رحمت اللہ ارشد : جناب والا ۔ میں دی پنجاب ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائیز کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائیز کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the Standing Committee concerned. The report to come within 90 days.

مسٹر سپیکر : چوہدری ممتاز احمد کاہلوں ۔ نمبر 8 ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں

کہ دی پروونشل اسمبلی آف دی پنجاب پرولیجز
(امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی
جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے ۔

کہ دی پروونشل اسمبلی آف دی پنجاب پرولیجز
(امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی
جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ۔ میں دی پروونشل اسمبلی آف دی پنجاب پریولیجز (امنڈمنٹ) بل بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی پروونشل اسمبلی آف دی پنجاب پریولیجز (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the concerned Standing Committee. The report to come within 90 days.

مسٹر سپیکر : چوہدری غلام احمد باجوہ ۔

چوہدری غلام احمد باجوہ : جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ دی ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری غلام احمد باجوہ : جناب والا ۔ میں دی ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس (پنجاب امنڈمنٹ بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس (پنجاب امنڈ منٹ) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the concerned Standing Committee. The report to come within 60 days.

مسٹر سپیکر : چوہدری ممتاز احمد کاہلوں ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ دی پنجاب پری ایمپشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب پری ایمپشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء

پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری ممتاز احمد کاہلون : جناب والا ۔ میں دی پنجاب پری ایمپشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب ایمپشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the Standing Committee concerned. The report to come within 60 days.

قرارداد

مسٹر سپیکر : مسٹر عبدالحفیظ کار دار ۔

کسی بنک میں میعادی رقم میں روپیہ جمع کرانے والے شخص یا ادارے کے کوائف سے محکمہ انکم ٹیکس کو آگاہ کرنا

مسٹر عبدالحفیظ کار دار : جناب والا ۔ یہ قرار داد پیش کرتا ہوں ۔

> کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ وہ ایسا قانون وضع کرے جس کی رو سے جب کوئی شخص یا ادارہ کسی بنک میں میعادی امانت (فکسڈ ڈیپازٹ) میں روپیہ جمع کرائے تو اس بنک کا منیجر ڈیپازٹ کرانے والے کا نام اور پتہ محکمہ انکم ٹیکس کو بذریعہ رسید طلبہ رجسٹری شدہ مراسلہ بھیجے ۔

مسٹر سپیکر : یہ قرار داد پیش کی گئی ہے :۔

> کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ

وہ ایسا قانون وضع کرے جس کی رو سے جب کوئی شخص یا ادارہ کسی بنک میں میعادی امانت (فکسڈ ڈیپازٹ) میں روپیہ جمع کرائے تو اس بنک کا منیجر ڈیپازٹ کرانے والے کا نام اور پتہ محکمہ انکم ٹکس کو بذریعہ رسید طلب رجسٹری شدہ مراسلہ بھیجے ۔

اس میں ترمیم بھی ہے ۔

مسٹر سپیکر : ملک محمد اعظم

ملک محمد اعظم : جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں ۔

کہ قرار داد کی سطر نمبر 3 میں وارد ہونے والے الفاظ بنک میں میعادی امانت (فکسڈ ڈیپازٹ) اور اس کے درمیان الفاظ "یا کسی بھی اکاؤنٹ میں جب کہ رقم بارہ ہزار سے زائد ہو" ثبت کی جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ مذکورہ قرار داد کی سطر نمبر 3 میں وارد ہونے والے الفاظ بنک میں میعادی امانت (فکسڈ ڈیپازٹ) اور اس کے درمیان الفاظ "یا کسی بھی اکاؤنٹ میں جب کہ رقم بارہ ہزار روپے سے زائد ہو" ثبت کی جائے ۔ مسٹر عبدالحفیظ کاردار ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : جناب والا ۔ قواعدوانضباط کار کے قاعدہ نمبر 91 کے تحت قرار داد پیش کر چکا ہوں ۔ میری استدعا یہ ہے کہ یہ اسمبلی وفاقی حکومت کو منظوری کی سفارش کرے کہ یہ قرار داد قاعدہ نمبر 93 پیراگراف نمبر 1 ۔ 2 کے تقاضے پورے کرے اور اس مسئلے کے ساتھ حکومت پاکستان کا ٹھوس مالی مفاد وابستہ ہے ۔ جناب والا ۔ میں شروع میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جس جذبہ کے تحت اس قرار داد کو پیش کیا ہے اس جذبہ

حب الوطنی کے ساتھ لوگوں کو خوش ہونا چاہیے ۔ کیونکہ اس کے متعلق کئی مالی ماہرین کے خیالات کچھ اور ہوں گے مگر میں چند واقعات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو آپ کے بھی علم میں ہوں گے یہ 1959 شروع ہوتا ہے جب ایوب کی حکومت نے اس ملک میں اعلان کیا تھا کہ جن کے پاس اس قسم کا پیسہ (کالا منڈی) ہوا اگر وہ اس کو ظاہر کر دیں تو ان کو 20 فیصد دینے کے بعد باقی کی چھوٹ ہو جائے گی ۔ اس لئے جب یہ واقعات ہوئے اور لوگوں کو 60 ۔ 70 فی صد ٹیکس دینے کی بجائے 30 فیصد ٹیکس دینا پڑا ان کو یہ عادت پڑ گئی کہ جب حکومتیں ہمیں چھوٹ دیتی ہیں تو ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ ہم اپنے اثاثوں کا اعلان کریں ۔ اور اس پر ٹیکس دیں ۔ میں نے خاص طور پر اس کا ذکر کیا ہے اس لئے کہ وفاقی وزیر خزانہ نے خود اپنی بجٹ تقریر میں کہا تھا کہ یہ مراعات دی جا رہی ہیں ۔ میں یہ سوال اٹھانا چاہتا ہوں کہ کونسا بیوقوف آدمی ہے جسے یہ معلوم ہے کہ ہر دس سال کے بعد ایسی چھوٹ ملے گی اس کے با وجود وہ واجب ٹیکس ادا کرے ۔ یہ تو وہی بات ہے کہ ہم ایک بات کو بار بار کرتے جائیں ۔ جیسے علامہ اقبال نے اس کی طرف ارشاد کیا ہے اگر آپ ایسی چیزیں بار بار کرتے جائیں ۔

وہی ہے حرم وہی اعتبار لات و منات
خدا نصیب کرے تجھکو ضربت کاری

میں تو ضربت کاری کی بات کرنا چاہتا ہوں ہمارا معیشی نظریہ یہ ہے کہ ہم ہر قسم کے استحصال کو ختم کریں ۔ اگر ہم ایسی عادات قوم میں ڈال دیں اور وہ ہر پانچ دس سال کے بعد یہ امید رکھے کہ حکومت ان کو ایسی چھوٹ دے گی تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم ان لوگوں سے اوپر واجبات وصول کر لیں ۔ اور یہ حکومت کے خزانہ میں جائے ۔ جناب والا ۔ اس کی وضاحت کرنے کے لئے کہ اس رقم کا استعمال کیسے ہوتا ہے نام لئے بغیر آج کل جو اشارات اخبارات میں آ رہے تھے ان کا ذکر کرنا چاہتا ہوں ۔ سٹریٹ بلاک کا اعلان ہوتا ہے ۔ تین سو دوکانیں لوگوں کو دی جاتی ہیں ۔ اور اس میں رقم اس طرح دی جاتی ہے کہ ایک لاکھ 25 ہزار روپے ناجائز دولت استعمال ہوتی ہے اور وہ اس کو خود برد کر لیتا ہے ۔ اس کے نمایاں اشتہارات شائع ہوئے کہ ہر دوکان کی قیمت اڑھائی لاکھ روپے دی گئی ۔ یہ

کل رقم تقریباً 750 لاکھ روپے کے قریب بنتی ہے جسے فکسڈ ڈیپازٹ میں رکھا جاتا ہے یہ سب فرضی ناموں پر ہوتے ہیں۔ اس فکسڈ ڈیپازٹ سے Interst کمپنی کے نام منتقل ہوتا ہے وہاں سے وہ سود وہ افراد لیتے ہیں۔ جن کے فرضی نام ہیں۔ اور ان کے نام پر وہ رقم منتقل ہوتی ہے اور سود کمپنی کے نام ظاہر کرتے ہیں۔ دو طریقوں سے حکومت کے واجبات کو دیکھا نہیں جاتا ہے اس کے ساتھ یہ بھی ظاہر ہے کہ جن لوگوں نے یہ دوکانیں خریدیں اور بلیک کے پیسے کو استعمال کیا وہ بھی خاصے افراد ہوں گے جن کے پاس بلیک کا پیسہ ہوگا۔ اس لئے یہ طریقہ کار ہمارے مانتے ہے۔ کہ فکسڈ ڈیپازٹ کے پیسے فرضی ناموں پر جمع ہوتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ فکسڈ ڈیپازٹ میں پیسے جمع نہ ہوں پیسہ جمع ہونا چاہیے۔ مگر ایسے پیسے سے جو فرضی ناموں پر جمع ہونے سے کالے پیسے کا فروغ ہوتا ہے اور اگر ہم ہر 5 یا 10 سال کے بعد ایسے اعلانات کرتے رہے تو یہ عادت پڑ جائے گی۔ اور جو پختہ عملی ہم قوم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ مفقود ہو جائیگا اسی بنا پر میں یہ گذارش کروں گا۔ کہ جو بھی فکسڈ ڈیپازٹ کسی ادارے کی طرف سے یا کسی فرد کی طرف سے بنک میں جمع کرائے تو یہ بنک کے منیجر کی ذمہ داری ہونی چاہئے کہ وہ رجسٹرڈ اکنالجمنٹ کے ذریعے ان کی ٹیکس کے محکمے کو اطلاع دے اور یہ ادارہ جس کی میں بات کر رہا ہوں آپ نے تین سو دوکانیں بیچی ہیں اور بیچنے کے بعد اس کالے پیسے کی کمائی سے انہوں نے اس ملک کی بہت بڑی شخصیت کو 75 ہزار کا ایک چیک دے کر عوام میں ظاہر کیا کہ وہ عوامی کاموں میں حصہ لیتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا میں پردہ چاک کرنا چاہتا ہوں اور اس کا طریقہ کار یہی ہے اس لئے ہمارا یہ مسئلہ وفاقی حکومت کے سامنے پیش کیا جائے۔ میں وزیر خزانہ سے امید کرتا ہوں کہ وہ اس پر عملدرآمد کرانے کی کوشش کریں گے۔ مجھے انہوں نے کہا ہے کہ وہ اس کو پریس نہیں کریں گے۔ مگر میں بار بار یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ ساریں بھی یہی کہیں گے کہ جناب خاصہ پیسہ ملک سے باہر جا چکا ہے اور اگر آپ نے پھر ایسا کیا تو پیسہ ملک سے باہر چلا جائیگا۔ جناب والا۔ اگر ایسے افراد جو اس ملک میں ہیں اور اس ملک میں پیسہ نہیں لگانا چاہتے ان کے متعلق وہ بار بار کہہ چکے ہیں کہ ایسے آدمی اس ملک سے چلے جائیں تو بہتر ہے۔ اس طرح حکومت کو بہت نقصان ہو رہا ہے۔ میں ان چند

الفاظ کے بعد علامہ اقبال کے دو شعر پڑھوں گا میں ان کا کلام پڑھ رہا تھا مجھے وہاں سے یہ ملے تھے ۔

یہی آدم ہے سلطان بحر و بر کا
کہوں کیا ماجرا اس بے پسر کا
نے خود بیں نے خدا بیں نے جہاں بیں
یہی شاہکار ہے تیرے ہنر کا

لینن سے خطاب کرتے ہوئے دو شعر بنکوں کے متعلق بھی ہیں اس پر میں ختم کرتا ہوں

رہزنی تعمیر میں رونق میں سخا میں
گرجوں سے کہیں بڑھ کے ہیں بنکوں کی عمارات
ظاہر میں تجارت ہے حقیقت میں جوا ہے
سود ایک کا لاکھوں کے لیے مرگ مفاجات

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! اپنی ناقص معلومات اور ناقص علم کی بنا پر میں اس پر کچھ گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جس جذبہ حب الوطنی سے جناب کاردار نے یہ قرارداد پیش کی ہے ۔ وہ یقیناً خراج تحسین کے قابل ہے ۔ لیکن اس میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں جس سے ہمارے ملک کی اقتصادیات کو نقصان پہنچے گا ۔ جناب والا ! یہ اچھی طرح جانتے ہیں اور وزیر اعظم کی تقریر کا بھی جناب کاردار نے حوالہ دیا ہے ۔ ان کو بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ اس ملک سے اور بہت سا روپیہ باہر چلا گیا ہے ۔ جب سے آپ نے صنعتوں کو قومیایہ ہے اس وقت سے پبلک سیکٹر کے اندر لوگوں کی دلچسپی صنعتوں کے معاملے میں ختم ہو گئی اور میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ یہ قرارداد فیڈرل گورنمنٹ کی پالیسی کے بھی خلاف ہے ۔ اس سے آپ کا فکسڈ ڈیپازٹ ختم ہو جائے گا ۔ کیونکہ پھر بنکوں کا اعتماد ختم ہو جائے گا ۔ اس وقت ملک میں رشوت ستانی کی سب سے بڑی ایجنسی محکمہ انکم ٹیکس ہے ۔ اگر اس قرار داد کے پاس ہو جانے کے بعد مرکزی حکومت اس کو منظور کر لیتی ہے ۔ تو اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کو انکم ٹیکس سے چند پیسے ضرور مل جائیں گے ۔ لیکن بہت سا پیسہ اس ملک سے باہر نکل جائے گا اور آپ کے بنک فکسڈ ڈیپازٹ سے خالی ہو جائیں گے ۔ اس لیے میری تجویز ہے

کہ اس قرار داد پر کاردار صاحب اصرار نہ فرمائیں ۔ اس لیے کہ اس سے ہمارے مالی اور اقتصادی معاملات پر دو رس اور نہایت ہی سنگین نتائج پیدا ہوں گے ۔

Mr. E. Dinshaw. Mr. Speaker, the resolution put forward by the Honble Member is highly laudable in its objectives that is to say to unearth black money which is kept in Banks in fictitious names but the point arises as to whether this recommendation to the Central Government is going to achieve its objetives. Those people who put their money in the fixed deposits in BENAMI names also give fictitious addresses of those BENAMI names, so if this resolution is put into effect the Income Tax Deptt will be flooded with Registered letters/acknowledgments and nothing will come out of it. They will keep running around the whole city and the whole town trying to find out as to who those people are and where those people are staying. I am afraid that the objectives are very worthwhile but this method of reporting merely names of fictitious depositors to the Central Government who would ask the Income Tax Department to look into each and every fixed depositor's antecedents will not achieve its objective whatsover, I think that some thing more in that is required to unearth the black money. Thank you.

ملک بد اعظم : جناب والا ! میری اس پر ترمیم ہے ۔ میں چند گزارشات پیش کروں گا ۔ جناب والا ! جناب عبدالحفیظ کاردار صاحب نے جس جذبے سے یہ قرار داد اس معزز ایوان میں پیش کی ہے میں اس کی قدر کرتا ہوں ۔ لیکن جیسا کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے ۔ اس سے یہ ہو گا کہ جنہوں نے ناجائز ذرائع سے رقم کمائی ہوئی ہے ۔ وہ تو فرضی ناموں پر اکاؤنٹ کھولتے ہیں ۔ پھر اس میں صرف ایک شرط لگائی گئی ہے کہ صرف فکسڈ ڈپازٹ میں جو رقم جمع کرائی جائے اس کا اتا پتا کیا جائے ۔ حالانکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سیونگ اکاؤنٹ میں رقم بہت زیادہ جمع ہو اور اس لیے میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ "بارہ ہزار روپے تک" ۔ کیونکہ اگر رقم بارہ ہزار روپے سے زیادہ ہوگی تو اس پر ٹیکس لگے گا تو اس لیے اس کو ضرور ظاہر کیا جائے ۔ اس کا ضرور پتا کیا جائے کہ وہ رقم کس کی ہے اور کس طرح سے ہے ۔ لیکن اگر صرف اس قرارداد کے مطابق عمل کیا جائے تو اس صورت میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ جنہوں نے ناجائز ذرائع سے رقم کمائی

ہے - وہ پھر بچ جائیں گے اور بے چارے وہ لوگ جنہوں نے جائز ذرائع سے تھوڑی تھوڑی کر کے رقم بچائی ہو اور کسی بیچارے نے پانچ یا دس ہزار کی رقم - جس پر ٹیکس بھی نہیں لگتا - جمع کرائی ہو تو ان لوگوں کو محکمہ انکم ٹیکس پریشان کرے گا - ان کی پریشانی کو دور کرنے کے لیے میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے - میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ترمیم منظور فرمائی جائے -

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! جس مقصد کے لیے معزز اراکین نے یہ پیشکش کی ہے کہ فکسڈ ڈپازٹ کو عوام کے سامنے لایا جائے اور یہ پتہ چل سکے کہ کون ایسے لوگ ہیں جنہوں نے ناجائز روپیہ جمع کروا رکھا ہے اور ناجائز طریقے سے ملک میں دولت کمائی ہے - میرا اس کے متعلق دوسرا اندازہ ہے - میں یہ پیش کش کرتا ہوں کہ جس طریقے سے لوگوں نے ڈیپازٹس کروائے ہیں اور جس طرح بینکنگ اس ملک میں جاری ہے - اس سے جہاں فکسڈ ڈپازٹ اور سود زندگی کا ایک اثاثہ بن چکا ہے اور کمائی کا ایک ذریعہ بن چکا ہے - لوگ زیادہ سے زیادہ دولت کما کر فکسڈ ڈپازٹس میں رکھتے ہیں اور اس کی کسی دوسری جگہ انوسٹمنٹ نہیں کرتے - فکسڈ ڈپازٹ کر کے سود کما کر باقی سرمائے کو بالکل منجمد کرتے ہیں - میری اس کے متعلق یہ رائے ہے کہ اس ملک سے بے شمار لوگ بیرون ملک جا چکے ہیں اور وہ بڑی تعداد میں سرمایہ منتقل کر رہے ہیں اور آسانی سے فارن ایکسچینج ان لوگوں کو مہیا کر سکتے ہیں جو یہاں سے سرمایہ بیرون ملک منتقل کرانا چاہتے ہیں - ایسے حالات میں اگر آپ فکسڈ ڈپازٹ کے سلسلے میں کچھ پابندیاں لگائیں گے اور ان لوگوں کا راز فاش کریں گے تو یقیناً یہ بہت بڑی تیزی سے ان ذرائع سے جو کچھ موجود ہیں بیرون ملک چلا جائے گا - اور انوسٹمنٹس بیرون ملک ہوں گی - بہتر یہ طریقہ ہے کہ فکسڈ ڈپازٹ کو reveal کرنے کی بجائے انوسٹمنٹ بیورو قائم کیا جائے اور سود کی لعنت کو ختم کرنے کے لیے انوسٹمنٹ بیورو کو اختیار دیا جائے کہ لوگوں کے جتنے فکسڈ ڈپازٹ ہیں جس جس شرح سے ہیں جس جس ratio سے ہیں - وہ ان فکسڈ ڈپازٹ کو ملک میں انویسٹ کریں اور لوگوں کو بطور حصہ دار شامل کیا جائے نفع نقصان میں ان کا حصہ ہو - یہ شرائط جب ہوں گی تو جو اس فکسڈ ڈپازٹ کے مالک ہیں وہ سود حاصل نہیں کر سکیں

گے لیکن وہ نفع ۔ نقصان میں سرمایہ کاری میں برابر کے شریک ہوں گے اور اس میں ان کے نام بھی رجسٹرڈ ہوں گے اور اس رجسٹریشن کے اندر آ کر سوچے اور جعلی قسم کے جو نام ہوں گے وہ خود بخود reveal ہو جائیں گے اور اس سے ایک تو سود کی لعنت ختم ہو گی دوسرے جو سرمایہ فکسڈ ڈیپازٹ کی صورت میں freeze ہو جاتا ہے وہ بھی ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گا اور ملک کے اندر باقاعدہ انویسٹمنٹ شروع ہو جائے گی اور انویسٹمنٹ کے ذریعے ملک کافی ترقی کر سکتا ہے اور اس کے لیے میری رائے یہ ہے کہ فکسڈ ڈیپازٹ کا صحیح استعمال ہونا چاہیے اور اس پر سود بند ہونا چاہیے اور سرمایہ کاری کے لئے ایسے ادارے بنانے چاہئیں ایسے پروجیکٹس بنانے چاہئیں اور ان پروجیکٹس کے اندر فکسڈ ڈیپازٹ رکھنے والوں کو یہ اختیار حاصل ہو کہ یہ کسی پروجیکٹ کے اندر اپنا روپیہ لگانا چاہتے ہیں اور اس بینک میں وہ prospectus موجود ہوں جو ان کو دکھائے جائیں کہ اس میں اتنا نفع ہونے کا امکان ہے ۔ اس طرح کی یہ فیکٹری ہو گی اتنے کروڑ روپے اس میں ہم نے خرچ کرنے ہیں اور اس بینک میں دس کروڑ روپے جو فکسڈ ڈیپازٹ ہیں ان بینکرز کو وہ فہرست دی جائے کہ یہ دس کروڑ روپے کا پروجیکٹ ہے اور اس طرح سے ہم نے یہ سرمایہ خرچ کرنا ہے اور اس کے بعد جو بھی فائدہ ہوگا یا نقصان ہوگا یہ آپ کی قسمت کی بات ہے آپ کو اس میں شامل ہونا پڑے گا ۔ کیونکہ ہم سود کی لعنت کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور دوسرے ہم چاہتے ہیں یہ روپیہ انویسٹ ہو نہ کہ یہ بلاک ہو جائے ۔ اس لیے اگر آپ اس طریقے سے اس انداز کو اختیار کریں گے اور فکسڈ ڈیپازٹ کو اس انداز سے استعمال کریں گے تو مجھے یقین ہے کہ لوگوں کو بھی اعتراض نہیں ہوگا اور دوسرے کہ ان کو یہ بھی یقین ہوگا کہ کم از کم منافع یا نقصان بزنس میں ہوتا ہی ہے کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو بزنس کرنے سے قاصر ہوتے ہیں وہ بذات خود بندوست نہیں کر سکتے وہ چاہتے ہیں کہ کوئی ایسا معقول ادارہ ہو یا کوئی ایسا بزنس ہو جو ان کے پیسے کی حفاظت کرے اور ان کی جگہ پیسے کو انویسٹ کرے ۔

مسٹر سپیکر : ایسی تو کئی ایجنسیاں چلتے سے موجود ہیں ۔ این آئی ٹی موجود ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! اگر حکومت بینک کی معرفت یہ

ذمہ داری لیتی ہے تو یقیناً لوگ اس پر اعتماد کریں گے کیونکہ ان کو پتہ ہے کہ ایسے لوگ جو پیسہ لے کر فرار ہو جاتے ہیں ان سے ان کو نجات مل جائے گی یہ بزنس حکومت کے ذریعے سے ہوگا تو یہ فکسڈ ڈپازٹ جو ہیں .....

مسٹر سپیکر : این آئی ٹی اسی مرض کی دوا ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب ایسے ادارے وہ براہ راست انویسٹمنٹ نہیں کرتے میں یہ چاہتا ہوں کہ سود کی لعنت کو ختم کرنا چاہیے لوگوں کو سود مل جاتا ہے اس لیے وہ reveal نہیں کرتے سود ختم ہونا چاہیے فکسڈ ڈپازٹ میں جب تک آپ سود ختم نہیں کریں گے ۔ اس وقت تک لوگ ادھر انویسٹمنٹ نہیں کریں گے ۔ جب آپ سود ختم کر دیں گے تو خود بخود لوگ ادھر انویسٹمنٹ کرنا شروع کر دیں گے اور ان اداروں میں جب انویسٹ کریں گے تو یقینی طور پر ان کے نام بھی سامنے آ جائیں گے جب وہ انویسٹمنٹ کے فارم پر کریں گے تو ان کے نام بھی ظاہر ہو جائیں گے ۔ اور اس طریقے سے حکومت انجائز روپیہ ٹیکس لے کر اسے جائز بھی قرار دے سکتی ہے ۔ اور اس طرح سے آئندہ ہمیشہ کے لیے یہ سود کی لعنت ختم ہو جائے گی ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری محمد یعقوب اعوان ۔

Chaudhary Muhammad Yaqoob Awan, Mr. Speaker, I fully agree with the spirit of the purpose of this resolution and the intent behind it. I think this resolution if implemented is going to benefit the Government and it will definitely result in the increase of tax. I have at least no sympathy for those people who earn black money and invest it in fixed deposits. Their intention is just to keep this money away from the income tax liabilities and if the procedure given in this resolution is adopted it must and is going to discourage such people with black income and I think those Hon'ble Members of this House who have opposed this resolution should come out with some alternate suggestion. We hope the same objective can be achieved with which this resolution has been moved in this august House. With these remarks I support this resolution.

Mr. Speaker. I hope that you have another proposal with you.

میرا خیال ہے کہ کاردار صاحب ایک ترمیم اس میں پیش کر رہے ہیں جیسے علامہ صاحب نے فرمایا تھا۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ قرارداد کی سطر 2 میں لفظ "سے" کے بعد مندرجہ ذیل الفاظ شامل کیے جائیں اور باقی الفاظ حذف کر دئے جائیں "ناجائز آمدنی کا محاسبہ کرنے کے لیے مزید اقدامات کرے تاکہ قومی اقتصادی مفادات کا تحفظ کیا جا سکے".....

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ قرارداد کی سطر 2 میں لفظ "سے" کے بعد مندرجہ ذیل الفاظ شامل کیے جائیں اور باقی الفاظ حذف کر دئے جائیں "ناجائز آمدنی کا محاسبہ کرنے کے لئے مزید اقدامات کرے تاکہ قومی اقتصادی مفادات کا تحفظ کیا جا سکے" ---

اب آپ کی قرارداد اس طرح ہو جائے گی کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ وہ ایسا قانون وضع کرے جس کی رو سے ناجائز ذرائع سے حاصل کردہ آمدنی کا محاسبہ کرنے کے لئے مزید اقدامات کرے تاکہ قومی اقتصادی مفادات کا تحفظ کیا جا سکے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے دوستوں کی اپیل مان لی ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : میں اس کو appreciate کرتا ہوں لیکن مجھے اس میں کہنا یہ ہے کہ قرارداد اس لحاظ سے مبہم ہے کہ محاسبہ کون کرے گا ؟

مسٹر سپیکر : وفاقی حکومت اور کون کرے گا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کو

متعین کر دیا جائے کہ ایف آئی اے کرے گی یا کون کرے گا کیوں کہ غاصبہ کرنے والے خود پیسہ کھا جائیں گے -

مسٹر سپیکر : قرارداد میں تو یہ تفصیلات بیان نہیں کی جاتی - مسٹر نذر حسین منصور -

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر - جناب حفیظ کاردار کی یہ قرارداد اور اس قرارداد میں فاضل رکن ملک محمد اعظم صاحب کی وہ ترمیم - - -

مسٹر سپیکر : آپ اپنی ترمیم پر اب بھی اصرار کر رہے ہیں -

ملک محمد اعظم : میں ابھی عرض کر دوں گا -

مسٹر نذر حسین منصور : اس کے بعد یہ ترمیم در ترمیم کی صورت میں یہ قرارداد جو ہمارے سامنے آتی ہے تو - - -

مسٹر سپیکر : یہ ترمیم در ترمیم نہیں ہیں -

مسٹر نذر حسین منصور : انہوں نے ترمیم پیش نہیں کی تو اور کیا کیا ہے -

مسٹر سپیکر : انہوں نے اپنی قرارداد میں خود ترمیم پیش کی ہے -

مسٹر نذر حسین منصور : میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ یہ قرارداد الفاظ کی حد تک تو خوبصورت ہو سکتی ہے لیکن کوئی قرارداد یا اس کے تحت بننے والا کوئی قانون اگر معاشرے کی اخلاقی اقدار معاشی اور کاروباری تجربات کے تقاضوں کے مطابق ان کو سامنے رکھ کر نہ بنایا جائے تو یقیناً وہ بیکار اور صحت مند ثابت نہیں ہو سکتا میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو بینک ہیں - - -

مسٹر سپیکر : اس وقت ہم کسی مسودہ قانون پر بحث نہیں کر رہے یہ صرف ایک قرارداد آئی ہے کہ اس سلسلے میں وفاقی حکومت کوئی مناسب اقدامات کرے -

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر - اگر یہ قرارداد یہاں سے ہاؤس پاس کر کے بھیج دے اور پھر سینٹرل گورنمنٹ پاس کرے تو پھر قانون ہی

بنانا پڑے گا۔ اس لئے قرارداد کے ساتھ بات ہو سکتی ہے اور یہ میں عرض کروں گا یہ قرارداد اپنے الفاظ کی حد تک خوبصورت ہے لیکن اگر اس کا معاشرے کی اخلاقی اقدار، یا کاروباری طرز عمل کو سامنے رکھ کر اس کا تجزیہ کریں۔۔

مسٹر سپیکر : آپ قرارداد کی بات کر رہے ہیں ترمیم کے متعلق بات نہیں کر رہے۔

مسٹر نذر حسین منصور : میں ترمیم کے متعلق بات کروں یا قرارداد کے متعلق آپ ہی بتا دیں۔

مسٹر سپیکر : آپ کی مرضی ہے دونوں کی بات کرسکتے ہیں۔

مسٹر نذر حسین منصور : میں ترمیم شدہ صورت میں قرارداد کی ہی بات کررہا ہوں لیکن آپ میری بات کو آگے بڑھنے ہی نہیں دیتے۔

مسٹر سپیکر : آپ تو تقریر کر رہے ہیں۔ قرارداد پر آپ کی یہ تقریر تو شاید ٹھیک ہو لیکن ترمیم شدہ صورت کے متعلق ٹھیک نہیں ہے۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر۔ یہ قرارداد ترمیم شدہ صورت میں ناجائز ذرائع سے حاصل کردہ آمدنی کا محاسبہ کرنے کے لئے ہے میں اس کی مخالفت کر رہا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو۔

مسٹر سپیکر : اچھا آپ تقریر کریں۔

مسٹر نذر حسین منصور : میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اگر بینک میں فکسڈ ڈپازٹ کے طور پر کوئی فرد رقم جمع کرواتا ہے یا کرنٹ اکاؤنٹ میں جمع کراتا ہے تو اس کے لئے اگر سینٹرل گورنمنٹ کوئی قانون بنائے گی یا کوئی جدت پیدا کرے گی تو میں یہ عرض کروں گا کہ آپ موجودہ حالات میں بینکوں کی معیشت کو تباہ کریں گے۔ بہت سے وہ سادہ لوگ جنہوں نے جائز طریقے سے آمدنی حاصل کی ہے اور دیہات سے تعلق رکھتے ہیں اگر انہوں نے فکسڈ ڈپازٹ یا کرنٹ اکاؤنٹ کے تحت بینک میں پیسے جمع کرائے ہیں تو آپ کے اس اقدام سے وہ بھی متاثر ہوں گے اور اول تو آپ کی یہ قرارداد پاس ہونے سے پہلے ہی بینک سے پیسے نکلنا شروع ہو جائیں گے اور مزید لوگ بینک میں پیسے جمع نہیں کرائیں گے۔ اس لئے کہ آپ نے جو قوانین پہلے بنائے ہوئے ہیں

آپ کی پہلی اصلاحات جو ہیں ان سے پیدا شدہ تجربات انہے حوصلہ شکن تھے اس لئے اس قرارداد کے ذریعے جو کچھ آپ کریں گے اس سے ہمارے معاشرے کے لوگ اس ملک اور اس صوبے کے عوام یہ غلط تاثر لیں گے اور یقیناً ہمارے ملک کی معیشت پر بینک کی معیشت کا گہرا اثر ہے اس پر برا اثر پڑے گا اور دوسرا میں نہایت افسوس سے کہوں گا کہ حکومت جس نے بنک نیشنلائز کر لئے ہیں اس کے پاس پہلے ہی ذرائع ہیں اور حکومت کے بنک میں جمع شدہ سرمایہ چاہے وہ فکسڈ ہے یا سیونگ اکاؤنٹ میں ہے اس کا بخوبی علم ہو سکتا ہے اس کے لئے کوئی نیا قانون بنانے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر ایسا کیا گیا تو اس سے صرف پیچیدگی اور پریشانی پیدا ہوگی۔ میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ ایسی کوئی قرارداد یہاں نہیں لانی چاہئے نہ عملی طور پر نہ ہی نظریاتی طور پر کیونکہ ملک کی معیشت کو اس قرارداد سے فائدہ نہیں پہنچے گا۔

جناب سپیکر! آخر میں ناجائز ذرائع سے حاصل کردہ دولت کے متعلق عرض کروں گا کہ آپ کوڑے کے ساتھ پیولدکاری کا عمل جتنی دیر تک جاری رکھیں گے آپ اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے بلکہ ناجائز ذرائع سے دولت حاصل کرنے والے وہ لوگ جو آپ کے سامنے ہیں ان کی نشاندھی کی جا سکتی ہے آپ ان کے لئے کوئی قدم اٹھائیں اور جتنی دیر تک پرانی کے منبع کو بند نہیں کریں گے آپ کی یہ پیولدکاری اور یہ تماشہ قطعاً کسی کام نہیں آسکے گا بلکہ میں یہ کہوں گا کہ سیاست میں یہ سستے قسم کے خوبصورت الفاظ اور اعرے جو ہیں جو آج کل کی سیاست کا رواج بن چکا ہے یہ ہمارے معاشرے اور سیاست کے لئے نقصان دہ ثابت ہوں گے۔ یہ بنک یہ گرجے یہ عمارات۔ اقبال کے وہ الفاظ جس میں سوشلسٹ سوچ پائی جاتی ہے جو آپ نے پیش کئے ہیں اس پر عمل کرتے ہوئے آپ سوشلسٹ معیشت کو برپا کرنے کے لئے سوشلسٹ معاشرے کو قائم کرنے کے لئے بنیادی اقدامات اٹھائیں اور اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ ناجائز آمدنی نہیں ہونی چاہئے تو میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ نے ناجائز آمدنی بند کرنے والے ذرائع بند کیوں نہیں کئے۔ ناجائز آمدنی کا کاروبار ختم کیوں نہیں کیا، اور کچھ لوگ جو بلیک مارکیٹنگ کر رہے ہیں ان کے خلاف آپ کارروائی کیوں نہیں کرتے آپ۔ مجھے یہ بتائیں کہ آپ نے کسی کے خلاف کوئی قدم اٹھایا ہے۔ میں مختصر طور پر یہ عرض کروں گا کہ جزویات میں جانے سے پہلے آپ اصل کی طرف توجہ

اور ان ذرائع کو بند کریں جو ناجائز ہیں اور جن کی وجہ سے پبلک مارکیٹنگ ہو رہی ہے اور یہ سب کچھ آپ کے سامنے ہو رہا ہے۔ ان کے لئے آپ کوئی قانون وضع کریں، ان کے لئے آپ کوئی اقدام کریں تاکہ بنیادی طور پر معاشرے کا وہ منبع بند ہو جائے اور اگر آپ ایسا نہیں کرتے صرف سیاست میں دکھانے کے لئے اور الفاظ میں خوبصورتی پیدا کرنے کے لئے کوئی ریزولیوشن پاس کریں گے تو میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ماضی کی طرح آئندہ بھی آپ کے حق میں یہ صحیح ثابت نہیں ہو گا۔ شکریہ۔

وزیر خزانہ: جناب والا! فاضل ممبر نے ترمیم شدہ صورت میں جو قرار داد پیش کی ہے اس کے پیچھے ایسے جذبات کارفرما ہیں جن کا مقصد یقیناً اور یقیناً قومی اقتصادی مفادات کا تحفظ کرنا ہے اور میں صرف اس منظر کو دیکھتے ہوئے اور حقائق حال کو واضح کرنے کے لئے کچھ الفاظ کہنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگرچہ پاکستان پیپلز پارٹی نے جب سے حکومت لی اور مخلوط معیشت کا نیا دور شروع کیا اس میں صرف بھاری اور اہم بنیادی صنعتوں کو قومی ملکیت میں لیا گیا تاکہ ملک میں صنعت کاری اس طرح سے ہو سکے جس سے ملک کی معیشت کو مضبوط کیا جا سکے اور ملک کی معیشت کو ایسی بنیادوں پر قائم کیا جا سکے جس سے آئندہ چل کر خود مشینری ملک کے اندر قائم ہوا اور دوسرے ملکوں پر انحصار ختم ہو کیونکہ اس سے پہلے پرائیویٹ سیکٹر صرف consumer industry کی طرف زیادہ توجہ دیتا تھا کیونکہ اس میں gestation پیریڈ کم ہوتا ہے۔ اور return بڑی جلدی ہوتی ہیں اور ایک دو سال میں سارے فیکٹری کے پیسے واپس آ جاتے ہیں بھاری صنعت میں آٹھ آٹھ دس دس سال صنعت لگنے میں لگ جاتے ہیں پھر اس کے بعد اس میں return اتنی جلدی نہیں ہوتی۔ اس لئے پرائیویٹ سیکٹر consumer انڈسٹری کی طرف زیادہ توجہ دے رہا تھا اور ہیوی انڈسٹری میں نہیں جا رہا تھا بھاری نیشنلائزیشن کی پالیسی کا صرف یہی مقصد تھا اس کا قطعاً کوئی اور مقصد نہیں تھا۔ اس کے باوجود ہم نے جو نیشنلائزیشن کی ہے میں صحیح طور پر اس وقت بتا نہیں سکتا، میرے خیال میں مرکزی حکومت نے اس کے اعداد و شمار مہیا کئے ہیں لیکن میں یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ بھاری نیشنلائزیشن کے باوجود صنعت میں اور تجارت میں اکثریت

پرائیویٹ سیکٹر کی ہے - پرائیویٹ سیکٹر کے پاس اب بھی ستر فیصد ہے اور پبلک سیکٹر میں تقریباً تیس فیصد ہے مجھے صحیح تو معلوم نہیں ہے لیکن ہماری مخلوط معیشت اس قسم کی ہے کہ اس وقت اکثریت پرائیویٹ سیکٹر کے پاس ہے تجارت میں بھی اور صنعت میں بھی -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں فاضل وزیر خزانہ سے عرض کردوں کہ انہیں یاد ہوگا مرکزی وزیر صحت ، مسٹر آج محمد جمالی نے یہ بیان دیا تھا کہ اس وقت 47 ٹیکسٹائل ملیں ملک میں بند پڑی ہوئی ہیں -

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں مخلوط معیشت کا نظریہ بتا رہا تھا کہ اس میں اس وقت ایک نیشنلائزڈ سیکٹر ضرور ہے ، ایک پبلک سیکٹر ضرور ہے لیکن اس کے باوجود پرائیویٹ سیکٹر بہت بڑا موجود ہے اور حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر کو اس کے اپنے دائرہ کار میں جو ہم نے قومی مفادات کے تحت متعین کر دیا ہے اس میں اسے پھلنے پھولنے کے مواقع فراہم کئے جائیں ، تجارت میں بھی اور صنعت میں بھی یہی وجہ ہے کہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ مرکزی حکومت کی یہ پالیسی رہی ہے کہ ہر بجٹ میں سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کے لئے اقدامات کئے گئے مثلاً اس دفعہ بھی مرکزی حکومت نے بجٹ میں بہت سے ایسے اقدامات کئے ہیں جس سے سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی ہو سکے اب اس کے بعد اگر ہم کوئی ایسا اقدام کریں کہ وہ پرائیویٹ سیکٹر جس کو کہ ہم متوجہ کرنا چاہتے ہیں وہ صنعت میں تجارت میں پیسہ لگائیں خاص کر صنعت میں اگر ان کے متعلق ہم کوئی ایسے اقدامات کریں جس سے حوصلہ شکنی ہو تو وہ میں سمجھتا ہوں قومی مفادات میں نہیں ہوگا اور وہ مخلوط معیشت جو ہماری حکومت چلا رہی ہے اس کے چلنے میں بڑی مزاحمت ہو گی بڑی رکاوٹ ہو گی اس لئے جناب والا ! فاضل ممبر کی جو ترمیم ہے میں بھی اس کی تائید کرتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ مرکزی حکومت نے ناجائز آمدنی کا پتہ چلانے اور اس کا محاسبہ کرنے کے لئے جو اقدامات کئے ہیں اب تک ان کا ذکر کرنا بھی بے محل نہیں ہو گا پہلے آپ کو معلوم ہے کہ اسی سال سال کے شروع میں کچھ حسابات جو تجارتی اداروں کے تھے ان کو چیک کیا اور اس کے بعد صنعت کاروں نے اور تاجروں نے ایک

اپیل کی اور وفاقی وزیر خرائد صاحب سے وہ ملے تو انہوں نے کچھ تجاویز پیش کیں اور ان تجاویز کے نتیجے میں پہلا اقدام تو مرکزی حکومت نے یہ کیا کہ ہر شخص کو یہ اجازت دی کہ وہ پچاس ہزار روپے تک وہ آمدنی جس کا انہوں نے ذکر نہیں کیا اور عام لفظوں میں جسے کالا روپیہ کہتے ہیں اس کے لئے اپنے بیٹے یا کسی اور آدمی کو حصہ دار بنا لیں یا الگ اس کا کوئی کاروبار دکھا دیں تاکہ اگر اس نے پچھلا انکم ٹیکس نہیں دیا تو 50 ہزار روپیہ دکھانے کے بعد اگلے سال وہ انکم ٹیکس دینے والا بنے اور حکومت کی نظر میں بھی آ جائے کہ ایک نئی آسامی آ گئی ہے۔ اس پر بھی بہت سے تاجروں نے فائدہ اٹھایا پھر اس کے بعد حکومت نے کہا کہ بہت سے لوگ جنہوں نے آمدنی ظاہر کرنی ہے وہ اس کے گوشوارے دکھائیں۔ اس میں بھی کچھ لوگوں نے تعاون کیا پھر اس کے بعد ایک اور اپیل صنعت اور تجارت کے ایوان کی طرف سے کی گئی کہ ان دو اقدامات کے بعد بھی اب بھی بلیک کا روپیہ موجود ہے اور صنعتی اور تجارتی طبقہ یہ چاہتا ہے کہ اس پر حکومت کو کوئی ٹیکس دے کر اسی رقم کو بلیک سے وائٹ کر لیں تاکہ اسی کی سرمایہ کاری کر سکیں۔ تاکہ اس کی سرمایہ کاری ہو سکے۔ وفاقی حکومت نے اس بجٹ میں یہ کہا کہ جتنی Black money کوئی announce کرے گا۔ اس پر اگر 30 فیصدی ٹیکس وہ ادا کر دے تو وہ white ہو سکتی ہے۔ ان اقدامات سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک تو آمدنی میں اضافہ ہوگا اور دوسرے ان کو مزید ٹیکس وصول ہو گا۔ اس ضمن میں کبھی وفاقی حکومت ضرور اعلان کرے گی کہ ان کو کتنا ٹیکس اس ذریعہ سے وصول ہوا ہے اور ساتھ ہی ساتھ صنعتی اور تجارتی طبقہ میں کوئی بے اطمینانی پیدا نہیں ہو گی اور سرمایہ کاری کے لئے کوئی حوصلہ شکنی پیدا نہیں ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ملک کے کاروبار، صنعت اور تجارت میں بھی اضافہ ہو گا۔ اس قرارداد کے ذریعہ سے فاضل محرک یہ کہنا چاہتے ہیں، کہ جو اقدامات کئے گئے ہیں، ان کے علاوہ بھی اگر حکومت یہ سمجھے کہ ان اقدامات کے خاطر خواہ نتائج نہیں نکلے تو اور اقدامات بھی کرے۔ لیکن مقصود قطعاً یہ نہیں ہے۔ کہ سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ میں یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت کی (mixed economy) مخلوط معیشت چلانے کی پالیسی ہے نیشنلائزڈ سیکٹر ایک بہت بڑا سیکٹر ہے۔ پرائیویٹ سیکٹر میں حکومت سرمایہ

کاری کی حوصلہ افزائی کرنا چاہتی ہے ۔ اور ہم کوئی ایسا اقدام ۔ بیان اور سٹیٹمنٹ نہیں دینا چاہتے ہیں جس سے پرائیویٹ سیکٹر میں بے اطمینانی ، بے چینی اور صنعت میں تعطل پیدا ہو ۔ اس لئے میں ترمیم شدہ صورت میں قرار داد کی حمایت کرتا ہوں ۔

ملک محمد اعظم : جناب والا ! چونکہ ترمیم شدہ صورت میں قرار داد کی افادیت ثابت ہو گئی ہے ۔ اس لئے میں اپنی ترمیم واپس لیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : کیا ایوان یہ ترمیم واپس لینے کی اجازت دیتا ہے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب یہ ترمیم ایوان کے سامنے ہے اور سوال یہ ہے :

> کہ قرار داد کی سطر دو میں مندرجہ ذیل الفاظ شامل کئے جائیں "ناجائز ذرائع سے حاصل کردہ آمدنی کو محاسبہ ہو سکے تاکہ قومی اور اقتصادی مفادات کا تحفظ کیا جا سکے" اور باقی الفاظ حذف کئے جائیں ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب ترمیم شدہ صورت میں قرارداد کی یہ شکل بنتی ہے :

> اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ وہ ایسا قانون وضع کرے جس کی رو سے ناجائز ذرائع سے حاصل کردہ آمدنی کا محاسبہ ہو سکے تاکہ قومی اقتصادی مفادات کا تحفظ کیا جا سکے ۔

اب سوال یہ ہے ۔

> کہ یہ قرارداد ترمیم شدہ صورت میں منظور کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوتی ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب والا! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ بل نمبر 9 پیش کردہ مسٹر غلام احمد باجوہ جو کہ مجلس قائمہ برائے لا اینڈ پارلیمانی آفیسرز کے متعلق ہے کے بارہ میں رپورٹ کے لئے 60 دن کی میعاد دی گئی تھی۔ اس میں توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : اس میں ترمیم کر دیں کہ کمیٹی 90 دن میں رپورٹ پیش کرے۔

مسودہ قانون

(جو ایوان میں پیش کیا گیا)

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ دی کینال اینڈ ڈرینیج پنجاب (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون ترمیم پنجاب انہار و نکاس آب مصدرہ 1976ء) پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

> کہ دی کینال اینڈ ڈرینیج (پنجاب) امنڈمنٹ بل 1976ء (مسودہ قانون ترمیم پنجاب انہار و نکاس آب مصدرہ 1976ء) پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! میں

> دی کینال اینڈ ڈرینیج پنجاب (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون ترمیم پنجاب انہار و نکاس آب مصدرہ 1976ء) پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون پنجاب انہار و نکاس آب مصدرہ 1976ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے ۔ کہ متعلقہ کمیٹی کے پاس برائے رپورٹ اندر 90 یوم بھیجا جاتا ہے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں صاحب نہیں ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن پلیز ۔ جناب سپیکر ، پاکستان ٹائمز کی اشاعت مورخہ 25 جون 1976ء میں میری تقریر کے حوالے سے جو (quotations) اقتباسات دئے گئے ہیں اس سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ میں نے اپنی تقریر کے دوران جو میں نے بجٹ کی کٹ موشن پر کی تھی ، میں نے شاید مارشل لا کی حمایت کی ہے یا مارشل لا کے نفاذ کا پورے ملک میں مطالبہ کیا ہے ۔ جناب والا ! میں اس کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں ، اور یہ بات ریکارڈ پر ہے ۔ جب آپ نے یہ فرمایا تھا اور میں نے یہ کہا تھا کہ rather I will be the first man to oppose it. یہ ماضی بھی شاہد ہے کہ ایوب خان کی آمریت کے دور میں بھی میں نے اور ہمارے دوستوں نے ڈاکٹر حلیم رضا اور محمد خان نے بنیادی جمہوریتوں کے انتخابات کے سلسلہ میں فوجی آمریت کے خلاف جد و جہد کی تھی ۔ اور جو یحییٰ خان کا فوجی مارشل لا لگا تھا ، اس دور میں پاکستان پیپلز پارٹی کے ارکان کے شانہ بشانہ مارشل لا کے خلاف میں بھی ایک ادنیٰ سا کارکن تھا جس نے جد و جہد کی تھی ۔ آج میں نہیں سمجھتا کہ مجھے کیوں مارشل لا کی حمایت کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے میں نے تو جناب والا ! محض حوالہ دیا تھا کہ اس وقت غنڈہ اور بد عنوان اور سماج دشمن عناصر میں محاسبہ کا قطعی طور پر خوف ختم ہو گیا ہے ۔ صرف حوالے کے طور پر ذکر کیا تھا ۔ میں اس بات کی وضاحت ضرورت سمجھتا ہوں کہ میں نے نہ کبھی ماضی میں فوجی مارشل لا یا کسی اور مارشل لا کی حمایت کی ہے اور نہ اب کرتا ہوں ، دوسری بات جناب والا ! جو کہ میری تقریر کے حوالے سے کہی گئی ہے اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ شاید میں نے انتظامیہ کو لا محدود قسم کے اختیارات دینے کا کوئی مطالبہ کیا تھا ۔ جناب والا ! میں نے قطعی طور پر نہ کوئی مطالبہ کیا تھا اور نہ ہی میں اس حق میں ہوں کہ لا محدود قسم کے اختیارات دے دئے جائیں ، صرف اتنی بات میں

نے کہی تھی کہ انتظامیہ کے افسران کو ایک جائز حد تک خاص طور پر میں نے یہ ذکر کیا تھا کہ ان کی ملازمتوں کو کوئی آئینی تحفظ دیا جائے۔ کہ وہ اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر آزادانہ طور پر قوم کے مفاد میں قومی خدمات سر انجام دے سکیں۔

بہت بہت شکریہ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : اب مزید کوئی کام نہ ہے۔ ایوان کی کارروائی کل تک کے لئے ملتوی فرمائیں۔

مسٹر سپیکر : ابھی تو تین قرار دادیں ہیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! ان کے movers نہیں ہیں۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ کل بھی پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔

مسٹر سپیکر : اب ایوان کی کارروائی کل صبح ساڑھے 8 بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس یکم جولائی 1976ء بروز جمعرات 8 بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اٹھارھواں اجلاس

جمعرات - یکم جولائی 1976ء
(پنجشنبہ - 2 رجب 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ کاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ
خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ
يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ
يَغْفِرُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠
وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝

پ ۲۵ - س ۴۲ ——— رکوع ۵ آیات ۳۶ تا ۳۸

لوگو! جو مال و دولت تم کو دیا گیا ہے وہ دُنیا کی زندگی کا ناپائیدار فائدہ ہے اور جو کچھ خدا کے ہاں ہے وہ بہتر اور قائم رہنے والا ہے۔ یہ اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور جو ایسے ہیں جو فحش باتوں اور بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں اور جب غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں اور جو اپنے پروردگار کا فرمان قبول کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور اپنے کام آپس کے مشورے سے کرتے ہیں اور جو مال ہم نے اُن کو عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ؟

چکوال میں پرائمری سکولوں کی تعداد

*4502 ۔ مرزا فضل حق : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) چکوال میونسپل کمیٹی کے تحت کل کتنے پرائمری سکول کام کر رہے ہیں نیز ان میں سے کتنے مردانہ اور کتنے زنانہ ہیں ۔

(ب) ان سکولوں میں علیحدہ علیحدہ طلباء اور اساتذہ کی تعداد کتنی ہے ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) چکوال میں کمیٹی کے تحت کل سات سکول ہیں جن میں تین مردانہ اور چار زنانہ ہیں ۔

(ب) تعداد اساتذہ اور طلباء حسب ذیل ہے :-

نمبر شمار	نام سکول	تعداد اساتذہ	تعداد طلباء
	مردانہ سکول		
1	میونسپل مڈل سکول (پرائمری سیکشن)	11	375
2	میونسپل پرائمری سکول نمبر 2	3	174
3	میونسپل پرائمری سکول نمبر 3	3	250

نمبر شمار	نام سکول	تعداد اساتذہ	تعداد طلباء
	زنانہ سکول		
4	میونسپل مڈل گرلز سکول (پرائمری سیکشن)	9	374
5	پرائمری گرلز سکول نمبر 1	10	345
6	پرائمری گرلز سکول نمبر 2	9	390
7	پرائمری گرلز سکول نمبر 3	7	283

چکوال شہر میں پختہ اور کچی گلیاں

*4503 مرزا فضل حق - کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) چکوال شہر میں کل کتنی پختہ اور کتنی کچی گلیاں ہیں اور ان کی الگ الگ لمبائی کتنی ہے -

(ب) اس سال کے سالی بجٹ میں کتنی گلیوں کو پختہ کرنے کی گنجائش رکھی گئی ہے اور آیا بقیہ کچی گلیوں کو حکومت پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر ہوتا ہے تو کب تک ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) شہر چکوال میں 176 گلیاں پختہ ہیں اور 117 کچی گلیاں ہیں - پختہ گلیوں کی لمبائی 59030 فٹ ہے - اور جب کہ کچی گلیوں کی لمبائی 41050 فٹ ہے -

(ب) اس سال کمیٹی نے بارہ گلیوں کو پختہ کرنے کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپے کی گنجائش رکھی ہے اور آئندہ بجٹ میں بھی (سال 77-1976ء) ڈیڑھ لاکھ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے - کچی ہر سال گلیوں کو پختہ کرنے چلی آ رہی ہے - چونکہ

شہر میں نئی گلیاں وجود میں آ رہی ہیں ۔ لہذا کمیٹی کی کوشش یہی ہے کہ ساتھ ساتھ یہ گلیاں پختہ ہوتی جائیں ۔

چوک یتیم خانہ تا پکی ٹھٹھی لاہور سڑک کی تعمیر

*7412 ۔ میاں منظور احمد موہل : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ چوک یتیم خانہ لاہور سے پکی ٹھٹھی لاہور کو جانے والی "المتاز روڈ" چار ماہ ہوئے تعمیر ہو چکی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ چوک یتیم خانہ سے طیبہ کالج تک 200 فٹ کا ٹکڑا انتہائی خستہ حالت میں ہے ؛

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جزو (ب) میں بتدریج سڑک کے مذکورہ حصہ کو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر بلدیات (رانا شبیر احمد) : (الف) "المتاز روڈ" کی تعمیر/مرمت کا کام 1974ء کے آخر میں شروع کیا گیا تھا جو کہ مکمل ہو چکا ہے ۔

(ب) چوک یتیم خانہ سے طیبہ کالج تک 200 فٹ کا ٹکڑا مکمل کیا جا چکا ہے جہاں کہیں سیور کی لیکیج کی وجہ سے سڑک بیٹھ گئی ہے ۔ وہ بھی مرمت کی جا رہی ہے ۔

(ج) جواب (الف) و (ب) بالا کے پیش نظر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

میاں منظور احمد موہل : سپلیمنٹری ۔ کیا وزیر موصوف یہ وضاحت فرمائیں گے کہ سوال کے جزو (الف) میں میں نے یہ پوچھا ہے کہ المتاز روڈ چار ماہ ہوئے تعمیر ہو چکی ہے لیکن جواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ 1974ء

کے آخر میں کام شروع کیا گیا جو کہ اب مکمل ہو چکا ہے ۔ تو جناب والا ۔ میں نے تو یہ پوچھا ہے کہ چار ماہ ہوئے کام تکمیل پذیر ہو چکا ہے ۔ لیکن جناب والا ۔ جواب سے یہ بات عیاں نہیں ہوتی ہے ۔

وزیر بلدیات : جناب والا ۔ الممتاز روڈ کی تعمیر اور مرمت کا کام 1974ء میں شروع کیا گیا تھا جو کہ بعد ازاں بوجہ سردی التواء میں پڑ گیا تھا اب جون 1975ء سے پیشتر یہ کام مکمل ہو چکا ہے اور جو اس کا حصہ بیٹھ گیا تھا اس کی بھی مرمت کی جا رہی ہے ۔

ڈاکٹروں کی بھرتی

*7455 ۔ راؤ مراتب علی خان : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ پنجاب میں ڈسٹرکٹ ہیلتھ ورکس کونسلوں کے زیر انتظام چلنے والے شفاخانوں اور ڈسپنسریوں کی تعداد کیا ہے ۔

(ج) ڈسٹرکٹ ہیلتھ ورکس کونسلوں کے زیر انتظام چلنے والے ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں متعینہ کتنے تربیت یافتہ ڈاکٹروں نے اپنی خدمات صوبائی حکومت کے حوالے کرنے کی درخواست کی ہے اور ان پر حکومت نے کیا کارروائی کی ہے ۔

(د) کیا حکومت مذکورہ ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کے لئے مزید ڈاکٹر بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) صوبہ پنجاب میں ضلع کونسلوں کے زیر انتظام چلنے والے شفاخانوں اور ڈسپنسریوں کی تعداد حسب ذیل ہے :-

(1) شفا خانے 434

(2) ڈسپنسریاں 199

(ب) شفاخانوں اور ڈسپنسریوں کی کل تعداد 410 ہے جن میں 135 تربیت یافتہ ڈاکٹر تعینات ہیں اور 275 آسامیاں خالی ہیں -

(ج) صرف تین ڈاکٹروں نے اپنی خدمات صوبائی حکومت کو پیش کی ہیں جن میں ضلع کولسل جھنگ کے میڈیکل آفیسر کی درخواست منظور کر لی گئی ہے اور بقایا درخواستوں پر جلد فیصلہ کر دیا جائے گا -

(د) جی ہاں - ڈاکٹروں کی خالی آسامیاں اخبارات میں مشتہر کی جاتی ہیں - جوں جوں تربیت یافتہ ڈاکٹر میسر آتے ہیں انہیں بھرتی کر لیا جاتا ہے - تربیت یافتہ ڈاکٹر دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے آسامیاں خالی رہتی ہیں -

سید تابش الوری : سپلیمنٹری - کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ 275 آسامیوں کو پر کرنے کے لئے انہوں نے کیا تدابیر اختیار کی ہیں ؟

وزیر بلدیات : جناب والا - ہم نے مشتہر کیا ہوا ہے -

سید تابش الوری : کیا انہوں نے محکمہ ہائے کو کہا ہے کہ ڈاکٹر انہیں فراہم کئے جائیں ؟

مسٹر سپیکر : فاضل رکن تو شاید یہ سمجھتے ہیں کہ جیسے محکمہ صحت کو سارے ڈاکٹر میسر ہیں -

سید تابش الوری : نہیں - جناب والا - میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ انہوں نے اس کے لئے کیا صورت اختیار کی ہے -

مسٹر سپیکر : دیکھئے ہم کسی خلا میں تو رہتے نہیں ہیں - آپ تو انہیں تب کہیئے اگر محکمہ صحت کے پاس ڈاکٹر میسر ہوں اور وہ محکمہ صحت کو کہیں کہ ہمیں ڈاکٹر دیجئے کل یا پرسوں تو ہم ان سے یہ کہہ رہے تھے کہ جناب آپ کے پاس ڈاکٹر پورے نہیں ہوتے اور انہوں نے کہا تھا کہ ہم نے تو ایڈھاک اپوائنٹمنٹ کر لی ہے اور جب کبھی کسی کی درخواست وصول ہوتی ہے تو ہم اس ڈاکٹر کو اپوائنٹ کر لیتے ہیں -

سید تابش الوری : جناب والا ۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ چونکہ میونسپل کمیٹی والے ڈیپوٹیشن الاؤنس دیتے ہیں اس لئے انہیں اس میں کچھ زیادہ جاذبیت محسوس ہوتی ہے ۔ تو جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ کیا انہوں نے اس جاذبیت میں کوئی اضافہ کیا ہے کہ ڈاکٹر ان کے شفاخانوں میں آ کر کام کر سکیں ؟

مسٹر سپیکر : تو ان کے سوال کا یہ مطلب ہوا کہ کیا آپ نے ان کی ملازمت کی شرائط میں کوئی ایسی جاذبیت پیدا کی ہے کہ آپ کے ہاں ڈاکٹرز آئیں ۔

وزیر بلدیات : جناب والا ۔ ویسے بھی آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے ملک میں ڈاکٹروں کی کمی ہے اور کمیٹی والے تو انہیں ہر قسم کی سہولتیں دینے کے لئے تیار ہیں اگر فاضل رکن کوئی ڈاکٹر لانا چاہتے ہیں تو وہ لے آئیں میں ان کے سپرد کر دوں گا ۔

چوہدری جمیل حسن خان منج : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ یہ جو تعداد دی گئی ہے کیا یہ ڈسٹرکٹ پیپلز ورکس کونسل کے تحت دی گئی ہے یا ڈسٹرکٹ کونسل کے تحت دی گئی ہے جب کہ سوال پیپلز ورکس پروگرام کے تحت پوچھا گیا تھا ؟

وزیر بلدیات : جناب والا ۔ یہ صاف لکھا ہوا ہے کہ یہ کونسلوں کے زیر انتظام ہے ۔

چوہدری جمیل حسن خان منج : لیکن سوال ڈسٹرکٹ پیپلز ورکس کونسلوں کے متعلق پوچھا گیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : یہ ایک ہی بات ہے ۔

قانونگوؤں کی بطور نائب تحصیلدار ترقی

7459 ۔ راؤ مراتب علی خان : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ کسی بھی امیدوار کو بطور نائب تحصیلدار بھرتی کرنے کا اختیار متعلقہ ڈویژنل کمشنر کو حاصل ہوتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ نائب تحصیلدار کے عہدہ پر نہ ہی کسی انڈر میٹرک کو براہ راست بھرتی کیا جا سکتا ہے اور نہ کسی انڈر میٹرک ملازم کو نائب تحصیلدار کے عہدہ پر ترقی دی جا سکتی ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ امپروومنٹ ٹرسٹ لاہور میں چار انڈر میٹرک گرداوروں اور قانونگوؤں کو نائب تحصیلدار کے عہدہ پر ترقی دی گئی ہے اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (رئیس شبیر احمد): (الف) یہ درست ہے کہ محکمہ مال کے سربراہ کی حیثیت سے صرف ڈویژنل کمشنر ہی کسی امیدوار کو بطور نائب تحصیلدار بھرتی کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ محکمہ مال میں کسی انڈر میٹرک کو براہ راست نائب تحصیلدار نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی محکمہ مال کے کسی انڈر میٹرک ملازم کو نائب تحصیلدار کے عہدے پر ترقی دی جا سکتی ہے۔

(ج) یہ بھی درست ہے کہ محکمہ لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ میں چار گرداوروں اور قانونگوؤں کو نائب تحصیلدار کے عہدے پر ترقی دی گئی ہے۔ اس کی وجوہ مندرجہ ذیل ہیں:-

2۔ ایسی ترقیاں دینے سے پہلے نائب تحصیلدار ڈویژنل کمشنر لاہور سے مستعار لئے جاتے تھے اور اکثر یہ ہوتا تھا کہ بیشتر اس کے کہ وہ لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ کے کام میں مہارت حاصل

کوئی ان کا تبادلہ ہو جاتا تھا جس کے سبب لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ کے کاموں کی رفتار سست ہو جاتی تھی ۔

2- لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ میں سالوں سے بھرتی شدہ پٹواریوں اور قانونگوؤں کا تجربہ مستعار لئے ہوئے نائب تحصیلداروں سے کہیں زیادہ تھا اور ان کی مہارت بھی بہتر تھی ۔

3- مستعار نائب تحصیلداروں کو بھی سب کام انہیں پٹواریوں اور قانونگوؤں کی مدد سے کرنے ہوتے تھے بلکہ انہی پر انحصار کرتے تھے اس لئے ان کارکنوں کی حوصلہ افزائی ضروری تھی اس حوصلہ افزائی کے سبب بعض پٹواریوں اور قانونگوؤں نے میٹرک کا امتحان بھی پاس کر لیا ہے ۔

4- چیئرمین لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ کو پنجاب امپروومنٹ ٹرسٹ سروس رولز بحریہ 1945ء کی شق 12 ۔ اے کے تحت 450 روپے ابتدائی تنخواہ پانے والے ملازمین کی تقرری مستقل انزال برطرفی اور معطلی وغیرہ کے اختیارات ہیں ۔ نائب تحصیل داروں کی ابتدائی تنخواہ کہیں کم ہے اس لئے ان کی تقرری کا چیئرمین صاحب کو اختیار ہے ۔

لاہور شہر میں مچھروں کی افزائش

*7492 ۔ میاں منظور احمد وٹو : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بلدیہ لاہور مچھروں کی نسل کے لئے ہر سال کثیر رقم مختص کرتی ہے لیکن مچھروں کی افزائش میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے ؟

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مچھروں کی نسل کے لئے موثر تدابیر اختیار کرنے کا ارادہ

رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جزوی طور پر درست ہے۔

(ب) بچھڑوں کی تلفی کا موثر انتظام کر دیا گیا ہے کرم کش ادویہ شہریوں کو مفت فراہم کی جا رہی ہیں۔

امیر روڈ بلال گنج لاہور میں پانی کی نکاسی

*7493۔ میاں منظور احمد وٹو : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ امیر روڈ بلال گنج لاہور میں پانی کے نکاس کا انتظام نہایت ہی ناقص ہے جس کی وجہ سے نالیوں کا پانی عام طور پر ملک پارک کو جانے والی سڑک پر پھیلا رہتا ہے اور آمدورفت میں سخت مشکلات پیش آتی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ علاقے میں مدینہ چوک کا گٹر ڈھکنے کے بغیر ہے جس سے آئے دن حادثات وقوع پذیر ہوتے رہتے ہیں۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ شکایات کا ازالہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی نہیں امیر روڈ واقع بلال گنج لاہور میں لاہور ڈویلوپمنٹ اتھارٹی کا زمین دوز سیور ٹھیک کام کر رہا ہے۔ اس سیور میں سطحی نالیوں کے ذریعے ملک پارک کی آبادی کا گندا پانی ہی گرتا ہے۔ اگر زمین دوز سیور یا سطحی نالیوں میں کوئی عارضی رکاوٹ پیدا ہو تو پانی اچھل کر سڑک پر پھیل سکتا

ہے لیکن قبل ازیں کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی صفائی روزانہ باقاعدگی سے کرائی جاتی ہے

(ب) مدینہ چوک کے گٹر پر کئی بار لوہے کا ڈھکنا رکھا گیا۔ جو چوری ہو گیا۔ اس سلسلے میں کئی بار پولیس کو بھی رپورٹ کی گئی ہے۔ اس کے بعد سیمنٹ کے ڈھکنے بھی رکھے گئے۔ لیکن یہ بھی چوری ہو گئے۔ اب اس گٹر پر دوبارہ سیمنٹ کا بڑے سائز کا ڈھکنا رکھ دیا گیا ہے۔ اور فی الحال اس سلسلے میں کوئی شکایت باقی نہیں رہی ہے۔

(ج) (الف) اور (ب) بالا میں وضاحت کر دی گئی ہے۔

چوہدری علی بہادر خان : سپلیمنٹری۔ جناب والا ! میاں منظور احمد موہل صاحب کے تین سوال ہیں اور ان کے نمبر 7412، 7492 اور 7493 ہیں۔ لیکن جناب نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ایک دن میں ہر ممبر کے دو سوال آیا کریں گے۔

مسٹر سپیکر : نہیں۔ غالباً۔ اب سوالات ختم ہو گئے ہیں اگر آپ کا سوال باقی رہ گیا ہو تو پھر آپ شکایت کر سکتے ہیں۔

چوہدری علی بہادر خان : نہیں جناب والا ! اس میں شکایت کی کوئی بات نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر : وہ آپ کی بات ٹھیک ہے۔ میں نے بھی یہ نوٹس لیا ہے لیکن 35 سوالات ہو سکتے ہیں اور آپ نے شاید نوٹ کیا ہو کہ یہ 33 سوال ہیں اور اب میاں منظور احمد موہل کا ایک سوال باقی چھوڑنا مناسب نہیں تھا۔

ٹوانٹن مارکیٹ میں عارضی مارکیٹ کی تعمیر

*7955۔ چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لوئنٹن مارکیٹ لاہور کے سامنے جو ایک عارضی مارکیٹ تعمیر کی گئی تھی اس پر کارپوریشن لاہور نے کتنا خرچ کیا تھا۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ اب نئی تعمیر شدہ مارکیٹ کو مسمار کر دیا گیا ہے جس سے عوام کا لاکھوں روپیہ ضائع ہو گیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متعلقہ افسران کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کو تیار ہے؟

وزیر بلدیات (رئیس بشیر احمد) : (الف) 18،000؟ روپے صرف۔

(ب) جزوی طور پر درست ہے۔ تفصیلی وجوہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) مندرجہ بالا تفصیل کی روشنی میں اس کا جواز نہیں۔

(اس مرحلہ پر حاجی محمد سیف اللہ خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

1 - قابل استعمال سامان کی فہرست درج ذیل ہے۔ لیکن یہ سامان تا حال فروخت نہیں ہوا۔ اس کی نیلامی کی کارروائی ہو رہی ہے۔

1 - اینٹیں - 340941 2 - روڑے - 117 مکعب فٹ

3 - ایم ایس بنز - 26017 سی ڈبلیو ٹی 4 - بجری سریا کے گارڈر - 20 عدد 12 + 5 × 21

5 - بجری سریا کے گارڈ - 25 عدد 9 × 4 × 16 6 - بجری سریا کے گارڈ - 10 عدد 5 × 3 × 10

7 - بجری و سریا کے گارڈ - 4 عدد 18½ × 4 × 9 7 - بجری و سریا کے گارڈ - 2 عدد 12½ × 4 × 6

9 - بجری کی ٹالیں - 2144 عدد 10 - لوہے کی چادر کے دروازے - 54 عدد

11 - ٹوٹی ہوئی اینٹیں - 700 مکعب فٹ

2 ۔ اجرت تعمیر اور ناقابل استعمال مواد کی کل قیمت مبلغ ۔/15800 روپے ہے جو کہ واقعی خرچ شدہ رقم کے تقریباً نصف کے برابر ہے ۔ اس میں اجرت تعمیر مبلغ ۔/92,200 ہے ۔ مرحلہ وار خرچ کی تفصیل تیار کر کے شامل کر دی گئی ہے ۔

تفصیل مرحلہ وار خرچ

1۔ کھدائی ۔	2738.24	روپے
2۔ روڑی بنیاد ۔	22823.13	"
3۔ بنیادوں کی چنائی ۔	88225.79	"
4۔ ڈی ۔ پی ۔ سی ۔	2137.82	"
5۔ دیواروں کی چنائی ۔	82616.46	"
6۔ سیمنٹ کی چنائی ۔	15483.53	"
7۔ سریا جو اینٹوں میں استعمال ہوا ۔	7762.10	"
8۔ بجری برائے لینٹل ۔	5088.70	"
9۔ چھت ۔	30624.30	"
10۔ چھت کی ٹائلیں ۔	25352.40	"
11۔ لوہے کے دروازے ۔	10630.00	"
12۔ روڑا ۔	4570.00	"
13۔ ریت ۔	483.60	"
14۔ خشک روڑی ۔	1843	"
15۔ بجری کی سپلائی ۔	450.00	"
کل میزان	318175.25	روپے
	3,18,000/-	روپے

1 - لوئن مارکیٹ لاہور کے سامنے جو ایک عارضی مارکیٹ تعمیر کی گئی تھی - اس پر لاہور میونسپل کارپوریشن نے کل 3,18,000/- روپے خرچ کئے جس کی تعمیر کا تخمینہ 6,59,650/- روپے تھا - 3,18,000/- روپے کی لاگت میں سے 1,60,000/- روپے کا بلڈنگ میٹیریل قابل استعمال نکلا - بقیہ رقم مبلغ 1,58,000/- روپے اجرت تعمیر ناقابل استعمال میٹیریل کی شکل میں خرچ ہوئے -

2 - تجویز یہ تھی کہ موجودہ لوئن مارکیٹ کی عمارت کو گرا کر ایک کئی منزلہ نئی طرز کی عمارت تعمیر کی جائے - جس کے لئے یہ ضروری تھا - کہ قابض دوکانداران کو متبادل عارضی دوکانات مہیا کی جائیں - مگر یہ خیال کر کے کہ عارضی دکانوں کے قابضین کو دوکانوں سے بے دخل کرنا مشکل ہو جائے گا - گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ عارضی مارکیٹ تعمیر نہ کی جائے اور جو کام ہو چکا ہے - اس کو مسمار کر دیا جائے تاکہ شاہرہ قائداعظم کی خوبصورتی کو بھی بحال رکھا جا سکے -

چوہدری بہادر علی خان : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ ایوان میں جو تفصیل دی گئی ہے اس میں لکھا ہے کہ 3 لاکھ 18 ہزار روپے کی لاگت آئی تھی جس میں 1 لاکھ 60 ہزار روپے کا بلڈنگ میٹیریل نکلا اور 1 لاکھ 58 ہزار روپے ضائع ہو گئے ہیں - تو یہ ایک لاکھ 58 ہزار روپے کے ضائع ہونے کی کیا وجہ تھی ؟ اور اس کی تفصیلی وجوہات ایوان میں بتائی جائیں کہ پہلے فوری طور پر 3 لاکھ روپیہ خرچ کیا گیا اور اس کے بعد اس بلڈنگ کو گرا دیا گیا جس میں سے صرف ایک لاکھ 60 ہزار روپے کا میٹیریل قابل استعمال نکلا اور ایک لاکھ 58 ہزار روپے ضائع ہو گئے تو یہ کیوں ضائع ہوئے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا - یہ پچھلی حکومت کی غلطی کی وجہ سے ایسا ہوا ہے -

محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے ڈرافسمینوں کی مستقلی

*8220 ۔ چوہدری غلام احمد باجوہ : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ میں براہ راست ڈرافسمینوں کی بھرتی 75 فیصد ہوتی ہے اور 25 فیصد ٹریسر سے ترقی پا کر ڈرافسمین بنتے ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ براہ راست ڈرافسمین بھرتی ہونے کے لئے کم از کم 2 سالہ ڈرافسمین کورس یا اوورسیئر کورس پاس ہونا ضروری ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ میں کچھ ڈرافسمین جو براہ راست بھرتی ہوئے ہیں وہ نہ تو 2 سالہ ڈرافسمین کورس اور نہ ہی اوورسیئر کورس پاس ہیں ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں تو جزو (ج) میں مندرج افراد کو کن قواعد کے تحت بھرتی کیا گیا اور آیا حکومت انہیں مستقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی ہاں ۔

(د) اس وقت تک تقریباً 6 ایسے افراد ہیں جو ڈرافسمین اور ٹریسر کے قواعد مجریہ 1966ء سے پہلے اور بعد میں بھرتی ہوئے ۔ تاہم ایسی بھرتیاں جو قواعد نافذ ہونے سے بعد ہوئیں ان پر مناسب کارروائی کی جا رہی ہے ۔ جہاں تک انہیں مستقل کرنے کا سوال ہے ۔ صرف ان افراد کو مستقل کرنے کے لئے غور کیا جائے

گا۔ جو قواعد کے مطابق معیار پر پورے اترتے ہیں۔ دو ڈرافٹسمین جو سپرنٹنڈنگ انجینئر نے قواعد نافذ ہونے کے بعد بھرتی کئے ہیں ان کو قواعد کے مطابق ملازمت سے فارغ کیا جا رہا ہے۔

موضع نونانوالی تحصیل کھاریاں سے لالہ موسیٰ تک سڑک کی تعمیر

*8221۔ چوہدری غلام احمد باجوہ: کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈسٹرکٹ کونسل ہیلتھ ورکس پروگرام گجرات نے اپنے اجلاس منعقدہ اکتوبر 1974ء میں موضع نونانوالی تحصیل کھاریاں سے لالہ موسیٰ براستہ موضع برنالی تحصیل کھاریاں تک سڑک کی تعمیر کے لئے کچھ فنڈز مہیا کئے تھے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سڑک کی تعمیر کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی تھی اور مذکورہ سڑک کی تعمیر ابھی تک شروع نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں اور حکومت کب تک اسے شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد): (الف) جی ہاں۔ یہ حقیقت ہے کہ سڑک نونانوالی تا برنالی کی مرمت کی سکیم سال 75-1974ء کے ترقیاتی پروگرام میں شامل کی گئی تھی۔ اور اس کے لئے مبلغ 20 ہزار روپے مختص کئے گئے تھے۔

(ب) سڑک نونانوالی تا لالہ موسیٰ براستہ برنالی کی کل لمبائی ساڑھے سات میل ہے۔ جس میں سے نونانوالی سے برنالی تک اڑھائی میل کے ٹکڑے پر پہلے ہی سولنگ کی جا چکی ہے۔ یہی ٹکڑا مرمت طلب ہے۔ جس کی مرمت کے لئے مبلغ پچیس ہزار روپے درکار ہیں۔ اگرچہ اس ٹکڑے کی مرمت کے لئے 75-1974ء میں مبلغ بیس ہزار روپے مختص کئے گئے تھے۔ لیکن ضلع کو دیئے گئے فنڈز اتنے

کافی نہ تھے کہ اس کام کو ترجیح دی جا سکتی۔ اگر 1976-77ء میں مہیا ہونے والے فنڈز گورنمنٹ نظر رکھتے ہوئے ضلعی عوامی اصلاحی کونسل اس کام کی منظوری دے اور کونسل مذکورہ کی مقرر کردہ ترجیحات کی بنا پر فنی سڑک کی مرمت کو ترجیح دی جائے گی تو یہ کام شروع کیا جا سکے گا۔ سڑک کی بقایا 5 میل لمبائی پر سولنگ کرنے کے لئے مزید ساڑھے سات لاکھ روپے درکار ہوں گے۔

قصبہ نوشہرہ ورکاں میں پانی کی نکاسی

*3288۔ حاجی محمد شفیق خان: کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بتائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ اس واقعہ سے کہ تحصیل گوجرانوالہ میں واقع قصبہ نوشہرہ ورکاں کے باشندے گندے پانی کی عدم نکاسی کے باعث کافی عرصہ سے ایک مستقل عذاب سے دوچار ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی اس واقعہ کے کہ قصبہ مذکور میں گندہ پانی جمع ہونے سے ناقابل برداشت تعفن پیدا ہو چکا ہے جس سے متعدی بیماریاں پھیلنے کا شدید اندیشہ لاحق ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ قصبہ کے عوام کی پریشانی دور کرنے کے بارے میں کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک۔ اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر بلدیات (رئیس شیر احمد): (الف) صوبہ کے دیگر دیہات کی طرح نوشہرہ ورکاں کے گاؤں میں بھی نکاسی آب کے لئے نالیاں موجود نہ ہیں۔

(ب) قصبہ کا گندہ پانی نشیبی علاقہ میں جمع ہوتا رہتا ہے مگر اس سے متعدی بیماریاں پھیلنے کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ کیونکہ

کہ ضلع کے تمام دیہات میں گندہ پانی اس طرح کے جوہڑوں میں جمع ہوتا ہے -

(ج) حکومت نے بروقت اس بات کا احساس کرتے ہوئے نکاسی آب کا ایک منصوبہ قرار کر لیا ہے - جس کا ضمینہ 21.53 لاکھ روپے ہے اور اس منصوبہ کو سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال 19/7-78ء میں تجویز کیا جائے گا - چوں کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال 1976-77ء پہلے ہی تیار ہو چکا ہے -

حاجی محمد شفیق خان : پوائنٹ آف انفارمیشن - جناب والا - میں نے ایک درخواست محکمہ P&I کو دی تھی - اور اس بارے میں مجھے ان کا جواب مل گیا ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے -

Letter No. 1/100-DD/P & E (Irr)/74III dt 14.6. 1976 from the Deputy Director P & E Cell, Irrigation and Power Department.

It says :—

> Sir, reference your note date 29. 3. 76 for inclusion of scheme for drainage of rain and flood water from village Noshera Virkan in A. D. P. 1976-77.
>
> 2. I have been directed to inform you that the scheme Construction of a drain namely Noshera Virkan drain has been included in the A. D. P. 1976-77 with a provision of Rs. 1.00 lao.

مسٹر چیئرمین (حاجی محمد سیف اللہ خان) : یہ چٹھی آپ کو کب ملی ہے ؟

حاجی محمد شفیق خان : جناب والا - یہ چٹھی مجھے 14-6-76 کو اریگیشن اینڈ پاور ڈیپارٹمنٹ سے موصول ہوئی ہے -

وزیر بلدیات : جناب والا ۔ مجھے وقت دیں تو میں اس سلسلے میں کچھ بتا سکوں گا ۔ اور جناب والا ۔ اگر معزز ممبر میرے پاس تشریف لے آئیں تو میں ان کو اس سلسلے میں بتا دوں گا ۔

مسٹر چیئرمین : حاجی صاحب ۔ آپ وزیر موصوف سے مل کر اس بات کی تسلی کر لیں ۔

حاجی محمد شفیق خان : بہتر جناب ۔

قصبہ نوشہرہ ورکاں میں کالونی کی تعمیر

*8299 ۔ حاجی محمد شفیق خان : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ تحصیل و ضلع گوجرانوالہ میں واقع قصبہ نوشہرہ ورکاں میں زیادہ تر ملازم پیشہ اور مزدور لوگ آباد ہیں جو کہ کرایہ کے مکانوں میں رہائش رکھتے ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ قصبہ میں کوئی کالونی تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جہاں تک ملازم پیشہ اور مزدور لوگوں کی آبادی اور کرایہ کے مکانوں میں رہائش رکھنے کا تعلق ہے یہ کیفیت غیر واضح ہے ۔ تاہم اتنا کہا جا سکتا ہے کہ نوشہرہ ورکاں میں مکانوں کی قلت دوسرے شہروں کی نسبت بہت کم ہے ۔

(ب) محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ فی الحال وسائل کی کمی کی وجہ سے ان شہروں کے لئے رہائشی سکیمیں تیار کر رہا ہے جہاں مکانات کی قلت زیادہ سنگین ہے ۔ نوشہرہ ورکاں کے لئے ابھی تک کسی رہائشی کالونی کا منصوبہ زیر غور نہیں ۔

ٹی - پی سکیم چوہدری کالونی سمن آباد لاہور کو گورنمنٹ کی منظور شدہ سکیم سے خارج کرنا

*8301 - مسٹر احسان الحق پراچہ : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیکرٹری مالکان پلاٹس ٹی - پی سکیم ایسوسی ایشن واقع 80 - چوہدری کالونی سمن آباد لاہور نے مورخہ 28 - جنوری اور 5 - فروری 1976ء کو گورنمنٹ کی منظور شدہ سکیم کو سولہ سو ایکڑ ملتان کی سکیم سے خارج کرنے کے سلسلہ میں چیف سیکرٹری حکومت پنجاب کو ایک درخواست بذریعہ رجسٹری ارسال کی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی/لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ نے مذکورہ سکیم میں ترمیم کر کے اپنی غلطی کو تسلیم کر لیا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹی - پی سکیم کے زیر انتظام پلاٹس - سڑکیں - تعمیر شدہ مکانات کے کمرے اور گراؤنڈیں ٹکڑوں کی شکل میں مذکورہ بالا دونوں اداروں میں منقسم ہو گئی ہیں ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جزو (الف) میں مندرج درخواست کے بارے میں کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر ایسا ہے تو کب تک - اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (رئیس شبیر احمد) : (الف) ہمیں ایسی کوئی درخواست چیف سیکرٹری کے دفتر سے موصول نہیں ہوئی ۔

(ب) جی ہاں - اس منظور شدہ ٹی - پی سکیم کا کچھ رقبہ سمن آباد اور ملتان روڈ کو ملانے کے لئے 1600 - ایکڑ سکیم میں شامل کیا گیا تھا - مگر اس ٹی پی سکیم کے مطالعے سے ظاہر ہوا کہ مجوزہ سڑک اس منظور شدہ ٹی - پی سکیم کی تجاویز سے متصادم ہو گی - اس لئے اس تجویز کو ختم کر دیا گیا - مگر ٹی - پی

سکیم کو 1600 ۔ ایکڑ سکیم سے خارج کرنا مناسب سمجھا گیا ۔ کیوں کہ ایسا کرنے کے لئے سکیم کو منسوخ کروانا اور ترمیم کے بعد دوبارہ اجراء کرنے کے نوٹیفکیشن کرنے پڑتے اور ٹاؤن امپروومنٹ ایکٹ کی دفعات 36 اور 38 کے تحت دوبارہ اعتراضات طلب کرنے پڑتے ۔ اس میں بہت سا وقت ضائع ہوتا اور اس عرصے میں سکیم التواء میں چلی جاتی ۔ ایسا کرنا مفاد عامہ کے خلاف تھا ۔

(ج) جی نہیں ۔ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی ایک ترقیاتی ادارہ ہے جو ترقیاتی کاموں کو مکمل کرنے کے بعد سڑکوں اور کھلے قطعات کا انتظام لاہور میونسپل کارپوریشن کے سپرد کر دیتا ہے اس لئے ہر صورت میں لاہور میونسپل کارپوریشن ہی اس کا انتظام کرے گی ۔

(د) جی نہیں ۔ کیوں کہ ایسا کرنے سے قانونی مشکلات پیش آئیں گی جو کا ذکر (ب) کے جواب میں درج ہے اور سکیم پر عمل درآمد رک جائے گا ۔ البتہ اس سکیم کے مالکان سے ترقیاتی اخراجات اس حد تک لئے جائیں گے ۔ جتنے لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی اس ٹی ۔ پی سکیم کی حدود کے اندر ترقیات پر خرچ کرے گا ۔

چوہدری کالونی سمن آباد لاہور میں سیوریج کی عدم موجودگی

*8302 ۔ مسٹر احسان الحق پراچہ : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چوہدری کالونی سمن آباد لاہور میں سیوریج کی عدم موجودگی کی بناء پر گندہ پانی جوہڑ کی شکل اختیار کر چکا ہے ۔ جس سے علاوہ بہت سے بیماریاں پھیلنے کا خطرہ لاحق ہو گیا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ کالونی کے قریب واقع قدیم شہید روڈ پر سیوریج کی بھی لائن بچھا دی گئی ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ علاقہ کے عوام نے سیوریج بچھانے کے لئے افسران بالا کو بیشتر درخواستیں گزاریں اور علاقہ کے رکن صوبائی اسمبلی نے بھی اس کی سفارش کی ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی (واٹر ونگ) نے چٹھی نمبر 01/11/1646 ۔ 33 مورخہ 17 ۔ مئی 1975ء کے ذریعے یقین دہانی کرائی تھی کہ فنڈز مہیا ہوتے ہی مذکورہ علاقہ میں سیوریج کی سہولت بہم پہنچا دی جائے گی ۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ علاقہ میں ابھی تک سیوریج نہ بچھانے کی وجوہ کیا ہیں اور یہ کام کب تک پایہ تکمیل کو پہنچے گا ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی نہیں لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے چوہدری کالونی کی تقریباً تمام سڑکوں پر سیوریج کی سہولت فراہم کر دی ہے ۔ جوہڑ بننے کی وجہ یہ ہے کہ کافی عرصہ قبل چوہدری کالونی کے مکینوں نے کچھ پرائیویٹ سیور لائین تعمیر کر کے پانی قریبی نشیبی جگہ میں ڈال دیا تھا ۔ جس کے باعث وہاں جوہڑ بن گیا ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی ہاں ۔

(د) جی ہاں ۔

(ہ) جیسا کہ جزو (الف) میں بتایا جا چکا ہے کہ چوہدری کالونی کی بڑی سڑکوں اور گلیوں میں سیور بچھایا جا چکا ہے ۔ چھوٹی گلیوں سے گندے پانی کے نکاس کا طریقہ یہ ہے کہ ان میں نالیاں بنا کر یا علاقے کے مکین پرائیویٹ سیور لائین لگا کر انہیں بڑی سڑکوں کے سیور کے ساتھ ملا دیں حکومت کے فیصلے کے مطابق لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی صرف بڑی سڑکوں اور گلیوں میں سیور بچھا رہی ہے ۔

خانیوال ہاؤسنگ سکیم کی منتقلی

*8319 ۔ خان امیر عبداللہ خان : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ خانیوال ہاؤسنگ سکیم کے لئے سال رواں (1975-76ء) کے بجٹ میں رقم مختص کی گئی تھی اور مذکورہ سکیم کے لئے اراضی بھی حاصل کی جا چکی ہے ۔ مگر سکیم پر ابھی تک عمل درآمد نہیں ہو سکا ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سکیم کو خانیوال کی بجائے کسی دوسری جگہ منتقل کیا جا رہا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (رئیس صبیر احمد) : (الف) جی ہاں ۔ یہ حقیقت ہے کہ خانیوال ہاؤسنگ سکیم کے لئے سال رواں (1975-76ء) کے بجٹ میں دس لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے اور مذکورہ سکیم کی اراضی بھی حاصل کی جا چکی ہے سکیم پر عمل درآمد بھی شروع ہو چکا ہے لیز 31 ۔ مئی 1976ء تک تقریباً ساڑھے پانچ لاکھ روپے کی رقم بھی خرچ کی جا چکی ہے ۔

(ب) جی نہیں ۔ مذکورہ سکیم کو خانیوال کی بجائے کسی دوسری جگہ منتقل کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں بلکہ خانیوال میں سکیم پر تیزی سے عمل درآمد ہو رہا ہے ۔

یونین کونسل کے سیکرٹریوں کے فرائض

*8367 ۔ مسز عابدہ حسین : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یونین کونسلیں ختم ہو چکی ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یونین کونسلوں کے سیکرٹری ابھی تک اپنے عہدوں پر قائم ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو کس مقصد کے لئے اور کن فرائض کے لئے ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) اس حد تک درست ہے کہ بروئے نوٹیفکیشن نمبر OSD-BD/XXI/71 بتاریخ 23 جون 1971ء گورنمنٹ پنجاب نے یونین کونسلوں کے چیئرمینوں کی حیثیت اور عہدوں اور ممبران کی نمائندگی کو ختم کر دیا ہے لیکن یونین کونسلوں کے وجود کو برقرار رکھا گیا ہے اور یونین کونسلوں کے فرائض کی ادائیگی ڈویلپمنٹ افسران/سپروائزرز کو سونپ دی گئی ہے جو بطور ایڈمنسٹریٹو یونین کونسل کام کر رہے ہیں ۔

(ب) یہ درست ہے کہ ابھی تک وہ بطور سیکرٹری یونین کونسل کے اپنے عہدوں پر قائم ہیں ۔ لیکن ساتھ ساتھ وہ عوامی تعمیراتی کام کے سلسلہ میں بطور دیہی کارکن بھی کام کر رہے ہیں بطور سیکرٹری یونین کونسل وہ مندرجہ ذیل فرائض سر انجام دے رہے ہیں :-

(1) یونین کونسلوں کے نافذ کردہ ٹیکسوں اور فیسوں کی تشخیص اور وصولیاں ۔

(2) اندراج پیدائش و اموات ۔

(3) یونین کونسلوں کا حساب کتاب رکھنا ۔

(4) چیئرمین ثالثی کونسل کی مقدمات زیر مسلم فیملی لاز آرڈیننس 1961ء میں مدد کرنا اور اس کا ریکارڈ رکھنا ۔

(5) معاملات دیہہ کی دیکھ بھال کرنا ۔

(6) علاقہ کے مفاد کے لئے بائی لاز تیار کرنا ۔

بطور دیہی کارکن عوامی تعمیراتی پروگرام وہ مندرجہ ذیل کام سر انجام دے رہے ہیں :-

(1) یونین کونسل کے حلقہ کے بارے میں جملہ ضروری کوائف اور معلومات کا مہیا کرنا اور ریکارڈ رکھنا ۔

(2) سالانہ ترقیاتی پروگرام/پنجسالہ پروگرام کو تشکیل دینا اور تیاری کروانا اور اسے منظوری کے لئے بھیجنا اور فنڈز حاصل کرنا ۔

(3) لوگوں کو ان کی ضروریات کی نشاندہی کرنا اور اپنی مدد آپ پر راغب کر کے زیر تعمیر منصوبوں کے لئے رضاکارانہ چندہ حاصل کرنا ۔

(4) لوگوں میں نئی قیادت کا شعور پیدا کرنا ۔

(5) پراجیکٹ کمیٹیاں تشکیل کرانا اور عوامی تعمیراتی پروگرام ۔ ورلڈ فوڈ پروگرام اور ہینڈ پمپ پروگرام پر عملدرآمد کرانا ۔

(6) مرکز تعلیم بالغان کو چلانا ۔

(7) یوتھ کلب کی تشکیل کرنا ۔

(8) ایڈمنسٹریشن کو مندرجہ ذیل امور میں مدد پہنچانا ۔
تیاری الیکشن ۔ مردم شماری ۔ سیلاب اور جنگ کے وقت امدادی کام کرنا ۔ گندم کی خریداری کروانا ۔ وقتاً فوقتاً آمدہ سرکاری اطلاعات/ہدایات کی مشتہری و منادی کرانا ۔

(6) درخت لگانا ۔

(10) ماہی گیری میں مدد کرنا ۔

(11) واٹر سپلائی کا بندوبست کرنا ۔

(12) عوامی میلہ کے لئے ٹیموں کا انتخاب کرنا اور دیہہ سطح اور اس سے اوپر کھیلیں منعقد کروانا ۔

(13) دیگر کوئی اور کام جو انہیں دیا جائے

مزنگ چونگی تا کیمپ جیل سڑک کی مرمت

*8437 ۔ چوھدری لال خان : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ فیروز پور روڈ (مزنگ چونگی تا کیمپ جیل) کو آج سے چھ ماہ پیشتر پانی کے پائپ بچھانے کے لئے اکھاڑا گیا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سڑک کی مرمت کے لئے جا بجا بجری کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سڑک پر ہر وقت ٹریفک کا ہجوم رہتا ہے ۔ جس کی وجہ سے اکثر حادثات ہوتے رہتے ہیں ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کی فی الفور مرمت کرانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) بجری کے ڈھیر لگے ہوئے تھے ۔ جو اب استعمال کر لئے گئے ہیں ۔

(ج) ٹریفک کا پہلے ہجوم رہتا تھا کیوں کہ واٹر سپلائی ۔ سیوریج اور سڑک کی تعمیر و مرمت کا کام ہو رہا تھا ۔ اب چونکہ کام قریب الاختتام ہے اس لئے ہجوم نہیں رہتا ۔

(د) بیشتر کام ہو چکا ہے بقایا کام تیزی سے ہو رہا ہے ۔ اور جلد از جلد مکمل کر دیا جائے گا ۔

بلدیات کے معاملات میں کمشنروں اور ڈپٹی کمشنروں کی مداخلت

*8450 ۔ چوھدری عبدالعزیز ڈوگر : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ کمشنر اور ڈپٹی کمشنر اپنے اپنے علاقہ کی بلدیات کو مختلف قسم کی ہدایات اور احکامات جاری کر رہے ہیں اور ان کا سالانہ معائنہ بھی ابھی تک کرتے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ 1975ء کی دفعہ 236 کے تحت کمشنر اور ڈپٹی کمشنر بلدیات کی کنٹرولنگ اتھارٹی نہیں ہیں اور محکمہ لوکل گورنمنٹ کے مراسلہ نمبر ایس۔ او۔ 4۔ این آئی ایل۔ 2 (77)/75 مورخہ 5-12-75 کے ذریعے ان کو واضح کر دیا گیا ہے کہ ان کے بلدیات کو احکامات جاری کرنے اور ہدایات دینے اور سالانہ معائنہ کرنے کا کوئی قانونی جواز نہیں ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کمشنروں اور ڈپٹی کمشنروں کو بلدیات کے معاملات میں مزید دخل اندازی کرنے سے باز رکھنے کے احکامات جاری کرے گی؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد): (الف) جی ہاں۔ کمشنر اور ڈپٹی کمشنر صاحبان حکومت کی جانب سے وقتاً فوقتاً جاری کردہ ہدایات کے مطابق عمل کرتے ہوئے متعلقہ بلدیاتی اداروں کو مناسب ہدایات جاری کرتے ہیں۔ اور ان سے مطلوبہ اطلاع حاصل کر کے حکومت کو ارسال کرتے ہیں۔ نیز منسوخ شدہ پی۔ ڈی۔ او 1959ء اور میونسپل ایڈمنسٹریشن آرڈیننس 1960ء کے تحت بعض وضع شدہ قواعد جو کہ پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ سے متصادم نہیں ہیں۔ ابھی تک لاگو ہیں۔ ان کے تحت جو اختیارات کمشنر اور ڈپٹی کمشنر صاحبان کو حاصل ہیں۔ ان کی منشاء کے مطابق کارروائی کرنے کے وہ قانونی طور پر مجاز ہیں۔

(ب) ماسوائے چند امور کے کمشنر اور ڈپٹی کمشنر صاحبان اب

بلدیاتی اداروں کی کنٹرولنگ اتھارٹی نہیں ہیں ۔ مگر وہ انتظامی امور کی دیکھ بھال اب بھی کر سکتے ہیں ۔

محکمہ لوکل گورنمنٹ سوشل ویلفیئر کے مراسلہ مجریہ 5-12-75 میں کمشنر اور ڈپٹی کمشنر صاحبان کو ہدایات نہ جاری کرنے کے سلسلہ میں کوئی ذکر نہیں ہے البتہ کمشنر ملتان کو ان کے ایک مراسلہ کے جواب میں صرف ٹیکسوں کے نفاذ کے سلسلہ میں صحیح قانونی صورت حال سے ضرور آگاہ کیا گیا ہے ۔

(ج) فی الحال کوئی ارادہ نہیں ہے ۔

چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ماسوائے چند امور کے ان کی کیا مراد ہے ۔ وہ چند امور بتا سکیں گے ؟

مسٹر چیئرمین : سوال ان کا درست ہے ۔ اگر آپ کے پاس معلومات ہیں تو ٹھیک ہے ۔

چوہدری علی بہادر خان : سوال کو اگلی مرتبہ کے لئے دہرایا جائے

مسٹر چیئرمین : یہ سوال repeat ہو گا ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ کیا ڈپٹی کمشنر یا کمشنر صاحبان بلدیاتی اداروں کے ملازمین کا تبادلہ کر سکتے ہیں ؟

مسٹر چیئرمین : سوال جب دہرایا جاتا ہے تو اس پر ضمنی سوال نہیں پوچھا جاتا ۔

میونسپل کمیٹیوں کے زیر انتظام سکولوں میں اساتذہ کی نئی بھرتی پر پابندی

*8462 (الف) ۔ چوہدری عبدالعزیز ڈوگر : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے میونسپل کمیٹیوں کے زیر

انتظام چلنے والے سکولوں میں اساتذہ کی نئی بھرتی پر پابندی عائد کر دی ہوئی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکولوں میں بیشتر آسامیاں خالی ہیں۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر میونسپل کمیٹیوں کے زیر انتظام چلنے والے سکولوں پر سے یہ پابندی اٹھا کر خالی آسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) یہ درست نہیں ہے کہ نئی بھرتی پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ نئی بھرتی منسٹر لوکل گورنمنٹ کی منظوری سے کی جا سکتی ہے۔

(ب) بعض میونسپل کمیٹیوں میں چند اساتذہ کی آسامیاں خالی ہیں جنہیں وزیر بلدیات کی منظوری کے بعد پر کیا جا سکتا ہے۔

(ج) جواب (الف) کی روشنی میں سوال پیدا نہیں ہوتا۔

بستی صیدن شاہ کے متعلق پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ کی کمیٹی کی سفارشات

*8621۔ حاجی محمد سیف اللہ خان : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بستی صیدن شاہ وزیر حق روڈ اپر مال لاہور کا رقبہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی اپر مال سکیم میں شامل ہے اور مذکورہ بستی میں تقریباً 900 خاندان آباد ہیں لہٰذا پلاننگ پراجیکٹ کے تحت اس بستی کو کچی آبادی قرار دینے کے لئے اس کا سروے بھی ہو چکا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ کچھ عرصہ پہلے چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ کی سرکردگی میں ایک کمیٹی قائم کی گئی تھی جسے اوقاف ۔ بلدیات اور متروکہ زمین پر مشتمل کچی آبادیوں کے متعلق سفارشات پیش کرنا تھیں ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مورخہ 15 مئی 1975ء کو مذکورہ بالا کمیٹی کے اجلاس میں مذکورہ بستی سیدن شاہ وزیر علی روڈ اپر مال لاہور کے رقبہ کو وہاں کے تقریباً 900 قابضین خاندان کو منتقل کرنے کا فیصلہ کیا تھا اور یہ سفارشات حکومت کو پیش کر دی گئی تھیں ۔

(د) اگر جزو (الف) تا (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نے مذکورہ بستی سیدن شاہ کے متعلق مذکورہ بالا کمیٹی کی سفارشات پر اب تک کوئی فیصلہ کیا ہے اگر نہیں تو کب تک اس کا فیصلہ متوقع ہے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی ہاں ۔

(د) کمیٹی کی سفارشات حکومت کے زیر غور ہیں اور جلد ہی فیصلہ متوقع ہے ۔

مسٹر چیئرمین : وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے ۔

مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سید تابش انوری : جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 13 کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 30 جولائی 1976ء تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر چیئرمین : تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے :

کہ علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 13 کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 30 جولائی 1976ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسودات قانون

(جو ایوان میں پیش کئے گئے)

دی پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ (امنڈمنٹ) بل 1976ء

مرزا فضل حق : جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر چیئرمین : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے ۔

کہ دی پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مرزا فضل حق : جناب والا ۔ میں دی پنجاب انڈسٹریل ڈیولپمنٹ بورڈ (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین : دی پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ (امنڈمنٹ) بل 1976 پیش کر دیا گیا ہے ۔ یہ متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیجا جاتا ہے اس کی رپورٹ 90 دن میں پیش ہو ۔ ۔

دی پنجاب ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائز کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء

مسٹر چیئرمین : مرزا فضل حق ۔

مرزا فضل حق : جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائیز کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر چیئرمین : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائیز کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مرزا فضل حق : جناب والا ۔ میں دی پنجاب ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائیز کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین : دی پنجاب ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائیز کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the concerned Standing Committee. The report to come within 90 days.

دی پنجاب لینڈ ریونیو (امنڈمنٹ) بل 1976ء

مسٹر چیئرمین : چوہدری علی بہادر خان ۔

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب لینڈ ریونیو (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر چیئرمین : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب لینڈ ریونیو (امنڈمنٹ) 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ۔ میں دی پنجاب لینڈ ریونیو (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین : دی پنجاب لینڈ ریونیو (امنڈمنٹ) بل 1976 پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the Standing Committee concerned. The report to come within 90 days.

دی مری کہوٹہ ہلی ایریاز ڈویلپمنٹ اتھارٹی (امنڈمنٹ) بل 1976ء

مسٹر چیئرمین : آئیٹم نمبر 5 سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ دی مری کہوٹہ ہلی ایریاز ڈویلپمنٹ اتھارٹی (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر چیئرمین : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

> کہ دی مری کہوٹہ ہلی ایریاز ڈویلپمنٹ اتھارٹی (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید تابش الوری : میں دی مری کہوٹہ ہلی ایریاز ڈویلپمنٹ اتھارٹی (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین : دی مری کہوٹہ ہلی ایریاز ڈویلپمنٹ اتھارٹی (امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the concerned Standing Committee. The report to come within 90 days.

سید تابش الوری : جناب والا ۔ مجھے اجازت دیں کہ آپ کا بل میں پیش کر دوں ۔

مسٹر چیرمین : یہ اجازت نہیں دی جا سکتی ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

دی پنجاب فارسٹ (سیل آف ٹمبر) (ریپیل) بل 1976ء

مسٹر سپیکر : آئٹم نمبر 4 حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب فارسٹ (سیل آف ٹمبر)(ریپیل) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب فارسٹ (سیل آف ٹمبر) (ریپیل) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں دی پنجاب فارسٹ (سیل آف ٹمبر) (ریپیل) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب فارسٹ (سیل آف ٹمبر) (ریپیل) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the concerned Standing Committee. The report to come within 90 days.

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

تحصیل خوشاب کو ضلع کا درجہ دینے سے متعلق

مسٹر سپیکر : اب ہم قرار دادیں لیتے ہیں ۔ ملک محمد اعظم ۔

ملک محمد اعظم : جناب والا ! میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ تحصیل خوشاب کو
ضلع کا درجہ دیا جائے۔

مسٹر سپیکر : یہ قرار داد پیش کی گئی ہے :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ تحصیل خوشاب کو
ضلع کا درجہ دیا جائے۔

چوہدری امان اللہ لک : میں مخالفت کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : ملک محمد اعظم۔

ملک محمد اعظم : جناب والا ! میں آپ کا اور اس معزز ایوان کا بے حد شکر گزار ہوں کہ تحصیل خوشاب کی پسماندگی اور دوسرے مسائل کو حل کرنے کے سلسلے میں میں نے جب بھی اس معزز ایوان میں گزارش کرنے کی اجازت طلب کی۔ تو اس معزز ایوان نے اس پر ہمدردانہ غور کیا۔ جناب والا۔ میں ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کا بھی بہت شکر گزار ہوں کہ نہ صرف اس معزز ایوان میں بلکہ اس ایوان سے باہر بھی انہوں نے ہمیشہ مجھے یہ یقین دہانی کرائی کہ تحصیل خوشاب کے مسائل کو حل کیا جائے گا۔ جناب والا۔ یہ قرارداد میں نے اس لیے پیش کی ہے کہ ایک بہت پرانا مطالبہ ہے۔ محض مطالبہ ہی نہیں بلکہ میں یہ کہوں گا کہ تحصیل خوشاب کا یہ حق ہے کہ اسے ضلع کا درجہ دیا جائے۔ جناب والا۔ وطن عزیز کے دفاع کے لیے تحصیل خوشاب کے لوگوں نے بے حد قربانیاں دی ہیں۔ گزشتہ جنگوں میں تحصیل خوشاب کے ہزاروں بچے یتیم ہوئے، ہزاروں سہاگنیں بیوہ ہوئیں اور ہزاروں والدین اپنے نور نظر کی راہ تکتے تکتے نظروں کے نور سے محروم ہو گئے۔ جناب والا۔ عوامی حکومت نے پسماندہ علاقوں کے مسائل حل کرنے کے لئے کوشش کی ہے، تحصیل خوشاب کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ توجہ ضرور دی گئی ہے وہ بہت ناکافی ہے۔ اور اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ تحصیل خوشاب کی حالت وہی ہے کہ وہ مثل صادق آتی ہے۔

کٹتی ہے نہ بٹتی ہے نہ کھلتی ہے شب غم
کیوں اس پر اثر گردش ایام نہیں ہے

جناب والا ۔ خوشاب ایک وسیع و عریض تحصیل ہے جس میں پہاڑی علاقہ بھی شامل ہے ، دریا اور تھل کے ریگستان بھی ہیں ۔ تحصیل خوشاب ضلع شیخوپورہ ، اور ضلع قصور سے جس کو آج ہی ضلع کا درجہ دیا گیا ہے ، لاینحل طور پر اور جت اضلاع سے رقبے اور آبادی کے لحاظ سے بڑی تحصیل ہے ۔ جناب والا ۔ میں یہ بھی گزارش کرتا ہوں کہ ضلع سرگودھا کی تینوں تحصیل بھلوال ، شاہ پور اور سرگودھا اس تحصیل سے رقبے اور آبادی کے لحاظ سے کم ہیں ۔ مجھے علم ہے کہ کچھ دوست ضلع سرگودھا کی دوسری تحصیلوں سے تعلق رکھنے والے مجھے اکثر کہا کرتے ہیں کہ تم علیحدگی پسند ہو ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ تحصیل خوشاب کے مسائل حل کرنے کا ایک ہی سہل راستہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کو ضلع کا درجہ دیا جائے جناب والا ۔ میں نے تحصیل خوشاب کے مسائل بار بار یہاں عرض کئے ہیں ۔ میں اس پر کوئی زیادہ لمبی تقریر نہیں کرنا چاہتا ۔ میں اس معزز ایوان سے پر زور اپیل کروں گا کہ تحصیل خوشاب کو ضلع کا درجہ دیئے جانے کے متعلق میری قرار داد جو ہے یہ اس کی پر زور حمایت کریں اور اسے منظور فرمایا جائے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب سپیکر ۔ میرے فاضل دوست اور تحریک کے محرک کچھ ہم سے روٹھے ہوئے نظر آتے ہیں اور انہوں نے یہ قرار داد شاید اسی لئے پیش کی ہے کہ وہ متعدد بار اپنے مطالبات اس ایوان میں ضلعی سطح پر بھی پیش کرتے رہے اور ان مطالبوں پر شاید ان کی مرضی اور منشاء کے مطابق عملدرآمد نہ ہوا ہو انہوں نے یہ پر زور مطالبہ کر دیا کہ اگر آپ میرے مطالبات پر غور نہیں کریں گے تو اس کے بعد میں اس تحصیل کو ضلع کا درجہ دیئے جانے کا مطالبہ کروں گا ۔ میں کسی لحاظ سے بھی جناب والا اس قرارداد کی حمایت نہیں کرتا اس لیے کہ اس قرار داد کی عوامی مفاد کے پیش نظر اور انتظامی نقطہ نگاہ سے تائید نہیں کی جا سکتی کیونکہ ایک سب ڈویژن کو ضلعے کا درجہ دیا جانا کروڑوں کے اخراجات کا مطالبہ کرتا ہے ۔ جب کہ صوبہ پنجاب میں سے شمار سکول ایسے بھی ہیں جن میں لاٹ اور فرنیچر تک نہیں ہے ۔ بچے باہر درختوں کے سائے تلے بیٹھتے ہیں ۔ دیہاتی آبادی

اپنی ضروریات اور معمولی سی معمولی ضروریات سے بھی محروم ہے ۔ وسائل کی کمی کی وجہ سے ہم ان کو معمولی طبی امداد دینے سے بھی قاصر ہیں اور یہ سب اس لیے ہے کہ ہمارے پاس پیسے کی کمی ہے ۔

میرے دوست ملک محمد اعظم صاحب نے فرمایا ہے کہ تحصیل خوشاب میں لوگوں کی اکثریت فوج میں ملازمت کرتی ہے اور ان کی ڈیفنس سروسز کی خدمات بہت زیادہ ہیں ۔ ایک تحصیل کو ضلعے کا درجہ دئے جانے کے متعلق یہ قطعاً کوئی جواز نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ جہاں تک سب ڈویژن کو ضلعے کا درجہ دئے جانے کا تعلق ہے اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ اس سے قبل بھی سب ڈویژن کی بنیاد پر اے ۔ سی صاحبان کی تعیناتی کی گئی ہے ۔ اور عوام کے مطالبات کے پیش نظر وہ تمام اختیارات جو بنیادی طور پر عوام کے مسائل حل کرنے کے لیے یا انتظامی امور کے سلسلے میں مطلوب تھے وہ اے ۔ سی صاحبان کو دئیے گئے ہیں مجسٹریٹ صاحبان کا اضافہ ہر سب ڈویژن میں کر دیا گیا ہے اور فنانس کے مطابق وہاں سب جیلیں تعمیر کی جا رہی ہیں سول ججوں کو وہاں تعینات کیا جا رہا ہے ۔ تو ضلعے کی جغرافیائی طور پر سیاسی طور پر اور سماجی طور پر جو حیثیت کذائی ہے اس کے پیش نظر میں جناب والا یہ محسوس نہیں کرتا کہ اس کو Disintegrate کر کے بلا جواز اتنے اخراجات کئے جائیں اور عوام کا پیسہ جو ہے وہ ایک سب ڈویژن کو ضلع بنانے پر خرچ کیا جائے ۔

جناب والا ۔ جناب محرک نے وہاڑی اور قصور کے متعلق فرمایا ہے تو جناب سپیکر ۔ آپ جانتے ہیں اور ممبران اسمبلی بھی جانتے ہیں کہ کتنا پیسہ اس سلسلے میں خرچ کیا گیا ۔ سینٹرل گورنمنٹ سے کتنا روپیہ آیا اور پنجاب کے خزانے سے کتنا پیسہ خرچ کیا گیا ۔ اس سلسلے میں میں یقینی طور پر یہ کہوں گا کہ یہ پیسہ اور اس کو خرچ کرنا بے شمار دوسرے اہم مسائل کو نظر انداز کرنے کے مترادف ہے مثلاً پنجاب کی انتظامیہ سے اچھے انداز سے کام لیا جانا ۔ ان پر محاسبہ رکھنا اور پنجاب کے مسائل کا جہاں اس ایوان کی رائے کے مطابق حل کیا جانا ۔ میں یہ محسوس نہیں کرتا کہ جہاں اسمبلی میں کوئی ضلعی نمائندگی کے لحاظ سے کسی ضلعے پر خرچ کیا گیا ہو یا کسی کھینچا تانی کے پیش نظر کیا گیا ہو ۔ تو یہ منصوبے آئے ۔ ان کی جہاں پھٹک ہو اور جہاں جہاں ضرورت تھی وہاں وہاں پیسے کے خرچے کے لیے ہم نے جہاں

سے بجٹ پاس کیا ۔ اس لیے وہ بھی جواز نہیں بنتا کہ اگر ضلع کا درجہ خوشاب کو دے دیا جائے تو اس کے بعد ان کے مطالبے میں زیادہ کوئی طاقت یا زیادہ کوئی اس میں اہمیت پیدا ہو جائے گی ۔ اس کے علاوہ جناب والا ۔ میں یہ کہوں گا کہ پنجاب کی انتظامیہ میں نااہلی اور ان سے صحیح معنوں میں کام کا نہ لیا جانا اور ان پر صحیح کنٹرول نہ کیا جانا وہ اصل محرکات ہیں ۔ اصل موجب ہیں اس قرارداد کا جس کے پیش نظر بعض اور تحصیلوں اور بعض دور افتادہ علاقے محروم ہیں ۔ تو اس کی بجائے میں یہ استدعا کروں گا کہ اس قرارداد کو نامنظور کیا جائے اور اس کی بجائے پنجاب کو من حیث الپنجاب اس کی انتظامی مشینری پر زیادہ موثر اور فعال کنٹرول کرنے کا بندوبست کیا جائے تاکہ عوام کے مسائل حل کرنے کے لیے افسران میں جو کوتاہیاں پائی جاتی ہیں وہ دور کی جا سکیں ۔ اور ترقیاتی سکیموں کے لیے جو جو تکلیفیں ہمیں درپیش ہیں ان کو دور کیا جائے ۔ یہ میں مانتا ہوں اور اس حد تک میں جناب ملک اعظم صاحب کی تحریک کے حق میں ہوں لیکن انہوں نے مطالبہ نہیں کیا کیونکہ پنجاب کی انتظامی مشینری جو ہے وہ کما حقہ کام نہیں کر رہی یا کم از کم وقت کے تقاضوں کے مطابق نہیں ہے ۔ اس لیے اگر ایک سب ڈویژن کو اور خاص طور پر تحصیل خوشاب کو ضلع کا درجہ دئے جانے کا مطالبہ وہ کرتے وہ شاید کوئی بات بنتی مگر فوجی خدمات کے سلسلے میں بات کرنا یا مطالبات جو وہ پچھلے پانچ سال کے عرصے میں فرماتے رہے ہیں ۔ کہ ان کو نظر انداز کیا گیا ہے اس کے لیے یہ کوئی جواز نہیں بنتا کہ غریب عوام کا پیسہ ایک ضلع بنانے پر خرچ کیا جائے ۔ اس لیے جناب سپیکر میں اس تحریک کی مخالفت کرتا ہوں اور میں اپنے معزز اراکین اسمبلی سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ ایسی روش پر ہمیں زیادہ خوش نہیں ہونا چاہیئے اور واقعی یہ علیحدگی پسندی کے مترادف ہوگا ۔ یہ ٹھیک بات ہے کہ ضلع میں جو Compact units ہیں اس کی ایک اپنی ہیئت کذائی ہوتی ہے جس پر سال ہا سال سے ہم کام کر رہے ہیں ۔ اس میں ایک تحصیل سے ربط تعاون اور تعلق جو ہے وہ سیاسی طور پر اور سماجی طور پر پوری اہمیت کا حامل ہوتا ہے ۔ آج جیسے کہ جناب والا ۔ جناب کی آمد سے قبل میاں خورشید انور صاحب کا ایک بیان اخبارات میں آیا ہے اور ان کے خیالات سے اظہار ہوتا ہے کہ ان کا کوئی خواب پورا ہو گیا ہے

اور اس نقش قدم پر جناب ملک اعظم صاحب نے چلنے کی کوشش کی ہے کہ وہ ضلع کا ایک لیڈر تصور ہوگا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ناکارہ منصوبہ ہے اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ یہ ٹھیک نہیں ہے کہ ایک ممبر اسمبلی سے یہ مطالبہ کرے کہ میں نے علیحدہ ضلع بنوانا ہے اور اپنے عوام سے کہے کہ میں نے آپ کا ضلع علیحدہ بنوا دیا ہے ۔ میں ملک صاحب کو داد دیتا ہوں کہ انہوں نے اسمبلی کی ممبری کے دوران تحصیل حوشاب کی پسماندگی کا یہاں جو ذکر کیا ہے ۔ اسے دیکھتے ہوئے بھی اور دیگر مجبوریوں کے پیش نظر بھی ۔ سختی اور دباؤ کے پیش نظر بھی جو حکومت کی طرف سے تھا لیکن میں ان سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ اپنی تحریک واپس لے لیں اور اپنے ضلعے کی باقی تحصیلوں سے علیحدگی اختیار نہ کریں اور نہ ہی یہ عوام کی کوئی خدمت ہوگی ۔ عوام کا کروڑوں روپیہ اس پر خرچ ہوگا جو عوامی خزانے پر ایک بہت بڑا بوجھ ہوگا ۔ اگر یہ قرار داد ہم یہاں سے منظور کر کے سینٹرل گورنمنٹ کو بھیج دیں گے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری جو مستقل روش ہے اگر یہ چل نکلی تو پھر ہر دوسرا دوست جس کا رقبہ شرقاً غرباً کچھ زیادہ ہو یا اس کے مطابق ہو وہ حق بجانب ہوگا کہ وہ مطالبہ کرے کہ میری سب ڈویژن کو بھی ضلع بنایا جائے ۔ میرا تو یہ خیال ہے کہ سوائے اس کے کہ ہماری ضلعی لیڈر شپ جو ہے اور چودھراہٹ جو ہے وہ تو چمک سکتی ہے لیکن اس سے عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہے ۔

اس کے علاوہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو اختیارات چلے اے سی صاحبان کو سب ڈویژن لیول پر دیئے گئے تھے انہوں نے گو اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا لیکن ضلعے کا جو compact unit تھا اس کی کنٹرولنگ اتھارٹی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا اے سی تھا تو وہ پرانا ڈھانچہ موثر اور زیادہ بہتر تھا ۔ بہر حال چونکہ اس پر عملدرآمد ہو رہا ہے اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پر ہی اکتفاء کرنا چاہئے اور یہ غیر ضروری طور پر اور بلا جواز اس پر خرچ کرنے کے یا ایک ممبر کی رائے پر فیصلہ کرنے سے بہتر ہے کہ عوام کی بہتری کے لئے جو سکیمیں ہیں ان پر خرچ کیا جائے یہ ایک ممبر کی رائے ہے ۔ ان کی ذاتی رائے تمام ممبران کی تائید حاصل نہیں کر سکتی ۔ نہ ہی یہ عوامی مفاد میں ہے ۔ اس لئے میں یہ استدعا کرتا ہوں جناب والا کہ اس قرار داد کو نا منظور فرمایا جائے ۔

ملک محمد اعظم : جناب سپیکر ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ لفظ "درجہ" کے بعد الفاظ "دینے کے مسئلہ پر غور کیا جائے" ثبت کئے جائیں اور باقی الفاظ حذف کر دئے جائیں ۔

مسٹر سپیکر : قرارداد میں یہ ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ لفظ "درجہ" کے بعد الفاظ "دینے کے مسئلے پر غور کیا جائے" ثبت کئے جائیں اور باقی الفاظ حذف کر دئے جائیں ۔

اس کے علاوہ ایک ترمیم اور جناب میاں منظور صاحب نے پیش کی ہے مگر میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کیسے ہو سکتی ہے ۔ آپ اس کی مخالفت کر سکتے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب سپیکر ۔ میں عرض کروں گا ۔ ۔ ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب سپیکر ۔ اگر اجازت دیں تو اس میں یہ الفاظ بھی لکھ دیں کہ "اس ایوان کی رائے ہے کہ اور تحصیل" کے درمیان الفاظ "حکومت پنجاب کو سفارش کی جائے کہ" ثبت کئے جائیں ۔

مسٹر سپیکر : اس پر ایک اور ترمیم آئی ہے جو آپ سے زیادہ جامع ہے ۔ وہ یہ ہے کہ قرارداد لو میں لفظ ، کہ ، کے بعد ، حکومت اور درجہ کے بعد مندرجہ ذیل الفاظ ثبت کئے جائیں اور باقی الفاظ حذف کر دئے جائیں ۔ "دینے کے مسئلے پر غور کرے"

ملک محمد اعظم : میں اس ترمیم سے اتفاق کرتا ہوں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب سپیکر ۔ چونکہ قائد حزب اختلاف نے اپنی پارٹی کو اس مسئلے پر رائے دینے کے لئے آزادی دے دی ہے اس لئے میں اپنے محترم رفیق کار جناب امان اللہ لک کی جامع تقریر سننے کے بعد بھی ان کے دلائل سے اتفاق نہیں کر سکتا اور میں قرارداد کی پرزور حمایت کرتا

ہوں ۔ ایک ایڈمنسٹریٹیو یونٹ کے الگ بننے سے یہ کہنا کہ یہ علیحدگی پسندی ہے تو کیا وہاڑی اور قصور کے اضلاع کا الحاق بھارت یا افغانستان سے ہو گیا ہے ؟ تحصیل خوشاب کی پوزیشن یہ ہے کہ وہ سرگودھا سے سوا سو میل ہر طرف سے دور پڑتی ہے ۔اس لئے یہ ضروری ہے کہ حکومت اس پر غور کریں اور حکومت اپنے وسائل کو دیکھ کر خوشاب تحصیل کو ضلع کا درجہ دے دے تاکہ انتظامی تکلیفیں اور دشواریاں دور ہو سکیں ۔ میں اس کی تائید کرتا ہوں اور میں معزز ایوان کے اس طرف اور اس طرف بیٹھنے والے ممبران سے اتفاق کرتا ہوں ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب والا ! یہ وسیع و عریض تحصیل جس کا حدود اربعہ ضلع کیمبل پور ، ضلع جہلم ، ضلع میانوالی اور جھنگ اور تحصیل شاہ پور سے ملتا ہے اس کے اندر مقامات بھی ہیں جو سرگودھا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر سے سو میل دور ہیں اور بڑے اہم مقامات ہیں اس تحصیل میں جس وقت TDA تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے چارج لیا اور تھل کی ڈویلپمنٹ شروع کی تو اس وقت جناب والا ! اس میں دو نئے شہر آباد کئے گئے جوہرآباد اور قائد آباد ، اور میں سمجھتا ہوں کہ ابھی بھی اس کی ڈویلپمنٹ میں کسر رہ گئی ہے ۔ اس کا وسیع و عریض تھل اور بھر پہاڑ کا علاقہ جو سکیسر اور پبل پدھراڑ تک جو کہ ضلع جہلم کی حدود سے جا ملتا ہے اور اس کا بڑا لمبا چوڑا رقبہ ہے تو اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ جیسے گورنمنٹ نے دوسری تحصیلوں کو اور تحصیل کے عوام کو ان کی بہتری کے لئے وہاں پر تحصیل میں اب ایک اسسٹنٹ کمشنر کو تعینات کر دیا ہے تاکہ وہیں وہ اپنے مقدمات آسانی سے پیش کر سکیں تو اس پالیسی کے تحت میں یہ عرض کروں گا کہ اسے بھی ضلع ہونا چاہئے ۔

میں یہ بھی آپ کی اور ایوان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پہلے ہی چار مجسٹریٹ کام کر رہے ہیں ، پولیس کا محکمہ بھی وہاں کام کر رہا ہے اور تھانے میں تھانیدار اور تمام ایڈمنسٹریشن موجود ہے اور ہر موضع میں پٹواریاں بھی موجود ہیں ہمیں کوئی زائد پٹواری دینے کی بھی ضرورت نہیں ہوگی کوئی نئے تھانیدار بھیجنے کی بھی ضرورت نہیں ہو گی صرف یہ ہے کہ وہاں پر ایک ڈی ۔ سی اور ایک ایس ۔ پی تعینات کرنے پڑیں گے ۔ اور اگر ایک ڈی ۔ سی اور ایک ایس ۔ پی وہاں متعین

کر دیں تو کوئی زیادہ اخراجات نہیں بڑھیں گے اور پھر وہ غریب لوگ جن کو صدر مقامات پر پہنچنے کے لئے سواری کی کوئی سہولت بھی نہیں ہوتی وہ غریب عوام ہیں ۔ جیسا کہ پہلے محرک نے عرض کیا ہے کہ وہ لوگ زیادہ تر فوج سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ہمارا یہ بازوئے شمشیر زن ہے جو 1939 سے 1945 کی جنگ تک تمام انڈیا میں راولپنڈی ڈویژن کو بازوئے شمشیر زن کا لقب دیا گیا تھا اس میں خوشاب کا بہت بڑا حصہ ہے ۔ میانوالی کیمبل پور ، جہلم ، خوشاب یہ لوگ آپ کی خدمات کر رہے ہیں ۔ دفاع کی خدمات انجام دے رہے ہیں اگر آپ ان کو یہ مراعات بھی نہیں دے سکتے ۔ جب کہ وہاں تمام اسٹیبلشمنٹ موجود ہے اریگیشن ڈیپارٹمنٹ بھی وہاں کام کر رہا ہے ۔ پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی کا محکمہ بھی وہاں کام کر رہا ہے ۔ وہاں پر مائیننگ کا ڈیپارٹمنٹ بھی کام کر رہا ہے ۔ خوشاب کی اگر آپ معاشی پوزیشن دیکھیں تو وہاں پر بے شمار colleries ہیں وہاں پر fire-clay نکلتی ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ ان لوگوں کو ضرور ضلع کا درجہ دیں یہ امیر تو نہیں ہیں یعنی منعم ۔ اگر امیر ہوتے تو خیر تھی ۔

منعم بکوہ و دشت و بیاباں غریب نیست
ہر جا کہ رفت خیمہ زر و بارگاہ ساخت

وہ تو ایک امیر ہی کر سکتا ہے مگر یہ غریب لوگ جو ڈھوڈا بالدہ کے اور لکیاں لیکر تاریخ بھگتانے جاتے ہیں ۔ اور جن کو جناب سرگودھا والے نالائی کہتے ہیں ۔ جی ہاں جناب والا ! سرگودھا والے انہیں نالائی کہتے ہیں جیسا کہ ہانڈی میں دو پانی کے گلاس اور ڈال دو اور نالائی سالن میں دو گلاس پانی ڈال دیتا ہے ۔ چمچی لگائی اور تھوڑا سا ابالا دیا اور ان کے آگے رکھ دیا ، ان لوگوں سے مہربانی کر کے آپ ضرور رعایت کریں ، یہ ان کا حق ہے ۔ غریب عوام ہیں ، ہماری حکومت اور قائد عوام اللہ کے فضل سے عوام کی جتنی خدمت کر رہے ہیں یہ انشاءاللہ اس میں مزید اضافہ کرے گا ، ان کو آپ ضرور ضلع کا درجہ دیں اور میں اس ریزولیوشن اس قرار داد کی تائید کرتا ہوں کہ خوشاب کو ضرور ضلع کا درجہ دیا جائے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب والا ! قرارداد زیر بحث جو کہ ملک

محمد اعظم صاحب نے ترمیم شدہ صورت میں اس معزز ایوان کے سامنے پیش کی ہے۔ میں اس کی پر زور حمایت کرتا ہوں اس سے پہلے بھی جیسا کہ اس ایوان کے فاضل ممبران کے علم میں ہے کہ کئی دفعہ خوشاب کے متعلق یہ نکتہ اٹھایا گیا کہ وہ بڑا وسیع علاقہ ہے۔ اس لئے انتظامی لحاظ سے یہ ضروری ہے کہ اس تحصیل کو ضلع کا درجہ دیا جائے۔ میں نے اپنی پہلی تقریر میں بھی یہی گزارش کی تھی۔ وزیر خزانہ کی خدمت میں ہم بار بار تحصیل خوشاب کو ضلع کا درجہ دینے کا مطالبہ کرتے رہے ہیں۔ اور آپ نے لوازمات تصور اور وہاڑی پر کر دی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی ضروری تھا میں ان کی مخالفت نہیں کرتا ہوں۔ لیکن جن وجوہات کی بنا پر وہاڑی اور تصور کو اضلاع کا درجہ دیا گیا ہے ان سے کہیں زیادہ وزنی دلائل ہیں جو کہ خوشاب کے حق جاتے ہیں کہ اس کو بھی ضلع کا درجہ دیا جائے۔

جناب سپیکر۔ تحصیل خوشاب کا اگر آپ غور سے نقشہ پر ملاحظہ کریں تو اس کا ایک کنارہ تحصیل چکوال کے ساتھ ملتا ہے دوسرا تلہ گنگ کے ساتھ، تیسرا واہ بھچراں کے ساتھ، چوتھا بھکر کے ساتھ اور پانچواں کڑہ مہاراجہ کے ساتھ ملتا ہے۔ اور اس لحاظ سے جیسا کہ پہلے بھی اس ایوان کی خدمت میں عرض کیا جا چکا ہے۔ اس کا رقبہ پنجاب کے اکثر اضلاع سے بھی زیادہ ہے۔ اور پھر وہاں پر بہت زیادہ پسماندگی ہے۔ اور اس کا سب سے زیادہ نقصان جو ہمیں ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ اس کے باوجود ضلع سرگودھا کو مجموعی طور پر ایک ترقی یافتہ علاقہ قرار دیا جاتا ہے۔ اور جب بھی کبھی صوبائی سطح پر فنڈز کی تقسیم ہوتی ہے۔ تو سرگودھا ضلع کو دوسرے ترقی یافتہ اضلاع کی طرف سے رقوم دی جاتی ہیں، جب کہ صوبہ کے الیس میں سے نو اضلاع کو پسماندہ قرار دیکر ان کو زیادہ رقوم دی جاتی ہیں، یہ ہماری عوامی حکومت کی پالیسی ہے۔ اس لحاظ سے تحصیل خوشاب کو ہمیشہ نقصان پہنچتا رہا ہے کیونکہ مجموعی طور پر وہ دوسرے پسماندہ اضلاع سے بھی کہیں زیادہ پسماندہ ہے۔ لیکن یہ تحصیل چونکہ ایک ترقی یافتہ ضلع کا ایک حصہ ہے اس لحاظ سے انہیں کم رقم ملتی ہے اور اس لئے اسے حصہ بھی تھوڑا ملتا ہے۔

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ پاکستان بھر میں سب سے زیادہ گرمی تحصیل خوشاب میں پڑتی ہے۔ وہاں ایسے مقدمات بھی ہیں جہاں کا درجہ

حرارت پچھلے دنوں بھی جیسا کہ آپ نے اخبارات میں دیکھا ہو گا کہ 118 سے لے کر 123 تک پہنچ گیا تھا اور وہاں پر ایسے مقامات بھی موجود ہیں جو کہ مری کے بعد پاکستان میں سب سے زیادہ صحت افزا مقامات ہیں ، ان کی کچھ نہ کچھ development کی جانی ضروری ہے ۔ وہ تحصیل پسانده ہے وہاں تقریباً 500 مربع میل پر پھیلا ہوا وسیع و عریض ریگستان ہے اور دوسری طرف خشک چٹیل پہاڑیاں ہیں مگر جن میں معدنیات ہیں ، کوئلہ نکالنے کا کام ہو رہا ہے دیگر بہت سی معدنیات ایسی ہیں کہ اگر ان پر زیادہ توجہ دی جائے اور اگر وسائل ہوں تو ملکی دولت میں خاطر خواہ اضافہ ہو سکتا ہے ۔

تیسری وجہ جو میں سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ انتظامی لحاظ سے بھی جیسا کہ کرنل صاحب نے بھی ابھی ابھی آپ کے سامنے عرض کیا ہے ۔ یہ ضروری ہے کہ تحصیل خوشاب کو ضلع کا درجہ دے دیا جائے ۔ کیونکہ سب سے زیادہ جرائم قتل ، ارادہ قتل اور دوسرے گھناؤنے جرم دیگر اضلاع کے مقابلہ میں وہاں زیادہ ہوتے ہیں اور وہاں پر ہمارے افسران کو زیادہ موقعہ مل سکے گا اور وہ بہتر طریقہ پر اس علاقہ کو کنٹرول کر سکیں گے ۔ وہاں پر 7 ، 8 تھانے ہیں اور اکثر علاقے ایسے ہیں جہاں پر اونٹ کی سواری کے بغیر انسان پہنچ نہیں سکتا ہے ۔ میں نے اور میرے دوستوں نے جب بھی تنظیم کے سلسلہ میں یا ویسے اس علاقے کے دورے کئے ہیں تو اکثر ہم اونٹوں پر بیٹھ کر دور دراز مقامات پر جاتے تھے ۔ اگر ایک سائل کو ہیڈ کوارٹر پر آنا پڑے تو وہ پہلے پیدل پھر اونٹ پر ، پھر بس پر ، پھر ریل پر سفر کرنے کے بعد سرگودھا پہنچتا ہے ۔ روڈہ بروڑ ، لور پور ، تھل جانی ایسے علاقے ہیں جہاں پر ایک دن میں بھی پہنچنا مشکل ہوتا ہے ۔ وہاں ٹریجڈی یہ ہے کہ ہمارے افسران جب بھی وہاں جاتے ہیں یا میانوالی جاتے ہوئے وہاں سے گزرتے ہیں تو ایک سڑک سے ہو کر جاتے ہیں جس کے ایک طرف پہاڑ اور دوسری طرف ریگستان ہے یہ سڑک ان کے درمیان سے گزرتی ہے اور چونکہ انہیں کسی قسم کی کوئی تکلیف یا پریشانی نہیں ہوتی ہے اس لئے ان کا اندازہ تحصیل خوشاب کے متعلق سطحی ہوتا ہے ۔ اگر کبھی سینئر منسٹر صاحب وہاں تشریف لے جائیں جیسا کہ وہ پچھلے دنوں سرگودھا گئے اور وہاں سے میانوالی تشریف لے گئے اور اس

سڑک سے گزر گئے ۔ تو میں انہیں دعوت دوں گا کہ وہ ان چار مقامات نور پور ، روڈہ ، گروٹ ، نوشہرہ ، پر جائیں ۔ ان چار مقامات پر آٹھ دن سے پہلے وہ نور نہیں کر سکتے ہیں اور اگر ان چار مقامات کا نور وہ آٹھ دن میں مکمل کر بھی لیں تو بھی لاہور سے ایک ڈاکٹر منگوانا پڑے گا اگرچہ وہ خود بھی ڈاکٹر ہیں کہ وہ ان کو صحیح سلامت چاہ پر واپس لے آئے ۔

جناب سپیکر ۔ میں اس قرار داد کی اہمیت بتا رہا ہوں جہاں تک قرارداد کا تعلق ہے جیسا کہ میرے فاضل دوست نے کہا ہے کہ وسائل کی کمی ہے ۔ یہ درست ہے لیکن جو نئے شہر آباد کئے گئے ہیں ۔ جوہر آباد اور قائد آباد ، وہاں پر مکانیت کی تکلیف نہیں ہو گی ۔ دفاتر اور افسران کی رہائش کے لئے سرگودھا ہیڈ کوارٹر یا بھلوال سے شاہ پور اور خوشاب میں زیادہ سہولیات ہیں ، جہاں تک گھروں اور دفاتر کی مکانیت کا تعلق ہے ۔ جناب سپیکر ۔ وہاں پر ایک طرف سیم ہے ۔ اور اگرچہ محکمہ انہار بہت کچھ کر رہا ہے پھر بھی کلر رقبہ سیم زدہ ہے اور وہ تیزی سے پھیل رہی ہے اور دوسری طرف پینے کا پانی دستیاب نہیں ہے ۔ چونکہ یہ پہاڑی علاقہ ہے اس لئے یہاں واٹر سپلائی سکیم کی حالت ناگفتہ بہ ہے اور انتظامی لحاظ سے ان لوگوں پر احسان ہوگا ۔ یہ بڑی وقتی ضرورت ہے کہ ہم گورنمنٹ سے استدعا کریں کہ مہربانی کر کے اس پسماندہ علاقے کو اس کی حدود کا کچھ تعین کر کے جو میانوالی کا علاقہ ساتھ ملا کر کیونکہ بھکر میانوالی ہیڈ کوارٹر سے بھی بہت دور ہے اگر اسے خوشاب کے علاقہ کے ساتھ ملا دیا جائے تو یہ ضلع انتظامی طور بھی بہتر ہو سکتا ہے ۔ میری تجویز یہ ہے کہ گورنمنٹ اس ضمن میں ضلع سرگودھا کے ڈپٹی کمشنر ، ایس ۔ پی ۔ یا سرگودھا ڈویژن کے کمشنر اور ڈی ۔ آئی ۔ جی ۔ سے بھی رائے لے اور ایکسپرٹ کو بھیجے تو وہ بھی یقیناً اس حق میں رپورٹ دیں گے کہ خوشاب کو ضلع کا درجہ دیا جائے ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : حافظ علی اسد اللہ ۔

حافظ علی اسداللہ : جناب سپیکر ، ملک محمد اعظم صاحب نے خوشاب کو ضلع بنانے کے متعلق جو قرارداد پیش کی ہے میں اس کی حمایت کرتا ہوں اور پرزور حمایت کرتا ہوں لیکن ساتھ ہی میں یہ کہوں گا کہ چلے بھی بہت ہے

لوگوں نے پنجاب میں نئے ضلعوں کی تشکیل کے لئے مطالبات کئے ہیں جس طرح سے قصور کے نمائندگان نے قصور کو ضلع بنانے کا مطالبہ کیا تھا تو قصور ضلع بن گیا اور اس طرح وہاڑی کے نمائندگان کے مطالبہ پر تحصیل وہاڑی کو ضلع بنا دیا گیا اس طرح اب خوشاب کو ضلع بنانے کے متعلق زور دیا جا رہا ہے تو جناب والا ۔ میں اس میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ جناب پنجاب کا جو علاقہ ہے اس کی ہیئت ترکیبی کو دیکھیئے اور جو نئے حالات پیدا ہوئے ہیں اور جو پسماندہ علاقوں کے مسائل ہیں ۔ ان کی مشکلات ہیں اور مزید دو ضلعوں کا بننا پھر مزید نئے ضلعوں کا مطالبہ ۔ تو جناب والا ۔ جن بنیادوں پر اور جن حالات اور وجوہات کی روشنی میں قصور اور وہاڑی کو ضلع بنایا گیا ہے وہ تمام وجوہات وہ تمام دلائل اور وہ تمام ضروریات اور مشکلات ۔ اگر تمام صوبہ پنجاب پر غور کر کے ان کو دیکھا جائے اور پنجاب کو اضلاع کے لحاظ سے نئے ڈھانچے سے تشکیل دیا جائے اور مزید علاقے کے لوگوں کی پسماندگی اور ان کی مشکلات کو دور کرنے کی ضرورت ہو تو پھر وہاں پر مزید اضلاع ضرور بنائے جائیں ۔ اس میں خرچ کی کوئی ایسی بات نہیں ہے کیوں کہ یہاں کے لوگ جو بھی پیدا کرتے ہیں وہ ملک کے عوام کے لئے ہے ۔ صوبہ کے عوام کے لئے ہے ۔ اگر کسی تحصیل کے ضلع بننے سے عوام کی مشکلات دور ہو سکتی ہیں تو وہ ضلع ضرور بننا چاہئے مثلاً قصور کا ۔ وہاڑی کا اور خوشاب کا ذکر آیا ہے ۔ اسی طرح میں نے حکومت پنجاب سے ایک دفعہ مطالبہ کیا تھا کہ چشتیاں کو بھی ضلع کا درجہ دیا جائے اور اس میں میں نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ جس طرح خوشاب کے مسائل ہیں اس طرح چشتیاں کے مسائل ہیں ۔ جناب والا ۔ چشتیاں بھی آبادی کے لحاظ سے اور دوسری تحصیلوں کو سہولت دینے کے لحاظ سے بھی اول نمبر پر ہے ۔ مثلاً میں نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ داراں والا کو تحصیل کا درجہ دے کر چشتیاں ضلع میں شامل کیا جائے اور اس طرح ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ اپنی اس قرارداد پر بول رہے ہیں یا اس قرارداد پر بول رہے ہیں جو ملک محمد اعظم صاحب نے پیش کی ہے ۔

حافظ علی اسد اللہ : جناب والا ۔ میں اپنی اس قرارداد کو اس کے ساتھ ہم آہنگ کر رہا ہوں اور اس طرح چشتیاں کے ساتھ حاصل پور کو بھی ملا

دیا جائے اور خیرپور ٹالکے والی کو تحصیل کا درجہ دے کر لئے سرے سے سب ڈھانچوں کو تبدیل کیا جائے۔ جناب والا ۔ میں اس کی روشنی میں بات کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : بات اس کی روشنی میں کیجیئے یا اس کی تاریکی میں کیجیئے مگر قرارداد پر تو کچھ کہیئے ۔

حافظ علی اسد اللہ : جناب والا ۔ میں اس کی طرف بھی آتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : اگر آپ اس پر آ ہی جائیں تو بہتر ہے ۔

حافظ علی اسد اللہ : جناب والا ۔ میں یہ حوالہ دے رہا ہوں ۔ ویسے میں زور نہیں دیتا جیسے آپ فرماتے ہیں میں اس کی طرف آ رہا ہوں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ۔ وہ قرارداد کی طرف آ رہے ہیں لیکن پیدل آ رہے ہیں اس لئے کچھ دیر لگ جائے گی ۔

(قہقہہ)

حافظ علی اسد اللہ : بہاولپور ضلع کے ساتھ خیر پور ٹالکے والی ۔ احمد پور شرقیہ ۔ تحصیل بہاولپور ۔ یہ بھی سب ملی کر ایک ضلع بن سکتا ہے اس طرح چشتیاں کے ساتھ داران والا ۔ حاصل پور اور چشتیاں تحصیل فورٹ عباس ۔ یہ ملا کر ایک ضلع بن سکتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : حافظ صاحب ۔ اس قرارداد پر بولیئے ۔

حافظ علی اسد اللہ : اچھا جناب والا ۔ اب میں اس طرف آتا ہوں ۔ خوشاب کے عوام نے خوشاب کو ضلع بنانے کا جو مطالبہ کیا ہے میں اس کی پرزور حمایت کرتا ہوں اس میں دفاع کے متعلق جو دلیل پیش کی گئی ہے اس بارے میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب سے پاکستان بنا ہے اس وقت سے خطوں کی دفاع کے لئے تشویش کی ضرورت اور اہمیت باقی نہیں رہی ۔ ویسے پنجاب یا پاکستان کے وہ خطے جنہوں نے پاکستان کے لئے بے مثال قربانیاں دی ہیں اور جن میں تحصیل خوشاب بھی شامل ہے ۔ میں انہیں

خراج تحسین پیش کرتا ہوں لیکن پورے صوبہ پنجاب کے عوام - پورے پاکستان کے عوام پر دفاع کے لحاظ سے مشترکہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے - اور وہ اپنے فرائض اس ضمن میں پورے کر رہے ہیں - جناب والا - میرے خیال میں دفاع والی دلیل اتنی وزنی نہیں ہے باقی ضلعی صدر مقام سے دوری - علاقے کے عوام کی مشکلات اور موجودہ ضلعی ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے کے لئے ان کی مشکلات - سرمائے کا ضیاع - وقت کا ضیاع یہ سب وزنی باتیں ہیں - جناب والا - خوشاب تحصیل کی آبادی اگر زیادہ ہے اور اگر یہ باقی تحصیلوں کا سنٹر ہے تو پھر اس کی پسماندگی اس طرح سے دور ہو سکتی ہے کہ اس کو ضلع کا درجہ دینے پر غور کیا جائے اور اسے ضلع کا درجہ دے دیا جائے - میں یہ کہوں گا کہ اس میں کوئی باک نہیں ہونا چاہئے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہونا چاہئے - جناب والا - اگر تحصیل خوشاب کو ضلع کا درجہ دے کر اس کے ارد گرد کی تحصیلوں کو شامل کر کے وہاں کے عوام کی امنگوں - خواہشوں اور آرزوؤں کے مطابق عمل کرتے ہوئے خوشاب کے علاقہ کی پسماندگی کو مکمل طور پر حکومت دور کر دے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے - جیسا کہ کرنل محمد اسلم خان نیازی صاحب نے فرمایا ہے کہ ایس - پی اور ڈی - سی وغیرہ کا ہی خرچ بڑھے گا - میں یہ عرض کروں گا کہ یہ اخراجات اتنے زیادہ نہیں ہیں - جناب والا - یہ ضروری نہیں ہے کہ ان کے مطالبات کے مطابق خوشاب کو ضلع بنا دیا جائے - جناب والا - وہ لسٹ جو مزید اضلاع بنانے کے لئے زیر غور ہے اس لسٹ میں اگر ایسے علاقوں کو بھی شامل کر لیا جائے جیسا کہ خوشاب کا علاقہ ہے چشتیاں کا علاقہ ہے تو اس طرح سے ان علاقوں کے عوام کی مشکلات کا بھی ازالہ ہو سکتا ہے - اور ان کی مشکلات بھی دور ہو سکتی ہیں اور اس طرح سے ان کے انتظامی اخراجات میں کافی بچت ہو سکتی ہے ان کو دور افتادہ مقامات تک پہنچنے کے لئے سواری کی جو تکالیف ہیں ان کا بھی ازالہ ہو سکتا ہے اور تعلیمی پسماندگی بھی اس لحاظ سے دور ہو سکتی ہے - کیوں کہ ضلعی ہیڈ کوارٹرز کے لئے بعض مراعات رکھی گئی ہیں مثلاً ڈگری کالج وہاں قائم ہو گا اور پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ بھی اکثر اضلاع میں قائم ہیں اور وہاں بھی قائم ہو سکتے ہیں اس طرح سے خوشاب کو ضلع بنا کر وہاں کے عوام کی پسماندگی کو دور کرنے میں بڑی مدد ملے گی اس لئے میں جناب ملک محمد اعظم صاحب کی قرارداد کی پرزور حمایت کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر : چوہدری محمد یعقوب اعوان ۔

Chaudhary Muhammad Yaqoob Awan : Mr. Speaker, I would like to seek your permission to support the resolution put forward by Malik Muhammad Azam for giving Khushab the status of a District. So far as its area is concerned it is not less than that of Kasur District and Vehari District and as pointed out by my brother Col Muhammad Aslam Khan Niazi that administrative set up already exists in the Tehsil and no additional expenditure will be required, if Khushab Tehsil is declared a District. Mr. Speaker, Sir, so far as the local language and the culture of the area are concerned there is complete homogeneity and I think it will amount to a recognition of that homogeneity if it is given the status of a District. I hope this area will definitely, Mr Speaker, prosper because more attention will be paid to its problems if it is declared a separate District as compared with the present set up when it is a part of Sargodha District because as at present only partial attention is being paid to its problems. Sir, it is a backward area and more development is needed and as such I think if it is converted into a separate District naturally more attention shall be given to its problems. Sir, the ilaqa is no doubt of Ba'ghairat* people as pointed out by my Hon'ble friend Kahloon Sahib if they are all included in one District their contribution will much be more decisive towards the defence of the country. As much I support the resolution of Malik Muhammad Azam.

مسٹر سپیکر : رانا پھول محمد خان ۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب سپیکر ۔ میں اپنے محترم دوست ملک محمد اعظم

---

*حکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا ۔

صاحب کی قرارداد کی پرزور حمایت کرتا ہوں کیونکہ میرے لئے اس قرارداد کی تائید کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ ان سب معزز اراکان کی مدد سے ہی تصور اور دراڑی بھی اضلاع بن چکے ہیں۔ اس لئے خوشاب کے علاقہ میں بسنے والے لوگوں کا یہ مطالبہ جائز ہی نہیں بلکہ وقت کی بہت اہم ضرورت ہے۔ اس لئے میں پرزور الفاظ کے ساتھ اس قرداد کی تائید کرتے ہوئے یہ گزارش کروں گا کہ پرائیویٹ ڈے کے ایجنڈے میں جو قراردادیں ہوتی ہیں ان پر زیادہ تقریروں کی بجائے ان کے اصل مقصد کی طرف بھرپور توجہ دی جانی چاہیئے اور اب اس پر مزید تقاریر کی بجائے آپ اس کو ایوان میں پیش کریں۔ جناب والا۔ مجھے امید ہے بلکہ میں یقین سے کہتا ہوں کہ ہم اس قرارداد کو اتفاق رائے منظور کریں گے اور اس پر تقریروں کی بجائے رائے شماری کرا لی جائے تا کہ دیگر ممبران کی قراردادیں بیچ ہی میں نہ لٹکی رہیں۔ جناب والا۔ ان گزارشات کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ شکریہ۔

مسٹر سپیکر : اب یہ ترمیم برائے منظوری ایوان میں پیش ہے۔
سوال یہ ہے :

> کہ قرارداد میں لفظ "کہ" کے بعد لفظ "حکومت" اور لفظ "درجہ" کے بعد مندرجہ ذیل الفاظ ثبت کئے جائیں اور باقی ماندہ الفاظ حذف کر دئے جائیں۔
>
> "دینے کے مسئلہ پر غور کرے"
>
> (تحریک باالتفاق رائے منظور کی گئی)

سردار صغیر احمد : جناب والا۔ میں بھی اس ضلع سے تعلق رکھتا ہوں لہذا مجھے بھی اس قرارداد پر کچھ کہنے کا موقع دیا جائے۔

مسٹر سپیکر : اب تو انٹرول ہونے والا ہے۔ دو دو منٹ میں جو کچھ آپ کو کہنا ہے کہہ لیں۔

سردار صغیر احمد : جناب والا۔ میں وہ بات نہیں کروں گا جو پہلے اس ایوان میں کہی جا چکی ہے۔

چوہدری محمد اشرف : پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ جناب والا ۔ میں نے بھی اپنا نام دیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : پہلے تو نہیں دیا تھا مگر اب دے سکتے ہیں ۔

چوہدری محمد اشرف : جناب والا ۔ میں نے اپنا نام بھیجا ہوا ہے اور وہ آپ کی میز پر پڑا ہے ۔

سردار صغیر احمد : جناب سپیکر ۔ میرے فاضل دوست چوہدری ممتاز احمد کاہلوں صاحب نے اس ضلع کی ضرورت کے متعلق مفصل دلائل اس ایوان کے سامنے پیش کئے ہیں ۔ میں ان کو دہرانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا ۔ میں صرف آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ جب بھی ایڈمنسٹریٹو یونٹ یا ضلع قائم کیا جاتا ہے یا کیا گیا ہے تو اس وقت اس بات کو ملحوظ رکھا گیا تھا کہ لوگوں کی معاشرت میں یکسانیت ہو رسل و رسائل اور آمدورفت کے ذرائع ضلعی ہیڈکوارٹر کے ساتھ آسانی کے ساتھ انہیں میسر ہوں ۔ جناب والا ۔ اس وقت تھل خوشاب کو ضلع کیوں نہیں بنایا گیا ؟ دراصل اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بے آب و گیاہ وسیع و عریض علاقہ تھا اور اس کی آبادی اس قدر کم تھی کہ اسے علیحدہ ضلع کا درجہ نہ دیا جا سکا بلکہ سرگودھا کے ساتھ ملا دیا ۔ چونکہ سرگودھا بھی اس وقت ضلع نہیں تھا اس لئے صحیح یہ ہو گا کہ کہا جائے کہ شاہ پور کے ساتھ اس کی انتظامیہ کو منسلک کر دیا گیا ۔ جناب والا ۔ 1949ء میں ٹی ڈی اے کے ذریعے اس علاقے کو آباد کیا گیا ۔ میں آپ کو پاکپتن کی مثال دیتا ہوں کہ وہاں جب یہ کالونی آباد ہوئی تو اس وقت یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ اس علاقے پر مشتمل جب کالونی کی آبادکاری کا کام مکمل ہو جائے گا تو اسے ضلع بنا دیا جائے گا ۔ اس طرح جب یہ کام تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو سونپا گیا تو اس علاقے کو آباد کرنے کے بعد اسے بھی ضلع بنانے کا منصوبہ سابقہ حکومتوں کے زیر غور تھا ۔ چنانچہ یہ بھی میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ وہاڑی اور قصور کو ضلع بنانے کے لئے آپ کو کروڑوں روپیہ عمارتوں پر صرف کرنا پڑے گا ۔ لیکن جوہر آباد میں ٹی ڈی اے کی عمارتیں خالی پڑی ہیں بلکہ ان کا انصاف ہو رہا ہے اور وہ گورنمنٹ کے کسی استعمال میں نہیں آ رہی ہیں ۔ یہ ایک ضلع کے لئے ہی نہیں بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ

کہ وہاں ایک کمشنر کا دفتر بھی قائم کیا جا سکتا ہے ۔ ڈپٹی کمشنر کے دفاتر بھی قائم کئے جا سکتے ہیں اور تمام محکمہ جات کے دفاتر وہاں قائم ہو سکتے ہیں اور کافی وسیع و عریض عمارتیں اور رہائشی سہولتیں اس جگہ موجود ہیں ۔ جناب والا ۔ دوسری صورت اور دلیل جو اس وقت تک ایوان کے سامنے نہیں آئی وہ میں عرض کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : وہ کہیں گے کہ کبھی یہ بھی تجویز تھی ۔

سردار صغیر احمد : جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ دوسری دلیل جو اس وقت ایوان کے سامنے نہیں آئی وہ یہ ہے کہ تحصیل خوشاب کے علاقہ کو اور سرگودھا کے باقی ماندہ علاقے کو دریائے جہلم علیحدہ کرتا ہے ۔ دریائے جہلم پر ریل اور سڑک کا صرف ایک پل ہے یعنی اس بڑے وسیع و عریض علاقے کے لوگوں کا رابطہ سرگودہا کے علاقے کے ساتھ صرف اسی ایک پل سے مربوط ہے ۔ جناب والا ۔ آپ دیکھیں گے کہ یہ حصہ تفرقی طور پر سرگودہا سے علیحدہ ہے اور دوسری سب سے بڑی بات یہ ہے کہ معاشرت کے لحاظ سے تھل کے لوگوں کی بودوباش ان کا لباس ، ان کی زبان ، ان کی بولی اور ان کی عادات قطعی طور پر سرگودہا کے دوسرے علاقے کے لوگوں سے مختلف ہیں ۔ اس لئے وہ اس بات کے حقدار ہیں کہ ان کو ایک علیحدہ ایڈمنسٹریٹو یونٹ بنا دیا جائے ۔ جناب والا ۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جہاں جمہوریت ہوتی ہے وہاں عوام کی رائے کو ملحوظ رکھنا بھی ہمارا فرض ہے ۔ میں نے اس تمام علاقے کا دورہ کیا ہے ۔ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے بھی جب اس علاقے کا دورہ کیا تو وہاں کے عوام نے شدت کے ساتھ اس بات کا مطالبہ کیا تھا کہ تحصیل خوشاب کو ضلع درجہ دیا جائے ۔ چنانچہ اس وقت کی پنجاب کی حکومت نے وہاں کے عوام کے ساتھ یہ وعدہ کیا تھا کہ آپ کے علاقے کو ضلع بنانے کے لئے ہمدردانہ غور کیا جائے گا اور اسے باقی اضلاع پر ترجیح دی جائے گی ۔ چونکہ سب سے زیادہ ضرورت جو تھی وہ خوشاب کے علاقے کو ضلع بنانے کی تھی چنانچہ وہاڑی اور قصور کے لوگوں کی خوش قسمتی ہے کہ وہاڑی اور قصور کو ضلعے کا درجہ دے دیا گیا ہے لیکن خوشاب کے لوگوں کی اس سلسلے میں یہ محرومی جناب وزیر خزانہ اسی بجٹ میں دور کر سکتے ہیں ۔ آپ کے موجودہ بجٹ پر اس تحصیل کو ضلع بنانے کے لئے قطعاً کوئی مزید بوجھ نہیں پڑے گا

کیوں کہ وہاں عمارتیں موجود ہیں اور صرف چند ایک افسران کی آسامیاں create کرنا پڑیں گی ۔ مجھے اس بات کا احساس ہے کہ آپ ایک فراخ دل وزیر خزانہ ہیں ۔ آپ کنجوسی سے کام نہیں لیتے اور آپ عوام کے اس مطالبے کو اگلے سال پر نہیں اٹھا رکھیں گے بلکہ اسی سال پورا کریں گے ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اس قرارداد کی پوری تائید کرتا ہوں اور مطالبہ کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو منظور کر کے حکومت سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ اس علاقہ کو فوراً ضلع کا درجہ دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : آپ مجھ سے شکایت کر رہے تھے کہ سرگودھا کے باقی فاضل اراکین آپ کو علیحدگی پسند کہتے ہیں ۔ لیکن اب تو سب آپ کی حمایت کر رہے ہیں ۔

بیگم آباد احمد خان : جناب والا ۔ میں ایک منٹ لے کر عورتوں کی نمائندگی کر دوں کہ جب جوہر آباد اور لیاقت آباد آباد کئے گئے تو اس وقت بڑا ارمان تھا کہ یہ بہت کامیاب شہر ہوں گے ۔ لیکن وہ بیچارے اس جگہ پڑے ہیں کہ آپ کے کہنے پر مجھے یاد آیا ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : لیاقت آباد رحیم یار خان میں ہے ؟

سید تابش الوری : جناب والا ۔ وہ لیاقت پور ہے ۔

بیگم آباد احمد خان : جناب سپیکر ۔ میں یہ نہیں کہہ رہی کہ انہیں ضلع بنایا جائے بلکہ ضلع وہی رہے مگر ان میں جان پڑے اور وہ اچھے اور احترام کے قابل شہر ہوں ۔ بس میں صرف اتنا ہی کہنا چاہتی ہوں اور اس قرارداد کی تائید کرتی ہوں ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری محمد اشرف ۔

چوہدری محمد اشرف : جناب سپیکر ۔ ترمیم شدہ قرارداد جو اس ایوان میں پیش کی گئی ہے اس میں یہ تھا کہ تحصیل خوشاب کو ضلع بنانے کے لئے غور و خوض کیا جائے ۔ جناب سپیکر ۔ میں اس کی مخالفت نہیں کرتا لیکن میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جس طرح سردار صفیر احمد صاحب نے یہاں فرمایا

ہے یہ بالکل حقیقت پر مبنی ہے اور میں اس کی پرزور تائید کرتا ہوں۔ اگر آپ اس تحصیل کا حدود اربعہ دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو گا اور اس سلسلے میں کسی دوست نے یہ وضاحت نہیں کی کہ خوشاب کو ضلع بنانے کے بعد کون سے علاقوں کو اس کی تحصیلیں بنایا جائے گا۔ اگر آپ اس علاقے کو دیکھیں تو یہ آپ کو نقشے سے صاف ظاہر ہو گا کہ خوشاب خود بھی ایک وسیع و عریض علاقہ ہے۔ علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب تو شائد وہاں کبھی گئے نہیں ہیں۔ انہوں نے فرما دیا کہ سو یا سوا سو میل کا سفر ہے۔ میں ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ خوشاب اور سرگودہا کا فاصلہ صرف 78 میل ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : Point of personal explanation

جناب والا۔ جیسا کہ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں صاحب نے بتایا ہے ویسے میں نے بھی اس کے حدود اربعہ کی بات کی ہے کہ وہ کہاں سے شروع ہوتا ہے اور کہاں تک پہنچتا ہے۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ سرگودہا سے اس کا فاصلہ کوئی سوا سو میل بنتا ہے۔ مجھے علم ہے کہ یہ فاصلہ اٹھائیس انتیس میل ہے۔

چوہدری محمد اشرف : جناب سپیکر۔ اگر خوشاب کو ضلع کا درجہ دیا جاتا ہے تو وہاں جو علاقے خوشاب سے تعلق رکھتے ہیں وہاں کے لوگوں کو اتنے ہی میلوں کا فاصلہ طے کر کے خوشاب آنا پڑے گا جتنا کہ وہ سرگودہا کر کے طے آتے ہیں۔ یہ بات درست ہے کہ وہاں پر خوشاب کا جو علاقہ ہے وہ ایک تحصیل کا علاقہ ہے اور تحصیل کے علاقے کے لئے جس طرح انہوں نے فرمایا جوہرآباد ضلعی صدر مقام کے لئے ایک مناسب جگہ ہے کیونکہ وہاں دفاتر کے لئے عمارات بھی موجود ہیں اور ہر چیز وہاں مہیا ہے۔

مسٹر سپیکر : ابھی تو یہ مسئلہ زیر غور یا زیر بحث نہیں ہے کہ اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہوگا۔

چوہدری محمد اشرف : جناب والا۔ اگر خوشاب کی بجائے جوہر آباد کو ضلع کا درجہ دیا جائے تو وہ خوشاب سے بھی کہیں زیادہ بہتر ہوگا۔

مسٹر سپیکر : جوہر آباد تو ایک شہر کا نام ہے ۔ وہ تو ایک رقبے کی بات کر رہے ہیں اور ایک ایریے کی بات کر رہے ہیں اور آپ ایک شہر کی بات کر رہے ہیں ۔

چوہدری محمد اشرف : جناب والا ۔ میں شہر کی بات نہیں کر رہا ۔ میں تو صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر خوشاب کی بجائے جوہر آباد کو ضلع کا درجہ دیا جائے تو زیادہ مناسب ہو گا ۔

مسٹر سپیکر : جوہر آباد بھی تحصیل ہے ؟

ملک محمد اعظم : نہیں جناب ۔ تحصیل خوشاب ہے ۔

چوہدری محمد اشرف : جناب والا ۔ یہ ضروری نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کا مطلب ہے کہ اس قصبے کا یا اس ٹاؤن کا جو رقبہ ہے اس کو ضلعے کا درجہ دیا جائے ؟

بیگم آباد احمد خان : جناب والا ۔ چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لئے خوشاب کو بھی وہی احترام ملنا چاہئے ۔ یہ کوئی بات نہیں ہے اس میں سودا نہ کریں ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب ۔ یہ تو آپ کی بات سمجھ میں آ سکتی ہے کہ آپ کہیں کہ جوہر آباد ضلعے کا ہیڈ کوارٹر ہو مگر وہ تو زیر بحث ہی نہیں کہ ہیڈ کوارٹر کون سی جگہ پر ہو گا یہ مسئلہ ابھی زیر غور ہی نہیں ہے ۔

چوہدری محمد اشرف : میں یہ نہیں کہتا اس کو ضلع کا درجہ دیا جائے ۔

رانا پھول محمد خان : یہ صرف ترمیم کے ذریعے ہو سکتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : جوہرآباد اس کا حصہ ہے ۔

ملک محمد اعظم : جی ہاں اس کا حصہ ہے ۔

چوہدری محمد اشرف : جناب والا ۔ میرے فاضل دوست نے کہا ہے کہ

وہاں کے لوگوں نے دفاعی خدمات سر انجام دی ہیں ۔ میں ان کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں وہاں ان کے لئے کیڈٹ کالج کھولے جائیں ان کے بچوں کے لئے کالج کھولے جائیں ان کو راشن دیا جائے۔ وہاں گورنمنٹ کی بہت سی زمین خالی پڑی ہے ان کو الاٹ کی جائے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ فاضل رکن خوشاب کو ضلع بنانے کی حمایت کر رہے ہیں یا مخالفت کر رہے ہیں کیوں کہ وہ ایک فقرہ میں حمایت کرتے ہیں اور دوسرے فقرے میں مخالفت کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ واقعات کو ہاؤس کے سامنے بیان کر رہے ہیں ۔ تاکہ ایوان اس کی روشنی میں فیصلہ کر سکے ۔

چوہدری محمد اشرف : جناب سپیکر ۔ میں تو یہاں واقعات بیان کر رہا ہوں کیوں کہ اس کے متعلق حکومت نے فیصلہ کرنا ہے کہ اس کو ضلع کا درجہ دیا جائے یا نہ دیا جائے ۔ جناب سپیکر ۔ میں خوشاب کو ضلع بنانے کی مخالفت نہیں کر رہا ہوں میں صرف اس بات کی تائید کرتا ہوں کہ ہیڈ کوارٹر چوہڑ آباد رکھا جائے۔

بیگم احمد آباد خان : جناب آپ یہ نہ سمجھیں کہ خوشاب کو ضلع بنا دینا مجھے پسند نہیں میں تو یہ چاہتی ہوں کہ پورے پاکستان کی عزت کو برقرار رکھا جائے اور ہر جگہ اس کا نام اونچا ہو ۔ خوشاب کے مقابلہ میں چوہڑآباد کا نام لینا مجھے پسند نہیں ۔

سردار صغیر احمد : چوہدری محمد یعقوب اعوان نے چوہدری ممتاز احمد کاہلوں کے حوالے سے کہا ہے یہ علاقہ criminals کا ہے اس کو حذف کیا جائے ۔ وہاں کے لوگ باغیرت ہیں وہاں چوری ۔ ڈاکہ زنی نہیں ہوتی اور وہاں کے لوگ صرف عزت کے لئے ایک دوسرے کی جان لینے کو تیار ہوتے ہیں اور اسی جاذری کی وجہ سے وہ فوج میں بھرتی ہوتے ہیں ۔ چوہدری صاحب نے کریمنل کہا ہے اس کو حذف کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب نے کریمنل کہا تھا ۔ آپ کس کی تصحیح کرانا چاہتے ہیں ۔ ان کے الفاظ کی کیوں کہ چوہدری صاحب نے یہ ہی کہا تھا انہوں نے کریمنل کہہ دیا ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان : I meant murder cases

سردار منیر احمد : درست ہے جناب ۔

مسٹر سپیکر : قتل و غارت میں تبدیل کر دیا جائے یا باغیرت کر دیں ۔

ملک محمد اعظم : جناب والا ۔ کئی اضلاع چوری کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے مشہور ہوتے ہیں لیکن خوشاب کے متعلق کم از کم میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہاں ایسے واقعات نہیں ہوتے ۔

مسٹر سپیکر : کرمینل کے لفظ کی بجائے با غیرت کا لفظ کہیں ڈاکٹر صاحب ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ فاضل ممبر ملک محمد اعظم خان صاحب نے جو ترمیم شدہ قرار داد پیش کی ہے اس میں ان کی تائید بھی کرتا ہوں اور اس کے بارہ میں کچھ عرض بھی کرنا چاہتا ہوں ۔ فاضل ممبر ہمیشہ اپنے علاقہ کی پسماندگی اور کمیاں کوتاہیاں بیان کرتے رہے ہیں اور انہوں نے اپنے علاقہ کی بہت اچھی نمائندگی کی ۔ اور جس طرح اور تمام عوامی نمائندگان اپنا حق نمائندگی پچھلے چار سال سے ادا کرتے رہے ہیں اس پر میں عرض کرونگا کہ حکومت نے اسلامی دستور کے رہنما اصولوں کے مطابق ایڈمنسٹریٹو decentralisation کی پالیسی اختیار کی ہوئی ہے جہاں تک عوام کے مسائل کا تعلق ہے ان کو حل کرنے کے لئے ترقیاتی کاموں کی تکمیل کے لئے زیادہ سے زیادہ اختیارات ضلعی حکام کو تفویض کئے جائیں ۔ اور یہ ایسے حکام کے سپرد کئے جائیں جن تک عوام کے پہنچنے میں آسانی ہو یہ تو ہے پالیسی کی بات ۔ جناب والا ۔ اس ایوان میں جب سے آپ نے صدارت کی ہے آپ نے دیکھا ہوگا بہت سے قوانین ہم نے وضع کئے ہیں اور بہت سے اختیارات ضلعی حکام کے ڈائرکٹر کو دئے ہیں ۔ بہت سے محکمے جو پنجاب کے لیول پر تھے ان کے دو ڈائریکٹریٹ بنائے تھے پھر کوشش کی گئی کہ ہر ڈویژن میں ایک ڈائریکٹریٹ بنایا جائے ۔ یہ میں محکمہ تعلیم کی بات کر رہا ہوں ۔ اس طرح سے تعلیمی آفیسرز مقرر کئے گئے ہیں تاکہ بہت سے معاملات ضلع کی سطح پر حل ہو جائیں ۔ اس کی ایک مثال وہاڑی اور قصور کی ہے اس علاقے کے عوام کا یہ بہت دیر سے مطالبہ تھا اس

مسئلے پر کافی دیر سے غور و خوض ہوتا رہا کئی ارکان نے کہا ہے کہ اضلاع بنانے سے پیسہ مزید خرچ کرنا پڑیگا کچھ فاضل اراکین یہ کہتے ہیں کہ پیسہ خرچ نہیں کرنا پڑیگا۔ میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ وہاڑی اور قصور کے لئے اس سال کے بجٹ میں 84 لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے ۔ یہ 84 لاکھ روپے انتظامی اخراجات کے لئے ہیں ۔ اور اگر یہ عوام کی فلاح و بہبود پر مثلاً سڑکیں ۔ سکول ۔ ہسپتال وغیرہ بنانے پر خرچ ہوتے ہیں تو اس کا فائدہ نہیں ہوگا یقیناً ہوگا حکام وہاں کے لوگوں کے نزدیک ہوں گے ان کے بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ حکومت نے ایک ایسا مسئلہ حل کر دیا ہے جو بڑے عرصہ سے التوا میں چلا آرہا تھا تقریباً پاکستان بننے کے بعد ان کا یہ مطالبہ تھا کہ ان کو ضلع بنایا جائے ۔ یہ 84 لاکھ کی رقم ان کے لئے رکھی گئی ہے ۔ اور میں یہ بات عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ وہاڑی اور قصور میں ڈی ۔ سی کے دفتر ۔ تعلیم ۔ زراعت ۔ صحت ۔ عمارات بلدیات اور لیڈ کٹ اینڈ سیشن جج کے دفاتر نے کام کرنا شروع کر دیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں اور میں نے جن دفاتر کا ذکر کیا ہے عوام کو انتظامی قسم کی بہت سی سہولیات حاصل ہو جائے گی ۔ اس لئے میں اس پس منظر میں اس اراو داد کی تائید کرتا ہوں اور فاضل محرک نے جن جذبات کا اظہار کیا ہے میں یقیناً ان جذبات سے آگاہ ہو گیا ہوں ۔ میں پہلے بھی آگاہ تھا اب شدومد سے جن مثالوں کا ذکر کیا ہے کہ وہاں عمارات موجود ہیں اس سے خرچ بہت کم ہوگا یہ ان معلومات میں بہت اچھا اضافہ کیا ہے ۔ میں یقین دلانا چاہتا ہوں تمام فاضل اراکین کو جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ حکومت administrative decentralizalion کی پالیسی پر عمل پیرا ہے اور ضلعی حکام کو احکامات اور اختیارات تفویض کئے جائیں گے ۔ تاکہ عوام کی فلاح و بہبود میں اضافہ ہو سکے ۔ اور میں فاضل محرک کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس مسئلے پر ضرور غور کریں گے ۔ جس طرح انہوں نے کہا ہے کہ اس کو کمیشن کے پاس بھیجا جائے وہاں فلاں قسم کے لوگ اس کا جائزہ لیں اور اس سلسلے میں اور بہت سے لوگوں نے بعض نے میرے کالوں میں اور بعض نے اعلانیہ طور پر کہا ہے ۔ کہ شاہ پور کو یہ درجہ کیوں دیا جائے فلاں تحصیل کو کیوں نہ ضلع بنایا جائے تو میں سب فاضل اراکین کو یقین دلاتا ہوں یہ سب کچھ استحقاق کی بنیاد پر ہوگا ۔ کیونکہ بہت سے لوگوں کا خیال تھا کہ یہ نہ ہو کہ اس کو درجہ مل

جائے ۔ ایسا نہیں ہے ۔ کوئی فاضل رکن یہ خیال نہ کریں کہ چونکہ انہوں نے کوئی قرار داد پیش نہیں کی اس لئے ان کا ضلع تو رہ جائے گا ۔ نہیں ، بلکہ ہم اس امر کا اچھی طرح جائزہ لیں گے اس پر غور و خوض کریں گے اور استحقاق کی بنیاد پر عوامی مفاد میں یہ فیصلہ کیا جائے گا ۔ اور انشاءاللہ آہستہ آہستہ جوں جوں ہمارے وسائل اجازت دیں گے اس پر عمل درآمد کیا جائے گا ۔ کیونکہ وسائل کو recurring expenditure اور development expenditure میں جو تقسیم کرنا ہے ، یہی حکومت کی حکمت عملی کا بہترین اور کامیاب ثبوت ہوگا ۔ اگر ہم ڈویلپمنٹ پر کم خرچ کریں اور انتظامی اخراجات پر زیادہ تو وہ بھی کوئی عقلی مندی نہیں ہوگی ۔ لیکن ان دونوں قسم کے اخراجات میں ایک نہایت حسین تناسب اور حسین امتزاج ہونا چاہیے جس کے لیے میں فاضل رکن کو یقین دلاتا ہوں اور جناب والا ۔ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ! اب سوال یہ ہے :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت تحصیل خوشاب کو ضلع کا درجہ دینے کے مسئلے پر غور کرے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

لیکسلا شہر کو سوئی گیس مہیا کرنا

مسٹر سپیکر : شیخ محمد انور

شیخ محمد انور : مسٹر سپیکر سر ! میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ لیکسلا شہر کو جلد سوئی گیس مہیا کی جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ قرار داد پیش کی گئی ہے :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ لیکسلا شہر کو جلد سوئی گیس مہیا کی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ ٹیکسلا شہر کو جلد سوئی گیس مہیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

شیخ محمد انور : میں آپ کا اور اس معزز ایوان کا انتہائی ممنون و مشکور ہوں۔

انارکلی بازار میں یک طرفہ ٹریفک کی اجازت دینا

مسٹر سپیکر : بیگم آباد احمد خان

بیگم آباد احمد خان : جناب سپیکر ! میں یہ قرار داد پیش کرتی ہوں :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ انارکلی بازار لاہور میں صرف یک طرفہ ٹریفک کی اجازت ہونی چاہیے نیز فٹ پاتھوں پر بیٹھ کر کاروبار کرنے کی ممانعت ہونی چاہیے۔

میرا خیال ہے کہ جب لاہور شہر میں ٹریفک سوہ ٹریفک کا پانچواں حصہ تھی ، اس زمانے میں تو وہاں ایک طرفہ ٹریفک تھی۔ اب گھمسان ہو گیا ہے۔۔

مسٹر سپیکر : اب تو وہاں یک طرفہ ٹریفک ہے۔ اور غالباً انارکلی میں فٹ پاتھ ہیں ہی نہیں۔ دونوں چیزیں نہیں ہیں۔

بیگم آباد احمد خان : میں بتانا چاہتی ہوں کہ وہاں لوگوں نے بازار کے عین بیچ میں دکانیں بنا رکھی ہیں۔ بکس وغیرہ رکھ کر اور چھوٹی چھوٹی دکانیں عین بیچ میں لگا دی ہیں۔

مسٹر سپیکر : آپ کا مطلب یہ ہے کہ سڑک پر ٹھیلے لگانے چاہئیں ؟

بیگم آباد احمد خان : میں تھوڑی سی تفصیل بتا دوں - یونیورسٹی کے اندرون ایک راستہ جاتا ہے انارکلی کے اگلے حصے میں ہے - اس کے سامنے چارپائیاں بچھا کر پرانا کپڑا وغیرہ بیچنے والوں نے دکان لگائی ہوئی ہے - ان چارپائیوں کو ہٹانا پڑتا ہے تب کہیں گاڑی اندر جا سکتی ہے - یہ نظارہ میں نے دیکھا ہے - اس میں تو اتنا ہی ذکر کیا گیا ہے - میں پرسوں ترسوں وہاں گئی تھی - بازار گھمسان ہو گیا ہے - گاڑیاں ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : یہ صرف انارکلی کے متعلق ہے یا سب کے متعلق ہے -

بیگم آباد احمد خان : میں بتانا چاہتی ہوں کہ بے ترتیبی بہت بڑھ گئی ہے - عوامی بازار جو ہر غریب کے لیے ہے ، ان غریبوں کو زندہ رہنے کا حق ہے - میاں میر میں قبرستان کو چھوڑ کر بڑے بڑے میدان پڑے ہوئے ہیں - وہاں عوامی بازار قائم ہو سکتا ہے - مجھے تشریح کی اجازت دی جائے پاکستان بننے کے بعد کراچی میں میں نے دیکھا کہ ان بیچاروں نے قائداعظم کے مزار کے چاروں طرف جھگیاں بنائی ہیں - وہاں ریڑھے رکھتے تھے رات کو رکشہ چلاتے تھے - اندر سامان رکھتے تھے - اور دن کو ریڑھے پر بیچ کر چار پیسے بچا لیتے تھے - لاہور میں عوامی بازار ایسا بننا چاہیے جو شہر سے دور نہ ہو - ریڑھے سے سامان بیچ کر چار پیسے کما سکیں اور راستہ نہ روکیں اور فٹ پاتھ پر نہ بیٹھیں -

مسٹر سپیکر : آپ خود ہی ترمیم پیش کر رہی ہیں کہ ان کو متبادل جگہ دی جائے ؟

بیگم آباد احمد خان : جی ہاں - ان کو متبادل جگہ ضرور دی جائے - بے گھر نہ کیا جائے اور راستہ ایک ہی ہونا چاہیے - چھ مہینے اُدھر کی اور چھ مہینے اِدھر کی ٹریفک ہے - یہ اچھا طریقہ نہیں - ایک ہی طرف سے ٹریفک ہونی چاہیے - ایک طرف سے جائے اور دوسری طرف سے نہ جائے بیچ میں دکانیں نہ ہوں - چارپائیوں پر سامان نہ بیچیں اور ٹھڑوں پر سامان نہ بیچیں -

مسٹر سپیکر : ترمیم پیش کی گئی -

کہ قرار داد "اس ایوان کی رائے ہے کہ انارکلی
بازار لاہور صرف ایک طرفہ ٹریفک کی اجازت ہونی

چاہیے - لیز فٹ پاتھوں پر بیٹھ کر کاروبار کی ممانعت ہونی چاہیے" - کے آخر میں یہ الفاظ ایزاد کیے جائیں : "اور ان کو متبادل جگہ دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : قرار داد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے -

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ انارکلی بازار لاہور میں صرف یک طرفہ ٹریفک کی اجازت ہونی چاہیے لیز فٹ پاتھوں پر بیٹھ کر کاروبار کی ممانعت ہونی چاہیے - اور ان کو متبادل جگہ دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

نور احمد والی گرڈ سٹیشن سے قصبہ وہووا ڈیرہ غازی خان تک دیہات کو بجلی کی لائن مہیا کرنا

مسٹر سپیکر : مسٹر رب نواز خان کھتران

مسٹر رب نواز خان کھتران : جناب والا - میں اپنی قرار داد ایوان کے سامنے ترمیم کے ساتھ پیش کرنی چاہتا ہوں - جناب والا - میں قرار داد پیش کرتا ہوں -

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی اسمبلی وفاقی حکومت کو سفارش کرے کہ ضلع ڈیرہ غازی خان کے دیہات کو بجلی کی لائن مہیا کرنے کے فوری انتظامات کرے - الفاظ "ڈیرہ غازی خان" کی بجائے "نور احمد والی" اور "محمد پور دیوان" کی بجائے "قصبہ وہووا" ثبت کیے جائیں -

مسٹر سپیکر : قرار داد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی اسمبلی وفاقی حکومت کو سفارش کرے کہ وہ ضلع ڈیرہ غازی خان گرڈ سٹیشن سے محمد پور دیوان ضلع ڈیرہ غازی خان تک کے دیہات کو بجلی کی لائن مہیا کرنے کے فوری انتظامات کرے ۔ میں الفاظ "ڈیڑہ غازی خان" کی بجائے "نور احمد والی" اور محمد پور "دیوان" کی بجائے قصبہ وہووا (Vehoa) ثبت کیے جائیں ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب وفاقی حکومت کو سفارش کرے کہ وہ نور احمد والی گرڈ سٹیشن سے قصبہ وھووا ضلع ڈیرہ غازی خان تک کے دیہات کو بجلی کی لائن مہیا کرنے کے فوری انتظامات کرے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : فقیر عبدالمجید (معزز ممبر تشریف نہ رکھتے تھے) آج کا ایجنڈا ختم ہو گیا ہے مجھے ایک دو علان کرنے ہیں ۔ ایک اعلان تو یہ ہے کہ کل پانچ بجے شام نواب احمد بخش تھہیم مینگو پارٹی دے رہے ہیں ۔

وزیر خزانہ : روایت یہ رہی ہے کہ یہ پارٹی اسمبلی کی کارروائی کے دوران گیارہ بجے ہوتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : گیارہ بجے اس لئے نہیں ہو سکے گی کہ کل جمعہ ہے ۔ یا تو پھر ایک بجے ہو سکتی ہے ۔ اور پریس گیلری کے فاضل دوستوں سے بھی استدعا ہے کہ وہ بھی تشریف لائیں ۔ پارٹی پانچ بجے ہوگی ۔

(فاضل اراکین نے اصرار کیا کہ پارٹی دوپہر کو ہونی چاہیے)

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی : پوائنٹ آف انفرمیشن سر ۔ جناب سپیکر ۔ ایک کنوینشن یہ بھی تھا کہ خاص طور پر جب بجٹ سیشن ختم ہوتا ہے تو سپیکر صاحب کی طرف سے ڈنر کا اہتمام کیا جاتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : انشاء اللہ آپ بھی زندہ رہے اور میں بھی زندہ رہا تو ابھی بجٹ سیشن چل رہا ہے اور اگلے ہفتے تک چلے گا ۔ میں چیف منسٹر صاحب سے اور وزیر قانون صاحب سے مل کر صرف یہ پتہ کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی اور کتنا کام وہ کرنا چاہتے ہیں ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی : جناب والا ۔ اس میں میری گزارش یہ ہے کہ مجھے یہ پتہ ہے کہ آج کے مہنگائی کے دور میں آپ کا الاؤنس جو ہے وہ اتنا نہیں ہوتا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : ایک چیز کے سلسلے میں میں آپ کو اعتماد میں لینا چاہتا ہوں کہ پچھلے سال سے چلے جتنی بھی میں نے دعوتیں کی ہیں آپ کی یا کسی اور کی کی ہیں وہ میں اپنی جیب سے کرتا رہا ہوں مگر اب جب سے آپ نے فنانس کمیٹی بنائی ہے اب یہ خرچ اسمبلی کے بجٹ سے ہو رہا ہے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی : میری ایک رائے تھی اس سلسلے میں کہ اگر ہم سب مل جل کر ایک پارٹی کر لیں اور اگر یہ ہو جائے کہ ہم لوگ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : سپیکر والی پارٹی ہو جائے تو میں اس کے بعد یہ کوشش بھی کر رہا ہوں کہ اجلاس ختم ہونے سے دو تین چلے میرے والی پارٹی ہو جائے لیکن ابھی تک میں چیف منسٹر صاحب سے اور وزیر قانون صاحب سے پتہ نہیں کر سکا کہ ابھی اور کتنا کام اور کرنا چاہتے ہیں ۔ اب اجلاس کل صبح ساڑھے آٹھ بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے ۔

(اسمبلی کا اجلاس 2 جولائی 1976ء بروز جمعہ المبارک ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اٹھارھواں اجلاس

(جمعہ المبارک ۔ 2 جولائی 1976ء)

(جمعہ المبارک ۔ 3 رجب 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر ڈپٹی سپیکر شمیم احمد خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ○
وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ
وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ○
وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْۤا
اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○

پ ۹ ۔ س ۸ ——— رکوع ۱۶ ۔ آیات ۲۲ تا ۲۵

بلاشبہ اللہ کے نزدیک تمام جانداروں میں سے گونگے بہرے ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے۔ اور اگر اللہ ان میں نیکی کا (مادہ) پاتا تو ان کو سننے کی توفیق بخشتا۔ اور اگر (بغیر صلاحیتِ ہدایت کے) سماعت کی توفیق دے دیتا۔ تو وہ منہ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوتے۔

ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسولؐ کا حکم مانو۔ جبکہ رسولؐ تمہارے کو ایسے کام کے لئے بلاتے ہیں جو تم کو زندگیٔ جاوداں بخشتا ہے اور تم جان لو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ تم سب اس کے روبرو جمع کیے جاؤ گے۔ اور اس فتنے سے ڈرو جو خصوصیت کے ساتھ انہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں گنہگار ہیں اور یہ بھی جان لو کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

وما علینا الا البلاغ!

مسٹر ڈپٹی سپیکر : مسودہ قانون بورڈز آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن پنجاب مصدرہ 1975ء کی کلاز 20 زیر غور تھی ۔

سید تابش الوری : جناب والا ۔ میری ایک تحریک استحقاق تھی کل میں نے دی تھی ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ ہاؤس میں دیر سے آئی ہے ۔ Next day working پر کر لیں گے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ۔ میں نے کل دی تھی اور قواعد کی رو سے یہ ایک گھنٹہ پہلے دی جا سکتی ہے ۔ یہ تو بہت اہم مسئلہ ہے اور اس کا جناب سینئر منسٹر صاحب کو علم ہو گا ۔ حکومت عملی کے اصولوں پر عمل درآمد پوری کابینہ کی ذمہ داری ہے اور وہ یقیناً اس سے باخبر ہوں گے کہ رپورٹ کس مرحلہ پر ہے اور اب تک کیوں نہیں پیش کی گئی ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اس کا تو نوٹس ہی نہیں ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ۔ یہ تو میں نے کل دس بجے کے قریب دی تھی اور دس بجے سے اب تک نوٹس نہ دیا جانا میں نہیں سمجھتا کہ یہ کس کی غلطی ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : پوزیشن یہ ہے کہ انہوں نے ابھی محکمہ سے رپورٹ بھی لینی ہے اس لئے ابھی تھوڑا سا وقت لگے گا ۔ آپ اگلے ورکنگ ڈے کا انتظار کر لیں ۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون بورڈز آف انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن پنجاب مصدرہ 1975ء (جاری)

(کلاز 20)

مسٹر ڈپٹی سپیکر : کلاز 20 میں سید تابش الوری صاحب اپنی ترمیم پیش کریں ۔

Syed Tabish Alwari : Sir I move the amendment :

That in Clause 20 of the Bill, before the opening words "A Board", brackets and figure (1)" be added.

Mr. Deputy Speaker : The amendment moved is :

That in Clause 20 of the Bill, before the opening words "A Board", the brackets and figure (1)" be added.

Minister for Law : Opposed

سید تابش الوری : جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 20 کے سطر 1 میں وارد ہونے والے الفاظ "حکومت کی منظوری کے تابع" حذف کر دئے جائیں ۔

Mr: Deputy Speaker : The amendment moved is :

That in Clause 20 of the Bill, the commas and the words, "subject to the approval of the Government," occurring in lines 1-2, be deleted.

Minister of Law : Opposed.

سید تابش الوری : جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 20 کی پہلی سطر میں وارد ہونے والے الفاظ "حکومت کی منظوری کے تابع" کی بجائے الفاظ "حکومت سے پیشگی منظوری حاصل کر کے" ثبت کئے جائیں ۔

Mr. Deputy Speaker : The amendment moved is :

That in Clause 20 of the Bill, for the words "subject to the approval of the

Government" occurring in lines 1-2, the words "with the prior approval of the Government" be substituted.

Minister for Law : Opposed.

سید تابش الوری : جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 20 کا پیرا (اول) حذف کر دیا جائے ۔

Mr. Deputy Speaker : The amendment moved is :

That para (i) of Clause 20 of the the Bill, be deleted.

Minister for Law : Opposed.

سید تابش الوری : جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی دفعہ 20 کا پیرا (دوم) حذف کر دیا جائے ۔

Mr. Deputy Speaker : The amendment moved is :

That para (ii) of Clause 20 of the Bill, be deleted.

Minister for Law : Opposed.

سید تابش الوری : جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی دفعہ 20 کے پیرا (دوم) کی سطر 2 میں وارد ہونے والے الفاظ "ہیئت منتظمہ" کی بجائے لفظ "حکومت" ثبت کر دیا جائے ۔

Mr. Deputy Speaker : The amendment moved is :

That in para (ii) of Clause 20 of the

Bill, for the words "Controlling Authority" occuring in line 4, the words "Government" be substituted.

Minister for Law : Opposed.

سید تابش الوری : جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 20 کا پیرا (سوم) حذف کر دیا جائے ۔

Mr. Deputy Speaker : The amendment moved is :

That para (iii) of Clause 20 of the Bill, be deleted.

Minister for Law : Opposed.

مسٹر ڈپٹی سپیکر : مسٹر نذر حسین منصور نہیں ہیں۔ بیگم ریحانہ سرور ۔

Begum Rehana Sarwar : Sir, I move :

That in Clause 20 of the Bill,—

(i) in sub-clause (1), in para (iii), the words "which regulations may be made by the Controlling Authority" occurring in lines 3-5, be deleted ; and

(ii) in sub-clause (2), in para (a), the words comma "taking of discipilnary action against," occurring in lines 3-4, be deleted-

Mr. Deputy Speaker : The amendment moved is :

That in Clause 20 of the Bill :—

(ii) in sub-clause (1), in para (iii), the

words "which regulations may be made by the Controlling Authority" occurring in lines 3-5, be deleted ; and

(ii) in sub-clause (2), in para (a), the words comms "taking of disciplinary action against," occurring in lines 3-4, be deleted:

Minister for Law : Accepted.

Mr. Deputy Speaker : Next.

سید تابش الوری : جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 20 کے پیرا (سوم) کی سطر 4-5 میں وارد ہونے والے الفاظ "پیئت منتظمہ" کی بجائے لفظ "حکومت" ثبت کیا جائے ۔

Mr. Deptuy Speaker : The amendment moved is :

That in para (iii) of, Clause 20 of the Bill, for the words "Controlling Authority" occurring in lines 4-5, the word "Government" be substituted.

Minister for Law : Opposed.

سید تابش الوری : جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 20 کی ذیلی ضمن (2) حذف کر دی جائے ۔

Mr. Deputy Speaker : The amendment moved is :

That sub-clause (2) of Clause 20 of the Bill, be deleted.

Minister for Law : Opposed,

سید قابض الوری : جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 20 کی تحتی ضمن (2) کے پیرا (ب) کی سطر 1 میں الفاظ "افسران اور دیگر" حذف کر دیئے جائیں ۔

Mr. Deputy Speaker : The amendment moved is :

That in sub-clause (2) of Clause 20 of the Bill, in para (b), the words "officers and other" occurring in lines 2-3, be deleted.

Minister for Law : Opposed.

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سید قابض الوری ۔

سید قابض الوری : جناب سپیکر ۔ اس وقت بورڈز آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن پنجاب بل کی ضمن 20 زیر غور ہے جس میں بورڈ کے ان اختیارات کے تعین کے بارے میں وضاحت کی گئی ہے جس کے تحت وہ حکومت کی منظوری کے ساتھ ضوابط کار وضع کر سکے ۔ جناب والا ۔ ہم سب اس بات سے متفق ہیں کہ تعلیمی مقاصد کے حصول کے لئے اعلیٰ تعلیمی اداروں کو زیادہ سے زیادہ با اختیار زیادہ سے زیادہ غیر جانبدار اور زیادہ سے زیادہ آزاد بنانے کی ضرورت ہے تاکہ صوبے میں تعلیم کے فروغ کے لئے تعلیم کا معیار بلند کرنے کے لئے اور تعلیم کو مقصدی اور معنوی صورت عطا کرنے کے لئے وہ زیادہ بہتر زیادہ فعال اور زیادہ موثر انداز میں کام کر سکیں ۔ جناب والا ۔ اب تک یہ ہوتا رہا ہے کہ وہ مختلف تعلیمی ادارے قائم کئے جاتے رہے ہیں بورڈ بنتے رہے ہیں اور بنے ہوئے ہیں لیکن انہیں وہ آزادی عطا نہیں کی گئی جس کے باعث وہ اپنے اغراض و مقاصد کی تکمیل میں اس حد تک کامیاب نہیں ہو سکے اپنے نصب العین کے حصول کو اتنی تیزی کے ساتھ ممکن نہیں بنا سکے جس کی اس سے توقع کی جانی چاہئے تھی ۔ آج بھی جب ہم انٹرمیڈیٹ بورڈ کے اس بل پر بحث کر رہے ہیں تو ہمارے حکمرانوں کی طرف سے یہ یقین دہانی کرائی جانی رہی ہے کہ وہ بورڈوں کی اس نئی تشکیل سے یہ مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں کہ وہ بورڈوں کا پرانا طریقہ کار اور فرسودہ

روایتیں ختم کر کے ایک ایسا نیا طریقہ کار اور نیا قانون نافذ کریں جس کی وجہ سے بورڈوں کی ہیئت اور نوعیت میں انقلابی تبدیلی رونما ہو جائے گی۔ ہم خود اس مقصد اور اس افادیت کے بھرپور قائل ہیں اور چاہتے ہیں کہ انٹرمیڈیٹ بورڈوں کو انتظامی اور تعلیمی سطح پر اس قدر بلند کر دیا جائے اور اس قدر معیاری بنا دیا جائے کہ ثانوی تعلیم کی حد تک ہمارے تعلیمی اور علمی مقاصد زیادہ احسن طور پر مکمل کئے جا سکیں۔ لیکن ہمیں یہ دیکھ کر حیرت ہو رہی ہے کہ حکومت اپنے اعلانات کے باوجود اور اپنی یقین دہانیوں کے باوجود اس بل کے ذریعے بھی بورڈوں پر حکومتی اور نوکر شاہی کی تلوار لٹکائے رکھنا چاہتی ہے۔ بورڈوں کو صرف نعروں کی حد تک، صرف وعدوں کی حد تک آزاد غیر جانبدار بنایا چاہتے ہیں لیکن عملاً اسے انتظامیہ اور نوکر شاہی کا محتاج بنا کر اس طور پر مفلوج کر دینا چاہتے ہیں کہ وہ ہر معاملہ میں، ہر مہم میں اور منصوبے میں حکومت کی ہدایات اور حکومت کی منظوری کا پابند بن جائے۔ چنانچہ موجودہ زیر بحث ضمن میں پہلی سطر میں آغاز کلام ہی میں بورڈ کو حکومت کی منظوری کے تابع اپنے قواعد وضع کرنے کا پابند کر دیا گیا ہے۔ جناب والا۔ یہ قواعد و ضوابط اس مقصد کے لئے ترتیب دئے جائیں گے کہ بورڈ کے ملازمین کی ملازمت شرائط و کوائف اور ان کے خلاف انضباطی کارروائی کرنے اور ان کو ریٹائر کرنے کا اختیار حاصل ہو۔ یہ ضوابط بورڈ کے افسر اور دیگر ملازمین کے فائدے کے لئے پنشن یا پراویڈنٹ فنڈ سے متعلق ہوں گے۔ یہ ضوابط مختلف اداروں کی منظوری کے استحقاق دینے یا منظوری واپس لینے سے متعلق ہوں گے۔ یا ان ضوابط کے تحت تعلیم کی عام سکیم جس میں پڑھائے جانے والے مضامین کی کل تعداد اور کورس کی مدت بھی شامل ہے مرتب اور منظور کیا جا سکے گا۔ صرف یہ نہیں کیا گیا ان قواعد کی منظوری کے لئے بورڈ کو حکومت کا محتاج بنایا گیا ہے بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر ایک اور پابندی عائد کر دی گئی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ضوابط کا مسودہ ہیئت منتظمہ کو پیش کیا جائے گا اور وہ اس وقت تک موثر نہیں ہوگا جب تک اسے ہیئت منتظمہ نے منظور نہ کر دیا ہو۔ پھر جناب والا۔ اسے یہ بھی پابند کر دیا گیا ہے کہ بورڈ کو افسران اور دیگر ملازمین کی کارکردگی اور انضباط سے متعلق کوئی ضابطہ وضع کرنے کا اختیار نہیں ہو گا۔ یہ ضوابط

ہیئت منتظمہ کی جانب سے وضع کئے جا سکتے ہیں ۔ آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس ضمن میں جہاں یہ جزوی طور پر اختیار دیا گیا ہے کہ بورڈ اپنے قواعد و ضوابط وضع کر سکے گا وہاں ساتھ ہی ساتھ اس کے قواعد وضع کرنے کے اختیارات کو دو طرفہ طور پر محدود کر دیا گیا ہے ۔ ایک طرف حکومت کی منظوری پر قاعدے اور ضابطے کے سلسلے میں لازمی قرار دے دی گئی ہے جس کا نتیجہ یہ مرتب ہو گا کہ سرکاری دفاتر میں حکومت کی مطلع پر مرخ لینے کا جو عمل جاری و ساری ہے وہ بورڈ کے معاملات کو برق طرح متاثر کرے گا اور دوسری طرف تشہیر و تعویق کے وہ تمام ہتھکنڈے اور حربے جو سرکاری دفاتر یا سیکرٹریٹ کی مطلع پر استعمال کئے جاتے ہیں وہ بورڈوں کے معاملات میں بھی اثر و نفوذ اختیار کر لیں گے ۔ اس لئے ہم نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ بورڈ کو اپنے قواعد و ضوابط مرتب کرنے کے سلسلے میں حکومت کی منظوری کا پابند نہ کیا جائے ۔ کیوں کہ خود بورڈوں میں حکومت کے افسران کی ایک بہت بڑی تعداد اراکین کے طور پر شامل ہے اور مختلف کلاسوں کے تحت حکومت کو پہلے یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ جس معاملے میں چاہے بورڈوں کو وقتاً فوقتاً ہدایات جاری کر سکتی ہے اور انہیں کوئی بھی ایسا کام کرنے سے روک سکتی ہے جو حکومت کی نظر میں مفاد عامہ کا حامل نہ ہو ۔ اس لئے میں اس ایوان سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ واقعی بورڈوں کے ذریعے تعلیمی مقاصد کے حصول کی خاطر بورڈوں کو با اختیار بنانا چاہتی ہے تو پھر اسے یہ اجازت نہیں دینی چاہئے کہ بورڈ اپنے روزمرہ کے قواعد و ضوابط کے سلسلے میں حکومت کی منظوری کا محتاج رہے ۔ پھر اس سے بھی زیادہ قابل اعتراض بات یہ ہے کہ اگر ضوابط کی منظوری کا اختیار حکومت کو دیا جا رہا ہے اور حتمی طور پر حکومت ہی کی منظوری سے قواعد و ضوابط مرتب کرنے ہیں تو پھر اس بات کی کیا ضرورت اور کیا جواز ہے کہ ضوابط کا مسودہ ہیئت منتظمہ کو پیش کیا جائے گا ۔ ہیئت منتظمہ اس بل کی تعریف کے اعتبار وزیر تعلیم ہوں گے ۔ یعنی بورڈوں کی کنٹرولنگ اتھارٹی یا ہیئت منتظمہ وزیر تعلیم کو قرار دیا گیا ہے ۔ میں نہیں سمجھتا جب حکومت کو حتمی اور کلی اختیارات بخشے جا رہے ہیں تو پھر وزیر تعلیم کو مسودہ پیش کرنے کے لئے کیوں کشمکش و کھینچا جا رہی ہے ۔ یہ دو عملی کیوں پیدا کی جا رہی ہے ۔ یہ تضادات کا اضافہ کیوں ضروری سمجھا گیا ہے ۔ ایک طرف تو حکومت ایسا جامع ادارہ ہے جس میں تمام وزارتیں بھی شامل ہیں ۔

اور بعض معاملات میں تنہا حکومت وزارت کی حیثیت رکھتی ہے ۔ میں نہیں سمجھتا آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ ان ضوابط کو پہلے وزیر تعلیم کی خدمت میں پیش کیا جائے ۔ وہ اس پر غور و خوض فرمائیں ۔ ان کی منظوری کے بعد اسے حکومت کی منظوری کے لئے پیش کیا جائے ۔ کیا پھر حکومت سے مراد سیکرٹری تعلیم ہوگا جو وزیر تعلیم کے منظور کردہ مسودہ کو دوبارہ منظور کرے گا ۔ یا یہاں حکومت سے مراد پوری کابینہ ہو گی جو اس پر غور کرے گی ۔ یا چیف سیکریٹری ہوگا ؟ آخر یہ دو عملی اور طول عمل کیوں پیدا کیا جا رہا ہے ۔ آخر معاملات کو سہل اور آسان بنانے کی طرف حکومت کیوں متوجہ نہیں ہوتی ۔ ہماری سیدھی سادھی رائے یہ ہے کہ اگر آپ نے بورڈوں کو آزاد اور غیر جانبدار بنانے کا فیصلہ کیا ہے تو ایسے معاملات کے لئے بورڈ کو خود مختار ہونا چاہئے ۔ اگر اس میں اس کی آزادی اور خود مختاری سلب کرنے کے لئے آپ اس قسم کی قانون سازی کریں گے تو وہ مقاصد حاصل نہیں ہو سکیں گے جسے حاصل کرنے کے لئے یہ بل پیش کیا جا رہا ہے ۔

جناب والا ۔ اس لئے ہم نے اپنی ترامیم کے ذریعے یہ گزارش کی ہے کہ اولاً بورڈوں کے قواعد و ضوابط کو ترتیب اور منظوری کے لئے بورڈ کو حکومت کا محتاج نہیں بنایا جائے ۔ دوم یہ ہے کہ ضوابط اور مسودہ کو ہیئت منتظمہ وزیر تعلیم کے سامنے پیش کرنے کی غیر ضروری پابندی کو ختم کر دیا جائے ۔ اور سوم یہ کہ بورڈ کو یہ بھی اختیار دے دیا جائے کہ وہ اپنے ملازمین کے خلاف انضباطی کارروائی کرنے کے سلسلے میں اس حد تک آزاد ہو اور نظم و نسق کو کنٹرول کرنے کے لئے اپنے ملازمین سے صحیح کام لینے کے لئے اور بورڈ کے مختلف شعبوں میں انتظامی اور تعلیمی اصلاح کرنے کے لئے وہ ضروری کارروائی اور اقدام کرنے کے اہل ہو ۔ جناب والا ۔ جب تک ایسا نہ ہوگا اور ہماری ترمیم کی روشنی میں بورڈ کو خود مختاری اور آزادی کے ساتھ کام کرنے کی آسانی فراہم نہ کی جائے اور طریق کار کو سہل نہ بنایا جائے اس وقت تک بورڈ اپنے انتظامی روز مرہ کے معاملات میں اور تعلیمی اصلاح کے لئے بہتر ۔ موثر اور فعال کردار ادا نہ سکے گا ۔

جناب والا ۔ بورڈوں کو وسیع کیا جا رہا ہے اور اس بل کے تحت تین مزید بورڈ قائم کئے جا رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسلئے کیا جا رہا ہے کہ دور دراز کے علاقوں کے مسائل مقامی سطح پر حل یا طے کئے

جا سکیں ۔ اس لئے ان بورڈوں کی ضرورت ہوئی ہے وہ بورڈ جو بہاولپور میں قائم ہو اور وہ بورڈ جو راولپنڈی میں تشکیل پذیر ہو اپنے مقامی معاملات کو جو عام طور پر چھوٹی سطح پر اور چھوٹے پیمانے کے ہوتے ہیں وہیں طے کرسکیں لیکن اگر ایسے قواعد و ضوابط کی منظوری کے سلسلے میں اور اپنے ملازمین کے خلاف انضباطی کارروائی کرنے کیلئے وزیر تعلیم کی منظوری ضروری ہو یا ان تمام معاملات کے لئے حکومت سے رجوع کرنا لازمی قرار دیا جائے تو آپ اندازہ کر سکتے ہیں ان کے معاملات تاخیر و تعویق کا شکار ہو جائیں گے ۔ اور بے پناہ اخراجات کے ساتھ ہم جو بورڈ قائم کر رہے ہیں وہ عملاً اپنی افادیت کے اعتبار سے ناکام ثابت ہوں گے ۔ میں سینٹر وزیر سے گزارش کروں گا کہ وہ خود بھی وزیر تعلیم رہے ہیں اور انہیں وسیع تجربہ ہے ۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ تعلیمی معاملات میں مختلف بورڈوں کو یونیورسٹیوں کو اگر حکومت کے تابع زیادہ سے زیادہ رکھنے کی کوشش کی جائے تو اس کے نتائج کیا مرتب ہوتے ہیں ۔ اس لئے ماضی کے تجربات سے افادہ اٹھا کر نئے بورڈوں کی تشکیل کے وقت ان اصولوں کو پیش نظر رکھا جائے کہ بورڈ اپنے تعلیمی و انتظامی معاملات میں نگرانی کرنے کی حد تک قواعد و ضوابط کو وضع کرنے میں خود مختار ہوں ۔ اور وزیر تعلیم کو ایسی ذمہ داریوں سے آزاد رکھا جائے جن کی تکمیل کے لئے نہ فراوان وقت ہے نہ وہ اس عجلت ممکنہ کے ساتھ ان ذمہ داریوں کو ادا کر سکتے ہیں جو صوبے میں متعدد بورڈوں کے قیام کے نتیجے میں کام کی افراط کی صورت میں پیدا ہو جائے گی ۔ اس لئے میں آپ کے توسط سے اس ایوان سے گزارش کرتا ہوں کہ ہماری سادہ ۔ عام اور مفید ترامیم کو قبول کر کے اس ضمن کو اس طور موثر بنایا جائے تا کہ بورڈ کی کارکردگی اس کی فعالیت میں اضافہ ہو سکے ۔ شکریہ ۔

Mr. Deputy Speaker : The question before the House is ;

> That in Clause 20 of the Bill, before the opening words "A Boards", the brackets and figure (1)" be added.

(The motion was lost)

Mr. Deputy speaker : The question before the House is :

> That in Clause 20 of the Bill, the commas and the words, "subject to the approval of the Government," occuring in lines 1-2 be deleted.

(*The motion was lost*)

Mr. Deputy Speaker : The question before the House is :

> That Clause 20 of the Bill, for the words "subject to the approval, of the Government" occurring in lines 1-2, the words "with the prior approval of the Government" be substituted.

(*The motion was lost*)

Mr. Deputy Speaker : The question before the House is :

> That para (i) of Clause 20 of the Bill, be deleted.

(*The motion was lost*)

Mr. Deputy Speaker : The question before the House is :

> That para (ii) of Clause 20 of the Bill, be deleted.

(*The motion was lost*)

Mr. Deputy Speaker : The question before the House is :

> That in para (ii) of Clause 20 of the Bill, for words "Controlling Authority" occurring in line 4, the word "Government" be substituted.

(*The motion was lost*)

Mr. Deputy Speaker : The question before the House is :

That para (iii) of Clause 20 of the Bill, be deleted.

(*The motion was lost*)

Mr. Deputy Speaker : The question before the House is :

That in Clause 20 of the Bill, -

(i) in sub-clause (1), in para (iii), the words, "which regulations may be made by the Controlling Authority" occurring in lines 3-5, be deleted; and

(ii) in sub-clause (2), in para (a), the words and coma "taking of disciplinary action against," occurring in line 3-4, be deleted.

(*The motion was carried*)

Mr. Deputy Speaker : The question before the House is :

That in para (iii) of Clause 20 of the Bill, for the words "Controlling Authority" occurring in lines 4-5, the word "Government" be substituted.

(*The motion was lost*)

Mr. Deputy Speaker : The question before the House is :

That sub-clause (2) of Clause 20 of the Bill, be deleted.

(*The motion was lost*)

Mr. Deputy Speaker : The question before the House is :

> That in sub-clause (2) of Clause 20 of the Bill, in para (b), the words "officers and other" occurring in lines 2-3, be deleted.

(*The motion was lost*)

Mr. Deputy Speaker : The question before the House is :

> That Clause 20, as amended, do stand part of the Bill.

(*The motion was carried*)

(Clause 21)

Mr. Deputy Speaker : Clause 21 is under consideration. Amendment No. 47 annot be moved No. 48.

Syed Tabish Alwari : Not moved.

Mr. Deputy Speaker : The question before the House is :

> That Clause 21 do stand part of the Bill.

(*The motion was carried*)

(Clause 22)

Mr. Deputy Speaker : Clause 22 is under consideration. Amendment No. 49 has become infructuous, therefore, it cannot be moved.

Syed Tabish Alwari : Yes Sir.

Mr. Deputy Speaker : The question before the House is :

> That Clause 22 do stand part of the Bill.

(*The motion was carried*)

(Clause 23)

Mr. Deputy Speaker : Clause 23 is under consideration. Amendment No. 50 cannot be moved. Amendment No. 51 by syed Tabish Alwari and Makhdumzada Syed Hassan Mahmud.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :

> That in sub-clause (i) of Clause 23 of the Bill, the words "by rules" occurring in lines 2-3, be deleted.

Mr. Deputy Speaker : The amendment moved is :

> That in sub-clause (i) of Clause 23 of the Bill, the words "by rules" occurring in lines 2-3, be deleted.

Minister For Law : Opposed.

Mr. Deputy Speaker : Amendment No. 52 by Syed Tabish Alwari and Makhdumzada Syed Hassan Mahmud.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :

> That in sub-clause (2) of Clause 23 of the Bill, the words "by regulations" occurring in line 2, be deleted.

Mr. Deputy Speaker : The amendment moved is :

> That in sub-clause (2) of Clause 23 of the Bill, the words "by regulations" occurring in line 2, be deleted.

Minister For Law : I oppose it.

Mr. Deputy Speaker : Amendment No. 53, by Syed Tabish Alwari and Makhdumzada Syed Hassan Mahmud.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :

> That in sub clause (3) of Clause 23 of the Bill, between the word "auditor" and full-stop occurring at the end of last line, the words "which shall be laid before the Provincial Assembly by the Government" be inserted.

Mr. Deputy Speaker : The amendment moved is :

> That in sub-clause (3) of Clause 23 of the Bill, between the word "auditor" and full-stop occuring at the end of last line, the words "which shall be laid before the Provincial Assembly by the Government" be inserted.

Minister For Law : I oppose it.

Mr. Depnty Speaker : Syed Tabish Alwari to speak on his amendments.

سید تابش الوری : جناب والا ! بل کی ضمن 23 بورڈ کے حسابات اور آڈٹ کے متعلق ہے اور اس میں کہا گیا ہے :

> بورڈ کے حسابات اس طریق اور ایسے فارم میں رکھے جائیں گے جو از روئے قواعد مقرر کئے جائیں ۔ ۔ ۔ ۔ اور ۔ ۔ ۔ بورڈ ہر مالی سال کے اختتام پر بعجلت ممکنہ بورڈ کے حسابات کا سالانہ گوشوارہ جو آڈٹ شدہ ہو بمع آڈیٹر کی رپورٹ کے حکومت کو پیش کرے گا ۔

جہاں تک حسابات کا تعلق ہے ، ہر ادارے کے حسابات ایک معینہ طریق کار کے مطابق چیک کئے جاتے ہیں ، ان کی جانچ پڑتال ہوتی ہے اور انہیں رپورٹ کی شکل میں مرتب کیا جاتا ہے ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس میں بورڈ

کے حسابات کی جانچ پڑتال کے لئے طریق کار کی وضاحت کے بغیر صرف یہ کہا گیا ہے کہ از روئے قواعد حسابات کو آڈٹ کرنے کی اجازت دی جائے گی، جب کہ حکومتی سطح پر آڈٹ کے سلسلے میں ایک مقاعد طریق کار اور انتظام موجود ہے۔ قواعد کی اس پابندی سے یہ اندیشہ پیدا ہو سکتا ہے کہ اس کے ذریعے آڈٹ کا کام کسی ایسی ایجنسیوں کے سپرد کیا جائے گا، یا ایسے لوگوں کی تحویل میں دیا جا سکے گا جو حکومتی سطح پر تو یقیناً قابل قبول ہوں۔ لیکن غیر سرکاری سطح پر، یا نیم سرکاری سطح پر ان کی حیثیت اس قدر معیاری نہ ہو۔

(اس مرحلہ پر حاجی محمد سیف اللہ خان کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے۔)

اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اس سلسلے میں جس طرح دوسرے آزاد، خود مختار یا نیم خود مختار اداروں میں حسابات آڈٹ کرانے کے طریقے رائج ہیں، یہاں بھی اسی کو اپنایا جانا چاہئے۔ دوسرے اس ضمن میں یہ ایک اچھی روایتی گنجائش رکھی گئی ہے کہ بورڈ ہر مالی سال کے اختتام پر بعجلت ممکنہ بورڈ کے حسابات کا سالانہ گوشوارہ حکومت کو پیش کرے گا۔ اس پابندی کے نتیجے میں بورڈ یقیناً اپنے مالی معاملات کے سلسلے میں زیادہ محتاط ہو کر کام کرے گا اور ایسے اللوں تللوں سے گریز کرے گا یا ان اسراف بے جا سے اجتناب کرے گا جو مالی سال کے اختتام پر حکومت کی نظر میں آ سکیں۔ یہ احتساب اور کنٹرول بڑا ضروری بھی ہے اور اہم بھی لیکن ہم یہ چاہیں گے کہ احتساب کی اس قوت کو ذرا اور وسیع کر دیا جائے۔ احتساب کی خاطر اس ادارے کو عوامی بنا دیا جائے اور اس لئے ہم نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ بورڈ سال کے اختتام پر اپنے حسابات کا جو سالانہ گوشوارہ حکومت کو پیش کرے حکومت کے لئے یہ لازمی قرار دیا جائے کہ وہ اس گوشوارے کو اسمبلی کے سامنے پیش کرے۔ چنانچہ اس طرح صوبے کا یہ سب سے نمائندہ اور معزز ادارہ اس قابل ہو جائے گا کہ وہ صوبے میں کام کرنے والے مختلف ثانوی بورڈوں کی کارکردگی اور سالانہ اخراجات کا جائزہ لے سکے گا۔ جیسا کہ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ اگر مختلف سرکاری اور نیم سرکاری ادارے احتساب کے خوف سے آزاد ہو جائیں اور انہیں عوام کے سامنے زیادہ سے زیادہ جواب دہ نہ رکھا جائے تو وہ معاشرتی

برائیوں کے پیش نظر مختلف قسم کی لغزشوں اور مجرمانہ کوتاہیوں کا ارتکاب کرنے لگتے ہیں۔ یہ ادارہ جو پورے صوبہ کے معاملات سرکاری دفاتر اور خود مختار اور نیم خود مختار اداروں کے لئے مالی امداد منظور کرتا ہے۔ مالی گوشواروں کی منظوری دیتا ہے۔ اسے یہ اختیار ہونا چاہئے کہ وہ بورڈوں کے مالی معاملات پر اس طرح نظر رکھے کہ وہ ان منظور شدہ رقومات کا صحیح صرفہ کر سکیں اور اس میں کسی ایسی بے اعتدالی کے مرتکب نہ ہوں جس کی براہ راست ذمہ داری منظوری دینے والی اتھارٹی پر بھی عائد ہو جاتی ہے۔ اگر ہم صرف مالی اخراجات کی منظوری پر الگوتھا ثبت کرتے رہیں اور یہ نہ دیکھیں کہ ان مالی اخراجات کو صحیح طور پر استعمال کیا جا رہا ہے یا نہیں تو ہم اپنے مقاصد کی تکمیل میں جزوی طور پر تو کامیاب ہوں گے لیکن مکمل طور پر کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ اس لئے میں اپنی اس ترمیم پر سب سے زیادہ اصرار کرتا ہوں کہ بورڈ کے سالانہ مالی گوشوارے کو حکومت اس اسمبلی کے سامنے پیش کرے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت چونکہ اس ایوان کے سامنے جواب دہ ہے اس لئے وہ مختلف تعلیمی خود مختار اداروں کو بھی عوام کے سامنے اور اس ایوان کے سامنے جواب دہ بنانے میں کسی تامل یا تذبذب کا مظاہرہ نہیں کرے گی اور مجھے یقین ہے کہ یہ ایوان اپنے اختیارات میں جائزے کے اعتبار سے بھی اور عوامی مفادات کی نگرانی کے لحاظ سے بھی ہماری اس ترمیم کو قبول کر کے بورڈ کے معاملات کو زیادہ سے زیادہ بہتر بنانے کے لئے ہماری گزارشات سے اتفاق کریں گے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman : The question before the House is :

That in sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, the words "by rules" occurring in lines 2-3, be deleted.

(*The motion was lost*)

Mr. Chairman : The question before the House is :

That in sub-clause (2) of Clause 23 of the Bill, the words "by regulations" occurring in line 2, be deleted.

(*The motion was lost*)

Mr. Chairman : The question before the House is :

> That Clause 23 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Clause 24)

Mr. Chairman : Clause 24 is under consideration. The question before the House is :

> That Clause 24 do stand part of the Bill.

(The motion was carried).

(Clause 25)

Mr. Chairman : Clause 25 is under consideration. Amendment No. 57 by Makhdumzada and Syed Tabish Alwari.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Not moved.

Mr. Chairman : Amendment No. 58.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :

> That in Clause 25 of the Bill, between the word "year" and the full-stop appearing at the end, the words "which shall be laid before the Provincial Assembly of the Punjab within three months of its receipt by the Government" be inserted.

Mr. Chairman : The amendment moved is :

> That in Clause 25 of the Bill, between the word "year" and the full-stop appearing at the end, the words "which shall be laid before the Provincial

Assembly of the Punjab within three months of its receipt by the Government" be inserted.

Minister For Law : I oppose it.

Mr. Chairman : Amendment No. 59 by Syed Tabish Alwari and Makhdumzada Syed Hassan Mahmud.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :

> That in Clause 25 of the Bill, between the word "year" ahd full-stop occurring at the end of last line, the words "which shall be laid before the Provincial Assembly" be inserted.

Mr. Chairman : The amendment moved is :

> That in Clause 25 of the Bill, between the word "year" and full-stop occurring at the end of last line, the words "which shall be laid before the Provincial Assembly" be inserted.

Minister For Law : I oppose it:

Mr. Chairman : Syed Tabish Alwari to speak on his amendments.

سید تابش الوری : جناب والا ۔ ضمن 25 میں کہا گیا ہے کہ بورڈ ہر مالی سال کے اختتام پر بہ عجلت ممکنہ مگر زیادہ سے زیادہ 30 ستمبر تک اس سال میں اپنے امور کی انجام دہی کے سلسلے میں ایک رپورٹ ہیئت منتظمہ کو پیش کرے گا ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ میں نے ضمن 23 پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا ہے کہ بورڈ کے مطالبات کو درست رکھنے کے لیے اور اس کے تعلیمی مقاصد کے حصول کی خاطر اس بات کی ضرورت ہے کہ بورڈ کی سالانہ کارکردگی کو بورڈ کی سالانہ کامیابیوں کو اور ناکامیوں کو مسلسل عوام کے تعلیمی طبقوں کے سامنے رکھا جائے ۔ تاکہ اس بات کا

تجزیہ کیا جا سکے کہ بورڈ کا متذکرہ سال بورڈ کی مقصدیت اور معنویت کے اعتبار سے اس قدر ناکامی اور کامیابی کا سال تھا بورڈ کے سامنے جو مقاصد تھے بورڈ نے جو اپنا نظام متعین کیا تھا ان کو کس حد تک پورا کیا ہے اور وہ کون سے محرکات ہیں جن کے باعث وہ ان مقاصد کی تکمیل میں کس کس حد تک ناکام رہا ہے۔ جناب والا۔ یہ تجزیہ اور جائزہ ایک سالانہ رپورٹ کے پیش کرنے پر ہی ہو سکتا ہے ہم اس بات پر مطمئن ہیں کہ حکومت نے سالانہ رپورٹ اور گوشواروں کی ترتیب کا احساس کیا ہے اور یہاں یہ گنجائش رکھی ہے کہ ان گوشواروں اور رپورٹ کو حکومت کے سامنے پیش کیا جائے۔ لیکن یہاں ایک بار پھر پراسرار طور پر ضمن 29 کے تحت رپورٹ کی پیش کش ہیئت منتظمہ کے سامنے ضروری قرار دی گئی ہے اور ہیئت منتظمہ وزیر تعلیم ہوں گے۔ میں نہیں سمجھتا حسابات اور آڈٹ سے متعلق گوشوارے تو حکومت کے سامنے پیش ہوں گے اور سالانہ رپورٹ ہیئت منتظمہ کے سامنے پیش ہو گی۔ اور ان دونوں میں یہ بنیادی فرق اور امتیاز کیوں رکھا گیا ہے اس کی وجوہ کا یہاں کوئی ذکر موجود نہیں ہے۔ جناب والا۔ اس لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ بورڈ کی یہ سالانہ جامع رپورٹ چاہے حکومت کے سامنے پیش ہو چاہے ہیئت منتظمہ کے سامنے، یہ بات لازمی قرار دی جانی چاہئے کہ اس بورڈ کو اس ایوان کے سامنے جواب دہ بنانے کے لئے اس کی مجوزہ رپورٹ کو یقیناً اس اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔ ہم نے ترمیم پیش کی ہے کہ یہ رپورٹ پیش ہونے کے بعد تین ماہ کے اندر اندر صوبائی اسمبلی میں پیش کر دی جائے اور اگر کسی وجہ سے یہ ممکن نہ ہو یا اجلاس موجود نہ ہو کہ تین مہینے کے اندر اندر بعض اوقات اسمبلی کا اجلاس یقینی نہیں ہوتا۔ اس لئے ہم نے دوسری تجویز یہ پیش کی ہے کہ یہ رپورٹ پیش کش کے بعد جلد از جلد اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں پیش کر جائے۔ جناب والا اگر۔۔۔۔۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب سپیکر۔ کورم نہیں ہے۔

مسٹر چیئرمین : گنتی کی جائے۔۔۔۔ گنتی کی گئی۔ کورم نہیں ہے۔ گھنٹیاں بجائی جائیں۔۔۔۔۔ گھنٹیاں بجائی گئیں۔ کورم پورا ہو گیا ہے علامہ قابض الوری۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر صاحب کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

سید تابش الوری : جناب والا - ہمارے وزرا کرام اور حکمران پارٹی اس بات کی دعویدار ہے کہ اقتدار کا اور حکومت کا سرچشمہ عوام ہیں - اور وہ اپنے معاملات کو عوامی خواہشات اور جذبات کی روشنی میں طے کرنے کے اعلانات فرماتے رہتے ہیں - جناب سینئر وزیر بھی اس ایوان کی تقدیس ، عظمت ، اور فعالیت کو ہمیشہ فوقیت اور اولیت دیتے ہیں لیکن جب عمل کا وقت آتا ہے - جب ثبوت کا وقت آتا ہے تو ان کے لبوں پر خاموشیوں کی مہریں ثبت ہو جاتی ہیں - وہ اس ایوان کے ارکان کو سب سے زیادہ اہم قرار دیتے ہیں - سب سے زیادہ نمائندہ سمجھتے ہیں - سب سے زیادہ احترام کا مستحق گردانتے ہیں لیکن جب ہم اپنی ترامیم کے ذریعے اس ایوان کو کوئی اختیار دینا چاہتے ہیں - اس ایوان کو زیادہ سے زیادہ نگران بنانا چاہتے ہیں اور مختلف حکومتی اور معاشرتی معاملات میں اراکین اسمبلی کی گرفت کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں تو ان کی طرف سے جواباً پراسرار خاموشی اختیار کی جاتی ہے - میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ اس ایوان کی عظمت کے واقعی قائل ہیں اور مختلف خود مختار اور نیم خود مختار اداروں کو احتساب کی خاطر عوام کے سامنے جواب دہ بنانا چاہتے ہیں تو انہیں ہماری اس ترمیم کو قبول کرنا چاہئے کہ بورڈوں کی سالانہ کارکردگی سے متعلق رپورٹ اس ایوان میں پیش کی جائیگی تاکہ اس ایوان کے اراکین بورڈ کے مختلف شعبوں کے متعلق اس کی کارکردگی کا جائزہ لیں - اس طرح سے نہ صرف وہ اصلاح احوال کی تجویز پیش کر سکیں گے بلکہ اس کی کارکردگی کو سراہتے ہوئے اس کے اچھے پہلوؤں کی تعریف کرتے ہوئے اس کے لئے مفید تجاویز اور سفارشات بھی پیش کر سکیں گے - اس کے ساتھ ہی اس ترمیم کے نتیجہ میں بورڈ پر ایسی پابندی بھی عائد ہو سکے گی - اور احتساب کا ایسا خوف بھی اس کے لئے ناگزیر ہو گا کہ وہ یقیناً اپنی سالانہ رپورٹ پیش کرنے کے لئے اپنی سالانہ کارکردگی کو زیادہ سے زیادہ بہتر بنانے پر توجہ دیں گے - کیونکہ انہیں یہ خیال ہو گا کہ جس ادارے نے ہمارے لئے مالی اخراجات کی منظوری دی ہے - ہم نے ان مالی اور انتظامی اخراجات کا جواز ثابت نہ کیا اور اپنے فرائض کی ذمہ داری کی تکمیل کماحقہ نہ کی ، تو ہماری جواب طلبی ہو سکے گی - اسمبلی میں ہم پر نکتہ چینی ہوگی - اور اعمال و حکام جو ان کوتاہیوں اور مجرمانہ غفلتوں کے ذمہ دار ہوں گے ، ان کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں آ سکے گی -

جناب والا ! یہ ایک ایسا خوف ہوگا اور احتساب کی ایسی تلوار ہوگی جو کہ بورڈ کے ملازمین اور ارباب بست و کشاد کو صحیح راستہ پر چلنے میں مدد و معاون ثابت ہوگی ۔ اور انہیں اپنے نصب العین حاصل کرنے کی طرف متوجہ رکھے گی ۔ وہ اپنے معاملات کو بہتر بنانے کے لئے اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ فعال ثابت کرنے کی کوشش کرے گی ۔

ان گزارشات کے ساتھ میں اس ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ ترمیم انتہائی اہم اور ضروری ہے ۔ اور اگر آپ نے اس ترمیم کو منظور نہ کیا ، تو بورڈوں کے معاملات کو بے راہ رو رکھنے میں اور اس ایوان کو بورڈوں کی کارکردگی سے بے خبر رکھنے میں براہ راست آپ کی ذمہ داری ہے اور اس سلسلہ میں آپ خطا وار گردانے جائیں گے ۔ میں ریکارڈ کے طور پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج اس یقین دہانی اور اعلان کے ثابت کرنے کا وقت ہے کہ آپ واقعی عوام کو اقتدار کا سرچشمہ سمجھتے ہیں اور اس ایوان کو سب سے زیادہ اعلیٰ ، سب سے زیادہ با عظمت ، اور سب سے زیادہ عوامی نمائندہ ادارے کی حیثیت دیتے ہیں ، یہ آپ کو آج ثابت کرنا ہوگا ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ میرا خیال تھا کہ یہ بل کافی self-explanatory ہے لیکن فاضل رکن کا اعتراض یہ ہے اور اس سے پہلی کلاز میں بھی یہی اعتراض تھا کہ بورڈ کے مختلف شعبوں کی کارکردگی خواہ وہ آڈٹ سے تعلق رکھتی ہو یا رولز اور ریگولیشن سے تعلق رکھتی ہو ۔ یا سالانہ کارکردگی سے متعلق ہو ، وہ براہ راست اس ایوان میں آنی چاہئے یہ دلیل ہے جو کہ فاضل رکن بار بار پیش کر رہے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

سید تابش الوری : جناب والا ۔ براہ راست نہیں ، وہ حکومت کو پیش کرے اور حکومت یہاں اس ایوان میں پیش کرے ۔

وزیر خزانہ : تو اس کے جواب میں میں یہ عرض کروں گا کہ ہم نے اس بل کے اغراض و مقاصد میں یہ بتایا تھا اور آج میں یہ دہرانا چاہتا ہوں کہ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ پہلے ہر انٹرمیڈیٹ اور ثانوی بورڈ کے لئے ایک الگ قانون ہوتا تھا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سرگودھا کے قانون میں اور لاہور کے قانون میں اختلاف ہو ۔ سلیبس میں اختلاف ہو ،

چونکہ یہ ایک صوبہ ہے اس میں صرف مختلف بورڈوں کے انتظامی اختیارات کو بہتر طور پر استعمال کرنے اور عوام کو بہتر سہولیات بہم پہنچانے کے لئے یہ قانون بنایا جا رہا ہے کہ تمام وہ بورڈ جو کہ اس وقت موجود ہیں اور جو بعد میں بنیں گے ، ان کا ایک ہی قانون ہو ایک جیسی کمیٹی ہو ، ایک جیسے رولز اور ریگولیشنز ہوں تا کہ صوبے کے مختلف علاقوں میں امتحان دینے والے طلبہ کی کوئی مشکل نہ ہو۔ جب وہ ایک ضلع سے دوسرے ضلع یا ایک ڈویژن سے دوسرے ڈویژن میں جائیں تو بنیادی مقصد اس قانون کا یہ ہے کہ پنجاب میں جتنے بورڈ ہوں ، ان سب کا ایک ہی دستور ہو ، ایک ہی قانون اور ایک جیسا سلیبس ہو ، تاکہ ایک صوبے میں مختلف علاقوں میں رہنے والے طلباء کو کوئی پریشانی نہ ہو جب وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جائیں ، اب اس کے بعد آپ دیکھیں گے کہ جتنی کلاز ہم پاس کر چکے ہیں اس میں ہم نے کوئی چیز آفیسرز کی صوابدید پر نہیں چھوڑی ہے کہ وہ جو چاہیں کر دیں ، ہر چیز اس اسمبلی کی ایک ہیئت حاکمہ کی جو composition ہوگی وہ composition کرے گی۔ اور وہ کمپوزیشن کیا ہو گی ، ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ایک فنانس کمیٹی ہو گی۔ سلیبس کمیٹی ہو گی۔ آڈٹ کیسے کیا جائے گا۔ رولز بنے ہیں ، ریگولیشن کے شیڈول موجود ہیں۔ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ کوئی چیز کسی بھی آفیسر کی صوابدید پر نہیں چھوڑی ہے۔ بلکہ یہ معزز ایوان اس کے لئے دستور قوانین اور ریگولیشن وضع کرے گا۔ اس کے مطابق ہوگا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے اور سوچنے والی بات یہ ہے کہ کیا جمہوریت میں اس ادارے کے لئے یہ ممکن ہے کہ جتنے ذیلی ادارے پنجاب میں موجود ہیں خواہ وہ زراعت میں ہوں ، تعلیم میں ہوں ، صحت میں ہوں نہر میں ہوں ہر محکمے کی براہ راست کارکردگی اس ایوان میں آئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ نہ تو ایسے تقاضے ایوان پورے کر سکے گا۔ اور نہ ہی اس کی سابقہ مثالیں موجود ہیں ، نہ دنیا میں ایسا کہیں ہوتا ہے۔ ہاں اگر فاضل رکن یہ چاہیں کہ اس ایوان کے معزز اراکین کو یہ اختیار ہو کہ وہ تمام ادارے جو کہ پنجاب کی حکومت اور اس ایوان کے زیر اختیار ہیں اس میں ان کے محاسبے کا حق ہو۔ یہ بالکل حق حاصل ہے اس کا طریقہ میں بتاتا ہوں ایک تو یہ ہے کہ جب ہم نے قانون ہی وضع کر دیا تو ہم نے اختیار لے

لیا ہے اور ان کے اختیارات کو ایک دائرہ میں متعین کر لیا ہے۔ تاکہ وہ اس دائرہ سے باہر نہ جائیں، اگر وہ اس دائرہ سے باہر جاتے ہیں یا کوئی executive action ان کا غلط ہے تو یہاں پر ٹریبونل اتھارٹی کار آ سکتی ہے۔ اس کے متعلق سوال آ سکتا ہے۔ بلکہ پرسوں کے روز جو ایک سوال کوئی فاضل رکن جیسے مثلاً پچھلے ہفتہ میں بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کے سلسلہ میں سوال آیا ہے۔ کمیٹی ہائی ٹریبونل کو کوئی فاضل رکن ٹولس ڈیٹ کو پوچھا ایک کمیٹی اس سوال کے متعلق اس محکمہ پر بحث کر سکتا ہے۔ پھر وزیر تعلیم جو اس معزز ایوان کے رکن ہیں کہ اس بورڈ کے کنٹرولنگ اتھارٹی ہوں گے ان کے تمام actions کو اس ہاؤس میں under discussion لایا جا سکتا ہے۔ اس لئے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور میں مختصراً عرض کروں گا کہ ہم جیسے چلتے ہیں اس قانون کے ذریعہ سے اس معزز ایوان کی خوشی ہے جو اتھارٹی ہے اس کو پوری طرح سے exercise کیا ہے، آفیسرز کو۔ اس کمیٹی کو۔ سلیبس کو ہر چیز کو ہم define کر رہے ہیں یہاں ایک ایک چیز پر بحث ہو گی۔ اس کے بعد ان کا ہر ایکشن مختلف طریقوں سے اس ایوان میں زیر بحث لا سکتے ہیں۔ اس کا محاسبہ کیا جا سکتا ہے۔ میں اس کو welcome کرتا ہوں۔ خوش آمدید کہتا ہوں۔ یہ محاسبہ ہمیں تمام اتھاریٹیز کا کرنا چاہیئے۔ میں اس بات پر اعتراض کر رہا ہوں کہ یہ مناسب اور معقول مطالبہ نہیں ہے کہ اس بورڈ کے قانون کا قاعدے۔ کمیٹی۔ سب بنانے کے بعد بھی تمام چیزیں اس ایوان میں آئیں۔ اس مطالبہ کو میں مناسب نہیں سمجھتا ہوں، میں سمجھتا ہوں کہ جو قانون قاعدے اور ریگولیشن ہم بنا رہے ہیں۔ جو استحقاق اس ایوان کے فاضل اراکین کو حاصل ہے۔ اس کے تحت ہم مکمل اور مسلسل محاسبہ اس بورڈ کا کریں گے۔ اس میں ہر قسم کی چیزیں موجود ہیں۔ اس لئے میں نہیں سمجھتا ہوں کہ کسی معقول اور مناسب محاسبہ کا بندوبست نہ ہو۔ یا یہ ایوان یا ایوان کا کوئی فاضل رکن اس اتھارٹی کا محاسبہ نہ کر سکے گا۔ تقریر۔

Mr. Deupty Speaker : The question is :

> That in Clause 25 of the Bill, between the word "year" and the full stop appearing at the end, the words "which

shall be laid befor the Provincial Assembly of the Punjab within three months of its receipt by the Government" be inserted.

(*The motion was lost*)

Mr. Deputy Speaker : The question is :

That in Clause 25 of the Bill, between the word "year" and full stop occurring at the end of last line, the words "which shall be laid before the Provincial Assembly" be inserted.

(*The motion was lost*)

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز 25 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Clause 25 of the Bill stands adopted.

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

محترمہ ناصرہ کھوکھر : جناب سپیکر ۔ میں ایک تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتی ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ مجھے بھی ایک کاپی بھجوا دیں ۔ تاکہ میں بھی اس کو پڑھ سکوں ۔ محترمہ ناصرہ کھوکھر ۔

محترمہ ناصرہ کھوکھر : جناب سپیکر ۔ میں تحریک پیش کرتی ہوں :

کہ پنجاب پیور فوڈ بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 32 بابت 1976ء) پیش کردہ وزیر صحت پنجاب کے

بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 30 جولائی 1976ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ پنجاب پیور فوڈ بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 32 بابت 1976ء) پیش کردہ وزیر صحت پنجاب کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 30 جولائی 1976ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسودہ قانون

مسودہ قانون بورڈز آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن پنجاب مصدرہ 1975ء (جاری)

(کلاز 26)

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب کلاز نمبر 26 زیر غور ہے۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب والا ۔ میں نے کلاز نمبر 25 oppose کی تھی۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : نہیں ۔ میں نے سنا نہیں تھا۔

سید ثابش الوری : ویسے آپ کی توجہ محترمہ ناصرہ کھوکھر کی طرف مبذول ہو گئی تھی ۔ اس لئے آپ سن نہیں سکے تھے۔

جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 26 کی ذیلی ضمن (2) حذف کر دی جائے۔

Mr. Deputy Speaker : The amendment moved :

That sub-clause (2) of Clause 26 of the Bill, be deleted.

مسٹر ڈپٹی سپیکر : مسٹر انور حسین منصور -

مسٹر انور حسین منصور : جناب سپیکر - کلاز نمبر 26 اور کلاز نمبر 27 کو اگر آپ غور سے دیکھیں تو آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ یہ ایک دوسرے سے contradictory ہیں - جناب والا - میری گزارش یہ ہے کہ کلاز نمبر 26 میں یہ ہے کہ :

> 26. (2) Nothing in the Section shall be deemed to prohibit a member of a committee from receiving from the Board, remuneration in lump sum for writing, compiling or editing a book intended to be prescribed for an examination of the Board.

جناب والا - میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ ان الفاظ کا کلاز نمبر 27 سے مقابلہ کریں - انہوں نے اس کلاز کے تحت بورڈ کے ممبر کو exempt کیا ہے - اگر وہ کوئی کتاب جو کہ بورڈ ایڈیٹنگ کے لئے یا رائٹنگ کے لئے اس ممبر کے ذمہ لگائے تو انہوں نے اس کو یہاں پر lump-sum remuneration دینے کے لئے exempt کیا ہے لیکن کلاز نمبر 27 میں ہر ممبر کو prohibit کر دیا گیا ہے -

> 27. No person who has any financial interest in any book prescribed by a Board as a course of study for any examination conducted by such Board.

جناب والا - کلاز نمبر 27 میں یہ ہے کہ اگر کسی ممبر کا فینانشل انٹرسٹ ایڈیٹنگ کے لئے کمپائلنگ یا رائٹنگ آف اے بک کے لئے ہے تو وہ قطعی طور پر اس بورڈ کا ممبر نہیں ہو سکتا - لیکن کلاز نمبر 72 کی (2) میں

یہ ہے کہ اگر بورڈ کسی ممبر کو کتاب لکھنے کے لئے یا کمپائل کرنے کے لئے کہے تو وہ اس کی lump sum remuneration لے سکتا ہے۔ جناب سپیکر۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر متعلقہ کو یہ سمجھانے کی کوشش کروں گا کہ 26 اور 27 میں یہ واضح تضاد ہے اور اگر اس تضاد کو آپ دور نہیں کرتے تو میں سمجھوں گا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر۔ کیا میں اپنی تقریر کو جاری رکھوں یا پھر ان کی clarification کا انتظار کروں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر: نہیں اس میں clarification کی ضرورت نہیں ہے۔ پالٹنگ اور ایلیٹنگ یہ سب مختلف چیزیں ہیں۔

مسٹر نذر حسین منصور: تو جناب والا۔ وہ پھر اس چیز کو prohibit کر دیں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر: ان کی اس سلسلے میں وضاحت آ جائے گی۔ بہرحال یہ میرا اپنا خیال ہے۔

مسٹر نذر حسین منصور: بہرحال سب سے پہلے یہ بات تھی کہ کلاز نمبر 26 اور کلاز نمبر 27 میں یہ تضاد دور کیا جانا چاہئے۔ میرے خیال میں یہ بہت بڑا تضاد ہے۔ اگر ہم کلاز نمبر 26 کو جائز اور صحیح سمجھتے ہیں تو پھر اس کی روشنی میں کلاز نمبر 27 کا کوئی معنی نہیں رہتا بلکہ یہ بہت بڑا تضاد ہے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب۔ کیا آپ اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

وزیر خزانہ: جناب والا۔ وہ پہلے اپنی تقریر ختم کر لیں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں تو جو انہوں نے بات کہنی تھی وہ کہہ دی ہے۔

مسٹر نذر حسین منصور: نہیں جناب والا۔ میرا ابھی دوسرا پوائنٹ باقی ہے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : تو پھر اب آپ دوسرا پوائنٹ سوچ رہے ہوں گے ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب والا ۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ جہاں تک کلاز نمبر 26 کا تعلق ہے اس میں یہ لکھا ہے کہ کوئی بھی بورڈ کا آدمی فیڈالشل انٹرسٹ نہیں رکھ سکتا ۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ بورڈ کی کارکردگی کے لئے اور اس میں سودمند نتائج پیدا کرنے کے لئے یہ کلاز سودمند نہیں ہو سکتی بلکہ اگر وہ افراد بورڈ کے لئے کمپالنگ ایڈیٹنگ یا رائٹنگ کا کام کرنا چاہتے ہیں اور ان کے علاوہ اور لوگ اگرچہ وہ بورڈ کے ممبرز بھی ہیں اور اگر وہ بورڈ کے مفاد میں یا امتحانات کے لئے کوئی بہتر قسم کا کام کرنا چاہتے ہیں یا کوئی بھی تجویز دینا چاہتے ہیں یا بورڈ کے مفاد میں اپنا کچھ وقت خرچ کرنا چاہتے ہیں تو میں یہ گزارش کروں گا کہ ان کے لئے معاوضہ کی گنجائش اس کلاز کے تحت ہونی چاہئے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب والا ۔ بل کی ضمن 26 میں بورڈ کے ارکان کو مالی منفعت کے حصول کی ممانعت کی گئی ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ بورڈ کا کوئی بھی رکن بورڈ کے سرمائے سے کسی بھی حیثیت میں کوئی جنس یا دیگر معاوضہ وصول نہیں کر سکے گا ۔ اور بورڈ سے متعلقہ امور کے سلسلے میں براہ راست یا کسی دیگر شخص کی معرفت وہ بورڈ کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں کر سکے گا اور اس کی تحتی ضمن میں کہا گیا ہے کہ دفعہ ہذا میں مذکور کسی امر سے یہ متصور نہیں ہوگا کہ اس کو کسی مجلس کے کسی رکن کو بورڈ کے کسی امتحان کے لئے منظور کی جانے والی کتاب تصنیف یا مرتب کرنے کے لئے بورڈ سے معاوضہ کی رقم یک مشت حاصل کرنے کی ممانعت کر دی گئی ہے ۔ جناب والا ۔ اس میں واضح طور پر پہلے حصے میں یہ کہا گیا ہے کہ بورڈ کا کوئی رکن مالی منفعت کا کوئی کام نہیں کر سکے گا ۔ لیکن اس کی تحتی ضمن 2 میں یہ گنجائش رکھی گئی ہے کہ اگر کوئی رکن کسی کتاب کی تصنیف و تالیف کے سلسلے یک مشت رقم وصول کرنا چاہے تو اس پر پابندی عائد نہیں ہوگی ۔ ایک تو یہ استثنیٰ ہی اس بنیادی مقصد کو فوت کر دیتا ہے جس کا اظہار ضمن 26 کے پہلے حصے میں کیا گیا ہے ۔ پھر یہی نہیں ہے بلکہ ضمن 27 میں رکنیت پر پابندی کے عنوان سے کسی

استثنیٰ کے بغیر واضح طور پہ کہا گیا ہے کہ کوئی ایسا شخص جو بورڈ کے لئے کتاب تصنیف و تالیف کرے گا یا کسی اور منفعت میں براہ راست یا بالواسطہ طور پر شریک ہوگا وہ بھی اس کی رکنیت کا نااہل ہوگا ۔ میں نہیں سمجھتا کہ جب یہ غیر مشروط ممانعت ضمن 27 کے تحت موجود ہے اور خود ضمن 26 کے پہلے حصے میں اس قسم کی منفعت کی شدید ممانعت کر دی گئی ہے تو پھر تحتی ضمن (2) کے تحت یہ گنجائش کیوں رکھی گئی ہے کہ کوئی بھی رکن اپنی تصنیف و تالیف کے سلسلے میں یک مشت رقم حاصل کرنے کا مجاز ہوگا ۔ یہ ایک بڑا واضح تضاد ہے اور ایک بڑی نمایاں دو عملی ہے جو دو برابر کی ضمن میں ایک ساتھ موجود ہے بلکہ ایک ہی ضمن میں غیر معمولی طور پر نمایاں ہو کر یہ تضاد ہمارے سامنے آ گیا ہے کہ حکومت یک سالس میں ہر قسم کی منفعت کی ممانعت کر رہی ہے اور دوسرے سانس میں اپنے ارکان کو یعنی ارکان بورڈ کو یہ اجازت دے رہی ہے کہ وہ کوئی بھی کتاب منظور کرا کر اس کی یک مشت رقم حاصل کر سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ ایسا تضاد ہے جس کی وضاحت جب تک نہ کر دی جائے کم از کم ہم اسے قبول نہیں کر سکتے ۔ اس لئے میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ ضمن 26 کی تحتی ضمن (2) کو حذف کر دیا جائے ۔ جناب سپیکر ۔ بورڈ کے کسی مجلس کے کسی رکن کے لئے یہ استثنیٰ رکھا گیا ہے کہ یہ بورڈ سے معاوضے کی رقم یک مشت حاصل کر سکے گا ۔ جناب والا ۔ اگر ہم نے اس ضمن کو موجودہ شکل میں منظور کر لیا تو یہ تضاد اور حکومت کی اپنی ہی پالیسی کی نفی کا شاہکار ہوگا اس لئے آپ کے توسط سے جناب سینئر منسٹر صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اس کی وضاحت فرمائیں ۔ اور اگر یہ کسی وجہ سے سہواً ایسا ہو گیا ہے تو وہ ہماری ترمیم کو قبول کر لیں تاکہ اس کا تضاد بھی دور ہو سکے اور یہ اگلی کلاز نمبر 27 سے متصادم بھی نہ رہے ۔ شکریہ ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ اس کی وضاحت کی ضرورت محسوس کرتے ہیں ؟

وزیر خزانہ : جی ہاں ۔ جناب والا ۔ جو اعتراض کیا گیا یہ درست نہیں ہے کیونکہ نہ دونوں ضمنات میں تضاد ہے اور نہ ہی دو عملی ہے بلکہ اصل یہ ہے کہ ان میں ایک fine distinction ہے ۔ مثلاً پہلی جو ضمن 25 کی تحتی کلاز (2) ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ بورڈ کے جو اراکین ہیں ان کی

ممبر شپ کو دیکھیں تو اس میں بہت سے لوگ ہوں گے جو محکمہ تعلیم سے منسلک ہیں جیسے پروفیسرز ہیں اور پڑھانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ تو کوئی کتاب لکھنے کے لئے یا کسی کتاب کو compile کرنے کے لئے یا ایڈٹ کرنے کے لئے یا اور کوئی کام بورڈ ان کے سپرد کر سکتا ہے۔ تو یہ ایک لمیٹڈ چیز تھی۔ لیکن ضمن نمبر 27 میں General Financial interest کی بات ہے کہ کوئی پبلیشر بورڈ کا ممبر نہیں بن سکتا۔ مثلاً جس کی کتاب اگر بورڈ میں ہو یا کوئی ایسا آدمی جو اس بورڈ کو سٹیشنری سپلائی کرتا ہو یا کوئی اور چیزیں سپلائی کرتا ہو۔ اس لئے دونوں میں بڑا واضح فرق ہے۔ بلکہ اگر پہلی بات نہ رکھی جائے تو یہ بڑا ظلم ہوگا کہ ایک طرف تو کہا جائے کہ بورڈ کے ممبر بہت اونچے ماہر تعلیم ہونے چاہئیں اور دوسری ہم اس ماہر تعلیم کو یہ سزا دیں کہ چونکہ آپ ماہر تعلیم تھے اس لئے ہم نے آپ کو بورڈ کا ممبر تو رکھ لیا لیکن اب آپ کی مہارت سے ہم کتابیں نہیں لکھوائیں گے۔ کتابیں ہم اب غیر ماہر تعلیم سے لکھوائیں گے جن کو ہم بورڈ کا ممبر بننے کا مستحق نہیں سمجھتے۔ تو جناب والا۔ دونوں میں فرق ہے اس لئے مجھے دونوں کلازوں میں کوئی تضاد نظر نہیں آتا بلکہ اس ماہر تعلیم کی مہارت سے فائدہ اٹھانے کے لئے یہ تحفظی ضمن (2) رکھی گئی ہے جس کو ہم نے اس بنا پر بورڈ کا ممبر رکھا۔۔۔ بہت شکریہ جناب۔

Mr. Deputy Speaker : The question is :

That sub-clause (2) of Clause 26 of the Bill, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Deputy Speaker : The question is :

That Clause 26 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Clause 27)

Mr. Deputy Speaker : The question is :

That Clause 27 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Clause 28)

Mr. Deputy Speaker : Clause 28. Amendment No. 61

Syed Tabish Alwari : I don't move this amendment.

Mr. Deputy Speaker : The amendmentis not moved.

The question is :

> That Clause 28 do stand part of the Bill.

(*The motion was carried*)

(Clause 29)

Mr. Deputy Speaker : Clause 29. Amendment No. 63.

سید تابش الوری : جناب والا ! میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون کی ضمن 29 کی سطر 2 میں وارد ہونے والے الفاظ "اعتراض نہیں اٹھایا جائے گا" کی بجائے الفاظ "اعتراض اٹھایا جا سکے گا" ثبت کئے جائیں ۔

Mr. Deputy Speaker : Instead of No. 62, you have read out amendment No. 63. Therefore, amendment No. 62 lapses.

The motion is :

> That in Clause 29, of the Bill, for the word "No" occurring in line 1, the word "An" be substituted ; and in this clause as so amended, for the word "shall" occurring in line 2, at the end, the word, "may" be substituted.

Minister for Finance : Opposed.

Mr. Deputy Speaker : Amendment No. 64.

سید تابش الوری : جناب والا ! میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :-

کہ مسودہ قانون کی ضمن 29 کی پہلی سطر میں وارد ہونے والے الفاظ "کی مطابقت میں" کی بجائے الفاظ "کے بموجب" ثبت کئے جائیں ۔

Mr. Deputy Speaker : The motion is :

That in Clause 29 of the Bill, for the words "in pursuance of", occurring in line 2 the words "in accordance with" be substituted.

Minister for Finance : Opposed.

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر ! اس کلاز کے تحت بورڈ کے کسی آرڈر کو جو بورڈ اپنے فرائض منصبی ادا کرنے کے لئے کرے وہ کسی عدالت میں چیلنج نہیں کر سکے گا ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک قانون کی بالا دستی کا تعلق ہے وہ ہر فرد پر لاگو ہے اور قانون کی روشنی میں جو ادارے ہیں اور جو ان کے عمال ہیں ان کے تحت نتائج مرتب کرتے ہیں تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ کلاز 29 میں یہ کہا گیا ہے "Shall not be called in question in any Court" اس پروویژن کے رکھنے سے حکومت نے کونسا بڑا کارنامہ انجام دینا ہو گا ۔ بورڈ کے کوئی ultravires mala-fide حکم یا فعل کو عدالت میں چیلنج کیا جانا چاہئے تاکہ وہ عدالت اپنی قانونی رائے دے یا قانون کے تحت اپنا فیصلہ صادر کرے میں سمجھتا ہوں کہ اس طریقے سے جہاں ایک طرف تو ہم قانون کی بالا دستی کا دعویٰ کرتے ہیں اس میں حق بجانب ثابت ہو سکیں گے ۔ اور دوسری طرف بورڈ کے حق میں یہ بات جاتی ہے کہ بورڈ قانون کے تحت اپنا کام کریں کیونکہ کوئی حکم یا کوئی ایکٹ قانون سے بالا تر نہیں یا قانون سے خلاف نہیں ہے ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کلاز کو خاص طور پر رکھ کر حکومت نے اپنی رواداری اور جمہوریت پسندی کے خلاف قدم اٹھایا ہے ۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ کلاز بالکل حذف کر دی جائے ۔ اگر یہ نہیں کیا جا سکتا ہے تو اس میں "shall" کا لفظ ہے اس میں obligation ہے اور بورڈ کے کسی حکم کو کسی عدالت میں

چیلنج کرنا ممنوع قرار دیا ہے یہ نہیں ہونا چاہئے ۔ اس طریقے سے یہ کلاز رکھی گئی تو میں سمجھتا ہوں کہ بورڈ کی کوئی کارروائی یا کوئی حکم خواہ وہ غلط ہو یا صحیح ہو اس میں کسی قسم کی کوئی پروٹیکشن نہیں جس کے تحت اس کا محاسبہ ہو سکے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس کا قطعاً کوئی فائدہ نہیں ہے اس کو حذف کر دیا جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! بل کی کلاز 29 میں کہا گیا ہے کہ بورڈ کی طرف سے کئے گئے کام ۔ کسی جاری کردہ حکم یا انجام دی گئی کارروائی پر کسی عدالت میں اعتراض نہیں اٹھایا جائے گا یہ ضمن ایک خطرناک پابندی کی حیثیت رکھتی ہے اور حکومت کے ان تمام دعووں کی نفی کرتی ہے جن میں وہ عدل و انصاف کی پاسداری اور عدالتوں کے احترام اور بالا دستی کے دعوے کیا کرتے ہیں ۔ اس ضمن کے تحت لوگوں کو اس حق سے یکسر محروم کیا جا رہا ہے ۔ اگر عدالت کوئی غیر منصفانہ کارروائی کرے کوئی غیر منصفانہ حکم جاری فرمائے ۔ کسی قسم کی حق تلفی کا ارتکاب کرے تو اسے کسی عدالت میں اعتراض اٹھانے کا اختیار نہیں ہوگا ۔ جناب والا ۔ یہ نہ صرف بنیادی حقوق پر براہ راست حملہ ہے ۔ نہ صرف دستور کے استحقاق پر ایک وار ہے ۔ نہ صرف انفرادی اور اجتماعی مفادات کی نفی ہے بلکہ عدل و انصاف کی اس بنیادی روح کو کچلنے کے مترادف ہے جس کی بنیاد اور اساس پر عدل و انصاف کی قصر تعمیر ہوتے ہیں ۔ جناب والا ۔ اگر آپ عدالتوں کے دروازے بند کرتے چلے جائیں گے اور انصاف کو حاصل کرنے کی سہولتوں کا خاتمہ کر دیں گے تو کس منہ سے اس سماج کو قوم کو مملکت کو مہذب جمہوری معاشرہ اور مملکت کا نام دے سکیں گے ۔ آخر یہ کیا وجہ ہے کہ آپ اپنی ہی عدالتوں سے گریزاں اور خوف زدہ ہیں ۔ اپنی ہی عدالتوں کے دروازے عوام پر بند کرنے پر اس قدر مصر ہیں ۔ مختلف قوانین میں اب موجودہ حکومت نے مستقلاً اپنا رویہ اپنا لیا ہے کہ وہ عدالتوں کے اختیارات زیادہ سے زیادہ محدود کر رہی ہے ۔ اس کو دستور نے یہ حکم دیا تھا کہ عدلیہ اور انتظامیہ کی علیحدگی کے ساتھ عدلیہ کو زیادہ با اختیار اور زیادہ پاور بنانے کی کوشش کی جائے لیکن اس نے دستوری حکم پر عمل نہیں کیا بلکہ اس

عدالتوں کو جو جزوی طور پر ایک خاص سطح پر انتظامیہ کے تحت کام کرتی ہیں انہیں بھی بے اختیار کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا ہے ۔ آخر اس قانون سازی کے ذریعے آپ کیا چاہتے ہیں کہ بورڈ کے عمال قانون اور انصاف کی دھجیاں بکھیرتے رہیں اور ان کا احتساب کرنے والا کوئی نہ ہو ۔ کوئی ان کے غلط فیصلوں کو صحیح کرنے کے لئے اپنے اختیار کو استعمال نہ کر سکے ۔ میری ذاتی معلومات کے مطابق اب بھی مختلف اداروں میں بلکہ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ میں بعض مواقع پر ایسی دھاندلیاں ہوئی ہیں ایسی بد عنوانیاں ہوئی ہیں جن کے ازالے کے لئے بالا آخر لوگوں کو عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹانے پڑے ہیں ۔ اور وہیں سے انہیں انصاف کی کوئی صورت مل سکی ہے ۔

جناب والا ! ایسے واقعات اب معمول بن رہے ہیں کہ طلبہ اور طالبات کے امتحانی پرچے تبدیل ہو گئے ۔ ان کے نمبروں میں آمرانہ طور پر کسی اخلاقی اور قانونی جواز کے بغیر اضافہ اور ترمیم کر دی گئی ۔ اول کو سوم بنا دیا گیا اور سوم کو اول قرار دے دیا گیا اور بالآخر ایسے لوگوں کو ان غیر منصفانہ کارروائیوں کے خلاف عدالتوں سے رجوع کرنا پڑا ۔ اگرچہ عدالتوں میں بھی انصاف تاخیر سے ملتا ہے ۔ چونکہ کام کی زیادتی کے باعث اور طریق کار کے گنجلک ہونے کی وجہ سے فوری انصاف ہمارے صوبے کا ابھی تک مقدر نہیں ہو سکا ۔ لیکن آپ تو سرے سے اس ٹہنی ہی کو کاٹ دینا چاہتے ہیں جو کسی وقت ثمر آور ہو سکتی ہے ۔ اس درخت ہی کو اکھاڑ پھینکنا چاہتے ہیں جو کسی لمحے سر سبز و شاداب ہو سکتا ہے ۔ اور انصاف و عدل کے ان مروجہ طریقوں اور اصولوں کو خیر باد کہہ رہے ہیں جو مہذب معاشروں کا نشان ہوا کرتے ہیں ۔ اگر ہم نے قانون اور عدل کے تحت عدالتوں کے راستے بند کر دئے ۔ پھر صرف ایک راستہ کھلا رہ جائے گا اور وہ لاقانونیت اور بد عنوانی کا راستہ ہوگا ۔ وہ رشوت اور اقربا نوازی کا راستہ ہو گا ۔ وہ دھونس اور دباؤ کا راستہ ہوگا ۔ وہ طاقت اور قوت کا راستہ ہو گا ۔ جس میں وہی کامیاب ہوگا جو سب سے زیادہ با اثر ہو گا ، جو سب سے زیادہ قانون دشمن ہو گا ، جو سب سے زیادہ بد عنوان اور راشی ہو گا ۔ اس لئے اگر آپ معاشرے میں اصلاح احوال کی حقیقی صورت پیدا کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو دستور ، قانون اور مروجہ اصول و روایات کے مطابق اس صوبے

میں عدلیہ کی بالا دستی کو قائم رکھنا ہوگا اور لوگوں میں یہ تاثر عام کرنا ہو گا کہ ان کے ساتھ کی جانے والی ہر ناانصافی اور ہر حق تلفی کے خلاف عدالتوں میں انصاف کی سہولتیں ایمان داری اور غیر جانب داری کے ساتھ موجود ہوں گی ۔ میں نہیں سمجھتا کہ جناب وزیر موصوف اس قسم کی ظالمانہ ضمن کے جواز میں کیا دلیل پیش کر سکتے ہیں ۔ اس قسم کے عدلیہ کے اختیار کو محدود کرنے کے قانون کو کس طرح سراہ سکتے ہیں اور فخر محسوس کر سکتے ہیں ۔ جناب والا ! حکمران پارٹی اپنی غیر معمولی اکثریت کے زعم میں ممکن ہے ، اس غیر منصفانہ کلاز کو بھی منظور کرنے میں تامل نہ کرے ۔ لیکن انہیں اپنے اس قومی جرم کے ارتکاب کے لئے مستقبل کے مورخ کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا ۔ کیونکہ کوئی انصاف پسند مورخ اس بات کی حمایت نہیں کر سکے گا کہ اس ایوان نے عدلیہ کے اختیارات کو محدود کرنے کے لئے قانون سازی میں حصہ لیا تھا اور عوام کو عدل و انصاف کی عمومی سہولتوں سے محروم کرنے کا فیصلہ صادر فرمایا تھا ۔ اگر آپ دنیا کی مہذب قوموں اور جمہوری ممالک کی روایات و اقدار کو درخور اعتنا نہیں سمجھتے تو کم از کم اپنے عوام کے اس احتساب کو تو اپنے پیش نظر رکھیے جو وقت آنے پر آپ کی ان مجرمانہ غفلتوں ، کوتاہیوں اور ظالمانہ قوانین کے لئے جواب طلب کرے گا ۔ اور عوام کی عدالت آپ کے ان قانونی اور قومی جرائم کے سلسلے میں آپ کے لئے سنگین سزائیں تجویز کرے گی ۔

ان الفاظ کے ساتھ میں اس ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ اس غیر منصفانہ اور غیر جمہوری کلاز کو نا منظور کر دیا جائے ۔ یا اس میں میری پیش کردہ ترامیم منظور کر لی جائیں تاکہ عوام کو جن کی نمائندگی کے آپ دعوے دار ہیں ، انصاف کے دروازوں پر دستک دینے کی آزادی حاصل رہے اگر آپ نے ان کی یہ آزادی چھین لی تو مستقبل میں وہ آپ سے اپنی نمائندگی کا حق چھیننے میں حق بجانب ہوں گے ۔

Mr. Deputy Speaker : The question before the House is ;

> That in Clause 29 of the Bill, for the word "No" occuring in line 1, the word "An" be substituted ; and in this

Clause as so amended, for the word "shall" occurring in line 2, at the end the word "may" be substituted.

(*The motion was lost*)

Mr. Deputy Speaker : The question before the House is :

That in Clause 29 of the Bill, for the words, "in pursuance of" occuring in line 2, the word "in accordance with" be substituted.

(*The motion was lost*)

وزیر خزانہ : جناب والا ! اگر آپ اجازت دیں تو میں وضاحت کرنا چاہتا تھا کہ کلاز 29 کے ذریعے بورڈ کی اپنی نارمل functioning کے لئے جو خاص قسم کی functioning ہے ، مثلاً امتحان لینا ، سیکریسی maintain کرنا ، date متعین کرنا ، ان چیزوں کو صرف دفاع دینا مقصود ہے اور قانون کے مدعا میں خود لکھا ہے :

"In pursuance of the provisions of this Act"

جناب والا ! آپ خود قابل قانون دان ہیں ۔ malafide کوئی ایکشن ہو گا ، یا ultra vires ہوگا تو پھر حال کورٹس کو اس میں اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے اقتدار اعلیٰ کو ایکسر سائز کریں ۔ کلاز 29 میں مقصود صرف یہ ہے کہ بورڈ کے جو خصوصی functions ہیں امتحان لینا ، secrecy maintain کرنا ، date مقرر کرنا ، ان میں اس قسم کی رکاوٹ نہ ہو کہ بورڈ کا فنکشن ہی رک جائے ۔ بہت شکریہ جناب والا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب بل کی کلاز 29 ایوان کے سامنے ہے :

سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز 29 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 30)

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب بل کی کلاز 30 ایوان کے سامنے ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز 30 بل کا حصہ بنے ۔

(ترمیم منظور کی گئی)

(کلاز 31)

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب بل کی کلاز 31 ایوان کے سامنے ہے ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب والا میں یہ ترمیم پیش نہیں کرنا چاہتا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ نے یہ ترمیم واپس لے لی ہے ۔ مسٹر نذر حسین منصور آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور : اس میں بڑی ضروری بات ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ نے ایسے ہی کہہ دیا ہے سید صاحب کی ترمیم تھی انہوں نے واپس لے لی ہے ۔ آپ نے ضرور تقریر کرنی ہے ؟

مسٹر نذر حسین منصور : تقریر کی بات نہیں ہے میں نے اس کے نقائص بیان کرنے ہیں ۔ جناب سپیکر ۔ اس کلاز کے تحت یہ کہا گیا ہے کہ کنٹرولنگ اتھارٹی ، گورنمنٹ کوئی کمیٹی یا بورڈ کے کسی ممبر کے خلاف کوئی کیس نہیں ہو سکتا ۔ کوئی لیگل پروسیڈنگ کوئی قانونی کارروائی نہیں ہو سکتی ۔ صرف اس وجہ سے کہ

"In the pursuance of the provisions of this Act"

میں یہ عرض کروں گا کہ جس طریقے سے کلاز 29 پاس کی گئی ہے اس طریقے سے اگر اس کلاز 31 کو پاس کر دیا گیا تو جہاں ہم رکھتے ہیں کہ ہمارے بہت سے اداروں کی کارکردگی اچھی نہیں ہے ۔ ملازمین اور افسران

اپنے فرائض منصبی ادا کرنے میں وہ معیار پیدا نہیں کرتے جس کی ہم ان سے توقع کرتے ہیں تو کلاز 31 صاف طور پر بورڈ کے کسی ممبر کنٹرولنگ اتھارٹی یا بورڈ کے کسی ممبر یا بورڈ کے تحت دوسرے ادارے جو ہوں گے اور ان کے جو ملازمین ہوں گے یا آفیسر ہوں گے ان کو پورے طور پر یہ کلاز تحفظ دیتی ہے کہ وہ خلاف قانون کام کریں - لیکن اس کے لئے مقدمہ یا قانونی چارہ جوئی نہیں کی جا سکتی - میں یہ عرض کروں گا کہ یہ اس کلاز کو حذف کیا جائے ورنہ اس کی موجودگی میں بورڈ وہ بہترین قسم کے نتائج مرتب نہیں کر سکتا - دوسرے الفاظ میں میں یہ کہوں گا کہ آپ افسران کو ملازمین کو خواہ وہ کام کریں یا نہ کریں ان کو protect کرتے ہیں میں کسی کیس سے یا کسی لیگل پروسیڈنگ سے آپ کی یہ منطق سمجھنے سے قاصر ہوں - ان گزارشات کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ اس کلاز کو حذف کیا جائے تاکہ کوئی افسر کوئی ماتحت کنٹرولنگ اتھارٹی یا بورڈ کا کوئی بھی ممبر ہو وہ اس کلاز کی protection لیتا ہوا کسی بددیانتی سے اپنا کام انجام نہ دے جیسا کہ پہلے آپ نے کسی کارروائی کو کلاز 29 کے تحت protect کیا ہے اور کلاز 31 کے تحت جو اس کو مزید protect کر رہے ہیں - آپ ان کے کسی ذاتی عمل پر یا ادارے کے مجموعی عمل پر محاسبہ نہیں رکھ رہے لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ قانون کو بھی آپ مداخلت نہیں کرنے دیتے - میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کی یہ قانون سازی ان کے لئے سخت بدنامی کا باعث ہے - اس لئے گزارش یہ ہے کہ کلاز 31 کو حذف کیا جانا چاہئے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب سوال یہ ہے -

کہ کلاز 31 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 32)

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب بل کی کلاز 32 زیر غور ہے - سید قابش الوری - آپ چھوڑ دیں بیگم صاحب کی ترمیم پیش ہو لینے دیں - بیگم ریحانہ سرور -

Begum Rehana Sarwar : Sir, I move the amendment ;

That for Clause 32 of the Bill, the following be substituted, namely :-

32. Notwithstanding anything to the contrary contained in this Act, the regulations set out in the Schedule shall be deemed, to be the first regulations framed by the Board under section 20 of this Act.

Mr. Deputy Speaker : The amendment moved, the question is :

That for Clause 32 of the Bill, the following be substituted, namely :

32. Notwithstanding anything to the contrary contained in this Act, the regulations set out in the Schedule shall be deemed to be the first regulations framed by the Board under section 20 of this Act.

(The motion was carried)

(Clause 33)

Mr. Deputy speaker : Clause 33 is under consideration. Amendment No. 71.

سید قابش الوری : سید صاحب آپ کی یہ ترمیم اب پیش نہیں ہو سکتی اس کو چھوڑیں بیگم ریحانہ سرور ۔

Begum Rehana Sarwar : Sir, I move the amendment :

That in sub-clause (1) of Clause 33 of the Bill, the words "by nomination or election of members" occurring in lines 2-3, be deleted.

Mr. Deputy Speaker: The amendment moved, the question is :

> That in sub-clause (1) of Clause 33 of the Bill, the words "by nomination or election of members" occurring in lines 2-3, be deleted.

(*The motion was carried*)

Mr. Deputy Speaker : Amendment No. 74, by Begum Rehana Sarwar.

Begum Rehana Sarwar : I move the amendment :

> That for sub-clause (2) of Clause 33 of the Bill, the following be substituted, namely :-
>
> (2) A Board shall exercise all powers and perform all duties of the Committees of a Board till such times as the Committees are constituted.

Mr. Deputy Speaker : Amendment moved and the question is :

> That for sub-clause (2) of Clause 33 of the Bill, the following be substituted, namely :
>
> (2) A Board shall exercise all powers and perform all duties of the Committees of a Board till such time as the Committees are constituted.

(*The motion was carried*)

سید قابل الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 33 کی تحتی ضمن (1) کے بعد مندرجہ ذیل جملہ شرطیہ ازداد کیا جائے :۔

مگر شرط یہ ہے کہ دفعہ 5 کے تحت بورڈ کی تشکیل 6 ماہ کے اندر مکمل ہو جائے۔

Mr. Deputy Speaker : The amendment moved is :

That in sub-clause (1) of Clause 33 of the Bill, the full-stop appearing at the end of line 5, be replaced by a colon and the following proviso be added thereafter, namely :-

Provided the constitution of a Board under section 5 shall be completed within six months.

Minsiter For Law : Opposed.

Mr. Deputy Speaker : The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 33 of the Bill, the full stop appearing at the end of line 5, be replaced by a colon and the following Proviso be added thereafter, namely :-

Provided the constitution of a Board under section 5 shall be completed within six months.

(The motion was lost)

اب کلاز نمبر 33 ایوان میں منظوری کیلئے پیش ہے۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 33 بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 34)

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب کلاز نمبر 34 زیر غور ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : میں ترمیم پیش نہیں کرتا۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 34 بل کا حصہ بنے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 35)

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب کلاز نمبر 35 زیر غور ہے۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 35 بل کا حصہ بنے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 36)

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب کلاز نمبر 36 زیر غور ہے۔

وزیر خزانہ : جناب والا۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔

سید تابش الوری : جناب والا۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں۔

کہ مسودہ قانون کی ضمن 36 حذف کر دی جائے۔

Mr. Deputy Speaker : The amendment moved and the question is :

That Clause 36 of the Bill, be deleted.

(*he motion was carried*)

(شیڈول)

Mr. Deputy Speaker : Now, the Schedule of the Bill is under consideration. Amendment No. 78 is not pressed. Now we take up No. 79. Begum Rehana Sarwar.

Begum Rehana Sarwar : Sir, I move :

> That in Regulation No. 1, of the Schedule, ...
>
> (i) in sub-para (i), after the semi-colon appearing at the end, the word "and" be added ; and
>
> (ii) the sub-paras (ii) and (iii) be deleted; and the existing para (iv) be re-numbered as sub-para (ii).

Mr. Deputy Speaker : Amendment moved and the question is :

> That in Regulation No. 1, of the Schedule,.....
>
> (i) in sub-para (i), after the semi-colon appearing at the end, the word "and" be added ; and
>
> (ii) the sub-paras (ii) and (iii) be deleted; and the existing para (iv) be re-numbered as sub-para (ii).

(The motion was carried)

(*Regulation No. 2*)

سید تابش الوری : جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ گوشوارہ کے ضابطہ 2 کی تحتی ضابطہ (4) کی سطر تین چار میں وارد ہونے والے الفاظ "چیئرمین کی منظوری کے بغیر کوئی بھی امر ایسے ایجنڈے میں شامل نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اسے اجلاس میں زیر غور لایا جائے گا" حذف کر دیے جائیں ۔

Mr. Deputy Speaker : The amendment moved :

That in sub-regulation (4) of Regulation 2 of the Schedule to the Bill the words "and no item shall be placed on such agenda or be considered in the meeting without the previous permission of the Chairman" occuring in lines 6-8, be deleted.

سید تابش الوری : جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ گوشوارے کے ضابطہ 2 کے تحتی ضمن (7) کی سطر دو میں وارد ہونے والے الفاظ "یا بورڈ کی طرف سے منظور شدہ بنک" حذف کر دیے جائیں ۔

Mr. Deputy Speaker : The amendment moved is :-

That in sub-regulation (7) of Regulation 2 of the Schedule to the Bill, the words "or a bank approved by the Board" occurring in line 4 be deleted.

سید تابش الوری : جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں ۔

کہ گوشوارے کے ضابطہ 2 کا تحتی ضابطہ (10) حذف کر دیا جائے ۔

Mr. Deputy Speaker : The amendment moved is :-

That sub-regulation (10) of Regulation 2 of the Schedule to the Bill, be deleted.

Begum Rehana Sarwar.

(*Regulation No.* 4)

Begum Rehana Sarwar : Sir, I move :-

That in sub-regulation (1) of Regulation 4 of the Schedule to the Bill, in para (v) for the opening word "Regional" the word "Divisional" be substituted.

Mr. Deputy Speaker : The amendment moved is :

Taht in sub-regulation (1) of Regulation 4 of the Schedule to the Bill, in para (v), for the opening word "Regional" the word "Divisional" be substituted.
Begum Rehana Sarwar;

Begum Dehana Sarwar: Sir, I move:-

That in sub-regulation (1) of Regulation 4 of the Schedule to the Bill, in para (vii), for the opening word "Director" the words "Deptuty Director" be substituted.

Mr. Deputy Speaker: The amendment moved is :-

That in sub-regulation (1) of Regulation 4 of the Schedule to

the Bill, in para (vii), for the opening word "Director" the words "Deputy Director" be substituted.

Begum Rehana Sarwar.

Begum Rehana Sarwar: Sir, I move :-

That after sub-regulation (5) of Regulation 4 of the Schedule to the Bill, the following new sub-regulation (6) be added, namely :-

(6) The Chairmanship of the Joint Academic Committee shall rotatae among the Chairmen of the Boards in alphabetical order for a term of one year.

Mr. Deputy Speaker: Sir, The amendment moved is :-

That after sub-regulation (5) of Regulation 4 of Schedule to the Bill, the following new sub-regulation (6) be added, namely :-

(6) The Chairmanship of the Joint Academic Committee shall rotate among the Chairmen of the Boards in alphabetical order for a term one year..

Mr. Deputy Speaker : Now, the question before the House is :-

That in sub-regulation (1) of Regulation 4 of the Schedule to the

Bill, in para (v), for the opening word "Regional" the word "Divisional" be substituted.

(*The motion was carried*)

Mr. Deputy Speaker : The question is :-

That in sub-regulation (1) of Regulation 4 of the Schedule to the Bill, in para (vii), for the opening word "Director" the words "Deputy Director" be substituted.

(*The motion was carried*)

Mr. Deputy Speaker :- The question is :-

That after sub-regulation (5) of Regulation 4 of the Schedule to the Bill, the following new sub-regulation (6) be added, namely :-

(6) The Chairmanship of the Joint Academic Committee shall rotate among the Chairmen of the Boards in alphabetical order for a term of one year.

(*The motion was carried*)

Mr. Deputy Speaker : Now, your amendment become infructuous Syed Tahish Alwari.

شاہ صاحب آپ کی ترامیم کو چھوڑ دیتے ہیں ٹائم دس منٹ رہ گئے ہیں۔

سید تابش الوری : جناب والا ۔ میں نے یہ عرض کیا ہے کہ میری ان

ترامیم کا ان ترامیم سے کوئی تعلق نہیں ہے جو محترمہ رعنا سرور نے پیش کی ہیں ان کی ترامیم مختلف نوعیت کی ہیں اور میری ترامیم بالکل مختلف نوعیت کی ہیں ۔ میں اس میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہوں گا اور صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ تمام اداروں میں یہ طریقہ کار رائج ہے کہ ایجنڈا چیئرمین اور سیکرٹری مرتب کرتے ہیں اور کوئی بھی ایسا امر جو بورڈ یا وہ ادارہ زیر غور لانا چاہے تو وہ فوری طور پر بھی زیر غور لا سکتا ہے لیکن اس گوشوارے میں اس گنجائش کو ختم کر دیا گیا ہے اور چیئرمین کو یہ آئین اختیار دے دیا گیا ہے کہ وہ صرف جس آئٹم کو ضروری سمجھے اسے ہی ایجنڈے پر لایا جا سکے گا اور کوئی آئٹم چاہے پورا بورڈ اس کے لئے اصرار کرے چیئرمین کی منظوری کے بغیر اسے پیش نہیں کیا جا سکے گا ۔ اس لئے ہم نے چیئرمین کے اس غیر معمولی اختیار کو ختم کرنے کے لئے اپنی ترمیم کے ذریعہ سے یہ گزارش کی ہے کہ چیئرمین کو انہیں روائتی اختیارات کا حامل سمجھا جا سکتا ہے جو کہ مختلف اداروں کے چیئرمین ہوا کرتے ہیں ، اور انہیں یہ اختیار نہ ہو کہ وہ بورڈ کے ارکان کی مرضی کے خلاف یا اس سے متصادم ہو کر اپنی من مانی کارروائی کے طور پر ایجنڈے کی ترتیب کرے ۔ اس لئے ہم اپنی ترمیم کے ذریعہ یہ اصرار کرتے ہیں کہ چیئرمین کا یہ اختیار حذف کر دیا جائے کہ اس کی منظوری سے کوئی آئٹم ایجنڈے پر آ سکتا ہے ۔ شکریہ ۔

Mr. Deputy Speaker : The question before the House is :

> That in sub-regulation (7) of Regulation 2 of the Schedule to the Bill, the words "or a bank approved by the Board" occurring in line, 4 be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Deputy Speaker : The question is :

> That sub-regulation (10) of Regula-

tion 2 of the Schedule to the Bill, be deleted.

(*The motion was lost*)

Mr. Deputy Speaker : The question is :

That in sub-regulation (4) of Regulation 2 of the Schedule to the Bill the words "and no item shall be placed on such agenda or be considered in the meeting without the previous permission of the Chairman" occuring in lines 6-8, be deleted.

(*The motion was lost*)

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب شیڈول ترمیم شدہ ایوان کے سامنے ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ترمیم شدہ شیڈول بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب سوموار کو دو اجلاس ہوں گے ۔ ایک صبح سویرے ساڑھے آٹھ بجے اور دوسرا شام کو 5 بجے ہوگا ۔ اس کے ساتھ ساتھ میٹکو پارٹی پر آپ کا انتظار ہو رہا ہے ۔

ایوان کی کارروائی مورخہ 5 جولائی 1976ء بوقت ساڑھے آٹھ بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اسمبلی کا اجلاس 5 جولائی 1976ء بروز سوموار 8 بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہوگیا) ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا افتتاحی اجلاس

سوموار ۔ 5 جولائی 1976ء
(دو شنبہ ۔ 6 رجب 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۚ اُولٰٓئِكَ
اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ
غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا
لِهٰذَا ۫ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ
رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

پ ۸ ۔ س ۷ ——— رکوع ۱۲ ۔ آیات ۴۲ تا ۴۳

اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہے (ان میں سے) ہم کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تو تکلیف دیتے ہی نہیں ہیں۔ ایسے ہی لوگ صاحبان جنت ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور جو کچھ کینے ان کے سینوں میں ہوں گے ہم سب نکال ڈالیں گے ان کے محلات کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ اور وہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو یہاں کا راستہ دکھایا۔ اور اگر اللہ ہم کو رستہ نہ دکھاتا تو ہم راہ نہیں پا سکتے تھے۔ بلاشبہ ہمارے پروردگار کے رسول حق بات لے کر آئے تھے اور (اس وقت) منادی کی دی جائے گی کہ تم ان اعمال کے صلے میں جو تم کیا کرتے تھے اس بہشت کے مالک بنا دیے گئے ہو۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر : وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔ مرزا فضل حق ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ۔ ہاؤس میں کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے ۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

چونکہ ہاؤس میں کورم نہیں ہے ۔ لہذا گھنٹی بجائی جائے ۔

(اس مرحلہ پر گھنٹی بجانی شروع ہو گئی)

کورم پورا ہو گیا ہے ۔ مرزا فضل حق ۔

رجسٹریشن کے بغیر گاڑیاں چلانا

*6172 ۔ مرزا فضل حق : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں اس وقت ایسی گاڑیاں سڑکوں پر چل رہی ہیں جن کی رجسٹریشن بکیں محکمہ آبکاری کے دفتر میں جمع ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو ان کی تعداد کیا ہے اور ان کے متعلق کیا کارروائی کی جائے گی ؟

(ب) ضلع جہلم میں ایسے ٹرکوں اور ٹریکٹروں کی تعداد کیا ہے جن کی رجسٹریشن بکیں نہیں ہیں ۔ اور آیا کوئی ٹریکٹر بغیر رجسٹریشن کے چل رہے ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو اس سلسلہ میں کیا کارروائی عمل میں لائی جائے گی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) محکمہ متعلقہ کی اطلاع کے مطابق ماہ جون 1974ء تک سوائے حسب ذیل پانچ گاڑیوں کے اور کوئی ایسی گاڑی ٹولس میں نہیں آئی ہے ۔

1۔ بس نمبر ایس اے 3145 کی رجسٹریشن بک دفتر ضلع شیخوپورہ میں جمع تھی لیکن گاڑی لاہور میں چلتی پائی گئی تھی ۔ اس کے متعلق محکمانہ کارروائی کی جا رہی ہے ۔

2 ۔ گاڑیاں نمبر جے ایم 660 ۔ ایس ٹی 1293 ۔ جے ایم ۔ 6798 اور ایس ٹی 220 جس کی رجسٹریشن بکیں دفتر ضلع جہلم میں جمع تھیں چلتی ہوئی پکڑی گئیں اور ان کے مالکان سے متعلقہ ٹیکس بمعہ تاوان وصول کیا گیا ہے ۔

(ب) ضلع جہلم میں 575 ایسے ٹرک اور 75 ایسے ٹریکٹر ہیں ۔ کوئی ٹریکٹر بغیر رجسٹریشن کے چلتا ہوا عملہ کے نوٹس میں نہیں آیا ہے ۔

دریائے ستلج پر مہتہ جھیڈو کے مقام پر پختہ پل کی تعمیر

*7964 ۔ حافظ علی اسد اللہ : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چشتیاں سے 10 میل شمال کی جانب دریائے ستلج پر مہتہ جھیڈو کے مقام پر پختہ پل کی تعمیر سے فورٹ عباس ۔ ہارون آباد اور چشتیاں کا لائلپور اور لاہور سے 60 میل کا فاصلہ کم ہو جائے گا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ضلع بہاولنگر کے عوامی نمائندگان مہتہ جھیڈو کے مقام پر دریائے ستلج پر پختہ پل کی تعمیر کا بارہا مطالبہ کر چکے ہیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ پل کی تعمیر کے لئے کوئی ٹھوس اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈیر چوہدری صاحبداد خان) : (الف) یہ درست ہے کہ دریائے ستلج پر مہتہ جھیڈو کے مقام پر پختہ پل کی

تعمیر سے فورٹ عباس ۔ ہارون آباد ۔ چشتیاں سے لاہور کا فاصلہ تقریباً 52 میل کم ہو جائے گا ۔

(ب) ہاں یہ درست ہے ۔

(ج) فی الحال کوئی پروگرام نہیں ہے ۔

حافظ علی اسد اللہ : جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ کشتیوں کا پل تعمیر کرنے میں کیا امر مانع ہے جب کہ یہ مفاد عامہ کے لئے بہت ضروری ہے ؟

وزیر مواصلات : آپ کا سوال یہ تھا کہ دریائے ستلج پر پختہ پل کی تعمیر کا بارہا مطالبہ کیا گیا ہے کشتیوں کے پل کا اس میں ذکر نہیں ہے ۔ اس لئے میں بتا رہا ہوں کہ بھوکاں کے مقام پر جیسا کہ آپ کو معلوم ہے پختہ پل بنایا جائے گا اور یہ چشتیاں سے صرف بیس میل کے فاصلے پر ہے اور اس کے لئے 1975-76ء میں بھی سات لاکھ روپے رکھے گئے تھے ۔ لیکن بعد میں ترمیم شدہ پروگرام میں سے یہ رقم واپس لے لی گئی آئندہ سال اس پل کے لئے 50 لاکھ روپے تجویز کئے گئے ہیں اور جہاں تک کشتیوں کے پل کا تعلق ہے میں اس کا جائزہ لوں گا ۔

حافظ علی اسد اللہ : جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے اور یہ یقین دہانی کروائیں گے کہ آئندہ سال جو 50 لاکھ روپے رکھے ہیں پچھلے سال کی طرح ضائع تو نہیں ہو جائیں گے ؟

وزیر مواصلات : اس سال ضرور اس پر کام شروع ہو گا ۔

دریائے ستلج پر پتن بھوکاں پر پختہ پل کی تعمیر

*7965 ۔ حافظ علی اسد اللہ : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت ضلع بہاولنگر میں دریائے ستلج کے پتن بھوکاں پر ایک پختہ پل تعمیر کرنے کا فیصلہ کر چکی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سال 1975-76ء کے بجٹ میں اس پل کی تعمیر کے لئے 40 لاکھ روپے رکھے گئے تھے۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ پل کی تعمیر کس مرحلہ میں ہے اور اب تک اس کی تعمیر کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈیئر چوہدری صاحب داد خان): (الف) جی ہاں۔

(ب) پل کی تعمیر کے لئے 60 (ساٹھ) لاکھ روپیہ 1975-76 A D P میں رکھا گیا تھا۔ مگر دوبارہ نظرثانی کرنے کے بعد کام رقم واپس لے لی گئی۔

(ج) پل کا کام اگلے مالی سال میں شروع کیا جائے گا۔

چوہدری طالب حسین: جناب والا۔ آپ نے آج کا اخبار پڑھا ہو گا کہ ہمارے معزز رکن ایم کے خاکوانی کو پولیس گرفتار کر کے لے گئی تھی اور اخباری اطلاعات کے متعلق بھی اور ویسے بھی ان کی گرفتاری سے متعلق نہ کوئی وارنٹ ان کو دکھائے گئے اور نہ ہی ان کی گرفتاری کی کوئی وجہ بیان کی گئی۔ جناب والا۔ یہ پہلا موقعہ نہیں ہے۔ پہلے ممبران کو یہ تحفظ حاصل تھا کہ اجلاس کے دوران ہی نہیں بلکہ چودہ دن قبل اور چودہ دن بعد ممبران اسمبلی کو گرفتار نہیں کیا جاتا تھا۔ اس دور میں جسے ہم عوامی دور کہتے ہیں اس میں نہ صرف چودہ دن قبل اور چودہ دن بعد کا تحفظ ختم کر دیا گیا بلکہ اجلاس کے دوران بھی ممبران اسمبلی کو باقاعدگی سے گرفتار کیا جا رہا ہے اور اسی اجلاس کے دوران یہ تیسرا واقعہ ہے مسٹر خاکوانی کے ساتھ چند روز پہلے بھی اسی قسم کا واقعہ پیش آچکا ہے اور ان کے گھر کے دروازے توڑ کر پولیس اندر داخل ہو گئی اور انہیں اور ان کی بیگم کو پولیس تھانہ میں لے گئی اور چند گھنٹے ان کو وہاں رکھا گیا اور اس کے متعلق ایک تحریک استحقاق بھی آپ کی خدمت میں پیش کی گئی تھی ایک اور فاضل رکن راجہ منور احمد بھی چند روز قبل اسی اجلاس کے دوران ڈیفنس آف پاکستان رولز

کے تحت گرفتار کر لئے گئے اور جناب والا ۔ اس وقت اپوزیشن کے چند ممبران اسمبلی ، حکومت نے گرفتار کر رکھے ہیں ۔ ان میں سے دو عرصہ دس ماہ سے اٹھوا ہیں اور دو اسی اجلاس کے دوران گرفتار کئے گئے اور یہ چاروں ممبران اس پارٹی کی حکومت میں بھی رہے ہیں ان میں سے تین سابق وزراء ہیں اور ایک ان میں سے سابق وزیر اعلیٰ پنجاب کے پولیٹیکل ایڈوائزر رہ چکے ہیں ۔ جناب والا ۔ ان حالات میں ہمارے لئے کام کرنا مشکل ہو گیا ہے اور عوام کے نام پر سالمیت کے نام پر سیاسی مخالفین کو ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ اور ہمارے لئے یہ لازم ہے کہ ہم حق کی آواز ان حالات میں بلند کریں لہذا اپنا احتجاج ریکارڈ کروانے کے لئے ہم احتجاجاً واک آؤٹ کرتے ہیں ۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے ارکان واک آؤٹ کر گئے ۔)

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ۔ ہم اس ملک میں سیاسی عمل کو زندہ کرنے کے لئے کوشش کر رہے ہیں اور ہم کوئی جنگ نہیں لڑ رہے جس طرح پوری النظامیہ پولیس ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : مجھے معلوم نہیں تھا کہ اپوزیشن نے دو لیڈر منتخب کر لئے ہیں لیکن یہ صرف قائد حزب اختلاف کو استحقاق حاصل ہے کہ وہ مختصر سٹیٹمنٹ دے سکیں ۔ ۔ چودھری لال خان ۔ سوال نمبر 8135 استحقاق

وحدت کالونی گورنمنٹ کوارٹرز میں کوڑا کرکٹ ڈالنے کے لئے ڈسٹ بن کی تعمیر

*8135 ۔ چودھری لال خان : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وحدت کالونی کوارٹرز میں کوڑا کرکٹ ڈالنے کے لئے ڈسٹ بن کا کوئی انتظام نہیں ہے جس کی وجہ سے وہاں کے مکین گراؤنڈوں میں ہی کوڑا کرکٹ پھینک دیتے ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت

مذکورہ کالونی کے ہر پلاٹ کی گراؤنڈ میں فلٹ بن بنانے کو تیار ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) جی درست ہے۔

(ب) اس مقصد کے لئے ایک سکیم تیار کی جا رہی ہے۔ اس کی تکمیل کا انحصار فنڈز کی فراہمی پر ہو گا۔

چنڈ - مسن روڈ تحصیل و ضلع جھنگ کی تخمینی لاگت

*8170۔ سیدہ عابدہ حسین : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ چنڈ - مسن روڈ تحصیل و ضلع جھنگ کی تخمینی لاگت کیا تھی اور مذکورہ سڑک کی سولنگ پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی اور کیا اس سڑک کو پختہ کرنے کے لئے کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : چنڈ - مسن روڈ تحصیل و ضلع جھنگ کا نظرثانی شدہ تخمینہ لاگت 72.76 لاکھ روپے ہے۔

سڑک پر سات میل سولنگ لگ چکا ہے۔ اور ان سات میلوں میں پل و پلیاں تعمیر کی جا چکی ہیں۔ 10 میل تک مٹی ڈال دی گئی ہے۔ اس کام پر اب تک مبلغ 28,81,5·0 روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ سولنگ پر 4,27,770 روپے خرچ ہوئے ہیں۔

سڑک کو پختہ (Black Top) کرنا سکیم میں شامل ہے۔

وحدت کالونی لاہور کے کوارٹروں کی کھڑکیوں اور دروازوں پر روغن کرنا

*8172۔ چوہدری لال خان : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گذشتہ [illegible] سال سے وحدت کالونی لاہور

کے کوارٹروں کی کھڑکیاں اور دروازوں پر روغن نہیں کیا گیا اور نہ ہی کوارٹروں کی چھتوں پر لپائی کی گئی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گذشتہ سال کالونی مذکور کے صرف چند کوارٹروں کی سفیدی ہوئی تھی اور باقی کوارٹروں کی سفیدی ابھی تک نہیں ہوئی۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کالونی مذکور کے باقی کوارٹروں کی سفیدی کب تک ہو جائے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) درست ہے۔ دروازوں اور کھڑکیوں کا رنگ و روغن ہر ہر تیسرے سال اور چھتوں کی لپائی ہر سال ہونی چاہئے۔ لیکن میٹریل اور مزدوروں کی قیمتوں میں اضافہ سے سالانہ الاٹمنٹ بالکل ناکافی ثابت ہو رہی ہے۔ لہذا یہ وقفہ بڑھ گیا ہے۔

(ب) درست نہیں ہے۔ اس سال سب کوارٹروں کی سفیدیاں کر دی گئی ہیں۔

(ج) جیسا کہ جزو (ب) کے جواب میں کہا گیا ہے۔ سب کوارٹروں کی سفیدیاں کر دی گئی ہیں۔

گورنمنٹ بس ڈپو ملتان سے شجاع آباد کے لئے گورنمنٹ بس سروس کا اجراء

*8233۔ چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے گذشتہ دنوں حکومت نے "گورنمنٹ بس ڈپو

ملتان سے شجاع آباد" کے لئے گورنمنٹ بس سروس کا اجراء کیا تھا بعد ازاں وہ سروس بند کر دی گئی ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سروس بند کرنے کی وجوہ کیا ہیں اور حکومت مذکورہ روٹ پر دوبارہ مجوزہ طور پر گورنمنٹ سروس کے اجراء کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (بریگیڈیئر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) جی نہیں ۔ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس نے کبھی بھی ملتان سے شجاع آباد کے لئے بس نہیں چلائی تھی ۔

(ب) جزو (الف) کے جواب کی روشنی میں سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

ایڈیشنل گورنمنٹ پلیڈر کی بھرتی کا طریق کار

*8235 ۔ چوہدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر قانون و پارلیمانی امور از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے سال 1974-75ء اور 1975-76ء میں ایڈیشنل گورنمنٹ پلیڈر بھرتی کئے تھے ۔ اگر ایسا ہے تو ان کے نام اور متعلقہ اضلاع سے ایوان کو مطلع فرمایا جائے ۔

(ب) مذکورہ گورنمنٹ پلیڈروں کی تقرری کا طریق کار کیا ہے اور ان کا تقرر کون کرتا ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (مسٹر ایس ۔ ایم مسعود) : (الف) سال (1974-75ء) اور (1975-76ء) کے دوران مندرجہ ذیل ایڈیشنل پبلک پراسیکیوٹروں اور ایڈیشنل گورنمنٹ پلیڈروں کا تقرر ہوا

میں لایا گیا ۔ ان کے نام اور متعلقہ اضلاع حسب ذیل ہیں :

1974-75

1 ۔ خواجہ ابرار حسین	ایڈووکیٹ	جھنگ
2 ۔ مسٹر جاوید اسلم قریشی	ایضاً	گوجرانوالہ
3 ۔ مسٹر منظور حسن	ایضاً	لاہور
4 ۔ مسٹر عباس رضا	ایضاً	بہاولپور
5 ۔ مسٹر سکندر خان	ایضاً	ڈیرہ غازی خان
6 ۔ مسٹر سرفراز خان	ایضاً	جھنگ
7 ۔ مسٹر محمد نور الٰہی	ایضاً	ساہیوال
8 ۔ مسٹر سلیم الرحمان	ایضاً	مظفر گڑھ
9 ۔ مسٹر منیر احمد	ایضاً	گوجرانوالہ
10 ۔ مسٹر غلام رسول آزاد	ایضاً	ملتان
11 ۔ مسٹر حیدر علی خواجہ	ایضاً	لاہور
12 ۔ چوہدری غفور احمد	ایضاً	ملتان
13 ۔ چوہدری محمد صدیق	ایضاً	ملتان
14 ۔ مسٹر محمد انور نسیم	ایضاً	ساہیوال
15 ۔ مسٹر ناصر علی شاہد	ایضاً	جھنگ
16 ۔ ملک جاوید اقبال	ایضاً	لاہور
17 ۔ مسٹر لطف اللہ مزاری	ایضاً	رحیم یار خان
18 ۔ مسٹر احسن رضا	ایضاً	سیالکوٹ
19 ۔ مسٹر محمد عاشق بھٹی	ایضاً	سرگودھا

1975ء76ء

20 ۔ مسٹر جاوید احمد چیمہ	ایضاً	لائلپور
21 ۔ قاضی اعجاز حسین	ایضاً	جھنگ
22 ۔ ملک عمر حیات	ایضاً	گوجرانوالہ
23 ۔ مسٹر اظہر سعید قریشی	ایضاً	ملتان
24 ۔ مسٹر اختر حسین	ایضاً	جھنگ
25 ۔ مسٹر محمد شریف حسین	ایضاً	بہاولنگر
26 ۔ میاں سعدالرحمان	ایضاً	مظفر گڑھ
27 ۔ مسٹر فدا حسین گیلانی	ایضاً	ساہیوال
28 ۔ صوفی ملک محمد سرفراز	ایضاً	لائلپور

(ب) حکومت کو سرکاری وکلاء (ایڈیشنل پبلک پراسیکیوٹر/ایڈیشنل گورنمنٹ پلیڈر) کی تقرری اور تعیناتی کے اختیارات حسب ضابطہ حاصل ہیں۔ اور ان اختیارات کے تحت یہ تقرریاں عمل میں آئیں۔

مریدکے نارووال سڑک کی تعمیر

*520ء ۔ سید تابش الوری : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) مریدکے نارووال سڑک بنانے کی تجویز کس سال مکمل کی گئی اور ڈویلپمنٹ ورکنگ پارٹی کی منظوری کس سال میں ملی۔ نیز مذکورہ سڑک پر کام کب شروع ہوا اور اب کام کس مرحلے میں ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ 29 ۔ مئی 1974ء کو سوال نمبر 4833 کے جواب میں وزیر متعلقہ نے یقین دہانی کرائی تھی کہ 1974ء کے اختتام تک یہ سڑک مکمل ہو جائے گی۔ اگر ایسا ہے تو

اس کی تکمیل میں تاخیر کی کیا وجوہات ہیں اور اب یہ سڑک کب تک مکمل ہو کر آمد و رفت کے لئے کھول جائے گی ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (پریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) : (الف) مریدکے نارووال سڑک بنانے کی تجویز سال 1970ء میں تیار کی گئی اور نیشنل اکنامک کونسل کی ایگزیکٹو کمیٹی نے سال 1971ء میں اس سکیم کی منظوری دی تھی ۔ اس سڑک پر کام فروری 1972ء میں شروع کیا گیا تھا ۔ اور اب سڑک کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے ۔

(ب) سوال نمبر 4833 سال 1974ء کے جواب میں وزیر متعلقہ نے اس سڑک کے دسمبر 1974ء تک مکمل ہو جانے کی صرف توقع ظاہر کی تھی ۔ بہرحال تاخیر کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ٹھیکیداران نے مطلوبہ رفتار سے کام مکمل نہ کیا جس کی وجہ سے یکے بعد دیگرے ٹھیکے منسوخ کرنے پڑے یا کام دوسرے ٹھیکیداروں سے کروانا پڑا ۔ ایک بڑی ٹھیکیدار فرم نے منسوخی ٹھیکہ کے خلاف دیوانی عدالت سے حکم امتناعی بھی حاصل کر لیا جس کی وجہ سے کام دیر سے مکمل ہوا ۔ ان سب مشکلات کے علاوہ 1975ء کے سیلاب اور موسم سرما کی مسلسل بارشوں کی وجہ سے بھی کام مکمل ہونے میں تاخیر ہوئی ۔ بہرحال محکمہ ہائی وے نے اس کام کو خاص توجہ دے کر پایہ تکمیل تک پہنچا دیا ۔

مسٹر سپیکر : وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ۔ مسٹر ایم ۔ کے خاکوانی ممبر صوبائی اسمبلی کو کس جرم میں گرفتار کیا گیا ہے ؟ آیا آپ کے پاس اس اطلاع آئی ہے ؟

مسٹر سپیکر : formal اطلاع آ گئی ہے ۔

It will be circulated to-day.

Mr. Speaker : This is the information received from the Superintendent of Police, Cantt Division, Lahore to the Speaker, No. 437-Steno/SP Cantt dated the 5th July, 1976.

Subject : Arrest of Mr. M. K. Khakwani.

Mr. M. K. Khakwani has been arrested on 4th July, 1976 at 7.00 p m. in case F.I.R. 346 dated 19th June, 1976 under Section 49 Defence of Pakistan Rules, Police Station, Civil Lines.

Submitted for your kind information.

Sd/—(Sh. Maqbool Ahmad)
S.P. Cantt Division,
Lahore.

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر عبد الحفیظ کاردار

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر عبدالحفیظ کاردار صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

As I am going out of Lahore on personal work. I should be grateful if you would kindly grant me leave with effect from the Ist July, 1976 to the end of the current session.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک سرفراز احمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک سرفراز احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

مورخہ 28 مئی 1976ء کو بوجہ نہ ہونے
اطلاع مالیات ۔ ہیلتھ کمیٹی کی میٹنگ میں

شرکت نہ کر سکا لہذا استدعا ہے کہ اس دن
کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور صاحب آپ نے کہا کہا ہے۔ کہ میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ حسب ذیل اثاثوں کا اعلان کریں اور اس کو اسمبلی کے ریکارڈ میں شامل کریں۔

میاں خورشید انور ممبر صوبائی اسمبلی۔

السلام علیکم۔ جناب سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے اثاثوں کے متعلق حسب ذیل اعلان کو اسمبلی کے ریکارڈ میں شامل کر لیا جائے۔ میں سوا دو مربع اراضی، ٹیوب ویل، ٹریکٹر، کار، کوٹھی، آڑھت کی دوکان اور گودام کا مالک ہوں، اسمبلی کا رکن بننے کے بعد جائداد میں صرف یہ تبدیلی آئی کہ میں نے 7 ایکڑ اچھی قسم کی زمین فروخت کرکے اس سے کم قیمت کی دس ایکڑ اراضی خریدی ہے۔

میں عرصہ 20 سال سے آڑھت کا کاروبار کرتا ہوں اور کبھی بھی حکومت کے ساتھ کاروبار نہیں کیا ہے۔ ممبر بننے سے قبل کاروباری سرمایہ دو لاکھ روپیہ تھا۔ مگر ممبر بننے کے بعد کاروبار کے لئے وقت بہت کم رہ گیا، اس لئے اس رقم میں سے ڈیڑھ لاکھ روپے کا ایک گودام تعمیر کروا لیا۔

زمین کے کرایوں اور کاروبار سے میری مستقل سالانہ آمدنی مبلغ چھ ہزار روپیہ ہے جس کا نصف گھریلو اخراجات، باقی نصف کا ایک تہائی جبری بھرتی ایک تہائی حصہ خیراتی اور دینی کاموں پر اور باقی ایک تہائی حصہ اور اسمبلی کا الاؤنس سیاست پر خرچ کرتا ہوں، اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرے 5 بچے اور صرف ایک بیوی ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ یہ بچے اسمبلی کا حلف اٹھانے سے قبل کی پیدائش ہیں۔"

مگر اس کا مطلب کیا ہے ۔

میاں خورشید انور : اس جی یہ ریکارڈ میں آ گیا ۔

مسٹر سپیکر : اس طرح سے تو یہ روز روز شروع ہو جائے گا ۔

مرزا طاہر بیگ : میں ممبر موصوف کو دوسری شادی کی اجازت دیتا ہوں ۔

(قہقہہ)

(قطع کلامیاں)

مسئلہ استحقاق

مسٹر سپیکر : اب تحریک استحقاق شروع ہوتی ہیں ، سید تابش الوری ۔

حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور عملدرآمد کی رپورٹ کا صوبائی اسمبلی میں پیش نہ کیا جانا ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں ایک حالیہ واضح اور اہم معاملے پر بحث کرنے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں ، جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ معاملہ یہ ہے کہ دستور کے آرٹیکل (1) 29 کے تحت یہ لازمی قرار دیا گیا ہے کہ گورنر صوبے کے معاملات سے متعلق ہر سال کے بارے میں حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور عملدرآمد کی رپورٹ صوبائی اسمبلی میں پیش کرائے گا جس پر ایوان میں بحث کی جائے گی ۔ لیکن دستور کی اس لازمی ضرورت کے باوجود صوبہ پنجاب کے معاملات کے بارے میں سال 1975ء سے متعلق حکمت عملی کی متذکرہ رپورٹ ابھی تک صوبائی اسمبلی میں پیش نہیں کی گئی ہے جس کی وجہ سے معزز اراکین یہ جاننے سے محروم رہے ہیں کہ صوبائی حکومت متذکرہ سال میں کسی حد تک حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی کر سکی ہے ۔ اس طرح سے اس ایوان کا انفرادی اور اجتماعی استحقاق مجروح ہوا ہے ، جس پر فوری بحث کی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سینئر منسٹر صاحب آپ نے یہ تحریک استحقاق دیکھی ہے ۔

وزیر خزانہ : یہ رپورٹ تیار ہو رہی ہے اور عنقریب اسمبلی میں پیش کر دوں گا ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی پوزیشن یہ ہے کہ تیار کر لی ہے پیش کرنے والی ہے ۔

وزیر خزانہ : جی ہاں جناب ایک دو محکموں کا کام باقی ہے ۔ بیشتر کام ہو چکا ہے ۔ اس لئے بہت جلد پیش کی جائے گی ۔

سید قابض الوری : جناب سپیکر ! جیسا کہ آپ نے دیکھا ہے کہ دستوری تقاضوں کی تکمیل میں صوبائی حکومت جس طرح کوتاہی کا ارتکاب کر رہی ہے اور اس نے یہ عادت بنا لی ہے کہ جب تک ہم متعدد بار تحریک استحقاق پیش نہ کریں ایک لازمی ضرورت کی تکمیل کی طرف بھی وہ اپنی توجہ مبذول نہیں کرتی ۔ حکمت عملی کی یہ رپورٹ 1975ء سے متعلقہ ہے اور آج ساتواں مہینہ شروع ہونے کے باوجود بھی پیش نہیں کی جا سکی ۔

مسٹر سپیکر : چھ مہینے گزرنے کے بعد کہیئے ۔

سید قابض الوری : جناب والا ! یہ ساتواں مہینہ شروع ہے لیکن اس چھ مہینے کے اندر اندر وہ اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ اس سلسلہ میں دستور کی ایک لازمی ضرورت کی تکمیل کر لے ۔

مسٹر سپیکر : مگر اس میں کچھ وقت بھی تو لگتا ہے یعنی مال گزرتا ہے اور پھر اس کو compile کرتے ہیں پھر اس کو arrange کرتے ہیں پھر اس پھر غور ہوتا ہے So they are entitled to a reasonable time.

سید قابض الوری : جناب والا ! یہ بجا ہے لیکن آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایک سال سے متعلقہ رپورٹ دوسرے سال پیش نہ ہو اور اس کو زیر بحث نہ لایا جائے تو پھر اس کا مقصد فوت ہو جاتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ اس سال میں اس کو پیش کر رہے ہیں ؟

سید قابض الوری : جناب والا ۔ پچھلے سال کی رپورٹ جب پیش کرنے کے بعد اگر ہم کسی نتیجے پر پہنچیں گے اور اس سلسلہ میں ہم کچھ چیزیں حکومت کے نوٹس میں لائیں گے تو اب ہی وہ اس پوزیشن میں ہوگی کہ آئندہ سال کی بجٹک کے وقت یا آئندہ سال کی منصوبہ بندی کے وقت وہ اپنی ان کوتاہیوں کا ازالہ کر سکے لیکن جناب والا ! ہوتا یہ ہے کہ پہلا

سال نہیں بلکہ دوسرے اور تیسرے سال میں یہ رپورٹ زیر بحث آتی ہے اور اس کی وجہ سے جو اس کی روح اور اس کی مقصدیت ہے وہ فوت ہو جاتی ہے۔ اس لئے جناب والا میں اصرار کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب کے اس بیان کے بعد کہ وہ۔۔۔۔

سید تابش الوری : جناب والا ! اس سے پہلے کئی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ بیانات دئے گئے اور ان بیانات کے باوجود اگر یہ کہیں کہ یہ اسی سیشن میں پیش کر دیں گے تو میں اس پر اصرار نہیں کرتا ورنہ جناب والا ! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اسے پرولیج کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

مسٹر سپیکر : اچھا ٹھیک ہے پھر میں اسے پرولیج کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں۔

وزیر خزانہ : ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر : بہرحال آپ کی پوزیشن یہ ہے کہ یہ رپورٹ تیار ہو رہی ہے اور جلد ہی یہ پیش ہو جائے گی۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : لیکن ڈاکٹر صاحب یہ بیان کیوں نہیں دے دیتے کہ پانچ۔ سات دن سیشن نے اور چلنا ہے یہ اسی سیشن میں پیش کر دیں گے۔

مسٹر سپیکر : نہیں۔ ابھی وہ کہہ رہے ہیں کہ دو محکموں کی رپورٹ ابھی انہوں نے finalize کرنی ہے اور اس کے بعد This will be considered.

سید تابش الوری : جناب والا ! تو کیا یہ پرولیج کمیٹی کے سپرد ہو گئی ہے۔

مسٹر سپیکر : جی ہاں۔

It is sent to the Committee on Privileges, the report to come within 60 days.

اتنی دیر میں گورنمنٹ کو بھی reasonable وقت مل جائے گا۔ (سید تابش الوری صاحب سے) سید صاحب آپ کی ایک تحریک التوائے کار ہی اور اس سلسلہ میں میں نے لکھ کر بھیجا تھا اور آپ تشریف نہیں لائے تھے کیونکہ میں نے اس پر کچھ آپ سے تبادلہ خیالات کرنا تھا۔

میاں قابض الوری : جناب والا ! مجھے کوئی اطلاع نہیں ملی ۔

مسٹر سپیکر : پھر آپ کو یہ مل جائے گی ۔ میں نے آپ کو بلایا تھا ۔ بادی النظر میں یہ تحریک التوائے کار کسی موجودہ واقعہ کے متعلق معلوم نہیں ہوتی اگر آپ تشریف لائیں تو We will discuss it.

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! اگر آپ اجازت دیں تو میں point of personal explanation پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : جی ہاں کیوں نہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! آپ یہاں تشریف نہیں رکھتے تھے جناب عبدالحفیظ کاردار صاحب نے ایک قرارداد اس اسمبلی میں پیش کی تھی ۔

مسٹر سپیکر : ان کو بھی اخبار میں بیان دینا پڑا اور اب آپ اس ایوان میں بیان دے رہے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : نہیں جناب والا ! میں اپنی پوزیشن explain کرتا ہوں ۔

جناب والا ! میں محسوس کرتا ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ انہوں نے نہایت نیک نیتی سے اور ایمانداری سے وہ قرارداد پیش کی تھی اور وہ احساسات کی ترجمان تھی ہم نے اس طرف سے جو کچھ کہا وہ بھی ایمانداری سے کہا کہ اس طرف بیٹھنے والوں کے کسی کے فیکسڈ ڈپوزٹ کسی بینک میں نہیں ہیں ۔

مسٹر سپیکر : کسی کا تو لہ کہیں ۔ آپ اپنا کہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : نہیں ۔ جناب والا ! میرے ساتھیوں کا جن کا مجھے معلوم ہے کوئی فیکسڈ ڈپوزٹز نہیں ہیں ۔

جناب والا ! انہوں نے اپنے بیان میں یہ فرمایا ہے جس سے کم از کم میرے احساسات مجروح ہوئے ہیں کہ میری اس تجویز سے تمام سقوں ۔ مثلاً تاجروں نوکر شاہی سب میں شور برپا ہوا اور حیرت کی بات تو یہ

ہے کہ حزب اختلاف نے اس پر لے دے شروع کر دی ۔ جناب والا ! ان کا خیال ہے کہ پوشیدہ دولت اس طرح سے ملک سے باہر نکال دی جائے گی اور ملک اقتصادی طور پر بحران سے دوچار ہو جائے گا ۔ جناب والا ! جو کچھ ہم نے بیان کیا تھا ان کی وارنگ کے [مسودہ نے تقریباً وہی بات کہی تھی اور ان کو اپنی اس تجویز کے اندر اس قرارداد کے اندر ترمیم کرنی پڑی ۔ جناب والا ! میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ انہوں نے ایمانداری کے ساتھ ایک قرارداد پیش کی تھی اور دیانت اور ایمانداری کے تقاضوں اور ذمہ داریوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے وقت نے اس پر نوٹ لکھا جس کے لئے ان کو اس وضاحت کی ضرورت محسوس ہوئی تھی اس میں ایک فقرہ یہ ہے "کہ مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ معاشرہ اس قدر منافق ہو گیا" جناب والا ! اس میں منافقت والی کوئی بات نہیں ہے اور یہ نہ ان کی طرف سے تھی اور نہ ہماری طرف سے تھی اور نہ اپنے وقت کی طرف سے تھی ۔ جناب والا ! میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا تھا اس لئے مجھے اس کی وضاحت کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی ۔

مسودہ قانون

دی پنجاب بورڈز آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن بل 1975 (جاری)

(کلاز ۔ 5)

مسٹر سپیکر : اچھا اب بل کی کلاز نمبر 5 زیر غور ہے ۔ مخدوم زادہ سید حسین محمود ۔ (مخدوم صاحب ایوان میں موجود نہیں تھے) ۔ سیکنڈ امینڈمنٹ ۔ سید تابش الوری ۔ مسٹر نذر حسین منصور ۔ مخدوم زادہ سید حسین محمود ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 5 کی فصل ضمن (1)
کے پیرا (دوم) کو حذف کر دیا جائے اور
باقی پیروں کو حسب مکرر نمبر لگایا جائے ۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :-

> That in sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, para (ii) be deleted and the subsequent paras be renumbered accordingly.

Minister for Finance : Opposed.

مسٹر سپیکر : تھرڈ امنڈمنٹ ۔ سید تابش الوری ۔ مسٹر نذر حسین منصور ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون کی ضمن 5 کی ضمنی ضمن (1) کے پیرا (دوم) کی سطر 1 کے الفاظ "یا اس کی جانب سے نامزد کردہ یونیورسٹی کا کوئی پروفیسر" حذف کر دئے جائیں ۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, in para (ii), a comma and the words, "or a University Professor nominated by him" occuring in lines 1-2, be deleted.

Begum Rehana Sarwar.

Begum Rehana Sarwar : Sir, I move :

> That in sub-claue (1) of Clause 5 of the Bill, in para (iii), for the word "Region" occurring in line 1, the word "Division" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :-

That in sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, in para (iii), for the word "Region" occurring in line 1, the word "Division" be substituted.

Minister for Finance : Accpeted.

Mr. Speaker : Begum Rehana Sarwar.

Begum Rehana Sarwar : Sir, I move :-

That in sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, for para (iv), the following be substituted, namely :-

(iv) the Director of Technical Education Punjab, Lahore or his nominee ;.

Mr. Speaker : The amendment moved is :-

That in sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, for para (iv), the following be substitued, namely :-

(iv) the Director of Technical Education, Punjab, Lahore or his nominee;.

سید تابش الوری : جناب والا ! میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 5 کی فعلی ضمن (1) کے پیرا (پنجم) کے لفظ "نمائندہ" اور وقف ناقص کے درمیان الفاظ "جسے سنڈیکیٹ نے با ضابطہ طور پر منتخب کیا ہو" ثبت کئے جائیں ۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, in para (v), between the word "University" and the semi-colon appearing in line 2, the words "duly elected by the Syndicate" be inserted.

Minister for Finance : Opposed.

مسٹر سپیکر : ترمیم نمبر 8 سید تابش الوری ۔ جناب نذر حسین منصور ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 5 کی ذیلی ضمن (1) کے پیرا (پنجم) کے لفظ "نمائندہ" اور وقف ناقص کے درمیان الفاظ "جسے سنڈیکیٹ منتخب کرے" ثبت کئے جائیں ۔"

Mr. Speaker : The amendment moved is :-

That in sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, in para (v), between the word "University" and the semi-colon appearing at the end, the words "to be elected by the Syndicate" be inserted.

Minister for Finance : Opposed.

مسٹر سپیکر : ترمیم نمبر 9 ۔ مسٹر نذر حسین منصور ۔ (ایوان میں موجود نہیں تھے ۔)

ترمیم نمبر 10 ۔ سید تابش الوری ۔ مسٹر نذر حسین منصور ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 5 کی ذیلی ضمن (1) کے پیرا

(ششم) کی سطر 1.2 کے الفاظ "جسے ہیئت منتظمہ نے نامزد کیا ہو" کی بجائے الفاظ "جسے ڈگری کالجوں کے پرنسپلوں نے منتخب کیا ہو" ثبت کئے جائیں۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :-

That in sub-clause (i) of Clause 5 of the Bill, in para (vi), for the words "nominated by the Controlling Authority" occurring in line 3, the words "elected by the Principals of the Degree Colleges", be substituted.

Minister for Finance : Opposed :

Mr. Speaker : Amendment No. 11. Syed Tabish Alwari.

سید تابش الوری : جناب والا! میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :-

کہ مسودہ قانون کی دفعہ 5 کی ذیلی ضمن (i) کے پیرا (ہفتم) کی سطر 2 کے الفاظ "ہیئت حاکمہ نے نامزد کیا ہو" کی بجائے الفاظ "انٹرمیڈیٹ کالجوں کے پرنسپلوں نے منتخب کیا ہو" ثبت کئے جائیں۔

Mr. Speaker : The motion is :

That in sub-clause (i) of Clause 5 of the Bill, in para (vii), for the words "nominated by the Controlling Authority", occurring in line 3, the words "elected by the Principals of the Intermediate Colleges" be substituted.

Minister for Finance : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 12. Mr. Nazar Hussain Mansoor not present. Syed Tabish Alwari, please.

سید تابش الوری : جناب والا ! میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون کی ضمن 5 کی فصل ضمن (1) کے پیرا (ہشتم) کی بجائے مندرجہ ذیل عبارت ثبت کی جائے۔
>
> (ہشتم) بورڈ کے حلقہ اختیار میں واقع سکولوں کے دو ہیڈ ماسٹر جنہیں سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں نے منتخب کیا ہو۔

Mr. Speaker : The motion is :

> That in sub-clause (1) of Clause 5 of Bill, for para (viii), the following be substituted, namely :-
>
> (viii) two Headmasters of Schools stituated within the jurisdiction of the Board to be elected by the Headmasters of the Schools ;

Minister for Finance : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 13 Mr. Nazar Hussain Mansoor not present. Syed Tabish Alwari.

سید تابش الوری : جناب والا ! میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون کی ضمن 5 کی فصل ضمن (1) کے پیرا (ہشتم) کی بجائے مندرجہ ذیل عبارت ثبت کی جائے۔
>
> (ہشتم) بورڈ کے حلقہ اختیار میں واقع سکولوں

کے دو ہیڈ ماسٹر اور ایک ہیڈ مسٹریس جنہیں علی الترتیب سکولوں کے ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس منتخب کریں ۔

Mr. Speaker : The motion is :

That in sub-clause (i) of Clause 5 of the Bill, for para (viii), the following be substituted, namely :-

(viii) two Headmasters and one Headmistress of Schools situated within the jurisdiction of the Board to be elected by the Headmasters and Headmistresses of Schools respectively ;

Minister for Finance : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 14. Ch. Ali Bahadur not present. Amendment No. 15 ; Begum Rehana Sarwar.

Begum Rehana Sarwar : I beg to move :-

That in sub clause (i) of Clause 5 of the Bill, in para (viii), for the words "two Headmasters or Headmistresses", occurring in line 1, the words "one Headmaster and one Headmistress" be substituted.

Mr. Speaker : The motion is :-

That in sub-clause (i) of Clause 5 of the Bill, in para (viii), for the words "two Headmasters or Headmistresses",

occurring in line 1, the words "one Headmaster and one Headmistress be substituted.

Amendment No. 16 ; Syed Tabish Alwari. Mr. Nazar Hussain Mansoor not present.

سید تابش الوری : جناب والا 1 میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :-

کہ مسودہ قانون کی ضمن 5 کی ذیلی ضمن (1) کے پیرا (ہشتم) کی سطر 1 میں وارد ہونے والے الفاظ "یا ہیڈ مسٹریس" کی بجائے الفاظ "اور ایک ہیڈ مسٹریس" ثبت کئے جائیں ۔

Mr. Speaker : The motion is :-

That in sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, in para (viii), for the words "or Headmistresses" occurring in line 1, the words "and one Headmistress be substituted.

Minister for Finance : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 17 ; Syed Tabish Alwari. Mr. Nazar Hussain Mansoor not present.

سید تابش الوری : جناب والا 1 میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 5 کی ذیلی ضمن 1 کے پیرا (ہشتم) کی سطر 2 کے الفاظ "جنہیں ویٹ منتظمہ نے نامزد کیا ہو" کی بجائے الفاظ "جنہیں سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں اور ہیڈ مسٹریسوں نے منتخب کیا ہو" ثبت کئے جائیں ۔

Mr. Speaker : The motion is :

That in sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, in para (viii), for the words "nominated by the Controlling

Authority", occurring in line 3, the words "elected by the Headmasters and Headmistresses of the Schools" be substituted.

Begum Rehana Sarwar ; Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 18. Chaudhri Ali Bahaur not present. Amendment No. 19 ; Syed Tabish Alwari. Mr. Nazar Hussain Mansoor not present.

سید تابش الوری : جناب والا ! میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 5 کی ضمنی 1 کے پیرا (نہم) کو حذف کر دیا جائے۔

Mr. Speaker : The motion is :

That in sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, para (ix) be deleted.

Begum Rehana Sarwar : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 20; Mr. Nazar Hussain Mansoor not present. Amendment No. 21 ; Ch. Ali Bahadur not present. Amendment No 22 ; Begum Rehana Sarwar.

Begum Rehana Sarwar : I don't move this amendment.

Mr. Speaker : The amendment is not moved Amendment No. 23 ; Syed Tabish Alwari. Mr. Nazar Hussain Mansoor not pacsent.

سید تابش الوری : جناب والا ! میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 5 کی ضمنی ضمن 1 کے پیرا (نہم) کے بعد ایک نیا پیرا (دہم) ایزاد کیا جائے
(دہم) بورڈ کے دائرہ اختیار میں واقع سکول کی

ایک ہیڈ مسٹریس جسے سکول کی ہیڈمسٹریس منتخب کریں ۔

Mr. Speaker : The motion is :

> That in sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, in para (ix), the full-stop appearinging at the end be replaced by a semi- colon and after pera (ix) so amended, a new para be added as para (x), namely :-
>
> (x) one Headmistress of School situated within the jurisdiction of the Board to be elected by the Headmistresses of the Schools.

Begum Rehana Sarwar : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 24 ; Syed Tabbish Alwari.

Mr. Nazar Hussain Mansoor not present.

سید تابش الوری : جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون کی ضمن 5 کی ذیلی ضمن (2) حذف کر دی جائے ۔

Mr. Speaker : The motion is :

> That sub-clause (2) of Clause 5 of the Bill, be deleted.

Begum Rehana Sarwar : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 25 ; Syed Tabish Alwari.

Mr. Nazar Hussain Mansoor not present.

سید تابش الوری : جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کے ضمن 5 کی ذیلی ضمن (2) کی سطر 1 کے الفاظ "نامزد کئے گئے" کی بجائے الفاظ "منتخب کردہ" ثبت کئے جائیں ۔

Mr. Speaker : The motion is :

That in sub-clause (2) of Clause 5 of the Bill, for the word "nominated", occurring ie line 1, the words "or elected" be substituted-

Begum Rehana Sarwar : Oppsoed.

Mr. Speaker : Amendment No. 26 ; Syed Tabish Alwari.

Mr. Nazar Hussain Mansoor not present.

سید تابش الوری : جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 5 کی ذیلی ضمن (3) کی سطر 1 کے لفظ "تین" کی بجائے لفظ "دو" ثبت کیا جائے ۔

Mr. Speaker : The motion is :

That in sub-clause (3) of Clause 5 of the Bill, for the word "three" occurring in line 2, the word "two" be substituted.

Begum Rehana Sarwar : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 27 ; Syed Tabish Alwari.

Mr. Nazar Hussain Mansoor not present.

سید تابش الوری : جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 5 کی ذیلی ضمن (4) کی

سطر 1 میں الفاظ "کیا گیا" اور "ہو" کے مابین الفاظ "یا منتخب" ثبت کئے جائیں۔

Mr. Speaker : The motion is :

> That in sub-clause (4) of Clause 5 of the Bill, between the words "appointed and "by" occurring in line 1, the words "or elected" be inserted.

Begum Rehana Sarwar : Opposed.

سید ثابت الوری : جناب والا ۔ اس بل کی ضمن 5 کا تعلق ثانوی تعلیمی بورڈ کی تشکیل سے ہے ۔ اس ضمن کے تحت یہ کہا گیا ہے کہ بورڈ کتنے ارکان پر مشتمل ہو گا اور ان اراکین کو کس طرح پر بورڈ کا رکن بنایا جائے گا ۔ بورڈ ایسے انٹرمیڈیٹ بورڈ اور ہیئت انتظامیہ کی حیثیت رکھتا ہے جو ثانوی تعلیمی بورڈ تمام تعلیمی انتظامی معاملات کے سلسلے میں آزاد اور خود مختار ہونا چاہئے ۔ لیکن اس طور پر بورڈ کی تشکیل کی گئی ہے اور اس کا جو طریقہ کار متعین کیا گیا ہے اس کے پیش نظر بورڈ کی آزادی اور خود مختاری کا تصور محض خواب بن کر رہ جاتا ہے ۔ محض سراب کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے اور اسے واہمہ کی حیثیت دی جا سکتی ہے چونکہ بورڈ میں جو اراکین نامزد کئے جائیں گے ان کی بڑی واضح اکثریت سرکاری حکام پر مشتمل ہے اور وہ ایسے ارکان ہیں جن کی نامزدگی کا اختیار جناب وزیر تعلیم کو ہوگا یا ایسے ارکان کو ہوگا جو اپنے عہدے کے اعتبار سے بورڈ کے رکن ہوں گے ۔ ہمارا خیال یہ تھا کہ حکومت اپنے اعلان کے مطابق کم از کم اس بورڈ میں ایسے ارکان نامزد یا منتخب کرے گی جو نہ صرف عوام کی نمائندگی کی سند رکھتے ہوں بلکہ وہ تعلیم و تدریس کے میدان میں غیر معمولی مہارت اور تجربہ رکھتے ہوں لیکن بورڈ کی تشکیل پر ایک نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے اس اہم ترین ضرورت کو پھر ایک دفعہ نظر انداز کر دیا ہے اور بورڈ میں تمام کی تمام رکنیت نامزدگی کی بنیاد پر طلب کی گئی ہے ۔ جناب والا ۔ اس بل کے تحت موجودہ کام کرنے والے بورڈ بھی از سر نو تشکیل کئے جائیں گے ۔ اور اس کے تحت بورڈوں اور آئندہ تشکیل پانے والے بورڈوں کو زیادہ فعال اور زیادہ متحرک بنانے کے لئے ہم

نئی قانون سازی کرنا چاہتے ہیں ہمارا خیال یہ تھا کہ جو صورت حال چلے سے موجود ہے جو رعایات اور سہولتیں بورڈ کے ذریعے پہلے سے لوگوں کو حاصل ہیں انہیں نہ صرف برقرار رکھا جائے گا بلکہ مراعات اور سہولتوں کو اور بڑھانے کی کوشش کی جائے گی ۔ اس وقت ثانوی تعلیمی بورڈ قائم ہیں ان میں ارکان اسمبلی اپنی موجودگی کے باعث بورڈ کی روزمرہ کی کارکردگی اجتماعی اور انفرادی تعلیمی پالیسیوں کے سلسلے میں نہ صرف نگران کی حیثیت رکھتے ہیں بلکہ ان کی موجودگی سے بورڈوں کی حکمت عملی کو بہتر بنانے اور ان کے انتظامی معاملات کو سلجھانے میں خاص مدد ملتی ۔ ہمارا خیال یہ تھا کہ آئندہ قائم ہونے والے بورڈوں میں اس نمائندگی کو زیادہ وسیع کیا جائے گا اور جہاں دو ارکان اسمبلی موجود ہیں وہاں ان کی تعداد بڑھا کر چار کی جائے گی تا کہ عوام کے احتساب کی قوت زیادہ سے زیادہ موثر ہو کر بورڈوں کی کارکردگی کو بہتر بنا سکے لیکن یہ دیکھ کر تعجب ہوا ہے کہ نہ صرف پہلے سے قائم شدہ روایت کو ختم کیا جا رہا ہے بلکہ ہم نے اس سلسلے میں جو ترامیم پیش کی ہیں جناب سینئر وزیر ان کی مخالفت کر رہے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بورڈ میں جو ارکان ممبر ہوں گے اور چیئرمین کی حیثیت اور عہدے کے مقابلہ میں نسبتاً کم تر مناصب کے حامل ہوں گے ۔ کم تر حیثیت اس لئے کہ ہمارا تجربہ ہے اور عام طور پر بورڈوں کی میٹنگ میں چیئرمین جو فیصلہ کرتا ہے چیئرمین جو رائے دیتا ہے چیئرمین جو سفارش کرنا چاہتا ہے بورڈ میں عام طور پر اس پر عمل ہونے لگتا ہے اگر کچھ لوگ رکاوٹ بنتے ہیں اگر کچھ لوگ چیئرمین کی سفارشات اور تجاویز اور من مانی کارروائی کی مزاحمت کا باعث بنتے ہیں تو وہ اراکین اسمبلی ہوتے ہیں وہ اپنے آپ کو چیئرمین کا ماتحت نہیں سمجھتے جب کہ دوسرے اراکین ڈائریکٹر ایجوکیشن ہونے کے باعث ڈپٹی ڈائریکٹر ہونے کے باعث چیئرمین کی بلند حیثیت سے نہ صرف مرعوب ہوتے ہیں بلکہ مصلحتاً خاموش رہتے ہیں کہ وہ چیئرمین کسی وقت ان کا ڈائریکٹر جنرل لگ سکتا ہے اور ایسی صورت میں بورڈ کی میٹنگ کے دوران ان کی مخالفت دشمنی یا اختلاف کا باعث بھی ہو سکتی ہے ۔ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ مختلف تعلیمی اور تدریسی معاملات میں مختلف اراکین ایک وزن رکھنے کے باوجود اپنے موقف کو درست سمجھتے ہیں باوجود چیئرمین کی رائے سے بعض اوقات اختلاف نہیں کر سکتے جبکہ انہیں

یہ خوف ہوتا ہے کہ چیئرمین کسی وقت بھی ان کے خلاف کوئی بھی کارروائی کر سکتا ہے انہوں نے میرے سامنے یہ تسلیم کیا ہے کہ آپ کی بات بھی درست تھی آپ کا موقف بھی درست تھا مسئلہ بھی درست ہے۔ لیکن جناب والا۔ ہم مجبور ہیں کچھ مصلحتیں ہیں ہم اپنے چیئرمین سے اختلاف نہیں کر سکتے اور اس صورت میں میں نے یہ دیکھا ہے کہ وہ اراکین اسمبلی جو بورڈ کے ممبر ہیں وہی صرف اس پوزیشن میں تھے۔

(اس مرحلے پر میاں خورشید انور کرسی پر متمکن ہوئے۔)

جو چیئرمین کی اس غلط رائے سے غلط فیصلے سے اختلاف کر سکتے تھے اور انہوں نے اختلاف کیا اس لئے میں جناب والا۔ سینئر وزیر سے درخواست کرنا چاہوں گا کہ وہ ارکان اسمبلی کے احترام اور ارکان اسمبلی کی نمائندہ حیثیت اور ارکان اسمبلی کی با اختیار احتسابی قوت کے پیش نظر ہماری ترامیم کو قبول کر لیں اور ثانوی تعلیمی بورڈ میں علاقے کے ان اراکین اسمبلی کو چاہے ان کی تعداد دو یا تین ہو ہر صورت نمائندگی دیں ورنہ ثانوی تعلیمی بورڈوں سے جو توقعات قائم کی جا رہی ہیں ان کے تعلیمی اور انتظامی معاملات کو بہتر بنانے کا جو دعویٰ کیا جا رہا ہے ان کی تکمیل ممکن نہیں ہو سکے گی۔ جناب والا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں اس وقت جب کہ یہ بل زیر بحث ہے اور متعلقہ اہم کلاز ایوان کی منظوری کے لئے پیش کی گئی ہے ہر رکن اسمبلی کا فرض ہے کہ وہ اس سلسلے میں اپنی نمائندگی کے لئے آواز بلند کرے چونکہ یہ حزب اختلاف اور حزب اقتدار کا مسئلہ نہیں ہے یہ اس ایوان کی نمائندگی کا مسئلہ ہے ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ اس ایوان کی نمائندگی کو مختلف قانون سازی کے دوران محدود تر کیا جا رہا ہے بلکہ یکسر ختم کیا جا رہا ہے اس سے پہلے یونیورسٹیوں اور سنڈیکیٹ کے سلسلے میں اس ایوان کے اراکین کو نمائندگی دی گئی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ جب یونیورسٹی کی سطح پر اراکین اسمبلی کو نمائندگی دی گئی ہے تو اب ثانوی تعلیمی بورڈوں کی سطح پر ان کو نمائندگی سے کیوں محروم کیا جا رہا ہے۔ کیا حکومت اپنے ہی ارکان اسمبلی پر اعتماد نہیں رکھتی، کیا وہ سمجھتی ہے کہ ارکان اسمبلی ان بورڈوں کے قابل نہیں، کیا وہ سمجھتی ہے کہ ارکان اسمبلی کی موجودگی سے ان کی من مانی کاروائیوں کے سلسلے میں کوئی مداخلت کی جا سکتی ہے اگر وہ یہ چاہتی کہ اس طرح سے حزب اختلاف کو

نمائندگی مل جائیگی تو میں یہ بھی پیش کش کرنے کو تیار ہوں کہ آپ نمائندگی کا حق حزب اختلاف کو نہ دیجیے، اپنی ہی پارٹی کے ارکان کو دیجیے لیکن آپ کم از کم اس ایوان کو نمائندگی کے حق سے تو محروم نہ کیجیے کیونکہ یہ نمائندگی بورڈوں میں ایک موثر احتساب کی حیثیت اختیار کرے گی۔ جناب والا۔ اسی طرح سے میرا دوسرا اہم اعتراض یہ ہے کہ اس بورڈ کے ارکان منتخب کرنے کی بجائے نامزد کئے جائیں گے۔ اس سے پہلے یونیورسٹی کے سینٹ اور سنڈیکیٹ کے سلسلے میں عوامی خواہشات اور جذبات کے مطابق پہلی دفعہ انتخاب کو رائج کیا گیا تھا اور اس کا نہ صرف ہم نے خیر مقدم کیا بلکہ تمام تعلیمی حلقوں نے بھی اسے سراہا تھا کیوں کہ نامزدگی کے مقابلے میں مختلف شعبوں سے ان افراد کا انتخاب جو حال ایک بہتر اور مستحسن بات ہے۔ لیکن ہم نے دیکھا کہ پنجاب یونیورسٹی، زرعی یونیورسٹی اور اور انجینئرنگ یونیورسٹی کے بل چونکہ شروع میں ایک ساتھ منظور ہو گئے تھے اس لئے وہاں تو انتخاب کا یہ حق برقرار رکھا گیا لیکن اس کے بعد یونیورسٹیوں میں جب سینٹ اور سنڈیکیٹ کے اراکین کے تقرر کا طریقہ اختیار کیا گیا تو اس میں نامزدگی کو رائج کر دیا گیا۔ چونکہ حکومت انتخاب سے ڈرنے لگی ہے، چونکہ حکومت انتخاب کے ذریعے صحیح نمائندوں کو آگے لانے کا ارادہ نہیں رکھتی اور اب انتخابات کی بجائے وہ ہر معاملے میں نامزدگی کا طریق کار اپنانے پر تلی ہوئی ہے۔ چنانچہ آپ نے دیکھا ہے کہ یونیورسٹیوں ہی میں نہیں بلکہ بلدیاتی اداروں میں بھی نامزدگی کے طریق کار ہی کو اپنانے کے اعلانات کئے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پارٹی یا حکومت جو جمہوریت کو اپنا نصب العین اور سیاست قرار دیتی ہے، وہ جمہوریت کی اس بنیادی اقدار سے اس قدر انحراف کر رہی ہے کہ اب اپنے ارکان کو بھی انتخاب کے ذریعے کسی جگہ بھیجنے پر آمادہ نہیں۔ اس ایوان کو بھی انتخاب کا حق دینے کے لئے تیار نہیں۔ چنانچہ اس ثانوی تعلیمی بورڈ کے بل میں مختلف اراکین کے لئے نامزدگی کو ضروری قرار دیا گیا ہے حالانکہ اصولی اعتبار سے جناب عبدالخالق نے یونیورسٹیوں کے سلسلے میں اساتذہ کی مختلف تنظیموں کو اور طلباء کی یونینوں کو بھی انتخاب کا حق دینے کے سلسلے میں بیا طور پر قابل فخر دعوے کئے تھے اور ہم نے ان کی تائید کی تھی، ہم نے ان کے اس اقدام کو سراہا تھا۔ میں نہیں سمجھتا کہ آخر کیا بات

اب وہ کیا تبدیلی عمل ہو گئی ہے کہ ثانوی تعلیمی بورڈوں میں اور دوسرے تعلیمی اداروں میں انتخاب کی بجائے اب نامزدگی کے طریق کار کو اپنایا جا رہا ہے اور ہیڈ مسٹرسوں ، پرنسپلوں اور دوسرے ارکان کے تقرر کے سلسلے میں انتخاب کی بجائے نامزدگی ضروری سمجھی گئی ہے ۔ جناب والا ۔ نامزد کردہ شخص اور نامزد کردہ رکن کبھی اس اعتماد کا حامل نہیں ہوتا جو منتخب کردہ شخص ہوتا ہے ۔ ایک منتخب رکن اور ایک منتخب فرد میں جو عوامی اعتماد اور جو صلاحیت ہوتی ہے اور جو یقین ہوتا ہے وہ نامزدہ کردہ رکن میں مفقود ہوتا ہے کیوں کہ ایک طرف سے وہ اپنی نامزدگی کو کنٹرولنگ اتھارٹی کے احسان کی حیثیت دیتا ہے اور دوسری طرف اس پر یہ تلوار لٹکتی رہتی ہے کہ اس کی یہ نامزدگی کسی وقت بھی ختم کی جا سکتی ہے کیوں کہ نامزد کرنے والی شخصیت نامزد کردہ شخص کو کسی وقت بھی برطرف کر سکتی ہے ، معطل کر سکتی ہے ، سبکدوش کر سکتی ہے اس لئے وہ کبھی آزادی اور خود مختاری کے ساتھ اپنے فرائض انجام نہیں دے سکتا ۔ پھر اسے اپنے اس طبقے یا کلاس پر بھی وہ اعتماد حاصل نہیں ہوتا جو انتخاب کے نتیجے میں اسے وہ کلاس یا طبقہ بخشتا ہے ۔ اس لئے ہم نے اپنی ترامیم کے ذریعے یہ استدعا کی ہے یا مطالبہ کیا ہے کہ اس بورڈ میں ex-officio ارکان کے علاوہ باقی ارکان منتخب کئے جائیں اور انہیں ان کے متعلقہ شعبوں سے منتخب کیا جائے اور وزیر تعلیم کو ایسی حیثیت نہ دی جائے ، اس قدر مطلق العنانیت نہ بخشی جائے جہاں کہ پورے کا پورا بورڈ اپنی مرضی سے ، اپنے من مانے لوگوں پر مشتمل نامزد کر سکے ۔ جناب والا ۔ پھر یہ بھی ہوتا ہے کہ چونکہ وزیر متعلقہ چند افراد کو اپنی پسند کے مطابق نامزد کرتے ہیں اور جب وہ وزیر متعلقہ رخصت ہو جاتے ہیں تو نئے آنے والے وزیر اپنی مرضی کے لوگوں کو نامزد کرتے ہیں اور پچھلے اراکین کو برطرف کر دیتے ہیں ۔ اس طرح سے پسند اور ناپسند کا یہ سلسلہ اسی طور پر جاری رہتا ہے کہ متعلقہ ادارے اپنا کام یکسوئی اور یکجہتی کے ساتھ انجام نہیں دے سکتے ۔ اس لئے ہماری دردمندانہ گزارش ہے کہ اگر آپ واقعی ثانوی تعلیمی بورڈوں کو آزادی اور خود مختاری کے ساتھ کام کرنے کی اجازت دینا چاہتے ہیں تو ان میں نامزدگی کی بجائے انتخاب کی بنیاد پر اراکین کے تقرر کی گنجائش نکالیں اور بورڈ میں اراکین اسمبلی کو نمائندگی کا حق دیں ۔ پھر وزیر تعلیم کے

اختیارات کو اس حد تک محدود کریں کہ وہ بورڈ کی آزادی اور خود مختاری پر خوف اور دہشت کی تلوار نہ لٹکا سکے ۔ جب تک ایسا نہیں ہوگا یہ بورڈ اپنے اغراض و مقاصد کی تکمیل ہی میں ناکام نہیں رہیں گے بلکہ اپنی روزمرہ کی کارکردگی کو بھی بہتر اور موثر طور پر انجام نہیں دے سکیں گے یہ انہیں بہتر نہ بنا سکیں گے ۔ اس لئے میں آپ کے توسط سے اس ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ہماری ضروری اور اہم ترامیم کو قبول کریں ، کیونکہ یہ ان کے مفاد میں ہے ، اس ایوان کے لئے بھی لازمی ہے اور تعلیمی اور عوامی مفادات بھی ان کی قبولیت کا تقاضا کرتے ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ ایوان خود اور اپنے اراکین کے مفادات ہی کا محافظ نہیں ، بلکہ عوام کے مفادات کا بھی امین ہے ۔ اس لئے آج ہمیں اس اہم ضمن کو منظور کرتے وقت اپنے اس فریضے کو ادا کرنا ہے ۔ اور نہ صرف اس ایوان کو نمائندگی دینی ہے ، نہ صرف عوام کے مختلف طبقوں کو انتخابات کے ذریعے نمائندگی کا حق بخشنا ہے ، بلکہ ان بورڈوں کے تعلیمی مقاصد کی تکمیل کی راہ بھی ہموار کرنی ہے ۔ اگر یہ ایوان اپنے اس فریضے میں ناکام رہا تو مستقبل میں اسے ناقابل معافی قرار دیا جائے گا اور مستقبل کی نسلیں ان سے اس کوتاہی اور غفلت کا جواب طلب کرنے میں حق بجانب ہوں گی ۔ شکریہ ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب سپیکر ۔ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کا بنیادی مقصد امتحان لینا ہے اور امتحان ایک sensitive چیز ہے اس میں بہت سی بے ضابطگیوں کو روکنا ہے جن کی طرف بار بار اس ایوان میں بھی اور پریس میں بھی توجہ دلائی جاتی ہے ۔ اور دوسری طرف یہ بھی خواہش ہے کہ اس بورڈ کا انتظام چلانے کے لئے ماہرین تعلیم اس میں شامل کئے جائیں ۔ اس بات کی بھی حفاظت کرنی ہے کہ جو ماہران تعلیم اس میں شامل کئے جائیں وہ منتخب شدہ ہوں میں ڈاکٹر عبدالخالق اپنے تجربے کی بنا پر کہتا ہوں کہ نامزدگی میرے تجربے ہی کی بنا پر کی گئی جب یہ حضرات منتخب ہو کر آتے ہیں تو یہ اپنی ڈیوٹی سمجھتے ہیں کہ اپنی الیکٹوریٹ کو ایگزامینرز بنوالیں ، انہیں پیپرز دیں اور مختلف کام جس کی بنا پر الیکٹوریٹ کو نوازیں ۔ یہ میرے تجربے پر مبنی تھا ۔ اس وجہ سے قانون میں یہ تبدیلی کی گئی کہ ان حضرات کو نامزد کیا

جائے گا۔ اب اس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ صاحبان جن کا نام یہاں گلاز 5 بیر ، چھ ، سات ، آٹھ اور نو میں ہے ، کیوں نامزد ہوں ۔ میں اپنے تجربے کی بنا پر کہہ رہا ہوں کہ جب ان کو منتخب کیا جاتا تھا تو یہ اپنی الیکٹوریٹ کو مختلف قسم کی مراعات دینا ہی اپنا کام سمجھتے تھے ۔ بورڈ کے امتحانات کو ٹھیک طرح سے چلانے یا یہ دیکھنا کہ اس میں کوئی غلطی نہ ہو ، اس کو ثانوی اہمیت دیتے تھے ۔ اولین اہمیت یہ تھی کہ اپنی الیکٹوریٹ کو خوش کرنا چاہتے تھے ۔ اس وجہ سے الیکشن کی بجائے نامزدگی کا طریقہ اپنایا گیا ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ یہ بہتر سسٹم ہوگا ۔ اس سے یہ ہوگا کہ یہ حضرات جو اس میں کام کریں گے ، واقعی یہ سمجھیں گے کہ ہم کسی الیکٹوریٹ سے منتخب ہو کر نہیں آئے اور نہ انہیں اسے نوازنا ہے ۔ بلکہ ہمارا کام یہ ہے کہ اس بورڈ کا امتحان لینے کا کام ، جو بڑا sensitive اور اہم کام ہے ۔ ایسا کام ہے جس پر عوام کی نظر ہمیشہ لگی رہتی ہے ۔ پریس میں بھی اس پر مختلف قسم کی تنقید ہوتی رہتی ہے ۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ جو تین چار categories میں ہم نے نامزدگی اختیار کی ہے وہ تجربے کی بنا پر ہے ۔ اور یقیناً اس سے بورڈ کی کارکردگی میں بہتری ہوگی اور اس میں جو بے ضابطگیاں ہم نے نوٹ کی تھیں جو منتخب ہونے کی وجہ سے ہوتی تھیں وہ نہیں ہوں گی ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی جتنے ماہرین تعلیم بورڈوں میں شامل کئے گئے ہیں یہ بھی پہلے سے زیادہ ہیں اور بڑے اعلیٰ رتبے کے لوگ شامل کئے گئے ہیں تاکہ وہ اپنی رائے بغیر کسی خوف اور بغیر مرعوب ہونے دے سکیں ۔ کیونکہ وہ بڑے عہدوں کے حامل ہوتے ہیں ، اس لئے یہ دونوں اعتراض ، کہ ایک تو یہ نامزدگی کیوں کی گئی اور دوسرے یہ کہ یہ لوگ چونکہ نامزد ہوں گے ، اس لئے خوفزدہ ہوں گے ۔ میں اس کے برعکس دلیل دیتا ہوں ۔ چونکہ یہ منتخب شدہ نہ ہوں گے ، اس لئے اپنی الیکٹوریٹ کو خوش کرنے کی بجائے بورڈ کا کام ٹھیک طرح سے چلائیں گے ۔ مجھے یقین ہے کہ بورڈ کے کام میں بہتری ہوگی ۔ جناب والا ۔ میں اپنے تجربے کی بنا پر اس ایوان میں یہ بھی لانا چاہتا ہوں کہ اس بورڈ کی ہم نے جو کمپوزیشن کی ہے ، اس سے ایک طرف تو ماہرین تعلیم اس میں شامل کئے گئے ہیں اور دوسری طرف یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ان کی رائے پر کوئی خوف نہ ہو اور وہ آزادانہ بورڈ کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے اپنی رائے دے سکیں ۔ بہت شکریہ ۔

Mr. Speaker: The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, para (ii) be deleted and the subsequent paras be re-numbered accoydingly.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker: The question is :-

That in sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, in para(ii), a comma and the words "or a University Professor nominated by him", occurring in lines 1-2, be deleted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :-

That in sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, in para (iii), for the word "Region", occurring in line 1, the word "Division" be substituted.

(*The motion was carried*)

Mr. Speaker : The question is :-

That in sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, for para (iv), the following be substituted, namely :-

(iv) the Director of Technical Education, Punjab, Lahore or his nominee;.

(*The motion was carried*)

Mr. Speaker : The question is :-

That in sub-clause (1) of Clause 5

of the Bill, in para (v), between the word "University" and the semi-colon appearing in line 2, the words "duly elected by the Syndicate" be inserted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker: The question is :-

Thas in sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, in para (v), between the word "University" and the semi-colon appearing at the end, the words "to be elected by the Syndicate" be inserted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :-

That in sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, in para (vi), for the words "nominated by the Controlling Authority", occurring in line 3, the words "elected by the Principals of the Degree Colleges", be substituted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, in para (vii), for the words "nominated by the Controlling Authority", occurring in line 3, the words, "elected by the Principals of the Intermediate Colleges" be substituted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :-

That in sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, for para (viii), the following be substituted, namely :-

(viii) two Headmasters of Schools situated within the jurisdiction of the Board to be elected by the Headmasters of the Schools;.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, for para (viii), ths following be substituted, namely :

(viii) two Headmasters and one Headmistress of Schools situated within the jurisdiction of the Board to be elected by the Headmasters and Headmistresses of Schools respectively;.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, in para (viii), for the words "two Headmasters or Headmistresses", occurring in line 1, the words "one Headmaster and one Headmistress" be substituted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, in para (viii), for the words "or Headmistress" occurring in line 1, the words "and one Headmistress" be substituted.

(*The motion was carried*)

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, in para (viii), for the words "nominated by the Controlling Authority" occurring in line 3, the words "elected by the Headmasters and Headmistresses of the Schools" be substituted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, para (ix) be deleted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker ; The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, in para (ix), the full stop appearing at the end be replaced by a semi-colon and after para (ix) so amended, a new para be added as para (x), namely :

(x) one Headmistress of School situated within the jurisdiction of the Board to be elected by the Headmistresses of the Schools.

(*The most was lost*)

Mr. Speaker ; The question is :

That sub-clause (2) of Clause 5 of the Bill, be deleted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (2) of Clause 5 of the Bill, for the word "nominated" occurring in line 1, the word "elected" be substituted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (3) of Clause 5 of the Bill, for the word "three" occurring in line 2, the word "two" be substituted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (4) of Clause 5 of the Bill, between the words "appointed" and "by" occurring in line 1, the words "or elected" be inserted.

(*The motion wos lost*)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 5 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 18)

مسٹر سپیکر : اب کلاز 18 زیر غور ہے - سید تابش الوری (مخدوم زادہ سید حسن موجود نہیں ہیں) -

سید تابش الوری : جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 18 حذف کر دی جائے -

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That Clause 18 of the Bill, be deleted.

Minister for Finance : Opposed.

مسٹر سپیکر : ترمیم نمبر 2 سید تابش الوری (مخدوم صاحب نہیں ہیں)

سید تابش الوری : جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 18 کی تحتی ضمنی 2 کا پیرا سوم حذف کر دیا جائے ۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That para (iii) of sub-clause (2) of Clause 18 of the Bill, be deleted.

Minister for Finance : Opposed.

Chaudhary Muhammad Haneef : Sir, the House is not in quorum.

Mr. Speaker : Let there be a count.

Let the bells be rung.

(اس مرحلہ پر گھنٹی بجی شروع ہو گئی)

مسٹر سپیکر : اب کورم ہو گیا ہے ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 18 کی تحتی ضمن (2) کا پیرا چہارم حذف کردیا جائے ۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That para (iv) of sub-clause (2) of Clause 18 of the Bill, be deleted.

Minister for Finance : Opposed.

Begum Rehana Sarwar : Sir, I move :

That is Clause 18 of the Bill,———

(a) in sub-clause (2),———

(i) in paragraph (iii), the word "and" be added at the end ;

(ii) in paragraph (iv), for the semi-colon and the word "and", a full—stop be substituted ;

(iii) after paragraph (iv) as so amended, paragraph (v) be deleted ;

(b) for the existing sub-clause (3), the following be substituted, namely:-

(3) In addition to the Committees mentioned in sub-section (2) of this section, a Board may appoint such committees or sub-committees as it may deem necessary. " ; and

(c) After sub-clause (3) as so substituted, the following new sub-clause (4) be added, namely:-

(4) A committee may appoint such sub-committees as it may consider necessary.

Mr. Speaker : The motion is :

That in clause 18 of the Bill,———

(a) in sub-clause (2),———

(i) in paragraph (iii), the word "and" be added at the end ;

(ii) in paragraph (iv), for the semi-colon and the word ; "and", a full—stop be substituted ;

(iii) after paragraph (iv) as so amended, paragraph (v) be deleted ;

(b) for the existing suc-clause (3), the following be substituted, namely :—

(3) In addition to the Committees mentioned in sub-section (2) of this section, a Board may appoint such committees or sub-committees as it may deem necessrary. ; and

(c) After sub-clause (3) as so substituted, the following new sub-clause (4) be added, namely :-

(4) A committee may appoint such sub-committees as it may consider necessary.

سید قابض الوری : جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 18 کی ذیلی ضمن 2 کے پیرا (5) میں وارد ہونے والے الفاظ "قواعد کی رو سے" حذف کر دئے جائیں ۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in sub-clause (2) of Clause 18 of the Bill, in para (v), the words "by regulation" occurring in line 2, be deleted.

Minister for Finance : Opposed .

سید تابش الوری : جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 18 کی تحتی ضمن 3 حذف کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ اب کس طرح سے ہو سکتی ہے اس کے بعد کی کلازیں آپ کر چکے ہیں جس میں کمیٹی کا ذکر آتا ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ۔ اس میں ذکر نہیں ہے یہ علیحدہ ہے ۔

مسٹر سپیکر : اگر آپ کمیٹی کو ختم کر دیں گے تو اگلی کلازوں کا کیا مطلب ہوگا کہ کمیٹی یہاں یہ فنکشن کرے گی وہ فنکشن کرے گی ؟

سید تابش الوری : تو پھر اس کو رہنے دیں ۔

جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 18 کی تحتی ضمن 3 کے بعد مندرجہ ذیل نئی تحتی ضمن 4 ایزاد کی جائے ۔

(4) مشترکہ تعلیمی مجلس قانون ہذا کے تحت قائم کردہ یا ازسرنو تشکیل کردہ تمام بورڈوں کے لئے نصابات وضع کریگی اور پرچے سیٹ کرنے والوں اور ممتحن اعلیٰ کا تقرر کریگی ۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That after sub-clause (3) of Clause 18 of the Bill, the following new sub-clause (4) be added, namely :—

(4) The joint academic committee prescribe the courses and appoint the paper setter and Head Examiners for all the Boards constituted or reconstituted under this Act.

Minister for Feinauee : Opposed.

سید تابش الوری : جناب والا ۔ بل کی ضمن 18 بورڈوں کی مجالس کے قیام سے متعلق ہے اور اس میں کہا گیا ہے کہ بورڈوں کی مشترکہ تعلیمی مجلس ہوگی ۔ جو قائم کردہ یا ازسرنو تشکیل کردہ تمام بورڈوں کے لئے نصابات وضع کرے گی ۔ پھر اسی ضمن کے تحت 4 مجالس کے قیام کا

اختیار بھی مشترکہ تعلیمی مجلس کے ذریعہ بورڈ کو دیا گیا ہے ان مجالس میں مجلس مالیات ، مجلس تقرری درجہ سیٹ کرنے کی مجلس اور مجلس نصابات شامل ہیں ۔ اس ضمن کے تحت موجودہ جاری شدہ روایت کو ختم کر کے ایک نئی روایت قائم کی جارہی ہے اور وہ روایت ہے مشترکہ تعلیمی مجلس کا قیام ۔ اس ضمن کے تحت بورڈ کو یہ اختیار دیا جا رہا ہے بلکہ حکومت کو یہ اختیار دیا جا رہا ہے کہ وہ بورڈوں کی ایک مشترکہ تعلیمی مجلس بنائے جب کہ اس وقت موجودہ صورت میں ہر بورڈ کی اپنی ایک علیحدہ تعلیمی مجلس موجود ہے ۔ ان کا الگ وجود ختم کر کے ایک مشترکہ تعلیمی مجلس کا قیام بظاہر ایک اچھی بات معلوم ہوتا ہے لیکن عملاً ماہرین تعلیم کے نزدیک اس وجہ سے نہ صرف یہ کہ بے شمار قباحتیں پیدا ہونگی بلکہ ایک ایسی صورت حال پیدا ہو جائے گی ۔ جس کی وجہ سے مشترکہ تعلیمی مجلس اپنے کام کو انجام دینے میں کامیاب نہیں ہو سکے گی ۔ جناب والا ۔ اس وقت بورڈوں ہی کی نہیں بلکہ یونیورسٹی میں بھی الگ الگ تعلیمی مجلس موجود ہے انہیں یکجا اور مشترکہ صورت دینے کی وجہ صرف یہی بیان کی جاسکتی ہے کہ ہم اس طرح سے مختلف بورڈوں کے درمیان ایک تعلیمی اور حکمت عملی کی ہم آہنگی پیدا کرنا چاہتے ہیں اور ایک ایسی پالیسی مرتب کرنا چاہتے ہیں جس کے تحت تمام بورڈ یکساں طور پر عمل پیرا ہو سکیں ۔ لیکن دیکھنا ہے کہ عملی طور پر یہ ممکن بھی ہو سکتا ہے یا نہیں ۔ اس وقت تعلیمی کمیٹی تو مشترکہ ہو گی لیکن نصابی کمیٹیاں ہر بورڈ کی الگ الگ ہوں گی جیسا کہ سینئر وزیر صاحب کو یہ معلوم ہے کہ اب نئی سٹڈی سکیم کے تحت ایک سو سے زیادہ مضامین ایسے ہیں جن میں طلباء اپنی مرضی اور رجحان کے مطابق علمی اور پیشہ وارانہ مضامین کا انتخاب کیا کریں گے اور ایک مضمون کے لئے ایک الگ نصابی کمیٹی ہوتی ہے ۔ لیکن اگر آپ چند مضامین یکجا کر کے بھی کمیٹیوں کی تعداد کم کر دیں تو بھی 50 کے قریب نصابی کمیٹیاں ایک بورڈ میں قائم کرنا پڑیں گی ۔ مضامین کے اعتبار سے نصابی کمیٹیوں کا قیام چونکہ لازمی ہوتا ہے اس لئے اگر دو دو تین تین مضامین ملا دیے جائیں تب بھی نصابی کمیٹیاں کی تعداد تقریباً پچاس ہو جائے گی پھر اس وقت اس بل کے تحت پنجاب میں تقریباً چھ ثانوی تعلیمی بورڈ قائم ہوں گے اور ہر بورڈ میں تقریباً پچاس نصابی کمیٹیاں ہوں گی اس اعتبار سے تین سو نصابی کمیٹیوں کے قیام پر ایک

مشترکہ تعلیمی مجلس کام کرے گی ۔ تین سو نصابی کمیٹیوں کو ایک مشترکہ تعلیمی مجلس deal کرے گی اور اس تعلیمی مجلس میں خود تقریباً ایک سو سے زیادہ افراد ہوں گے ۔ آپ اندازہ کیجئے کہ مشترکہ تعلیمی مجلس کے ایک سو ارکان تین سو نصابی کمیٹیوں کو نپٹیں گے ۔ پھر یہ نظام اس طور پر اتنا وسیع و عریض ہو جائے گا کہ مشترکہ تعلیمی مجلس اپنے مقاصد کو حاصل نہیں کر سکے گی بلکہ اتنی بڑی تعداد میں اراکین نصابی کمیٹیوں کا اکٹھا ہونا اور پھر ان سب کی جانب سے مشترکہ تعلیمی مجلس کا فیصلہ کرنا ایک ایسا طویل عمل ہوگا جس کی وجہ سے بورڈ کی اجتماعی کارکردگی بری طرح سے متاثر ہو گی ۔ جناب والا ۔ اس وقت جو طریقہ رائج ہے ۔ وہ نسبتاً آسان ہے ۔ اس کو رائج رہنے دینا چاہئے ۔ وہ طریقہ کار یہ ہے کہ اس وقت ہر بورڈ کی اپنی اپنی تعلیمی مجالس ہیں اور وہ اپنے بورڈ کی نصابی کمیٹیوں کے کام میں رابطہ پیدا کرتی ہیں ۔ اور ظاہر ہے کہ ایک تعلیمی مجلس اپنی 50 نصابی کمیٹیوں سے آسانی سے نپٹ سکتی ہے ۔ کیونکہ ان کے فرائض اور دائرہ کار محدود ہوں گے ۔ پھر چیئرمینوں کی کمیٹیاں الگ قائم کی گئی ہیں ، انکا کام یہ ہے کہ وہ ڈویژنل سطح پر ، صوبائی سطح پر ، اور پھر وفاقی سطح پر ہم آہنگی کا کام انجام دیتی ہیں ۔ جناب والا ۔ ایک طرف ہم نے ڈویژنل اور صوبائی سطح پر یہ کمیٹیاں قائم کی ہیں ، اور دوسری طرف وفاقی حکومت نے نصاب کے سلسلہ میں وفاقی کمیٹی قائم کر رکھی ہے ۔ اب صورت یہ ہے کہ ہم نصاب کے سلسلہ میں وفاقی نصابی کمیٹی کی ہدایات کے پابند ہیں ، وہ پورے ملک کے لئے ایک حکمت عملی تیار کرتی ہے ۔ اور وہ پھر صوبوں کے حوالے کر دیتی ہے ۔ لیکن اب وہاں دو عملی کی صورت یہ ہے کہ اس کے بعد پھر ہر بورڈ کی الگ الگ نصابی کمیٹی قائم کی جا رہی ہیں ۔ اور ظاہر ہے کہ ان کو آزادی کے ساتھ اس لئے کام کرنے کی اجازت نہیں ہو گی ۔ کہ وہ وفاقی نصابی کمیٹی کے محتاج ہوں گے ۔ اس لئے ان تضادات کو ختم کرنے کے لئے اور اراکین کی اس تعداد کو محدود کرنے کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہر بورڈ کی اپنی الگ تعلیمی مجلس قائم کی جائے گی ۔ اور تعلیمی مجلس اس بورڈ کے حدود کار کے اندر نصابی کمیٹیوں کے مطالبات طے کرے ۔ ان کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرے ۔ اور اس علاقے کی ضرورت اور تقاضوں کے مطابق

تعلیمی کمیٹیوں کی سفارشات منظور کرے گی۔ جناب والا۔ جب تک یہ ہو گا، اس وقت تک بورڈ کی اجتماعی حکمت عملی بھی متاثر ہو گی۔ اور مشترکہ تعلیمی مجلس اس مقصد کی تکمیل نہیں کر سکے گی۔ جس کے لئے اسے قائم کیا جا رہا ہے اور اس سے توقع یہ کی جا رہی ہے کہ وہ بورڈ کے صوبوں کے بورڈوں کی تعلیمی کمیٹیوں میں ہم آہنگی پیدا کر کے پہلے سے زیادہ کارکردگی کا مظاہرہ کر سکیں گے۔ اس لئے میں آپ کے توسل سے درخواست کرتا ہوں کہ ہماری ان ترامیم کو قبول کر لیا جائے جن کے تحت ہم نے ایک مشترکہ تعلیمی مجلس کی بجائے ہر بورڈ کی الگ الگ تعلیمی مجلس بنانے پر زور دیا ہے اور اس بات پر اصرار کیا ہے کہ اس طرح سے بورڈ کی کارکردگی بہتر ہو سکے گی۔ اور مشترکہ تعلیمی مجلس کے قیام کے ساتھ اس کی کارکردگی اس کی حکمت عملی اور اس کے انتظامی معاملات یا نصاب امور کے طے کرنے میں انتہائی دقت اور ناممکن العمل صورت پیدا ہو جائے گی۔ اس لئے میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ ہماری ان تجاویز کو حزب اختلاف یا حزب اقتدار کی بنیاد پر نہیں بلکہ خالصتاً تعلیمی اور تدریسی بنیاد پر منظور کیا جائے۔ شکریہ۔

وزیر خزانہ: جناب والا۔ سارے قانون کی ضرورت ہی اس لئے محسوس ہوئی تھی کہ طلباء پنجاب کے مختلف علاقوں میں امتحان دیتے ہیں ان میں بعض اوقات سلیبس مختلف ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات امتحان کے طریقہ میں کافی اختلاف ہوتا ہے۔ امتحان کی تاریخوں میں بھی اختلاف ہوتا ہے۔ ان طلباء نے بعض اوقات کسی ایک ادارے میں یا میڈیکل کالج میں داخلہ کے لئے، انجینئرنگ کالج میں داخلہ کے لئے، پبلک سروس کمشن کے امتحانات کے لئے مقابلہ کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے اس قانون کے ذریعہ یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ سارے پنجاب میں انٹرمیڈیٹ اور ثانوی تعلیم کے نظام میں یکسانیت پیدا کی جائے۔ اس لئے یہ جالیٹ اکیڈمک کمیٹی قائم کی جا رہی ہے۔ اس کی تو تعریف کرنا چاہئے تھی۔ لیکن یہ کہا گیا کہ بڑی مشکل ہوگی، بہت بڑا پنجاب ہے، کبھی پنجاب یونیورسٹی بھی تو سارے پنجاب کا امتحان لیتی تھی، لیکن اس میں چونکہ تمام بورڈ ایک یکساں پالیسی اور جو حکمت عملی متعین کی جائے گی، اس کے بعد ہر بورڈ کی اپنی اپنی کمیٹیاں ہیں، اس پر عمل درآمد کریں گی، جناب والا۔ یہ تو نہایت حسین امتزاج

ہے کہ اوپر پالیسی ایک ہو گی - لیکن اس پالیسی کے نیچے عمل درآمد کرنے کے لئے یا لاگو کرنے کے لئے مختلف طریقے ہوں گے یہ ایک چترائن combinition ہے کسی جگہ پر کسی کام پر ، کسی کام کو چلانے کے لئے کسی منصوبہ بندی کی ، کسی حکمت عملی کے راہنما اصول تو ایک ہوں لیکن ان کے نفاذ کے لئے اپنے علاقوں کے متعلق یا جو ریڈ لسٹ جس کا ذکر کیا گیا ہے کہ یہ واقعی ایک نئی اور انقلابی چیز ہم شروع کر رہے ہیں ، کہ طلباء کو انتخابات کے لئے اب بہت سے مضامین ٹیکنیکل اور مضامین ایک زیڈ لسٹ شائع کی گی ہے اور یہ بہت اچھی بات ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لئے اس بورڈ میں تمام انتظامات کئے گئے ہیں ، اور خاص کر جائنٹ اکیڈیمک کمیٹی اور اس کے نیچے ہر بورڈ کی اپنی کمیٹی ہو گی - بہت بہت شکریہ -

Mr. Speaker : The question is :-

That Clause 18 of the Bill, be deleted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker The question is :-

That para (iii) of sub-clause (2) of Clause 18 of the Bill, be deleted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :-

That in Clause 18 of the Bill,————

(a) in sub-clause (2), ————

(i) in paragraph (iii), the words "and" be added at the end;

(ii) in paragraph (iv), for the semi-colon and the word "; and", a full—stop be substituted;,

(iii) after paragraph (iv) as so ameded, paragraph (v) be deleted;

(b) for the existing sub-clause (3), the following be substituted namely :-

(3) In addition to the committee mentioned in sub-section (2) of this section, a Board may appoint such committees or sub-Committees as it may deem necessary."; and

(c) After sub-clause (3) as so substituted, the following new sub-clause (4) be added, namely." .

(4) A committee may appoint such sub-committees as it may consider necessary.

(*The motion was carried*)

Mr. Speaker : The question is :-

That para (iv) of sub-clause (2) of Clause 18 of the Bill be deleted.

(*The motion was lost*)

مسٹر سپیکر : ترمیم نمبر 32 ہاؤس میں پیش نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ infractuous ہو گئی ہے ترمیم نمبر33 move نہیں ہو ئی تھی لہذا اب نمبر 34 پیش کی جاتی ہے -

Mr. Speaker : The question is :-

That after sub-clause (3) of Clause 18 of the Bill, the following new sub-clause (4) be added namely :-

(4) The joint academic committee shall prescribe the courses and appoint the peper setter and Head Examiners for all the Board constituted or re-constituted under this Act.

(*The motion was lost*)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 18 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker : There shall be a tea break for 30 minutes and we shall reassemble at ten to twelve.

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

(کلاز 2)

Mr. Speaker : Clause 2 is under consideration. Amendment No. 86.

Syed Tabish Alwari : Not moved Sir.

Mr. Speaker : No other mover is present. Amendment No. 87.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amend ment :-

> That in para (a) of Clause 2 of the Bill, the words "or re-constituted" occurring in line 2, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :-

> That in para (a) of Clause 2 of the

Bill, the words "or re-constituted occurring in line 2; be deleted.

Minister for Finance : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 88.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amedment :-

That in para (a) of Clause 2 of the Bill, between the figure "3" and the semi-colon appearing at the end, the words "of this Act" be inserted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :-

That in para (a) of Clause 2 of the Bill, between the figure "3" and the semi-colon appearing at the end, the words "of this Act" be inserted.

Minister for Finance : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 89.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :

That in para (f) of Clause 2 of the Bill, between the figure "11" and the semi-colon appearing at the end, the words "of this Act" be inserted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :-

That in para (f) of Clause 2 of the Bill, between the figures "11" and the semi-colon appearing at the end, the words "of this Act" be inserted.

Minister for Finance : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 90.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amend ment :-

> That in para (t) of Clause 2 of the Bill, between figure "4" and the full stop appearing at the end, the words "of this Act" be inserted.

Mr. Speaker; The amedment moved is :-

> That in para (t) of Clause 2 of the Bill, between figure "4" and the full stop appearing at the end, the words "of this Act" be inserted.

Finance Minister : Opposed.

سید تابش الوری جناب والا ۔ یہ فنی ترامیم ہیں اور میں ان پر کوئی تقریر تو نہیں کرتا اگر جناب وزیر موصوف اس سلسلہ میں متفق ہوں تو ہماری یہ ترامیم قبول کر کے ان کو فنی طور پر بہتر بنایا جائے ۔

Mr. Speaker : The question is :-

> That in para (a) of Clause 2 of the Bill, the words "or re-constiuted" occurring in line 2. be deleted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :-

> That in para (a) of Clause 2 of the Bill, between the figure "3" and the semi-colon appearing at the end, the words" "of this Act" be inserted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :-

That in para (f) of Clause 2 of the Bill, between the figure "11" and the semi-colon appearing at the end, the words" "of this Act" be inserted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :-

That in para (ı) of Clause 2 of the Bill, between the figure "4" and the semi-colon oppearing at the end, the words "of this Act" be inserted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question before the House is :-

That Clause 2 do stand part of the Bill.

(*The motion was carried*)

(کلاز - 1)

Mr. Speaker : Clause 1 is under consideration. Amendment No. 91.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :-

That in sub-clause (1) of Clause 1 of the Bill, for the figures "1975" occurring in line 2, the figures "1976" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :-

That in sub-clause (ا) of Clause 1 of the Bill, for the figures "1975" occurring in line 2, the figures "1976"

be substituted.

Minister for Finance : Accepted.

Mr. Speaker : Amendment No. 92.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :-

> That for sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill, the following be substituted, namely :-
>
> (2) It shall come into force at once.

Mr. Speaker : The amendment moved is :-

> That for sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill, the following be subtituted, namely :-
>
> (2) It shall come into force at once.

Minister for Finance : I opposed it.

Mr. Speaker : Amendment No. 93.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :-

> That in sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill, between the words "date" and "as" occurring in line 1, the words "not being later than 90 days from the day of passage of this Bill" be inserted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill, between the words "date" and "as" occurring in line 1, the words "not being later than 90 days from the day of passage of this Bill, be inserted.

Minister for Finance : Opposed.

سید قائم الوری : جناب سپیکر ۔ ثانوی تعلیمی بورڈوں کا یہ بل اگرچہ آج منظور کیا جا رہا ہے اور اس کے تحت تین نئے بورڈ بہاولپور گوجرانوالہ راولپنڈی میں قائم کئے جانے ہیں اور ان بورڈوں کی تشکیل ہونی ہے جو پہلے سے کام کر رہے ہیں لیکن اس بل میں یہ کہیں درج نہیں ہے کہ یہ قانون کب سے نافذ العمل ہو گا ۔ ضمن (1) میں کہا گیا ہے کہ یہ قانون اس وقت نافذالعمل ہو گا جب حکومت اس سلسلہ میں نوٹیفکیشن جاری کرے گی اور نوٹیفکیشن جاری کئے جانے کے لئے کسی معیاد یا پابندی کا ذکر نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ ہم ثانوی تعلیمی بورڈ کے قیام کا مطالبہ گزشتہ کئی سال سے کر رہے ہیں اور ہر بار ہمارے مطالبے کے جواب میں وزراء کی جانب سے یہ مژدہ سنایا جاتا رہا ہے کہ عنقریب بورڈوں کا قیام عمل میں آ جائے گا بالخصوص بہاولپور کے سلسلہ میں ثانوی تعلیمی بورڈ کے قیام کے مطالبے کو غیر معمولی اہمیت حاصل رہی ہے اور اسی سلسلہ میں اپنی دور افتادگی کے باعث اور مقامی مسائل پر طے کرنے کے لئے اسی ضرورت کا حکمران پارٹی نے بھی احساس کیا ہے کہ اس بورڈ کو جلد از جلد قائم ہونا چاہئے ۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ تین وزراء اعلیٰ تبدیل ہو چکے ہیں اور جناب سینئر وزیر ابھی وزارت تعلیم سے وزارت خزانہ پر فائز ہو گئے ہیں لیکن ان کے اپنے اعلانات پر ابھی تک اس لئے عمل درآمد نہیں کیا گیا کہ حکومت نے کسی مرحلہ پر بھی کسی تاریخ کا تعین نہیں کیا تھا البتہ ہر دفعہ اس ایوان میں انہوں نے ہم سے یہ وعدہ ضرور کیا اور یقین دہانی ضرور کروائی کہ اگلے سال کے بجٹ میں باقاعدہ طور پر انٹرمیڈیٹ بورڈ قائم کیا جائے گا ۔ اور اگر کوئی بورڈ قائم ہوا تو وہ بہاولپور میں قائم ہو گا ۔ لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا ان کا یہ وعدہ ابھی تک شرمندہ تعبیر نہیں ہوا اور آج جب کہ ہم اس بل کو منظور کر رہے ہیں اس بل میں بھی کہیں تاریخ کا تعین موجود نہیں ہے اس لئے میں آپ کے توسط سے جناب سینئر وزیر سے یہ یقین دہانی چاہوں گا کہ اس سلسلہ میں کس حد تک سنجیدہ ہیں اور کیا انہوں نے کوئی معیاد یا تاریخ متعین کی ہے جس پر ان بورڈوں کا قیام بہاولپور ، گوجرانوالہ یا راولپنڈی میں عمل میں آ جائے گا ۔ ہم نے اپنی ترامیم کے ذریعے یہ واضح کرنے کی کوشش کی ہے اور ایک معیاد مقرر کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ قانون فوری طور پر نافذ العمل ہو ۔ اگر اس کو فوری طور پر نافذ العمل

مناسب نہ سمجھا جائے یا کسی وجہ سے ممکن نہ ہو تو پھر ہم نے دوسری یہ ترمیم پیش کی ہے کہ کم از کم اس قانون کی منظوری کے بعد 90 دن سے زیادہ بورڈوں کے قیام میں تاخیر نہ ہو ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اتنی واضح سادہ اور ضروری ترمیم ہے کہ اگر واقعی حکمران جماعت ان بورڈوں کے قیام کے سلسلہ میں سنجیدہ اور مخلص ہے اور دیانتداری سے ان کو قائم کرنا چاہتی ہے تو پھر اسے اس سلسلہ میں اس ہاؤس کے سامنے اس قانون کے ذریعہ یہ commitment کرنا ہو گی کہ ان بورڈوں کے قیام کو تین ماہ سے زیادہ عرصہ نہ لگے گا ۔ بلکہ میں یہاں تک کہوں گا کہ اگر انہیں دقت ہے تو اس میں مزید ترمیم کر کے وہ یہ کر سکتے ہیں 6 ماہ کے اندر اندر ان بورڈوں کا قیام عمل میں آئے گا ۔ لیکن ایک تاریخ ایک میعاد کا تعین ضروری ہے ۔ ہم نے ماضی میں بڑے تلخ تجربات کئے ہیں اور حکمران جماعت کی طرف سے مختلف وعدوں کا بری طرح سے انحراف دیکھا ہے ۔ اس لئے میں آپ کے توسط سے اس ایوان سے گزارش کروں گا کہ جس طرح سے وہ ہر قانون میں ایک میعاد کا تعین ضروری سمجھتی ہے اس طرح اس قانون کے نفاذ کے لئے بھی ایک میعاد اور عرصہ کا تعین کرے تاکہ وہ اس بات پر اطمینان کر سکیں کہ اس قانون کی منظوری کے بعد وہ اس میعاد کے اندر اندر بورڈوں کے قیام سے مستفید ہو سکیں گے ۔ شکریہ ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ اس سلسلہ میں ہم یہ پہلے بھی یقین دہانی کرا چکے ہیں اور یہ کہا گیا ہے کہ جب کوئی نیا بورڈ بنے گا تو سب سے پہلے بہاولپور بنے گا یہ یقین دہانی میں کراتا ہوں ۔ اس کے لئے کچھ criteria ہے طلباء کی کتنی تعداد ہو گی ، مجھے اچھی طرح یاد نہیں ہے شاید 25 ہزار ہے اگر کسی بورڈ میں طلباء کی تعداد 25 ہزار یا اس سے زیادہ ہو تو پھر اس کا دوسرا بورڈ بنے گا اور یہ بات بھی درست ہے کہ بہاولپور میں اس بورڈ کے قیام کے لئے تعداد کے علاوہ اس کے اور بھی استحقاقات ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے کہا تھا کہ اگر کوئی نیا بورڈ بنایا گیا تو بہاولپور میں ضرور بنے گا ۔ اب یہ کہ اس کی تاریخ کا تعین کیا جائے ، یہ اس وقت ممکن نہیں ہے ۔ لیکن یہ یقین دہانی ضرور ہے کہ اس کی جب ضرورت محسوس کی جائے گی تو بہاولپور میں بورڈ ضرور بنا دیا جائے گا ۔

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 1 of the Bill' for the figures "1975" occuring in line 2, the figures "1976" be substituted.

(The motion was carried)

Mr. Speaker : The question is :

That for sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill, the following be substituted, namely :-

(2) It shall come into force at one.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (2) of Clause 1 of of the Bill, between the words "date" and "as" occurring in in line 1, the words "on being later than 90 days from the day of passage of this Bill" be inserted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question before the House is :

That Clause 1 as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(پری ایمبل)

Mr. Speaker : Preamble is under consideration.

The question before the House is :

That Preamble do stand part of the Bill.

(*The motion was carried*).

(لانگ ٹائٹل)

Mr. Speaker : Long Title is under consideration. There is no amendment. Therefore, the Long Title forms part of the Bill.

مسٹر سپیکر : اب بل کی تیسری خواندگی ہوگی ۔ سینئر منسٹر ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ پنجاب بورڈز آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن بل 1975ء منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب بورڈز آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن بل 1975ء منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسودہ قانون

دی چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی بل 1976ء

وزیر خزانہ : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی چولستان ڈیویلپمنٹ اتھارٹی بل 1976ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ دی چولستان ڈیویلپمنٹ اتھارٹی بل 1976ء

فالفور زیر غور لایا جائے۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

Syed Tabbab Alwari : I oppose.

مسٹر رؤف طاہر : جناب والا ۔ میں اس بل کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : سینئر منسٹر ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ میں مختصراً اس بل کے اغراض و مقاصد بیان کروں گا ۔ چولستان کا علاقہ ایک صحرائی علاقہ ہے جس کا رقبہ تقریباً دس ہزار تین سو 99 مربع میل ہے ، اور اس علاقہ میں کچھ گاؤں ہیں جن کا زیادہ تر ایسا غیر آباد ہے ۔ اور اس علاقہ کو آباد کرنے کی ضرورت ہے ۔ کیوں کہ اس علاقہ میں بہت سی مصیبتیں اور مشکلیں ہیں جو کہ سالہا سال سے جمع ہوتی ہیں اس علاقہ کی ڈیولپمنٹ عام طریقہ سے نہیں ہو سکتی ہے ۔ جب وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو بہاولپور تشریف لے گئے تھے تو اس علاقہ کے خاص مسائل کی طرف ، اس کی خاص پسماندگی کی طرف اور اس کی potentialities کی طرف توجہ دلائی گئی کہ یہ اتنا بڑا علاقہ ہے اس میں اگر چند اقدامات کئے جائیں تو پنجاب کے بہت بڑے علاقہ کو صحرا سے زرخیز علاقہ میں تبدیل کیا جا سکتا ہے ۔ وزیر اعظم پاکستان نے حکم دیا تھا کہ چونکہ اس علاقہ کے خاص مسائل ہیں وہاں ایک خاص اتھارٹی بنائی جائے لہذا یہ بل لایا جا رہا ہے کہ چولستان کی ڈیولپمنٹ کے لئے ایک خاص چولستان ڈیولپمنٹ اتھارٹی بنائی جائے تا کہ وہ اس قسم کے کام کر سکے ۔ اس کا کام آبپاشی کے لئے پانی مہیا کرنا ہو گا اور کیوں کہ اس علاقہ کی زمین کو زرخیز اور قابل کاشت بنانے کے لئے سب سے بڑی کمی یہ ہے کہ وہاں آبپاشی کے لئے پانی نہیں ہے اس آبپاشی کے لئے جتنے بندوبست کرنے ہوں گے وہ یہی اتھارٹی کرے گی ۔ ساتھ ہی پینے کے پانی کی فراہمی کرے گی ۔ اس کے علاوہ یہ زمین چونکہ بہت عرصہ سے زیر کاشت نہیں ہے اس کو زیر کاشت لانے کے لئے بہت سے طریقہ کار اختیار کرنے ہوں گے زمین کی levelling کرنا ہو گی conservations کے لئے بندوبست کرنا ہو گا کسی

جگہ پر plantation اور جنگلات کا بندوبست کرنا ہوگا تا کہ زمین کا ہوا سے بارشوں سے جو soil erosion ہے اس سے روکا جائے۔ جناب والا۔ اس اتھارٹی کا مقصد ہوگا۔ پھر اس علاقے میں لائیو سٹاک کی encouragement کرنا والڈ لائف کی preservation کرنا بھی اس اتھارٹی کا کام ہو گا اور اس کے علاوہ جو زمین قابل کاشت بنے گی اس کو کاشتکاروں کو دینا اور اس پر کاشتکاری کروانا اور اس کے لئے ان کی مدد کرنا ان کو جہت سے وسائل مہیا کرنا تا کہ کاشتکاری اس علاقہ میں ہو سکے یہ بھی اس اتھارٹی کا کام ہے۔ گویا کہ مختصراً اس علاقے کو جو کہ بہت بڑا علاقہ ہے اور جہت دیر سے اس کی طرف مناسب توجہ نہیں دی گئی اس پر توجہ دینے کے لئے اور اس علاقے کو زیر کاشت لانے کے لئے جتنی بھی چیزوں کی ضرورت ہے وہ اس سپیشل اتھارٹی کے سپرد کی جائیں گی تا کہ اس علاقے میں کوتاہیاں اور خرابیاں جو کہ بہت عرصے سے چلی آ رہی ہیں ان کو دور کیا جائے۔

شکریہ۔

Mr. Speaker : The House is adjourned. It shall re-assemble tomorrow at 8.00 A. M.

(اسمبلی کا اجلاس 6 جولائی 1976ء بروز منگل ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

چھٹی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اٹھارھواں اجلاس

منگل - 6 جولائی 1976ء
(سشنبہ - 7 رجب 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ
وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ
بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۭ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ
فَلَا تُطِعْهُمَا ۭ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ۝

پ ۲۰ ۔ س ۲۹ ——— رکوع ۱۲ ۔ آیات ۶ تا ۹

اور جو شخص کوشش و محنت کرتا ہے، وہ اپنے ہی فائدے کے لئے (محنت) کرتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ تو سارے جہانوں سے بے پرواہ ہے۔ اور جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور اچھے کام کرتے رہے، ہم ان سے ان کی برائیوں کو دور کر دیں گے۔ اور انہیں ان کے اچھے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دیں گے۔ اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ اگر تیرے ماں باپ تیرے درپے ہوں۔ کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک بنائے جس کی حقیقت کی تجھے واقفیت نہیں، تو ان کا کہنا نہ ماننا۔ تم سب کو لوٹ کر میری ہی طرف آنا ہے۔ پھر جو کچھ تم کرتے تھے، میں تمہیں بتاؤں گا۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہے تو ہم (انہیں) نہایت اچھے لوگوں کے زمرے میں شامل کریں گے۔

وما علینا الا البلاغ

چوہدری طالب حسین ۔ پوائنٹ آف ایکسپلینیشن : خاکوانی صاحب کی گرفتاری کے متعلق میں نے ایک مختصر سا بیان اس ایوان میں دیا تھا ۔ آج اخبارات میں مجھ سے یہ بات منسوب کی گئی ہے کہ میں نے کہا تھا کہ یہ قانون موجود ہے کہ ممبران اسمبلی کو نہ صرف سیشن کے دوران بلکہ اس سے چودہ روز قبل اور بعد میں بھی گرفتار نہیں کیا جا سکتا ۔ اس کے باوجود ممبران اسمبلی کو گرفتار کیا جا رہا ہے ۔ یہ بات "لوائے وقت" ہی میں نہیں، "امروز" میں بھی آئی ہے ۔ میرا خیال ہے، میری بات غلط سمجھی گئی ہے ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے یہ کہا تھا کہ چلے یہ قانون ہوتا تھا ۔

چوہدری طالب حسین : ہوتا تھا، لیکن اس حکومت نے وہ قانون بھی ختم کر دیا ہے ۔ میں اس سلسلے میں یہ وضاحت کرنی چاہتا تھا کہ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ اس وقت وہ قانون موجود ہے

قلیل المہلت سوال اور اس کا جواب

مسٹر سپیکر : اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔ چلے ایک قلیل المہلت سوال ہے ۔ چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ ۔

ضلع قصور حدود

*8640 ۔ چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ ۔ کیا وزیر مال از راہ کرم بیان کریں گے کہ فرمائیں ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تھانہ رائے ونڈ اور اس کے ملحقہ دیہات جو یکم جولائی 1976ء سے پہلے قصور سب ڈویژن کا حصہ تھے، اب بھی ضلع قصور کا حصہ ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ رائے ونڈ ٹاؤن میونسپل ایریا جو کہ یکم جولائی 1976ء سے پہلے لاہور تحصیل کا حصہ تھا، اب بھی ضلع لاہور کا حصہ ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ قصور کو ضلع کا درجہ دیتے وقت

سابقہ قصور سب ڈویژن کی حدود میں تبدیلی کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہوا تھا ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ یکم جولائی 1976ء کو جزو (الف) میں مندرج دیہاتوں کے چند ملازمان ریونیو متعلقہ مجسٹریٹ قصور نے اس بنا پر نہیں دیا کہ تھانہ رائے ونڈ اور ملحقہ دیہات بجائے ضلع قصور کے ضلع لاہور کی حدود میں ہیں۔ اگر ایسا ہے تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) یہ درست ہے کہ تھانہ رائے ونڈ کے ملحقہ دیہات ملسوانے تحصیل لاہور کے جو کہ یکم جولائی 1976ء سے پہلے قصور سب ڈویژن کا حصہ تھے اب بھی ضلع قصور کا حصہ ہیں ۔

(ب) جی ہاں ۔ یہ درست ہے کہ رائے ونڈ ٹاؤن میونسپل ایریا جو کہ یکم جولائی 1976ء سے پہلے لاہور تحصیل کا حصہ تھا اب بھی ضلع لاہور کا حصہ ہے ۔

(ج) یہ بھی درست ہے کہ قصور کو ضلع کا درجہ دیتے وقت سب ڈویژن قصور کی حدود میں تبدیلی کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہوا تھا ۔ انتظامی نقطہ نظر سے البتہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ واحد ونڈ تھانہ کو سب ڈویژن قصور سے الگ کر کے ضلع لاہور کی سب ڈویژن صدر کے ساتھ منسلک کر دیا جائے کیونکہ انتظامی امور کے لئے یہ زیادہ موزوں ہے۔ چنانچہ یکم جولائی 1976ء سے اس فیصلے پر عمل درآمد ہو چکا ہے ۔

(د) یہ درست ہے کہ یکم جولائی 1976ء کو چند ملازمان کا ریونیو مجسٹریٹ قصور نے نہیں دیا کیونکہ وہ اس کا مجاز نہیں تھا ۔ اصل صورت حال جواب جز (ج) مندرجہ بالا میں بیان کی گئی ہے ۔

چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ ۔ جوابات مندرجہ حصہ الف اور ب میں

تفاوت ہے۔ قصور سب ڈویژن تو پہلی جولائی سے قائم ہوئی۔ وہ کون سے امور تھے جن کی بنا پر یہ طے پایا کہ انتظامی لحاظ سے تھانہ رائے ونڈ کے 78 دیہات جو کہ انگریزی عمل داری سے لے کر تقسیم کے بعد بھی انتظامی امور کے ضمن میں قصور سے منسلک رہے ہیں، اب ان کو لاہور کے ساتھ منسلک کرنا پڑا؟

وزیر خزانہ: جناب والا۔ جو آپ فرما رہے ہیں وہ تو ضلع قصور ہی کا حصہ ہیں۔ یعنی الف کے جواب میں:

> تھانہ رائے ونڈ کے ملحقہ دیہات ماسوائے تحصیل لاہور کے جو کہ یکم جولائی 1976ء سے پہلے قصور سب ڈویژن کا حصہ تھے، اب بھی ضلع قصور کا حصہ ہیں۔

آپ یہ چاہتے ہیں کہ یہ ضلع لاہور میں لگائے جائیں؟

چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ: لاہور میں نہیں۔ یہ قصور کے ساتھ منسلک رہے ہیں۔ انتظامی امور کے ساتھ۔۔۔

مسٹر سپیکر: ڈاکٹر صاحب کا جواب یہ ہے کہ جہاں تک تو دیہات کا تعلق ہے وہ تو قصور ضلع ہی کا حصہ ہیں۔ لیکن جہاں تک رائے ونڈ ٹاؤن میونسپل ایریا کا تعلق ہے، یہ ابھی چلے لاہور تحصیل کا حصہ تھا۔

> یہ درست ہے کہ قصور کو ضلع کا درجہ دیتے وقت سب ڈویژن قصور کی حدود میں تبدیلی کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ انتظامی نقطہ نظر سے البتہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ رائے ونڈ تھانہ کو سب ڈویژن قصور سے الگ کر کے ضلع لاہور کی سب ڈویژن صدر کے ساتھ منسلک کر دیا جائے۔

چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ: اگر اجازت دیں تو میں اس کی وضاحت کرتا ہوں۔ رائے ونڈ ٹاؤن تحصیل قصور کا شروع ہی سے حصہ رہا ہے، مگر

انتظامی امور کے لئے اس کو ہمیشہ قصور کے ساتھ منسلک رکھا گیا ، مگر اب جب کہ یہ فیصلہ ہوچکا ہے کہ قصور سب ڈویژن کی حدود ویسی کی ویسی ہی رہیں گی اور ضلع کی صورت میں تھانہ رائے ونڈ جیسا کہ یہ قصور کا حصہ تھا ، اب جواب کے مطابق یہ قصور ہی کا حصہ ہے ۔ جو انتظامی امور کے ضمن میں لاہور تحصیل کا حصہ ہے جو کہ ٹاؤن پر مشتمل ہے ۔ وہ انتظامی امور کے ضمن میں قصور سے منسلک رہا ۔ تو بجائے اس کے کہ اب اس کو قصور کے ساتھ منسلک رہنے دیتے ، قصور کے ستاسی دیہات پہلے دن ہی سے یعنی تقسیم کی گئی اور جس وقت لاہور اور قصور کو علیحدہ ضلع کا درجہ دیا گیا ہے ، اس وقت کمیشن یہ فیصلہ کرتی تو ہو سکتا تھا کہ pros and con سارے زیر بحث لائے گئے ہیں ۔ ایک میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ قصور کے ضلع بننے سے قصور کی ساری revenue estates قصور کے ساتھ رہیں گی اور اگر انتظامی امور میں ان کا کوئی تغیر و تبدل کرنا ہے تو اس کے متعلق رپورٹ کی جائے گی ۔ اس کمیٹی نے آج تک کوئی رپورٹ نہیں کی ۔ تو پھر پہلے دن ہی سے جب کام ہی نہیں ہوا ، کسی کو یہ تجربہ ابھی نہیں ہوا ، اس کو قصور کے ساتھ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو آپ کی تقریر ہو گئی ۔ ڈاکٹر صاحب ۔ ان کا سوال یہ ہے کہ ایک طرف تو کہتے کہ تمام دیہات پہلے بھی قصور سب ڈویژن کا حصہ تھے ۔ اب ضلع قصور کا حصہ ہیں ۔ دوسری طرف "ج" میں یہ جواب ہے :

> انتظامی نقطہ نظر سے البتہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ رائے ونڈ تھانہ کو سب ڈویژن قصور سے الگ کر کے ضلع لاہور کی سب ڈویژن صدر کے ساتھ منسلک کر دیا جائے ۔

It is only for the purposes of Police Station or even for other matters.

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ سب کاموں کے لئے وہ دوسرے ضلع کا حصہ ہے ۔ لیکن میں یہ سمجھنا چاہتا ہوں کہ کیا فاضل رکن یہ چاہتے ہیں ، میں ویسے یہی سمجھتا ہوں کہ رائے ونڈ ٹاؤن کو بھی قصور کا حصہ بنا دیا جائے ؟

مسٹر سپیکر : نہیں ، نہیں ، یہ نہیں ۔

چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ : چونکہ اب ضلع بن چکا ہے ، رائے ونڈ ٹاؤن کو ضلع لاہور کا حصہ ہی رہنے دیا جائے ۔ اور قصور کو revenue estates کو انتظامی امور کے لئے ڈسٹرکٹ قصور سے ہی منسلک رکھا جائے ۔

مسٹر سپیکر : ان کا کہنا یہ ہے کہ جو "الف" میں آپ نے کہا ہے کہ تھانہ رائے ونڈ کے تمام دیہات جو پہلے قصور سب ڈویژن میں تھے ، اب بھی ضلع قصور کا حصہ ہیں ۔ "ج" میں آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ رائے ونڈ تھانہ کو سب ڈویژن قصور سے الگ کر کے ضلع لاہور کی سب ڈویژن صدر کے ساتھ منسلک کر دیا جائے ۔ تو وہ کہہ رہے ہیں کہ ان دونوں بیانات میں تضاد ہے ۔

وزیر خزانہ : جو "ج" میں ہے ، اس کا مطلب رائے ونڈ ٹاؤن میونسپل ایریا ہے ۔

مسٹر سپیکر : جواب میں "ج" کی تیسری لائن دیکھیے :

> البتہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ رائے ونڈ تھانہ کو سب ڈویژن قصور سے الگ کر کے ضلع لاہور کی سب ڈویژن صدر کے ساتھ منسلک کر دیا جائے ۔

ایک طرف تو یہ ہے ۔ دوسری طرف یہ کہہ رہے ہیں کہ تھانہ رائے ونڈ کے ملحقہ دیہات ، بیچ میں سے آپ چھوڑ گئے ہیں ، ماسوائے تحصیل لاہور کے ، کیوں کہ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ تھانہ رائے ونڈ میں لاہور تحصیل کے کچھ دیہات شامل تھے اور کچھ قصور تحصیل کے ۔

وزیر خزانہ : رائے ونڈ ٹاؤن میں تھانہ رائے ونڈ واقع ہے ۔ چونکہ ٹاؤن اب لاہور کے ساتھ آ گیا ہے ۔ ۔ ۔

چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ : میں اس کی مزید وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔

وزیر خزانہ : میرا خیال ہے کہ فاضل رکن یہ محسوس کرتے ہیں کہ جو تقسیم ہوئی ہے، شاید وہ ٹھیک نہیں۔ اس سلسلے میں مجھے لکھ کر تجویز دے دیں۔ آخر سوال کرنے سے آپ کا یہی مطلب ہے کہ تقسیم ٹھیک نہیں ہوئی ؟

چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ : نہیں سر۔ تقسیم ٹھیک ہوئی ہے۔ صرف یہ ہے کہ جو رائے ونڈ کا ٹاؤن ہے۔

It was the part of Lahore Tehsil.

یہ لاہور کا حصہ تھا اور کبھی قصور کا حصہ نہیں رہا۔ تھانہ پورل ایریا میں اور قصور کے حصے میں واقع تھا۔ اب دو مختلف اضلاع بنا دئے گئے ہیں، اس لئے تھانہ کمیٹی کی حدود میں نہیں۔ چنانچہ اس کو پہلے کی طرح ہی رہنے دیا جائے، جیسا کہ فیصلہ ہوا تھا کہ ہم کوئی تغیر و تبدل نہیں کریں گے۔

وزیر خزانہ : پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ تھانہ رائے ونڈ قصور کے ساتھ ہی رہنے دیا جائے۔ یہی آپ کی تجویز ہے ؟

چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ : جی ہاں۔

وزیر خزانہ : ٹھیک ہے۔ اگر اس میں عوامی مفاد کا کوئی پہلو ہوا تو اس پر غور و خوض کریں گے۔ شکریہ جناب۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ضلع جہلم کے سرکاری ملازمین سے وصول شدہ بناویلنٹ فنڈ کی جمع شدہ رقم

*6175۔ مرزا فضل حق : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع جہلم کے سرکاری ملازمین سے وصول شدہ بناویلنٹ فنڈ کی کل کتنی رقم اب تک جمع ہوئی ہے۔

(ب) ضلع جہلم میں پچھلے پانچ سالوں کے دوران کتنے سرکاری ملازمین نے مذکورہ فنڈ سے امداد کے لئے درخواستیں دیں اور ان میں سے کتنے ملازمین کو کس قدر امداد مذکورہ فنڈ سے دی گئی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) سال 61-1960ء سے 74-5-31ء تک مبلغ 9,59,340 روپے وصول ہوئے ۔

(ب) 70-1959ء سے اب تک کل 342 درخواستیں ڈویژنل ہناویلنٹ فنڈ بورڈ راولپنڈی کو موصول ہوئیں جن میں سے 287 درخواستیں منظور ہوئیں اور مبلغ 1,26,218 روپے بطور امداد ادا کیا گیا ۔ بقایا 55 درخواستیں سالہائے 70-1969ء تا 72-1971ء میں ملازمین کی اپنی شادی ۔ لڑکی کی شادی یا لڑکے کی شادی پر امداد کے لئے موصول ہوئی تھیں ۔ پروونشل ہناویلنٹ فنڈ بورڈ کا خیال ہے کہ ملازمین کی اپنی یا لڑکے کی شادی کے لئے امداد کا بہت کم جواز ہے ۔ لڑکی کی شادی کے موقع پر امداد مناسب خیال کی جاتی ہے اس لئے پروونشل بورڈ نے ہدایات جاری کی ہیں کہ فی الحال اپنی شادی یا لڑکے کی شادی پر امداد نہ کی جائے ۔ یہ مسئلہ پروونشل بورڈ کے زیر غور ہے اور آئندہ میٹنگ میں اس کا حتمی فیصلہ کر دیا جائے گا اور مذکورہ بقایا 55 درخواستوں پر مندرجہ بالا فیصلہ کی روشنی میں غور کیا جائے گا ۔

ضلع جہلم کے سرکاری ملازمین کے خلاف رشوت کے الزام میں کارروائی

*6178 ۔ مرزا فضل حق : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ضلع جہلم میں متعین کتنے سرکاری ملازمین کے خلاف یکم جنوری 1973ء تا 30 ۔ اپریل 1974ء صوبائی محکمہ انسداد

رشوت ستانی نے رشوت کے الزام میں تفتیش کی اور تفتیش کے نتیجہ کے طور پر کتنے افراد کے خلاف محکمانہ کارروائی کی سفارش کی گئی۔ کتنے افراد کے چالان مکمل کر کے سپرد عدالت کئے گئے اور کتنے اشخاص کی ملازمت جبری ریٹائرمنٹ کی سفارش کی گئی۔

(ب) ضلع جہلم میں آج کل کتنے گزیٹڈ آفیسرز۔ آفس سپرنٹنڈنٹس۔ ہیڈ کارک اور پٹواریوں کے خلاف رشوت لینے کے الزام میں صوبائی محکمہ انسداد رشوت ستانی تفتیش میں مصروف ہے؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) صوبائی محکمہ انسداد رشوت ستانی یکم جنوری 1973ء تا 30 ۔ اپریل 1974ء ضلع جہلم میں متعین 23 سرکاری ملازمین کے خلاف رشوت ستانی کے الزام میں تفتیش کی اور تفتیش کے نتیجہ کے طور پر چار سرکاری ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی کی سفارش کی۔ چار افراد کے چالان مکمل کر کے سپرد عدالت کئے اور کسی شخص کی ملازمت سے جبری ریٹائرمنٹ کی سفارش نہیں کی۔

(ب) ضلع جہلم میں آج کل 2 (دو) گزیٹڈ افسران اور 3 (تین) پٹواریوں کے خلاف رشوت لینے کے الزام میں صوبائی محکمہ انسداد رشوت ستانی تفتیش میں مصروف ہے۔ کسی آفس سپرنٹنڈنٹ اور کسی ہیڈ کارک کے خلاف کوئی مقدمہ زیر تفتیش نہیں ہے۔

میاں ظہور احمد : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ محکمہ رشوت ستانی اپنے قیام سے اب تک رشوت ختم کرنے میں کس حد تک کامیاب ہوا ہے؟

مسٹر سپیکر : اصل سوال ضلع جہلم سے متعلق ہے۔ آپ جہلم کے متعلق پوچھیں تو ٹھیک ہے۔

سپاہ دانش پر رقوم کی تخصیص

*7443 ۔ چودھری امان اللہ لک : کیا وزیر خزانہ از راہ کرم فرمائیں گے کہ 1972-73ء اور 1973-74ء کے مالی سال میں سپاہ دانش کے لئے صوبائی حکومت نے کتنی رقم مختص کی اور آیا وفاقی حکومت کی طرف سے کوئی امدادی رقم ملی ۔ اگر ایسا ہے تو کتنی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : صوبہ پنجاب میں سپاہ دانش نامی کوئی تنظیم موجود نہیں ، البتہ سپاہ خدمت نامی ایک تنظیم موجود تھی ۔ حکومت کی طرف سے اخراجات کے لئے یہ مندرجہ ذیل رقوم مختص کی گئی تھیں :

مالی سال	1972-73ء	1,50,00,000
مالی سال	1973-74ء	1,70,00,000

اس سلسلے میں حکومت پاکستان کی طرف سے کوئی امداد وصول نہیں کی گئی ۔

سید قاضی الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ سپاہ خدمت کے خاتمے کے بعد اس کے ملازمین کو دوسرے محکموں میں کھپانے کی کوشش کی گئی ؟

وزیر خزانہ : وہ اس کیٹیگری کے ملازم نہ تھے جنہیں دوسری جگہ پر کھپانے کی کوئی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہو ۔ یہ عارضی نوعیت کے ملازم تھے ۔ یہ انہیں بھی معلوم تھا اور کسی نے اس کا مطالبہ بھی نہیں کیا ۔ انہیں دوسری جگہ پر کھپانے کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی ۔

سید قاضی الوری : کیا وزیر موصوف بتائیں گے سپاہ خدمت جو ختم کر دی گئی ہے ، کیا وہ اپنے مقاصد حاصل نہیں کر سکی اور اپنے فرائض ادا کرنے میں ناکام رہی ہے ؟

وزیر خزانہ : وہ اس حد تک اپنا کام سر انجام نہیں دے سکی جس حد تک امید تھی ، اس لئے مفاد عامہ کے تحت اس تنظیم کو ختم کر دیا گیا ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ۔ میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا حکومت کی یہ ذمہ داری نہیں کہ وہ اپنے شہریوں کو روزگار مہیا کرے ؟ انہوں نے کہا ہے کہ حکومت پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی ۔

وزیر خزانہ : نہیں ۔ جناب والا ۔ یہ بات نہیں ۔ آپ نے سید تابش الوری صاحب کا سوال ٹھیک طرح سے نہیں سنا ۔ فاضل رکن نے یہ سوال پوچھا ہے کہ سپاہ خدمت کے ملازمین کو متبادل ملازمت حکومت نے دی ہے یا نہیں ۔ میں نے ان کے سوال کے جواب میں یہ بتایا تھا کہ وہ اس کیٹیگری کے ملازم نہ تھے کہ جنہیں دوسرے محکموں میں کھپانے کی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی مثلاً سیٹلمنٹ کا محکمہ حکومت نے ختم کیا ، اے ڈی سی حکومت نے ختم کی تھی ۔ ان کے تمام کے تمام ملازمین کو یا تو دوسرے محکموں میں کھپا دیا گیا یا انہیں سرپلس پول میں رکھ کر تنخواہ دی گئی ۔ یہ ملازم اس کیٹیگری کے نہیں ہے ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کیا شہریوں کو روزگار مہیا کرنے کی ذمہ داری حکومت کی نہیں ؟ تو میں کہوں گا کہ ہے ، اور وسائل کے مطابق حکومت پنجاب اپنی یہ ذمہ داری بڑے اچھے طریقے سے نباہ رہی ہے ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ تین کروڑ بیس لاکھ روپے کی رقم ، جو دو سال کے دوران خرچ ہوئی ، اس رقم سے سپاہ خدمت نے کیا خدمت انجام دی ، اور اگر انہوں نے کوئی خدمت انجام نہیں دی تو کیا ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی براہ راست سوال نہیں بنتا ۔

سید تابش الوری : جناب والا ۔ انہوں نے رقم بتائی ہے کہ 1972.73ء میں ایک کروڑ پچاس لاکھ اور 1973.74ء میں ایک کروڑ ستر لاکھ روپے خرچ کئے گئے ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ، خرچ کئے گئے ہوں گے ۔

سید تابش الوری : تو میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ آیا یہ رقم ضائع ہو گئی یا اس کو صحیح طور پر خرچ کیا گیا ہے ؟

موضع بوسال کو بجلی کی فراہمی

*8335 ۔ چوہدری لال خان : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں واقع موضع بوسال کو ابھی تک بجلی فراہم نہیں کی گئی ۔ حالانکہ اہل قصبہ کافی عرصہ سے مطالبہ کر رہے ہیں ۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ قصبہ کو بجلی فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) یہ صحیح ہے ۔

(ب) مذکورہ گاؤں کو بجلی فراہم کرنے کے لئے حکومت کے موجودہ احکامات کے مطابق متعلقہ ضلعی سلیکشن کمیٹی کی سفارش ضروری ہے ۔ جس کے بعد حکومت پنجاب اس کی باقاعدہ منظوری دیتی ہے ۔ لیکن مذکورہ گاؤں کے سلسلہ میں ابھی تک سیلیکشن کمیٹی کی جانب سے کوئی تجویز یا سفارش موصول نہیں ہوئی ۔

میاں منظور احمد وٹو : کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ ضلعی سلیکشن کمیٹی کن افراد پر مشتمل ہے ؟

وزیر آبپاشی : جناب والا ۔ ڈسٹرکٹ ہیلتھ ورکس کونسل کو بطور سلیکشن کمیٹی village electrification کے لئے اختیارات دئے گئے ہیں ۔

ٹرانسفارمر کی تنصیب

*8392 ۔ سید تابش الوری : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل وہاڑی ضلع ملتان میں واقع موضع

مصطفیٰ آباد کے ٹیوب ویل نمبر 184/37 ٹی کا ٹرانسفارمر جل جانے کی وجہ سے مسمی چوہدری ذوالفقار علی واہلہ نے مورخہ یکم نومبر 1975ء کو جنرل مینجر (ڈسٹری بیوشن) واپڈا ہاؤس لاہور کو نیا ٹرانسفارمر نصب کرنے کے بارے میں ایک درخواست گذاری تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر آپریشن نے اپنے مراسلہ نمبر ملتان 247 ۔ سی او ایم ۔ ٹی ڈبلیو/7-11925 کے ذریعہ چیف انجینئر الیکٹریکل واپڈا ملتان زیمن کو ہدایات کی کہ مذکورہ ٹیوب ویل کا ٹرانسفارمر درست کرنے کے بارے میں خصوصی توجہ دی جائے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مسمی ذوالفقار علی واہلہ مذکور نے بذریعہ ڈائری نمبر 16609 ایم پی مورخہ 7 نومبر 1975ء مذکورہ ٹرانسفارمر کی درستگی کے بارے میں ممبر پاور واپڈا ہاؤس کو ایک درخواست گذاری تھی مگر اس پر کوئی کارروائی نہیں کی گئی ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مسمی ذوالفقار علی واہلہ نے بذریعہ ڈائری نمبر 7681 مورخہ 10 نومبر 1975ء ایک شکایت سول سیکرٹریٹ میں واقع محکمہ شکایات میں بھی گذاری تھی ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ٹرانسفارمر کی جگہ نیا ٹرانسفارمر نصب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) یہ درست ہے ۔

(ب) یہ بھی درست ہے ۔

(ج) یہ درست ہے کہ درخواست مذکورہ دفتر میں موصول ہوئی تھی لیکن یہ درست نہیں ہے کہ اس پر کوئی کارروائی نہیں کی گئی ۔

(د) اس سوال کا تعلق وفاق سے نہیں ہے ۔

(ھ) مذکورہ بالا جلے ہوئے ٹرانسفارمر کی جگہ نیا ٹرانسفارمر اپریل 1976ء میں نصب کر دیا گیا ہے ۔

ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنرز اور سول ججوں کی منظور شدہ آسامیاں

*8419 ۔ ڈاکٹر غلام بلال شاہ : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) پنجاب میں ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنرز اور سول ججوں کی کل کتنی آسامیاں منظور شدہ ہیں ۔

(ب) ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنروں اور سول ججوں کو کون کون سے عہدوں پر ترقی دی جا سکتی ہے ۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنروں اور سول ججوں کی ترقی کے مواقع کم ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو حکومت ان کو ترقی کے خاطر خواہ مواقع فراہم کرنے کے لئے کیا اقدام کر رہی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنرز کی 310 اور سول ججوں کی 226 آسامیاں منظور شدہ ہیں ۔

(ب) ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنروں کو اسسٹنٹ کمشنر ۔ ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر اور اسسٹنٹ لو کمشنر وغیرہ کے عہدہ پر ترقی دی جا سکتی ہے ۔ اسی طرح سول ججوں کو مندرجہ ذیل عہدوں پر ترقی دی جا سکتی ہے ۔

(1) سینئر سول جج ، ایڈمنسٹریٹو سول جج ۔

(2) ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ۔

(3) ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ۔

(4) ڈپٹی سیکرٹری محکمہ قانون حکومت پنجاب ۔

(5) جائنٹ سیکرٹری حکومت پنجاب ۔

(6) سیکرٹری قانون حکومت پنجاب ۔

(7) سولسٹر حکومت پنجاب ۔

(8) ڈپٹی سیکرٹری/جائنٹ سیکرٹری وفاقی محکمہ قانون ۔

(9) مختلف لریبونل عدالت ہائے خصوصی ۔

(ج) اسسٹنٹ کمشنر ۔ ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر ۔ اسسٹنٹ لو کمشنرز وغیرہ کی آسامیاں سکیل 18 میں منظور ہونے سے ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنرز کے لئے ترقی کے مواقع کافی بہتر ہو گئے ہیں ۔ اسی طرح سول ججوں کی ترقی کے بھی بہت مواقع ہیں ۔ ان کی 9 سال کی ملازمت پر ایڈیشنل سیشن ججوں کے عہدوں پر ترقیاں ہوتی ہیں ۔ پندرہ فیصد سول ججوں کو N.P.S. 18 ملتا ہے ۔

سید نائش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنروں اور سول ججوں کی منظور شدہ کتنی آسامیاں خالی ہیں ؟

مسٹر سپیکر : اس کے لئے تو غالباً الگ سوال کی ضرورت ہے ۔

وزیر مملکت : جی ، جناب والا ۔

مسٹر سپیکر : کیونکہ اس کے لئے کافی ریکارڈ دیکھنا پڑے گا ۔

آفیسرز کلب نارووال کی عمارت کی توسیع کے لئے چندہ

*8439 ۔ مسٹر عبد الوہاب علی بھٹہ : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ 1975ء میں اسسٹنٹ کمشنر نارووال اختر علی مونگا نے آفیسرز کلب نارووال کی عمارت کی توسیع کے لئے عوام سے چندہ اکٹھا کیا تھا ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ چندہ کی رقم میں سے کس قدر عمارت کی توسیع پر صرف ہوا اور کس قدر بقایا ہے اور وہ کون سے بنک کے حساب میں جمع ہے ۔

(ج) اسسٹنٹ کمشنر مذکور نے عوام سے چندہ کس حیثیت میں اکٹھا کیا ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت کی جانب سے ایسا چندہ اکٹھا کرنے کی اجازت نہیں ۔ اگر ایسا ہے تو کیا ان کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) حسب رپورٹ ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے پاس اس سلسلہ میں کوئی ریکارڈ موجود نہیں ہے ۔

(ب) چندہ کی فراہمی یا اس کے مصرف کے سلسلہ میں ریکارڈ موجود نہیں ہے ۔

(د) جی ہاں ۔ چونکہ اس بارے میں کوئی ریکارڈ دستیاب نہیں ہے افسر مذکور (مسٹر اختر علی مونگا) جو طویل رخصت پر ہیں ۔ سے جواب طلب کیا گیا ہے جو ابھی موصول نہیں ہوا ۔

قصبہ مہتہ سوجا میں بجلی کی فراہمی

*8505 ۔ چوہدری منظور احمد : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ قصبہ مہتہ سوجا تحصیل لیروز والا ضلع

شیخوپورہ کے باشندگان نے گھروں میں بجلی لگوانے کے لئے گذشتہ ایک سال سے درخواستیں دی ہوئی ہیں لیکن ابھی تک ان کو گھروں میں بجلی کے کنکشن نہیں دئے گئے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ قصبہ کے کینال ریسٹ ہاؤس کو بجلی کا کنکشن ناجائز طور پر دیا گیا ہے ۔ اور وہاں پر بجلی کا میٹر نہیں لگایا گیا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ قصبہ کے صرف ایک شخص مسمی مستری برکت کی درخواست منظور کرکے اس کے رہائشی مکان میں بجلی کا کنکشن دیا گیا ہے ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ قصبہ مذکور کے چند اشخاص نے سرکاری ٹیوب ویلوں کے کھمبوں سے بجلی کے ناجائز کنکشن لئے ہوئے ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو ایسے افراد کے خلاف کیا کارروائی کی جائے گی ۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت قصبہ مذکور کے باشندگان کو بجلی مہیا کرنے کو تیار ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبد الخالق) : (الف) یہ درست نہیں ہے کیونکہ سب ڈویژنل آفیسر مریدکے سب ڈویژن واپڈا کے دفتر میں قصبہ مہتہ سوجا کے باشندگان کی جانب سے کوئی درخوست موصول نہیں ہوئی ۔

(ب) یہ بھی درست نہیں ہے کیونکہ کینال ریسٹ ہاؤس میں بجلی کا کوئی کنکشن موجود نہیں ۔

(ج) حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ کنکشن مسمی اصغر علی ولد برکت علی کے نام چکی کے لئے دیا گیا ہے اور یہ کنکشن محکمہ کے مروجہ قانون کے مطابق دیا گیا ہے ۔

(د) اس قسم کے کوئی کنکشن موجود نہیں ۔

(ہ) مذکورہ قصبہ کو بجلی فراہم کرنے کی سفارش چوہدری محمد انور ایم ۔ پی ۔ اے مریدکے نے پہلی دفعہ کی ہے چنانچہ قصبہ مذکور کو سال 77-1976ء کی مجوزہ فہرست میں شامل کر لیا گیا ہے اور اسے جلد ہی صوبائی حکومت کی منظوری کے لئے بھیج دیا جائے گا ۔

ایریا الیکٹرسٹی بورڈ میں ممبران کی تقرری

*8509 ۔ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) صوبہ میں کتنے ایریا الیکٹرسٹی بورڈ قائم کئے گئے ہیں اور ہر ایک بورڈ میں کون سے اضلاع شامل ہیں ۔

(ب) ہر بورڈ کے ممبران کے نام و دیگر کوائف بتائے جائیں نیز بتایا جائے کہ ان کی تقرری کس بناء پر کی گئی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) صوبہ پنجاب میں تین الیکٹرسٹی ایریا بورڈ قائم کئے گئے ہیں جن میں مندرجہ ذیل اضلاع شامل ہیں :

1 ۔ لاہور بورڈ کے اضلاع

لاہور

گوجرانوالہ

سیالکوٹ

شیخوپورہ

2 ۔ ملتان بورڈ کے اضلاع

ملتان (سوائے ملتان الیکٹرک سپلائی کمپنی کے علاقہ کے)

ساہیوال

ڈیرہ غازی خان

مظفر گڑھ (سوائے مظفر گڑھ الیکٹرک کمپنی کے علاقہ کے)

بہاولنگر

بہاولپور

رحیم یار خان

3 ۔ سرگودھا بورڈ کے اضلاع

سرگودھا

لائلپور

جھنگ

میانوالی

گجرات

جہلم

4 ۔ راولپنڈی (سوائے راولپنڈی الیکٹرک کمپنی کے علاقہ کے)

(ب) صوبائی حکومت کے مشورے سے بورڈ کی تشکیل ہوتی گئی ہے کہ ہر بورڈ کا چیئرمین واپڈا کا چیف انجینئر ہوتا ہے جبکہ دو ممبران ڈائریکٹر ٹیکنیکل اور ڈائریکٹر فنانس بھی واپڈا ہی کے نامزد نمائندے ہوتے ہیں ڈائریکٹر ٹیکنیکل کی منظوری صوبائی حکومت سے حاصل کی جاتی ہے۔ ان کے علاوہ بورڈ میں جو ممبران ہوتے ہیں ان کی تقرری صوبائی حکومت کرتی ہے ۔ ان میں ایک صوبائی حکومت کا نمائندہ ایک رکن اسمبلی

کا ممبر ، ایک صوبائی اسمبلی کا ممبر ، ایک چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کا نمائندہ ، ایک ٹیوب ویل صارفین کا نمائندہ اور ایک عام گھریلو صارفین کا نمائندہ شامل ہوتا ہے ۔ ان کے علاوہ بورڈ ایک سیکرٹری جو ممبر نہیں ہوتا صوبائی حکومت کے مشورے سے وائڈا تعینات کرتا ہے ۔ بورڈ کے متعلقہ ممبران کے نام و کوائف ذیل میں دیئے جاتے ہیں ۔

1 - لاہور بورڈ کے ممبران

محمد افضال خان	ڈائریکٹر ٹیکنیکل
محمد ابراہیم چیمہ	ڈائریکٹر فنانس
میجر غلام حیدر چیمہ	ممبر قومی اسمبلی ضلع گوجرانوالہ
شیخ عزیز احمد	ممبر صوبائی اسمبلی ضلع سیالکوٹ
ڈپٹی سیکرٹری پاور	نمائندہ صوبائی حکومت
صدر لاہور چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری ۔	نمائندہ چیمبر آف کامرس
ملک شاہ محمد محسن ممبر صوبائی اسمبلی موضع پنجروال ضلع لاہور ۔	نمائندہ ٹیوب ویل صارفین
سید کوثر علی شاہ جنرل سیکرٹری پاکستان پیپلز پارٹی ضلع لاہور ۔	نمائندہ عام گھریلو صارفین

2 - ملتان بورڈ کے ممبران ۔

آسامی ہنوز خالی ہے	ڈائریکٹر ٹیکنیکل

دلشاد حسین لغوی ڈائریکٹر فنانس

رانا تاج احمد خان ممبر قومی اسمبلی ضلع ملتان

حافظ علی اسداللہ ممبر صوبائی اسمبلی ضلع بہاولنگر

سپرنٹنڈنگ انجینئر اسکارپ 3 نمائندہ صوبائی حکومت

محکمہ بجلی و آبپاشی ۔

صدر ملتان چیمبر آف کامرس نمائندہ چیمبر آف کامرس

اینڈ انڈسٹری ۔

میر شجاعت حسین 15 ۔ اے نمائندہ ٹیوب ویل صارفین

گلگشت کالونی ملتان ۔

سید ناظم حسین شاہ میر نمائندہ عام گھریلو صارفین

صوبائی اسمبلی ملتان ۔

3 ۔ سرگودھا بورڈ کے ممبران ۔

سردار نور عالم ڈائریکٹر ٹیکنیکل

سید محبوب عالم شاہ ڈائریکٹر فنانس

حاجی محمد انور علی شاہ ممبر قومی اسمبلی ضلع لائلپور

میاں محمد افضل حیات ممبر صوبائی اسمبلی ضلع گجرات

سپرنٹنڈنگ انجینئر سکارپ 2 ۔ نمائندہ صوبائی حکومت

سرگودھا ۔

صدر لائلپور چیمبر آف کامرس نمائندہ ممبر آف کامرس

اینڈ انڈسٹری ۔

راؤ عمر حیات خان ممبر صوبائی نمائندہ ٹیوب ویل صارفین

اسمبلی لائلپور ایڈووکیٹ جڑانوالہ

سردار صفیر احمد ممبر صوبائی نمائندہ عام کھریلو صارفین

اسمبلی چنیوٹ ضلع جھنگ

مسٹر سپیکر : وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے ۔ اب معزز اراکین اسمبلی کی رخصت کی درخواستیں پیش ہوں گی ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

کرنل محمد اسلم خان نیازی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست کرنل محمد اسلم خان نیازی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I was not well on Friday the 2nd July, 1976 and could not attend the Session. Kindly grant leave and oblige.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار امجد حمید خان دستی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سردار امجد حمید خان دستی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend the Assembly meetint held on 30-6-1976, 1-7-1976 and 2-7-1976. Kindly grant leave for the said three dates and oblige.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار محمد عاشق

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سردار محمد عاشق صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ قدوی بوجہ درد گردہ ہسپتال میں داخل ہے از راہ نوازش تا صحت رخصت منظور فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری عبدالغنی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری عبدالغنی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں 4 جون 1976 سے ہسپتال میں داخل ہوں ۔ ابھی ایک ماہ مزید ہسپتال میں زیر علاج رہنا پڑے گا ۔ اس لئے اجلاس کے اختتام تک رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری غلام قادر : جناب والا ۔ مجھے ایک رپورٹ پیش کرنی ہے ۔

مسٹر سپیکر : رپورٹ ابھی پیش ہو جائے گی ۔ چلیے مجھے کچھ رپورٹیں پیش کرنی ہیں ۔

Mr. Speaker : Information has been received from Mr. Ghulam Hussain, Chairman, Special Tribunal, Punjab, Lahore, that :

> Raja Munawwar Ahmad, MPA, was produced, in police custody, before this Special Tribunal on 29-6-1976 and remanded to police custody till 13th July, 1976 by the Tribunal.
>
> The arrest has been made in connection with a case registered against the MPA under the Defence of Pakistan Rules, 1971.

From the same Tribunal information has been received that :

> Mr. M. K. Khakwani, MPA, has been produced before the this Special Tribunal today, in police custody, in connection with a case registered against him under the Defence of Pakistan Rules and remanded to police custody by the Tribunal till 14th July, 1976.

مجلس برائے استحقاقات کا پیش کیا جانا

چوہدری غلام قادر : جناب والا ۔ میں تحریک استحقاق نمبر 7 جناب قاضی محمد اسمٰعیل جاوید کے سوال نمبر 6863 کے جذ "ب" کے جواب کے بارے میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : تحریک استحقاق نمبر 7 جناب قاضی محمد اسمٰعیل جاوید

مگر سوال نمبر 6863 کے جز "ب" کے جواب کے بارے میں مجلس برائے استخلاصات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 61۔ سید قابض الوری۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا۔ کل تک کے لئے ملتوی کر لیں۔

مسٹر سپیکر: ٹھیک ہے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودات قانون

(جو ایوان میں پیش کئے گئے)

مسودہ قانون (ترمیم) رہائشی سہولیات برائے غیر مالکان دیہی علاقہ جات پنجاب مصدرہ 1976

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں: جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

مسودہ قانون (ترمیم) رہائشی سہولیات برائے غیر مالکان دیہی علاقہ جات پنجاب مصدرہ 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے:

کہ مسودہ قانون (ترمیم) رہائشی سہولیات برائے غیر مالکان دیہی علاقہ جات پنجاب مصدرہ 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں: جناب والا۔ مسودہ قانون (ترمیم) رہائشی

سہولیات برائے غیر مالکان دیہی علاقہ جات پنجاب مصدرہ 1975ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم) رہائشی سہولیات برائے غیر مالکان دیہی علاقہ جات پنجاب مصدرہ 1976 بل 1975ء پیش کر دیا گیا ہے اس کو متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے اور اس کی رپورٹ 60 دن کے اندر اندر آنی چاہئے ۔

مسودہ قانون (ترمیم) معدنی ترقیاتی کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1976ء

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب سپیکر ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم) معدنی ترقیاتی کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) معدنی ترقیاتی کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب سپیکر ۔ میں مسودہ قانون (ترمیم) معدنی ترقیاتی کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم) معدنی ترقیاتی کارپوریشن پنجاب مصدرہ 976 ء پیش کر دیا گیا ہے یہ متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے اور اس کی رپورٹ ساٹھ دن کے اندر آنی چاہئے ۔

مسودہ قانون (ترمیم) سول ملازمین پنجاب مصدرہ 1976ء

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب سپیکر ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) سول ملازمین پنجاب مصدرہ 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) سول ملازمین پنجاب مصدرہ 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب سپیکر ۔ میں مسودہ قانون (ترمیم) سول ملازمین پنجاب مصدرہ 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم) سول ملازمین پنجاب مصدرہ 1976ء ایوان میں پیش کر دیا ہے ۔ یہ متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے ۔ اس کی رپورٹ 90 دن کے اندر آنی چاہئے ۔

قرارداد

(مفاد عامہ سے متعلق)

مسٹر سپیکر : مسٹر کلام اللہ موجود ہیں ۔ مسٹر احسان الحق پراچہ وہ بھی موجود نہیں ہیں ۔ ملک شاہ محمد حسن ۔

زراعت پیشہ افراد کو کھاد ۔ کرم کش ادویات اور بیج کی سستے داموں فراہمی

ملک شاہ محمد حسن : جناب والا ! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں ۔

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت کاشتکاروں اور زمینداروں کو کھاد ، کرم کش

ادویات ، اور بیج سستے داموں مہیا کرے اور
اس سلسلے میں مالی امداد وفاقی حکومت سے بھی
طلب کرے ۔

مسٹر سپیکر : یہ قرارداد پیش کی گئی ہے :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت
کاشتکاروں اور زمینداروں کو کھاد ، کرم کش
ادویات اور بیج سستے داموں مہیا کرے ۔ اور
اس سلسلے میں مالی امداد وفاقی حکومت سے
بھی طلب کرے ۔

ملک شاہ محمد محسن : جناب والا ! حکومت کی طرف سے کھاد میں کمی کر دی گئی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے اور اس کی معیشت کا انحصار بہت حد تک زراعت پر ہے ۔ اس کے پیش نظر عوامی حکومت نے یہ جو اقدامات کئے ہیں ، میرے خیال میں اس سے قبل کسی بھی حکومت نے نہیں کئے ۔ زراعت کی ترقی کے لئے بیج اور کھاد وغیرہ باہر سے امپورٹ کر کے کاشتکاروں میں تقسیم کئے گئے ہیں ۔ اور بھی مراعات کاشتکاروں کو دی گئی ہیں ۔ کرم کش ادویات ، قرضہ جات اور دوسری اشیاء فیلڈ اسسٹنٹ جا کر کاشتکاروں کو مہیا کرتے رہے ہیں ۔ کیونکہ یہ ملک کی بنیادی ضرورت ہے کہ زراعت کو بہت حد تک آگے لے جایا جائے ۔ تاکہ ملک زراعت میں خود کفیل ہو ۔ اس کا نتیجہ عوام کے سامنے ہے ۔ اس دفعہ گندم کی پیداوار عوامی حکومت کی کوشش کا ہی نتیجہ ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کے باوجود چھوٹے کاشتکاروں اور مالکوں کے لئے موجودہ قیمتوں کو برداشت کرنا آسان کام نہیں جس کی بنا پر پیداوار میں کمی کے امکانات ہیں ۔ اس لئے میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اگر حالات اجازت دیں تو قیمتوں میں مزید کمی کی جائے ۔ اس طرح سے پیداوار میں بھی اضافہ ہو گا ، زر مبادلہ بھی حاصل ہوگا اور آمدنی ہو گی ۔ اس لحاظ سے حکومت پر بوجھ بھی نہیں پڑے گا ۔ اس کے ساتھ ساتھ تھوڑی تھوڑی زمینوں کے مالکوں اور کاشتکاروں کے لئے کھاد اور بیج کو آسانی سے حاصل کرنا ممکن ہو سکے گا اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس قرارداد کو منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی کیا ترمیم ہے ۔ مسٹر جمیل حسن منج ۔

مسٹر جمیل حسن خان منج : میری یہ ترمیم ہے کہ اس کے ساتھ زرعی مشنری ، زرعی آلات ، آسان اقساط ، سستے داموں بلا سود ایزاد کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : بلا سود کا لفظ "بیج اور سستے داموں" کے درمیان ہے ۔ اس طرح سے یہ ہوگا "زرعی مشنری ، زرعی آلات ، سستے داموں بلا سود آسان اقساط میں دئے جائیں" ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ۔ میری ترمیم یہ ہے کہ "بلا سود" ۔

مسٹر سپیکر : علامہ صاحب ! جب ادھار ہی نہیں تو پھر سود کیسے ہوگا ؟

علامہ رحمت اللہ ارشد : پھر جناب والا ! یہ کس چیز کے لئے مانگ رہے ہیں ؟ آپ ان کا ریزولیوشن تو دیکھیں ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے کہا ہے کہ سستے داموں مہیا کریں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : ان کا ریزولیوشن کیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : "ایوان کے رائے ہے کہ صوبائی حکومت کاشتکاروں اور زمینداروں کو کھاد ، کرم کش ادویات اور بیج سستے داموں مہیا کرے" ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! اصل قرارداد تو یہ ہے کہ سستے داموں دیئے جائیں ۔

مسٹر سپیکر : جی ہاں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : پھر تو دام دینے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : جی ہاں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : تو میری ترمیم یہ ہے کہ یہ "بلا سود" ہوں ۔

مسٹر سپیکر : نقد چیز تو بلا سود ہی ہوتی ہے ۔ البتہ ادھار بلا سود نہیں ہوتا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! کیا یہ قرض کی صورت میں نہیں ہوں گے ؟ کیا یہ نقد دام لے کر دیں گے ؟

مسٹر سپیکر : ابھی کیا پتہ ۔ یہ تو وہی جانتے ہیں جنہوں نے یہ ترمیم پیش کی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا وضاحت تو ہو جانی چاہئے ۔ کیوں کہ اس وقت بھی زرعی آلات مل جاتے ہیں ، جیسے کاہون صاحب نے فرمایا ہے ۔ لیکن قرض سود پر ملتا ہے جو ساڑھے بارہ یا تیرہ فی صد ہوتا ہے ۔ آپ اللہ سے پوچھیے وہ کیا چاہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اگر یہ بات ہوتی تو وہ لکھ دیتے ۔ آپ کی ترمیم نہیں ہو سکتی ۔ ترمیم تو یہ ہے :

> کہ "بیج اور سستے" کے درمیان "زرعی مشینری اور زرعی آلات" کا اضافہ کیا جائے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ اس میں یہ لکھ دیا جائے :

> کہ اس ایوان کی رائے یہ ہے کہ اگر قرض دیے جائیں تو یہ قرض بلا سود ہو گا ۔

مسٹر سپیکر : اس طرح قرارداد کی ساری سپرٹ ہی ضائع ہو جائے گی ، بلکہ اس کا کریکٹر ہی بدل جائے گا ۔ کیونکہ قرارداد سستے داموں کے لئے ہے ، قرضے کے لئے نہیں ۔

اس میں یہ ترمیم کی گئی ہے ، اور سوال یہ ہے :

> کہ "ادویات اور بیج" کے درمیان "اور" کا لفظ حذف کر دیا جائے ، اور "بیج" کے بعد "زرعی مشینری اور زرعی آلات" کے الفاظ کا اضافہ کر دیا جائے ۔

(ترمیم منظور کی گئی)

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ۔ میں اس ترمیم کی مخالفت کرتا ہوں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ اگر آپ اجازت دیں تو مجھے اس پر کچھ عرض کرنا ہے ۔

مسٹر سپیکر : جی ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ میں یہی عرض کرنا چاہتا تھا کہ فاضل ممبر نے جن جن باتوں کا اظہار کیا ہے ، اور اس میں جو ترمیم کی گئی ہے مرکزی اور وفاقی حکومت پہلے ہی ان سے آگاہ ہے ۔ ایک بات تو یہ ہے کہ ہمارے ملک کی معیشت کا انحصار زراعت پر ہے ، اور یہ کوئی ایسی قابل فخر بات بھی نہیں ، کیوں کہ آج کل کی دنیا میں زراعت پر جس قدر کم انحصار ہے ، اسی قدر قوم زیادہ خوش حال ہوتی ہے ۔ جناب والا ۔ جرمنی میں تیس فی صد لوگوں کا انحصار زراعت پر ہے ۔ امریکہ میں شاید کوئی چار پانچ فی صد ہے ۔ اسی طرح سے اور ممالک میں بھی ہے ۔ جو ممالک غربت اور افلاس کو ختم کر کے ترقی کی طرف جا رہے ہیں ، جیسا کہ جمہوریہ کوریا ہے ، جہاں حال ہی میں ہم گئے تھے ۔ وہاں 70 فی صد عوام کا انحصار صنعت پر ہے ، جب کہ قبل ازیں اس کے برعکس 70 فی صد زراعت پر اور 30 فی صد صنعت پر انحصار پر ہوتا تھا ۔ چنانچہ یہ بھی بذات خود کوئی فخر کی بات نہیں کہ ہمارا زراعت پر انحصار ہے ۔ بلکہ صدیوں سے ہمارے ملک میں صنعتی ترقی نہیں کی گئی اور اب جب کہ منصوبہ بندی ہو رہی ہے ، ہماری حکومت زراعت کو اس لئے اہمیت دے رہی ہے ، کیوں کہ زراعت ہی ایک ایسا شعبہ ہے جس کی بنیاد پر ملک کی معیشت استوار ہو سکتی ہے ۔ ہمارے ملک میں زراعت میں سب سے بڑی کمی یہ ہے کہ فی ایکڑ پیداوار میں کمی ہے ۔ ہمارے ہاں زیر کاشت رقبہ کافی ہے لیکن فی ایکڑ پیداوار میں کمی ہے ۔ اس کی چند ایک وجوہات ہیں ۔ ایک وجہ تو یہ ہے کہ اچھے بیج مناسب مقدار میں مہیا نہ ہوتے تھے ، اب جن کی طرف ہم توجہ دے رہے ہیں ، اور جناب والا ۔ کو معلوم ہے کہ ہم اس کے لئے ایک واحد ادارہ سیڈ کارپوریشن قائم کر چکے ہیں جس کے لئے ہم نے کئی کروڑ روپے رکھے ہیں ۔ اور پچھلے سال کے مقابلہ میں اس سال گندم اور کپاس کا بیج زیادہ بیج یا تو مہیا کر

دیا گیا ہے، وہ آئندہ فصل میں مہیا کیا جائے گا۔ جس حالت پر پچھلے مالی سال سے بہت زیادہ ہے۔ اسی طرح پیداوار میں اضافے کی باعث دوسری input فرٹیلائزر ہے۔ اس پر بھی مرکزی حکومت 20 کروڑ سے زیادہ کی subsidy دے رہی ہے جو ساری کی ساری مرکزی حکومت کی ہے۔

جناب والا۔ پیداوار میں اضافہ کرنے والی تیسری چیز کرم کش ادویات ہیں۔ ان کو encourage کرنے کے سلسلے میں میں نے اس ایوان میں پہلے بھی عرض کیا تھا تا کہ زمیندار ان کو استعمال میں لائیں۔ چلئے ہم ان سے ایک چوتھائی رقم چلئے وصول کرتے تھے اور تین چوتھائی لمبے فصل کے بعد۔ اس سال سے پنجاب حکومت نے وہ ایک چوتھائی رقم فصل کے بعد لینی طے کی ہے۔ گویا زمیندار کو کوئی بھی رقم چلئے ادا نہیں کرنی ہوگی۔ بلکہ وہ اپنی فصل کے لئے کرم کش ادویات استعمال کرے اور جب اس کی فصل برآمد ہو اور وہ یہ رقم دینی برداشت کرے تو اس وقت وہ یہ رقم دے دے۔ چوتھی چیز، جس کے بارے میں چوہدری جمیل حسن ملغ صاحب نے ترمیم پیش کی ہے، زرعی مشینری اور زرعی آلات ہیں۔ جناب والا کو معلوم ہوگا کہ بہاولپور میں کوآپریٹو محکمے کے تحت زرعی آلات کی جو فیکٹری چل رہی ہے، اس سے جتنے بھی آلات بنتے ہیں، وہ کافی subsidized اور چھوٹے فرموں اور لوگوں کو فراہم کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح ٹریکٹر کے سلسلے میں بھی مرکزی حکومت کی یہ پالیسی رہی ہے کہ ان کو زیادہ سے زیادہ مقدار میں لایا جائے، اور اب، جب کہ چند مہینے ہوئے مرکزی حکومت نے اس پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں رکھی، اور جو بھی شخص ایک خاص رقم جمع کروائے اس کو ٹریکٹر مل جائے گا۔ گویا ان تمام items یعنی بیج، کھاد، کرم کش ادویات، زرعی مشینری اور زرعی آلات کے لئے حکومت پہلے ہی سے اس قسم کے اقدامات کر رہی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ مقدار میں اور سستے داموں مہیا کئے جا سکیں تا کہ پاکستان کے اصل مسئلے یعنی فی ایکڑ پیداوار کو زیادہ سے زیادہ کیا جائے۔ جناب والا۔ اس پر چلئے ہی کوششیں جاری ہیں۔ فاضل ممبر کین کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک ایسے کام کی طرف توجہ دلائی ہے کہ جس پر ہماری زرعی معیشت کا انحصار ہے۔

چودھری طالب حسین : جناب والا ۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں چند ایک گزارشات اس کے بارے میں پیش کرنی چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : فرمائیے ۔

چودھری طالب حسین : جناب والا ۔ زرعی شعبہ میں جن چیزوں کی اشد ضرورت ہے ، جناب وزیر خزانہ نے ان کی وضاحت فرمائی ہے کہ ہمارے ملک فی ایکڑ پیداوار میں کمی ہے اور مناسب اضافہ جو کہ زرعی معیشت کے پیش نظر ہونا چاہئے تھا ، نہیں ہو رہا ، اور اس کے لئے حکومت کوشش کر رہی ہے ۔ جن چیزوں کی طرف انہوں نے اشارہ کیا ہے اس سے کوئی بھی ذی شعور اختلاف کرنا کیوں کہ زرعی پیداوار میں اضافے کے لئے یہ بنیادی چیزیں ہیں لیکن سب سے ضروری بات یہ ہے کہ ہماری موجودہ حکومت کے برسر اقتدار آنے کے بعد ان چیزوں کے استعمال میں کس قدر اضافہ ہوا ہے اور اس اضافے کے باعث ان سہولیات کی بنیاد پر جو اس حکومت نے دی ہیں ، ہماری فی ایکڑ پیداوار میں کس قدر اضافہ ہوا ہے ۔ جناب والا ۔ مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ باوجود اس امر کے کہ حکومت کی طرف سے بار بار یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ ہماری معیشت بنیادی طور پر زرعی معیشت ہے اور اس میں جو ka pilt ہیں ، ان میں کسانوں کو سہولت دینے کے لئے حکومت بہت کوشاں ہے ۔ لیکن جو کوششیں زرعی معیشت اور فی ایکڑ پیداوار میں اضافے کے لئے ہونی چاہئیں تھیں ، آج تک نہیں ہوئیں ۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اپنی فی ایکڑ پیداوار میں مناسب اضافہ نہیں کر سکے ۔ اس میں آپ سب سے ضروری چند مشینری ہی کو لے لیجئے ۔ آج تک ہم اس قابل نہیں ہو سکے کہ ہم وہ مشینری اپنے ملک کے اندر بنا سکیں ۔ اس طرف یہ کہ ہم نے اس طرف مطلوبہ توجہ نہیں دی ، بلکہ ٹریکٹر ، جو آج تک پرمٹ پر ملتے تھے ، باوجود اس امر کے کہ وہ پرمٹ سسٹم ختم کر دیا گیا ہے ۔ لیکن آج بھی وہ ٹریکٹر بلیک مارکیٹنگ میں فروخت ہو رہے ہیں ۔ اگر واقعی ہم زرعی پیداوار میں اضافے کے لئے سنجیدہ ہیں تو حکومت کو اس معاملہ میں ہوا کنٹرول کرنا چاہئے ۔ اگر ہم نے پرمٹ سسٹم ختم کیا ہے تو ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ آیا وہ ٹریکٹر کسانوں کو کنٹرول ریٹ پر آسانی سے دستیاب ہیں یا نہیں ۔

جناب والا ۔ باوجود ان دعووں کے کہ وہ ٹریکٹر کسانوں کو کنٹرول ریٹ پر میسر آتے ہیں ، آج بھی صورت حال یہ ہے کہ وہ پھر بلیک مارکیٹ میں فروخت ہو رہے ہیں ۔ ہم اگر واقعی سنجیدہ ہیں کہ اپنی زرعی معیشت کو ٹھوس بنیادوں پر منظم کریں اور فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ کریں تو ہمیں زیادہ سے زیادہ توجہ اس طرف دینی چاہئے کہ حکومت خود کرم کش ادویات کے استعمال میں اضافے کا بندوبست کرتی اور خاص طور پر چاول ، کپاس اور مکئی پر چھڑکاؤ کرنے کا بندوبست کرتی جیسا کہ بہت سے زرعی ملکوں میں کیا جاتا ہے بلکہ جن ملکوں کی معیشت کا انحصار محض زراعت پر نہیں وہ بھی ایسا بندوبست کرتے ہیں ۔ جناب والا ۔ آج اگر ہم بجٹ پر ، اور حکومت کے ان اعداد و شمار پر غور کریں تو یہ بات بالکل عیاں ہے کہ اپنے لوکل زیر کاشت رقبے کے ایک نہایت ہی معمولی حصے پر حکومت ان کرم کش ادویات کے چھڑکاؤ کا بندوبست کرتی ہے جس کے باعث مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہو رہے ۔ رہی یہ بات کہ کسانوں کو مہیا کی گئی کرم کش ادویات کی قیمت ان سے بعد میں وصول کی جائے گی ۔ جناب والا ۔ میں نے اس سے قبل بھی عرض کیا تھا اور آج پھر اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ یہ ایک ایسی چیز ہے جن کے متعلق حکومت کو زیادہ سے زیادہ بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھانا چاہئے ۔ اس سے ملکی معیشت کو بھی فائدہ پہنچے گا اور عوام کو بھی ، اور پیداوار میں بھی اضافہ ہوگا ۔ باوجود اس امر کے کہ آپ یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم کرم کش ادویات کی قیمت بعد میں وصول کریں گے ، انہیں مناسب مقدار میں کسان استعمال نہیں کر رہے ۔ اس کا علاج اس کے سوا اور کوئی نہیں ہوگا کہ حکومت خود ان کرم کش ادویات کے چھڑکاؤ کا بندوبست کرے ۔ جناب والا ۔ فرٹیلائزر کے متعلق میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ اس وقت تک بھی ان کی subsidy کی وجہ سے حکومت کے کندھوں پر بوجھ ہے ۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ فرٹیلائزر کے استعمال کے باوجود اس کی قیمتوں میں اضافے کا باعث کیا ہم مطلوبہ نتائج حاصل کر سکے ہیں ؟ مجھے نہایت افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ملحقہ ملک ہندوستان میں بھی آج پیداوار ہم سے زیادہ ہے ۔ باوجود اس امر کے کہ تقسیم سے قبل ہمارے علاقے میں فی ایکڑ پیداوار زیادہ تھی ۔ اس بات پر ہم فخر نہیں کر سکتے ۔ یہ دعوے

محض کافی نہیں ہوں گے کہ ہم چار چیزیں ، فرٹیلائزر ، ٹریکٹر دوسری کرم کش ادویات subsidize کر رہے ہیں ، بلکہ ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ کیا وہ نتائج، جو آج تک ہمیں اس فیلڈ میں حاصل کرنے چاہئیں تھے ، وہ ہم حاصل کر سکے ہیں یا نہیں ؟ ہمارے سامنے نتائج یہ ہیں کہ آج تک زرعی معیشت کی بنیادوں کو منظم نہیں کر سکے اور ہم وہ نتائج حاصل کرنے میں ناکام ہو چکے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ سے تھوڑی سی guidance لینا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : علامہ صاحب ۔ میرے پاس فاضل ممبران کی بڑی لمبی لسٹ ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ۔ میں تو آپ سے guidance لینا چاہتا ہوں اور صرف دو منٹ لوں گا ۔

مسٹر سپیکر : ابھی کرنل اسلم خان نیازی صاحب اور ملک محمد اکرم اعوان صاحب بھی ہیں ۔ اس طرح یہ فہرست لمبی ہو جائے گی ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ۔ مجھے صرف آپ کی رولنگ اور guidance لینی ہے تاکہ میں اپنی ناقص معلومات میں کچھ اضافہ کرسکوں ۔

مسٹر سپیکر : آپ مجھ سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو پوچھیے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محرک نے آپ کے سامنے تحریک پیش کی ہے اور ایک فاضل ممبر نے اس میں ترمیم دی ہے اور وہ رائے اس ایوان کے سامنے رکھی گئی اور وہ پاس ہو گئی ۔ اس کے بعد فاضل وزیر خزانہ نے جو بیان دیا ہے میں نے اس سے یہ تاثر لیا ہے کہ یہ قرارداد غیر موثر ہے ۔ جن چیزوں کا مطالبہ اس قرارداد میں کیا گیا ، وہ حکومت چلے ہی کر رہی ہے ۔ کیا آپ اس سے اتفاق فرماتے ہیں ؟ میں صرف یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : اچھا جی ، ملک ثناء اللہ خان ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ۔ میں نے جو guidance لینے کے لئے عرض کیا ہے اس کا کیا بنا ؟

مسٹر سپیکر : میں نے آپ کی بات سن لی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ۔ میری بات تو آپ نے سن لی ہے ، لیکن اس کا جواب تو نہیں دیا ۔

مسٹر سپیکر : ملک ثناء اللہ خان ، فقیر عبدالمجید خان ۔ (معزز ممبران موجود نہ تھے) اب میں ہاؤس کو ملتوی کرتا ہوں ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ۔ قبل اس کے کہ آپ ہاؤس کو ملتوی فرمائیں میں ایک گزارش کرنی چاہتا ہوں ۔ میں نے کل بھی آپ کی چیمبر میں یہ درخواست کی تھی کہ غیر سرکاری دن میں کم از کم آدھا وقت قانون سازی کے لئے مخصوص کر دیں ۔

مسٹر سپیکر : کیوں نہیں ۔ وہ بل آئیں گے ۔ وہ کہہ رہے تھے کہ نوٹس نہ تھے ۔ میں نے کل بھی آپ سے کہا تھا کہ اب نوٹس mature ہو گئے ہیں ۔ باری پر یہ سارے بل ، جو سٹینڈنگ کمیٹی سے ہو کر آئے ہیں ، ایوان میں آئیں گے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ۔ اگلا آدھا دن آپ قانون سازی کے لئے مقرر فرما دیں ۔

مسٹر سپیکر : آدھے دن سے پہلے ہی ممبر اٹھ جاتے ہیں ، اس لئے اس کو اس طرح آدھا دن مت کیجئے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس دن کو زیادہ موثر بنانے کے لئے محض قراردادوں پر اکتفا نہ کریں ، بلکہ جو بل ممبران نے پیش کئے ہیں ان پر بحث بھی ہونی چاہئے ، اور آدھے دن سے میری مراد صرف یہ ہے کہ اس سیشن کا جو ورکنگ ٹائم ہو ، اس میں سے کچھ وقت

مخصوص کر دیں - جیسے آپ دوسری قانون سازی کے دن میں کر دیا کرتے ہیں -

مسٹر سپیکر : مجھے تو یہ کوئی اندازہ نہیں ہوتا - فی الحال ہم اس پر دیکھتے ہیں کہ کیا طریقہ کار نکل سکتا ہے -

چوہدری طالب حسین : شکریہ -

Mr. Speaker : The House is adjourned. It shall re-assemble tomorrow at 8.30 a.m.

(اسمبلی کا اجلاس 7 جولائی بروز بدھ ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا) -

---

صوبائی اسمبلی پنجاب

چھٹی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اٹھارھواں اجلاس

(بدھ - 7 جولائی 1976ء)

(چہارشنبہ - 8 رجب 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا - مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے -

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ
عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ ۚ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ
رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَٰلِكَ
وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ۝ أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ لَهُمُ
الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ
ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

پ ۱۱ - س ۱۰ ——— رکوع ۱۲ - آیات ۶۱ تا ۶۴

اور تم کسی حال میں ہوتے ہو یا قرآن میں سے کچھ پڑھتے ہو یا تم اور کوئی کام کر رہے ہوتے ہو، تو ہم تمہارے سامنے ہوتے ہیں اور تمہارے رب سے ذرہ برابر بھی کوئی چیز پوشیدہ نہیں - نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی ہے - اور نہ بڑی مگر وہ کتاب روشن میں درج ہے - خبردار رہو کہ جو اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غم زدہ ہوں گے یعنی وہ جو ایمان لائے اور برائیوں سے بچتے رہے - ان کے لئے دنیا کی زندگی میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی (خوشخبری ہے) اور آخرت میں بھی اللہ کی باتیں ہرگز نہیں بدلتیں - یہی وہ زبردست کامیابی ہے -

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر : وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔

علی انڈسٹریل ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ ماڈل ٹاؤن لاہور کا قیام

*6362 ۔ مرزا فضل حق : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) علی انڈسٹریل ٹیکنکل انسٹی ٹیوٹ ماڈل ٹاؤن لاہور کب سے قائم ہے اور اس وقت اس ادارے میں زیر تعلیم طلبا کی تعداد کیا ہے ۔ اس میں کتنے اساتذہ اور ملازمین ہیں ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ یہ ایک بڑا ادارہ ہے جو تقریباً ایک کروڑ روپے کی لاگت سے قائم ہوا ہے اور جس میں تقریباً ستائیس لاکھ روپے کی امداد غیر ملکی مشینری کی شکل میں شامل ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ ادارے میں میٹرک پاس طلبہ کو داخلہ دیا جاتا ہے اور انہیں دو سال کی تربیت دے کر فارغ کر دیا جاتا ہے ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ ادارے میں پچھلے سال میٹرک پاس طلبہ کی بجائے مڈل پاس طلبہ کو داخلہ دیا گیا تھا اور انہیں سہ ماہی امتحان میں ناکامیابی پر اس ادارہ سے نکال دیا گیا تھا ۔

(ہ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ ادارے نے مڈل پاس طلبہ کے نکالنے کے بعد یکم جنوری 1974ء سے طلبہ کی نئی بھرتی نہیں کی ؟ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے ؟

(و) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ ادارے کی انتظامیہ مالی مشکلات کی وجہ سے طلباء کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے

ہے قاصر ہے ، اس لئے کورس کی میعاد کو کم کر کے ان کی تعلیم کو ادھورا چھوڑا جا رہا ہے ۔

(ز) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے ، تو کیا حکومت اس سلسلے میں مناسب کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالحق) : (الف) علی انڈسٹریل ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ ماڈل ٹاؤن لاہور 1970ء سے کام کر رہا ہے اور اس میں 84 طلبہ زیر تعلیم ہیں ۔ عملہ 21 اساتذہ اور 29 دیگر افراد پر مشتمل ہے ۔

(ب) اس انسٹی ٹیوٹ پر 38 لاکھ روپے صرف کئے گئے ہیں اور 21 لاکھ روپے کی لاگت سے غیر ملکی مشینری منگوائی گئی ۔

(ج) ادارے میں منظور شدہ کوائف کے مطابق مڈل پاس طلبہ بھی داخلے کے لئے اہل سمجھے جاتے ہیں ۔

(د) ادارے میں حسب کوائف داخلے کے لئے امتحان پاس کرنے کے بعد داخلہ دیا جاتا ہے ۔ پچھلے سال بھی اسی اصول کے تحت داخلہ کیا گیا تھا ۔ داخل شدہ طلبہ میں میٹرک مڈل پاس دونوں ہی شامل تھے ۔ کوائف کے مطابق امتحان لینے کے چھ ماہ بعد بعد فیل شدہ طلبہ کو فارغ کر دیا گیا ۔

(ہ) یہ درست ہے کہ 1974-75ء کے تعلیمی سال میں عام داخلہ بند کر دیا گیا ۔

(و) یہ درست نہیں کہ داخل شدہ طلبہ کو ضروری امداد اور تربیت نہیں دی جا رہی ۔ کسی بھی طالب علم کو مالی مشکلات کی بناء پر انسٹی ٹیوٹ سے فارغ نہیں کیا گیا ۔

(ز) جز "الف" تا "ب" کے جوابات مکمل اثبات یا نفی میں نہیں ، چونکہ یہ ادارہ ابھی تک حکومت کی تحویل میں نہیں ۔

گورنمنٹ ڈگری کالج جوہر آباد کی لائبریری کے لئے رقم کی تخصیص

*7088 ۔ ملک محمد اعظم : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج جوہر آباد کو سال 1972-73ء اور 1973-74ء میں لائبریری کے لئے کتنی رقم فراہم کی گئی اور کل کتنی تعداد میں کتب خریدی گئیں ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ کالج کے لئے مذکورہ مد میں فراہم کردہ رقم بہت قلیل تھی ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس مد میں آئندہ رقم بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) مطلوبہ اطلاع درج ذیل ہے :

سال	رقم	خرید کردہ کتب کی تعداد
1972-73ء	2000	114
1937-74ء	1400 روپے	87
1973-74ء	7.39 روپے	77
	سپیشل گرانٹ	ایک انسائیکلو پیڈیا بریٹینکا جو کہ 24 جلدوں پر مشتمل ہے ۔

(ب) جی نہیں ۔

(ج) مذکورہ کالج کو 1974-75ء کے لئے لائبریری کتب کی خرید کے لئے مبلغ 2000 روپے کی رقم دی جا چکی ہے اور مزید رقم دینے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔

ملک محمد اعظم : کیا سینئر وزیر از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبے کے تعلیمی اداروں کی لائبریریوں کے لئے زیادہ سے زیادہ

کتابیں فراہم کرنے کی اسکیم کے پیش نظر حکومت کیا اقدام کر رہی ہے ؟

مسٹر سپیکر : آپ کا اصل سوال ایک کالج کے لئے تھا ، تمام کالجوں کے لئے نہیں ۔

گورنمنٹ کالج جوہرآباد کی عمارت کی تعمیر

*7147۔ ملک چاند اعظم : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) گورنمنٹ کالج برائے طلباء جوہرآباد ضلع سرگودھا میں طلباء اور اساتذہ کی کل کتنی تعداد ہے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ کالج کی عمارت کرایہ پر حاصل کی گئی ہے جس کے لئے محکمہ کو ایک کثیر رقم بطور کرایہ ادا کرنی پڑتی ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کالج کے لئے اراضی بھی خریدی جا چکی ہے ۔

(د) اگر جزو (ب) و (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ کالج کی عمارت کی تعمیر کب تک شروع کی جائے گی اور کتنی مدت میں اختتام پذیر ہو گی ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) اساتذہ اور طلباء کی تعداد 27 اور 567 ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔ مگر اب یہ عمارت مبلغ 2,44,134 روپے کے عوض پاؤسٹنگ ایڈ فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ سے خرید لی گئی ہے ۔

(ج) جی ہاں ۔

(د) مذکورہ کالج کی نئی عمارت تعمیر کرنے کا سوال حکومت کے

زیر غور ہے ۔ ترقیاتی پروگرام برائے سال 1975.76ء میں اس مقصد کے لئے رقم مختص کی کرنے کی کوشش کی جائے گی ۔

گورنمنٹ ہائی سکول ملہال مغلاں میں ہوسٹل کی تعمیر

*7270 ۔ مرزا فضل حق : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول ملہال مغلاں تحصیل چکوال ضلع جہلم میں دور دراز دیہاتوں سے تعلیم حاصل کرنے کے لئے آنے والے طلباء کے لئے ہوسٹل نہیں ہے ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول میں ہوسٹل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر مجاز (ڈاکٹر عبدالخالق) : یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول ملہال مغلاں تحصیل چکوال ضلع جہلم میں کوئی ہوسٹل نہیں ہے ۔ مگر چونکہ سکول ہذا کے ارد گرد تین ہائی سکول (1) حصولہ (2) ہری دروازہ اور (3) جنڈ موجود ہیں اور ہر لڑکے کو ہائی سکول جانے کے لئے زیادہ سے زیادہ تین چار میل کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے ۔ اس لئے وہاں ہوسٹل کی ضرورت نہیں ہے ۔

جونیئر انسٹرکٹرز کو گریڈ نمبر 16 کی عطائیگی

*8413 ۔ سید تابش الوری : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ کمرشل انسٹیٹیوٹ کے انسٹرکٹروں اور جونیئر انسٹرکٹروں کو بالترتیب گریڈ نمبر 11 اور گریڈ نمبر 17 دیئے جارہے ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ گورنمنٹ کمرشل انسٹیٹیوٹ کے جونیئر انسٹرکٹرز اور انسٹرکٹرز کے کام کی نوعیت یکساں ہے ۔ اگر یہ درست ہے تو ان کے گریڈوں میں اتنا تضاد کیوں ہے ۔

(ج) کیا وزیر موصوف کے علم میں ہے کہ دوسرے صوبوں کے

جونیئر انسٹرکٹروں کو کافی عرصہ پہلے گریڈ نمبر 16 دے دیا گیا ہے۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ڈائریکٹر ٹیکنیکل ایجوکیشن پنجاب نے بھی جونیئر انسٹرکٹروں کو گریڈ 16 دینے کی سفارش کی ہے۔

(ہ) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے۔ تو کیا حکومت مذکورہ جونیئر انسٹرکٹرز کو گریڈ نمبر 16 دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک۔ اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق): (الف) جی ہاں انسٹرکٹرز گورنمنٹ کمرشل انسٹی ٹیوٹ کو سکیل نمبر 17 اور جونیئر انسٹرکٹرز کو سکیل نمبر 11 میں تعینات کیا جاتا ہے۔ لیکن ان کی تعلیمی اہلیت اور تجربے میں فرق ہے۔

(ب) جی ہاں، لیکن تعلیمی اہلیت اور تجربے میں فرق کی بنا پر ان کے سکیلوں میں فرق ہے۔ جونیئر انسٹرکٹر کی آسامی کے لئے صرف بی۔ اے یا بی۔ کام کی شرط ہے، جب کہ انسٹرکٹر کے لئے ایم۔ اے، ایم۔ کام یا بی۔ اے، بی۔ کام مع پانچ سال تجربے کی شرط ہے۔

(ج) دوسرے تمام صوبوں میں جونیئر انسٹرکٹرز کو سکیل نمبر 16 نہیں دیا گیا، بلکہ صرف بلوچستان میں دیا گیا ہے، اور اس کی بنا پر صوبائی رابطہ کمیٹی میں حکومت پنجاب کی طرف سے تجاویز پیش کی گئیں۔

(د) پے کمیشن کے appoint ہونے کے بعد حکومت پنجاب کے ملازمین کے سکیلوں میں رد و بدل کے معاملے پر ابھی غور نہیں کررہی، اور پے کمیشن کی recommendation کے ملنے کے بعد یہ تمام فیصلے کئے جائیں گے۔

(ہ) انسٹرکٹرز کو گریڈ نمبر 16 دینے کا فیصلہ پے کمیشن کی سفارشات کے مطابق ہی ہوگا۔

سید تابش الوری : وزیر موصوف نے اپنے جواب کے جز (ج) میں کہا ہے کہ چونکہ بلوچستان میں جونیئر انسٹرکٹرز کو سکیل نمبر 16 دے دیا گیا ہے ، اس کی بنا پر صوبائی رابطہ کمیشن میں حکومت پنجاب نے بھی تجاویز پیش کی ہیں ۔ وہ تجاویز کیا ہیں ؟

وزیر خزانہ : وہ تجاویز یہ ہیں کہ انہی خطوط پر یہاں بھی کچھ غور و خوض کیا جائے کہ ہم بھی اپنے جونیئر انسٹرکٹرز کو سکیل نمبر 16 دے سکتے ہیں یا نہیں ۔ لیکن اس میں جو چیز حائل ہے وہ پے کمیشن کا تقرر ہے ۔ یہ الگ کیس نہیں ۔ ولرنری ڈاکٹروں کا کیس ہے ، ایگریکلچرل اسسٹنٹس کا کیس ہے اور بہت سے کیس بھی ہیں جو صرف اس لئے رکے ہوئے ہیں کہ ان سب پر پے کمیشن غور کررہا ہے ۔ اگر اس دوران ہم خود بھی تبدیلیاں کرتے رہے تو پے کمیشن کا کام بہت پیچیدہ ہو جائے گا ۔ پھر شائد اس کی رپورٹ تمام ملازمین کے سلسلے میں مفید ثابت نہ ہو ۔ چنانچہ اس کی سفارشات آنے پر ان کے جونیئر انسٹرکٹرز کے مطابق سکیل کا فیصلہ بھی کر دیا جائے گا ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ۔ پے کمیشن کے قیام سے پہلے ہی حکومت پنجاب نے جونیئر انسٹرکٹرز کو سکیل نمبر 16 دے دیا تھا اور حکومت پنجاب کی طرف سے رابطہ کمیٹی میں یہ سفارشات پیش کی گئیں ۔ اس لئے میں پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ پے کمیشن سے ہٹ کر کیا حکومت پنجاب نے جونیئر انسٹرکٹرز کو صوبہ بلوچستان کی طرح سکیل نمبر 16 دینے کی سفارش کی ہے ۔ اس کے بعد کیا فیصلہ ہوتا ہے ، یہ بالکل الگ مسئلہ ہے ۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ اس سلسلے میں صوبائی حکومت کا کیا موقف ہے ؟

وزیر خزانہ : ہم صوبہ بلوچستان کے فیصلے کی تفاصیل سننا چاہتے تھے جو اس نے کچھ خاص حالات کی بناء پر کیا تھا ۔ جو تمام تجاویز زبانی نہیں بتا سکتا ۔ آپ اس کے لئے الگ سوال کریں ۔ پھر ہم جواب دیں گے کہ حکومت پنجاب نے صوبائی رابطہ کمیٹی کو جونیئر انسٹرکٹرز کے بارے میں کیا کیا سفارشات کی ہیں ۔

تحصیل پھالیہ کی طالبات کے لئے مڈل سکولوں کی تعداد میں اضافہ

*8516 ۔ چوہدری محمد حیات گوندل : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ضلع گجرات کی تینوں تحصیلوں کی آبادی کتنی کتنی ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل گجرات میں 18 ۔ تحصیل کھاریاں میں 13 اور تحصیل پھالیہ میں صرف 6 مڈل سکول برائے طالبات موجود ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ تحصیل پھالیہ ضلع بھر میں آبادی کے لحاظ سے دوسری تحصیلوں سے بڑی اور گنجان آباد ہے ۔

(د) کیا حکومت تحصیل پھالیہ کی طالبات کے لئے مڈل سکولوں کی تعداد میں دوسری دونوں تحصیلوں کے مطابق اضافہ کرنے کو تیار ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) ضلع گجرات کی تحصیل وار آبادی حسب ذیل ہے :-

گجرات ۔ 6'21'327

پھالیہ ۔ 7,15,234

کھاریاں 5'48'803

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی ہاں ۔

(د) ڈسٹرکٹ ایجوکیشن کونسل گجرات کی سفارش برائے سالانہ ترقیاتی پروگرام 77-1976ء میں یہ مسئلہ پیش کر دیا جائے گا اور اس کی سفارشات پر غور کیا جائے گا ۔

ملتان ڈویژن میں مڈل او۔ ٹی اساتذہ کی تقرری

*856۔ مسز حسینہ بیگم کھوکھر : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ملتان ڈویژن میں او۔ ٹی اساتذہ کی تقریباً 250 آسامیاں خالی پڑی ہیں۔ اگر ایسا ہے تو مڈل او۔ ٹی اساتذہ کو مذکورہ آسامیوں پر تعینات نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بہاولپور ڈویژن میں مذکورہ آسامیوں پر مڈل او۔ ٹی اساتذہ کو تعینات کر دیا گیا ہے مگر ملتان ڈویژن میں ان کے لئے میٹرک پاس ہونے کی شرط عائد کر دی گئی۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں اور کیا حکومت ملتان ڈویژن کی خالی آسامیوں پر مڈل او۔ ٹی اساتذہ تعینات کرنے کو تیار ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) : جناب والا ! میں استدعا کرونگا کہ اس سوال کو دھرایا دیا جائے ،کیونکہ اس کے متعلق کوائف مہیا نہیں ہو سکے۔

مسٹر سپیکر : یہ سوال دھرایا جائے گا۔

وزیر خزانہ : شکریہ جناب۔

مسٹر سپیکر : وقفۂ سوالات اختتام پذیر ہوتا ہے۔

بیگم آباد احمد خان : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر ! مجھے ایک صاحب نے خط دیا ہے۔ میں بہت سے اور لوگوں سے بھی سن چکی ہوں اور یہ بڑی درد ناک داستان ہے کہ ہمارے جو لوگ تھوڑے سے سرمائے کے ساتھ مختلف ممالک مثلاً کویت۔ لیبیا۔ بحرین وغیرہ وغیرہ میں کاروبار کے لئے جانا چاہتے ہیں وہ بالکل اسی طرح بک رہے ہیں جس طرح یہاں خرکار

کرتے تھے ۔ وہ وہاں کئی کئی دن بغیر کام کے پڑے رہتے ہیں ۔ اگر یہ کام سرکاری طور پر ہو جائے تو یہاں کا بوجھ بھی ہلکا ہو جائے گا اور باہر جانے والوں کو سہولت بھی مہیا ہوگی ۔ میرا خیال ہے کہ حکومت اس سلسلے میں کچھ کر رہی ۔ مگر اس مسئلے پر اور زیادہ توجہ دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب ! یہ بات آپ کی توجہ کی طالب ہے کہ جو لوگ پاکستان سے باہر جاتے ہیں انہیں یہاں کی کچھ ایجنسیاں دھوکہ دیتی ہیں اور اگر لے جاتی ہیں تو ان لوگوں کا استحصال کیا جاتا ہے ۔ معزز فرما رہی ہیں کہ حکومت اس سلسلے میں پہلے ہی بہت کچھ کر رہی ہے ۔ لیکن اس سے بھی زیادہ کرنے کی ضرورت ہے ۔

بیگم آباد احمد خان : حکومت بہت زیادہ کر رہی ہے ۔ لیکن غیر سرکاری لوگوں کو پابند کرنا چاہئے اس خط میں کسی آدمی کا نام جواری اور کسی کا کچھ لکھا ہوا ہے ۔ لیکن ان تفصیلات سے کوئی فائدہ نہ ہوگا ۔ حکومت سرکاری طور پر یہ انتظام کر دے اور یہ اعلان بھی کر دے کہ جو شخص بھی غیر سرکاری طور پر باہر جائے گا وہ اپنا نقصان کرے گا ۔ بہت مہربانی ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! یہ وفاقی حکومت کا مسئلہ ہے اور وہ اس سے آگاہ ہے ۔ محکمہ لیبر ایسی ایجنسیوں کو رجسٹر کرتا ہے ۔ جو ایجنسیاں گڑبڑ کرتی ہیں ان کی رجسٹریشن منسوخ کر دی جاتی ہے ۔ پچھلے اخبارات میں بھی اس قسم کے اقدامات کا ذکر آیا تھا جو مرکزی حکومت کر رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑے لیک جذبات کا اظہار کیا گیا ہے ۔ میں بیگم صاحبہ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں مرکزی وزیر محنت کو ان کے خیالات اور جذبات پہنچا دوں گا ۔

بیگم آباد احمد خان : مجھے یقین ہے کہ یہ سفارش یہاں سے جائے گی ۔ بہت مہربانی ۔ شکریہ ۔

تحاریک التوائے کار

موضع جسڑ ضلع سیالکوٹ کے سیلاب زدہ راستوں کی عدم مرمت

مسٹر سپیکر : اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں ۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 60 سید تابش الوری کی ہے ۔ انہوں نے لکھا ہے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبائی حکومت ضلع سیالکوٹ کی ڈسٹرکٹ ورکس کونسل کی کارکردگی پر نظر رکھنے میں ناکام رہی ہے ۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ موضع جسڑ ضلع سیالکوٹ ، جو کہ راوی اور بسنتر نالہ کے سیلاب کا اولین شکار ہوتا ہے ، وہاں جو راستے گاؤں کو ریلوے سٹیشن اور نارووال ۔ شکرگڑھ روڈ سے ملانے کے لئے بنائے گئے تھے اور جو جولائی 1975ء کے سیلاب میں بہہ گئے تھے ان کی مرمت پورا سال گزر جانے کے باوجود نہیں کی گئی اور نہ ہی ان جگہوں پر پلیاں بنائی گئی ہیں ۔ جن کے بغیر یہ دونوں راستے سیلاب کے دنوں میں کار آمد نہیں ہوسکتے تاکہ 1976ء کے سیلاب کا موسم آ گیا ہے اور لوگوں کو ریلوے سٹیشن اور نارووال ۔ شکرگڑھ روڈ تک پہنچنے میں وہی تکالیف ہو گئی جن کو رفع کرنے کے لئے یہ راستے بنائے گئے تھے ۔ یہ اس امر کے باوجود ہوا ہے کہ اہل دیہہ نے بروقت وزیر متعلقہ اور ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کو اس صورت حال سے آگاہ کر دیا تھا ۔ سید صاحب ! میں اسے سمجھ نہیں سکا ۔ میں نے آپ کو لکھا تھا لیکن آپ تشریف نہ لائے ۔ اس میں کیا ہے ؟

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ جس جگہ کا ذکر ہے وہاں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : کل کے وقفۂ سوالات میں اس کے متعلق آپ کا سوال نمبر 85.8 بھی پیش ہو رہا ہے جو یہ ہے :

> کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ
> کیا حکومت مذکورہ گاؤں سے جسڑ ریلوے
> سٹیشن اور شکر گڑھ نارووال روڈ تک سڑک

تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

جواب کی جگہ پر چھپا ہوا ہے :

جواب موصول نہیں ہوا ۔

سید تابش الوری : جناب ! اگر اس کا جواب موصول ہو گیا ہے تو میں اس تحریک پر زور نہیں دوں گا ۔

مسٹر سپیکر : دفتر میں مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ اس کا جواب موصول ہو گیا ہے ۔

سید تابش الوری : اگر جواب موصول ہو گیا ہے تو پھر ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر : سوال نمبر 8518 کے جواب کے مد نظر اس تحریک پر زور نہیں دیا گیا ۔

مسٹر سپیکر : تحریک التوائے کار نمبر 61 ۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں ۔ ۔ ۔

وزیر قانون : اس تحریک التوا کا جواب ابھی دیر تک موصول ہو رہا ہے میں کل عرض کروں گا ۔

مسٹر سپیکر : اسے کل پر ملتوی کیا جائے ۔

شدید بارشوں سے بہاولپور شہر میں نقصانات کے سلسلہ میں ریلیف کا کام شروع کرنے میں حکومت کی لاپروائی

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کاروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ حالیہ شدید بارش کے نتیجے میں بہاول پور شہر کے قدیم گنجان آباد محلوں اور ارد گرد کی کچی آبادیوں مثلاً مہاجر کالونی اور بھٹہ جات میں بہت مکانات منہدم ہو گئے اور بے شمار عمارتوں کو سخت نقصان پہنچا ۔ مکانات منہدم ہونے اور نشیبی علاقوں میں پانی جمع ہونے کے باعث غریبوں کی بڑی تعداد

بے گھر ہو گئی ہے لیکن ابھی تک حکومت نے نہ وہاں ریلیف کا کام شروع کیا ہے اور نہ ہی ان کے لئے خاطر خواہ مالی امداد فراہم کی ہے جس سے عوام میں اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔

وزیر قانون : میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ strictly adjournment motion بنتی ہے یا نہیں۔ لیکن جو جواب موصول ہوا ہے، وہ میں عوامی مفاد کی خاطر آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ ڈپٹی کمشنر بہاول پور سے ٹیلی فون پر رابطہ قائم کیا گیا اور انہوں نے اطلاع دی ہے کہ ماہ جون کے دوسرے پندھواڑے میں بہاول پور میں شدید بارشیں ہوئیں اور تقریباً تین یوم میں ساڑھے سات انچ بارش ہوئی جو اس علاقے کے لئے نارمل بارش نہیں ہوئی۔

مسٹر سپیکر : میرے خیال میں تو آپ کے علاقے میں تین چار انچ سالانہ بارش کی اوسط ہے۔

راجہ محمد افضل خان : حاجی سیف اللہ صاحب نے رحمت کا بادل طلب کیا تھا چنانچہ یہ رحمت کی بارش ہوئی ہے۔

وزیر قانون : راجہ صاحب ہمیشہ الٹ سوچتے ہیں۔ بہرحال 320 کچے جھونپڑے ان بارشوں کی وجہ سے شدید طور پر متاثر ہوئے۔ یہ مکان پرانے بھٹوں کے نشیبی علاقوں میں واقع تھے۔ مقامی حکام نے فوری کارروائی کی ہے۔ میونسپل کمیٹی کے تین پمپ نکاسی آب کے لئے لگائے گئے جو ناکافی ثابت ہوئے۔ پھر چار پمپ فوج سے حاصل کئے گئے اور اس طرح صورت حال پر قابو پا لیا گیا ہے۔ کوئی شخص بے گھر نہیں ہوا۔ مقامی حکام جو کچھ کر سکتے تھے، وہ اس کے لئے کر رہے ہیں۔ اور ابھی اس پر جو حکومت کی طرف سے امداد ہوئی، وہ حکام فراہم کریں گے۔

سید تابش الوری : جناب والا۔ جو جواب موصول ہوا ہے، اس سے صورت حال کی سنگینی کا احساس وزیر موصوف کو بھی ہوا ہوگا کہ وہاں تین روز میں سات انچ بارش ہوئی، اگرچہ سالانہ اوسط، جیسا کہ جناب سپیکر نے فرمایا، تین چار انچ کے درمیان وہاں ہوتی ہے۔ اس کے نتیجے میں تین چار سو مکانات منہدم ہوئے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہاں بعض علاقوں سے پانی نکالا گیا ہے۔ لیکن ابھی تک پانی کھڑا ہوا ہے اور بلدیہ کے پمپ ناکارہ

ہیں ۔ اس لئے وہ اس سلسلے میں مددگار ثابت نہیں ہوئے ۔ پھر بنیادی بات یہ ہے کہ جن غریبوں کے ، خود وزیر موصوف کے بقول تین سو کے قریب مکانات یا جھونپڑیاں تباہ ہو گئی ہیں ، ان کے لئے نہ خیمے فراہم کئے گئے ہیں ۔ ان کے لئے سر چھپانے کی کوئی جگہ یا ان کے لئے کوئی کیمپ نہیں بنائے ۔ ان کے لئے کوئی ریلیف کا کام نہیں ہوا ۔ کوئی مالی امداد فراہم نہیں کی گئی ۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ مختلف علاقوں میں بیگم نصرت بھٹو بلال اصغر کی طرف سے باہر سے آمدہ گندم اور آٹا تقسیم کر رہی ہیں ۔ لیکن وہاں اس کا بھی انتظام نہیں کیا گیا ۔ جہاں اس قسم کی کوئی تباہی نہیں آئی ، وہاں یہ امداد فراہم کی جا رہی ہے ۔ لیکن جس علاقے میں یہ تباہی آئی ہے اور جس کا خود انتظامیہ نے اعتراف کیا ہے ، وہاں اس قسم کا کوئی ریلیف کا کام نہیں کیا گیا ۔ اس لئے میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ فوری طور پر وہاں بے گھر لوگوں کے لئے خیمے فراہم کئے جائیں اور ان کی مناسب مالی امداد کی جائے ۔ تاکہ وہ اس آفت سے کسی نہ کسی حد تک چھٹکارا حاصل کر سکیں ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ۔ میں ۔ پہلے بھی گزارش کی ہے کہ فوج سے چار پمپ حاصل کرکے وہاں پر پانی وغیرہ نکال کر صورت حال پر قابو پا لیا گیا ہے ۔ لیکن میں فاضل رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ میں آج ہی متعلقہ حکام سے مزید کہوں گا کہ جس قسم کی بھی امداد کی ضرورت ہے ، بلال اصغر کی طرف سے انہیں پہنچائی جائے ۔ اور اس میں حکومت پوری دلچسپی سے اپنی ذمہ داری کرے گی ۔

سید تابش الوری : میں جناب وزیر موصوف کی اس یقین دہانی پر اپنی تحریک پر زور نہیں دیتا ۔

Mr. Speaker : Not pressed in view of the statement of the Minister.

حکومت کی طرف سے پنجاب بھر میں ٹیوشن سسٹم کا خاتمہ

مسٹر سپیکر : راجہ محمد افضل خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزانہ

"وفاق" 6 جولائی 1976ء کی اس خبر سے کہ حکومت نے پورے صوبہ پنجاب میں ٹیوشن سسٹم فوری طور پر ختم کرنے کا حکم جاری کر دیا ہے، صوبے کے عوام، طلبہ اور والدین میں سخت پریشانی پائی جاتی ہے۔ عوام یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ ایک طے شدہ پروگرام کے تحت صوبے میں تعلیم کا معیار گرانے کے لئے عوام کے باہمی اشتراک اور جد و جہد کو ناکارہ بنانے کے لئے غلط منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔ جب کہ خود حکومت نے اعتراف کیا ہے کہ طلبہ کی زیادتی اور اساتذہ کی کمی نمایاں ہے اور ان حالات کے سبب اساتذہ سکولوں میں طلبہ کے مطالبات پورے نہیں کر سکتے۔ ایسی صورت میں امداد باہمی کے ذریعے تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت پڑتی ہے جس پر حکومت پابندیاں لگا کر طلبہ کے لئے مشکلات پیدا کرنا چاہتی ہے۔

تعلیم کا امداد باہمی کا کوئی سلسلہ ہے؟ راجہ صاحب! میں تو اس کو بالکل نہیں سمجھ سکا۔

راجہ محمد افضل خان: جناب والا۔ امداد باہمی سے مراد public co-operation کچھ طلبہ آپس میں مل جل کر تھوڑا چندہ دے کر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

مسٹر سپیکر: تحریک التوا میں نہ تو مجھے اپنی رائے ظاہر کرنے کا زیادہ حق ہے نہ اختیار لیکن ابتدائی پانچ سات برس کے علاوہ اپنی پچپن سال کی ساری عمر میرا یہی تاثر رہا ہے، لوگوں کا یہ مطالبہ ہوتا ہے کہ privileged class استادوں کی ٹیوشن حاصل کر لیتی ہے اور عام شہری عام طالب علم بڑا suffer کرتا ہے۔ جن بچوں کی ٹیوشن لگتی ہے خواہ وہ نالائق ہوں، انہیں نمبر زیادہ مل جاتے ہیں۔ انہی کے لئے استاد بھاگ دوڑ کرتے ہیں۔ یہ ساری عمر ہمارا تاثر رہا ہے۔

راجہ محمد افضل خان: جناب والا۔ اگر حکومت کی یہ پالیسی ہے تو پھر ویف کالج جیسے کالجوں پر کروڑوں اتنا روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ ان کو بھی عوامی معیار کے مطابق لایا جائے۔ ایک خاص طبقے کے لئے تو آپ نے تمام سہولتیں فراہم کر دی ہیں لیکن ایک متوسط طبقہ جد و جہد کر کے اپنے بچوں کو تعلیم دینا چاہتا ہے تو اس کے راستے میں آپ مشکلات پیدا کر رہے

ہیں ۔ اس لئے اس پر آپ نظرثانی کیجئے ۔ کیونکہ یہ حالات نمایاں ہو گئے ہیں ۔ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو پہلے ہی ختم کر دیا گیا ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اب بھی اگر آپ اچھے پرائیویٹ تعلیمی ادارے ملک میں پیدا کریں تو لوگ مفت تعلیم چھوڑ کر پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں آ جائیں گے اور اس سے حکومت پر وزن بھی کم ہوگا ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو ایک جنرل تقریر ہو گئی ۔ ابھی تو تحریک التوا کی بات ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ۔ تحریک التوا میں حکومت کی پالیسی ہی بتائی ہوتی ہے کہ وہ اس کی طرف ذرا توجہ دیں کہ اس طریقے سے ملک اور صوبے میں تعلیم کا معیار بالکل گر جانے کا جس انداز سے ہم نے تعلیمی پالیسی tackle کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس سلسلے میں کیا پوزیشن ہے ؟ کسی کو اس کا تولس ہے ؟

وزیر قانون : جناب سپیکر ۔ وزیر تعلیم نہیں ہیں ۔ مجھے صورت حال واضح طور پر معلوم نہیں کہ کیا احکام ہوئے ہیں ۔ لیکن جیسے آپ نے بھی ارشاد کیا ہے ، اکثر سکولوں میں عام طور پر لڑکوں کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ ٹیوشن لیں اور یہ عوام کا ایک بہت پرانا مطالبہ رہا ہے کہ اس طرح کلاسز میں استاد دلچسپی نہیں لیتے اور لوگوں کو مجبور کرکے پیسے بٹورنے کے لئے علیحدہ گھروں پر ٹیوشنز وغیرہ کا سلسلہ شروع کرتے ہیں ۔ یہ بھی ایک matter ہے جس پر difference of opinion ہو سکتا ہے ۔ ممکن ہے راجہ صاحب کو یہ بات اچھی لگے ، عوام کو اچھی نہ لگے ۔ لیکن ہمیں تو عوام کے فائدے میں اور اپنی انسٹی ٹیوشنز کا معیار بڑھانے کے لئے یہ سب کچھ دیکھنا ہے کہ کون سی بات درست ہے ۔ اس بات پر تحریک التوا آ سکتی ہے یا نہیں ، میں نہیں سمجھتا ۔ بہرحال میں چاہوں گا کہ حکومت کی طرف سے جو صحیح پالیسی متعین کی گئی ہے ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : It will come up tomorrow.

وزیر قانون : میرا خیال ہے ، وہ شاید کل بھی نہ آئیں ۔ پرسوں کے

لئے رکھیں ۔

Mr. Speaker : Then, it will come up on Friday.

مسز حسینہ بیگم کھوکھر : ٹیوشن پر پابندی ہونی چاہئے ۔

وزیر قانون : دیکھئے ، میری بہن کہتی ہیں پابندی ہونی چاہئے ۔

مسز حسینہ بیگم کھوکھر : استاد چھتر روپے فی طالب علم ٹیوشن لیتے ہیں اور کلاسوں میں بالکل نہیں پڑھاتے ۔ وہ پرائیویٹ بزنس کرتے ہیں ۔

راجہ محمد افضل خان : سو سو لڑکوں پر مشتمل کلاسوں کو ایک استاد نہیں پڑھا سکتا ۔

مسز حسینہ بیگم کھوکھر : وہ ماسٹر چھتر روپے فیس لیتے ہیں جو غریب آدمی afford نہیں کر سکتا ۔ آپ یہ کیسے کہتے ہیں ؟

راجہ محمد افضل خان : اراکین اسمبلی کے تعاون کا یہ حال ہے ، میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ 99 فی صد ارکان اسمبلی مفت تعلیمی اداروں میں اپنے بچوں کو نہیں بھیج رہے ، بلکہ کانونٹ سکول اور چیف کالج جیسے اداروں میں بھیج رہے ہیں ۔ خود اراکین اس کے ساتھ تعاون نہیں کر رہے ہم کیسے یقین کریں گے کہ عوام اس سے خوش ہیں ؟ وہ جانتے ہیں کہ معیار گرا ہوا ہے ، اس لئے ان تعلیمی اداروں میں اپنے بچوں کو تعلیم دلوانے کی جسارت نہیں کر سکتے ۔

وزیر قانون : راجہ صاحب ! آپ تو privileged class سے تعلق رکھتے ہیں ۔ جو کامن لیڈی ہیں ، وہ بتا رہی ہیں ۔

مسز حسینہ بیگم کھوکھر : میں ٹیچر ہوں ۔ مجھے پتا ہے کہ استاد بچوں کی تعلیم میں کتنی دلچسپی لیتے ہیں ۔ وہ ٹیوشن پر زور دیتے ہیں ۔ اس لئے یہ bane ہونی چاہئے ۔ یہ بالکل غلط ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : 35 بچوں کے لئے ایک استاد ہونا چاہئے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو ریاست ہائے متحدہ امریکہ کا بھی سٹینڈرڈ نہیں ۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 64 ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ۔ میں یہ استدعا کروں گا کہ باقی سب تحاریک التوائے کار کو کل پر رکھ لیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ۔ میں نے ایک تحریک التوائے کار کل دی تھی اور ۔ تھ ہی درخواست بھی کی تھی کہ اسے پہلے لے لیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : کل میرے پاس نہیں پہنچی ۔ میں وزیر قانون کی توجہ چاہتا ہوں ۔ یہ 65 نمبر ہے ، میاں افتخار احمد تاری کے مکان کی آتش زدگی کے متعلق ۔

وزیر قانون : جناب والا ۔ میں کوائف اکٹھے کر رہا ہوں ۔ ابھی تک میرے پاس تفصیلات نہیں پہنچیں ۔ جونہی تفصیلات سامنے آئیں گی میں ہاؤس کو مطلع کر دوں گا ۔

مسٹر سپیکر : اور ہاؤس کا مفاد بھی اسی میں ہے کہ مکمل تفصیلات سامنے آئیں ۔ اگر آج کسی وقت آپ کو مل جائیں تو جواب دے دیجئے گا ، ورنہ کل آپ ہاؤس کو اعتماد میں لے لیں ۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون ترقیاتی ادارہ چولستان مصدرہ 1976ء (جاری)

مسٹر سپیکر : کل یہ مسئلہ زیر غور تھا کہ مسودۂ قانون ترقیاتی ادارہ چولستان فی الفور زیر غور لایا جائے ۔ اس پر تقاریر کرنے کے خواہش مند ممبران میں سے اس وقت دو صاحبان ایوان میں تشریف رکھتے ہیں ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ۔ اس وقت مسودہ قانون ترقیاتی ادارہ

چولستان مصدرہ 1976ء پر بحث کا آغاز ہو رہا ہے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب ، آپ کی تقریر شروع ہونے سے پہلے میں لیڈر آف دی اپوزیشن سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ دونوں طرف سے مجھے یہ تاثر دیا گیا تھا کہ یہ بڑا اہم بل ہے اور باہمی گفت و شنید کے بعد اس پر غور کیا جائے گا ، اگرچہ سٹینڈنگ کمیٹی سے یہ بل ہو کر آیا ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب سپیکر ۔ میری ان سے بات ہوئی ہے اور ہماری طرف سے جو دی گئی بہت سی ترامیم تسلیم کر لی گئی ہیں ۔ اس لئے ہم وہی ترامیم پیش کریں گے اور اس طرح میرے خیال میں زیادہ وقت نہیں لگے گا ۔

مسٹر سپیکر : میں وقت کی بات نہیں کر رہا ۔

چوہدری طالب حسین : اس سلسلے میں میری ان سے بات ہو گئی ہے اور ہماری اکثر ترامیم تسلیم کر لی گئی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ۔ اس مسودہ قانون کا مقصد چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا قیام ہے جس کا بنیادی اجمالی مقصد یہ ہے کہ بہاولپور کے دشت بے آب چولستان کی اجتماعی ترقی اور اس علاقے کے لوگوں کی خوشحالی کے لئے جامع منصوبہ بندی کے ذریعے ہمہ گیر اقدامات عمل میں لائے جائیں ۔ یہ مقصد نہایت وقیع بھی ہے اور اہم بھی اور اگر دیانت و اخلاص کے ساتھ اس مقصد کی تکمیل پر توجہ دی جائے تو نہ صرف یہ کہ بہاول پور کی اجتماعی ترقی کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے ، بلکہ صوبائی اور ملکی سطح پر زرعی معیشت کو ترقی دینے کے لئے براہ راست اور دور رس نتائج بھی حاصل کئے جا سکتے ہیں ۔

جناب والا بہاولپور ایک پسماندہ ڈویژن ہے اور چولستان اس کے پسماندہ ترین علاقے کی حیثیت رکھتا ہے ۔ بظاہر یہ ایک مفلس اور غریب علاقہ ہے لیکن یہ باطن نہایت سرمایہ دار ہے ۔ کیونکہ اس کے سینے میں وسائل کے خزانے خوابیدہ ہیں جو ایسے ہاتھوں کے منتظر ہیں جو محنت کا جادو جگا کر

اس دولت کو عام کر سکیں ۔ چولستان ریت اور مٹی کے لامتناہی سلسلے کا نام ہے ۔ 66 لاکھ 55 ہزار ایکڑ رقبہ پر مشتمل یہ علاقہ بہاول پور ڈویژن کا دو تہائی حصہ ہے ۔ قبل از تاریخ یہ ایک سرسبز وادی تھی جسے دریائے ہاکڑا سیراب کرتا تھا اور چولستان کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے قدیم قلعے اس کی قدیم سیاسی اور جغرافیائی اہمیت کی شہادت پیش کر رہے ہیں ۔ چولستان میں محکمہ آثار قدیمہ نے مختلف مقامات پر کھدائی کے جو تجربات کئے ہیں اور وہاں سے جس نوعیت کے ظروف اور سکے برآمد ہوئے ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ چولستان کی یہ تہذیب ہڑپہ اور موہنجوڈارو کی تہذیب کا حصہ تھی ۔

(اس مرحلہ پر میاں خورشید انور کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

یہاں اسی تمدنی نوعیت کی قوم تھی جو اس دور میں ہڑپہ ، موہنجوڈارو اور جیسلمیر کے ارد گرد پھیلی ہوئی تھی ۔ یہاں سے صنعتی پیداوار کے ایسے مراکز کا بھی سراغ ملا ہے جن کے نشانات ہڑپہ اور موہنجوڈارو میں بھی موجود ہیں ۔ آثار قدیمہ کے ماہرین اس بنیاد پر یہ رائے قائم کر رہے ہیں کہ وادی سندھ کی تہذیب چولستان کا امتیازی حصہ ہی نہ تھی ، بلکہ ہڑپہ کی civilization کے مرکز کی حیثیت رکھتی تھی ۔ اسی طرح اس کی یہ مرکزی حیثیت پورے مغربی پاکستان کے اس دور کے سیاسی اور انتظامی حالات پر اثر انداز ہوتی تھی ۔

جناب والا ۔ فطرت کی تنوع پسندی اور جغرافیائی تبدیلیوں کے نتیجے میں دریائے ہاکڑا خشک ہو گیا اور پانی کا یہ سمندر ریت کا سمندر بن گیا ۔ آج ہماری اس تابناک تہذیب کا چمکتا دمکتا ماضی چولستان میں ایک سراب کی حیثیت رکھتا ہے اور دیکھنے والی آنکھوں کو یہ یاد دلاتا ہے کہ ترقی یافتہ تہذیبیں اپنے عروج کے بعد کس طرح زوال آشنا ہو جاتی ہیں اور سر سبز و شاداب علاقے اب کس طرح ویرانوں میں ڈھل جاتے ہیں ۔ چولستان میں یہ عبرت ناک مناظر آج جس شدت سے چاروں طرف پھیلے ہوئے ہیں وہ اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ ہم ایک زندہ قوم کی حیثیت سے اگر اپنے انتظامی اور سیاسی حالات کو بہتر طور پر آگے بڑھانے کے قابل نہ ہو سکے تو ہمارا حشر بھی ماضی سے مختلف نہیں ہو گا ۔ لاکھوں افراد کی ہری بھری بستیوں کی یہ سرزمین اب چند ہزار خانہ بدوشوں پر مشتمل ہے جب کہ دوسرے علاقوں میں آبادی کی رفتار تیزی سے بڑھ رہی ہے ، چولستان میں آبادی

بتدریج کم ہوتی چلی جا رہی ہے ۔ پہلے چولستان کی آبادی کوئی 50 ہزار نفوس پر مشتمل تھی ، پھر 1950ء میں یہ 35 ہزار کے قریب ہوئی ۔ 1961ء کی مردم شماری میں آبادی 36 ہزار 766 رہ گئی اور اب 1972ء کی مردم شماری کے مطابق چولستان کی مجموعی آبادی پچاس ہزار سے گھٹ کر 34 ہزار 2 سو 71 رہ گئی ہے ۔ آبادی میں کمی کا یہ عمل اس لئے بتدریج جاری ہے کہ وہاں پر اقتصادی بدحالی کے سائے پھیلے ہوئے ہیں ۔ لوگ تلاش معاش میں اپنی قدیم آبادیوں کو چھوڑ کر شہروں اور قصبوں کا رخ کر رہے ہیں اور چولستان جیسے وسیع و عریض علاقے میں انسانی زندگی سمٹی چلی جا رہی ہے ۔ انسانی زندگی ہی نہیں سمٹ رہی ، بلکہ اس کے ساتھ چولستان کی حیوانی دولت بھی مختصر اور محدود ہوتی چلی جا رہی ہے ۔ چولستان کسی زمانے میں "مویشیوں کی جنت" کہلاتا تھا اور پورے مغربی پاکستان میں مختلف مویشی گوشت اور دودھ کی ضروریات کی تکمیل کے لئے چولستان ہی سے فراہم کئے جاتے تھے ۔ لیکن یہ سن کر آپ کو حیرت ہو گی کہ مویشیوں کی یہ دولت اپنی حکومت کی مسلسل بے توجہی اور بے نیازی کے باعث مسلسل کم ہوتی چلی جا رہی ہے ۔ 65-1965ء میں ، سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ، بیل ، گائے بھیڑیں اور بکریوں کی تعداد 5 لاکھ 8 ہزار تھی 1965ء میں مویشیوں کی مجموعی تعداد 5 لاکھ 8 ہزار تھی ۔ 1970ء میں یہ تعداد گھٹ 2 لاکھ 94 ہزار ۔ ہوئی 74-1973ء میں مزید گھٹ کر 2 لاکھ 50 ہزار رہ گئی ہے جس سے یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ چولستان کو کس طرح سے نظرانداز کیا جاتا اور اس کی اہمیت اور افادیت کو مسلسل قومی خسارے میں تبدیل ہوتے دیکھا جا رہا ہے ۔ پھر مویشیوں ہی کے اعتبار سے اس خیر معمولی اہمیت کا نہیں ، بلکہ ہرنوں اور پرندوں کی قطاریں چولستان کے صحرائی حسن کو دوبالا کرتی تھیں ۔ ایک دور تھا جب دنیا کے مختلف ترقی یافتہ ممالک میں چولستان سے ہرنوں کی بعض نایاب قسمیں برآمد کی جاتی تھیں ۔ اب بوالعجبی کی انتہا یہ ہے کہ جن ملکوں نے ہمارے ملک سے ہرن درآمد کئے تھے انہوں نے ان ہرنوں کی افزائش اس طور پر کی ہے کہ اب چولستان میں ہرن نایاب ہو گئے ہیں اور ہمیں امریکہ سے ہرنوں کی درآمد پر مجبور ہونا پڑا ہے ۔

جناب والا ۔ صحرا کا یہ حسن دم توڑ رہا ہے اور مویشیوں کی دولت لٹتی جا رہی ہے ۔ لیکن ہمارے مسلسل مطالبوں اور احتجاج کے باوجود حکومت

اب تک ایسے اقدامات کرنے میں ناکام رہی جس کی وجہ سے مویشیوں کی افزائش کے وسیع اور مفید منصوبے شروع کئے جا سکتے اور ہرن اور ہرنوں کا اندھا دھند شکار ممنوع کیا جا سکتا ۔ بلکہ اس کے برعکس یہ ہوا ہے کہ جو لوگ اس حسن کو محفوظ رکھنے اور شکار پر پابندی کے قانون کے نافذ کرنے کے لئے مقرر کئے جاتے رہے ہیں ، وہی اس قانون کی دھجیاں اڑاتے اور ہرنوں کی پوری نسل تباہ کرنے کے اصل سبب ہیں ۔

جناب والا ۔ دس ہزار مربع میل میں پھیلا ہوا چولستان بہاولپور ڈویژن کے تینوں اضلاع پر محیط ہے ۔ اس کا سب سے زیادہ حصہ ضلع بہاولپور سے تعلق رکھتا ہے جو 6 ہزار 2 سو 94 مربع میل اور 40 لاکھ 28 ہزار ایکڑ رقبے پر مشتمل ہے ۔ چولستان کو مقامی زبان میں "روہی" کہا جاتا ہے اور اس سے مراد ریت کے ایسے ٹیلے ہی جو لامتناہی طور پر پھیلے ہوئے ہیں ۔ لیکن ساری چولستان ریت کے ٹیلوں پر مشتمل نہیں ، بلکہ ایسے وسیع و عریض خطوں پر بھی مشتمل ہے جو ہموار ہیں ۔ جن کی سطح یکساں ہے اور جہاں کاشت کے سلسلے میں بڑے پیمانے پر تردد کی ضرورت بھی نہیں ۔ اس پورے علاقے میں ترقیاتی امکانات کی بے پناہی ہمیں دعوت فکر دیتی ہے ، دعوت عمل دیتی ہے ۔ ہمارے سامنے ایک ایسا چیلنج رکھتی جسے قبول کر کے ہم چولستان ہی کی نہیں بلکہ ملکی معیشت کے ڈھانچے کو یکسر بدل سکتے ہیں ۔

جناب والا ۔ سابق ریاست بہاولپور نے بڑے پیمانے پر برطانوی حکومت سے قرضے لے کر ریاست میں ایک وسیع تری نظام قائم کیا تھا ۔ جس کے نتیجے میں چولستان کا ایک بہت بڑا حصہ آباد ہو گیا تھا ۔ آج وہاں لہلہاتے ہوئے کھیت اور نت نئی فصلیں پورے علاقے کی شادابی میں خوشگوار اضافہ کئے ہوئے ہیں ۔ لیکن محدود وسائل اور برطانوی حکومت کی مصلحت اندیشی کے باعث سابقہ ریاست چولستان کے پورے علاقے میں پانی فراہم نہ کر سکی ۔ اپنے مالی وسائل کی کمی کے باعث اس کا بہت بڑا رقبہ پانی سے محروم رہنے کی وجہ سے دشت بے آب بن گیا ۔ اس نے ایک ایسے صحرا کی شکل اختیار کر لی جو ہماری پوری معاشی زندگی کے لئے ایک liability کی حیثیت رکھتا ہے ۔ توقع یہ تھی کہ ون یونٹ کے قیام کے بعد بہاولپور ڈویژن کے اس وسیع علاقہ کو زیر کاشت لانے کے لئے عظیم منصوبہ بندی کی جائے گی ۔ کیوں کہ یہ تھیو

دلایا گیا تھا کہ مغربی پاکستان کی وحدت کے ذریعے سے پسماندہ علاقوں کو زیادہ سے زیادہ ترقی یافتہ بنانے کے لئے وسائل فراخ دلی کے ساتھ استعمال کیا جائے ۔ لیکن ہمیں یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ ون یونٹ کے دوران ہی نہیں بلکہ اس کے بعد بھی بہاولپور کے ساتھ ناانصافیوں کا ایک ایسا طویل دور شروع ہوا ہے جس نے ویرانوں کو آباد کرنے بجائے آبادیوں کو ویرانوں میں تبدیل کرنا شروع کردیا ہے اور اس ترقی و توسیع کے تمام امکانات محدود ہو کر رہ گئے ہیں کیوں کہ بہاولپور کو پنجاب کا ایک لقمہ بنا دیا گیا ہے ۔ اور اسے پنجاب کے ساتھ قید کر دیا گیا ہے ، اور چونکہ اجتماعی طور پر ون یونٹ کے دوران پنجاب کو قربانیاں دینی پڑیں اور اپنے مفادات سے دست بردار ہونا پڑا ، اس لئے بہاولپور کے مفادات بھی بری طرح متاثر ہوتے چلے گئے ۔ پنجاب ایک بڑا لحیم شحیم ہاتھی تھا ۔ وہ تو یہ زخم برداشت کر گیا ۔ لیکن بہاولپور زخم کی اس نوعیت اور جراحت سے آج تک درد سے تڑپ رہا ہے ۔ لیکن اس کی فریاد ابھی تک حکومت کے کانوں میں اس تاثر کو پیدا نہیں کرسکی جس کا مستحق ہے ۔

جناب والا ۔ بہاولپور کی حق تلفیوں اور محرومیوں کا یہ ہیبتناک دور ہماری تاریخ کے ایک سیاہ باب کی حیثیت رکھتا ہے ۔ یہی دور تھا ، جس نے آگے چل کر بہاولپور کی صوبائی بحالی کی تحریک کو جنم دیا ۔ کیونکہ بہاولپور کے عوام بالآخر یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ جب تک ون یونٹ سے الگ ہو کر ان کی صوبائی حیثیت کو بحال نہیں کیا جائے گا اس وقت تک ۔ ۔ ۔

حافظ علی اللہ : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ سید تابش الوری صاحب چوراستہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی پر بات کر رہے ہیں ، اور پس منظر بیان کرتے ہوئے انہوں نے بہاولپور کو پنجاب سے علیحدہ رکھنے کی کوشش کی ہے اور اس طرح چلتے چلتے بہاولپور کے الگ صوبہ کی بات شروع کر دی ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ حافظ صاحب ، آپ تقریر کررہے ہیں ؟ یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں ۔

حافظ علی اسد اللہ : جناب والا، پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر شروع کر دینے کا رواج اسی طرف سے شروع ہوا ہے ۔ میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کر رہا ہوں کہ وہ اصل موضوع سے ہٹ کر صوبوں کے متعلق بات کر رہے ہیں ۔ اس سے بہاولپور کی اکثریت ، جو کہ آباد کار مہاجر اور غریب ترین لوگوں پر مشتمل ہے کے حقوق غصب ہو رہے ہیں ۔ بہاول پور پنجاب سے الگ ہیں ۔

مسٹر چیرمین : بالکل ٹھیک ہے ۔ سید قابض الوری ۔

سید قابض الوری : جناب سپیکر ۔ میں صرف حوالے کے طور پر عرض کر رہا تھا کہ محرومیوں اور حق تلفیوں کی کوکھ سے بہاولپور کی صوبائی حیثیت کا مطالبہ پیدا ہوا اور لوگ یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے جب تک ان انتظامی وحدت قائم نہیں ہوتی ، اور اس آمد اور خرچ کا انہیں اختیار نہیں ملا ، بہاول پور اسی طرح سے نظر انداز ہوتا رہے گا ۔

جناب والا ۔ ہر حکومت کی طرح موجودہ حکومت نے بھی بارہا اعتراف کیا ہے ، اور جناب ذوالفقار علی بھٹو نے تو برملا اپنی تقریر میں کہا ہے کہ :

> Bahawalpur has been given shamefully meager amount as compared to its income.

اور انہوں نے یہ یقین دلایا ہے کہ وہ آئندہ اس کی تلافی کے لئے بھرپور وسائل استعمال کریں گے ۔ جناب والا ۔ ہمارے کشکول میں وعدوں کی کمی نہیں ۔ ہمارے پاس یقین دہانیوں کا انبار موجود ہے ۔ لیکن میں یہ برملا اعتراف کرنا چاہتا ہوں کہ ماضی کی حکومتوں کے برعکس ہمارے احتجاج اور فریاد کے جواب موجودہ حکومت نے بہرحال بہاولپور کے لئے کچھ کرنے کا عزم ظاہر کیا ہے ۔ بہاولپور کے لئے ان کی ترجیحات پہلی دفعہ سنجیدگی کے ساتھ تبدیل ہوئی ہیں ۔ چنانچہ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا قیام اس وعدے کی تشکیل کی طرف ایک مثبت قدم کی حیثیت رکھتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے بہاولپور کی حد تک جو اقدامات کئے ہیں ان میں چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے قیام کا فیصلہ سب سے زیادہ اہم ، بنیادی اور دور رس نتائج

کا حل ہے ، اس لئے ہم جہاں ہر کس ذہنی تشخص ، کس ذہن اختصاص کے چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے قدم کو سراہ رہے ہیں ۔

جناب والا ۔ چولستان کا سب سے بنیادی مسئلہ ، جیسا کہ جناب وزیر متعلقہ نے ابھی اپنی تقریر میں کہا تھا ، پانی کا مسئلہ ہے ۔ پانی چولستان کے لئے ایک قوت متحرکہ کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کی فراہمی ہی چولستان کی ترقی اور توسیع کی ضامن ہوسکتی ہے اس وقت چولستان میں پانی کا سب سے بڑا ذریعہ بارش ہے ۔ لوگ مٹی کے تالابوں اور ٹوبوں میں بارش کا پانی جمع کرلیتے ہیں ۔ اس سے روئیدگی ہوتی ہے اور کہیں کہیں چارہ پیدا ہوتا ہے ۔ یہی بارش کا پانی انسانوں اور مویشیوں کے لئے یکساں طور پر کام آتا ہے مویشیوں کی طرح اس تالیے سے انسان اپنی پیاس بجھاتے ہیں اور یہ جراثیم زدہ متعفن پانی ان کے لئے لت لئے امراض کا سبب بنا ہوا ہے ۔ لیکن وہ یہ غیر انسانی زندگی بسر کرنے پر اس لئے مجبور ہیں کہ ان کے لئے اس کے سوا پانی کا اور کوئی ذریعہ نہیں ۔ چولستان سے ہٹ کر آباد علاقوں کے قریب پانی کا دوسرا ذریعہ ٹیوب ویل ہیں ۔ بعض مقامات پر گہری کھدائی کے ذریعے ایسے ٹیوب ویل کامیاب ثابت ہوئے ہیں جہاں میٹھا پانی برآمد ہوا ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

چوہدری محمد اشرف : جناب والا ۔ کورم نہیں ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کریں ۔

(گنتی کی گئی)

مسٹر سپیکر : کورم پورا ہے ۔ سید قائش الوری ۔

سید قائش الوری : جناب والا ۔ ٹیوب ویل کامیاب ہوسکتے ہیں ۔ لیکن ان کے لیے گہری کھدائی کی ضرورت ہے ۔ پانی کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے وہاں گہری کھدائی کے وسیع پیمانے پر انتظامات کیے جائیں تاکہ میٹھے پانی کی دریافت کی جاسکے ۔ اس کے ساتھ ہی ایسے منصوبے بھی تیار کیے جائیں جن کے تحت کھارے پانی کے ذریعے ایک خاص قسم کی گھاس اگائی جاسکے ۔ ماضی میں ایک دو بار ایسے تجربے کامیاب رہے ہیں کہ آسٹریلین گھاس چولستان

کے مختلف رقبے میں اگائی گئی اور ایسی فصلیں کاشت کی گئیں جن کے لئے پانی کی کم ضرورت ہوتی ہے اور وہ کھارے پانی سے بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ لیکن ان تجربات کو لیم دلانہ طور پر اپنایا گیا اور اسی مسلسل منصوبہ بندی کے ذریعے چولستان کی اس اہم ضرورت کی تکمیل پر توجہ نہ دی گئی۔ پانی کا ایک ذریعہ نہر ہے۔ ماضی میں جب بھی بہاولپور میں ایک دو طاقتور کمشنر آئے جو صوبائی سطح پر اپنی سکیموں کو منوا سکتے تھے۔ تو انہوں نے چولستان کے بعض علاقوں کے لئے اضافی پانی منظور کروالیا اور ان کی کوششوں کے نتیجے میں وہاں ایسی کامیاب فصلیں ہوئیں کہ محکمہ زراعت بھی حیران رہ گیا۔ لیکن چونکہ ہمارے ملک میں یہ دستور ہے کہ آدمی کوئی منصوبہ شروع کرتا ہے۔ کیونکہ اس کے روانہ ہوتے ہی وہ منصوبہ بھی اختتام پذیر ہو جاتا ہے دوسرے آدمی کو اسکا کریڈٹ نہیں ملتا اس لئے میں آج جناب وزیر متعلقہ سے یہ گزارش کرنے میں بھی حق بجانب ہوں کہ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے قیام کے ساتھ چولستان کے لئے نہری پانی کی اضافی مقدار پر بھی انہیں سب سے پہلے توجہ دینا ہوگی اور دوسرا پانی سے ایسا فاضل ذخیرہ چولستان کے لئے مختص کرنا ہوگا جس کے ذریعے صرف شدہ نہروں میں پانی فراہم کر کے وہاں مناسب رقبے پر کاشت کا تجربہ کیا جا سکے، کیونکہ وہ زمینیں پہلے ہی چولستان میں تقسیم کی جا چکی ہیں۔ لیکن ان میں کاشت اس لئے نہیں ہو رہی کہ کہ وہاں پانی کی فراہمی کا عارضی محکمہ التظام بھی ابھی تک نہیں کیا گیا۔

جناب والا۔ چولستان کے پانی کے مسئلے کے اصل حل تریلہ سے پانی کی فراہمی ہے۔ ہمیں اس بات پر اطمینان ہے کہ جناب وزیر اعظم نے بہاولپور کے دورے میں خاص طور پر یہ ہدایات جاری کی ہیں کہ تریلہ سے چولستان کے لئے ترجیحی بنیاد پر پانی فراہم کیا جائے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر وزیراعظم کی اس یقین دہانی کے مطابق چولستان کے لئے تریلہ سے پانی فراہم کیا جا سکے تو بہت بڑا علاقہ زیر کاشت آ جائے گا اور اس سے پنجاب میں غذائی خود کفالت کے لئے باب کا اضافہ ہو سکے گا۔

جناب والا۔ اس وقت چولستان میں تقریباً پچاس لاکھ ایکڑ رقبہ ایسا ہے جسے قابل کاشت بنایا جاسکتا ہے جس میں سے 3 لاکھ 5 ہزار ایکڑ رقبہ قابل کاشت کنالڈ کی حیثیت رکھتا ہے۔ 6 لاکھ 41 ہزار رقبہ ترک شدہ نہروں

سے سیراب کیا جا سکتا ہے اور تقریباً تین چار لاکھ ایکڑ رقبہ قریبہ اور منگلہ کے پانی سے زیر کاشت آ سکتا ہے۔ لیکن اسے زیر کاشت لانے سے قبل ایک اہم ترین کام اس وسیع و عریض رقبے کی صحیح افراد میں تقسیم ہے۔ میں اس مرحلے پر یہ اشارہ کرنا چاہتا ہوں کہ تقسیم رقبہ کا کام اگر صحیح ہاتھوں سے نہ ہوا اور ایمانداری اور اخلاص کے ساتھ اس کے لئے ایک معیار متعین کر کے ایک جامع منصوبہ بندی کے ذریعے رقبے کو بے زمین کاشتکاروں میں تقسیم کرنے کی حکمت عملی نہ اپنائی گئی تو چولستان اتھارٹی کے قیام کا بنیادی مقصد فوت ہو کر رہ جائے گا۔ آپ کو معلوم ہے کہ صوبہ سندھ میں ادوار دور میں اعلیٰ حکام کو زمین اس اندھا دھند طریقے سے تقسیم کی گئی اور وسیع و عریض خطے اس طرح بانٹ دیے گئے کہ مقامی لوگوں کو اس میں صحیح حصہ نہ مل سکا اس کے نتیجے میں وہاں پنجاب کے خلاف نفرت اور بیزاری کی خوفناک فضا پیدا ہو گئی جس سے ہم آج بھی دوچار ہیں۔ اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ چولستان کو آباد کرنے اور اس کے رقبے کی تقسیم کرتے وقت بہاولپور کے عوام کی محرومیوں کے پس منظر میں چولستان کے لوگوں اور بہاولپور کے بے زمین کاشتکاروں کو الاٹمنٹ کا حق ترجیحی طور پر حاصل ہونا چاہئے تاکہ سندھ یا اندرون کے علاقوں کی طرح ایک دوسرے کے خلاف نفرت کے جذبات بیدار نہ ہو سکیں۔ اسی طرح سے اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ اس اتھارٹی کے ذریعے ایسی منصوبہ بندی کی جائے کہ وہاں غیر حاضر زمینداروں کا بڑا طبقہ نہ پیدا ہو سکے، کیونکہ تھل اور سندھ کے بعض علاقوں میں ایسا طبقہ بڑی تعداد میں پیدا ہو گیا ہے جس کے نتیجے میں نہ صرف ہماری زرعی ضروریات متاثر ہو رہی ہیں۔ بلکہ ہمارے معاشرے کے ڈھانچے میں بھی کسی انقلابی تبدیلی کا کوئی امکان نظر نہیں آتا۔ اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم ہی منصوبہ بندی کرتے وقت وہاں بے زمین کاشتکاروں کو زیادہ سے زیادہ ترجیح دی جائے اور دوسرے نمبر پر ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی کی جائے جو وہاں جدید کاشت کے طریقے اپنا کر امداد باہمی کے ذریعے وسیع فارم قائم کر سکیں۔

مرکزی حکومت نے حال ہی میں زرعی سطح پر کوآپریٹو فارم بنانے کا اعلان کیا ہے لیکن ان کے منصوبے کو پہلے ہی محل نظر قرار دیا جا رہا ہے۔ پہلے ہی متنازعہ سمجھا جا رہا ہے۔ کیونکہ جو لوگ یا مزارع زمینوں پر قابض

ہیں ان کو بھی شامل کر کے ایسے کواپریٹو فارم کا قیام آسان نظر نہیں آتا۔ لیکن چولستان میں جہاں اب تمام امکانات آپ کی منصوبہ بندی کے منتظر ہیں، وہاں آپ کواپریٹو فارم کی سکیم کو لئے سرمایہ بھی لئے عزم کے ساتھ رویہ عمل لا سکتے ہیں اور مختلف ترغیبات کے ذریعے لوگوں کو اس بات پر آمادہ کر سکتے ہیں کہ وہ زرعی فارم بھی کواپریٹو بنیاد پر قائم کریں اور مویشیوں کے فارم بھی قائم کرنے میں حکومت کے مددگار ثابت ہوں۔ اگر ہم اپنے اس مقاصد میں کامیاب ہو سکے تو چولستان میں mass production کے ذریعے ہم مختلف غذائی پیداوار کو اپنی خودکفالت کے لئے زیادہ موثر بنا سکیں گے۔

جناب والا۔ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے اغراض و مقاصد کو بڑی جامعیت بخش دی گئی ہے اور اس میں زندگی کے مختلف شعبوں کو ترقی کے امکانات سے بہرہ ور کرنے کے لئے لئے مواقع فراہم کرنے کی کوششیں رکھی گئی ہیں۔ اس ادارے کے فرائض کے مطابق چولستان میں ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے ذریعے غلہ، پھل، سبزیاں۔ ایندھن۔ چارا اور ایسی ہی دوسری اشیا کاشت کرانے۔ جنگلات کی صنعت کو ترقی دینے۔ آبپاشی کے ذرائع کو بہتر بنانے۔ مویشیوں کی افزائش کرنے۔ میٹھے پانی کے مقامات دریافت کرنے۔ رسل و رسائل کی سہولتوں کا اہتمام کرنے۔ چولستان کی گھریلو صنعت کو فروغ دینے اور جنگلی جانوروں اور قدرتی نباتات کی افزائش کے سلسلے میں بے شمار اقدامات کئے جا سکتے ہیں۔ یہ مقاصد اپنی جگہ نہایت اہم بھی ہیں اور ضروری بھی۔ لیکن ان کی تکمیل اسی صورت میں ہو سکتی ہے۔ جب چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں ایسے افراد متعین کئے جائیں اور ایسے ماہرین کی خدمات حاصل کی جائیں جو اس سلسلے میں وسیع تجربہ رکھتے ہوں۔ جو اس کام کو مشن کی طرح انجام دے سکیں۔ جو خود کو اس علاقے کی ترقی کے لئے وقف کر سکیں۔ جب تک ایسے افراد متعین نہیں ہوں گے اور چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو ایک خود مختار ادارے کی حیثیت نہیں دی جائے گی اس وقت تک ان وسیع و عریض اغراض ومقاصد کی تکمیل تیزی سے ممکن نہیں ہوگی۔

ہم اس ہاؤس میں ایسے اداروں کی خود مختاری کے لئے مسلسل مطالبہ کرتے رہے ہیں۔ لیکن حکومت نے مسلسل یہ حکمت عملی اختیار کر لی ہے

کہ وہ اس سلسلے میں اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ بااختیار بنانا چاہتی ہے اور اداروں کو زیادہ سے زیادہ کمزور رکھنے پر مصر ہے - چنانچہ اس قانون میں بھی حکومت نے اتھارٹی کے سر پر اختیارات کی تلواریں لٹکا دی ہیں اور اتھارٹی کو اپنے مختلف انتظامی امور کی انجام دہی کے سلسلے میں حکومت کی وقتاً فوقتاً ہدایات کا محتاج بنا دیا گیا ہے - جس کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا کام متاثر ہوگا ، بلکہ اتھارٹی کو اپنے معاملات خود مختارانہ طور پر انجام دینے میں بہت سی رکاوٹیں اور دشواریاں پیدا ہوجائیں گی - اس لئے میں اس مسودہ قانون پر بحث کرتے ہوئے ایک بار پھر اس بات پر اصرار کو رہا ہوں کہ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو زیادہ سے زیادہ خود مختاری دی جائے تاکہ وہ حکومت کی جا و بے جا مداخلت سے آزاد ہوکر اپنے معاملات اور اپنے اغراض ومقاصد کی تکمیل کو زیادہ مؤثر اور فعال طور پر انجام دے سکے -

جناب والا - اس بل میں ایک بار پھر عدالتوں کے اختیارات پر پابندی کو لازمی قرار دیا گیا ہے - جس طرح دوسری قانون سازی کے دوران انتظامی معاملات کے سلسلے میں عدالتوں کے دروازے بند کرنا ضروری سمجھا گیا ہے اسی طرح چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے لئے ضمن 2(ز) کے ذریعے عدالتوں کے اختیارات پر ایک بار پھر پابندی عائد کی جا رہی ہے جو عدل و انصاف کے اصولوں کے منافی ہی نہیں ، بلکہ بنیادی شہری حقوق کی نفی کی حیثیت رکھتی ہے - اس لئے میں یہ چاہوں گا کہ حکومت اپنے اس رویے اور پالیسی پر نظر ثانی کرتے ہوئے عدالتوں کے سامنے جواب دہ سمجھیں بلکہ دھاندلیوں اور بدعنوانیوں کے ارتکاب سے پرہیز کریں - وہاں لوگوں کو بھی یہ اعتماد اور توکل حاصل ہو کہ وہ کسی ادارے کے خلاف عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا سکتے ہیں -

جناب والا - اتھارٹی کے بل پر ایک نظر ڈالنے سے ہمیں یہ اندازہ ہوا کہ یہ بل اگرچہ وزیراعظم صاحب کی ہدایت کے مطابق ایک نئی اتھارٹی کے قیام کے لئے پیش کیا جا رہا ہے - لیکن اس میں بھی نیم دلی اور بیزاری کا عنصر نمایاں ہے چنانچہ اس بل میں اتھارٹی اور بورڈ کا ایک ایسا تضاد پیدا کردیا گیا ہے جس کی وجہ سے دو عملی اور قانونی الجھن کی شکل پیدا ہوگئی ہے پھر اس بل میں چیئرمین کا ذکر تو موجود ہے کہ اتھارٹی ایک چیئرمین رکھے گی ، لیکن اس میں یہ موجود نہیں کہ چیئرمین کون ہوگا ، اس کے اختیارات

کیا ہوں گے اور اس کی تقرری کس کی ذمہ داری ہے ۔ نہ صرف یہ ، بلکہ اس میں اتھارٹی کے ارکان کا تعین بھی ضروری نہیں سمجھا گیا ۔ پھر سب سے ضروری اور بنیادی بات یہ ہے کہ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے قیام کے لئے کسی تاریخ کے تعین کرنے پر موجودہ حکومت آمادہ نہیں ۔ وہ یہ یقین دلانے کے لئے تیار نہیں کہ وہ اس اتھارٹی کو کب سے قائم کرنا چاہتی ہے ۔ میں اگر فقط یہ کہوں تو لوگ اس تاثر میں حق بجانب ہیں کہ حکمران جماعت وعدے کرنے میں انتہائی فراخ دل اور فیاض ہے ۔ لیکن انہیں عملی جامہ پہنانے میں انتہائی کنجوس ہے ۔ چنانچہ آج اس بل میں یہ ضمانت موجود نہیں کہ اس پاؤس کی منظوری کے بعد چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کب قائم ہو سکے گی ۔

جناب والا ۔ مجھے یہ کہتے ہوئے مسرت محسوس ہو رہی ہے کہ ہمارے ان بنیادی اعتراضات کی بنیاد پر جناب وزیر قانون نے اعلیٰ مقام کی ایک میٹنگ طلب کی ہماری ترامیم کو قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے جس سے یقیناً اس بل کی افادیت اور مقصدیت میں اضافہ ہوگا ۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان ترامیم کے ساتھ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے قیام کی میعاد اور تاریخ کا تعین کیا جائے تاکہ لوگ اطمینان اعتماد اور یقین کے ساتھ چولستان کی ترقی و تعمیر کے کام میں عملی طور پر حصہ لے سکیں ۔ جب تک اس کے قیام کی تاریخ کا تعین نہیں ہوتا یہ اندیشہ لاحق رہے گا کہ یہ منصوبہ بھی ماضی کے منصوبوں کی طرح سرد خانے کی نذر ہو جائے گا ۔ کیونکہ ہم نے یہ دیکھا ہے کہ ماضی میں بھی انٹرمیڈیٹ بورڈ اور اسی طرح سے دوسرے اداروں کے قیام کے سلسلے میں مسلسل بتدریج وعدے کرنے کے باوجود حکمران پارٹی انہیں عملی جامہ نہیں پہنا سکی ۔ ہمیں یقین رکھنا چاہئے کہ اس مرتبہ ماضی کے تلخ تجربے کا اعادہ نہ ہوگا اور حکومت جلد سے جلد چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے قیام کو ممکن بنائے گی تاکہ بہاولپور ڈویژن کی زرعی اور معیشتی ترقی کے لئے امکانات وا ہو سکیں ۔ اور صوبہ پنجاب کی اجتماعی معیشت لئے انقلاب سے ہم کنار ہو سکے ۔

جناب والا ۔ صوبہ پنجاب میں چولستان ایک ایسا علاقہ ہے جہاں زیادہ سے زیادہ زرعی ترقی کے امکانات موجود ہیں ۔ تھل کے بعد یہی ایک وسیع و عریض رقبہ ہے جہاں سب سے زیادہ ترجیح دے کر زرعی خود کفالت کے لئے بہت زیادہ مفید منصوبہ بندی کی جاسکتی ہے ۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ اس

کام میں روایتی تاخیر نہیں کی جائے گی اور چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی طرح ایک خودمختار ادارے کی شکل دیکر اسے آزادی کے ساتھ اپنے اغراض و مقاصد کی تکمیل کا موقع دیا جائے گا اور اس سلسلے میں سرکاری سیاسی جماعتی مداخلت کی اجازت نہیں دی جائے گی ۔ اس طرح مجھے یقین ہے کہ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی بہاولپور اور صوبے کی ترقی کا نشان ثابت ہوگی ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : علامہ رحمت اللہ ارشد

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ زیر بحث مسودہ قانون پر میرے عزیز بھائی نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ۔ یہ خیالات و احساسات ان کے ذاتی نہیں ، بلکہ یہ پورے بہاولپور کے لوگوں کے ہیں ، جن کے لئے یہ اتھارٹی بنائی جارہی ہے ۔ جو معاملات اس بل میں مبہم تھے ابہام وتفہیم کے ذریعے ان کا ابہام دور کیا جا چکا ہے اور اس بل کو افادیت سے ہم کنار کرنے کے لئے اس کے جملہ نقائص کو وزیر قانون کے مشورے کے ساتھ درست کر دیا گیا ہے ۔ ہمیں امید ہے ، جس طرح قاضی صاحب نے بھی فرمایا ہے ، کہ اس سلسلے میں قانون کو جلد از جلد عملی جامہ پہنایا جائے گا تاکہ انفرادی اور اجتماعی طور پر بہاولپور کا معاشی اور معیشی نظام ترقی سے ہم کنار ہو سکے ۔

مسٹر سپیکر : لیڈر آف دی اپوزیشن ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! جہاں تک اس بل کی ضرورت ، افادیت اور مقصدیت کا تعلق ہے اس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا ۔ اس اتھارٹی کا قیام اس علاقے کی ترقی کے لئے نہایت اہم اور ضروری ہے ۔ لیکن سابقہ تجربہ اس بات کا شاہد ہے کہ محض قانون بنانے ، یا اتھارٹی ، کارپوریشن اور بورڈ بنا دینے سے مسائل حل نہیں ہوا کرتے ۔ مسائل کا حل اس وقت ہو سکتا ہے جب انہیں حل کرنے کی نیت ہو نیت کے علاوہ موجودہ دور کے جدید سائنٹیفک طریقوں کے ساتھ ان مسائل کو حل کرنے کے لئے پوری ایمانداری اور جد و جہد کی ضرورت ہے ۔ آج جو اتھارٹی ، بورڈ یا کارپوریشن مختلف مسائل کو حل کرنے کے لئے تشکیل دی گئی ہے اس کے نتائج ہمارے سامنے نہایت مایوس کن ہیں ۔ اس کے باوجود میں یہ

سمجھتا ہوں کہ موجودہ اتھارٹی کا قیام بہت ضروری تھا اور یہ بہت پہلے ہو جانا چاہئے تھا۔

جناب والا! بل میں مندرج جن اغراض و مقاصد کی بنا پر اتھارٹی کا قیام عمل میں آیا ہوگا اس سے ہماری زرعی معیشت میں انقلاب برپا ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ ہم اس بل کو اس علاقے کی ترقی کے لئے اختیار کریں اور اپنے ذرائع بروئے کار لائیں اور ان نقائص کو دور کرنے کے لئے نیک نیتی سے کوشش کریں جو ہمارے تجربات سے ہمارے سامنے آئے ہیں۔ آج جہاں ہم یہ کہہ رہے ہیں اس اتھارٹی کا قیام اس علاقے کی ترقی کے لئے نہایت ضروری تھا اس کے اغراض و مقاصد نہایت ہی نیک اور فعال ہیں۔ ان کو پورا کرنے کے لئے زرعی اور قومی معیشت میں انقلاب برپا ہو سکتا ہے، وہاں مجھے اس بات کا بھی احساس ہے کہ آج ہم اس اتھارٹی کی شکل میں ایک ایسا ادارہ قائم کر رہے ہیں جو سیاسی رشوت اور اقربا نوازی کا سب سے بڑا ذریعہ ہو گا۔ نہ صرف یہ، بلکہ یہ ایک ایسا ادارہ ہو گا جو غالباً 50 سال تک اپنے مقاصد پورے نہیں کر سکے گا۔ آج اس بل کی مختلف دفعات پر غور کرنے کے بعد یہی تاثر ابھرتا ہے۔ اس علاقے میں کالونی ایریا آباد کرنے کے لئے تقسیم سے قبل بھی قوانین بنائے گئے تھے۔ اس علاقے کی ترقی کے لئے صریحاً مین پاور کا ذکر کیا گیا تھا لیکن وہ مشینی دور نہ تھا۔ اس کے بعد ٹیل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا قیام بھی انہی بنیادوں پر ظہور میں آیا تھا۔ لیکن آج تقریباً 30 سال گذرنے کے باوجود ٹیل کو آباد نہیں کیا جا سکا۔ اس کے ساتھ ساتھ بڑی اور بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم اس علاقے کی ترقی کے لئے قانون تو بنانا چاہتے ہیں۔ لیکن ان مسائل کو حل کرنے کے لئے ہم ان ذرائع کو اچھی طرح سے بروئے کار نہیں لاتے اور دیانتداری سے وہ طریقے نہیں اپناتے جو آج کے سائنسی اور مشینی دور کے تقاضوں کے مطابق ہونی چاہئیں۔

جناب والا! چولستان کے متعلق اس بل میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ یہ کتنا بڑا وسیع علاقہ ہے اور کس طرح سے اس سے قبل یہ آباد بھی رہا ہے۔ میرے دوست سید ناہش الوری تفصیل سے اس کی وضاحت کر چکے ہیں۔ میں اس میں صرف اتنا اضافہ کروں گا کہ چولستان سے محض یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ وہاں ریت کے ٹیلوں کے سوا اور کچھ نہیں۔

میرے ذاتی علم میں یہ بات ہے کہ وہاں ایسے علاقے ہیں کہ جہاں گورلر کے ہوائی جہاز نے لینڈ کیا ۔ تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہاں کس قسم کا علاقہ موجودہ ہے اور اس دور میں موجودہ ہے ۔ جناب والا ! آج اگر ہم اس وسیع و عریض علاقے کے مسائل کو حل کرنے یا اسے ترقی دینے کے لئے انہی بنیادوں پر کام کریں گے یا وہی طریقے اپنائیں گئے جو موجودہ کالونی ایریا کے لئے یا تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے لئے اپنائے گئے تھے تو میں پتہ سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ علاقہ 50 سالوں میں بھی ترقی نہیں کر سکے گا ۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت اس کو اولیت دے اور ترجیحی طور پر war-footing پر مشنری کے ذریعے earth-break کرے ۔ ہماری مشکل یہ ہے کہ ہم ان لوگوں کو زمین کی الاٹمنٹ تو کر دیتے ہیں جو زمین آباد کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن زمین کو آباد کرنا ، اس کی earth-break کرنا اور اسے قابل کاشت بنانا ایک بہت مشکل کام ہے۔ یہ سالہا سال کی مسلسل جد و جہد اور کوششوں کے بعد ہی ممکن ہے ۔ ہمارے سامنے تھل ایریا کی ترقی کے سلسلے میں جو مسائل درپیش آئے وہ اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ بیس پچیس برس کا عرصہ گذرنے کے باوجود ابھی تک وہ علاقہ آباد نہیں ہو سکا ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نئی زمین کو آباد کرنے ، ریت کے ٹیلوں کو ہموار کرنے اور اسے قابل کاشت بنانے کے لئے جتنی محنت اور manpower کی ضرورت ہے ، اتنا عرصہ ہم آج کے دور میں انتظار نہیں کر سکتے ، کیونکہ جتنے عرصے میں وہ مسائل حل ہوں گے اتنے زیادہ مسائل پیدا ہو جائیں گے اور وہ انقلاب ، جو ہم اپنی زرعی معیشت میں پیدا کرنا چاہتے ہیں ، نہیں کر سکیں گے ۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آج یہ ذمہ داری حکومت اپنے کندھوں پر اٹھائے کہ وہ خود اس زمین کو مشینری کے ذریعے ہموار کر کے اسے قابل کاشت بنائے ۔ جن لوگوں کو وہ زمین الاٹ کی جاتی ہے اور جو اسے قابل کاشت بنانے کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں ان کے پاس نہ تو اس قدر ذرائع ہو سکتے ہیں کہ وہ اتنے بڑے ٹیلوں کو بیلوں یا manpower کے ذریعے اتنی جلدی ہموار کر سکیں ۔ اور نہ ہی ان میں اتنی سکت ہے کہ وہ اس کا صحیح فائدہ اٹھا سکیں ۔ سالہا سال تک وہ لوگ محنت شاقہ کر کے اور اپنی زندگی کی تمام کمائی اس میں صرف کر کے بھی اس زمین کو آباد کرنے میں ناکام ہو جاتے ہیں ۔ اگر آپ یہ تصور کر لیں کہ حکومت کی طرف سے بیل وغیرہ

خریدنے کے لئے مالی امداد دے دی جائے اور دوسری قسم کی سہولیات فراہم کر دی جائیں ، تو اس سے بھی اس زمین کی آباد کاری کا مسئلہ حل نہیں ہو گا ۔ آج اس دور میں ہمارے سامنے بہت سے ملکوں کی مثالیں موجود ہیں کہ ان کی حکومتوں نے اس سے بھی بڑے علاقے کتنی جلدی آباد کئے ۔ ہمارے سامنے آج سب سے بڑی مثال اسرائیل کی ہے کہ اس نے ایک ایسے صحرا کو سرسبز خطوں اور باغات میں تبدیل کر لیا ہے جہاں پانی کا نام و نشان تک نہ تھا ۔ ہمارے سامنے یہ مثال بھی ہے کہ آسٹریلیا میں ، جہاں sub-soil water کاشتکاری کے لئے موزوں نہ تھا ، انہوں نے وہاں ایسی گھاس اگائی جو اس کھارے اور نمکین پانی میں بھی اگ سکتی تھی ۔ اس سے وہ زمین ، جو ہوا کے ساتھ اڑتی رہتی ہے اور زمین کو ہموار نہیں رہنے دیتی ۔ وہ خود بخود ختم ہو جاتی ہے ۔ جناب والا ! آج حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ لیبیا کے صحرا میں showers کے ذریعے گندم اگائی جاتی ہے اور میرے ذاتی علم میں یہ بات ہے کہ وہاں پاکستانی ماہرین کام کر رہے ہیں ۔ تو کیا وجہ ہے کہ ہم خود ان ماہرین سے استفادہ نہیں کر سکتے ؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نیم دلی کے ساتھ کسی چیز کے لئے کوشش کرتے ہیں اور وہ ذرائع ، جو آج کے دور میں ضروری ہیں ۔ بروئے کار نہیں لاتے ، انہیں استعمال نہیں کرتے ۔ اس بل کو دیکھنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ حکومت اس اتھارٹی کا قیام عمل میں تو ضرور لا رہی ہے ۔ لیکن وہ اس کے اغراض و مقاصد کو ایک لمبے عرصے تک پورا نہیں کر سکے گی چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس ایک بہت بڑے کام کی ذمہ داری حکومت خود اپنے کندھوں پر لے اور موجودہ مشینی دور کے ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے خود نہ صرف زمین کو ہموار کرنے ، بلکہ وہاں زیر زمین میٹھا پانی تلاش کرنے کی ذمہ داری بھی قبول کرے اور وہاں نہری پانی کی سہولتوں کو مہیا کرنے کے لئے مناسب ذرائع تلاش کرے ۔

جناب والا ! جہاں تک اس اتھارٹی یا بورڈ کے قیام کا تعلق ہے اس میں یہ گنجائش رکھی گئی ہے کہ یہ بورڈ Advisers یا دوسرے ماہرین کی خدمات حاصل کر سکے گا ۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ اتنے بڑے کام کے لئے ہمیں ماہرین کی ضرورت پڑے گی ۔ لیکن میں پھر یہ بات

کہوں گا کہ ہمارے سابقہ تجربات اس بات کے شاہد ہیں کہ بجائے اس کے کہ یہ بورڈ یہ ماہرین ان مسائل کو حل کرنے کے لئے بھرتی کرے، ان کی بھرتی محض سیاسی بنیادوں اور سیاسی رشوت کے طور پر کی جاتی ہے۔ اتنے بڑے عملے ان بورڈوں میں بھرتی کر لئے جاتے ہیں جو بذاتِ خود ایک بہت بڑا بوجھ بن جاتے ہیں اور بجائے اس کے کہ وہ ان مقاصد کی تکمیل کے لئے اپنے ذرائع بروئے کار لائے، اس عملے کی تنخواہیں بھی بہت مشکل سے پوری کی جاتی ہیں۔ اس میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اس بل کو پاس کرتے وقت اس بات کی طرف حکومت کی توجہ مبذول کراؤں کہ وہاں اس قسم کی گنجائش رکھتے وقت اس قسم کی قدغن نہ لگانا کہ کس قدر اور کس قسم کے ماہرین یا Advisers وہ اتھارٹی یا بورڈ رکھ سکے گا، اس بات کی نشان دہی کرنا ہے کہ یہ اتھارٹی بھی انہی بنیادوں پر کام کرے گی جو اس سے قبل ایسی اتھارٹیز یا کارپوریشنز یا بورڈز کرتے رہے ہیں۔

جناب والا! جہاں تک حکومت یا بورڈ کے ان اختیارات کا تعلق ہے کہ وہ جس کو چاہے زمین الاٹ کر سکے گا، ہم نے کوشش کی ہے کہ ایسی ترامیم دی جائیں کہ بورڈ کے پاس اتنے وسیع اختیارات نہ رہیں جن کو وہ سیاسی طور پر استعمال کر کے ان زمینوں کو اقربا نوازی کے لئے تقسیم کر سکے۔ اس لئے کہ ایسی زمینیں جو اس سے قبل مختلف علاقوں میں تقسیم کی گئی ہیں وہاں ایسی مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ تھل کے علاقے کی ہی مثال لے لیجئے کہ بہت سے لوگ جنہوں نے وہ زمینیں الاٹ کروائی تھیں، وہ دوسرے لوگوں کے پاس فروخت کر کے پیسہ جیب میں ڈال کر واپس آ گئے اور آج تک وہ آباد نہیں ہوئیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو صحیح معنوں میں اس زمین کی الاٹمنٹ کے مستحق تھے، اس زمین کو حاصل نہ کر سکے۔ بلکہ ایسے لوگ ان الاٹمنٹوں کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے جو سیاسی اثر و رسوخ، یا کسی تعلق یا رشوت کی وجہ approach کر سکتے تھے۔ جو استان کے ایریا میں الاٹمنٹ کے لئے سب سے پہلی ترجیح وہاں کے باشندوں کو ہونی چاہئے، جو وہاں سب سے پہلے آباد ہیں، جو اس علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کے بعد جو زمین فاضل ہو، وہ دوسرے کو الاٹ کی جا سکتی ہے۔ ورنہ اس میں پھر

وہی تاثر پیدا ہونے کا خدشہ ہے جو ہمارے سامنے دوسرے علاقوں میں موجود ہے۔

جناب والا! اس بل میں ایسی شرائط موجود ہیں، جو ہم اس سے قبل دوسرے قوانین میں دیکھتے ہیں کہ جن لوگوں کو چند شرائط کی بنا پر یہ زمین الاٹ کی جاتی ہے، اگر وہ شرائط کی اس طرح خلاف ورزی کریں گے تو ان کے خلاف اقدامات کئے جا سکتے ہیں۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ ایک طریقے سے یہ ایک قسم کا معاہدہ ہوتا ہے۔ لیکن ایک ایسے علاقے کے لئے جہاں ایک کاشت کار کو زمین اس لئے الاٹ کی جاتی ہے کہ وہ اس زمین کو قابل کاشت بنائے گا، اس کے ان ذرائع کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ بات ہمارے سامنے آتی ہے کہ مقررہ معیاد کے اندر وہ زمین قابل کاشت نہیں بنائی جا سکتی۔ نہ صرف یہ، بلکہ ایسے حالات بھی پیدا ہوتے ہیں کہ حکومت کے ٹیکس، یا الاٹیوں پر جو لگان عاید کئے جاتے ہیں، وہ اگر وقت پر ادا نہیں کئے جاتے تو یہ ایک بڑے رشوت کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ اس لئے کہ ان کی تقدیر ان افسران کے ہاتھ میں چلی جاتی ہے جن کو اس قدر وسیع اختیارات دے دئے جاتے ہیں کہ وہ اگر چاہیں تو پانچ سو روپے تک جرمانہ بھی کر سکتے ہیں، اور اگر چاہیں تو اس زمین کو resume بھی کر سکتے ہیں۔ ایسے وسیع اختیارات کی موجودگی میں وہ صریحاً ان افسران کے رحم و کرم پر ہوتے ہیں۔ نہ صرف یہ، بلکہ ان کا ماتحت عملہ جو کام کر رہا ہے، جن کا کام ہوتا ہے کہ لوگوں کو نوٹس جاری کریں۔ یہ ان کی صوابدید پر ہے کہ وہ جیسے چاہیں نوٹس جاری کر دیں اور جیسے چاہیں، نوٹس جاری نہ کریں۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کے اس تجربے کے پیش نظر جو وہ اپنے افسران کو اس قانون کے ذریعے وسیع اختیارات دے رہی ہے کہ شرائط کی خلاف ورزی کی صورت میں الاٹیوں کی زمین resume کی جا سکتی ہے، ان اختیارات کو محدود کرنے کی کوشش کرے۔ تاکہ ان لوگوں کو اس سے بچایا جا سکے جو چاہے سی اس زمین کو آباد کرنے میں ہر طرح سے ہر قسم کی قربانی دیتے ہیں اور لگاتار کئی کئی سال تک دیتے ہیں۔

جناب والا! اس بل میں ایک اور گنجائش بھی رکھی گئی ہے کہ

اگر اتھارٹی کی ہیئت ترکیبی میں کس قسم کا سقم موجود ہو تب بھی اس کا کوئی فعل کالعدم نہیں ہوگا۔ یہ ایک قسم کی کھلی چھٹی دینے کے مترادف ہے۔ وہ اتھارٹی جو چاہے کر لے اور جس قسم کا اختیار چاہے، استعمال کر لے، باوجود اس امر کے کہ وہ ہیئت ترکیبی قانون کے مطابق نہ ہو، اس کا کوئی فعل کالعدم نہیں ہوگا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے احکامات کو عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بل میں اس چیز کی گنجائش اس حد تک رکھنی، الٹے وسیع اختیارات ایک سائیڈ پر دینے سے ان اختیارات کا اکثر غلط استعمال ہوتا ہے۔ اگر ہم یہ قانون بنا رہے ہیں تو اتھارٹی کی ہیئت ترکیبی کس طرح ہو گی اور اس کے اختیارات کون کون سے ہوں گے۔ تو پھر ہم یہ مطالبہ کیوں نہ کریں کہ اگر اس کی ہیئت ترکیبی قوانین کی خلاف ورزی میں ہوتی ہے تو اس کے تمام فعل ہی کالعدم ہوں گے۔

جناب والا۔ اسی طرح اس بل میں یہ گنجائش رکھی گئی ہے کہ اتھارٹی کا پرنسپل ایگزیکٹو آفیسر منیجنگ ڈائریکٹر ہوگا جس کا حکومت تقرر کرے گی اور بل میں ایک جگہ پر جہاں اس کی مدت ملازمت مقرر کی گئی ہے کہ اس منیجنگ ڈائریکٹر کو نوٹس جاری کرنے کے بعد وجہ بیان کرنے، اس کو سماعت کرنے کا موقع فراہم کرنے کے بعد برطرف بھی کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ ایک ایسی دفعہ بھی رکھ دی گئی ہے کہ اگر حکومت چاہئے، تو بغیر وجہ بیان کیے بھی اس کو تین ماہ کا نوٹس دینے کے بعد برطرف کیا جا سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ self contradictory ہے۔ اگر آپ اس میں گنجائش رکھتے ہیں کہ آپ اس کو موقع فراہم کریں گے کہ اگر اس کے خلاف کوئی الزام ہو تو اس کی صفائی پیش کر سکے، یا یہ دیکھا جا سکے کہ آیا وہ ان جرائم کا مرتکب ہوا ہے یا نہیں۔ تو آپ دوسری دفعہ یہ رکھ کر کہ اسے بغیر وجہ کے بھی برطرف کیا جا سکتا ہے۔ اس دفعہ کی نفی کر رہے ہیں اور ہماری سب سے بڑی مصیبت یہی ہے کہ جن لوگوں کو آپ اختیارات دیتے ہیں انہیں کسی قسم کا تحفظ میسر نہیں ہوتا۔ وہ اطمینان قلب سے کوئی کام سرانجام نہیں دے سکتے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بل میں دوسری دفعہ کی موجودگی میں کہ بغیر وجہ بتائے تین ماہ کے نوٹس کے ساتھ منیجنگ ڈائریکٹر کو برطرف کیا جا سکتا ہے۔ اس

کی موجودگی میں کوئی منیجنگ ڈائریکٹر اطمینان قلب کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام نہیں دے سکتا ۔

جناب والا ۔ مجھے معلوم ہے کہ وزیر قانون کی طرف سے یہ کہا جائے گا کہ جب ہمیں یہ قانون پاس کروانا ہے تو اس میں اس بات کی گنجائش رکھنی ضروری نہ تھی کہ اس بل کے پاس ہونے کے بعد کتنے عرصے کے بعد اس اتھارٹی کا قیام عمل میں لایا جائے گا ہم اس بل کو پاس ہی اس لیے کروا رہے ہیں کہ ہم اس اتھارٹی کا قیام عمل میں لانا چاہتے ہیں ۔ اگر واقعی ان کی یہ نیت ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی ایسی وجہ موجود ہے کہ اپنے وسائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے، اپنی مشکلات کو سامنے رکھتے ہوئے اور یہ دیکھتے ہوئے کہ کتنے عرصے میں ان کے لیے ممکن ہو گا کہ اس اتھارٹی کا قیام عمل میں لے آئیں ، اس بل میں گنجائش کیوں نہ رکھی ؟ اس میں یہ رکھا جا سکتا تھا کہ اس قانون کے پاس ہونے کے بعد تین ماہ کے اندر اندر چھ ماہ کے اندر اندر یہ اتھارٹی قائم ہو جائے گی ۔ یہاں ایسی کوئی گنجائش اس میں موجود نہیں اور اس بل کے پاس ہونے کے بعد یہ کس طرح تصور کیا جا سکتا ہے ۔ یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ اتنے عرصے کے اندر اس اتھارٹی کا قیام عمل میں آ جائے گا ۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس میں لکھا ہوا ہے :

It shall come into force ot once.

That does not mean that the rules will be framed immediately after the Bill is passed.

جناب والا ۔ ہماری دوسری بڑی مصیبت یہ ہے کہ ہم اپنے ٹارگیٹ پر stick نہیں کرتے ۔ ہمیں ان تکالیف مسائل یا وسائل کا احساس ہے جو ہمارے ملک میں ہیں ۔ لیکن ہم ٹارگیٹ کے بغیر اپنا مقصد حاصل نہیں کر سکتے ہیں اسی لئے اس پر بار بار اصرار کر رہا ہوں کہ اس بل کو پڑھنے کے بعد یہ آپ کو قطعاً تاثر نہیں ملے گا کہ حکومت اس ایریا کو کتنے عرصے میں ڈیولپ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ قطعاً ایسا تاثر اس بل میں موجود نہیں ۔ اس لیے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جس طرح مزارعین کے متعلق جنہیں یہ زمین الاٹ کی جائے گی ۔ اس میں ان شرائط کا ذکر کیا ہے جن کے پورا نہ ہونے پر وہ زمین واپس بھی لی جا سکتی ہے ، تو اس سے یہی مراد معلوم ہوتی ہے کہ اس زمین کو آباد کرنے کی ذمہ داری ان الاٹیوں پر ہوگی ۔ اگر یہ صورت

سال رہی تو پھر یہ بات دعوے سے کہی جاسکتی ہے کہ ہم پچاس سال تک بھی اس زمین کو آباد نہیں کر سکتے ۔ جناب والا ۔ میں ان مسائل کی طرف خاص طور پر حکومت کی توجہ دلانا چاہتا تھا کہ آج کا دور وہ دور ہے کہ آپ محض الاٹیوں پر زمین کو قابل کاشت بنانے کی ذمہ داری ڈال دیں ، بلکہ یہ ذمہ داری خود حکومت کو بھی قبول کرنا ہوگی اور اپنے انتظامات کرنے ہوں گے کہ یہ علاقہ جلد از جلد قابل کاشت بنایا جا سکے شکریہ ۔ جناب والا

مسٹر سپیکر : اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ دی چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی بل فی الفور زیر غور لایا جائے

(تحریک منظور کی گئی)

(Clause 4)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز نمبر 4 زیر غور ہے agreed Clauses ہی پیش ہو گی ؟

سید تابش الوری : جی جناب والا ۔

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری ۔

Syead Tabish Alwari : Sir, I move

That in Clause 4 of the Bill, after sub-clause (2) the following new sub-clause be added :—

(3) The authority shall consist of :—

(*a*) a Minister nominated by the Government ; **Chairman**

(b) three members from Bahawalpur Division from amongst the members of the Provincial Assembly of the Punjab or the National Assembly of Pakistan nominated by the Government ; **Members.**

(c) Commissioner Bahawalpur Division, Bahawalpur ; Member.

(d) Chief Engineer Irrigation, Bahawalpur ; Member.

(e) Superintending Engineer, Public Health Engineering Bahawalpur Division ; Member.

(f) Conservator of Forests, Bahawalpur ; Member.

(g) Deputy Director Agriculture, Bahawalpur ; Member.

(h) Deputy Director Livestock, Fisheries and Dairy Development, Bahawalpur ; Member.

(i) Deputy Registrar Co-operative Societies, Bahawalpur ; Member.

and

(j) Managing Director ; Member/Secretary.

(4) Government may by notification in the official Gazette alter, increase or decrease the membership of the Authority.

(5) The Member, except the *ex-officio* Members shall, unless replaced erlier, hold office for a term of three years ; Provided that a Member ceasing to hold a Public office by virtue of which he became such Member, shall cease to be such member, notwithstanding that the terms of three years has not expired.

(6) A Chairman or a Member of the Authority may resign his office by submitting his resignation to the Government in writting.

(7) No act or proceedings of the Authority shall be invalid merely by reason of any vacancy or defect in the constitution of the Authority.

Mr. Speaker : That amendment moved and question is :]

That in Clause 4 of the Bill, after sub-clause (2) the following new sub-clauses be added :—

(3) The Authority shall consist of :—

(*a*) a Minister nominated by the Government ; Chairman.

(*b*) three members from Bahawalpur Division from amongst the Members of the Provincial Acsembly of the Punjab or the National Assembly of Pakistan nominated dy the Government ; Members.

(*c*) Commissioner Bahawalpur Division, Bahawalpur ; Member.

(*d*) Chief Engineer Irrigation, Bahawalpur ; Member.

(*e*) Superintending Engineer, Public Health Engineering Bahawalpur Division ; Member.

(*f*) Conserxator of Forests, Bahawalpur ; Member.

(*g*) Deputy Director Agriculture, Bahawalpur ;	Member.
(*h*) Deputy Director Livestock, Fishheries and Dairy Development, Bahawalpur ;	Member.
(*i*) Deputy Registrar Co-operative Societies, Bahawalpur ;	Member.
and	
(*j*) Managing Director ;	Member/ Secretary.

(4) Government may by notification in the official Gazette alter, increase or decrease the membership of the Authority.

(5) The Member, except the *ex-officio* Members shall, unless replaced earlier, hold office for a term of three years ;

Provided that a Member ceasing to hold a Public by virtue of which he became such Member, shall cease to be such member, notwithstanding that the terms of three years has not expired.

(6) A Chairman or a Member of the Authority may resign his office by submitting his resignation to the Government in writting.

(7) No act or proceedings of the Authority shall be invalid merely by reason of any vacancy or defect in the constitution of the Authority.

(*The motion was carried*)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 4 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے -

(شق منظور کی گئی)

(Clause 5)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 5 زیر غور ہے - وزیر قانون و سید تابش الوری -

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

That Clause 5 of the Bill be deleted and the subsequent clauses be renumered accoreingly.

Mr. Speaker : The amendment moved ond the question is :—

That Clause 5 of the Bill be deleted and the subsequent clauses be renumber ed accordingly.

(The motion was carried)

(Clause 6)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 6 زیر غور ہے - وزیر قانون و سید تابش الوری

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

That in para (b) of sub-clause (2) of Clause 6 of the Bill, for the word "Board" occurring in line 2, the word "Authority" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved and the question is :—

That in para (b) of sub-clause (2) of

Clause 6 of the Bill, for the word "Board" occurring in line 2, the word "Authority" be substituted.

(*The motion was carried*)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 6 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(Clause 7)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 7 زیر غور ہے ۔ سوال یہ ہے :

کہ کلاز 7 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(Clause 8)

مسٹر سپیکر : اب کلاز 8 زیر غور ہے ۔ سوال یہ ہے :

کہ کلاز 8 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(Clause 9)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 9 زیر غور ہے ۔ سید تابش الوری ۔

Mr. Speaker : Syed Tabish Alwari.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

That in Clause 9 of the Bill, the words and a comma "or upon similar notice, be removed from office by Goverment without assigning any reason occurring in lines 4—5, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in Clause 9 of the Bill, the words and a comma "or upon similar notice, be removed from office by Government without assigning any reason occurring in lines 4—5, be deleted.

Minister For Law And Parliamentary Affairs : oppeased

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری

سید تابش الوری : جناب والا ۔ ضمن 9 میں حکومت نے یہ اختیار حاصل کیا ہے ۔ کہ وہ کوئی وجہ بتائے بغیر متعلقہ افسران کو برطرف یا سبکدوش کرنے کا حق رکھتی ہے ۔ جناب قائد حزب اختلاف نے بھی اس سلسلے میں بل پر نہایت اہم اعتراض کیا ہے اور اس سے پہلے بھی جب کبھی حکومت نے اس قسم کا آمرانہ اختیارات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے ، ہم نے اس کی ہمیشہ مخالفت کی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ انصاف کا بنیادی اصول یہ ہے کہ کسی شخص کو صفائی کا موقع دیے بغیر کوئی سزا نہ دی جائے ۔ لیکن یہاں ایک ایسے افسر کو جو اتھارٹی کی قوت حاکمہ کی حیثیت رکھتا ہے ۔ کوئی وجہ بتائے بغیر برطرف کرنے کی منظوری حاصل کی جا رہی ہے ۔ اس طرح سے متعلقہ افسر کے سر پر خوف کی ایسی تلوار لٹکی رہے گی اور بے اعتمادی کی ایسی کیفیت میں وہ کام کرے گا کہ اتھارٹی کے بنیادی مقاصد کی تکمیل نا ممکن ہو جائے گی ۔ اس لیے ہم آپ کے توسط سے وزیر متعلقہ اور اس ہاؤس سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ انصاف کے بنیادی اصول کی تکمیل کے لئے ہماری اس ضروری اور اہم ترمیم کو قبول کر لے تاکہ ایک طرف انصاف کے تقاضے پورے ہو سکیں اور دوسری طرف متعلقہ ذمہ دار حکام اپنی آزادی اور خود مختاری کے ساتھ حکومت کی منشا اور خوشامد کا تصور کیے بغیر اپنے فرائض ایمانداری اور غیر جانبداری سے ادا کر سکے ۔ شکریہ

Mr. Speaker : The question before the House is :

> That in Clause 9 of the Bill, the words and a comma "or upon similar notice, be

removed from office by Government without assigning any reason occurring in lines 4-5, be deleted.

(*The motion was lost*)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 9 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(Clause 10)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 10 زیر غور ہے ۔ سوال یہ ہے :

کہ کلاز 10 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(Clause 11)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 11 زیر غور ہے ۔ سوال یہ ہے :

کہ کلاز 11 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(Clause 12)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 12 زیر غور ہے ۔ سید تابش الوری

Mr. Speaker : Syed Tabish Alwari.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move ;

That in Clause 12 of the Bill, the words "or at a place to be decided by the Provincial Governmt occurring in lines 2-3, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved and the question is :

> Thot in Clause 12 of the Bill, the words "or at a place to be decided by the Provincial Government occuring in lines 2-3, be deleted.

(*The motion was carried*)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 12 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(Clause 13)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 13 زیر غور ہے ، سوال یہ ہے :

کہ کلاز 13 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(Clause 14)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز نمبر 14 زیر غور ہے -

Mr. Speaker : Minister for Law and Parliamentary Affairs and Syed Tabish Alwari.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

> That in Clause 14 of the Bill, including its marginal heading, the word "Board" wherever occurring, the word "Authority" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That Clause 14 of the Bill, including

its marginal heading, the word "Board" wherever occurring, the word "Authority" be subsitituted.

Mr. Speaker : Syed Tabish Alwari.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

That in the Proviso to sub-clause (1) of Clause 14 of the Bill, the full-stop, appearing at the end, be replaced by a colon and the following second Proviso be added, namely :-

Provided further that the rules should be made within three months from the date of commencement of this Act.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in the Proviso to sub clause (1) of Clause 14 of the Bill, the full-stop, appearing at the end, be replaced by a colon and the following second Proviso be added, namely :—

Provided further that the rules should be made within three months from the date of commencement of this Act.

Minister for Law : Opposed.

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب والا ۔ اس کلاز کے تحت حکومت یہ اختیار حاصل کر رہی ہے وہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے روزمرہ کے کاموں اور اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے رولز تیار کرے ۔ لیکن جہاں اس بل میں ڈویلپمنٹ

اتھارٹی کے قیام کی تاریخ کا تعین نہیں کیا گیا وہاں رولز بنانے کے سلسلے میں بھی حکومت نے خود کو کسی میعاد کا پابند نہیں بنایا ۔ جس کی وجہ سے یہ اندیشہ ہو سکتا ہے کہ حکومت کے روایتی سرخ فیتے کی نذر ہو کر کہیں رولز کی یہ تیاری بھی لا محدود عرصے تک ملتوی نہ رہے ، اس لئے ہم نے اپنی اس ترمیم کے ذریعے حکومت کو اس بات پر پابند کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس قانون کی منظوری کے تین مہینے کے اندر اندر وہ لازمی طور پر رولز بنائے تا کہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی رولز کے مطابق اپنا کام شروع بھی کر سکے اور جاری بھی رکھ سکے ۔ اور یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ عام طور پر ایسے کاموں کے سلسلے میں سیکرٹریٹ کی سطح پر تا خیر کے ہتھکنڈے استعمال کئے جاتے ہیں ۔ نہ صرف یہ کہ رولز کی تیاری میں دیر لگتی ہے ، بلکہ صرف نوٹیفکیشن کے لئے بھی کئی کئی ہفتے صرف ہو جاتے ہیں ، اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو زیادہ فعال بنانے اور اس کے مقصدیت کے حصول کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ حکومت رولز بنانے کے سلسلے میں خود کو ایک میعاد کا پابند کر لے ۔ ہمارے نزدیک وہ میعاد تین مہینے زیادہ مناسب ہے اور ان کے لئے مشکل بھی نہیں ، اس لئے میں یہ توقع کرتا ہوں کہ ہماری اس ضروری اور اہم ترمیم کو بھی وہ قبولیت کا شرف بخشیں گے ۔ شکریہ ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ۔ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ اس ہاؤس کی وضاحت کے لئے میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ میں چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا پس منظر بیان کروں ۔ جناب وزیر قانون صاحب اس بات سے آگاہ ہیں ، یا اگر آگاہ ہو جائیں تو میرا خیال یہ ہے کہ وہ اس سے اختلاف نہیں کریں گے ۔ جب ستلج ویلی کا منصوبہ 1924ء میں بہاولپور میں رائج ہوا ، تو اس وقت چولستان میں پانی کا انتظام موجود تھا ۔ لیکن ایک بددیانت چیف انجینئر سر برنارڈ ڈارلے نے بیکانیر سے دس لاکھ روپے رشوت لے کر بہاولپور کا پانی بیکانیر کو بیچ دیا ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہماری تمام زمین جو کہ چولستان کی طرح بے آب و گیاہ تھیں اور جن میں کاشت کا تصور بھی نہ کیا جا سکتا تھا وہ سر سبز و شاداب ہو گئیں اور لہلہاتے کھیتوں میں تبدیل ہو گئیں ۔ اب اس علاقے میں ، جس کو اب ہم چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں شامل کرنا چاہتے ہیں ، نہریں بنی ہوئی ہیں ۔ ریسٹ ہاؤس بھی بنے ہوئے ہیں ۔ اب صرف آبپاشی کا سوال درپیش ہے ۔ اس میں کسی قسم کی

ایسی دقتیں جو کہ حکومت کو ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں پیش آئی تھیں ، پیش نہیں آئیں گی ، کیوں کہ باقی وسائل وہاں پر موجود ہیں ۔ جونہی حکومت نے رولز بنائے اور ہمیں ٹریبلا بند یا کسی اور صورت سے پانی پہنچایا گیا ، ہماری زمینیں آباد ہو جائیں گی ۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ لوگوں کو اس بات کا یقین دلایا جائے کہ یہ زمینیں جلد سے جلد آباد ہوں گی ۔ اس کے لئے ہمارے پاس وسائل پہلے سے موجود ہیں ۔ نہریں کھدی ہوئی ہیں ، پلیں بنی ہوئی ہیں اور ریسٹ ہاؤس بنے ہوئے ہیں ۔ لوگ زیادہ جاذبیت محسوس کریں گے ۔ اور جلد سے جلد اس کی آبادی کا انتظام ہو سکے گا ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں جناب وزیر قانون کو اس کی مخالفت نہیں کرنی چاہئے اور جلد سے جلد رولز جاری کرنے چاہئیں تا کہ جلد سے جلد کام شروع ہو سکے اور وہاں کے وسائل سے فائدہ اٹھایا جا سکے ۔

وزیر قانون : میں وضاحت کر دوں کہ میں اس ترمیم کی اس لئے مخالفت نہیں کر رہا کہ اس اتھارٹی کے قیام میں کوئی دیر لگے ، اور بعض اوقات تو رولز کے بغیر بھی قانون پر عمل کیا جا سکتا ہے ۔ مختلف ضروریات کے مطابق رولز وقتاً فوقتاً تبدیل ہوتے رہتے ہیں اور بنائے جاتے ہیں ۔ لیکن اس کی تشکیل کے لئے رولز کا موجود ہونا ضروری نہیں یہ قانونی بات ہے ۔ رولز وقتاً فوقتاً بنائے جاتے ہیں ۔ اس میں دیر ہو سکتی ہے ۔ لیکن حکومت کی خواہش ہے کہ اتھارٹی کا کام جلد از جلد شروع ہو اور اس کو عملی جامہ پہنایا جائے ۔ پانی کے وسائل کی جو بھی بات ہو گی ، اس سلسلے میں ایک اتھارٹی تشکیل دی گئی ہے جو کہ اس ایوان نے قبول کر لی ہے ۔ اس میں چیف انجینئر انہار اور چیف انجینئر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ دونوں کو شامل کیا گیا ہے تا کہ آبپاشی کے دیگر مسائل کو فوری طور پر حل کیا جا سکے ۔ رولز بننے میں تاخیر کا کوئی خدشہ نہیں ۔ آپ مطمئن رہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب میں آپ سے رہنمائی لینا چاہتا ہوں کہ ایک اتھارٹی بن گئی ہے ۔ جب تک اس کے رولز اور قواعد و ضوابط نہ بنیں گے ، اتھارٹی کس طرح سے زمینیں الاٹ کرے گی اور کیا صورت حال ہو گی ۔ رولز بننے کے بغیر تو اتھارٹی بیٹھی رہے گی اور آپ سے تنخواہ لیتی رہے گی ۔

وزیر قانون : میں علامہ صاحب کی وضاحت کے لئے عرض کر دوں کہ

الاٹمنٹ کی شرائط وغیرہ کے لئے ہدایات جاری ہوں ، وہ رولز کا حصہ نہیں ہوتیں ۔ وہ بالکل الگ چیز ہے ۔ اس سلسلے میں علیحدہ ہدایات برائے الاٹمنٹ موجود ہیں ۔ وہ اس کے تحت ہوں گی ۔ اب آپ کو ایسے ہی شبہ ہو رہا ہے ۔ آپ مطمئن رہیں ۔ ہم خود خواہشمند ہیں کہ یہ علاقہ زیادہ سے زیادہ سر سبز ہو ۔ ملک کو خود کفیل بنانا حکومت کی پالیسی ہے ۔ اگر وہاں اس قسم کی زمین پڑی ہوئی ہیں تو ہماری یہ خواہش ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ ملکی وسائل اس سے حاصل کریں ، اور ہم یہ خود چاہتے ہیں کہ یہ علاقہ ترقی کے منازل جلد از جلد اور آسانی کے ساتھ طے کرے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ۔ مجھے حکومت کی نیک نیتی پر شبہ نہیں ممکن ہے کہ یہ رولز ایک دو ماہ میں بن جائیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : علامہ صاحب ۔ آپ ان سے یہ بات بیٹھ کر طے کر لیں ۔ انہوں نے ایک بات کی ہے جس میں بڑا وزن ہے ۔ اس ترمیم کے بعد حکومت پابند ہو جائے گی کہ تین ماہ میں قانون بنائے ۔ اس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی رولز میں گنجائش ہوتی ہے ۔ وہ وقتاً فوقتاً اور حالات کے مطابق بدل سکتے ہیں ۔ اس سے یہ پابند ہو جائیں گے اور تین ماہ کے بعد رولز میں کوئی ترمیم نہ ہو سکے گی ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : ترمیم کیوں نہ ہوسکے گی ؟ لیجسلیٹو باڈی موجود ہے ۔ اتھارٹی موجود ہوگی ۔ آرڈیننس کے اختیارات موجود ہوں گے ۔

مسٹر سپیکر : اس کے ساتھ آپ رولز کو عملاً قانون کی حیثیت دیتے ہیں ۔

وزیر قانون : علامہ صاحب رولز کا مقصد یہ ہے کہ جہاں قانون میں خلا موجود ہو اس کے تحت ان کو پر کیا جائے ، اس لئے قانون کو rigid نہیں بنایا جاتا ، بلکہ flexible چھوڑ دیا جاتا ہے ۔ لیکن جہاں ضرورت ہوئی رولز بنائے جائیں گے ۔ رولز کے بغیر اتھارٹی function نہیں کرے گی ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ۔ میری سمجھ میں یہ بات آتی نہیں کہ یہ کیسے ہوگا ۔

مسٹر سپیکر : اسی لئے میں نے یہ کہا ہے کہ یہ آپ بیٹھ کر طے کرلیں تو ٹھیک ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ رولز کے بغیر اتھارٹی کام کرسکتی ہے ۔ کوئی ایکٹ ، کوئی قانون اس وقت تک نافذ نہیں ہو سکتا جب تک اس کے لئے قواعد اور ضوابط نہ بنائے جائیں ۔ ۔ ۔

وزیر قانون : یہ تو سپیکر صاحب بتا سکتے ہیں ۔ بے شمار قانون ایسے ہیں ۔

Mr. Speaker : That is not actually the issue.

Mr. Speaker : The question is :

That in Clause 14 of the Bill, including its marginal heading, the word "Board" wherever occurring, the word "Authority" be substituted.

(*The motion was carried*)

Mr. Speaker : The question is :

That in the Proviso to sub-clause (1) of Clause 14 of the Bill, the full stop appearing at the end, be replaced by a colon and the following second Proviso be added, namely :-

Provided further that the rules should be made within three months from the date of commencement of this Act.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 14, as ammended, do stand part of the Bill.

(*The motion was carried*)

(Clause 15)

مسٹر سپیکر : کلاز 15 زیر غور ہے ۔ سید تابش الوری

Syed Tabish Alwari : I beg to move :

That in Clause 15 of the Bill, for the word "Board" wherever occurring, the word "Authority" be subsituted.

Mr. Speaker : The motion is :

That in Clause 15 of the Bill, for the word "Board" wherever occurring, the word "Authority" be substituted.

Mr. Speaker : The question is :

That in Clause 15 of the Bill, for the word "Board" wherever occurring, the word "Authority" be substituted.

(*The motion was carried*)

My. Speaker : The question is :

That Clause 15 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill.

(*The motion was carried*)

(Clause 16)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 16 زیر غور ہے :

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 16 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(Clause 17)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 17 زیر غور ہے :

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 17 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(Clause 18)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 18 زیر غور ہے :

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 18 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(Clause 19)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 19 زیر غور ہے :

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 19 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(Clause 20)

مسٹر سپیکر : اس بل کی کلاز 20 زیر غور ہے :

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 20 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(Clause 21)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 21 زیر غور ہے :

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 21 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(Clause 22)

مسٹر سپیکر : اب کلاز 22 زیر غور ہے :

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 22 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(Clause 23)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 23 زیر غور ہے :

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 23 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(Clause 24)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 24 زیر غور ہے :

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 24 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(Clause 25)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 25 زیر غور ہے :

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 25 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(Clause 26)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 26 زیر غور ہے :

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 26 بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

(Clause 27)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 27 زیر غور ہے سید تابش الوری ۔

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :

> That Clause 27 of the Bill, be renumbered as sub-clause (1) of that Clause and after this sub-clause, the following sub-clause (2) be added, namely :-
>
> (2) The Authority shall prepare for every year a report of its activities during that year and submit the report to the Government in such form and on or before such date, as may be prescribed.

Mr. Speaker : The amendment moved and the question is :

> That Clause 27 of the Bill, be renumbered as sub-clause (1) of that Clause and after this sub-clause' the following sub-clause (2) be added, namely ;
>
> (2) The Authority shall prepare for every year a report of its activities during that year and submit the report to the Government in such form and on or before such date, as may be prescribed.

(*The motion was carried*)

Mr. Speaker : The question before the House is :

> That Clause 27 as amendedent do stand part of the Bill.

(*The motion was carried*)

(Clause 28)

Mr. Speaker : Clause 28 is under consideration.

The question before the House is :

That Clause 28 do stand part of the Bill.

(*The motion was carried*).

(Clause 29)

Mr. Speaker : Clause 29 is under consideration :

Syed Tabish Alwari : I oppose it.

Mr. Speaker : Syed Tabish Alwari to move his amendment.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :

That Clause 29 of the Bill be deleted.

Minister For Law : Opposed.

سید تابش الوری : جناب والا ۔ بل کی ضمن 29 میں کہا گیا ہے کہ ادارے کو تفویض شدہ سرکاری اراضی کی فروخت کے متعلق امور کے بارے میں کسی عدالت کو کوئی بھی اختیار سماعت حاصل نہ ہوگا ۔ نیز ادارہ اور اس کے چیئرمین یا دیگر افسر کی جانب سے صادر کردہ کسی حکم یا کی گئی کسی کارروائی کو کسی قانون عدالت میں زیر بحث نہیں لایا جا سکے گا ۔ جناب والا ! یہ مارشل لائی اختیار ہے ۔ یہ ایک آمرانہ ضمن ہے جس کے تحت عدالتوں کے اختیارات پر پابندی عائد کی جا رہی ہے ۔ اس عظیم صوبے میں جسے عدلیہ کی بالا دستی اور انصاف کے اصولوں کی تکمیل کا سب سے بڑا محافظ سمجھا جاتا ہے وہاں باقاعدہ قانون کے ذریعے اس اصول کی نفی کرتے ہوئے عدالتوں کے اختیارات پر پابندی عائد کرنا انتہائی افسوسناک ہے جسے کسی شکل میں کوئی معاشرہ ، کوئی طبقہ قابل رشک قرار نہیں دے سکتا ۔ میں نہیں سمجھتا کہ جناب وزیر قانون ، جو خود قانون کے ممتاز پیشے سے تعلق رکھتے ہیں اور اپنے طبقے کی نمائندگی کا فرض بھی انہیں ادا کرنا ہوتا ہے ، وہ کس طرح آنکھیں بند کرکے یا خاموش رہ کر اس قسم کے آمرانہ اختیارات کی حمایت کر سکتے ہیں جس کے تحت عدالتوں کے اختیارات کو محدود کیا

جائے ۔ہم حکومت کی اس روش پر شدید احتجاج کرتے ہوئے ایک بار پھر مطالبہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ کم از کم اس اتھارٹی کے بل کی منظوری کے وقت اس قسم کی ظالمانہ ضمن کو حذف کرکے ہماری اس ترمیم کو قبول کرلے ، کیونکہ اس طرح سے وہ نہ صرف عدالتوں کے سامنے سرخرو ہو سکیں گے اور عدالتوں کے وقار اور احترام میں اضافے کا باعث اور عدالتوں سے انصاف حاصل کرنے کی سہولتوں میں معاون ہوں گے ، بلکہ لوگوں میں یہ اعتماد بھی پیدا کر سکیں گے کہ ہماری عدالتیں اس قدر آزاد اور با اختیار ہیں کہ کوئی بھی معاملہ ، چاہے کسی بھی اتھارٹی یا حکومت کے کسی بھی شعبے سے متعلقہ ہو ، اگر وہ قانونی سقم رکھتا ہے تو اسے عدالت میں چیلنج کیا جا سکتا ہے ۔ لیکن اس قسم کا آمرانہ اختیار دے کر ایک طرف تو اتھارٹی کو مطلق العنان بنایا گیا اور دوسری طرف حکام کو یہ موقع دیا گیا ہے کہ وہ چاہے جو بھی بدعنوانی ، دھاندلی اور غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کریں ان کے خلاف کسی بھی عدالت کا دروازہ نہیں کھٹکھٹایا جا سکتا ۔ اس لئے میں ایک بار پھر گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری اس ترمیم کو قبول کرکے اس غیر ضروری اور غیر مناسب ضمن کو حذف کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : وزیر قانون ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ۔ قانون میں ضرورت کے تحت یہ کلاز رکھنے کے باوجود اگر کوئی حکم mala-fide یا بددیانتی پر مبنی ہو تو اس کو ہر وقت عدالت میں چیلنج کیا جا سکتا ہے ، اور اگر کوئی حکم in excess of jurisdiction ہو تو اس کو اس کلاز کے باوجود ہائی کورٹ میں لایا جا سکتا ہے ۔ یہ کلاز صرف اس غرض سے رکھی جا سکتی ہے کہ عدالتوں کو substitute نہیں بنا سکتے کہ اگر اس اتھارٹی کے چیئرمین یا افسران کوئی احکامات صادر کرتے ہیں جو کہ ان کے اختیارات کے اندر ہیں اور وہ دیانتداری سے پاس کرتے ہیں ، ان میں اگر کوئی معمولی سا سقم رہ جاتا ہے تو یہ نہیں ہے کہ عدالتیں اس میں بیٹھ کر اپنے فیصلے سر انجام دیں ۔ اگر یہ احکامات اس اتھارٹی کی بددیانتی پر مبنی ہوں گے تو وہ چیلنج کئے جا سکتے ہیں ۔ اگر in excess of jurisdiction ہیں تو وہ ہائی کورٹ میں لائے جا سکتے ہیں ۔ عدالتوں کے پاس وہ اختیارات ہمیشہ رہتے ہیں ۔ باوجود اس کلاز کے اس پر سپریم کورٹ اور عدالت عالیہ کے بے شمار فیصلے موجود

ہیں ۔ چنانچہ میں سمجھتا ہوں کہ ان کلاززز کو appreciate کرنا چاہئے ، کیونکہ ہم عدالتوں کو ان اتھارٹیز کا substitute نہیں بنا سکتے ۔

Mr. Speaker : The question before the House is :

That Clause 29 of the Bill, be deleted.

(*The motion was lost*)

Mr. Speaker : The question before the House is :

That Clause 29 of the Bill, do stand part of the Bill.

(*The motion was carried*)

(Clause 30)

Mr. Speaker : Clause 30 is under consideration.

Syed Tabish Alwari to move his amendment.

Syed Tbish Alwari : Sir, I move the amendment :

That for Clause 30 of the Bill, the following be substituted, namely :-

30. All sums due to the Authority under an award of an arbitrator or decree of any court in respect of a contract or a tenancy granted under the provisions of this Act or rules and conditions made or issued thereunder and all sums due on account of penalty shall be recoverable as arrears of Land Revenue.

Mr. Speaker : The amendment moved and the question is :

That for Clause 30 of the Bill, the following be sudstituted' namely :-

30. All sums due to the Authority

under an award of an arbitrator or decree of any court in respect of a contractor or a tenancy granted under the provisions of this Act or rules and conditions made or issued thereunder and all sums due on account of penplty shall be recoverable as arrears of Land Revenue.

(*The motion was carried*)

Mr. Speaker : The question before the House is :

That Clause 30 as amended do stand part of the Bill.

(*The motion was carried*)

(Clause 31)

Mr. Speaker : Clause 31 is under consideration. The question before the House is :

That Clause 31 do stand part of the Bill.

(*The motion was carried*)

(Clause 3)

Mr. Speaker : Clause 3 is under consideration. Amendment No. 9 by Tabish Syed Alwari and Minister for Law & Parliamntary Affairs.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :

That in sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, paragraph (b), be deleted and subsequent paragraphs be re-numbered accordingly.

Mr. Speaker : Amendment moved and the question is :

> That sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, paragrahp. (b), be deleted and subsequent paragraphs be renumbered accordingly.

(*The motion was carried*)

Mr. Speaker : Amendment No. 9 .

Syed Tabish Alwari : Sir, I move the amendment :

> That in paragraphs (c), (e) and (f), the word "Board" wherever occurring, the word "Authority" be substituted respectively.

Mr. Speaker : The amendment moved and the question is :

> That in paragraphs (c), (e) and (f), the word "Board" wherever occurring; the word "Authority" be substituted respectively.

(*The motion was carried*)

Mr. Speaker : The question before the House is :

> That Clause 3 as amended do stand part of the Bill.

(*The motion was carried*)

(Clause 2)

Mr. Speaker : Clause 2 is under consideration.

The question before the House is :

> That Clause 2 do stand part of the Bill.

(*The motion was carried*)

(Clause 1)

Mr. Speaker : Clause 1 is under consideration.

The question be fore the House is :

That Clause 1 do stand part of the Bill.

(*The motion was carried*)

(Preamble)

Mr. Speaker : Preamble is under consideration.

The question before the House is :

That Preamble do stand part of the Bill."

(*The motion was carried*)

(Long Title)

Mr. Speaker : Long Title is under consideration.

As there is no amendment, it stands part of the Bill.

Now we go no to the third reading.

وزیر امور و پارلیمانی امور - جناب والا ! میں یہ گزارش کروں گا کہ اس بل کی Statement of objects and reasons کے آخری پیرے میں یہ دیا گیا ہے :

> The over-all control and management of the Authority shall vest in a Board to constituted by the Government be a through notification.

چونکہ بورڈ کے concept کو ہم نے اس ساری ترمیم کے ذریعے ختم کر دیا ہے ، اس لیے اس کو delete کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : مگر آپ کا جو original بل تھا ۔ اس میں تو "بورڈ" تھا ۔

Therefore, it is alright. Actually this will help you in understanding the intention of the legisation in a better way.

Minister for Law and Parliamentary Affairs : Yes Sir.

Mr. Speaker : I hope you will not press it. This may at some stage help the legislators or the academicians to understand how the bill was passed:

Minisister for Law and Parliamentary Affairs : Yes Sir.

مسٹر سپیکر : قبل اس کے کہ ہم لیسری خواندگی پر جائیں ۔ میں اپنے دوستوں کو ایک اطلاع دینا چاہتا ہوں میں جمعۃ المبارک کی شام کو سات آٹھ بجے تمام فاضل اراکین اسمبلی اور فاضل ممبران پریس گیلری کو عشائیہ میں مدعو کر رہا ہوں ۔ مجھے توقع ہے کہ تمام فاضل ممبران اور پریس گیلری کے ممبران میری عزت افزائی کریں گے اور تشریف لائیں گے ۔ Now we go to 3rd Reading.

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی بل 1976ء منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی بل 1976ء منظور کیا جائے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر ! جیسا کہ آپ جانتے ہیں ۔ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے ۔ اس ملک کے وسائل لامحدود نہیں ۔ محدود وسائل میں سے ہمارے پانی کے وسائل محدود ہیں ۔ حکومت نے پچھلے چند برسوں میں کوشش کی ہے کہ ملک کے اندر پانی کے وسائل کو ہر اسجگہ پر پہنچایا جائے جہاں زمین اتنی زرخیز ہے اور صرف پانی کے حصول ہی کے بعد زمین کو قابل کاشت بنایا جا سکتا ہے اور ملکی زرعی معیشت میں تبدیلی آسکتی ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں تریلانڈ کے سلسلے میں حکومت کی بڑی شدت اور تندہی کے ساتھ ایک عملی جامہ

پہنانے کی کوشش کے باوجود کئی ایسی مشکلات پیش آئی ہیں ۔ لیکن حکومت ان تکالیف کو دور کرنے اور ان مشکلات پر قابو پانے میں اپنی پوری تندہی کا مظاہرہ کررہی ہے ۔ چنانچہ ہمیں پوری امید ہے کہ پانی کے وسائل ہمیں میسر آ جائیں گے ۔

چولستان میں اتنے وسائل موجود ہیں کہ اگر اس کو پانی میسر آ جائے تو یہ ملکی معیشت میں ایک تبدیلی کا باعث بن سکتا ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں ۔ اس سے پہلے بھی اس علاقے کے لئے حکومت والنڈ لائف کے سلسلے میں protection کا بل پاس کیا تھا ۔ اس کے بعد یہاں پر بے شمار تجربات کئے گئے ہیں ۔ ٹیوب ویل کے ذریعے یہاں پر بعض علاقوں میں ایسے فارم قائم کئے گئے ہیں جن میں گھاس وغیرہ پیدا کی گئی ہے ، جس سے کہ چولستان کے کافی حصوں میں زمینوں کو آباد کیا گیا ہے ۔ یہاں پر ان وسائل کو عمل جامہ پہنانے اور اس کو ملکی معیشت میں ایک اہم کردار ادا کرنے کا موقع مل رہا ہے ۔ اب جناب وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی ہدایت کے مطابق یہ اتھارٹی تشکیل دی گئی ہے ۔ اس اتھارٹی کی تشکیل میں جہاں اور بہت سی باتوں کا خیال رکھا گیا ہے ۔ جیسے زمینوں کو پانی پہنچانا زمینوں کی الاٹمنٹ کرنا وہاں ساتھ ہی ساتھ اس بات کی بھی پوری گنجائش رکھی گئی ہے کہ چھوٹی چھوٹی اور ملکی معیشت میں اپنا کارنامہ سرانجام دے سکنے والی صنعتوں کو اتھارٹی کے ذریعے فروغ دینے کا موقع ملے ۔ چنانچہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ان باتوں کے بارے میں جن کا خدشہ original بل میں بھی ظاہر کیا گیا ہے ہم نے وہ تمام ترامیم منظور کیں ۔ بلکہ مشترکہ طور پر ہم نے غور و خوض کے بعد ان ترامیم کا سہرا جناب سید قابش الوری صاحب کے سر ڈالنے کے لئے بھی ان تمام ترامیم کو ان کے سپرد کر دیا کہ وہ اپنی طرف سے پیش کریں تاکہ بہاولپور کے لوگوں کو یہ احساس نہ ہو کہ شاید اس اتھارٹی میں ان کا حصہ نہیں ہوگا ۔ بلکہ ہم نے تو اس حد تک کیا ہے کہ ہیڈکوارٹر بھی بہاولپور میں رہے اور بہاولپور کے ایم ۔ پی ۔ اے اور ایم این اے حضرات اس میں حصہ لیں ۔ اسی طریقے سے وہاں کے اریگیشن اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے افسران کو اس کا ممبر بنایا ہے ، ساتھ ہی ساتھ ہم نے سید قابش الوری کی اس تجویز کو قبول کرتے ہوئے کہ جو کوآپریٹو موومنٹ چل رہی ہے اس کو بھی اس میں کام کرنے کا موقع ملے ۔ ڈپٹی رجسٹرار کو اپریٹو سوسائٹیز

گو بھی اس کا ممبر بنا لیا ہے تا کہ ملک کے اندر معاشی حالات میں جو اتنی تبدیلیاں آ رہی ہیں ۔ اس کے ذریعے اس اتھارٹی کو ہم زیادہ سے زیادہ progressive اور با اثر بنانے کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں ۔ اس سلسلے میں جو بھی حکومت کے اپنے وسائل ہیں ۔ ان کو ہم پوری ایمانداری کے ساتھ بروئے کار لانا چاہیے ہیں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم نے اپنی بڑھتی ہوئی ضروریات کو پیش نظر نہ رکھا اور ہم نے یہ نہ دیکھا کہ ہمیں ملک کے جملہ وسائل کو بروئے کار لانا اور ملک کی چپہ چپہ زمین کو قابل استعمال بنانے اور اس کے لئے جدوجہد کرنی ہے تو دنیا کے بدلتے ہوئے حالات میں ہم ان کے ساتھ ترقی کی راہ پر نہیں بڑھ سکیں گے ۔ اسی وجہ سے ان اتھارٹیز کا قیام اب ہوا ہے ۔

میرے دوست ثابش الوری صاحب نے جو خدشات ظاہر کیے ہیں اور چھوٹے کے لوگوں کی جن محرومیوں کا ذکر کیا ہے ۔ ہم ان محرومیوں کو دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ ایک بات اپنی جگہ پر بہت اہم ہے کہ دنیا بھر میں وہ حکومتیں جو فیڈریشن کہلاتی ہیں ، جو فیڈرلزم کے نظام پر بنتی ہیں ، اس میں بعض اوقات لوگ سمجھتے ہیں کہ شاید مذہب کے رشتوں سے فیڈرلزم قائم رکھا جاسکتا ہے ، کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ کلچر کے ذریعے فیڈرلزم کو قائم رکھا جا سکتا ہے کچھ لوگ اس خیال کے حامل ہیں کہ زبان کے رشتے سے فیڈرلزم قائم رکھا جاسکتا ہے ۔ لیکن دنیا کی تاریخ میں اگر آپ دیکھیں تو یہ myth مختلف ملکوں میں مختلف جگہوں پر مختلف انداز میں ٹوٹی ہے ۔ کسی ملک میں مذہب کی بنا پر ریاست بنائی گئی ۔ لیکن کچھ عرصے کے بعد وہ بھی نہ چل سکی ۔ سکاٹ لینڈ اور انگلینڈ کی مثال آپ دیکھیں ۔ ان کی پانچ سو سالہ تاریخ ہے ۔ ان کا ایک کلچر ہے ۔ ایک زبان ہے ۔ ایک تاریخ ہے ۔ لیکن اس کے باوجود آج بھی سکاٹ لینڈ اور انگلینڈ کے لوگوں میں یگانگت نظر نہیں آتی ۔ اس کی کیا وجہ ہے ؟ اس کی وجہ ایک بہت بڑی myth ہے ۔ میں سمجھتا ہوں فیڈرلزم اسی صورت میں چل سکتا ہے جب federating units اور اس کو یہ احساس ہو کہ اس فیڈریشن میں رہنے سے ہمارے مفادات ہیں اور اس وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ اگر بہاولپور کے لوگوں کو احساس محرومیت ہے تو حکومت اپنا فرض سمجھتی ہے اور یہ پاکستان کی بقا میں ضروری ہے کہ وہاں کے لوگوں کو کسی قسم کا احساس محرومیت نہ ہو ۔ اس وجہ سے جہاں ہم نے اسلامیہ یونیورسٹی کی تشکیل دی اور بہاولپور کا پورٹ بنایا وہاں اب

چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی بنا رہے ہیں تاکہ اس علاقے کے کسی بھی فرد کو احساس محرومیت مکمل طور پر محسوس نہ ہو کہ پاکستان کی فیڈریشن کے ساتھ رہنے سے ان کو کسی قسم کا نقصان ہے ۔ یہ پاکستان کے اتحاد کے لیے ضروری ہے ۔

میں پھر جناب تابش الوری اور دوسری حزب اختلاف کے دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ان ترامیم میں اور اس بل کو پاس کرانے میں ہمارے ساتھ اسی طرح تعاون کا مظاہرہ کیا ہے ۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان کے وسیع تر مفاد میں ہے ۔ جو جائز ترامیم ان کی طرف سے آئی تھیں ہم نے ان کو قبول کیا اور مانا ۔ مجھے یقین ہے کہ یہ بل جہاں اپنی افادیت رکھتا ہے وہاں عملی طور پر بھی ملک اور قوم کے لئے مفید ثابت ہوگا بہت بہت شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! حزب اختلاف کا کردار اس اسمبلی میں آپ کے زیر مطالعہ رہا ہے ۔ ہم نے صوبے کے اجتماعی مفادات ، ملک کے استحکام اور اسلام اور اسلام کی سربلندی کے لیے ہمیشہ کسی ذہنی اختصاص کے بغیر حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی تمیز کے بغیر ، ایک صحیح ، مثبت اور محب وطن حکمت عملی اپنائی ہے اور اپنے ذہن و عمل کے مطابق یہاں قانون سازی اور دوسری کارروائیوں کے دوران اپنی حقیر خدمات پیش کرنے میں کبھی پس وپیش نہیں کیا ۔ اس لئے ہم پر یہ الزام کبھی عائد نہیں کیا جا سکتا کہ ہم تنقید برائے تنقید کے قائل ہیں یا اس پر عمل پیرا رہے ہیں ۔ ہم نے ہمیشہ تنقید برائے تعمیر کے اصول کو اپنایا ہے ۔ حکومت کی ہر اچھی بات کو سراہنے میں بخل نہیں کیا اور اس کی ہر بری بات کی شدت سے مذمت کرنے میں کبھی پس وپیش نہیں کیا ۔ اسی نقطہ نظر سے ہم نے چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے موجودہ بل پر بھی اظہار خیال کیا اور تبادلہ خیال بھی ۔ اور مجھے خوشی ہے کہ حزب اقتدار کی جانب سے ہماری تجاویز اور اعتراضات کو نہایت فراخدلی کے ساتھ سمجھنے اور قبول کرنے کی کوشش کی گئی ہے ، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ موجودہ بل جو کئی اعتبار سے التباسی گنجلک ، غیر واضح اور مبہم تھا ، وہ اب نئی ترامیم کی روشنی میں زیادہ واضح ، زیادہ مثبت اور زیادہ

موثر ہو گیا ہے ۔ اس سلسلے میں جناب وزیر قانون نے جس پارلیمانی فراخدلی کا مظاہرہ کیا ہے وہ یقیناً صحیح سمت میں ایک خوش گوار رخ ہے ۔ اس لئے میں توقع کرتا ہوں کہ وہ آئندہ بھی حزب اختلاف کی ترامیم کو اس پارلیمانی روایات کے سانچے اور ڈھانچے میں قبول کرنے کی اس روایت کو مسلسل اپناتے رہیں گے ۔

جناب والا ۔ آج موجودہ بل میں دس ترامیم کو منظور کیا گیا ہے اور ان ترامیم کے ذریعے بل کے بعض اہم سقم دور ہو گئے ہیں ۔ اصل بل کے مطابق اتھارٹی اور بورڈ دو ادارے موجود تھے جن کی وجہ سے تضاد عمل کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا اور روزمرہ کے کاموں میں دو عملی کی صورت پیدا ہونے کا امکان تھا ۔ لیکن منظورشدہ ترامیم کے مطابق اب اتھارٹی اور بورڈ کی بجائے صرف اتھارٹی قائم کی جائے گی اور اس کی تشریح و تعبیر کے سلسلے میں جو الجھنیں پیدا ہو سکتی تھیں وہ اب پیدا نہیں ہوں گی ۔ اصل بل میں اتھارٹی کے لئے ایک چیئرمین کا ذکر موجود تھا ۔ لیکن اس کے لئے ایسی کوئی ضمن موجود نہ تھی جس کے ذریعے یہ تعین کیا جا سکتا کہ اتھارٹی کا چیئرمین کون ہو گا اور اسے کون مقرر کرے گا ۔ منظورشدہ ترمیم کے ذریعے اب اتھارٹی کے چیئرمین ایک لازمی وزیر ہوں گے ۔ اگرچہ قانون میں اس کی وضاحت موجود نہیں ۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ یہ وزیر بہاولپور ڈویژن سے متعلق ہوں گے ۔ کیوں کہ ڈویژن سے متعلق ہونے کے باعث وہ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے امور کی نگرانی بھی کر سکیں گے اور اس کے اغراض و مقاصد کی تکمیل میں معاون اور مددگار بھی ثابت ہوں گے ۔ ان کی موجودگی اتھارٹی کو زیادہ موثر اور فعال بنانے کا بھی باعث ہو گی ، کیوں کہ تمام شعبوں کے متعلقہ حکام ان کی موجودگی میں مختلف شعبوں اور ان کے مقاصد کے سلسلے میں زیادہ ہم آہنگی کے ساتھ اور زیادہ رابطے کے ساتھ اتھارٹی کے اغراض و مقاصد کی تکمیل میں موثر ثابت ہو سکیں گے ۔

اسی طرح اصل بل میں اتھارٹی کے لئے نہ ارکان کی تعداد کا تعین موجود تھا اور نہ ہی ارکان کی کوئی تشریح و تعبیر موجود تھی اور یہ کام حکومت پر چھوڑ دیا گیا تھا کہ وہ ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے کسی بھی وقت اس قسم کے ارکان پر مشتمل اتھارٹی کے قیام کا اعلان کر دے ۔ ہماری منظور شدہ ترمیم کے نتیجے میں اب اس اتھارٹی کے لئے ارکان کی تعداد بھی متعین کر دی

گئی ہے اور یہ بھی وضاحت کر دی گئی ہے کہ وہ ارکان کون ہوں گے۔ ان ارکان میں جہاں بہاولپور کے متعلقہ ڈویژنل ارکان شامل ہوں گے وہاں اس اتھارٹی میں منتخب عوامی نمائندوں کی موجودگی بھی لازمی قرار دی گئی ہے اور یہ پروویژن رکھی گئی ہے کہ اتھارٹی میں بہاولپور ڈویژن سے تعلق رکھنے والے قومی اور صوبائی اسمبلی کے تین ارکان بھی مقرر ہوں گے۔ ان کی موجودگی بھی یقیناً اتھارٹی کی کارکردگی کو بہتر بنانے اور اس کے معاملات کا احتساب کرنے کے سلسلے میں صحیح، اہم اور مفید ثابت ہو گی اور عوامی احتساب کا وہ تصور عملی شکل اختیار کر سکے گا جو جمہوریت کی بنیاد ہوا کرتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اسمبلیوں میں سے ایسے لوگوں کو اتھارٹی کا رکن مقرر کیا جائے گا جو اس کے معاملات سے نہ صرف دلچسپی رکھتے ہوں، بلکہ ایک مشن کی حیثیت سے اس کے اغراض و مقاصد کی تکمیل کا عہد کر سکتے ہوں۔

جناب والا۔ اسی طرح سے اتھارٹی کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے اصل بل میں کوئی متعین صورت موجود نہ تھی، منظور شدہ ترمیم کے ذریعے یہ گنجائش پیدا کی گئی ہے کہ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی اپنی سالانہ کارکردگی کے سلسلے میں معینہ قواعد کے تحت حکومت کو ایک رپورٹ پیش کرے گی۔ اس رپورٹ کے لازمی قرار دینے سے یہ بات ضروری ہو گئی ہے کہ اتھارٹی اپنی سالانہ کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے کوشاں رہے گی، کیوں کہ اسے اس بات کا خیال ہوگا کہ اپنی کارکردگی اور اغراض و مقاصد کے سلسلے میں اسے اپنا پروگرام ارکان کے سامنے پیش کرنا ہوگا اور حکومت اس کی سالانہ کارکردگی کا جائزہ لے گی اور آئندہ کے لئے اس کے لئے بجٹ اور امداد کے سلسلے میں کوئی فیصلہ کر سکے گی۔ پھر اس رپورٹ کا یہ بھی فائدہ ہوگا کہ اسے براہ راست نہیں تو بالواسطہ طور پر اس ایوان میں بھی زیر غور لایا جا سکے گا اور یہ ایوان اس پوزیشن میں ہوگا کہ وہ اتھارٹی کی خدمات اور کارکردگی کا احتساب اور تجزیہ کر کے اس سلسلے میں اپنی سفارشات اور تجاویز مرتب کر سکے۔

جناب والا۔ اسی طرح سے اتھارٹی کے ہیڈ کوارٹر کے سلسلے میں بھی ایک غیر واضح پروویژن رکھی گئی تھی اور اصل بل میں یہ کہا گیا تھا کہ اس کا ہیڈ کوارٹر بہاولپور یا کسی ایسی جگہ ہوگا جس کا تعین حکومت کرے۔ اس سے یہ اندیشہ پیدا ہو گیا تھا کہ اس اتھارٹی کو بہاولپور سے باہر

یا بہاولپور شہر کے علاوہ کسی بھی شہر میں قائم کیا جا سکتا ہے ۔ بلکہ پچھلے دنوں یہ افواہ بھی عام تھی کہ سرکاری حکام اپنی ذاتی سہولت کے لئے اتھارٹی کا دفتر لاہور میں قائم کرنے پر اصرار کرتے رہتے ہیں ۔ منظور شدہ ترمیم کے ذریعے اب اتھارٹی کا ہیڈ کوارٹر بہاولپور شہر میں ہو گا جس کے نتیجے میں اتھارٹی کے کام کاج کی زیادہ مؤثر طور پر تکمیل کرنے میں آسانی فراہم ہو جائے گی ، کیوں کہ بہاولپور شہر سابق ریاست کا دارالخلافہ ہی نہیں ، بلکہ ڈویژنل دفاتر کا مرکز بھی ہے اور اس کی یہ مرکزیت نہ صرف چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے لئے مفید ثابت ہوگی ، بلکہ چولستان کا بیشتر حصہ چونکہ ضلع بہاولپور میں واقع ہے ، اس لئے اس کی تکمیل نگرانی اور دوروں کے سلسلے میں بھی ارکان کو بہت زیادہ سہولتیں فراہم کی جا سکیں گی ۔

جناب والا ۔ ان ترامیم کو جس طور پر قبول کیا گیا ہے اور اس سے جس طرح اتھارٹی کی مقصدیت اور افادیت میں اضافہ کیا گیا ہے وہ یقیناً ہمارے لئے اطمینان بخش ہے ۔ ہم سمجھتے تھے کہ اگر اس اتھارٹی کے قیام کی تاریخ یا مدت بھی اسی طرح سے معین کر دی جائے تو یہ بہاولپور کے عوام کے لئے اور زیادہ خوشی کی بات ہوتی ۔ لیکن مجھے توقع ہے کہ جس طرح وزیر متعلقہ نے یقین دہانی کر دی ہے ۔ قانون میں مدت کا تعین نہ ہونے کے باوجود اس اتھارٹی کے قیام کا جلد از جلد اعلان کرنے میں پس و پیش نہیں کیا جائے گا اور اس طرح سے اس عظیم مقصد کی طرف ہم عملی قدم اٹھا سکیں گے جس کی تکمیل کے لئے اس اتھارٹی کو قائم کیا جا رہا ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ اگر اس اتھارٹی کو آزادی اور خود مختاری کے ساتھ کام کرنے کا موقع دیا گیا اور اس لئے با صلاحیت اور تجربہ کار ارکان کی خدمات حاصل کی گئیں اور ایک جامع منصوبہ بندی کے ذریعے مناسب مالی امداد کے ساتھ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے کام کو تیز کیا گیا تو یہ اتھارٹی بہاولپور کی ترقی ہی کا نہیں ، بلکہ پورے صوبے کی ترقی کا نشان ثابت ہو گی اور ملک کی اجتماعی زرعی خود کفالت کے لئے ایک تاریخی کردار ادا کر سکے گی ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے ۔

کہ مسودہ قانون توقیاتی ادارہ چولستان مصدرہ 1976ء منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ارکان اسمبلی کا حلف

مسٹر سپیکر : اب ہمارے لئے فاضل رکن حلف وفاداری اٹھائیں گے ۔

حلف وفاداری

مسٹر نصیر احمد حلقہ نمبر پی پی 109 سیالکوٹ ۔

قرارداد تعزیت

چودھری مالک خان بسال کی وفات پر اظہار تعزیت

مسٹر سپیکر : منسٹر پلیز ۔

وزیر قانون : جناب والا ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں ۔

کہ یہ ایوان چوہدری مالک خان بسال کی وفات
حسرت آیات پر دلی رنج وغم کا اظہار کرتا ہے
اور دعا کرتا ہے کہ خداوند تعالیٰ مرحوم کو
اپنے جوار رحمت میں ممتاز جگہ عطا فرمائیں اور
ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ قرارداد پیش کی گئی ہے :

کہ یہ ایوان چوہدری مالک خان بسال کی وفات
حسرت آیات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے
اور دعا کرتا ہے کہ خداوند تعالیٰ مرحوم کو
اپنے جوار رحمت میں ممتاز جگہ عطا فرمائیں اور
ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں ۔

سید قابض الوری : جناب سپیکر ۔ میں قرارداد کی تائید کرتے ہوئے جناب وزیر قانون کے جذبات و احساسات میں ہم آواز ہوں ۔ مرحوم کی وفات سے ہم سب دل گرفتہ اور مغموم ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ارزاں فرمائے ۔

مسٹر سپیکر : فاضل وزیر قانون اور حزب اختلاف کے رکن سید قابل الوری نے جن جذبات کا اظہار کیا ہے ، میں بھی ان میں شریک ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پس ماندگان کو صبر عطا فرمائے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ یہ ایوان چودھری مالک خان بسال کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ خداوند تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں ممتاز جگہ عطا فرمائیں اور ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں ۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب دعائے مغفرت ہوگی ۔

(اس موقعے پر مرحوم کی مغفرت کے لئے جملہ اراکین اسمبلی نے فاتحہ پڑھی)

Mr. Speaker : The House is adjourned. It shall reassemble tomorrow at 8.30 a.m.

(اسمبلی کا اجلاس 8 جولائی 1976 بروز جمعرات ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا) ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اٹھارہواں اجلاس

جمعرات ۔ 8 جولائی 1976ء

(پنجشنبہ ۔ 9 رجب 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ
اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ
وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۝ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ
اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ
سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ۝ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ
الْحِكْمَةِ ۭ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝

پ ۱۵ ۔ س ۱۷ ——— رکوع ۴ ۔ آیات ۳۵ ۔ ۳۹

اور جب کوئی چیز ناپ کر دینے لگو تو پیمانہ پورا بھر کر دیا کرو اور جب تول کر دینے لگو تو ترازو سیدھی رکھ کر تولا کرو ۔ اسی میں بہتری ہے اور اسی میں انجام کار کی خوبی ہے ۔ اے انسان جس بات کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ کیونکہ کان، آنکھ اور دل ان سب سے باز پرس ہوگی ۔ اور تم زمین پر اکڑ کر نہ چلنا کیونکہ نہ تو تم زمین شق کر سکتے ہو اور نہ اونچے ہو کر پہاڑوں کی چوٹیوں تک پہنچ سکتے ہو ۔ ان سب عادتوں کی برائی تیرے پروردگار کے نزدیک نہایت ناپسندیدہ ہے ۔

اے پیغمبر! یہ ان باتوں میں سے ہے جو اللہ نے حکمت و دانائی کی باتیں تمہاری طرف وحی کی ہیں ۔ اور تم اللہ کے ساتھ کوئی معبود نہ بنانا ۔ کہ ایسا کرنے سے ملامت زدہ اور درگاہ خداوندی سے راندہ بنا کر دوزخ میں ڈال دیے جاؤ گے ۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر : وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔

کرولی تا پیر کھارہ کچی سڑک کی تعمیر

*4566 ۔ مرزا فضل حق ۔ کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ کرولی تا پیر کھارہ کچی سڑک بنانے کے لئے گزشتہ سال مربوط دیہی پروگرام کے تحت کام شروع ہوا تھا لیکن تقریباً ایک میل سڑک بنانے کے بعد کام بند کر دیا گیا تھا ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سال 1973-74ء میں مذکورہ سکیم کو عملی جامہ پہنانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) یہ درست ہے ۔ مگر بعد ازاں منصوبہ کو محکمانہ طور پر پایہ تکمیل تک پہنچا دیا گیا ہے ۔

(ب) چونکہ منصوبہ مکمل ہو چکا ہے اس لئے مزید کارروائی کی ضرورت نہیں ہے ۔

چک خوشی تا کرولی تحصیل پنڈ دادن خان سڑک کی پختگی

*4567 ۔ مرزا فضل حق : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چک خوشی تا کرولی تحصیل پنڈ دادن خان چھ میل کچی سڑک ہے اور سڑک کی حالت ناگفتہ بہ ہونے کی وجہ سے اس علاقے کے باشندگان کو نقل و حمل میں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا سڑک کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی ہاں ۔ سڑک کچی ہونے کے باعث برسات کے موسم میں آمد و رفت میں دقت کا سامنا ہوتا ہے ۔

(ب) سڑک ہذا کو پختہ کرنے کا منصوبہ ہیلز ڈسٹرکٹ ورکس کونسل جہلم کے زیر غور ابھی تک نہیں آیا ہے ۔ البتہ ڈپٹی کمشنر سیکرٹری ہیلز ڈسٹرکٹ ورکس کونسل جہلم نے یقین دہانی کرائی ہے کہ یہ منصوبہ ڈسٹرکٹ ورکس کونسل کی اگلی نشست میں پیش کر دیا جائے گا ۔

کچا راوی روڈ لاہور میں سٹریٹ لائٹ کی سہولت

*7091 ۔ میاں منظور احمد موہل : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ کچا راوی روڈ میاں کریم بخش پارک بلاک نمبر 1 اور 2 میں ابھی تک سٹریٹ لائٹ مہیا نہیں کی گئی ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سٹریٹ لائٹ نہ ہونے کی وجہ سے رات کے وقت حادثات اور وارداتیں ہوتی رہتی ہیں جس سے علاقے کے مکین سخت پریشان ہیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فی الفور علاقہ مذکور میں سٹریٹ لائٹ لگانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) یہ سوال کارپوریشن سے متعلقہ نہ ہے۔

(ج) جہاں تک علاقہ مذکور میں سٹریٹ لائٹ فراہم کرنے کا تعلق ہے۔ تخمینہ جات مالیتی 1,44,336 روپے تیار کرنے کے بعد واپڈا کی منظوری حاصل کی جا چکی ہے۔ میونسپل آرڈیننس کی دفعہ (3)85 کے تحت ترقیاتی کاموں کا پچاس فیصد خرچ علاقہ کے مکین ادا کرتے ہیں۔ دفعہ (۔) 85 مذکور کے تحت کارروائی کے لئے مجوزہ فارم علاقہ کے مکینوں کو ارسال کر دیئے گئے ہیں۔ فارموں کی تکمیل اور رسدی رقم کی ادائیگی کی تکمیل ہوتے ہی واپڈا سے سٹریٹ لائٹ کی تنصیب کے لئے رجوع کیا جائے گا۔

سردار صغیر احمد : پوائنٹ آف پرولیج۔ جناب والا۔ اسمبلی کے اجلاس کے دوران کوئی بھی عدالت کسی رکن اسمبلی کو سمن نہیں کر سکتی۔ لیکن پیپلز کونسل سرگودھا نے آج ہمیں بلایا ہے۔

مسٹر سپیکر : کیا وہ بھی عدالت ہے ؟

سردار صغیر احمد : جناب وہ عدالت نہیں ہے لیکن اس کے باوجود انہوں نے ہمیں بلایا ہے۔

مسٹر سپیکر : آپ وہاں نہ جائیں۔

سردار صغیر احمد : اگر ہم آج نہ جائیں تو ہمارے علاقے کی بہت سی سکیمیں جو وہاں پر زیر غور ہیں۔ وہ ختم نہ ہو جائیں اس لئے میں سینئر وزیر صاحب اور متعلقہ وزیر سے درخواست کروں گا کہ وہ ان کو اس سلسلے میں فون کر دیں۔

وزیر بلدیات : انہوں نے یہ بات میرے نوٹس میں لائی ہے اور میں نے ڈی سی کو فون کر دیا ہے۔ کہ وہ اجلاس ملتوی کر دے۔

پیپلز ورکس کونسل ملتان کے اخراجات

*8240۔ چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ پیپلز ورکس کونسل ضلع ملتان نے 1972-73ء، 1973-74ء، 1974-75ء، اور 1975-76ء میں تفصیل وار کل کتنا روپیہ خرچ کیا ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : پیپلز ورکس کونسل ضلع ملتان نے دیہی ترقیاتی و عوامی تعمیراتی پروگرام کے تحت 1972.73ء تا 1975.76ء مبلغ 105,64,402 روپے خرچ کئے جن کی تحصیل وار اور سالدار تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام تحصیل	اخراجات 1972-73	اخراجات 1973-74	اخراجات 1974-75	اخراجات 1975-76	میزان
.1	ملتان	6,48,773	4,91,204	8,38,891	3,08,301	22,87,176
.2	شجاع آباد	2,03,839	7.59,776	8,17,486	1,60,999	19,42,100
.3	لودھران	2,14,668	3,60,444	2,76,528	1,98,458	10,50,098
.4	میلسی	52,794	5,85,903	5,45,697	5,71,086	17,53,480
.5	وہاڑی	75,514	5,68,879	4,84,679	4,63,143	15,87,215
.6	کبیروالہ	9,[illegible]7,719	1,10,254	2,13,754	2,34,972	15,16,699
.7	خانیوال	53,086	16,880	2,04,119	1,53,549	4,27,364
	میزان -	22,06,393	28,86,340	33,81,143	20,90,515	105,64,402

ضلع کونسل ملتان کے تحت اخراجات

*8241 ۔ چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ سال 1972-73ء سے تا حال ضلع کونسل ملتان نے کس قدر رقم ہر تحصیل میں خرچ کی ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : ضلع کونسل ملتان نے جو رقم سال 1972-73ء سے تا حال ہر تحصیل میں خرچ کی اس کی تفصیل درج ذیل ہے ۔

سال 1972-73ء

نمبر شمار	نام تحصیل	خرچ شدہ رقم	
1	ملتان	1,40,000 روپے	(ایک لاکھ چالیس ہزار)
2	شجاع آباد	1,00,000 "	(ایک لاکھ)
3	لودھراں	1,40,000 "	(ایک لاکھ چالیس ہزار)
4	میلسی	1,20,000 "	(ایک لاکھ بیس ہزار)
5	وہاڑی	1,80,000 "	(ایک لاکھ اسی ہزار)
6	خانیوال	1,90,000 "	(ایک لاکھ نوے ہزار)
7	کبیروالہ	1,30,000 "	(ایک لاکھ تیس ہزار)
		10,00,000 روپے (دس لاکھ روپے)	

سال 1973-74

1	ملتان	74,500 روپے	(چوہتر ہزار پانچ صد)
2	شجاع آباد	45,000 "	(پینتالیس ہزار)
3	لودھراں	75,000 "	(پچھتر ہزار)
4	میلسی	60,000 "	(ساٹھ ہزار پانچ صد)

5	وہاڑی	86,000	"	(چھیاسی ہزار)
6	خانیوال	97,000	"	(ستانوے ہزار)
7	کبیروالہ	62,000	"	(باسٹھ ہزار)
	میزان	5,00,000	"	(پانچ لاکھ روپے)

سال 1974-75

نمبر شمار	نام تحصیل	خرچ شدہ رقم		
1	ملتان	85,000 روپے		(پچاس ہزار)
2	شجاع آباد	50,000	"	(پچاسی ہزار)
3	لودھراں	80,000	"	(اسی ہزار)
4	مہلسی	60,000	"	(ساٹھ ہزار)
5	وہاڑی	70,000	"	(ستر ہزار)
6	خانیوال	90,000	"	(نوے ہزار)
7	کبیر والہ	65,000	"	(پنسٹھ ہزار)
	میزان	5,00,000	"	(پانچ لاکھ روپے)

سال 1975-76ء

1	ملتان	3,42,500 روپے		(تیس لاکھ بیالیس ہزار پانچ صد)
2	شجاع آباد	1,93,75	"	(ایک لاکھ ترانوے ہزار سات صد پچاس)
3	لودھراں	39,000	"	(انتالیس ہزار)
4	مہلسی	40,000	"	(چالیس ہزار)

5	وہاڑی	1,61,800	"	(ایک لاکھ اکسٹھ ہزار آٹھ صد)
9	خانیوال	2,28,900	"	(دو لاکھ اٹھائیس ہزار نو صد)
7	کبیر والا	1,94,050	"	(ایک لاکھ چورانوے ہزار پچاس)
	میزان	12,00,000		(بارہ لاکھ روپے)

لائلپور شہر میں سڑکوں کی پختگی

*8274 ـ سید طاہر احمد شاہ و کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لائلپور شہر میں محلہ رضا آباد کے مین بازار نمبر 1 ، 2 ، 3 محلہ افغان آباد نمبر 1 ، کے مین بازار محلہ جناح کالونی ، محلہ ناظم آباد نمبر 1 ناظم آباد نمبر 2 نیو میونسپل مارکیٹ جھنگ روڈ اور محلہ کوثر آباد کی تقریباً تمام سڑکیں بالکل شکستہ حالت میں ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ علاقوں کے مکینوں اور عوام کو مذکورہ سڑکوں کی شکستگی اور خستہ حالی کی وجہ سے آمدورفت میں بہت دقت ہوتی ہے ۔ اور برسات کے دنوں میں ان پر پانی کھڑا ہو جاتا ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ سڑکوں کو دوبارہ تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی ہاں ۔ مذکورہ کام انشاء اللہ اکتوبر 1976ء کے آخر تک مکمل ہو جائے گا ۔

نوشہرہ ورکاں میں بائی پاس روڈ کی تعمیر

*8300۔ حاجی محمد شفیق خان : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ ایک پختہ سڑک قصبہ نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ کے نہایت تنگ بازار سے گزرتی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ٹریفک کی سہولت کے لئے مذکورہ قصبہ میں بائی پاس روڈ تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر بلدیات (رئیس شیر احمد) : (الف) جی ہاں یہ حقیقت ہے کہ ایک سڑک نوشہرہ ورکاں قصبہ کے درمیان سے گزرتی ہے اور اس سڑک کی تعمیر کا کام جاری ہے۔ جو کہ عنقریب مکمل ہو جائے گا۔

(ب) سڑک کی تعمیر کے بعد ٹریفک کا مسئلہ کافی حد تک حل ہو جائے گا۔ فی الحال نوشہرہ ورکاں قصبہ کے گرد کسی بائی پاس روڈ بنانے کا منصوبہ زیر غور نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سڑک مذکورہ کی تکمیل سے ٹریفک کا مسئلہ کافی حد تک حل ہو جائے گا۔ اس طرح کسی دیگر بائی پاس سڑک کی تعمیر کی ضرورت نہیں ہو گی۔

حاجی محمد شفیق خان : جناب والا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بازار اتنا کم چوڑا ہے کہ دو طرفہ گزر نہیں ہو سکتا۔

مسٹر سپیکر : کیا آپ کو اندازہ ہے کہ کتنا ہو گا ؟

حاجی محمد شفیق خان : صرف 15 فٹ ہو گا۔

مسٹر سپیکر : آپ وزیر صاحب کو قائل کر لیں۔

ضلع سرگودھا میں پیپلز ورکس پروگرام کے تحت اخراجات

*8316 ۔ ملک محمد اکرم اعوان ۔ کیا وزیر بلدیات از راہ اکرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) یکم جولائی 1973ء تا 30 ۔ جون 1975ء ضلع سرگودھا میں پیپلز ورکس پروگرام کے تحت کل کتنی رقم خرچ کی گئی ۔ تحصیل وار تفصیل دی جائے ۔ نیز کیا حکومت ان اخراجات سے حاصل شدہ نتائج سے مطمئن ہے ۔

(ب) کیا ان اخراجات کا کبھی آڈٹ بھی کرایا گیا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو آڈٹ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھی جائے ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) ضلع سرگودھا کو عوامی تعمیراتی پروگرام کے تحت یکم جولائی 1973 تا 30 جون 1975 مبلغ 37 لاکھ 28 ہزار روپے مختلف ترقیاتی منصوبوں پر خرچ خرچ شدہ رقم کی تحصیل وار تفصیل حسب ذیل ۔

تحصیل سرگودھا	تین لاکھ 86 ہزار روپے	1973.74
" "	6 لاکھ 89 ہزار پانچ سو روپے	1974.75

مسٹر سپیکر : یہ کافی لمبی تفصیل ہے اب آپ جز "ب" پر آجائیں ۔

وزیر بلدیات : جٹ لیم نے ہر سال اس کا آڈٹ کیا ہے

سرگودھا کے ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں ادویات کی فراہمی

*8373 ۔ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بلدیات سرگودھا کے زیر تحویل بیشتر ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں دوائیاں بالکل فراہم نہیں کی جاتیں اور وہاں صفائی کی حالت نہایت ابتر ہے ۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں دوائیاں فراہم کرنے اور صفائی کی حالت بہتر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر بلدیات ۔ (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی نہیں ۔

(ب) جزو (الف) بالا کے تحت سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : کیا جناب وزیر صاحب اس بات کی تحقیقات کرانے کے لئے تیار ہیں کہ وہاں ڈسپنسریوں اور ہسپتالوں میں دوائیوں اور مکسچر کی جگہ پانی مہیا کیا جاتا ہے اور مریضوں کو کوئی دوائی نہیں دی جاتی ۔

وزیر بلدیات : یہ میرے نوٹس میں لائیں ، میں تحقیقات کراؤنگا ۔

سرگودھا شہر میں تہہ بازاری پاس کا اجراء

*8374 ۔ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے سرگودھا شہر میں تہہ بازاری پاس جاری کرنے پر پابندی عائد کررکھی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو مذکورہ پابندی کس تاریخ سے عائد کی گئی ۔

(ب) مذکورہ پابندی کے باوجود کتنے لوگوں کو بلدیہ مذکورہ نے پاس جاری کئے ایسے افراد کے نام و پتے بتائے جائیں نیز اس بے ضابطگی کی وجہ بتائی جائے ۔

(ج) کیا حکومت جزو (ب) میں مندرج بے ضابطگی کے مرتکب افراد کے خلاف کوئی کاروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی ہاں مورخہ 28 اگست 1972ء ۔

(ب) سال 1973ء میں 22 افراد کے نام تہہ بازاری ٹکٹ جاری کئے گئے تھے ۔ جن کی تفصیل لف ہے حکومت کی ہدایات کو واضح طور پر نہ سمجھنے کی بناء پر تہہ بازاری ٹکٹ جاری ہوئے ۔

(ج) جی ہاں ۔ مناسب کارروائی کی جا رہی ہے ۔

فہرست

نمبر شمار	نام	محل وقوع	تاریخ اجازت
1	2	3	4
1 ۔	محمد اشرف ولد محمد یاسین	موہنی روڈ سرگودھا	18-5-73
2 ۔	شیخ محمد اکرم ۔ محمد اسلم	"	19-5-73
3 ۔	عبدالرشید ولد امیر حسن	"	22-5-73
4 ۔	فقیر محمد ولد گھٹیا	"	22-5-73
5 ۔	محمد سعید ولد امام الدین	"	1-6-73
6 ۔	صوبیدار ملک شیر محمد ولد اللہ یار	"	1-6-73
7 ۔	محمد رفیق ولد شمس الدین	"	6-6-73
8 ۔	طاہر علی	"	7-6-73
9 ۔	یونس ضیاء	"	6-6-73
10 ۔	محمد نذیر ولد سرور	بالمقابل محبوب کاٹن فیکٹری ایریا سرگودھا	12-7-73
11 ۔	اختر علی ولد صابر علی	موہنی روڈ سرگودھا	8-12-73
12 ۔	فقیر احمد ۔ اکبر علی ولد غلام حیدر	"	19-4-73
13 ۔	محمد اسلم ۔ محمد سرور	گندا نالہ ۔ فیکٹری ایریا سرگودھا	2-7-73

نمبر شمار	نام	محل وقوع	تاریخ اجازت
1	2	3	4
14	محمد امیر ولد سلطان	موہنی روڈ سرگودھا	2-7-73
15	محمد شریف ولد عبدالکریم محمد اسماعیل ولد رحمت اللہ	"	27-6-73
16	مسمات غلام فاطمہ زوجہ خان	موہنی روڈ سرگودھا	30-6-73
17	لیاقت علی ولد نور محمد	فیکٹری ایریا سرگودھا	30-6-73
18	محمد یونس ولد مالو	موہنی روڈ سرگودھا	18-6-73
19	شیخ محمد نواز	"	8-6-73
20	مہر دین شاد	فیکٹری ایریا سرگودھا	—
21	محمود انور اعتماد انجینئرنگ ورکس فاطمہ جناح روڈ سرگودھا		18-12-73
22	مرزا شاہد حسین	گل مالا روڈ سرگودھا	21-8-73

نوٹ ۔ یہ تہہ بازاری لکٹ منسوخ ہو چکا ہے ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : میں وزیر متعلقہ کے نوٹس میں یہ بات لانی چاہتا ہوں کہ آپ کا 28 اگست 1972ء کا حکم تھا کہ کوئی تہہ بازاری پاس جاری نہ کیا جائے ۔ 9 ماہ تک تو آپ کے عملے اور ماتحت افسران کو سمجھ تھی کہ پاس جاری نہ کریں ۔ مگر 9 ماہ بعد یک لخت چھ ماہ تک یہ پاس جاری کرتے رہے ۔ لہذا جو پاس جاری ہو چکے ہیں ان کے متعلق کیا فیصلہ کیا گیا ہے ۔

وزیر بلدیات : میں ان کی اطلاع کے لئے بتاتا ہوں کہ تہہ بازاری کے سب لکٹ منسوخ کئے جا رہے ہیں ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : یہ کتنی دیر تک منسوخ ہو جائیں گے ؟

وزیر بلدیات : آپ میرے ساتھ میٹنگ رکھ لیں تو فیصلہ کر لیں گے ۔

محکمہ بلدیات کے معاملات میں کمشنروں اور ڈپٹی کمشنروں کی مداخلت

*8450 ۔ چوہدری عبدالعزیز ڈوگر : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ کمشنر اور ڈپٹی کمشنر اپنے اپنے علاقہ کی بلدیات کو مختلف قسم کی ہدایات اور احکامات جاری کر رہے ہیں اور ان کا سالانہ معائنہ بھی ابھی تک کرتے ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ 1975ء کی دفعہ 235 کے تحت کمشنر اور ڈپٹی کمشنر بلدیات کی کنٹرولنگ اتھارٹی نہیں ہیں اور محکمہ لوکل گورنمنٹ کے مراسلہ نمبر ایس ۔ او ۔ 4 ۔ این آئی ایل ۔ 2 (77)/75 مورخہ 5-12-75 کے ذریعے ان کو واضح کر دیا گیا ہے کہ ان کے بلدیات کو احکامات جاری کرنے اور ہدایات دینے اور سالانہ معائنہ کرنے کا کوئی قانونی جواز نہیں ہے ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کمشنروں اور ڈپٹی کمشنروں کو ہدایات کے معاملات میں مزید دخل اندازی کرنے سے باز رکھنے کے احکامات جاری کرے گی ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) کمشنر اور ڈپٹی کمشنر ایسے معاملات میں وقتاً فوقتاً ہدایات اور احکامات جاری کر رہے ہیں ۔ جن معاملات میں وہ ایسا کرنے کے قانونی طور پر مجاز ہیں اور قانون کے دائرے میں رہ کر اپنے جاری کردہ احکامات اور ہدایات کی تکمیل کا جائزہ لینے کے لئے معائنہ جات بھی کرتے ہیں ۔

(ب) پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ 1975ء کی دفعہ 235 میں یہ درج نہیں ہے کہ کمشنر اور ڈپٹی کمشنر بلدیات کے کنٹرولنگ

اتھارٹی نہیں ہیں اور محکمہ لوکل گورنمنٹ کے جاری کردہ مراسلہ 5-12-1975 میں بھی یہ نہیں ہے کہ انہیں بلدیات کو احکامات جاری کرنے، ہدایات دینے اور سالانہ معائنہ کرنے کا کوئی قانونی جواز نہیں ہے۔ اس مراسلہ کے ذریعے کمشنر ملتان کو ان کی ایک چٹھی کے جواب میں صرف ٹیکسوں کے نفاذ کے سلسلہ میں صحیح قانونی صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے بتایا گیا تھا کہ لوکل کونسلیں خود ٹیکس لگا سکتی ہیں۔ کمشنر یا ڈپٹی کمشنر سے کسی قسم کی منظوری حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مزید وضاحت کی خاطر حسب ذیل تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ 1975 میں کنٹرولنگ اتھارٹی کا ذکر نہیں ہے تاہم قانون کے تحت جو اختیارات گورنمنٹ کو لوکل کونسلوں کے معاملات میں دخل اندازی کے دئے گئے ہیں۔ وہ اختیارات بروئے دفعہ 223 حکومت ڈپٹی کمشنر یا کمشنر کو تفویض (delegate) کر سکتی ہے۔ لیز ایکٹ ہذا میں کئی جگہ یہ درج ہے لوکل کونسلوں کے مخصوص معاملات کے سلسلہ میں گورنمنٹ قواعد کے ذریعہ ایسی اتھارٹیاں مقرر کرے گی جو قواعد میں دیئے گئے اختیارات استعمال کریں گی۔ ابھی پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ کے تحت کئی قواعد وضع نہیں کئے گئے۔ بروئے دفعہ 4 پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ سابقہ قواعد اس حد تک لاگو ہیں جس حد تک وہ متذکرہ ایکٹ سے متصادم نہیں۔ لہذا ایسے قواعد میں ڈپٹی کمشنر یا کمشنر کو جو اختیارات حاصل ہیں ان کی منشاء کے مطابق وہ کارروائی کرنے کے قانونی طور پر مجاز ہیں۔

موجودہ صورت میں چند اہم امور جن میں کمشنر اور ڈپٹی کمشنر اختیارات برتنے کے مجاز ہیں وہ درج ذیل ہیں:

(الف) اپیلوں کی سماعت

(ب) ورکس کی "انتظامی منظوری" (Administrative approval)

(ج) لوکل کونسل سروس کے گریڈ آٹھ اور گیارہ کے ملازمین کی تقرری ، تبادلے اور تادیبی کارروائی ۔ (بعض کمشنر صاحبان کو یہ اختیارات حاصل ہیں) ۔

(د) حکومت کی جانب سے نوٹیفیکیشن نمبر L.C.S.(Admn.)3(30)/76 مورخہ 5 جولائی 1975ء منسلکہ ہذا میں تفویض کردہ اختیارات ۔

جن اہم معاملات میں کمشنر اور ڈپٹی کمشنر سابقہ قوانین کے تحت بطور کنٹرولنگ اتھارٹی دخل دیتے تھے مگر موجودہ قانون کے تحت نہیں دے سکتے وہ حسب ذیل ہیں :

1 ۔ معاہدہ جات (contracts) کی منظوری

2 ۔ بجٹ میں رد و بدل کرنے کا اختیار

3 ۔ ٹیکسوں کے نفاذ کی منظوری

(ج) وضاحت مذکورہ بالا کی روشنی میں اسی قسم کے احکامات جاری کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

Dated Lahore The 5th July, 1976

No LCS (Admn) 3 (30)76. In exercise of the powers conferred by Section 223 of the Punjab Local Government Act, 1975 the Government of the Punjab, are pleassed to delegate to the Commissioners of the Divisions concerned their powers vesting in them as appointing authority under the West Pakistan Local Councils and Municipal Committees (Powers of Appointing Authorities) Rules, 1965 as specified in the schedule hereunder with regard to all officers of L. C. S. in Grade 16 and above other than the officears working in the Provincial Local Government Board.

2. The Government notification bearing bearing No Lcs (Engg) 1 (25) 60 dated 14-10-1969 is bereby cancelled.

SCHEDULE

Sr. No.	Power delegated
1.	Power to grant additional pay where charge of more than one independent post is held by an official (item No. 17 of appendix).
2.	Power to allow all kinds of leave upto one monts except study leave and special disability leave (Item No. 25 of the appendix).
3.	Power to accept an officiating officials' reasons for not occupying the house placed at his disposal by the permanent incembernt while on leave or transfer (items 26 of the appendix).
4.	Power to direct.that an official on leave shall be in occupation of an official residence (item 27 of the appendix).
5.	Power to decide in doubtful or inequitable cases while official shall be held to have been incharge and to whom the Pay of the post for a Sunday or a holiday shall be paid (item No. 21 of the appendix).
6.	Power to declare a particular official to be entitled to railway accommodation of a higher class than permitted to his grade in the case of a particular jounrney (item No. 35 of the appenpix).
7.	Power to sanction travelling allowance for an official compelled to answer a civil case or criminal charge in connection with official duties (item 37 of the appendix).
8.	Power to grant exemption from the rule limiting allowance for halt on a tour to a period of ten days (item No. 38 of the appendix).

9. Power to sanction the absence of an official on duty beyond the sphere of dyty (Item No. 39 of the appendix).

10. Power to decide whether a particular absence from headquarters is absence on duty and that the official inquestion should be treated as on tour (item No. 40 of the appendix).

11. Power to restrict duration or frequency of tour (Item 41 of the apdendix).

12. Power to certify that the journey by Motor Car or motercycle between places connected by rail was performed in the public interest (item 42 of the appendix).

13. Power to sanction travelling allowance to an official for journeys to attend official conferences while on leave (item 43 of the appendix).

14. Power to sanction grant of travelling allowance in cases where a suspended official is required to make a journey for the purpose of attending a departmental enquiry (item 44 of the appendix).

15. Power to grant temporary advance from provided Fund (item 47 of the appendix).

16. Power to permit calculation of joining time by a rute other than that which travellers ordinarily use (item 49 of the appendix).

17. Power to allow making or taking over charge at a place other than the headquarters of an official being relived (item 50 of the Appendix).

18. Power to permit either the relieved or the relieving official not to be present at the time of handing or taking over charge (item 51 of the Appendix).

BY ORDER OF THE GOVERNOR OF THE PUNJAB

MAZHAZ MUNIR

Secretary to Govt. of the Punjab

Local Govt. & Social Welfare Deptt :

No. LCS (Admn)-3 (30)/76, Dated Lahore, the 5th July, 1976.

A copy is forwarded for information and necessary action to:—

1. All the Commissioners in the Punjab. They are requested to delegate their poweres in respect of the above matters under Section 223 of the Punjab Local Govt. Act, 1975. These powers may be delegated, if they deem proper, to the Deputy Commissioners in respect of the officials of Local Councils and Municipal Committees whose appointing authority is an authority other than the Government.
2. All the Deduty Commissioners, in the Punjab.
3. All the Administrator, Municipal Committees in the Punjab.
4. All the Directors, Local Fund Audit, in the Punjab.
5. The Superintendent Govt. Printing Press, Lahore for publication in the next issue of the Government gazettee and supply 200 copies thereof to this Deptt for record.

(FAIZ MOHAMMAD)

SECTION OFFICER (LCS)

for Secratary to Govt. of the Punjab.

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر - کیا وزیر موصوف یہ وضاحت فرمائیں گے کہ وہ کونسے چند امور ہیں جن میں ڈی سی اور کمشنر کنٹرولنگ اتھارٹی ہیں ؟

مسٹر سپیکر : آپ کونسا جواب پڑھ رہے ہیں ، جو چھپا ہوا ہے یا جو سائیکلوسٹائلڈ ہے - آپ سائیکلو سٹائلڈ جواب پڑھیں - انہوں نے کتاب میں چھپا ہوا جواب پڑھا ہی نہیں - جو جواب کتاب میں چھپا ہوا ہے آپ نے اسے پڑھنا شروع کر دیا ہے - اس کا جواب سائیکلوسٹائلڈ ہے - انہوں نے غالباً وہ بات تو کہی نہیں -

وزیر بلدیات : جناب ! میں اس کی وضاحت کرسکتا ہوں -

مسٹر سپیکر : جو جواب آپ پڑھ رہے ہیں وہ اس کتاب میں چھپا ہوا نہیں - آپ سائیکلوسٹائلڈ جواب دیکھیں ، آپ کے پاس پڑا ہوگا - اسی لیے میں نے کہا ہے کہ چھپی ہوئی کتاب سے نہ دیکھیں بلکہ سائیکلو سٹائلڈ صفحات میں سے دیکھیں - اس میں انہوں نے بڑی تفصیل سے بتایا ہے کہ فلاں قانون ہے جس کے تحت یہ تمام اختیارات حکومت پنجاب کو ہیں اور حکومت پنجاب ان اختیارات کو کمشنروں اور ڈپٹی کمشنروں کو تفویض کر سکتی ہے -

چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر موصوف یہ فرمائینگے کہ انہوں نے کہا ہے کہ لوکل گورنمنٹ ایکٹ میں کوئی پابندی نہیں کہ کنٹرولنگ اتھارٹی یہ ہو یا نہ ہو تو کیا یہ سمجھا جائے کہ وہ کنٹرولنگ اتھارٹی ہیں -

مسٹر سپیکر : یہ تو توجیح کی بات ہے - آپ جو چاہیں اس کی توجیح کر لیں -

وزیر بلدیات : جناب ! یہ جواب نامکمل رہ گیا ہے -

مسٹر سپیکر : غالباً آپ نے توجہ سے نہیں سنا - اور غالباً تمام فاضل ارکان نے چھپی ہوئی کتاب اپنے سامنے رکھی ہے -

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ! میری عرض سنیں - یہ سوال دہرایا گیا ہے - پہلے بھی اس پر ایوان میں بحث ہوئی تھی اسی لیے جناب نے حکم دیا تھا متعلقہ وزیر صاحب بیٹھے تھے ، انہوں نے کہا تھا کہ یہ سوال دہرایا جائے گا ، اس لیے میں نے پوچھا ہے کہ یہ بتایا جائے کہ ڈی سی اور

کمشنر کن معاملات میں کنٹرولنگ اتھارٹی ہیں ۔ یہ سوال دھرایا گیا ہے اور یہ چلے بھی آ چکا ہے ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے جواب یہ دیا ہے کہ :

پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ 1975ء کی دفعہ 235 میں درج ہے کہ کمشنر اور ڈپٹی کمشنر بلدیات کے کنٹرولنگ اتھارٹی نہیں ہیں اور محکمہ لوکل گورنمنٹ کے جاری کردہ مراسلہ مورخہ 5-12-75 میں بھی یہ درج نہیں ہے کہ انہیں بلدیات کو احکامات جاری کرنے ، ہدایات دینے اور سالانہ معائنہ کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے ۔ اس مراسلہ کے ذریعے کمشنر ملتان کو ان کی ایک چٹھی کے جواب میں صرف ٹیکسوں کے نفاذ کے سلسلہ میں صحیح قانونی صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے بتایا گیا تھا کہ لوکل کونسلیں خود ٹیکس لگا سکتی ہیں ۔ کمشنر یا ڈپٹی کمشنر سے کسی قسم کی منظوری حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ مزید وضاحت کی خاطر حسب ذیل تفصیل بیان کی جاتی ہے :

پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ 1975ء میں کنٹرولنگ اتھارٹی کا ذکر نہیں ہے تاہم قانون کے تحت جو اختیارات گورنمنٹ کو لوکل کونسلوں کے معاملات میں دخل اندازی کے دیے گئے ہیں وہ اختیارات بروئے دفعہ 223 حکومت ڈپٹی کمشنر یا کمشنر کو تفویض کر سکتی ہے ۔

چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ گورنمنٹ نے انہیں ایسے اختیارات تفویض کیے ہیں جن میں ڈپٹی کمشنر یا کمشنر ہوں ۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ حکومت کر سکتی ہے ، کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ کیا حکومت نے ایسا کیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : بروئے دفعہ 4 پنجاب لوکل گورنمنٹ ایک سابقہ قواعد اس حد تک لاگو ہیں جس حد تک وہ متذکرہ ایکٹ سے متصادم نہیں ۔ لہذا ایسے قواعد میں ڈپٹی کمشنر یا کمشنر کو جو اختیارات حاصل ہیں ان کی منشاء کے مطابق وہ کارروائی کرنے کے قانونی طور پر مجاز ہیں ۔

میں نے اسی لئے کہا ہے کہ جو جواب انہوں نے پڑھا ہے وہ پڑھ لیں ۔ جو بات فاضل ارکان پوچھ رہے ہیں وہ تفصیل سے اس میں بتائی ہوئی ہے ۔

چوہدری بہادر علی خان : جناب والا ! وہ جناب نے پڑھ دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ انہوں نے یہ کہہ دیا ہے ۔ کہ "پروینے دفعہ 4 پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ ، سابقہ قواعد اس حد تک لاگو ہیں جس حد تک وہ متذکرہ ایکٹ سے متصادم نہیں ۔ لہذا ایسے قواعد میں ڈپٹی کمشنر یا کمشنر کو جو اختیارات حاصل ہیں ان کی منشاء کے مطابق وہ کارروائی کرنے کے قانونی طور پر مجاز ہیں"

اب جو سوال پوچھا جا رہا ہے وہ اس چھپی ہوئی کتاب میں دیے گئے جواب کی بنا پر پوچھا جا رہا جو جواب کہ انہوں نے دیا ہے ۔

چوہدری علی بہادر خان : جناب ! یہ سوال دہرایا گیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : اسی لیے تو یہ نیا جواب دوبارہ آیا ہے ۔ جو جواب انہوں نے پڑھا ہے ۔ میں اسی میں سے پڑھ رہا ہوں ۔ انہوں نے وہ جواب پڑھا ہی نہیں جو اس کتاب کے صفحہ نمبر 9 پر چھپا ہوا ہے ۔

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ! میرا سوال یہ ہے کہ آیا موجودہ صورت میں ڈپٹی کمشنر اور کمشنر لوکل باڈیز کی کنٹرولنگ اتھارٹی ہیں یا نہیں؟

مسٹر سپیکر : انہوں نے کہا ہے کہ نئے قانون میں یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کنٹرولنگ اتھارٹی ہیں یا نہیں ہیں ۔ کیونکہ نئے ایکٹ میں کنٹرولنگ اتھارٹی کا concept نہیں ہے ۔

چوہدری علی بہادر خان : نہیں ہے ، تو پھر وہ کہیں کہ نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں کہ concept ہی نہیں ہے کنٹرولنگ اتھارٹی ہوں یا نہ ہوں ، وہ تو تب ہو ، اگر کنٹرولنگ اتھارٹی کوئی ہوتی ہو ۔

وزیر بلدیات : اہم امور میں میں بتا سکتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : ان کا اصل جواب یہ ہونا چاہیے تھا ۔ یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ کیونکہ اس قانون میں کنٹرولنگ اتھارٹی ہے یا نہیں ہے کا تو

تب سوال پیدا ہو کہ قانون کسی کو کنٹرولنگ اتھارٹی بناتا ہو اور پھر ڈپٹی کمشنر کنٹرولنگ اتھارٹی نہ بنتا ہو ۔ ان کے کہنے کے مطابق اس میں کنٹرولنگ اتھارٹی کا concept ہی نہیں ہے ۔

چوہدری علی بہادر خان : اس کا مطلب یہ ہے کہ افسران کنٹرولنگ اتھارٹی نہیں ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اس طرح نہیں کہ کالج کا پرنسپل ہے یا نہیں ہے ۔ جواب تو اس کا یہ ہے کہ کالج کا پرنسپل نہیں ہوتا ۔ ہیڈماسٹر ہوتا ہے ۔

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر : یہاں یہ کہا گیا ہے کہ ماسوائے چند امور کے کمشنر اور ڈپٹی کمشنر صاحبان اب بلدیاتی اداروں کی کنٹرولنگ اتھارٹی نہیں ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : یہ کس جگہ سے پڑھ رہے ہیں ؟ میں وہی تو کہہ رہا ہوں ۔ اب یہی تو ظلم کی بات ہے کہ فاضل وزیر نے صفحہ 19 سے جواب نہیں پڑھتا ۔ آپ 19 سے جواب پڑھ رہے ہیں ۔

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر : اس میں یہ کہا گیا ہے کہ بلدیاتی اداروں کی کنٹرولنگ اتھارٹی نہیں ہیں ۔ وہ انتظامی امور کی بات اب بھی کرسکتے ہیں ۔ وہ کون سے امور ہیں ؟ میں یہ وضاحت چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : یہ آپ کہاں سے پڑھ رہے ہیں ؟

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر : چھپی ہوئی کتاب سے ۔

مسٹر سپیکر : اس کتاب سے انہوں نے جواب نہیں پڑھا ۔ میں یہی آپ کو بتا رہا ہوں ۔

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر : وہ بتا دیں کہ وہ کون سے امور ہیں ۔

مسٹر سپیکر : جو بات انہوں نے نہیں کہی ، اس کا جواب وہ کیسے دیں گے ۔

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر : اس کی وضاحت نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : فاضل وزیر پر یہ پابندی نہیں ہے کہ اس کتاب میں جو جواب چھپا ہو ، وہی وہ پڑھ کر سنائیں ۔ آپ ان کو مجبور کررہے ہیں کہ جو جواب اس کتاب میں چھپا ہوا ہے ، اس کو وہ own کریں ، جو وہ نہیں کر رہے تھے ۔

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر : وہ اس کی وضاحت کر دیں ۔

مسٹر سپیکر : جو جواب انہوں نے نہیں دیا ، اس کی وضاحت وہ کس طرح کر دیں ۔

چوہدری علی محمد خادم : یہ جواب کیوں چھپا ہے ؟

مسٹر سپیکر : انہوں نے اس کو revise کیا ہے ۔ قانونی پوزیشن یہ ہے کہ جو جواب ان کے محکمے کی طرف سے آتے ہیں وہ چھپ جاتے ہیں ۔ فاضل وزیر آخری لمحے تک اس بات کی تصدیق کرتے رہتے ہیں کہ یہ جواب کس حد تک صحیح ہے ، یا کس حد تک صحیح نہیں ہے ۔ مزید جواب دینے کی ذمہ داری وزیر کی ہوتی ہے ، محکمے کی نہیں ۔ اس جواب سے فاضل وزیر کی تسلی نہ تھی ۔ فاضل وزیر نے اس کا نیا جواب لکھا جو صبح سرکولیٹ ہوا ، اس ایوان میں تمام ممبران کی میز پر رکھا گیا اور وہ جواب انہوں نے پڑھا ہے جو تین ساڑھے تین صفحات پر مشتمل ہے ۔ اب جو جواب انہوں نے discard کر دیا ہے ، فاضل ممبر اس جواب کی بنا پر سوالات پوچھ رہے ہیں ۔ یہ کس طرح ہوسکتا ہے ؟ جو جواب انہوں نے نہیں دیا ، اس بنا پر میں کیسے سوالات کی اجازت دے سکتا ہوں ۔

چوہدری علی بہادر خان : سپلمنٹری ۔ سر ۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ انہوں نے سوال کے جواب کے آخر میں لکھا ہے : "وہ اختیارات بروئے دفعہ 223 حکومت ڈپٹی کمشنر یا کمشنر کو تفویض (ڈیلیگیٹ) کر سکتی ہے" ۔ کیا حکومت نے زیر دفعہ 223 ایسے اختیارات . . .

مسٹر سپیکر : آگے اس کا جواب ہے ۔

چوہدری علی بہادر خان : آگے اس کے قواعد کا ذکر ہے جناب ۔

مسٹر سپیکر : وہ قواعد کی رو سے ہی ہوتے ہیں ، انہوں نے جو لکھا ہے

it is self contained ۔ جو آپ سوال پوچھ رہے ہیں ، اس کا جواب اس میں موجود ہے ۔

چوہدری علی محمد خادم : جناب والا ۔ وزیر موصوف کیوں اس کی تشریح نہیں کرتے ؟

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب ، بات یہ ہے کہ مجھے ضمنی سوال کو پرمٹ کرنا ہوتا ہے ۔ اگر ضمنی سوال نہ بنتا ہو تو پھر میں نہیں کہہ سکتا ہوں کہ اس کا جواب دیں ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ حکومت کی جانب سے تفویض کردہ اختیارات کے مطابق ڈپٹی کمشنر اور کمشنر بلدیہ کے حکام کے تبادلے کرسکتے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : اس میں کوئی ایسا مسئلہ ہے ؟

وزیر بلدیات : جن امور میں ان کو اختیارات ہیں ، آپ اجازت دیں تو میں عرض کرتا ہوں اور ان کی تسلی کراتا ہوں ۔

سید تابش الوری : صرف تبادلے کے اختیارات انہیں حاصل ہیں ؟

وزیر بلدیات : میں سارے اختیارات بتا دیتا ہوں ۔ آپ کی تسلی ہو جائے گی ۔

سید تابش الوری : میں تو صرف ایک ہی اختیار کے متعلق پوچھ رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : وہ سارے بتا دیں گے تو باقی ممبران کی تسلی ہو جائے گی جنہوں نے ابھی ضمنی سوالات کرنے ہیں ۔

سید تابش الوری : بتا دیں ۔

وزیر بلدیات : "موجودہ صورت میں چند اہم امور جن میں کمشنر اور ڈپٹی کمشنر اختیارات برتنے کے مجاز ہیں وہ درج ذیل ہیں ۔

(الف) اپیلوں کی سماعت

(ب) ورکس کی "انتظامی منظوری"

(ج) لوکل کونسلی سروس کے گریڈ آٹھ اور گیارہ کے ملازمین کی تقرری ، تبادلے اور تادیبی کاروائی۔ (محض کمشنر صاحبان کو یہ اختیارات حاصل ہیں)

(د) حکومت کی جانب سے نوٹیفکیشن نمبر 76/(30) 3 (ایڈمن) ایل - سی - ایس ، مورخہ 5 جولائی 1975ء منسلکہ ہذا میں تفویض کردہ اختیارات جن اہم معاملات میں کمشنر اور ڈپٹی کمشنر سابقہ قوانین کے تحت بطور کنٹرولنگ اتھارٹی دخل دیتے تھے مگر موجودہ قانون کے تحت نہیں دے سکتے ، حسب ذیل ہیں :

1 ۔ معاہدہ جات کی منظوری

2 ۔ بجٹ میں رد و بدل کرنے کا اختیار

3 ۔ ٹیکسوں کے نفاذ کی منظوری

(ج) وضاحت مذکورہ بالا کی روشنی میں اس قسم کے احکامات جاری کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا نہیں ہوتا" ۔

چوہدری علی بہادر خان : انہوں نے کہا ہے ۔ "ابھی تک پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ کے تحت کوئی قواعد وضع نہیں کئے گئے" ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ یہ قواعد کب تک وضع کرلئے جائیں گے ۔ کیونکہ ایکٹ کو پاس ہوئے سال ہوگیا ہے ۔ قواعد کب پاس ہوں گے ۔

وزیر بلدیات : یہ زیر غور ہیں اور جلد ہوجائیں گے ۔

سب تحصیل بوریوالہ میں اضافی بستیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق کی عطائیگی

*8466 ۔ چوہدری عبدالعزیز ڈوگر : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سب تحصیل بوریوالہ ضلع ملتان کی اضافی بستیوں کے مکینوں کو ابھی تک مالکانہ حقوق عطا نہیں کئے گئے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات ہے تو کیا حکومت ان غریب لوگوں کو مذکورہ بستیوں کے مالکانہ حقوق عطا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (رئیس شبیر احمد) : (الف) حکومت نے جنوری 1975ء میں عام بلدیاتی اداروں کو کچی بستیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دینے کے بارے میں ہدایات جاری کر دی تھیں ۔ ڈپٹی کمشنر ملتان سے تحقیقات کی جا رہی ہیں کہ آیا اضافی بستی سب تحصیل بوریوالہ ضلع ملتان کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دئے گئے ہیں یا نہیں ۔

(ب) اس کا جواب متعلقہ افسران سے معلومات وصول کرنے کے بعد دے دیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب ، میں آپ سے ایک بات پوچھنی چاہتا ہوں ۔ سائیکلو سٹائلڈ جواب آپ کے پاس نہیں ہے ؟

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر : میرے پاس نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کے ساتھی نے کہیں ادھر ادھر نہ کر دیا ہو ۔ ملک صاحب ۔ آپ پاس کے ہے ؟

ملک شاہ محمد حسن : تلاش کر کے دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں حیران تھا کہ بار بار اس پر اصرار کر رہے ہیں جو کتاب میں لکھا ہوا ہے ۔

موضع جسڑ کو ریلوے اسٹیشن اور نارووال شکر گڑھ روڈ سے ملانے والے راستوں پر پلیوں کی تعمیر

*8518 ۔ سید تابش الوری : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ موضع جسڑ تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ پر سیلاب کا اولین حملہ ہوتا ہے اور مذکورہ گاؤں جسڑ ریلوے اسٹیشن اور نارووال ۔ شکر گڑھ روڈ سے مکمل طور پر کٹ جاتا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ایمرجنسی ورکس پروگرام کے تحت اس گاؤں سے دو راستے ، ایک مشرق کی جانب جسڑ ریلوے اسٹیشن تک اور دوسرا مغرب کی جانب نارووال ۔ شکر گڑھ روڈ تک 1974ء میں بنائے گئے تھے لیکن مناسب جگہوں پر پلیاں نہ بنانے کی وجہ سے دونوں راستے 1975ء کے سیلاب میں خراب ہو گئے ۔

(ج) مذکورہ دونوں راستوں پر مٹی ڈالنے پر کیا لاگت آئی تھی اور 1975ء کے سیلاب میں ان کو کتنی مالیت کا نقصان پہنچا ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اہالیان موضع جسڑ نے وزیر موصوف اور ڈپٹی کمشنر صاحب سیالکوٹ کو درخواستیں دیں کہ 1976ء کا سیلاب کا موسم شروع ہونے سے پہلے دو دو فرلانگ کے ان دونوں راستوں پر پلیاں بنائی جائیں اور مذکورہ راستے پختہ کئے جائیں ۔

(ہ) کیا حکومت مذکورہ گاؤں سے جسڑ ریلوے اسٹیشن اور شکر گڑھ نارووال روڈ تک سڑک تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی ہاں یہ حقیقت ہے کہ سیلاب کے وقت دریا اور نالہ بسنتر ایک ہونے کی صورت میں

موضع جسڑ سب سے پہلے اس زد میں آتا ہے اور موضع مذکورہ ریلوے اسٹیشن جسڑ اور نارووال شکرگڑھ روڈ سے مکمل طور پر کٹ جاتا ہے۔

(ب) جی ہاں یہ بھی درست ہے کہ موضع جسڑ سے ریلوے اسٹیشن اور جسڑ سے نارووال شکرگڑھ روڈ تک دونوں سڑکیں 1974ء میں صرف مٹی ڈال کر خام تعمیر کی گئی تھی۔ مگر یہ منصوبے پیلز ورکس پروگرام کی بجائے ورلڈ فوڈ پروگرام کے تحت مکمل کئے گئے تھے۔ جسڑ سے نارووال شکرگڑھ روڈ پر صرف ایک پلی تعمیر کی گئی تھی۔ جس پر حالیہ سیلاب کی وجہ سے صرف دس فیصد نقصان ہوا۔ جسڑ سے ریلوے اسٹیشن روڈ پر پلی نہ ہونے کی وجہ سے 75 فیصد نقصان ہوا۔

(ج) متذکرہ دونوں راستوں پر جنس کی صورت حسب ذیل ادائیگیاں کی گئیں۔

1۔ گندم 555 من 35 سیر۔

2۔ کھانے کا تیل۔ 97 من 9 سیر 11 چھٹانک۔

3۔ چینی 57 من 23 سیر 13 چھٹانک۔

مالیت نقصان الداز مبلغ 35000 روپے صرف۔

(د) جی ہاں یہ بھی درست ہے کہ وزیر موصوف کو اہلیان موضع جسڑ نے مذکورہ راستوں پر پلیوں کی تعمیر کی درخواست کی تھی۔ اور وزیر موصوف نے مئی 1976ء میں احکامات جاری کئے تھے کہ ان سڑکوں کی مرمت جلد از جلد کی جائے اور ان کو 77-1976ء کے ضلعی منصوبہ جات میں شامل کیا جائے۔ وزیر موصوف کے یہ احکامات ڈپٹی کمشنر/پراجیکٹ ڈائیرکٹر۔ پیلز ورکس پروگرام کو ارسال کر دئے گئے۔

(ہ) یہ تجویز آئندہ ترقیاتی پروگرام کے تحت تفصیلی پیلز ورکس سب کمیٹی میں پیش کر دی جائے گی۔ جو اس کی منظوری ڈسٹرکٹ پیلز ورکس کمیٹی سے حاصل کرے گی۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ورلڈ فوڈ پروگرام کے تحت جو ارتھ ورک کیا جاتا ہے۔ کیا اس پر مزید کام کرنے کے لیے ڈسٹرکٹ پیپلز ورکس کونسل کو ہدایت نہیں کی گئی کہ سب سے پہلے اس سڑک کو بنانے کے لیے ترجیح دی جائے اور اگر یہ درست ہے تو پھر اس سڑک کو ترجیح کیوں نہیں دی گئی ؟

وزیر بلدیات : سر جواب تو میں نے بڑی تفصیل سے دیا ہے لیکن انہوں نے جو بات بتائی ہے میں دیکھ لوں گا کہ اس پر غور کیا جائے۔

سید تابش الوری : جناب والا۔ میں نے یہ پوچھا ہے کہ ورلڈ فوڈ پروگرام کے تحت حکومت سڑکوں کے سلسلے میں صرف ارتھ ورک کا کام کرتی ہے اور اس کے بعد کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ حکومت نے ہدایت کی ہے کہ ارتھ ورک کے بعد اس کی مرمتنگ کے لئے پیپلز ورکس پروگرام سے رقم صرف کی جائے اگر یہ درست ہے تو پھر دونوں سڑکوں کے لیے جو صرف دو دو فرلانگ کی ہیں پیپلز ورکس پروگرام میں کیوں رقم مختص نہیں کی گئی۔ 1974ء میں جناب والا۔ ورلڈ فوڈ پروگرام کے تحت وہاں صرف مٹی ڈالی گئی تھی اور اس پر 35 ہزار روپے کا خرچہ ہوا۔ کیا حکومت کی یہ ہدایت نہیں کہ مٹی ڈالنے کے بعد باقی کام ڈسٹرکٹ پیپلز ورکس کونسل کرے۔

مسٹر سپیکر : یعنی آپ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ پیپلز ورکس پروگرام کے ماتحت جو کونسل تھی اس نے یہ کام کیوں نہیں کیا ؟

سید تابش الوری : حکومت کی جناب والا۔ پالیسی یہ ہے کہ ورلڈ فوڈ پروگرام کے تحت جس سڑک کی تعمیر کی جائے اس کی تکمیل ڈسٹرکٹ پیپلز ورکس کونسل کرے۔ انہوں نے 35 ہزار روپے کے خرچ سے دو فرلانگ کی سڑک پر مٹی ڈالی جو سیلاب سے بہہ گئی لیکن اس سڑک کو پختہ نہیں کرا گیا۔ ہم یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ ڈسٹرکٹ پیپلز ورکس کونسل نے گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق اس کام کی تکمیل کیوں نہیں کی ؟

مسٹر سپیکر : اس کونسل کے اراکین کون کون ہوتے ہیں ؟

سید تابش الوری : اس میں اراکین اسمبلی بھی ہوتے ہیں اور نامزد شدہ

اراکین بھی ہوتے ہیں ۔ سرکاری ملازم بھی ہوتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : پھر چلی بات تو یہ ہے کہ آیا پیپلز ورکس کونسل نے اس سلسلے میں کوئی کارروائی کی ہے یا نہیں ۔

وزیر بلدیات : سر یہ بالکل ایک علیحدہ سوال پوچھ رہے ہیں یہ سوال لکھ کر دے دیں میں اس کا تفصیل سے جواب دے دوں گا ۔

Mr. Speaker : Please look into the matter

سید تابش الوری : جناب والا ۔ میں نے بڑی وضاحت کے ساتھ یہ پوچھا ہے کہ 35 ہزار روپے اس پر خرچ کیے گئے لیکن وہ ضائع ہو گئے صرف اس لیے کہ مٹی کے کام کو مکمل کرنے کے لیے کوئی کارروائی نہیں کی گئی ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اب اس پر دوبارہ 35 ہزار روپے خرچ ہوں گے اور اس کی تکمیل کے لیے مزید روپیہ بھی خرچ ہوگا ۔ میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ وزیر موصوف نے کیا ان کی کوئی جواب طلبی کی ہے ان سے پوچھا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : پیپلز ورکس کونسل میں تو غالباً منتخب نمائندے ہوتے ہیں وزیر موصوف ان سے کیا پوچھ سکیں گے ۔ اسمبلی کے ممبران سے قومی اسمبلی کے اور صوبائی اسمبلی کے ممبران سے وہ کیا جواب طلبی کر سکتے ہیں ۔

سید تابش الوری : ڈسٹرکٹ کونسل ایک انتظامی ہے ایک ادارہ ہے اس کے personal explanations نہیں ہیں وہ ادارے سے تو پوچھ سکتے ہیں ۔

وزیر بلدیات : میں تحقیقات کرا کے ان کی تسلی کرا دوں گا ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ I will look into the matter اور اگر کوئی ایسی بات ہوئی تو مناسب اقدام کیا جائے گا ۔

موضع جسڑ کی ڈسپنسری میں تربیت یافتہ ڈاکٹر کی تعیناتی

* 8519 ۔ سید تابش الوری : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ 1958ء کے مارشل لاء کے دوران موضع جسڑ تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ میں ڈسٹرکٹ کونسل نے

ایک ڈسپنسری قائم کی تھی ۔ اگر ایسا ہے تو یہ ڈسپنسڑی کس سال قائم ہوئی ۔

(ب) مذکورہ ڈسپنسڑی کے قیام سے لے کر 1975ء کے اختتام تک ہر سال کتنی رقم کی دوائیاں (سال وار) اس ڈسپنسری کو مہیا کی گئیں ۔

(ج) مذکورہ ڈسپنسری کے قیام سے لے کر 1975ء کے اختتام تک ہر سال (سال وار) کتنے مریض بغرض علاج اس ڈسپنسری میں آئے اور ہر سال فی مریض اوسطاً کیا خرچ آیا ۔

(د) کیا حکومت مذکورہ ڈسپنسری میں ڈاکٹر تعین کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر بلدیات (ریش شبیر احمد) : (الف) جی نہیں ۔ البتہ یہ ڈسپنسری مارشل لاء کے بعد یکم مئی 1964ء میں قائم ہوئی تھی ۔

(ب) 1964 سے لے کر 1975 کے اختتام تک جو ہر سال دوائیاں مذکورہ ڈسپنسری کو مہیا کی گئیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے ۔

نمبر شمار	سال	رقم ادویات
1	1964ء	1,700/- روپے
2	1965ء	1,100/- "
3	1966ء	1,500/- "
4	1967ء	1,691/- "
5	1968ء	1,721/- "
6	1969ء	1,853/- "
7	1970ء	1,893/- "
8	1971ء	2,113/- "
9	1972ء	2,700/- "
10	1973ء	2,980/- "

11	1974ء	" 3,605/-
12	1975ء	" 4,500/-

(ج) مذکورہ ڈسپنسری کے قیام سے لے کر 1975 کے اختتام تک ہر سال جتنے مریض بغرض علاج آئے اور ہر سال فی مریض اوسطاً خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے -

نمبر شمار	سال	تعداد مریض سال وار (1-5-64 to 31-12-76)	اوسطاً خرچ فی کس
1	1964ء	7,578	22 پیسے فی مریض
2	1965ء	8,050	13 " " "
3	1966ء	11,130	13 " " "
4	1967ء	11,154	15 " " "
5	1968ء	14,927	11 " " "
6	1969ء	15,751	12 " " "
7	1970ء	13,432	14 " " "
8	1971ء	10,474	20 " " "
9	1972ء	10,901	25 " " "
10	1973ء	11,033	27 " " "
11	1974ء	8,606	41 " " "
12	1975ء	9,403	47 " " "

(د) بجٹ میں ڈاکٹر کی آسامی کی گنجائش رکھی ہوئی ہے - مگر ملک میں ڈاکٹروں کی شدید قلت کے باعث تعیناتی نہیں ہو سکی ہے - جوں ہی ڈاکٹر دستیاب ہوا - تعیناتی کر دی جائے گی -

راجہ محمد افضل خان : کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ 1973ء میں 11033 مریضوں پر 2980 روپے خرچ ہوئے جن کی شرح 27 فی مریض بنتی ہے - 1974ء میں ادویات کے متعلق اعلان کیا گیا تھا کہ جنرک سکیم کے نفاذ کے بعد ادویات سستی ہو جائیں گی لیکن اس کے بعد 9403 مریضوں

پر 45 ہزار روپے خرچ ہوئے یہ 1975ء میں ہوئے اور وہ 47 پیسے فی کس بنتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : پہلے 27 پیسے تھی اب 47 ہو گئی ہے ؟

راجہ محمد افضل خان : جی ہاں ۔ ان کے اعلان کے مطابق تو کمی ہونی چاہئے تھی کیا اس میں کوئی خرد برد تو نہیں ہوئی ؟

مسٹر سپیکر : راجہ صاحب اب اس کا کیا جواب دیا جا سکتا ہے یعنی اگر آپ یہ کہیں کہ پہلے بھی اس قسم کے مریض آتے تھے اور اب بھی اس قسم کے مریض آئے تو ان پر کیوں زیادہ خرچ ہوا پھر تو آپ کا یہ ضمنی سوال بن جاتا ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : دیکھنے والی بات تو یہ ہے کہ ایک ملیریے کا مریض آتا ہے اور وہ تو چار گولیاں کھانے کے بعد صحت یاب ہو جاتا ہے ۔ اس کے بعد اگر کوئی زیادہ مہلک قسم کی بیماری کا مریض آتا ہے تو اس پر وہ خرچہ نہیں آئے گا جو ملیریے کے مریض پر آتا ہے ۔ اس میں آپ یہ presuppose کیوں کر رہے ہیں کہ ایک ہی قسم کے مریض وہاں علاج کرانے کے لئے گئے ہوں گے ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! یہ جو ڈسپنسریاں ہوتی ہیں ان میں تقریباً ایک ہی قسم کے مریض جاتے ہیں یہاں کوئی سپیشلسٹ نہیں ہوتے ۔

مسٹر سپیکر : سپیشلسٹ کی بات نہیں ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : کیونکہ ہر ڈاکٹر ہر مرض کا علاج نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر : آپ کا خیال ہے کہ صرف ملیریے کا علاج کرانے ہی لوگ وہاں جاتے ہیں ۔

راجہ محمد افضل خان : ان کی average میں اتنا فرق نہیں ہونا چاہئے تھا ۔ میرا یہ مطلب ہے کہ پہلے بھی ایسا ہوتا رہتا ہے لیکن averages

میں جب تک بددیانتی نہ ہو - - - - -

مسٹر سپیکر : تو پھر آپ یہ کہیں کہ وہاں بددیانتی ہوئی ہے آپ کے کا یہ سوال positive ہو سکتا ہے -

راجہ محمد افضل خان : میں یہی کہنا چاہتا ہوں اور یہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ 27 پیسے فی کس پہلے خرچ ہوتا تھا جنرک سکیم نافذ ہونے کے بعد پھر 47 پیسے فی کس کیسے ہو گیا ؟

مسٹر سپیکر : راجہ صاحب اس طرح سوال نہیں بنتا -

راجہ محمد افضل خان : کیا وزیر موصوف یہ یقین دہانی کرا سکتے ہیں کہ وہاں بددیانتی نہیں ہوئی - یہ میرا سوال ہے میں تفصیل ذرا سمجھانا چاہتا تھا اس لئے میں نے یہ سوال کیا تھا -

مسٹر سپیکر : مسٹر محمد اشرف -

راجہ محمد افضل خان : جناب میرے سوال کا وہ جواب تو دے دیں -

مسٹر سپیکر : آپ کا سوال بنتا ہو تو میں ان کو جواب دینے کے لئے کہوں -

راجہ محمد افضل خان : جناب والا - جنرک سکیم کے بعد تو اسے کم ہونا چاہئے تھا لیکن یہ شرح 27 سے 47 ہو گئی -

مسٹر سپیکر : آپ کے سوال میں کوئی دلیل ہو تو میں ان کو جواب کے لئے کہوں یا تو آپ یہ کہیں کہ پہلے بھی مریض اس قسم کے آتے تھے اسی بیماری کے مریض اس بار بھی آئے تو ان پر زیادہ خرچ کیوں ہوا - اسی بیماری کے مریض اور اسی حد تک مریض آئے اور ان کو اتنی ہی گولیاں دی گئیں لیکن پھر بھی خرچ زیادہ ہوا تو یہ کیوں ہوا پھر تو یہ سوال ٹھیک ہے - لیکن یہ کہ ایک مریض کو چار گولیاں دینے سے آرام آ جاتا ہے ایک مریض کو بارہ گولیاں دینے کے بعد بھی آرام نہیں آتا اس لئے یہ average کیسے نکل سکتے ہے -

راجہ محمد افضل خان : جناب والا - statistics نکالنے کا ایک یہ طریقہ ہوتا ہے کہ average نکال کر دیکھا جاتا ہے -

مسٹر سپیکر : میں اس پر معافی کا خواستگار ہوں یہ average کا کوئی طریقہ کار نہیں ہوتا جو آپ نے ایجاد کیا ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : حکومت کی جو پالیسی بنانے والے ہوتے ہیں وہ اسی طرح اندازہ لگاتے ہیں کہ بددیانتی تو نہیں ہوئی یا اخراجات واقعی بڑھ گئے ہیں یا ادویات کی قیمتوں میں اضافہ ہو گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ اس رجسٹر میں دیکھتے ہیں کہ ملیریے کے اتنے مریض تھے ، ٹائفائیڈ کے اتنے مریض تھے فلاں مرض کے اتنے مریض تھے اور اس مرض کے مریض اتنے دن آتے رہے ہر دن کی average کیا ہے اس کے بعد اس کو نکالتے ہیں صرف اتنی simple statement سے نہیں نکال لیتے جتنی simple statement آپ دے رہے ہیں ۔ مسٹر محمد اشرف ۔

راجہ محمد افضل خان : اس کے علاوہ تو اور کوئی طریقہ کار نہیں ہے ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ گزشتہ 12 سال میں اس ڈسپنسری کو کوئی ڈاکٹر میسر نہیں آیا اور اب بھی انہوں نے فرمایا ہے کہ چونکہ ڈاکٹر دستیاب نہیں اور جونہی ڈاکٹر دستیاب ہوا تعیناتی کر دی جائے گی ۔ کیا وہ تبادلے کے ذریعے سے اس 12 سال محروم ڈسپنسری کو کوئی ڈاکٹر فراہم کرنے کے لئے تیار ہیں ؟

وزیر بلدیات : سر ڈاکٹروں کی کمی ہے آسامی کی گنجائش تو رکھی ہوئی ہے مگر شدید قلت کے باعث تعیناتی نہیں ہو سکی ۔ ڈاکٹر مہیا ہو جائے تو کر دیں گے ۔

مسٹر سپیکر : وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ آیا کسی اور جگہ سے جہاں 12 سال تک کوئی ڈاکٹر رہا ہو کسی ایسے علاقے کو چھ مہینے کے لئے محروم کرکے آپ یہاں ڈاکٹر بھیجنے کے لئے تیار ہیں ۔ انہوں نے یہ تجویز پیش کی ہے ۔

وزیر بلدیات : اگر مل گیا تو ضرور کر دیں گے ۔

مسٹر سپیکر : وہ تبادلے کے لئے پوچھ رہے ہیں کہ آپ تبادلے پر غور کریں گے ۔

وزیر بلدیات : ڈاکٹروں کی ویسے ہی قلت ہے اگر ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ بھیج دیا تو وہاں کی آسامی خالی ہو جائے گی اور یہی شکایت وہاں پیدا ہو جائے گی ۔

سید تابش الوری : میں یہ کہہ رہا ہوں کہ 12 سال سے ایک جگہ ڈاکٹر نہیں ہے ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر بلدیات : آپ ڈاکٹر لے آئیے میں اسے تعینات کر دوں گا ۔ ہماری یہ مجبوری ہے کہ ڈاکٹر ملتے نہیں ۔

سید تابش الوری : سر آسامیاں پر کرنے کے لئے دو صورتیں ہیں یا نئی تقرری کی جائے یا تبادلہ کر دیا جائے ۔ میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ جس ڈسپنسری کو 12 سال سے کوئی ڈاکٹر میسر نہ ہو ۔ کیا وہاں تبادلے کے ذریعے کوئی ڈاکٹر فراہم کیا جا سکتا ہے ۔

وزیر بلدیات : اس کا تو جواب میں نے پہلے عرض کر دیا ہے کہ اگر تبادلہ کر دیں گے تو وہ جگہ خالی ہو جائے گی اس کا کیا علاج ہے ۔

سید تابش الوری : اگر کوئی دوسری ڈسپنسری جہاں 12 سال سے ڈاکٹر موجود ہیں وہاں چھ مہینے نہ ہو تو یہ جو 12 سال سے محروم ہے اسے تو فراہم کیا جا سکتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ اس پر غور کریں گے ؟

سردار صغیر احمد : پوائنٹ آف ایکسپلینیشن ۔ جناب سپیکر ۔ سید تابش الوری صاحب سے یہ دریافت فرمائیے کہ وہ کس ڈسپنسری کو ڈاکٹر سے محروم کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہاں سے بھجوا دیا جائے ۔

مسٹر محمد اشرف : ایوان میں بھی دو ڈاکٹر صاحبان موجود ہیں کسی کو وہاں تعینات کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : مسٹر محمد اشرف ۔ وہ آپ کی تجویز پر غور کرنے کے لئے تیار ہیں اب یہ ہو سکتا ہے کہ یہاں پر دو ڈاکٹر صاحبان تشریف فرما ہیں یہ کبھی پارٹ ٹائم وہاں جا کر کام کیا کریں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ۔ ڈاکٹر محمد صادق ملہی صاحبہ کو تعینات کر دیا جائے ۔

ساہیوال میں کھاد کا ٹھیکہ

***8544 ۔ مسٹر محمد اشرف :** کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بلدیہ ساہیوال نے کھاد کا ٹھیکہ حاجی عبدالعزیز کو برائے سال 76-1975ء مبلغ 30،000 روپے میں دیا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ایڈمنسٹریٹر بلدیہ ساہیوال (فقیر سید انوارالدین) نے کچھ عرصہ بعد مذکورہ ٹھیکہ منسوخ کر دیا تھا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ تقریباً چھ ماہ بعد مذکورہ بالا ٹھیکہ مبلغ 30،000 روپے میں دے دیا گیا اور اس طرح بلدیہ کو مبلغ 50،000 روپے کا نقصان ہوا ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس معاملے کی تحقیقات کرانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر بلدیات (رئیس شبیر احمد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) ٹھیکہ منظور ہی نہیں کیا گیا تھا ۔ اس لئے منسوخی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

(ج) ٹھیکہ چھ ماہ کے لئے سب سے زیادہ بولی مبلغ 31،000 روپے کے عوض دیا گیا تھا ۔ کیونکہ ٹھیکیداروں نے بولی کے وقت pool کر لیا تھا ۔ لہذا کمیٹی کو نقصان ہوا ۔

(د) اس معاملہ کی بذریعہ ڈی ۔ سی ساہیوال تحقیقات کرائی گئی ہے ۔ اور بروئے تحقیقات ناظم بلدیہ کسی کوتاہی کا مرتکب ثابت

نہیں ہوا ۔

مسٹر محمد اشرف : جناب والا ۔ پہلا ٹھیکہ جو اسی ہزار میں دیا گیا تھا وہ کیوں نامنظور کیا گیا ۔ اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر بلدیات : جناب والا ۔ اس میں سب سے اونچی بولی ایک ٹھیکیدار نے دی لیکن یہ بولی اس لئے منظور نہیں کی گئی تھی کہ گزشتہ سال مبلغ ایک لاکھ 36 ہزار روپے میں کوڑا نیلام ہوا تھا دوبارہ نیلام کے لئے کئی دفعہ وسیع مشتہری کی گئی تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ بولی میں حصہ لیں اور گزشتہ سال کی نسبت زیادہ آمدنی ہو لیکن بلدیہ کی انتہائی کوششوں کے باوجود ٹھیکیداروں نے آپس میں پول کر لیا تھا اور کوڑا نیلام کرنے کا فیصلہ وقتی طور پر منسوخ کر دیا گیا اور میونسپلٹی نے اسے ذخیرہ کرنا شروع کر دیا تاکہ مناسب وقت پر دوبارہ بہتر قیمت پر فروخت کیا جا سکے ۔ مشتہری کے تمام ذرائع استعمال کئے گئے یہاں تک کہ ساہیوال کے گرد و نواح کے زمینداروں سے بلدیہ نے رابطہ قائم کیا لیکن ٹھیکیداروں کا وہ گروہ جو ہمیشہ سے یہ کام کرتا چلا آ رہا ہے کسی نئے آدمی کو سامنے آنے سے روکتا رہا ۔ گذشتہ سال ایک ٹھیکیدار سامنے آ گیا تھا اس لئے مقابلہ کی صورت پیدا ہو گئی تھی اور سب سے اونچی بولی ایک لاکھ 36 ہزار روپے پر ختم ہوئی تھی ٹھیکیداروں کے مقامی گروہ نے انتقامی کارروائی کے طور پر کسی کو نیلامی میں حصہ نہیں لینے دیا اور از خود ہی قیمت چڑھانے پر تیار ہوئے ان حالات میں چھ ماہ تک کوڑا اکٹھا کرنے کے بعد دوبارہ نیلام کیا گیا اور سب سے اونچی بولی ٹھیکیدار نے 31 ہزار روپے دی جس سے بلدیہ کو تقریباً نو ہزار روپے کا نقصان ہوا لیکن مندرجہ بالا حالات اور واقعات کے پیش نظر یہ نقصان غفلت یا نا اہلی کی بنیاد پر نہیں ہوا بلکہ ٹھیکیداروں کی ملی بھگت کی وجہ سے ہوا ہے اور یہ صورت حال تقریباً تمام محکموں میں پیش آتی ہے اور اب چلے چھماہ کا کوڑا بذریعہ نیلام فروخت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔

مسٹر محمد اشرف : جناب والا ۔ وزیر موصوف سے یہ بات پوچھنا چاہوں گا کہ 30 ہزار روپے کا ٹھیکہ کیوں قبول کر لیا اور اسی ہزار کا تو اسی لئے منسوخ کیا گیا تھا کہ آپ کہتے ہیں وہ پول کر گئے تھے لیکن اس کے بعد آپ نے تیس ہزار کیوں قبول کیا ۔

وزیر بلدیات : جناب والا ۔ اگر اب بھی ان کی تسلی نہیں ہوئی تو پھر میں تو ان کی تسلی نہیں کروا سکتا ۔

مسٹر محمد اشرف : جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ انہوں نے 30 ہزار روپے کا ٹھیکہ کیوں قبول کیا ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے وجہ تو بتا دی اگر آپ اس سے مطمئن نہیں ہوتے تو اور بات ہے ۔

مسٹر محمد اشرف : جناب والا ۔ یہ تو ان کی نا اہلی کا زندہ ثبوت ہے کہ ایک ٹھیکہ جو اسی ہزار روپے کا ہے اسے نا منظور کرتے ہیں اور 30 ہزار روپے کا ٹھیکہ قبول کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ اگر چونگیاں ٹھیکے پر دی جا سکتی ہیں تو وہ خود بھی یہ کام کر سکتے تھے یہ پچاس ہزار روپے کا انہوں نے نقصان اٹھایا ہے اس سے بہتر تھا کہ پہلے ٹھیکیدار کو ہی دیتے تھے ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے جواب دے دیا ہے اس کا دوبارہ جواب وہ کیا دیں گے ۔

مسٹر محمد اشرف : جناب والا ۔ اگر ان کو محکمہ غلط جواب دیتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اوپر اس کو کوئی دیکھے ہی نہ ۔

مسٹر سپیکر : اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ جواب غلط دیا گیا ہے تو اس کا دوسرا طریقہ بھی آپ کے پاس موجود ہے ۔ تحریک استحقاق پیش کر سکتے ہیں کہ سوال کا جواب غلط فراہم کیا گیا ہے مگر یہاں پر اس ایوان میں اس طرح بحث نہیں ہو سکتی ۔

مسٹر محمد اشرف : جناب والا ۔ میں احتجاجی طور پر اپنا اگلا سوال پیش نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر : سوالات پیش نہیں کئے گئے ۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

سرکاری ملازمین کے لئے فلیٹوں کی الاٹمنٹ

150 ۔ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ

از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) حکومت پنجاب نے یکم جنوری 1972ء تا 31 مئی 1976ء کتنے وفاقی اور صوبائی ملازمین کو صوبہ میں تعمیر شدہ فلیٹ یا رہائشی یا کمرشل پلاٹ الاٹ کئے ۔

(ب) مذکورہ ملازمین کے نام و پتے بمع پلاٹ و مکانات کا محل وقوع و رقبہ بتایا جائے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (رئیس شبیر احمد) : مطلوبہ اعداد و شمار اکٹھے کئے جا رہے ہیں اور مکمل ہونے پر ایوان میں پیش کر دیے جائیں گے ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> I shall feel obliged if I am granted leave of absence from the current Assembly Session w.e.f. 8th July, 1976 to the end of session. I have to be away for urgent work.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں خان محمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں خان محمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں مورخہ 5-7-76 کو بوجہ علالت اسمبلی کے

اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر رہا ۔ براہ
نوازش اس دن کی رخصت رحمت فرما کر
شکر گزار فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

کنور محمد یاسین خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست کنور محمد یاسین خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ میں مورخہ 5-7-76, 6-7-76 کو
بوجہ علالت اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا براہ کرم
رخصت عنایت فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

صوفی نذر محمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست صوفی نذر محمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

گزارش ہے کہ میں مورخہ 6-7-76 کو بوجہ
ایک ضروری کام حاضر اجلاس نہیں ہو سکا چھٹی
منظور کی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر احمد بخش تھہیم

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر احمد بخش تھہیم صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ بوجہ علالت مورخہ 5-7-76, 6-7-76 اجلاس میں شریک نہ ہو سکا رخصت منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

نشان زدہ سوال نمبر 8233 کا محکمہ کی طرف سے غلط جواب دینا

مسٹر سپیکر : چوہدری علی بہادر خان۔

چوہدری علی بہادر خان : جناب سپیکر۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ مورخہ 5-7-76 کو میرے سوال نمبر 8233 کے جواب میں وزیر موصوف نے فرمایا کہ (الف) جی نہیں۔ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس نے کبھی بھی ملتان سے شجاع آباد میں سروس نہیں چلائی تھی (ب) جز الف کے جواب کی روشنی میں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ اطلاع محکمے نے غلط فراہم کی ہے کیوں کہ میرے علم میں ہے کہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس ملتان سے شجاع آباد چلتی رہی ہے اور اس کے بعد بند کی گئی اور ریکارڈ سے بھی اس بات کی تصدیق ہو سکتی ہے۔

مسٹر سپیکر : اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ یہ مسئلہ استحقاق استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

اور 90 دن کے اندر اندر اس کی رپورٹ پیش کی کر دی جائے گی ۔

لاہور میں اربن زرعی اراضی کی الاٹمنٹ میں بدعنوانی وغیرہ سے متعلق سوال نمبر 8368 کا صحیح جواب دینے سے دانستہ گریز

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب سپیکر ۔ میں حال میں وقوع پذیر ہونے والے مسئلہ پر جو کہ اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں ، مسئلہ یہ ہے کہ لاہور میں اربن زرعی اراضی کی الاٹمنٹ میں دھاندلی ، بدعنوانی ، رشوت ستانی ، بددیانتی ، بوگس کارروائی ، اور صریحاً قانون کی خلاف ورزی کے مرتکب پر ملزمان کے خلاف مناسب کارروائی کروانے کی غرض سے محض مفاد عامہ کی خاطر میں نے سوال نمبر 8368 کا جواب محکمہ مال و سیٹلمنٹ صوبہ پنجاب سے مانگا تھا ۔ لیکن سوال کے جزو ب ، تا د ، کا درست جواب دینے سے محکمہ کے افسران نے دانستہ گریز کیا ہے اور مخصوص وجوہات کی بناء پر محض جن بوگس الاٹمنٹ کے متعلق میرا سوال تھا ، ان کا چرچا مقدمات ، شکایات ، اور تحقیقات کی صورت میں محکمہ مذکور کے ریکارڈ ، اخبارات کے صفحات ، عوام کی چیخ و پکار اور محکمہ کے اہلکاران کی زبان پر ہر وقت موجود رہتا ہے ۔ محکمہ مذکور نے جس انداز سے میرے سوال کا جواب دیا ہے ۔ اس سے نہ صرف میرا بلکہ پوری اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ مناسب کارروائی کی جائے ۔

Mr. Speaker : Should it be referred to the Committee on Privileges.

وزیر قانون : Violation of previleges کا کہیں ذکر نہیں ہے کوئی غلط بیانی نہیں ہوئی ۔ حقائق کو چھپایا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : حقائق کو عمداً چھپایا گیا ہے ۔

وزیر قانون : ٹھیک ہے پھر استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ اس مسئلہ کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : یہ تحریک استحقاق ، استحقاق کمیٹی کے سپرد برائے رپورٹ اندر 60 یوم کی جاتی ہے ۔

یہ قاضی اسماعیل جاوید صاحب پورے 2 صفحے کا ایک ٹائپ شدہ مضمون اپنے اثاثوں کے سلسلے میں میرے پاس بھیجا ہے یہ اس کو ذرا مختصر کر دیں ۔

سید تابش الوری : جن کے پاس اثاثے زیادہ ہوں وہ کیا مختصر کریں گے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ یہ اثاثوں کے اعلان کا آغاز حافظ علی اسد اللہ صاحب سے شروع ہوا ۔ میں آپ کی وساطت سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تمام ممبران کے لئے ضروری ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : جن کے پاس ہو گا وہ بھیج دیں گے ۔ آپ کے اور میرے پاس کچھ نہیں ہے تو وہ کیا اپنے اثاثوں کا اعلان کریں گے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : نہیں میری گزارش یہ ہے کہ اگر یہ تمام ممبران کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے اثاثوں کا اعلان کریں ، اگر کوئی ایسی ہدایت آپ کی طرف سے یا حکومت کی طرف سے ہو تو ہم اس کی پابندی کرنے کے لئے تیار ہیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : نہیں جی میں تو اس کی حوصلہ افزائی نہیں کر رہا ہوں اس لئے تو میں نے ان کو واپس کر دی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : بلکہ ہم نے تو اس بارے میں ایک بل دیا ہوا ہے کہ تمام ارکان اسمبلی کو اپنے اثاثوں کا اعلان کرنا چاہئے ، کہ اسمبلی کا ممبر بننے سے چلے ان کی کتنی جائداد تھی ۔ اور اب وہ کتنی جائیداد کے

کے مالک ہیں ، ان کے گزشتہ اثاثے کتنے ہیں اور انہوں نے اپنے وسائل سے اب اس میں اضافہ کیا ہے ۔ اگر اس قسم کا کوئی حکم احکام گورنمنٹ کی طرف سے ہو جائے تو یہ ایک اچھی روایت ہو گی ۔ اور آئندہ کے لئے اس کی تقلید کی جائے گی ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صادق ساہی صاحب نے یہ استدعا کی ہے کہ پیور فوڈ بل 1976ء کی رپورٹ کی میعاد میں توسیع کر دی جائے ۔

وہ تو کہہ رہے ہیں کہ اس کی توسیع چلے ہو گئی ہے ۔ یہ گورنمنٹ بل ہے یہ تو ہیلتھ منسٹر صاحب اس کی توسیع کے لئے کہتے ؟

If it is an official bill, actually the Minister who moved it should request for its extension.....Al-right I have to consult him in this connection....Now we go on to Adjournt-ment motion.

تحاریک التوائے کار

ملتان پولیس کی طرف سے مسلم لیگ پگارا گروپ کے رہنماؤں اور طالب علم رہنما جاوید انجم کی گرفتاری

راجہ محمد افضل خان : جناب سپیکر ۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ وفاق مورخہ 6 جولائی 1976ء کی اس خبر سے کہ ملتان کی مقامی مسلم لیگ پگاڑو گروپ کے متعدد رہنماؤں اور ایک طالب علم راہنما جاوید انجم کو گرفتار کر لیا ہے ۔ اور سرکاری طور پر ان گرفتاریوں کے بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا ہے ۔ اس خبر سے عوام میں غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔ اور عوام یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ مسلم لیگ کے سربراہ پگاڑو کے حکومت کے خلاف بیانات کا یہ عملاً جواب ہے اور حکومت جمہوریت کشی پر تلی ہوئی ہے ۔ اور عوام میں خوف و ہراس پھیلا کر حزب مخالف کو ختم کرنے پر عمل کر رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ نظر بند ہوئے ہیں یا کیا معاملہ ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : وہ خود جواب دیں گے ۔ ویسے تو وزیر اعظم نے کہا تھا کہ میں جواب دوں گا لیکن جواب کی جگہ انہوں نے سب کو اندر دینا شروع کر دیا ہے ۔ ہم تو منتظر تھے کہ کابل سے واپسی پر وزیر اعظم صاحب بیان دیں گے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : کس کا جواب دیں گے ؟ بات کیا ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : پیر پگاڑو صاحب نے ایک بیان دیا تھا اور وزیراعظم صاحب نے فرمایا تھا کہ میں کابل سے واپسی کے بعد اس کا جواب دوں گا ۔ ہم تو اس جواب کی توقع کر رہے تھے اور یہ باری باری لوگوں کو اندر کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے ایک تحریک التوائے کار دی ہے اس میں بنیادی واقعات ہوں کہ کون لوگ پکڑے گئے ۔ کس شہر میں پکڑے گئے ۔ کتنے آدمی پکڑے گئے ۔ کس نے پکڑے ۔ کس تاریخ کو پکڑے گئے ۔ آخر میں جواب طلب کروں تو کس کا طلب کروں اس طرح سے تو یہ ایک مہمل سی تحریک التوائے کار ہے ۔ کم از کم ان راہنماؤں کے ناموں کا علم تو ہونا چاہئے جو گرفتار ہوئے ہیں ، آپ نے اخبار میں پڑھ کر دے دیا مسلم لیگ کے کسی کارکن کسی لیڈر سے دریافت کیا ہوتا 4 دن ہو گئے ہیں آپ کچھ اطلاع حاصل کرتے ۔

راجہ محمد افضل خان : آپ نے کہا ہے کہ اس میں تفصیل نہیں دینی چاہئے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک التوائے کار کی تو میں نے بات نہیں کی ہے ۔ اب آپ اس طرح نہ کریں کہ آدمی اولٹ کی بات کرے اور آپ کہیں کہ آپ نے گھوڑے کی بات کی ہے ۔ اس طرح میرے ساتھ نہ کریں ، کسی فاضل رکن نے دو صفحات پر مشتمل اڑاڑیں کا ایک سٹیٹمنٹ میرے پاس بھیجا ہے ۔ میں نے انہیں کہا ہے کہ اس کا خلاصہ بنا کر دیں اور آپ اس بات کا اطلاق تحریک التوائے کار پر نہ کریں ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ۔ جتنے آدمی انہوں نے قید کر رکھے

ہیں اگر اس کی تفصیل دینی شروع کر دی جائے تو اس طرح تو دس صفحے بھر جائیں گے کیوں کہ ان کی تفصیل میں یہ بھی شامل ہوگا کہ وہ کہاں قید کئے اور کیسے کئے اور ان پر کیا کیا ظلم و ستم ہوا ۔ جناب والا ۔ یہ تو بہت زیادہ تفصیل والی بات ہو گی ۔

مسٹر سپیکر : آپ بتا تو دیجئے ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ۔ وہ وزیر قانون صاحب خود جانتے ہیں ۔ ان کو مکمل علم ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو جانتے ہوں گے مگر آپ مجھے بھی تو کچھ بتائیں ۔ میں ان سے کیوں پوچھوں ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ۔ یہ سارے موجود ہیں ۔ جناب خاکوانی صاحب بھی ہیں اور راجہ منور صاحب بھی ہیں اور کچھ لوگ اگلے دن مسلم لیگ کے دفتر سے پکڑے گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اگر یہ خاکوانی صاحب اور راجہ منور صاحب سے متعلق ہے تو Then I rule it out.

راجہ محمد افضل خان : نہیں جناب یہ ان کے متعلق نہیں ہے ۔

Mr. Speaker : The statement has already been made by the Law Minister.

یہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے بھی آپ کا مجھ سے مذاق کرنا مناسب ہے پھر تو آپ کی مرضی ہے اور اگر آپ کسی بات کو اس ایوان میں seriously take up. کرنا چاہتے ہیں ۔

Then come atleast a little prepared. Give me some indication of the facts that constitute your Adjournment Motion. Atleast give me some indication of the facts.

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ۔ سٹوڈنٹ لیڈر کا تو میں نے کہا ہے اور ان کا نام تو اس میں لکھا ہوا ہے ۔

مسٹرسپیکر : تحریک التوائے کار نمبر 65 ۔ چوہدری طالب حسین ۔

(چوہدری صاحب ایوان میں تشریف نہیں رکھتے تھے) ۔ خیریت تو ہے کہ ان کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی ۔

للیانی تھانہ ضلع قصور میں ایک قالین باف بشیر احمد کو چوری کے شبہ میں پولیس نے مار مار کر ہلاک کر دیا

مسٹر سپیکر : تحریک التوائے کار نمبر 66 ۔ راجہ محمد افضل خان ۔

راجہ محمد افضل خان : یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 6 جولائی 1976ء کی اطلاع کے مطابق للیانی تھانہ ضلع قصور میں ایک قالین باف بشیر احمد کو چوری کے شبہ میں پولیس نے مار مار کر ہلاک کر دیا اور جب متوفی کی لاش گاؤں پہنچی تو وہاں ہزاروں آدمی جمع ہو گئے اور ان میں کہرام مچ گیا اور پھر ان ہزاروں افراد نے پولیس کے خلاف مظاہرہ کیا جس سے لاہور اور قصور کے درمیان ٹریفک بند رہی پولیس کے اس تشدد اور وحشیانہ سلوک سے عوام میں سخت غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ۔ اس کے بارے میں ابھی تک کوئی جواب نہیں ملا ۔ آپ اس کو کل پر رکھ لیں ۔

Mr. Speaker : Tomorrow will be the last working day. اس لئے آپ اس کا خیال رکھیں ۔

وزیر قانون : جی ۔ جناب ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ۔ پہلے جتنے سوال دیئے جاتے تھے ان کے جواب فوراً مل جاتے تھے لیکن کچھ دنوں سے یہ سلسلہ جاری ہے کہ یہ avoid کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : راجہ صاحب ۔ آپ نے تحریک التوائے کار نمبر 67 سعید نور کے متعلق دی ہے یہ بات تو اس ایوان میں بجٹ کے دوران زیر بحث آ چکی ہے اور فاضل وزیر اس کا جواب بھی دے چکے ہیں اس لئے میں اس کو

admit نہیں کر رہا ہوں ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ۔ فاضل وزیر نے اس کا جواب ضرور دیا تھا اور یہ جواب اسی بجٹ میں ہی نہیں دیا بلکہ اس سے پہلے بھی دیا تھا کہ "جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی" ۔ یہ تو خود ہی انہوں نے کہا تھا ۔

مسٹر سپیکر : مجھے معلوم نہیں کہ آپ ان کی تائید کر رہے ہیں یا ان کی مخالفت کر رہے ہیں ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ۔ میں ان کی تائید کر رہا ہوں مگر مرکز ان کی مخالفت کر رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : یعنی آپ چاہتے ہیں کہ سیاست سے دین جدا نہ ہو تو پھر آپ ان کو اختیار دے دیں کیوں کہ وہ اس صوبے کے سیاسی نمائندے ہیں ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ۔ جناب فاضل وزیر کا یہ اعلان ہے کہ ہم مساجد میں سیاست ختم نہیں کرنا چاہتے لیکن مرکز یہ کہتا ہے کہ ہم مسجد میں سیاست نہیں ہونے دیں گے ۔

مسٹر سپیکر : اگر آپ ان کے بیان سے مطمئن نہیں تو یہ اور بات ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس کے بارے میں ایک واضح پالیسی ہونی چاہئے ۔ آپ تو ہر تحریک التوائے کار کو kill کئے جا رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ تو اس ایوان میں مذاق کرنے کے لئے آئے ہوئے ہیں آپ کی اگلی تحریک التوائے کار مذاق سے کم نہیں ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ۔ میں آپ سے سنجیدگی سے ایک بات کر رہا ہوں کہ ہمیں پالیسی بتائی جائے کہ کیا مساجد میں سیاست ہونی چاہئے یا نہیں ۔

Mr. Speaker : This matter has already been discused in this House by an Adjournment Motion during the budget

session. Therefore, it connot be repeated. I would request the member to pleaase study the rules.

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ۔ معاملہ سنگین صورت اختیار کرتا جا رہا ہے ۔

Mr. Speaker : Does not matter.

راجہ محمد افضل خان : گرفتاریاں بڑھتی جا رہی ہیں حکومت اس کو ابھی تک کنٹرول نہیں کر سکی ۔

Mr. Speaker : The matter has already been discussed in this House twice.

تحریک التوائے کار نمبر 68 ۔ راجہ محمد افضل خان ۔

راجہ صاحب یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ ان کو سفید کپڑے دھونے سے پولیس کا بہت سا روپیہ خرچ ہو جانے کا تو کیا یہ تحریک التوائے کار واقعی آپ نے لکھی ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : جی ۔ جناب والا ۔ میں نے یہ تحریک التوائے کار واقعی دی ہے ۔

مسٹر سپیکر : یعنی اب جو ہماری پانچ سالہ term تھی وہ اب ختم ہونے والی ہے اور ہمیں اس ایوان میں آئے ہوئے سوا چار سال ہو گئے ہیں مگر I am really sorry today کہ جو آپ کی تحریک التوائے کار ہے مجھے اب پڑھنی پڑ رہی ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ۔ یہ ناکام تجربوں کی پوری تاریخ ہے اور یہ حکومت ہمیشہ ناکام تجربے کر کے ملک کی دولت کا ضیاع کرتی رہی ہے ۔ اس لئے ہم نے اس بات کو ریکارڈ میں لانے کے لئے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ وردیوں پر التہائی خرچ ہو گا اور آخر میں یہ لوگ پھر اسی مقام پر آئیں گے کہ ہمیں وہی وردی دیں جس سے پولیس کا عوام کے اوپر کم از کم نفسیاتی اثر ہو اور ایک ڈسپلن ہونے کا اثر ہو اور جناب والا ان کے اثرات بہت برے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : تو کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کی پولیس کی بڑی خوفناک نظر آئے اور ہر آدمی اس سے دہشت کھائے ۔ آپ کیا چاہتے ہیں ۔ یعنی

One is to understand that what is the adjournment motion.

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ۔ اس محافظ کی صورت کا فلسفہ ایک اور صورت میں پیش کیا گیا ہے اور وہ جب تک اس نفسیاتی اثر میں عوام کے اوپر نہ آئے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : اگر آپ چاہیں تو میں اس کو پڑھ دوں ۔

But I am not admitting this. I may this very clear.

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ۔ چونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا فنانس اور بجٹ پر اثر پڑے گا ۔

وزیر قانون : جناب والا ۔ آپ یہ بتائیں کہ راجہ صاحب کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ بتائیں کہ پولیس کی کون سی وردی ہونی چاہئے اور Is it obligatory on him.

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ۔ نہیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے چاہے آپ کل پولیس والوں کو ریشم پہنا دیں ۔

وزیر قانون : آپ کا یہ استدلال اور آپ کی justification ہم پر binding نہیں کہ ہم آپ کی تمام irrelevant اور فضول قسم کی تحریکوں کا جواب دیں ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ۔ میں فضول قسم کی کوئی تحریک نہیں دے رہا ۔

وزیر قانون : آپ تو اتنی confused قسم کی تحریک بائے التوائے کار اس ایوان میں لائے ہیں کہ میں حیران ہوں کہ آپ کو کن لوگوں نے اس اسمبلی کا ممبر چنا ہے مجھے تو ان لوگوں پر افسوس ہے ۔

Mr. Speaker : No reflection on the electorates.

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ۔ میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ جولائی کے خرچ سے دو مہینے میں ایک جوڑا بنے گا اور یہ اتنا فرق ہو گا ۔

وزیر قانون : تو کیا کپڑے روزانہ نہ دھوئے جائیں ۔ اگر روزانہ دھوئے جاتے ہیں تو کیا اس میں کوئی حرج ہے ۔ جناب والا ۔ اگر کوئی آدمی اپنے کپڑے روزانہ دھو کر پہن کر آ جاتا ہے تو کیا اس پر انہیں کوئی اعتراض ہے کیا یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے لوگ گندے اور غلیظ کپڑے پہنیں ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ۔ غریب آدمی تو کوئی بھی ایسا کپڑا نہیں پہنے گا جو اس کو روزانہ دھونا پڑے ۔

وزیر قانون : عجیب بات ہے کہ آپ کو اتنا اعتراض ہو گیا ہے ۔ اگر آپ کو اتنا ہی اعتراض ہے تو پھر آپ اپنے کپڑے ان کو دے دیں ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! غریب آدمی ایسا کپڑا کبھی نہیں پہنے گا جو اس کو روزانہ دھونا پڑے اور ایک روپیہ لانڈری چارجز دینے پڑیں کیونکہ آج کل لانڈری چارجز ایک روپیہ فی کپڑا ہے اور آپ اندازہ لگالیں کہ جب انہوں نے دن رات محنت کرنی ہے اور پسینے سے تر رہنا ہے تو وہ اس کو کتنے عرصے تک چلا سکیں گے ۔

وزیر قانون : ہر اچھا غریب آدمی روزانہ کپڑے دھو کر پہنتا ہے معلوم نہیں کہ آپ کس ملک کے لوگوں کی باتیں کر رہے ہیں ۔ اور اگر ایک سوامی اپنے کپڑے دھو کر اور استری کر کے پہن لے تو اس میں کونسی برائی کی بات ہے کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ وہ غلیظ کپڑے پہنیں ۔ یعنی ۔ I am surprised to know it کہ یہ روزانہ دھونے پڑیں گے ۔

راجہ محمد افضل خان : تو کیا یہ بات ٹھیک ہے کہ آپ ان کو ایسا کپڑا پہنا دیں کہ وہ بیچارہ سارا دن اس کو دھوتا رہے ۔

Mr. Speaker : I am very sorry that I cannot entertain this adjournment motion.

اگر آپ چاہیں تو میں یہ تحریک التوائے کار پڑھ سکتا ہوں تاکہ تمام فاضل رکن سمجھ جائیں یہ کیا تحریک التوائے کار ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! میں پھر عرض کرتا ہوں کہ اگر حکومت نے ان وردیوں کی دھلائی پر پیسے خرچ نہ کئے تو پھر ان کو رشوت لے کر یہ کپڑے دھلانے پڑیں گے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! اس کے بارے میں تو آپ نے خود فیصلہ کرنا ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں نے تو انہیں پہلے بتلا دیا ہے کہ ہمیں اس ایوان میں بیٹھے ہوئے چار یا سوا چار سال ہو گئے ہیں اور اگر میں کسی تحریک التوائے کار کو rule out کروں یا admit کروں تو فاضل اراکین کو اور مجھے بھی سمجھ لینا چاہئے کہ اس میں ضرور کسی سنگین مسئلے پر بات ہے میں نے فاضل رکن کو یہ بات بتائی تھی ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! جو بھی اس کے بارے میں فیصلہ کرنا تھا وہ آپ نے خود کرنا تھا اور جو بھی وزیر قانون صاحب نے اس ایوان میں اس کے بارے میں کہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کے شایان شان نہیں تھا ۔

مسٹر سپیکر : اس کے لئے مجھے آپ سے اتفاق کرنا ہوگا مگر غالباً situation کچھ ایسی ہو گئی تھی ۔ ۔ ۔

وزیر قانون : جناب والا ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ آپ فاضل رکن سے پندرہ منٹ تک درخواست کرتے رہے ہیں اور جناب والا ! اس ایوان کے وقت کی بھی کچھ اہمیت ہے اس کی بھی کچھ سوچ ہے ۔ جناب والا ! کیا یہ ضروری ہے کہ ہم تمام جہان کی جہالت کی باتیں سن کر کان میں ڈالتے رہیں ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! اس طرح کے ریمارکس کہ "کس نے ممبر بنا کر بھیجا ہے ، فضول باتیں کرتے ہیں" ۔ اب وہ کہتے ہیں "کہ پندرہ منٹ جہالت کی باتیں کرتے رہے ہیں" اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ریمارکس اس قسم کے ہیں کہ جو مناسب نہیں ہیں ۔ اگر وہ خوش قسمتی سے اس کرسی پر بیٹھ گئے ہیں تو انہیں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے ۔ کہ میں چلے تو بڑی نرم زبان سے کہہ رہا تھا ۔ He should realise کہ وہ کس حیثیت سے بات کر رہے ہیں اور جس طرح یہ بیٹھے بیٹھے باتیں کرتے ہیں یہ مناسب نہیں ہے ۔ اور میں آپ سے درخواست کروں گا کہ انہیں یہ الفاظ واپس لینے چاہئیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو بڑی خوش دلی سے یہ الفاظ واپس لے لیں گے ۔ اس میں کیا ہے ۔

He would not like his record to be stained by these observations.

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر ! مجھے مجبور ہو کر کہنا پڑا ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں سمجھ رہا ہوں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر ! میں تو خاموش بیٹھا رہا ہوں ۔ آخر کوئی انتہا ہوتی ہے ۔ جناب والا ! اگر ایک پولیس مین کی وردی تبدیل کی گئی ہے تو اس میں کیا ہو گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : اگر آپ الفاظ واپس لینے کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں تو اب مزید اس پر کچھ نہ کہیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! اگر جناب قائد حزب اختلاف کو میری نرم نرم باتوں سے کچھ تکلیف ہوئی ہے تو میں واپس لیتا ہوں ۔

چوہدری طالب حسین : آپ کی بڑی مہربانی But you are not Sargeant-at-Arms. یہ پولیس کے افراد کا کام ہے ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب ۔ آپ دو چار منٹ بعد میں تشریف لائے ہیں ۔ اس میں بات یہ ہے کہ میں انہیں شروع ہی سے یہ request کر رہا تھا کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب نہیں ہے ۔ آپ نے یہ کیا کیا ہے ۔ اگر ان کی سفید پوشرٹ ہوگی تو اس پر تحریک التوا کیسے بنتی ہے مگر اس پر انہوں نے اتنا insist کیا ہے اور آپ بھی جانتے ہیں کہ میں بھی کبھی provoke ہو جاتا ہوں ۔ مگر آہستہ آہستہ کچھ میری provocation پہلے سے بہت کم ہو گئی ہے becoming saner

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! ممکن ہے کہ اس وقت وہ تحریک التوائے کار نہ لائے لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ وردی واپس کر لی جائے گی ۔

مسٹر سپیکر : وہ الگ بات ہے ۔ اگر آپ کو موقع ملے تو آپ ذرا تحریک التوا کو دیکھ لیں اور مجھے بتا دیں ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! یہ ضروری مفتی فوج ہے یہ سے رعب دکھائی دیتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : اگر تحریک التوائے کار یہ ہوتی کہ یہ بار بار تجربہ کر رہے ہیں جس پر بہت روپیہ خرچ ہو رہا ہے پھر تو کوئی بات تھی ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! یہ بات اس میں موجود ہے ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ کوئی موجود نہیں ہے ۔ آپ نے کہا ہے کہ انہوں نے سفید بوشرٹ پہنی ہوئی ہے اور سفید بوشرٹ کے دھونے پر بڑا خرچ آئے گا ۔ تو یہ کیا تحریک التوائے کار بنتی ہے ؟

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! آپ اسے پڑھیں تو سہی ۔

مسٹر سپیکر : میں نے پڑھ لی ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! اس میں لکھا ہے کہ پہلے تین لاکھ روپے کا ضیاع کیا گیا ہے ۔ اب پانچ لاکھ روپے کی وردی پہنائی گئی ہے ۔ اس کی دھلائی کے اخراجات بھی بڑھ جائیں گے چونکہ یہ سفید ہے لانڈری کے اخراجات بڑھ چکے ہیں اور حکومت پر اس خرچے کا اثر پڑے گا ۔

مسٹر سپیکر : بات یہ ہے کہ ایک پولیس مین کے جسم پر آپ کو سفید کپڑا اچھا نہیں لگتا لیکن ہمیں تو اچھا لگتا ہے اور غالباً اکثر ممبران کو اچھا لگتا ہوگا ۔ اس لئے یہ تحریک التوائے کار بنتی نہیں ہے ۔ یہ آپ کا individual reaction ہے لیکن وہ تحریک التوائے کار نہیں بن سکتی ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ بات درست ہے کہ تحریک التوائے کار لباس اور وردی سے متعلق تھی لیکن اس پر جناب وزیر قانون کو جامے سے باہر نہیں ہونا چاہئے ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے تو وہ الفاظ واپس لے لئے ہیں ۔ اگر آپ ان کو اردو کی مار دیں گے تو یہ بڑے ظلم کی بات ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ ان کے شایان شان ہے ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب ۔ آپ تشریف لے آئے ہیں ۔ میں نے آپ کی تحریک التوائے کار میاں افتخار احمد تاری والی کل پر رکھ لی ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! میں سٹیشن سے سیدھا یہاں آیا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : میں صبح آپ کی صحت کے سلسلے میں وہاں آنا چاہتا تھا

Then I learnt that you were not in Lahore.

چوہدری طالب حسین : بہت شکریہ ۔

راولپنڈی کے بعض افسروں کے جو اپنے معیار زندگی سے بڑھ چڑھ کر زندگی بسر کر رہے ہیں کے خلاف وزیر اعظم کی ہدایت پر تحقیقات

مسٹر سپیکر : تحریک التوائے کار نمبر 69 راجہ محمد افضل خان ۔

راجہ محمد افضل خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "وائے وقت" 7 جولائی 1976ء کی اس خبر سے کہ راولپنڈی کے بعض افسروں کے خلاف وزیر اعظم کی ہدایت پر تحقیقات شروع کر دی گئی جو اپنے معیار زندگی سے بڑھ چڑھ کر زندگی بسر کر رہے تھے اور اعلیٰ ہوٹلوں میں اٹھتے بیٹھتے تھے ۔ یہ کارروائی نوائے وقت میں ایک خصوصی رپورٹ شائع ہونے کے بعد کروائی گئی ۔ اس خبر سے صوبہ کے عوام یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ صوبائی حکومت کی انسداد رشوت ستانی کی تنظیم ناکارہ ہے اور اخبارات کو ان کا کام سرانجام دینا پڑتا ہے ۔

یہ کون سے افسر ہیں ؟

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! افسران کے متعلق یہ ایک جنرل آرڈر ہے جنہوں نے بددیانتی کی ہے - جو بڑے بڑے ہوٹلوں میں رہتے ہیں اور ان کے اثاثے بہت زیادہ ہیں - یہ دراصل صوبائی حکومت کا فرض ہے کہ ان چیزوں کا نوٹس لیتی اور تحقیقات کرتی - یہ نہیں کہ اگر ایک خبر وزیر اعظم صاحب دیتے ہیں تو انسداد رشوت ستانی کا محکمہ حرکت میں آ جاتا ہے -

مسٹر سپیکر : کچھ آپ کو پتہ ہے کہ یہ کس محکمے کے افسر ہیں -

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! یہ افسر ہر محکمے سے تعلق رکھتے ہیں -

Mr. Speaker : I rule it out. It may include even employees of the Federal Government.

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! جب تک انکوائری مکمل نہ ہو جائے میں کیسے کہہ سکتا ہوں -

مسٹر سپیکر : اگر آپ یہ کہہ دیتے کہ یہ صوبائی حکومت کے ملازم ہیں

I would have admitted that. But you are not sure whether they were employees of the Federal Government or the Provincil Government. Therefore. I can't entertain it.

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! میں تو پالیسی کی بات کر رہا ہوں۔ میں نے تو پالیسی پر تحریک التوا دی ہے اور آپ انفرادیت پر اتر آئے ہیں -

مسٹر سپیکر : نہیں انفرادیت کی بات نہیں ہے -

راجہ محمد افضل خان : جناب والا - جب تک فیصلہ نہ ہو میں کیسے ان پر الزام لگا سکتا ہوں میں تو ایک General policy matter کا ذکر کر رہا ہوں اس کو بھی آپ نے رد کر دیا کہ یہ policy matter غلط ہے -

مسٹر سپیکر : میں اس میں آپ کی کیا امداد کر سکتا ہوں - صوبائی

حکومت کسی مرکزی ملازم کے خلاف کوئی ایسی کارروائی نہیں کر سکتی جو آپ ان سے توقع کر رہے ہیں ۔ اس لئے آپ یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ جو بات آپ نے اس میں کہی ہے وہ ٹھیک ہے یا اس میں وزن ہے ۔ اس لئے میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ وہ کس محکمے کے افسر ہیں ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! میں تو کچھ نہیں کر سکتا ۔ آپ کرسی پر ہیں میں تو التجا کر سکتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ چیئرمین کی بات نہیں ہے ۔ میں نے آپ کو اس لئے موقع دیا تھا کہ اگر آپ اس پر کہہ دیتے کہ یہ صوبائی حکومت کے ملازم ہیں یا صوبائی حکومت کے فلاں محکمے کے ملازم ہیں تو میں اس کو بالکل admit کر لیتا ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! "راولپنڈی کے ملازمین" کا مطلب یہی ہے ۔

مسٹر سپیکر : نہیں جی ۔ راولپنڈی میں پریذیڈنٹ ہاؤس بھی ہے ۔ پرائم منسٹر ہاؤس بھی ہے آپ کیسی باتیں کرتے ہیں ؟

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! میرا تعلق صرف صوبائی حکومت سے ہے ۔

مسٹر سپیکر : لیکن اب مجھے اس بات کا پتہ نہیں ۔

That is why I wanted to know this. Now, we go on to the Private Members' business.

سید تابش الوری : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ آپ نے تحریک التوا نمبر 61 کو پرسوں کل پر ملتوی کیا تھا اور کل آپ نے آج کے لئے فرمایا تھا۔

مسٹر سپیکر : یہ غالباً جمعہ کے لئے ہے ۔

سید تابش الوری : نہیں ۔ جناب والا ! آج کے لئے آپ نے فرمایا تھا ۔

مسٹر سپیکر : تحریک التوائے کار نمبر 61 ؟

سید تابش الوری : جی ۔ یہ جناب مختار رانا کی علالت کے متعلق ہے اور چونکہ علالت کی وجہ سے اس میں وقت کی اہمیت ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اسے آج لے لیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک التوا آج کے لئے رکھی تھی ؟

سید تابش الوری : جی ۔

مسٹر سپیکر : مجھے اس کے متعلق جمعہ کا impression تھا ۔

سید تابش الوری : نہیں جناب ۔ آپ نے کل فرمایا تھا کہ آج اسے لیں گے ۔

مسٹر سپیکر : Defferred for 8-7-76 ٹھیک ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں جواب دے سکتا ہوں ۔

جناب مختار رانا سابق رکن قومی اسمبلی و انقلابی محاذ کے رہنما کی کوٹ لکھپت جیل میں علالت

مسٹر سپیکر : تحریک التوائے کار نمبر 61 ۔

سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور اوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک ٹیلی گرام اور مکتوب کے مطابق سابق رکن قومی اسمبلی اور انقلابی محاذ کے رہنما جناب مختار رانا کوٹ لکھپت جیل لاہور میں شدید علیل ہو گئے ہیں ان کی آنکھ میں سخت تکلیف ہے جس کے لئے اپریشن کی ضرورت ہے جسم کا بایاں حصہ شانے سے پاؤں تک بے حس اور متورم ہے عارضہ قلب بھی بڑھ گیا ہے اور سینے اور کمر میں ہڈیوں کی تکلیف ناقابل برداشت ہو گئی ہے جس کا علاج صرف برقی شعاؤں کے ذریعے میو ہسپتال میں ہی ہو سکتا ہے ۔ لیکن انہیں معالجے کے لئے ابھی تک میو ہسپتال منتقل نہیں کیا گیا جس سے ان کی زندگی کو

خطرہ لاحق ہو گیا ہے اور معالجے میں حکومت کی ناکامی عوامی اضطراب کا موجب بن گئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر ۔ اس سلسلے میں 15-6-76 کو ڈاکٹر طالب حسین سرجن نے لاہور میڈیکل بورڈ کے کہنے پر ان کا طبی معائنہ کیا تھا ۔ ان کی ریڑھ کی ہڈی میں معمولی سا درد پایا گیا جس کے بارے میں فاضل رکن سید تابش الوری صاحب نے بھی کہا ہے کہ اس کا صرف میو ہسپتال میں علاج ہو سکتا ہے ۔ یہ بات درست نہیں ہے بلکہ حکومت نے جنرل ہسپتال کے افسران کو یہ ہدایت کی ہے کہ ڈیوڑھی کے اندر وہ Physiotherapy کا انتظام کریں ۔ جہاں تک ان کی آنکھ کے بارے میں کہا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ایک جھلی ان کی آنکھ میں پائی گئی ہے جو دو ڈاکٹر ، ڈاکٹر محمد نسیم قریشی اور ڈاکٹر محمد خان صاحب جو جنرل ہسپتال کے Eye Specialist ہیں ۔ انہوں نے کہا ہے کہ ان کی آنکھ میں ایک معمولی سی جھلی ہے جو ایک minor operation سے remove کی جا سکتی ہے ۔ رانا صاحب کا خیال ہے کہ وہ اس سلسلے میں ڈاکٹر مختار راجہ سے اپریشن کرائیں گے ۔ ڈاکٹر مختار راجہ سے حکومت نے consult کیا ہے اور ڈاکٹر مختار راجہ اس سلسلے میں اپریشن کرنے کے لئے تیار ہیں اور حکومت اس سلسلے میں ان کی خواہشات کے مطابق ان کی آنکھ کا علاج کرائے گی ۔ جہاں تک یہ بات ہے کہ وہ مریض قلب ہیں تو اس سلسلے میں پاکستان کے ماہر ڈاکٹر بریگیڈیر محی الدین جو صدر کے بھی معالج رہے ہیں انہوں نے ECG کی ہے ۔ انہیں کی رپورٹ کے مطابق ان کو کوئی قلبی مرض لاحق نہیں ہے تو رانا صاحب کے علاج وغیرہ کے سلسلے میں جہاں بھی مناسب ہو حکومت ان کو ہر قسم کی سہولت پہنچا رہی ہے ۔ علاج کے لئے جو بھی ان کی خواہشات ہیں ان کے مطابق یعنی جس ڈاکٹر کا انہوں نے ذکر کیا ہے وہ بھی حکومت ان کی طبی سہولت کے لئے باہم پہنچا رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر : This is to his satisfication اب اس کے بعد وہ کس ڈاکٹر سے علاج کرانا چاہتے ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ۔ وزیر قانون صاحب نے بڑی احتیاط سے بیان دیا ہے ۔ لیکن اس میں کہیں نہیں کہا گیا کہ وہ جیل میں ہی علاج

کرالیں گے یا جیل سے باہر یا میو ہسپتال میں یا سروسز ہسپتال میں انہیں منتقل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

صورت حال یہ ہے کہ جناب مختار رانا صاحب پلیوں کے امراض میں مبتلا ہیں اور وہ کئی مہینوں سے بلکہ تقریباً ڈیڑھ سال تک میو ہسپتال میں زیر علاج رہے ہیں ان کی حالت بہت خراب ہو گئی ہے۔ مجھے ایک تار کے ذریعے ان کے مختلف عزیزوں نے یہ اطلاع فراہم کی ہے کہ انہیں فوری طور پر منتقل کیا جائے ان کی زندگی کو خطرہ لاحق ہے یہ ایک خالصتاً انسانی مسئلہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں حکومت بے رحمی جانوران کے لئے ایک پورا محکمہ قائم کر سکتی ہے اور اور جنگلی جانوران کے تحفظ کے لئے عملہ مقرر کر سکتی ہے وہاں مختار رانا کے علاج کے لئے انہیں میو ہسپتال میں منتقل کرنے کے لئے تیار نہیں۔ میں اس منطق کو نہیں سمجھ سکا اور نہ ہی ان کی اس حکمت عملی کو۔ مختار رانا پاکستان پیپلز پارٹی کے رہنما ہیں ان کو ایک شہری کی حیثیت سے بنیادی حق حاصل ہے کہ ان کو معالجے کی سہولت فراہم کی جائے۔ میں نہیں سمجھتا کہ وزیر قانون کو اس سلسلے میں کیا عذر ہو سکتا کہ انہیں جیل کی بجائے میو ہسپتال میں منتقل کر دیا جائے اگر وہ ہسپتال کے قابل نہیں سمجھے جا سکتے تو کچھ عرصہ ہسپتال میں رہنے کے بعد جیل میں منتقل کیا جا سکتا ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ انہیں جیل میں اذیت کا نشانہ بنایا جائے اور بنایا جا رہا ہے جنیوا کنونشن کے مطابق دشمن قومیں بھی اپنے قیدیوں کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرتیں جو یہ حکومت اپنے سیاسی کارکنوں کے اور سیاسی رہنماؤں کے ساتھ کر رہی ہے۔ یہ خالصتاً انسانی مسئلہ ہے اور وہ اس کو اسی نقطہ نظر سے دیکھیں اور انہیں جیل سے میو ہسپتال منتقل کرنے کے احکام جاری کریں۔

وزیر قانون : جناب والا۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ مختار رانا کو اے کلاس دی ہوئی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ ضروریات جو ان کی بیماری کے لئے وہاں پر پہنچائی جا سکتی ہیں اس کے لئے میو ہسپتال میں منتقل کرنا ضروری نہیں ہے جہاں تک Physiotherapy کا تعلق ہے۔ میرے خیال میں

تابش الوری صاحب اس مرحلے سے نہیں گزرے کیونکہ میں خود اس مرحلے سے گزرا ہوں ۔ اس لئے جہاں پر انسان بیمار ہو اس کو اس کا علاج وہیں مل جائے تو بہتر ہے ۔ یہ معمولی ریز rays ہوتی ہیں جو گزاری ہوتی ہیں ۔ Physiotherapy کا کام بندوبست جہاں پر ان کو رکھا گیا ہے وہاں پہنچایا جا سکتا ہے ۔ جہاں تک آنکھ کے مرض کا مسئلہ ہے اس کے لئے اپریشن اسی ڈاکٹر سے جس ڈاکٹر کا انہوں نے ذکر کیا ہے کرا دیا جائے گا ۔ یہ ضروری نہیں کہ فلاں جگہ پر ان کو رکھا جائے یا فلاں جگہ پر ان کا اپریشن کیا جائے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک التوائے کار کی بنیاد نہیں بن سکتی ۔ جہاں تک علاج کا تعلق ہے وہ حکومت کی پوری ذمہ داری ہے کہ ان کا علاج کرائے اور علاج بھی ان کی خواہشات کے مطابق کرائے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ۔ وزیر قانون نے کہا ہے کہ انہیں ہر قسم کی سہولت دی جائے گی اور یہ اس قسم کا مرض ہے کہ ان کا علاج وہاں کیا جا سکتا ہے ۔ جناب والا ۔ رانا صاحب کافی عرصہ سے بیمار ہیں اور وہ اسی مرض میں پہلے بھی مبتلا تھے اور ہائی کورٹ کے احکامات کے مطابق انہیں میو ہسپتال منتقل کیا گیا تھا ۔ اگر واقعی ان امراض کا علاج جیل میں ہو سکتا تھا تو اس وقت بھی ہائی کورٹ کو ہدایات جاری نہیں کرنی چاہئے تھیں ۔ کہ ان کا علاج میو ہسپتال میں ہو ۔ اور جب وہ رہا ہوئے تو میو ہسپتال سے رہا ہوئے ۔ اب انہی امراض کے لئے حکومت کی طرف سے یہ سمجھا جا رہا ہے کہ ان کا علاج جیل میں بہتر طور پر ہو سکتا ہے ۔ کیا ہسپتال میں ان کے مفرور ہونے کا خدشہ ہے ۔ یا وہاں نگرانی نہیں کی جا سکتی یا وہاں انہیں جلسہ میسر آ سکتا ہے ۔ اس لئے میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ یہ صرف خالصتاً انسانی مسئلہ ہے ۔ کم از کم سیاسی رہنماؤں کے متعلق آپ کو اپنے رویہ میں تبدیلی کرنی چاہئے ۔ آج صرف مختار رانا صاحب کا سوال نہیں ہے ۔ آپ کے سامنے دیگر ممبران کی گرفتاری بھی ہے ۔ ان کے جسمانی ریمانڈ لئے گئے ۔ جناب والا ۔ کیا یہ پیشہ ور ملزم ہیں کہ پولیس کو ان کو

جسمانی ریمانڈ کی ضرورت پڑتی ہے ۔ اور تھانے میں ان کی تفتیش کی جاتی ہے ۔ یہ ایسی چیزیں ہیں اگر سیاسی مخالفت کی بنا پر ان کے خلاف مقدمے قائم کئے گئے ہیں تو کم از کم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہئے اور انہیں "اے" کلاس دینی چاہئے ۔ رامے صاحب کے کیس ہی کو لے لیں ۔ ان کو "اے" کلاس عدالت کے احکام کے تحت دی گئی لیکن انہیں اے کلاس کی کوئی سہولت میسر نہیں ۔ اس لئے میں آپ سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک انسانی مسئلہ ہے ۔ اس لئے ان کو اپنے رویہ میں مناسب تبدیلی کرنی چاہئے ۔ اور انہیں آج ہی جیل ہسپتال سے میو ہسپتال منتقل کر دیا جائے ۔ کیا وہ اسی علاج کے لئے ڈیڑھ سال تک اسی مرض میں مبتلا نہیں رہے اور ہائی کورٹ کے احکامات کے تحت ہسپتال منتقل کیا گیا ۔ اس لئے کہ جیل میں علاج نہیں ہو سکتا تھا ۔ اس لئے میں دوبارہ استدعا کرتا ہوں کہ انہیں ہسپتال منتقل کیا جائے ۔

وزیر قانون : علاج حکومت ان کو مہیا کر رہی ہے ۔

سید تابش الوری : ان کا کوئی علاج نہیں کیا جا رہا ۔ وہ اس سے غیر مطمئن ہیں ۔ میں نے اپنی تحریک التوائے کار کے ساتھ ان کے بھائی کا تار لف کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : رانا صاحب جس ڈاکٹر سے علاج کرانا چاہتے ہیں وہ ان کو مہیا کیا جا رہا ہے ۔

سید تابش الوری : وہ صرف آنکھ کی حد تک کہہ رہے ہیں ۔ ان کا ہڈیوں کا اصل مرض ہے ۔

وزیر قانون : ڈاکٹر نے فزیوتھراپک تجویز کیا ہے میرا خیال ہے تابش صاحب کو اس کا پتہ نہیں کہ یہ چھوٹی سی لکیر ہوتی ہے جس کے ذریعے ریز پہنچائی جاتی ہیں ۔ ریز میو ہسپتال میں بھی پہنچائی جا سکتی ہیں اور جیل میں بھی پہنچائی جا سکتی ہیں ۔ اصل مقصد ریز کا پہنچانا ہے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک التوائے کار کی بنیاد یہ تھی کہ علاج نہیں ہو رہا اور علاج ہسپتال میں ہونا چاہئے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ۔ جیل میں علاج نہیں ہو رہا ہے یہ میرا الزام ہے کہ وہاں علاج نہیں ہو سکتا ۔ وہ جن امراض میں مبتلا ہیں اس پر باقاعدہ ڈاکٹروں کی رپورٹیں مرتب ہیں ۔ کہ جیل میں علاج نہیں کیا سکتا ۔ اسی وجہ سے وہ ڈیڑھ سال تک میو ہسپتال میں رہے ۔

وزیر قانون : میرے پاس تمام ڈاکٹروں کی رپورٹیں موجود ہیں ۔ کسی ڈاکٹر نے یہ نہیں کہا کہ جیل میں علاج نہیں ہو سکتا ۔ میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ ان کی آنکھ کا مرض ایسا ہے وہ صرف ایک معمولی جھلی ہے جو آؤٹ ڈور اپریشن سے ہو سکتی ہے ۔ ان کی خواہش کے مطابق اسی ڈاکٹر سے جیل میں اپریشن کروایا جائے گا ۔ لیکن اس کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا اچھا نہیں ۔ فزیوتھراپک معمولی علاج ہے ۔ یہ علاج ہر جگہ پہنچایا جا سکتا ہے ۔ تابش الوری صاحب کو شاید معلوم نہیں ۔

مسٹر سپیکر : ذاتی بات کرنے کی ضرورت نہیں ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ۔ صاحب علم لوگ اپنے علم کا اظہار نہیں کیا کرتے ۔ مسعود صاحب بھی ڈاکٹر ہیں اور دوسروں کو جاہل سمجھتے ہیں ۔ ان کو اس کا حق حاصل ہے لیکن وہ ہر تقریر کے بعد یہ کہتے ہیں کہ ان کو یہ معلوم نہیں ۔ وہ شاید فزیوتھراپک کے ماہر ہیں ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب ! دراصل بات یہ ہے کہ وہ اس مرحلے سے گزر چکے ہیں ان کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا ۔

سید تابش الوری : ان کا مفہوم تو یہ ہے کہ وہ خود ڈاکٹر ہو گئے ہیں ۔ کوئی بڑے سپیشلسٹ ہو گئے ہیں ۔ آپ کو معلوم ہے کہ میں نے اپنی تحریک التوائے کار میں فزیوتھراپک کو استعمال کیا ہے ۔ اگر اردو ان کو اتنی بھی نہیں آتی تو اردو سیکھنے کے متعلق توجہ دینی چاہئے ۔ انہیں نہ تو انگریزی آتی ہے نہ ہی اردو آتی ہے ۔ اور پھر اپنے آپ کو ماہر ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اقتدار آنی جانی چیز ہے ۔ انہیں دوسروں سے وہی سلوک کرنا چاہئے جس سلوک کے یہ متمنی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : مگر وزیر متعلقہ کے اس بیان کے مطابق کہ جیل میں

انہیں تسلی بخش علاج پہنچایا جا رہا ہے۔

سید تابش الوری : یہ غلط ہے۔ اس کے متعلق یہ دو صفحوں کا خط ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ ان کی زندگی کو خطرہ ہے۔ انہیں کوئی علاج کی سہولت فراہم نہیں کی جا رہی۔ آپ اس کی تحقیقات کروائیں۔

Mr. Speaker : I hope the Minister will look into it.

سید تابش الوری : یہ جناب والا۔ پیپلز پارٹی کے باقی رکن کے ساتھ اس قسم کا سلوک کیا جا رہا ہے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

مسٹر سپیکر : سید غلام عباس بخاری صاحب تشریف نہیں لائے۔ ان کی ایک بڑی اہم قرارداد تھی۔ مسٹر محمد اکرم اعوان۔

تحصیل خوشاب کے دامن پہاڑ میں واقع مواضعات کو لفٹ کے ذریعے حکومت کے آبپاشی کے انتظامات

ملک محمد اکرم اعوان : جناب والا۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ تحصیل خوشاب کے دیہات ڈھوکڑی سے لے کر کٹھہ سکھرال تک دامن پہاڑ میں واقع مواضعات کے رقبہ جات سیراب کرنے کے لئے حکومت لفٹ کے ذریعے آبپاشی کا انتظام کرے۔

مسٹر سپیکر : یہ قرارداد پیش کی گئی ہے :

کہ تحصیل خوشاب کے دیہات ڈھوکڑی سے لے کر کٹھہ سکھرال تک دامن پہاڑ میں واقع مواضعات کے رقبہ جات سیراب کرنے کے لئے حکومت لفٹ کے ذریعے آبپاشی کا انتظام کرے۔

ملک محمد اکرم اعوان : جناب والا ! اس بارے میں میں یہ گزارش کروں گا کہ تحصیل خوشاب مجموعی طور پر ایک پس ماندہ علاقہ ہے اور دامن پہاڑ کے دیہات خاص طور پر پسماندہ ہیں کیونکہ وہاں آبپاشی اور آبنوشی کا کوئی نظام نہیں ۔ اس وجہ سے وہاں کے باشندوں کی معاشی حالت ابتر ہو چکی ہے ۔ بارہا پچھلی حکومتوں کے زمانے میں بھی ہم لوگوں کے نمائندے یہاں آواز اٹھاتے رہے ہیں کہ اس سکیم کو وہاں لاگو کیا جائے تاکہ ملکی پیداوار بڑھے ، عوام کا فائدہ ہو لیکن افسوس ہے کہ سابقہ استحصالی یا جاگیردارانہ حکومتوں نے ان غریب عوام کے ان مطالبات کی طرف کبھی توجہ نہ دی ۔ ۔ ۔ ۔

(اس مرحلہ پر سید قابش الوری کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

۔ ۔ ۔ لیکن آج جب خدا کے فضل سے قائد عوام کی حکومت ہے اور پنجاب میں پیپلز پارٹی کی حکومت ہے جو عوام کی پارٹی ہے ، تو اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے میں نے یہ قرار داد اس ایوان میں پیش کی ہے کہ اس علاقے کی معاشی حالت کو بہتر بنانے کی طرف بھی توجہ دی جائے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر نذر حسین منصور : پوائنٹ آف آرڈر ! جناب والا ! میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی عوام کی پارٹی ہے لیکن جو لوگ حکومت کر رہے ہیں وہ عوام کے نمائندے نہیں ، وہ جاگیردار ہیں ۔

مسٹر چیئرمین : یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ : یہ کوئی سوال نہیں ۔

ملک محمد اکرم اعوان : جناب والا ! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ یہ ایک ایسی سکیم ہے جس کو لفٹ اریگیشن سکیم کا نام دیا جا رہا ہے جس کے ذریعے تقریباً 40 دیہات جو تحصیل خوشاب کا حصہ ہیں ، جہاں پر آبنوشی اور آبپاشی کا کوئی انتظام نہیں ہو سکتا ، ان کے لئے حکومت کوئی انتظام کر دے تو بہتر ہے اس سلسلے میں ہمارے پاس دریائے جہلم کا وافر پانی ہے ۔ وہاں کوئی ڈیم بنانے کی ضرورت نہیں کہ ہم پہاڑوں کا پانی وہاں پر پہنچائیں ۔ بلکہ دریائے جہلم کا وافر پانی ہے جو ٹنوں اور منوں کے حساب سے دریا میں جاتا ہے اور سمندر میں بے کار گر رہا ہے ، ہم چاہتے ہیں کہ

اس پانی سے اس علاقے کی آبپاشی کا انتظام کیا جائے ۔ یہ ناممکن نہیں اور زیادہ اخراجات کا کام نہیں ۔ میرے تمام دوست اہل دل ہیں ، وہ میری اس تجویز کی حمایت کریں گے کہ تحصیل خوشاب کی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے یہ قرار داد پاس کی جائے تاکہ اس کے مطابق عمل ہو اور وہاں کے غریب عوام کو فائدہ ہو ۔

ملک محمد اعظم : جناب سپیکر ! اس میں میری ترمیم ہے ۔ جناب سپیکر میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

> کہ مذکورہ قرار داد کی سطر نمبر 2 میں وارد ہونے والے لفظ "تک" کی بجائے لفظ "اور" ثبت کیا جائے نیز سطر 2 کے الفاظ "واقع" اور "مواضعات" کے درمیان لفظ "دیگر" ایزاد کیا جائے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ ملک محمد اعظم یہ تحریک پیش کرتے ہیں :

> کہ مذکورہ قرار داد کی سطر نمبر 2 میں وارد ہونے والے لفظ "تک" کی بجائے لفظ "اور" ثبت کیا جائے نیز سطر 2 کے الفاظ "واقع" اور "مواضعات" کے درمیان لفظ "دیگر" ایزاد کیا جائے ۔

ملک محمد اعظم : جناب والا ! ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر چیئرمین : جناب جمیل حسین خان منج کی طرف سے ایک اور ترمیم بھی ہے ۔

ملک محمد اعظم : اگر تھوڑا سا پتہ چل جائے کہ مسٹر جمیل حسین خان منج کس قسم کی ترمیم پیش کرنی چاہتے ہیں تو زیادہ بہتر ہو گا ۔

مسٹر چیئرمین : وہ تو تشریف نہیں رکھتے اس لئے ان کی ترمیم پیش نہیں ہو سکتی ۔

ملک محمد اعظم : جناب والا ۔ جیسے کہ آپ کے علم میں یہ بات آ چکی

ہے اور اس معزز ایوان میں بار بار اس بات کو دہرایا گیا ہے کہ تحصیل خوشاب میں خصوصاً کوہستان نمک میں جو دامن پہاڑ کا حصہ ہے ، اس میں پانی کی بہت زیادہ تکلیف ہے ۔ میرے ایک دوست نے آج صبح یہ کہا کہ نام تو اس کا خوش آب ہے لیکن آپ لوگ روز کہتے ہیں کہ وہاں پانی نہیں ملتا ۔ تو میں نے کہا کہ جیسے چوہرجی تین برجوں کے باوجود آج بھی چوہرجی کہلاتی ہے اسی طرح خوشاب کا نام پرانا ہے ۔ اس کا یہ نام کہیں شیرشاہ سوری کے زمانے میں خوشاب رکھا گیا تھا اور آج واقعی وہاں پر پانی نہیں ملتا ۔ جناب والا ۔ یہ جس علاقے کے متعلق ہم نے ذکر کیا ہے یہ علاقہ بے آب و گیاہ ہے اور لفٹ اریگیشن کے ذریعے اس وسیع و عریض رقبے کو سرسبز و شاداب بنایا جا سکتا ہے ۔ اس سے نہ صرف اس علاقے کی ترقی اور خوشحالی ہوگی بلکہ نمک اور صوبے کی زرعی پیداوار میں بھی اضافہ ہو گا ۔ جناب والا ۔ ترمیم کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ کٹھہ سکھڑال کے ساتھ مشرق کی جانب اگر کٹھہ سکھڑال تک اس سکیم پر عمل کیا جائے تو اس سے کئی دیہات مستفید نہیں ہو سکیں گے ۔ اس لئے میرا خیال ہے اور فاضل ممبرک بھی اس سے اتفاق کریں گے کہ اس سکیم سے باقی دیہات کو بھی فائدہ ہونا چاہئے ۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ قرارداد ترمیم شدہ صورت میں منظور فرمائی جائے ۔ شکریہ ۔

مسٹر چیئرمین : کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب والا ۔ میں ذاتی طور پر اس سکیم کے متعلق ، اس علاقے کے متعلق ، اس کی ویرانی کے متعلق ، اس کی زرخیزی کے متعلق بڑا واقف ہوں ۔ میں جناب کی وساطت سے ایوان سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر دریائے جہلم سے لفٹ لگائی جائے تو وہ مقابلتاً بہت زیادہ اخراجات کی حامل ہو گی ۔ اب کالا باغ ڈیم بن رہا ہے ۔ کالاباغ کے مقام سے 8/10 میل اوپر اس کی جو بلندی ہے وہ سوا سات سو فٹ سطح سمندر سے اونچی ہے اور جو علاقہ فاضل ممبر نے فرمایا ہے اس کی سطح سمندر سے بلندی 650 فٹ ہے ۔ اس لئے وہاں لفٹ اریگیشن بمقابلہ irrigation by flow کے مہنگی رہے گی ۔ اگر کالا باغ ڈیم میں سے اس علاقہ کو پانی دیا جائے تو irrigation by flow ہو سکتی ہے ۔ آپ کی اطلاع کے لئے اور اس معزز

ایوان کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ میں نے ایک جامع سکیم تیار کی تھی - چشمہ ہیڈ ورکس بننے سے پہلے میں نے یہ سکیم ایوب حکومت کے سامنے پیش کی - چشمہ کا مقام جو چھوٹا سا گاؤں ہے اور جو ڈیرہ اسماعیل خان کے ضلع میں ہے جس کی وجہ سے اس کا یہ نام رکھا گیا ہے ، وہاں اس کی بلندی سطح سمندر سے 647 فیٹ ہے - میں نے یہ تجویز دی کہ حکومت جو چشمہ پر کروڑہا روپیہ خرچ کر رہی ہے بجائے چشمہ کے مقام کے اگر کالا باغ کے اوپر 10 میل (جہاں اب ڈیم بن رہا ہے) جو سوا سات سو فٹ height above sea level ہے وہاں آپ ڈیم بنائیے - اس پر خرچ بھی کم آئے گا - وجہ یہ ہے کہ وہاں پر دریا صرف چار فرلانگ چوڑا ہے اور وہ بالکل پہاڑوں میں محبوس ہے - کالا باغ کے مقام سے دریائے سندھ میدان میں داخل ہوتا ہے - جناب والا - بلکہ وہاں سے پانچ چھ میل نیچے آتے ہوئے اس کا پاٹ تیرہ میل چوڑا ہو جاتا ہے - اور چشمہ بیراج کے مقام پر بھی تیرہ میل ہے - میں نے کہا کہ جب آپ وہاں دریا کو کنٹرول کریں گے - کم از کم ایک میل ہیڈ ورکس جو weir ہے وہ تیار کریں گے ، جو مقام میں پیش کر رہا ہوں وہاں خرچ کم ہوگا - اس ناقص دماغ میں سے جو چیز نکلی ہے ، کیوں کہ ہم لوگ وہاں کے رہنے والے ہیں - آخر ہم آنکھیں رکھتے ہیں - اللہ نے دماغ دیا ہے - ہم انجینئرز سے کم نہیں انجینئرز کو یہ مغالطہ ہے کہ شاید ہم لوگ یعنی جہاں جتنے ایم - پی - اے اٹھے ہیں ، ان کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ دریا کا پانی نیچے کو جاتا ہے یا اوپر کو -

(قہقہہ ہائے تحسین)

مسٹر چیرمین : کرنل صاحب ویسے آج کل سیاسی انجینئرز زیادہ اہم ہو گئے ہیں -

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جی ہاں - وہ back doors سے گھس آئے ہیں - گزارش یہ ہے کہ میں آپ کی سمع خراشی بالکل مختصر کروں گا وہ میری سکیم جو تھی کہ صرف نصف میل دریا پر weir بنانا ہوگا مقابلتاً بہت کم خرچ رہے گا - اور چشمہ بیراج پر ہمیں diversion spurs کا پل بند دیگر بے شمار بند ایک میل لمبا weir اس سلسلے میں ہمیں بنانے پڑیں گے دس گنا زائد خرچ ہوگا - میں نے کہا کہ کالا باغ پر اتنے نہیں

بنانے پڑیں گے کیوں کہ خود بخود دریا کو ، پہاڑ line up کر رہے ہیں اور محبوس کئے ہوئے ہیں ۔ لیکن انہوں نے ہماری سکیم ڈراپ کر دی ۔ اس لئے کہ میں اپوزیشن سے تعلق رکھتا تھا ۔ میں ایوب خان کی حکومت کے برخلاف تھا اور جناب والا ۔ میں مادر ملت کے ساتھ تھا ۔ انہوں نے بولا کہ یہ کہاں سے انجینئر نکل آئے ہیں ۔ انہوں نے کروڑہا روپیہ ، دس گنا روپیہ خرچ کر دیا ۔ اور اس سکیم کو ، جو میں نے ایک قیمتی سکیم دی تھی اس کو رد کر دیا ۔ ابھی ایک ٹیکنیکل پوائنٹ میں اور عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ کہ کالا باغ ہر نیچے جو بنیاد ہے ، وہاں راک (چٹان) ہے ۔ کیوں کہ پہاڑ دونوں طرف ہیں ۔ نیچے بھی پہاڑ ہے ۔ اور چشمے کے موقع پر نیچے کوئی راک نہ تھی جو کہ اشد ضروری چیز ہے جب رسول ہیڈ پر بجلی گھر بنا تو جناب والا ۔ دو کروڑ روپیہ صرف ہوا ، ابھی سستا زمانہ تھا ، پانچ روپے اور چار روپے من گندم بک رہی تھی اور دو کروڑ روپیہ خرچ ہوا اس کی بنیاد کے نیچے چونکہ راک نہیں تھی ۔ وہ پھٹ گیا تھا ۔ اگر وہاں کے صاحبان بیٹھے ہیں تو انہیں معلوم ہے اور ایک مشہور واقعہ ہے ۔ چنانچہ بنیاد کے لئے راک ہونی ضروری ہے ۔ میں نے بولا کہ اگر کالا باغ میں ڈیم بناؤ گے ، تو وہاں راک موجود ہے ۔ یہاں پر راک نہیں ہے ۔ آپ کو بنیاد بہت نیچے لے جانی پڑے گی ۔ چنانچہ ان سب باتوں کو انہوں نے بالکل چھوڑ دیا اور اب گزارش یہ ہے کالا باغ پر ڈیم بن رہا ہے ۔ وہاں سے بڑی بھاری نہر نکل سکتی ہے ۔ میانوالی تحصیل کا دامن پہاڑ کا رقبہ سیراب کرتی ہوئی خوشاب تحصیل میں وہ داخل ہو گی اور وڑچھ کٹھہ سکھرال ، دلیوال اور اس سے آگے تک پنڈ دادان خان تک وہ سیرابی کرے گی ۔ پنڈ داد خان کے راجہ سکندر خان یہاں بیٹھے ہیں ۔ وہاں تک by flow جاتی ہے ۔ میں height above sea level کے حساب سے اور ہر لحاظ سے اپوزیا کو جانتا ہوں ۔ میں مکمل واقف ہوں ۔ گزارش یہ ہے کہ اگر یہ ریزولیوشن اس طرح سے بھی پاس کر دیا جائے کہ جناب والا ۔ جو کالا باغ ڈیم بن رہا ہے ، اس میں سے نہر نکالی جائے اور by flow اس کی سیرابی ہو جو کہ میانوالی تحصیل کے علاقے کو سیراب کرتی ہوئی تمام خوشاب تحصیل کے دامن پہاڑ کو سیراب کرے گی اور by flow اور وہ سستی رہے گی ۔ ڈیم خود بخود بن رہا ہے اس سے ایکسٹرا (فالتو) خرچ نہ ہو گا ۔ جس پوائنٹ

سے دیکھیں ، ٹیکنکل پوائنٹ سے دیکھیں ، اکنامیکل پوائنٹ سے دیکھیں ، جس طریقے سے دیکھیں ۔ جناب والا ۔ وہ بہترین سکیم ہے اور ہمارے پاس چار لاکھ کیوسکس سے لے کر آٹھ لاکھ کیوسکس تک دریائے سندھ میں پانی چلتا ہے جو کہ سمندر کی نذر ہو جاتا ہے ۔ جہلم کے متعلق مجھے ابھی شکوک ہیں کہ وہاں پانی تھوڑا ہے اور دریائے سندھ میں پانی وافر ہے ۔ گورنمنٹ ڈیم بنا رہی ہے ۔ ڈیم کو بھی پانی پورا کرے گا اور اس میں سے نہر بھی نکلے گی جو میانوالی تحصیل دامن پہاڑ سے خوشاب تحصیل اور پنڈ دادن خان کو by flow سیراب کرے گی ۔ میری یہ ترمیم سمجھ لیں و میری تجویز سمجھ لیں ۔ آپ کی خدمت اور آپ کی وساطت سے ہاؤس کی خدمت میں یہ گزارش ہے ۔

مسٹر چیرمین : کرنل صاحب ، اگر آپ چاہتے ہیں تو اپنی یہ ترمیم تحریری صورت میں بھجوا دیجئے تاکہ اس قرارداد میں شامل ہوجائے ۔ سردار صغیر احمد ۔

سردار صغیر احمد : جناب سپیکر ۔ میں جناب ملک محمد اکرم اعوان کی قرارداد کی پرزور حمایت کرتا ہوں اور ساتھ اس ترمیم کی بھی جو جناب ملک محمد اعظم صاحب نے اس قرارداد میں پیش کی ہے ۔ جہاں تک اس علاقے کی زمین کا تعلق ہے میں سرگودھا کا باشندہ ہونے کی حیثیت سے آپ کی خدمت میں یہ عرض کرسکتا ہوں کہ یہ ایک وسیع و عریض نہایت زرخیز زمین کا علاقہ ہے ۔ لیکن پانی کی قلت کی وجہ سے وہاں کے لوگ پس ماندہ ہیں اور ان کی خوش حالی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ہم اس علاقے کی زمینوں کو آباد کرنے کے لئے پانی مہیا نہ کریں ۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس علاقے کو پانی دریائے سندھ سے دیا جائے یا دریائے جہلم سے ، یہ ایک تکنیکی مسئلہ ہے جس پر ہمارے ماہرین غور کریں گے ۔ لیکن جہاں تک اس علاقے کو پانی مہیا کرنے کا تعلق ہے ، یہ اشد ضروری ہے ۔ اور یہ ایک عوامی مطالبہ ہے ۔ جناب کرنل اسلم نیازی نے اپنی ایک تجویز کا ذکر کیا جو انہوں نے اس دور میں پیش کی تھی جب یہاں ایک فوجی آمر کی حکومت تھی اور کرنل صاحب اپوزیشن کے ممبر تھے ۔ کرنل صاحب نے کہا کہ میری اس تجویز کو درخوراعتنا نہ سمجھا گیا ۔ جناب والا ۔ میں جناب کرنل

صاحب کو آپ کی وساطت سے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت کی حکومتوں کا منشا نہ ہوا کرتا تھا کہ عوام کی بھلائی کے لئے کوئی کام کریں۔ اس وقت جو بھی منصوبے بنتے تھے ان کے ٹھیکیداران کے بڑے بڑے آدمیوں کو روپیہ کس طرح ملتا ہے اور اس ملک پر جو قرضوں کا بار ڈالا گیا، باہر سے اربوں روپے لے کر یہاں منصوبے مرتب کیے ہیں، وہ تمام کا تمام بار اس ملک کی غریب قوم پر ہے اور آج تک ہم اس کا سود تک ادا نہیں کر سکے۔ غریب عوام کے لئے ان تمام منصوبوں کی افادیت نہ تھی۔ افسوس ہے، کرنل صاحب اپنے چار سال کے عرصے میں اگر یہ تجویز اس عوامی دور میں پیش کرتے تو مجھے توقع تھی کہ اس تجویز پر آج کچھ نہ کچھ کام ضرور ہو گیا ہوتا۔ کیونکہ آج کی حکومت، آج کے دور کا منشا غریب عوام کی بھلائی ہے، انہیں اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا اور ان کے حالات بدلنا ہے۔ جناب والا۔ اس ایوان میں چار سال سے آپ بھی عینی شاہد ہیں، اور میں بھی دیکھ رہا ہوں۔ کہ وہی بات ہوتی ہے، جو غریب عوام کی بھلائی کے لئے ہو۔ جو عوالناس کی بھلائی کے لئے ہوتی ہے۔

مسٹر چیرمین: سردار صاحب۔ آپ اپنا مشاہدہ بیان کریں، میری شہادت نہ لیجئے۔

سردار ضمیر احمد: جناب والا۔ شاہد تو آپ بھی ہیں۔ میں آپ پر یقین رکھتا ہوں کہ آپ بھی شاہد ہیں۔ لیکن اس ایوان میں اب ان لوگوں کی بات نہیں ہوتی۔ اس لئے میں اپنے بیان کرنے، لوزی سے درخواست کروں گا کہ وہ اس بات کا گلہ نہ کریں کہ اس دور میں کیوں ایک مفید سکیم کو شرف قبولیت نہ بخشا گیا۔ کیونکہ ان لوگوں کی منشا یہ نہ تھی۔ میں تو یہاں تک جانتا ہوں کہ ہمارے اس وقت کے حکمران لوگ اپنے علاقوں میں تو جہاں کے وہ رہنے والے ہوتے تھے، سڑکیں تعمیر نہیں کیا کرتے تھے۔ اپنی مجلسوں میں ان کا جواز یہ ہوتا تھا کہ ہم اس لئے سکول اور سڑکیں تعمیر نہیں کراتے تاکہ غریب عوام کے بچے کہیں تعلیم حاصل نہ کرلیں۔ جب وہ تعلیم حاصل کرلیں گے تو وہ ہمارا سامنا کریں گے اور ہمارے برابر ہو جائیں گے۔ کیا آپ ان سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اس دامن چوڑ کے علاقے کو آباد کرکے وہاں کے غیور اور جاہد لوگوں کو اپنے مقابلے میں کھڑا کرلیں۔

جناب کرنل صاحب، آپ کو یہ توقع نہیں رکھنی چاہئے تھی اس لئے آپ کی وہ تجویز اس وقت منظور نہ ہوئی اور مجھے توقع ہے، میں اپنے فاضل وزیر آبپاشی کو جانتا ہوں، مجھے اس بات کا علم ہے اور میں چاہتا ہوں کہ وہ اپنی زبان سے اس بات کا اعلان کریں، کرنل صاحب کے کہنے سے پہلے ملک محمد اکرم اعوان کی تجویز سے پہلے جناب وزیر آبپاشی نے اس علاقے کے لئے سکیم بنانے کا حکم دیا ہوا ہے اور اس کا سروے ہو رہا ہے۔ مجھے اس بات کا ذاتی علم ہے۔ انہوں نے پنجاب کے کونے کونے میں، جہاں بھی آبپاشی کی توسیع ہو سکتی ہے، وہاں اپنے محکمے کو حکم دیا ہے۔ اس طرح میرے علاقے میں بھی، چونکہ محکمے کے لوگ میرے پاس پہنچے تھے۔ جناب والا۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اس قرارداد کی مع اس ترمیم کے جو ملک محمد اعظم صاحب نے پیش کی ہے، پرزور تائید و حمایت کرتا ہوں۔ شکریہ۔

مسٹر چیئرمین: رائے سخاوت علی خان۔

رائے سخاوت علی خان: جناب سپیکر! میں جناب ملک محمد اکرم اعوان کی قرارداد کی حمایت کروں گا کہ انہوں نے جو حالات بیان کئے ہیں واقعی تحصیل خوشاب کے لوگ نہایت پسماندہ ہیں۔ یوں تو ہر جگہ کے زمیندار جو دیہاتوں میں رہتے ہیں اور جن کا دیہاتوں سے تعلق ہے جہاں لوگ آسانی سے پانی حاصل نہیں کر سکتے پسماندہ ہیں اور زمینداروں کا تو تعلق ہی پانی سے ہوتا ہے جہاں پانی کی قلت ہو۔ اور آسانی سے اس بنجر و دق صحرا کو شادمانی میں تبدیل کیا جا سکتا ہو تو کیوں نہ حکومت اس جانب توجہ دے اور ہمیں پورا پورا بھروسہ ہے کہ پیپلز پارٹی جب سے برسر اقتدار آئی ہے بہت سے ریگزاروں کو ہم نے سرغزاروں میں بدلا ہے۔ ایسے ہی علاقہ بہاولپور کا ہے اس کو بدلا جا رہا ہے تحصیل خوشاب کی اتنی بری حالت ہے کہ دور دور تک پینے کا پانی تک نہیں ملتا۔ دریائے جہلم کے قریب ہونے وجہ سے یہاں سے آسانی کے ساتھ اس کو لفٹ کے ذریعے سے سیراب کیا جا سکتا ہے۔ لہذا میں اس قرارداد کی پر زور الفاظ کے ساتھ حمایت کروں گا کہ یہاں لفٹ لگا کر دریائے جہلم کے پانی کے ساتھ اس کو شاداب کیا جائے اور خوشاب کو اس کے نام کے مطابق بنایا جائے۔

جناب کرنل صاحب جنہوں نے ایک نظریہ پیش کیا ہے کہ فلاں جگہ کے متاق feasibility report بالکل نا ممکن ہے ۔ ان کا مدعا ہے کہ پانی دور سے نہیں آ سکتا اور بلندی سے ہی پانی آ سکتا ہے ۔ کوہ ہمالیہ سال ہا سال سے اپنی جگہ موجود ہے اس کی بلندی سے پانی کالا باغ کو پہنچ جاتا ہے لیکن بد قسمتی کی بات ہے کہ باحیثیت عوام کے راہنما ہونے کے کرنل صاحب کی نظر میں ہمیشہ سے کالا باغ کے سوا اور کوئی جگہ نہیں آتی اور نہ ان کو وہاں کے غریب عوام نظر آتے ہیں ۔ میں ان الفاظ کے ساتھ کہ تحصیل خوشاب کی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے دریائے جہلم سے پانی بذریعہ لفٹ پہنچایا جائے اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین : اس سے قبل کہ میں اگلے مقرر کو تقریر کے لئے کہوں میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ملک اعظم صاحب بھی موجود ہیں ۔ خوشاب کی وجہ تسمیہ کیا ہے یعنی آپ کا کہنا یہ ہے کہ وہاں پانی نہیں ہے اور نام اس کا خوشاب ہے ۔ حالانکہ اس کو تو کم آب ہونا چاہئے تھا ۔

ملک محمد اعظم : آپ درست فرما رہے ہیں سنا ہے کہ شیر شاہ سوری ادھر سے آیا تھا اور انہوں نے کہا تھا ۔ ۔ ۔ ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : سنا کیا ہے ؟ میں عرض کرتا ہوں ۔ شیر شاہ سوری کی بات ہے شیر شاہ عظیم بادشاہ تھا ۔

مسٹر چیئرمین : آپ شیر شاہ والا شعر سنانا چاہتے ہیں ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : میں عرض کرتا ہوں کہ جس وقت ہمایوں کے پیچھے شیر شاہ کی فوجیں چلی آ رہی تھیں ہمایوں بھاگتا ہوا خوشاب کے پتن سے گزرتا ہوا جب تھل میں گیا اور وہاں سے سندھ سے ہو کر ایران چلا گیا تو جس وقت خوشاب شیر شاہ سوری کی فوجیں پہنچیں تو پیچھے پانی خراب تھا ۔ انہوں نے خوشاب میں دریائے جہلم کا پانی آ کر پیا تو وہ خوب ٹھنڈا پانی تھا تو اس پر شیر شاہ نے کہا کہ "خوش آب" تو اس پر جناب والا خوشاب کا نام پڑ گیا ۔

ملک محمد اعظم : میں بھی تو یہی بتا رہا تھا ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب والا ! یہ تو کہہ رہے تھے کہ سنا ہے میں نے تو وثوق سے بتایا ہے ۔ اور واہ سیمنٹ فیکٹری کے مقام پر اسی طرح شہنشاہ جہانگیر پہنچا تو پیچھے ذرا ریگستان اور پنڈی کی روکھی سوکھی ڈھیریاں تھیں اور وہاں واہ کا ایک چھوٹا سا نالہ ہے اس کی وجہ سے شاداب علاقہ تھا تو وہاں اس کے منہ سے نکل گیا واہ ۔ ۔ ۔ واہ تو جناب اس کا نام واہ پڑ گیا ۔

آوازیں : واہ ۔ ۔ ۔ واہ ۔ ۔ ۔

مسٹر چیئرمین : شکریہ ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : تو یہ یوں ہوتا ہے جناب یہ بادشاہوں کی باتیں ہیں ۔ مگر اب ان بیچاروں کو قریب رو رہی ہیں اور ان کے مزاروں کی حالت زار پر ہندوستان میں پرسان حال کوئی نہیں ۔ تو ہم ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں کہ اللہ انہیں غریق رحمت کرے ۔ انہوں نے اسلام کا ڈنکا بجایا تھا ۔

مسٹر چیئرمین : مسٹر نذر حسین منصور ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب سپیکر ۔ پیپلز پارٹی کے ممبرز رکن کی یہ قرارداد اس میں ایک دوسرے ممبرز رکن کی پھر ایک ترمیم اور اس میں جناب کرنل محمد اسلم خان نیازی صاحب کی تجویز پھر ایک زبانی ترمیم اور اس کے بعد جناب سردار صغیر احمد کی موضوع سے ہٹ کر تعریف و توصیف تو میں آپ کی وساطت سے یہ بتا دوں کہ جہاں تک اس قرارداد کا تعلق ہے میں اس کی اصولی طور پر مخالفت نہیں کر سکتا ۔ اس لئے جو قرارداد یا کوئی ایسا قدم جو حکومت عوام کے لئے کاشتکاروں کے لئے یا غریبوں کے لئے اٹھاتی ہے ہم اس ملک کے شہری ہونے کی حیثیت سے اس کی مخالفت نہیں کر سکتے ۔ ان لوگوں کو لفٹ کے ذریعے سے پانی ملنا چاہئے اور یہ پاکستان کے زرعی اور معیشی مفاد میں ہے اور سکرال وہ علاقہ ہے جیسا کہ ملک اعظم صاحب نے بتایا ہے وہاں آب پاشی ہونی چاہئے یہ ایک اچھی چیز ہے ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی مجھے یہ رنج سے کہنا پڑتا ہے کہ جہاں تک اس طرف کے حکومت کے وزراء کا تعلق ہے انہوں نے اس طریقے سے

بجٹ کی بحث کے دوران اس کا ریکارڈ گواہ ہے وہ آپ پڑھ لیں - کبھی یہ کہتے ہیں ہم یہ کر رہے ہیں اور وہ کر رہے ہیں - ہم نے ریگزاروں کو مرغزاروں میں بدلا ہے لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اگر ان کی بجٹ کی تقاریر نکلوا کر آپ دیکھیں اور آپ اس بات کے گواہ ہیں کہ بجٹ کی تقاریر کے دوران اتنی سڑکیں بنانے کے لئے کتنے پل بنانے کے لئے کہا گیا - اس طرف سے اتنے مطالبے آئے اور میں نے اس وقت بھی کہا تھا کہ یہ بھٹو یا پارٹی کے بس کی بات نہیں ہے یہ لوگ سراپا مطالبات بن چکے ہیں - سراپا مسائل بن چکے ہیں - حالانکہ قوم ان سے توقع کرتی تھی کہ یہ مسائل کا حل ڈھونڈیں گے یہ خود مسائل بن چکے ہیں مسائل کو مزید جنم دے رہے ہیں تو میں کہوں گا کہ اگر آپ لوگ کہتے ہیں کہ ریگزاروں کو مرغزاروں میں بدلا ہے اصولی طور پر ایک طرف آپ ان کی تقریر نکلوا کر دیکھیں انہوں نے اتنے مطالبات کئے ہیں اتنی پسماندگی کا رونا رویا ہے اتنی سڑکوں کا مطالبہ کیا ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کی تقریر پاکستان یا پنجاب کے مالی وسائل - - - -

رانے مخاوت علی خان : پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا ! جناب نذر حسین منصور صاحب جو کچھ فرما رہے ہیں - میں نے تو ہمیشہ یہ کہا ہے کہ پچھلی حکومتوں میں کچھ بھی نہیں کیا گیا - ہماری بہتری کے لئے جو کچھ کیا گیا ہے پیپلز پارٹی نے کیا ہے - لیکن جہاں پر میں نے یہ کہا ہے کہ یہ سب کچھ بہت اچھا ہے وہاں میں نے یہ بھی کہا ہے کہ مزید کی ضرورت ہے یہ میں نے کبھی نہیں کہا کہ ہمارے تمام مسائل حل ہو گئے ہیں - ہم ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ کچھ حل ہو گئے ہیں اور کچھ ہو جائیں گے -

مسٹر نذر حسین منصور : جناب والا ! میرا اعتراض بنیادی طور پر یہ ہے کہ ان کے بیانات میں تضاد ہے - یہ میں تضاد ثابت کر رہا ہوں کہ ان کے یہ متضاد بیانات صوبے کی خدمت نہیں کر سکتے - اپنی پارٹی کی خدمت اس طرح نہیں ہو سکتی اس لئے اس سلسلے میں یہ ضروری ہو گیا تھا کہ یہ امر میں زیر بحث لاؤں - میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان میں آئے ہوئے چار سال ہو چکے ہیں - مجھے کوئی ایک بھی

قرارداد آپ بنا دیں جو کسی پرائیویٹ ممبرز ڈے پر کسی ممبر کی طرف سے مفاد عامہ کے لئے آئی ہو اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ 99% جو اس ایوان میں صرف پاس کی گئیں ایسی قراردادیں ہیں اس کے بعد نہ صوبائی حکومت نے کبھی اس کا نوٹس لیا اور نہ ہم نے کبھی یہ سنا ہے کہ مرکزی حکومت نے اس پر غور کرنے کی کبھی کوشش کی ہو۔ میں یہ کہتا ہوں اس صوبائی حکومت کو قائم ہوئے ہوئے چار سال گئے ہیں اور پیپلز پارٹی کی حکومت کو چار سال سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا ہے اگر لفٹ کے ذریعے وہاں کا رقبہ سیراب ہونا ضروری تھا تو ممبران چار سال سے کہہ رہے ہیں۔ لیکن اس حکومت نے جس کو پچھلی صوبائی حکومتوں سے بڑے امتیاز کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے اور بڑی تعریف و توصیف کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ اگر اتنا بھی یہ حکومت کام نہیں کر سکتی تو پھر ایسی قراردادوں کو لانا محض ایوان کا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہو گا۔ چار سال کی تاریخ میں آپ دیکھ لیں پرائیوٹ ممبر ڈے میں جو قراردادیں آئی ہیں ان کا کیا حشر ہوا ہے اور اس کا بھی یہی حشر ہو گا۔ میں نہیں سمجھتا کہ صوبائی حکومت یا صوبائی وزراء نے اپنے اندر کوئی تبدیلی کر لی ہے اور جو مفاد عامہ کا کردار ہے اس میں کونسی ایسی تبدیلی آئی ہے کونسا ایسا انقلاب آیا ہے۔ ان کی کونسی سوچ بدل گئی ہے۔ بات تو وہی ہے پھر ہم کس طریقہ سے توقع کرتے ہیں کہ اس قسم کی قرارداد جس کا مفاد عامہ سے تعلق ہے ان کی پذیرائی ہو سکے گی۔ میں نے آخر میں یہ گزارش کرنی ہے کہ قراردادوں نعروں یا مختلف تجاویزوں کو سامنے رکھ کر سردار صفیر صاحب کی اس طرح سے پولیٹیکل expliotation کرنا کہ یہ عوامی حکومت ہے وہ جاگیرداروں کی حکومت تھی، ان گھسے پٹے موضوع سے قوم بھی اب تنگ آ چکی ہے۔ اور محب وطن افراد تنگ آ چکے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس قسم کی رسومات کو بالکل بند ہونا چاہئے کہ پیپلز پارٹی کی صوبائی حکومت اس بات کی ذمہ دار ہے۔ باوجود اتنی تقریروں کے عوام ان پر یقین نہیں کرتے۔ نہ ان کی تقریر میں کوئی ادبیت ہے نہ کوئی سیاست ہے نہ اس میں کسی قسم کا کوئی عملی قدم ہے بس صرف یہ کہتے رہتے ہیں وہ پہلی حکومتیں تھیں۔ میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ جو پہلی حکومتیں تھیں ان کے ایم۔ پی۔ اے اور آپ کے

ایم - پی - اے کے کردار میں کونسا فرق ہے - اگر ایم - پی اے کے کردار میں صوبائی وزراء کے کردار میں سنٹرل وزراء کے کردار میں ان کے ذاتی کردار میں ، ان کی ذاتی زندگی میں کوئی واضح تبدیلی نہیں ہے اگر اس وقت بھی الٹر کانٹینینٹل ، کمرشل کلب ، جم خانے اگر ان سے آباد تھیں تو آج ان کو کون آباد کر رہا ہے - اس وقت بھی اگر یہ ریس کلب ، یہ مرسیڈیز گاڑیاں ان بازاروں کی رونق تھی تو آج ان بازاروں میں رونق کس کے دم سے آباد ہے - اگر شراب اس وقت تھی ، اور یہ جام اور یہ صراحی ، یہ محفلیں آج کس کے دم سے آباد ہیں - اور اگر اس وقت غریب کو پولیس لوٹتی تھی ، رشوت لیتی تھی تو آج میں آپ کا ریکارڈ بھی ثابت کرتا ہوں - آج بھی یہی حال ہے - آپ بھی جانتے ہیں کہ مسائل اتنے بڑھ چکے ہیں کہ ان کے بس کا روگ نہیں ہے - جناب والا - میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور ساتھ ہی یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ قرارداد جو پیپلز پارٹی کی قرارداد ہے ہم اس کی حمایت کرتے ہیں لیکن ان کا وہ حشر نہ کریں جو پہلی قراردادوں کا کرتے رہے ہیں - از راہ کرم اس معزز ایوان کے تقدس کو عوام کی نظروں میں برقرار رکھنے کیلئے کوئی واضح اور مثبت فیصلہ کریں۔ (شکریہ)۔

Chaudhary Muhammad Yaqoob Awan : Sir, I would take this opportunity in supporting the resolution put in by my Hon'ble Friend Malik Muhammad Akram Awan. As regards the amendments suggested verbally and orally by Col Muhammad Aslam Khan I would say that it may be a feasible proposition but it is not a practical one because the digging out of a canal from hilly area is so massive a task that it will not be implemented even during the next fifteen to twenty years and the arguments given by my learned friend Malik Muhammad Akram Awan obviously prove and establish that it would provide a speedy solution for the development of that area and for purpose of irrigation of that area. Although it may be expensive to some extent but it will not be more expensive than that alternate method or alternate scheme which has been suggested by Col Muhammad Aslam Khan. I would, therefore, suggest that the resolu-

tion of Malik Muhammad Akram Awan should be considered in disregard of the amendments or the alternate scheme proposed by Col Muhammad Aslam Khan. Secondly Sir, Mr. Nazar Hossain Mansoor our Member from the Opposition has pointed out that there is no implementation of the resolutions. I agree with him but I must say that if Malik Muhammad Akram Awan and other people who share the same idea if they try to get some relief through methods other than those on Assembly level then a resolution of the Assembly will be a strong arguments in their favour and as such I think the passage of this resoultion in the Assembly will not go in vain. With these brief remarks I support the resolution of Malik Muhammad Aram Awan and I thank the Chair for providing me this opportunity to say some thing on the resolution.

چوہدری محمد اشرف : جناب سپیکر ۔ یہ قرارداد جو ملک محمد اکرم اعوان صاحب نے اس معزز ایوان میں پیش کی ہے ۔ میں اس کی پر زور تائید کرتا ہوں ۔ اور اس بناء پر حمایت کرتا ہوں کہ اگر اس پر صوبائی حکومت کم از کم تھوڑا بہت ہی دھیان کرے اور اس پر اگر کوئی عملی قدم اٹھائے تو ہم اس حکومت کے مشکور ہوں گے کیونکہ اس علاقہ کے لوگوں کے لئے یہ فائدہ مند ثابت ہوگا ۔ جناب سپیکر ۔ یہاں پر کرنل صاحب نے فرمایا کہ میں نے اس پر اظہار خیال پچھلی حکومت کے وقت بھی کیا تھا اور اگر اس پر غور کیا جاتا تو آج تک یہ مسئلہ ضرور حل ہو گیا ہوتا لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ کرنل صاحب بڑا اچھا ذہن رکھنے والے معزز رکن ہیں اور اگر انہیں یہ امید ہوتی کہ یہ عوامی حکومت یا صوبائی حکومت ان کی قرارداد پر عمل کرے گی تو وہ ضرور اس بات کا ذکر کرتے اور صوبائی حکومت کے سامنے یہ مسئلہ اٹھاتے لیکن انہیں بھی امید نہیں تھی کہ موجودہ صوبائی حکومت اس پر عمل درآمد کرے گی ۔ اب میں امید کرتا ہوں کہ موجودہ وزیر اعلیٰ صاحب ضرور اس پر کوئی نہ کوئی قدم اٹھالیں گے اور اگر وہ تھوڑا بہت بھی کریں تو موجودہ حکومت ایک بڑا کام کرے گی اور دو چار سال کے بعد ممکن ہے لوگ اس سے مستفید ہو سکیں اس کے ساتھ

ساتھ میری گزارش ہو گی کہ اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کرنے کے ساتھ اس پر کوئی عملی قدم اٹھایا جائے۔ تا کہ اس علاقہ کے لوگوں کو فائدہ ہو سکے اور اس کے بعد میں اس قرارداد کی پر زور حمایت کرتا ہوں۔ شکریہ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا۔ اس قرارداد کا تعلق میرے محکمہ سے تھا، یہی وجہ ہے کہ میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ حکومت کی طرف سے بھی جو نقطہ نظر ہے اس کو پیش کروں، جیسا کہ جناب والا۔ کو معلوم ہے ہمارے وسائل محدود ہیں اور مسائل لا تعداد ہیں، ہر حکومت کو یہ چیز ورثہ میں ملتی ہے کہ وہ جتنے بھی زیادہ سے زیادہ کام کرے۔ پھر بھی سارے عوام یا تمام ممبران اسمبلی کو مطمئن کرنا اس کے بس کا روگ نہیں ہے میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ اس عوامی حکومت کے برسر اقتدار آنے سے پہلے 1970-71ء میں میرے محکمہ آبپاشی کا بجٹ مشکل سے تین کروڑ روپے ہوتا تھا اور اس سال یہ بجٹ ساڑھے 27 کروڑ روپے ہے۔ جناب والا۔ 9 سو فیصدی اضافہ ہوا ہے۔ آخر یہ سارا کچھ کہاں جاتا ہے ڈیویلپمنٹ کے کاموں پر ہی خرچ ہوتا ہے۔ مجھے اس بات کا دکھ ہے کہ میرے بعض دوستوں نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ موجودہ حکومت کے دور میں کسی صورت میں کام نہیں ہوا ہے۔ میرے والد صاحب اس اسمبلی کے تیس سال تک ممبر رہے ہیں میرے اور بزرگ بھی اس اسمبلی کے ممبر رہے ہیں مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک بےچارہ۔ ایم۔ پی۔ اے کبھی سفارش کرانے کے باوجود اپنے علاقہ میں دس روپے کی ڈیویلپمنٹ بھی نہیں کرا سکتا تھا اور اب صورت حال یہ ہے کہ پیپلز ورکس پروگرام کے تحت اگر ہم ایمانداری سے اور خلوص دل سے کوشش کریں تو کافی حد تک اپنے حلقہ نیابت کے چھوٹے چھوٹے کام پیپلز ورکس کونسل کے تحت کرا سکتے ہیں۔ جو موجودہ حکومت نے شروع کی ہیں۔

جناب والا۔ جو ممبر سو روپے خرچ نہ کرا سکتے تھے اب وہ پانچ پانچ، اور دس دس لاکھ روپے پیپلز ورکس پروگرام کے تحت خرچ کراتے ہیں، جس سے غریب لوگوں کے علاقہ کا اچھا کام ہوتا ہے۔ مثلاً کوئی پل ٹوٹی ہوئی ہے سڑک پر مٹی ڈلوانی ہے۔ کہیں اور چھوٹا موٹا گڑھا پر کرنا

ہے اس کے لئے یہ کر سکتے ہیں - جناب والا - یہاں پر میرے بھائی انور حسین منصور نے یہ فرمایا ہے کہ جہاں جو ریزولیوشن پاس ہوتے ہیں ان کی پوزیشن ردی کی ٹوکری میں ڈالنے سے زیادہ نہیں ہوتی ہے - جناب والا - میں دوسروں کے ریزولیوشن کے بارے میں تو کچھ کہہ نہیں سکتا ہوں صرف ان کی خدمت میں اتنی گزارش کرتا ہوں کہ میں نے اس ایوان میں ایک ریزولیوشن پیش کیا تھا جو کہ اس ایوان نے متفقہ طور پر پاس کیا تھا - اس میں یہ کہا گیا تھا کہ ڈیرہ غازی خان میں دریائے سندھ پر غازی گھاٹ کے مقام پر ایک پل تعمیر ہونا چاہئے - مجھے اس بات کی خوشی ہے اور میں اس ایوان کو اس بارے آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ریزولیوشن جناب وزیر اعظم منسٹر صاحب نے منظور فرمایا ہے اور اس بارے میں حکم صادر ہو چکا ہے - اور اس سال اس پل کی تعمیر کے لئے مرکزی حکومت نے فنڈز مہیا کر دئے ہیں ، یہ تو اس ریزولیوشن کی پوزیشن ہے جو کہ میں نے پیش کیا تھا اور یہی پوزیشن دوسرے ریزولیوشن کی بھی ہوتی ہے اور حکومت اپنی طرف سے پورے خلوص دل سے کوشش کرتی ہے کہ عوامی نمائندے جو بھی مطالبہ کریں اسے پورا کیا جائے کیوں کہ یہ پولیٹیکل گورنمنٹ ہے اور اس میں حکومت کی ہمیشہ یہ خواہش ہوتی ہے کہ عوام کی تکالیف کو حل کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کی جائے - وسائل محدود ہیں ، اور ان محدود وسائل کے باوجود بھی وہ عوام کی تکالیف کو دور کرنے کی کوشش کرتی ہے - اس کے علاوہ جناب انور حسین منصور صاحب نے کرنل عبد اسلم صاحب نے نیازی نے بھی تائید کرنے کی کوشش کی ہے - مجھے افسوس ہے کہ چلے کرنل صاحب بیٹھے ہوئے تھے اب وہ تشریف لے گئے ہیں میرے پاس جو بھی فاضل رکن تشریف لائے - کرنل صاحب بھی ان میں سے ایک ہیں اور اپنے علاقہ کی ڈیولپمنٹ سکیموں کے بارے میں مجھے جس طرح روشناس کرایا میں نے ان کے بارے میں اپنے سیکرٹیری کو مسلسل ہدایات جاری کی تھیں اور یہ مجھے خوشی ہے - اگر وہ تشریف رکھتے ہوتے تو وہ بھی اس بات کی تائید کرتے کہ انہوں نے جو بھی سکیم دی تھی ان سکیموں کو میں نے اس سال سالانہ ترقیاتی پروگراموں میں لاکھوں روپے کی سکیمیں میں شامل کر کے منظور کیا ہے ، اور وہ اب اے - ڈی - پی میں آ چکی ہیں ، جناب والا - جہاں تک اس موجودہ قرارداد کا تعلق ہے - اس کے بارے

میں میں صرف اتنی گزارش کرتا ہوں کہ ہمیشہ ہماری حکومت ایم - پی - اے صاحبان کی ہر جائز اور مفاد عامہ کی بات جو وہ حکومت کے نوٹس میں لائے ان پر خصوصی توجہ دی گئی ہے اور مجھے اچھی طرح سے یاد نہیں ہے بہت سی سکیمیں ایسی ہیں جن کی feasibility چیک کرانے کے لئے میں نے اپنے محکمے کو کہا ہوا ہے - اس قرارداد کے بارے میں اتنی یقین دہانی کراتا ہوں کہ اس سلسلہ میں میں نے ایک انفارمیشن اپنے محکمہ سے مانگی تھی ، مجھے یہ اعلان کر کے خوشی ہوتی ہے کہ مجھے اپنے محکمہ سے یہ اطلاع ملی ہے کہ یہ سکیم ان کی قرارداد کے آنے سے پہلے زیر غور ہے اور یہ محکمہ اس پر عمل کر رہا ہے - اور ہم یہ کوشش کریں گے کہ انشاء اللہ العزیز جس قدر ممکن ہو سکے اپنے وسائل کے مطابق اس سکیم پر عمل درآمد کریں ، میں ان الفاظ کے ساتھ اس ایوان کے معزز اراکین کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا ان کا جو بھی حکم اور تجاویز ہوں گی ہم حکومت کی طرف سے ان کو خوش آمدید کہیں گے اور ان پر عمل درآمد کرنے کوشش کریں گے -

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

ملک محمد اعظم : جناب والا - میں گزارش کروں گا اور فاضل محرک بھی اس سے اتفاق کریں گے کیوں کہ ان کا اور میرا حلقہ نیابت ایک ہی ہے اور ہم ایک ہی علاقہ کے رہنے والے ہیں کٹھہ سکھراں کے ساتھ اور جو گاؤں ہیں ، ان کے لئے بھی ضروری ہے کہ اس سے ان کو فائدہ پہنچایا جائے لہذا میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ترمیمی الفاظ میں قرارداد منظور کی جائے -

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

مذکورہ قرارداد کی سطر 2 میں وارد ہونے والے لفظ "لک" کی بجائے لفظ "اور" ثبت کیا جائے نیز سطر 2 کے الفاظ "واقع" اور "مواضعات کے" درمیان لفظ "دیگر" ایزاد کیا جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

یہ قرارداد ترمیم شدہ صورت میں منظور کی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

تحصیل سمندری ضلع لائل پور میں دریائے راوی پر پختہ پل کی تعمیر

مسٹر ناصر علی خان بلوچ : جناب سپیکر ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> اس ایوان کی رائے ہے کہ تحصیل سمندری ضلع لائل پور میں پتن شہالہ یا پتن شیرازہ دریائے راوی پختہ پل تعمیر کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ قرارداد پیش کی گئی ہے :

> کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ تحصیل سمندری ضلع لائل پور میں پتن شہالہ یا پتن شیرازہ دریائے راوی پر پختہ پل تعمیر کیا جائے ۔

مسٹر ناصر علی بلوچ : جناب سپیکر ۔ اس قرارداد کا مطلب ضلع لائل پور ضلع ساہیوال کو قریب ترین راستہ سے ملانے سے ہے ۔ اس کے متعلق میں چند معروضات پیش کروں گا ۔ جناب والا ۔ لائل پور اور ساہیوال کے علاقہ میں دریائے راوی پر ایک پل چیچہ وطنی کے مقام پر ہے اور دوسرا پل ماڑی پتن کے مقام پر بن رہا ہے ۔ لیکن لائل پور سے ساہیوال تک جانے کے لئے جو چیچہ وطنی کے مقام پر ہے اس سے لائل پور اور ساہیوال کا فاصلہ 110 میل بنتا ہے ۔ اور جو دوسرا زیر تعمیر پل ماڑی پتن کے مقام پر ہے اس کے راستہ سے لائل پور اور ساہیوال کا درمیانی راستہ تقریباً 90 میل بنتا ہے ۔ جناب سپیکر ۔ جو قرارداد میں نے پیش کی ہے اس راستہ سے لائل پور اور ساہیوال کا درمیانی راستہ صرف 60 میل بنتا ہے ۔ اس سے ایک پل کی رو سے تقریباً 0 : میل اور دوسری طرف سے 30 میل کا فاصلہ کم رہ جاتا ہے ۔ دوسرے جناب والا ۔ یہ ہے کہ لائل پور اور ساہیوال کو جانے کے لئے ایک پل کے ذریعہ سے پہلے چیچہ وطنی اور پھر ساہیوال جانا پڑتا ہے اور دوسرے پل کے ذریعہ سے پہلے اوکاڑہ اور پھر ساہیوال جانا پڑتا ہے ۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ جو دونوں پل ہیں ان کا درمیانی فاصلہ ڈیڑھ میل ہے اور دونوں اتنے اچھے پتن ہیں اور اتنی اچھی جگہیں ہیں کہ پتن شیرازہ سے

لائل پور اور ساہیوال سے دونوں اطراف سے پختہ سڑکیں مکمل ہونے والی ہیں ، دوسرے نمبر پر جو پل چلے بنا ہوا ہے یا جو اب بن رہا ہے یہ دونوں پتن ان کے درمیان واقع ہیں اور اس مطلوبہ پل کے اردگرد کے لوگوں کو ساہیوال اور لائل پور پر پہنچنے کے لئے کافی لمبا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے ۔ اس ضمن میں میری یہ گزارش ہے کہ حکومت بے شک اپنے انجینئر کو بھیج کر اس کا سروے کرائے اور دونوں پتنوں کو دیکھ کر جہاں مناسب سمجھے پتن شہالہ یا پتن شیرازہ پر پختہ پل تعمیر کیا جائے ۔ یہ مفاد عامہ میں ہے ۔ اس سے فاصلہ کم ہو جائے گا ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : رائے سخاوت علی خان !

رائے سخاوت علی خان : جناب سپیکر ! میں جناب ناصر علی بلوچ کی پیش کردہ قرارداد کی تائید کرتا ہوں کیونکہ لائلپور اور ضلع ساہیوال کے درمیان دریا کا یہ سلسلہ ذرائع آمد و رفت میں بہت بڑی رکاوٹ بنا ہوا ہے ۔ جناب والا ۔ دونوں طرف کی آبادی کے ایک دوسرے کے ساتھ برادری اور دوسری قسم کے گہرے تعلقات ہیں اور ان کو شادی بیاہ میں شامل ہونے کے لئے یا کسی کی مرگ کے وقت دریا کو عبور کرنے میں کئی دقتیں پیش آتی ہیں ۔ مثال کے طور پر میں یہ کہوں گا کہ ماڑی پتن پر جو پل بن رہا ہے اس پل کو کشتی کے ذریعے پار کرنے کے لئے حکومت کی طرف سے 25 پیسے مقرر کئے ہوئے ہیں لیکن وہ ایک روپیہ فی سواری وصول کرتے ہیں حالانکہ دریا میں آج کل پانی بھی کم ہے ۔ جناب والا ! ہماری دریائی آبادی اتنی پسماندہ اور غریب ہے کہ ان کے لئے 25 پیسے بھی ناقابل برداشت ہیں پھر ایک روپیہ تو ہمارے لئے جان لیوا ہے ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اگر یہ پل بن جائے تو اس سے ایک تو ضلع ساہیوال اور لائلپور کی آمدورفت میں آسانی ہوگی دوسرے ہماری اجناس صحیح قیمت حاصل کر سکیں گی اور اس طرح ہمارے عوام کی جو پسماندگی ہے وہ خوشحالی میں بدل سکتی ہے یا ہماری خوشحالی بحال ہو سکتی ہے جب دریا میں گزرنے سے ہمیں بڑی دقتیں اور تکلیفیں پیش آتی ہیں ۔ جناب والا ! اس وقت ہم اس دور سے گزر رہے ہیں کہ اگر انسان کو ایک معمولی سی دیوار کو عبور کرنا ہو تو اس کو بڑی دقت ہوتی ہے اور جناب والا ! اس دریا کا درمیان میں سائل

ہونا ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے ۔ اس لئے میں اس قرار داد کی تائید کرتا ہوں اور یہ پل پتن شاہ یا پتن شیرازہ دونوں میں سے کسی ایک جگہ پر بنایا جائے تاکہ عوام آسانی سے گزر سکیں ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری محمد یعقوب اعوان ۔

Chaudhry Mohammad Yaqoob Awan : Sir, in regard to this resolution put in by Mr. Nasir Ali Khan Baloch, I would like to lend every possible support to this resolution. Firstly, as he has given the details, the distance between Lyallpur and Sahiwal will be reduced to the minimum. The calculation of distance clearly shows that if this new proposed bridge is undertaken, the distance between the two districts will be reduced to 60 miles only and it is a radical difference. And so far as the people of the two districts across the river are concerned, they are socially and culturally one. They have unbreakableties with each other and I think if this bridge proposed by Mr. Nasir Ali Khan Baloch is undertaken and built by the Government, this will bring the people still closer. With these words and remarks, I support this resolution.

مسٹر سپیکر : اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ تحصیل سمندری ضلع لائلپور میں پتن شاہ یا پتن شیرازہ دریائے راوی پر پختہ پل تعمیر کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں قرارداد پیش کرتا ہوں :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت

وفاقی حکومت کو اس امر کی سفارش کرے کہ
بہاولپور شہر کو سوئی گیس فراہم کی جائے۔

مسٹر سپیکر : یہ قرارداد پیش کی گئی ہے۔

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت
وفاقی حکومت کو اس امر کی سفارش کرے کہ
بہاولپور شہر کو سوئی گیس فراہم کی جائے۔

کیا آپ نے اس پر تقریر بھی کرنی ہے۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں چند جملے پیش کروں گا۔

Mr. Speaker : Then we shall take it up tomorrow. The House is adjourned and it shall reassemble at 8.30 A.M. tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس مورخہ 9 جولائی 1976ء بروز جمعۃ المبارک صبح ساڑھے آٹھ بجے تک کے لئے ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارھواں اجلاس

جمعہ المبارک ۔ 9 جولائی 1976ء
(جمعہ المبارک ۔ 10 رجب 1396ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ
وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا
وَاَطَعْنَا ۡ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۭ
لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۭ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ
رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَي الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا
تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۡ وَاغْفِرْ لَنَا ۡ وَارْحَمْنَا ۡ اَنْتَ
مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

پ ۳ - س ۲ ——— رکوع ۸ - آیات ۲۸۵، ۲۸۶

رسول اس کتاب پر جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں۔ اور ایمان والے بھی۔ سب کے سب اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اور اس کے پیغمبروں میں سے کسی پیغمبر میں فرق نہیں کرتے۔ اور عرض کرتے ہیں کہ ہم نے تیرا حکم سنا اور قبول کیا۔ اے پروردگار ہم تیری بخشش مانگتے ہیں۔ اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا وہ اچھے کام کرے گا تو ان کا فائدہ بھی اسی کو ملے گا۔ برے کام کرے گا تو نقصان بھی اسی کو پہنچے گا۔ اے پروردگار اگر ہم سے بھول چوک ہو گئی ہو تو ہم سے مواخذہ نہ فرمانا۔ اے پروردگار ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالنا جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے پروردگار جیسا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا بوجھ ہمارے سر پر نہ رکھنا۔ ہمارے گناہوں سے درگذر فرما۔ ہمیں بخش دے ہم پر رحم فرما۔ کیونکہ تو ہی ہمارا مالک ہے۔ اور ہم کو کافروں پر غالب فرما۔

شیخ محمد اصغر : جناب سپیکر ! میں آپ کی اجازت سے چند گزارشات اس ایوان میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : خیر کی ہیں ؟

شیخ محمد اصغر : جی خیر کی ہیں اور خیر طلب بھی ہیں اور آپ کی امداد بھی طلب کرتا ہوں اور اپنے فاضل ممبران کی امداد بھی طلب کرتا ہوں ۔

جناب والا ! بات یہ ہے کہ 1970ء میں جیسے میرے دوسرے دوستوں کو پارٹی کی طرف سے ٹکٹ ملا تھا مجھے بھی حلقہ نمبر 9 سے جناب قائد عوام نے الیکشن کے لئے ٹکٹ دیا تھا ۔ بد قسمتی سے اس علاقے میں ایک خاندان ہے جو سکھ خاندان کے نام سے موسوم ہے جس دن سے میں اس علاقے سے منتخب ہوا ہوں اور جس دن سے میں اپنے علاقے کے لوگوں کی خدمات سرانجام دے رہا ہوں ان لوگوں نے اس jealousy کی وجہ سے متعدد بار مجھے اور میرے بھوں پر جھوٹے مقدمات بنائے ہیں ۔ سب سے پہلے ایک مقدمہ بنایا گیا جس میں میرے دو بھوں کو ملوث کیا گیا لیکن بعد میں پولیس کی تحقیقات کے بعد ان کو بری الذمہ قرار دے دیا گیا ۔ اس کے بعد 302 کا مقدمہ میرے بڑے لڑکے پر بنایا اور میرے دونوں لڑکوں پر گولیاں چلائیں اس کے بعد 307 کا مقدمہ مجھ پر بنایا جو جھوٹا ثابت ہوا اور مجھے بری الذمہ قرار دیا گیا ۔ کل پھر مجھے ایک جھوٹے مقدمے میں ملوث کیا گیا ہے جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے اور اپنے فاضل ممبران کی حمایت طلب کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ یہ ایڈمنسٹریشن کیوں سوئی ہوئی ہے اور ایڈمنسٹریشن ان کے لئے کیوں نہیں preventive action لیتی ؟ کیا وہ شرفاء ہیں حالانکہ وہ وہاں کے ہسٹری شیٹرز ہیں ۔

مسٹر سپیکر : شیخ صاحب ۔ اس میں گزارش یہ ہے اگر آپ کہتے ہیں کہ ایک رپورٹ ہو گئی ہے اور وہ رپورٹ جھوٹی ہے یا سچی ہے یہ تو اب اس پر investigation ہو سکتی ہے ۔

شیخ محمد اصغر : جناب والا ! investigation ہوتی ہے اور investigation ہونے کے بعد ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : ایوان اس میں کیا کر سکے گا ؟

شیخ محمد اصغر : جناب والا ! جب مقدمات جھوٹے ثابت ہوتے ہیں تو پھر ان لوگوں کے خلاف preventive action کیوں نہیں لیا جاتا ؟ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر وہ شرفا ہوتے ۔ وہ اگر میرے مقابلے میں پاکستان پیپلز پارٹی کا ایم ۔ پی ۔ اے ہوتا تو آپ کی pick and choose کی choice تھی ۔ لیکن ایک طرف آپ کا پیپلز پارٹی کا loyal رکن ہے اور دوسری طرف بدمعاش ہیں ۔ ان کے خلاف prompt action نہ لینے کا مطلب یہ ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں میرے خلاف اور میرے بچوں کے خلاف جھوٹے مقدمات درج کرائے جاتے رہیں گے ۔ میں آپ سے امداد طلب کرتا ہوں اور اپنے فاضل ممبران سے یہ کہتا ہوں کہ اگر یہ ان باتوں سے مطمئن ہیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے کہ وہ سچی ہیں تو میں ان کی حمایت طلب کروں گا اور میں ان سے گزارش کروں گا کہ جب جناب وزیر اعظم صاحب لاہور تشریف لائیں تو یہ میرا ساتھ دیں تاکہ میں جناب وزیر اعظم صاحب اور اپنے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب سے یہ مطالبہ کروں کہ آج تک انتظامیہ نے ان کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھایا ۔

مسٹر سپیکر : شیخ صاحب ۔ آپ کی بات اپنی جگہ پر بڑی اہمیت کی حامل بھی ہے اور اس میں بڑا وزن بھی ہے لیکن آپ اس سلسلے میں ممبران سے مل سکتے ہیں مگر اسمبلی میں آپ کا یہ چارج نہیں آ سکتا ۔

شیخ محمد اصغر : جناب والا ۔ اسمبلی اسی لئے ہے کہ ہم اپنی تمام تکالیف کا کچھ اظہار کر سکیں اور اپنے حلقہ نیابت کے جو مسائل ہیں ان کا بھی اظہار کر سکیں مگر جس مسئلے کی طرف میں جناب کی توجہ مبذول کرا رہا ہوں اس میں میری اپنی عزت involve ہے ۔ میرا ایک social status ہے ۔ یہ میں جانتا ہوں کہ میں پاکستان پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتا ہوں اور ایم ۔ پی اے ہوں ۔ لیکن اس کے باوجود میرا دنیا میں اور زندگی میں ایک social status ہے ۔ میرا social status میرے شریف آدمی بننے کا ایک واضح ثبوت ہے اور شاید میں آپ تک اپنی آواز نہ پہنچا سکا لیکن بدمعاشوں کے ہاتھوں سے میں ستایا ہوا ہوں مگر ایکشن کے کالوں تک جوں تک نہیں رینگتی ۔

مسٹر سپیکر : شیخ صاحب ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی بات سن لی گئی ہے ۔

شیخ محمد اصغر : جناب والا ! میں آپ کو یہ بات اس لئے سنانے آیا ہوں کہ بحیثیت ایک رکن اسمبلی کے مجھے یہ حق پہنچتا ہے کہ میں اپنے دوستوں تک اپنی آواز اور اپنے مسائل پہنچاؤں اور آپ سے امداد طلب کروں کیونکہ آپ اس ہاؤس کے سپیکر ہیں ۔ اس لئے جناب سپیکر میں آپ سے مطالبہ کروں گا کہ آپ ایڈمنسٹریشن کو یہ کہیں کہ وہ ان کے خلاف کیوں ایکشن نہیں لیتی ۔

مسٹر سپیکر : شیخ صاحب ۔ آپ میرے پاس تشریف لائیں ہم اس سلسلے میں بات کریں گے ۔

شیخ محمد اصغر : شکریہ ۔

مسٹر منور خان : جناب والا ! شیخ محمد اصغر صاحب نے جو کچھ کل کے بارے میں فرمایا ہے اس کے متعلق میں عرض کرتا ہوں کہ میں وہاں کسی کام کے لئے گیا تھا اور یہ جو کل کا واقعہ ہے یہ میری موجودگی میں ہوا ہے ۔ ایک آدمی کا راستہ انہوں نے روکا ہے اور روکنے پر مداخلت کرنے کی کوشش کی گئی لیکن بعد میں ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : اگر کیس پولیس میں رجسٹر ہو گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں اس کی merit اور dmerit مناسب نہیں ہے ۔ آپ میرے پاس تشریف لائیں ۔ شیخ محمد اصغر صاحب کو بھی میں نے کہا ہے کہ وہ میرے پاس تشریف لائیں وہاں میں ان سے تفصیل سے بات کر سکوں گا کہ کیا مسئلہ ہے اور ان کی کیا تکلیف ہے ۔

مسٹر منور خان : جی ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر : سینیئر وزیر صاحب بھی موجود ہیں ان سے بھی بات کی جا سکتی ہے ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر دوست محمد لالی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر دوست محمد لالی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

7 جولائی کو ایک کام کے لئے چنیوٹ چلا گیا تھا اس دن کے لئے اجلاس سے رخصت منظور کی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مہر نوازش علی خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مہر نوازش علی خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ میں مورخہ 28-6-76 کو بوجہ بیماری اجلاس میں شامل نہ ہو سکا ۔ از راہ کرم اس دن کی رخصت منظور فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سی ایوب خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر سی ایوب خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I state that I got an urgent work on 1.7.1976. Kindly grant leave of absence for that day.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مرزا طاہر بیگ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مرزا طاہر بیگ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I have to refer to the judgement of the Supreme Court of Pakistan, dated 7.6.1976 in connection with may case and have to state that the circumstances had prevented me from attending the sessions of the Assemply vide C.E.C. Pakistan order dated 7.6.1976 I had throughout been available at Lahore except for 4 Aug, 1975 to 8 Aug., 1975 and bring to your kind notice that may absence be considered as having attend the sessions. In case of any complication leave of the House may please be obtained for may forced absence from 7.6.75 to 6.6.1976

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ تحریک استحقاق نمبر 1 پیش کردہ جناب انور علی بٹ رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کے بارے میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1976ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ تحریک استحقاق نمبر 1 پیش کردہ جناب انور علی بٹ رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کے بارے میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1976ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ تحریک استحقاق نمبر 18 پیش کردہ نوابزادہ محمد خان خاکوانی رکن صوبائی اسمبلی (کہ مجھے پولیس نے ناجائز طور پر حراست میں رکھا ہے) کے بارے میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1976ء تک توسیع جائے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

کہ تحریک استحقاق نمبر 18 پیش کردہ نوابزادہ

محمد خان خاکوانی رکن صوبائی اسمبلی (کہ مجھے پولیس نے ناجائز طور پر حراست میں رکھا ہے) کے بارے میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1976ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ جناب عبدالزہیر ڈوگر رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 41 کہ 7 اکتوبر 1975ء کی شب کو پولیس کی جانب سے محرک کی گرفتاری کی ایوان کو اطلاع نہ دینے کے بارے میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1976ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے :

کہ جناب عبدالز ڈوگر رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 41 کہ 7 اکتوبر 1975ء کی شب کو پولیس کی جانب سے محرک کی گرفتاری کی ایوان کو اطلاع نہ دینے کے بارے میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے میعاد میں 31 جولائی 1976ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

ڈاکٹر حلیم رضا : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ دی اربن رینٹ ریسٹرکشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 20 بابت 1976ء) پیش کردہ مسٹر محمد حنیف لارو رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 15 اگست تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :-

> کہ دی اربن رینٹ ریسٹرکشن (امنڈمنٹ) بل 1976ء (مسودہ قانون نمبر 20 بابت 1976ء) پیش کردہ مسٹر محمد حنیف لارو رکن صوبائی اسمبلی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 15 اگست تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور صاحب آپ تشریف لے آئے ہیں۔ آپ صبح کہاں تھے ۔ وہ آپ کی جائے تو قائم ہے اور وہ کتنے بجے ہے ؟

میاں خورشید انور : جناب والا ! شام ساڑھے پانچ بجے ہے ۔

مسٹر سپیکر : اور مینو بھی وہی ہے جو کل آپ کا تھا کیونکہ ایک تحریک استحقاق آئی ہوئی ہے چار فاضل اراکین شیخ ریاض احمد صاحب چوہدری محمد یعقوب اعوان صاحب ۔ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں صاحب

اور ملک حاکمین خان صاحب کی جانب سے کہ ان کا استحقاق بڑا مجروح ہوا کہ آپ نے مینو کچھ ہلکا کر دیا ہے -

میاں خورشید انور : نہیں جناب - کوئی ایسی تبدیلی نہیں ہوئی -

مسٹر سپیکر : آپ جواب کھڑے ہو کر دیں -

میاں خورشید انور : جناب والا ! جناب سیکرٹری صاحب گواہ ہیں کہ کوئی تبدیلی نہیں ہوئی میرا خیال ہے کہ میں ایک دفعہ پھر سارے دوستوں کو بتا دوں کہ مینو میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی -

مسٹر سپیکر : یہ ساڑھے پانچ بجے شام کو ہے ؟

میاں خورشید انور : جی ساڑھے پانچ بجے شام کو ہے -

مسٹر سپیکر : میاں خان محمد صاحب آپ کی تحریک استحقاق سیکرٹری آبپاشی کے متعلق ہے - مجھے فائنل وزیر متعلقہ کا ٹیلیفون آیا تھا I am keeping it pending اگر ضرورت ہوئی تو It can be reviewed

تحاریک التوائے کار

سابق وزیر میاں افتخار احمد تاری کے مکان کی آتش زدگی

مسٹر سپیکر : تحریک التوا نمبر 65 - چوہدری طالب حسین - یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ نوائے وقت مورخہ 6 جولائی 1976ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق سابق وزیر میاں افتخار احمد تاری کے مکان کو گذشتہ شب اچانک آگ لگ گئی اور مکان کا ایک حصہ جل کر خاکستر ہو گیا اور لاکھوں روپے کی جائیداد تباہ ہو گئی - میاں افتخار احمد تاری کے بیوی بچوں ، بہنوں اور بھائیوں نے بھاگ کر جان بچائی - میاں صاحب موصوف کے ایک بھانجے کے بیان کے

مطابق یہ آلشزدگی کسی گہری سازش کا نتیجہ ہے ۔ میاں انتظار احمد تاری رکن صوبائی اسمبلی پنجاب نے تقریباً دس ماہ قبل حکمران پیپلز پارٹی سے استعفا دے دیا تھا اس پر پولیس ان کو گرفتار کرنے کے لئے جگہ جگہ چھاپے مار رہی تھی جس پر میاں صاحب مذکور نے ہائی کورٹ پنجاب سے ضمانت قبل از گرفتاری کرا لی مگر پولیس نے انہیں ، چوہدری ارشاد احمد سابق صوبائی وزیر اور میاں محمد اسلم اور ان کے چند ساتھیوں کو اغوا کر لیا چنانچہ اس سلسلہ میں ہائی کورٹ پنجاب کی ہدایت کے مطابق ان پولیس آفیسرز کے خلاف اغوا کا کیس درج کیا گیا کسی پولیس آفیسر کے خلاف تا حال کوئی کارروائی نہیں کی گئی ۔ ان حالات میں ان کے مکان میں آتشزدگی سے سیاسی اور عوامی حلقوں میں خوف و ہراس ، اضطراب اور عدم تحفظ کی فضا پیدا ہو گئی ہے ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ۔ اس سلسلے میں واقعات اس طرح ہیں کہ 4 ، 5 جولائی 1976ء کی نصف شب کے قریب اطلاع ملی کہ اس مکان میں جس کا ذکر کیا گیا ہے ، آگ لگ گئی ہے ۔ فوری طور پر وہاں فائر بریگیڈ پہنچ گیا اور آگ پر قابو پا لیا ۔ سامان خانہ داری ٹی وی اور سلائی مشین وغیرہ کو محلے داروں اور پولیس والوں نے ملکر نکالا ۔ ایک کمرہ جو اتفاق سے بند تھا اس کو آگ لگی ہوئی تھی ۔ اس میں جو سامان تھا مثلاً رضائیاں اور صندوق وغیرہ وہ نکالے نہیں جا سکے ۔ رپورٹ درج کی گئی ہے اس کے مطابق پرچہ باقاعدہ 471/76 بجرم 436 تعزیرات پاکستان تھانہ لبی میں درج ہے ۔ یہ مسمی آصف رباض کی تحریری رپورٹ پر درج ہوا تھا ۔ اس میں بھی مدعی نے کسی شبہے کا اظہار نہیں کیا تھا ۔ اس لئے پولیس باقاعدہ تفتیش کر رہی ہے ۔ اس کو سیاسی رنگ دینا مناسب نہیں ۔ یہ اتفاق طور پر واقعہ پیش ہوا ہے ۔

Mr. Speaker : You will assure the House that every effort will be made.

Minister for Law : It is beig made and investegated.

مسٹر سپیکر : اگر اس قسم کی شرارت ہوئی یا سازش ہوئی تو کیا ملزمان کو سامنے تو نہیں کیا جائے گا ؟

وزیر قانون : آپ دیکھیں جس انداز سے سامان وغیرہ نکالا گیا تھا فائر بریگیڈ فوراً پہنچ گیا تھا ۔ اتفاق سے ایک کمرہ بند تھا اور آگ کی لپٹ میں آ چکا تھا ۔ وہاں جو سامان تھا اس کو نکالا نہیں جا سکتا تھا ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ! یہ نہایت افسوس ناک بات ہے کہ جب آپ تحریک التوائے کار پڑھ رہے تھے ہمارے ساتھی سابق وزراء ایک سابق وزیر کے گھر کو آگ لگنے کے متعلق یہاں تحریک پیش ہو رہی تھی تو یہ اس قدر مصروف گفتگو تھے کہ ایوان میں کوئی چیز سمجھ میں نہیں آ رہی تھی ۔ ہمارے احساس کی حالت تو یہ ہے جہاں تک وزیر موصوف کے جواب کا تعلق ہے آج آپ کے سامنے دو چیزیں پوری طرح واضح ہیں ۔ ہمارے نظم و نسق عامہ کی صورت حال جو ہے ان دو واقعات سے اس کی عکاسی ہوتی ہے ۔ ایک معزز رکن شیخ صاحب جو پاکستان پیپلز پارٹی کے اسمبلی کے ممبر ہیں اور جو انہی کے بنچوں پر بیٹھتے ہیں انہوں نے جو نظم و نسق عامہ کا ذکر کیا جن کا وہ آج مقابلہ کر رہے ہیں اور جس طرح انہوں نے یہاں بیان فرمایا ہے انہیں ایڈمنسٹریشن تحفظ دینے میں قطعاً ناکام ہو گئی ہے ۔ اسی طرح ممبران اسمبلی جو اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہیں اور خاص طور پر وہ ممبران اسمبلی جو آج ہم میں سابقہ 10 ماہ میں موجود نہیں ہیں ان کے متعلق یہاں علم نہیں کہ وہ کہاں ہیں ۔ اس سے ہمارے نظم و نسق عامہ کی صورت حال کی عکاسی ہوتی ہے ۔ دوسرے یہ کہ یہاں کس قسم کی جمہوریت اور کس قسم کا معاشرہ ہے جس میں آج ہم دم لے رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ اگر وزیر موصوف کا یہ بیان درست تسلیم کر لیا جائے کہ حکومت نے کارروائی شروع کی اور فائر بریگیڈ موقع پر پہنچا ۔ سامان خانہ داری کو نکالنے کی کوشش کی گئی اور جس طرح سے انہوں نے فرمایا ہے کہ پرچہ درج کیا گیا ہے اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ آگ لگائی گئی ہے ۔ خود نہیں لگی اس قسم کی رپورٹ اخباروں میں شائع ہوتی ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ۔ میں قائد حزب اختلاف کی تقریر میں مخل نہیں ہونا چاہتا یہ باقاعدہ طور پر تحریری شکایت کی گئی ہے ۔ آصف ریاض نامی شخص نے مقدمہ درج کرایا ہے اور یہ پولیس کا فرض ہے کہ تفتیش کرے ۔ میں نے جیسے کہا کہ خاص وجوہات کی بنا پر مقدمہ درج کیا گیا ہے ۔ اس کو اس طرح ٹوسٹ کرنا یہ غلط بات ہے ۔

چوہدری طالب حسین : جناب والا ۔ وزیر موصوف بہت جلد جذبات میں آ جاتے ہیں اور بعض اوقات ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جن سے لازمی طور پر برانگیختگی پیدا ہو جاتی ہے جو کسی رکن کے شایان شان نہیں ہوتی ۔ میں نے جو الفاظ اس وقت تک استعمال کئے ہیں نہایت احتیاط سے استعمال کئے ہیں ۔ اس میں قطعاً لوسٹ کا کوئی پہلو نظر نہیں آتا ۔ میں نے صرف یہ کہا کہ جس طرح یہاں بیان کیا گیا ہے آگ لگانے کے متعلق پولیس اسٹیشن میں پرچہ درج ہوا ہے اس سے یہ بات عیاں ہے کہ میں نے یہ نہیں کہا بلکہ انہوں نے کہا ہے ۔ کہ یہ آگ خود نہیں لگائی گئی ۔ اگر یہ واقعہ درست ہے کہ آگ خود لگی ہے تو اتنے روز کے بعد حکومت کو کسی نہ کسی نتیجے پر پہنچ جانا چاہئیے ۔ آپ ٹھوس طریقے پر بیان کر سکتے ہیں کہ تفتیش کے مطابق آگ کسی نے شرارتاً نہیں لگائی ۔ کسی نے دشمنی کی بنا پر نہیں لگائی ۔ حکومت کے ایما پر نہیں لگی ۔ خود بخود لگی ہے ۔ میرے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ جب بھی اس قسم کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں تو انہیں فوری وضاحت پیش کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے ۔ جناب والا ۔ ہمارے نظم و نسق عامہ کی حالت تو یہ ہے کہ ممبران اسمبلی کے جان و مال حفاظت کی گارنٹی نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کیا تحریک التوا کے بارے میں کچھ فرمانا چاہتے ہیں ۔

چوہدری طالب حسین : میں تحریک التوائے کار کے متعلق اور ممبران اسمبلی جو اس فاضل ایوان کے رکن ہیں ، کے متعلق بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ان کی جان و مال کی بھی حفاظت نہیں ہو رہی ۔ اور آج ہمارے فاضل ممبران کی یہاں غیر حاضری جو سابقہ 10 ماہ سے اٹھوا کر لئے گئے ہیں ، اور آگ لگائی نہیں گئی اس کے حوالے سے میں بات کر سکتا ہوں ۔ جناب والا ۔ حالت تو یہ ہے کہ جب ممبران اسمبلی کی جان و مال محفوظ نہیں تو عام لوگوں کی کیا حالت ہوگی ۔ سیاسی طور پر اگر یہ کہا جائے اور اب صورت حال یہ ہے کہ ہمارے معزز ارکان جو 10 ماہ سے اپنے گھروں میں موجود نہیں ان کی غیر حاضری میں ان کے جان و مال کی بھی حفاظت نہیں کر سکتے تو لازمی طور پر یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ اس حکومت نے دانستہ طور پر اپنے سیاسی مخالفین کو ختم کرنے کے لئے ایسے اقدامات کر رہی ہے کہ خوف و ہراس پیدا ہو ۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک اتنے روز گزرنے کے باوجود ان کو برآمد نہیں کیا جا سکا ۔ اور ایسے اقدام بھی نہیں کر سکی جس سے یہ تاثر مل سکے کہ اس

میں حکومت کا ہاتھ نہیں ہے - اس پر طرہ یہ کہ ان کے گھروں کو آگ لگائی جا رہی ہے - اور ان کی مسعورات تک محفوظ نہیں ہیں - ہم کس طرح مان لیں کہ حکومت امن میں ملوث نہیں ہے - ان حالات میں میں سمجھتا ہوں کہ حکومت نہ صرف یہ عام شہری کی جان و مال کی حفاظت کرنے میں ناکام ہو چکی ہے بلکہ اب تو ممبران اسمبلی بھی محفوظ نہیں ہیں - اسلئے اس تحریک التوائے کار پر بحث ہونی چاہیئے - تاکہ ہم یہ دیکھ سکیں کہ حکومت اپنے شہریوں کی جان و مال کی حفاظت کرنے میں کہاں تک کامیاب ہوئی ہے -

مسٹر سپیکر : جہاں تک تحریک التوائے کار کا تعلق ہے فاضل وزیر قانون نے بڑی تفصیل کے ساتھ جواب دیا ہے - جو کچھ بھی حکومت اس سلسلے میں کر سکتی تھی حکومت نے اس میں کوئی کوتاہی نہیں کی - یہ ان کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے -

سید تابش الوری : جناب والا - یہ سیاسی انتقام مختلف صورتوں میں ہمارے سامنے آ رہا ہے اس کی کوئی تو حد ہونی چاہیئے - فاضل ممبران کے خاندانوں کو مقدمات میں ملوث کیا گیا ہے - ان کو اغوا کیا گیا ہے اب صورت حال یہ ہے کہ ان کے مکان کو آگ لگا دی گئی ہے -

ع حذر اے چیرہ دستاں سخت ہے فطرت کی تعزیر

میں آپ کی توسط سے وزیر قانون سے گزارش کروں گا کہ وہ ان معاملات کو نظر انداز کرنے کی کوشش نہ کریں بلکہ اپنے توسط اور اپنے اثر سے حکومت کے جو بھی متعلقہ لوگ ہیں جو اس سلسلے میں با اختیار ہیں یہ بات ذہن نشین کرائیں یہ روایت افسوس ناک ہی نہیں بلکہ شرمناک ہیں - اگر حکومت یہ سلسلے جاری رکھے گی اور لا قانونیت کی زنجیریں اس طرح کھول دے گی تو میرے خیال میں کوئی بھی شخص محفوظ نہیں رہے گا - آج جن کے گھر کو آگ کی نذر کیا جا رہا ہے وہ کل تک آپ کے ساتھ انہوں بنچوں پر بیٹھے تھے - جو بات آج ان کے لئے بری ہے آپ کے نقطہ نظر کے مطابق کل بھی بری ہوگی -

مسٹر سپیکر : بہر حال A categorical statement has been made by the Law Minister.

چوہدری طالب حسین : جناب والا - آپ نے فرمایا ہے کہ ان کی طرف

سے واضح طور پر کہا گیا ہے یہ الیسائیت کیے گئے ۔ جناب والا ۔ کیا ان کے بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ حکومت واقعی سنجیدگی سے لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کر رہی ہے ۔ کیا اتنے روز گزرنے کے باوجود حکومت کسی نتیجے پر پہنچی ہے ؟ کیا آج تک حکومت کی مشینری میں اس تیزی سے حرکت ہوئی ہے جس طرح ہونی چاہیئے تھی ؟ اس سے آپ کیا تاثر لے سکتے ہیں ۔ اس سے پہلے بھی اسمبلیاں موجود تھیں اور ممبران اسمبلی بھی ہوا کرتے تھے ، اس سے پہلے بھی حزب اختلاف ہوا کرتی تھی لیکن ممبران اسمبلی کے جان و مال کو جتنے خدشات اس دور میں پیدا ہوئے ہیں اور جتنے نقصانات پہنچے ہیں آج سے پہلے کسی حکومت کے دور میں نہیں پہنچے ۔ جناب والا ۔ میں تو اس طرف آپ کی توجہ دلا رہا ہوں کہ انہیں اس بات کا احساس کرنا چاہیئے کہ یہ چیزیں ان کے حق میں نہیں جائیں ۔ بالآخر یہ چیزیں ان کے خلاف جاتی ہیں ۔ اس لئے انہیں اس بات کا احساس کرنا چاہیئے اور اپنے عام شہری کے علاوہ ممبران اسمبلی کی جان و مال کی حفاظت کی ضمانت دینی چاہیئے ۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ کسی ممبر اسمبلی کی عزت محفوظ نہ ہو تو وہ کس طرح دیانتداری اور ایمانداری سے اپنے فرائض ادا کر سکتے ہیں ۔ اگر ایک واقعہ بھی ایسا ہو جاتا ہے جس طرح کہ شیخ صاحب نے فرمایا ہے تو باقی ممبران کے ذہن پر اس کا برا اثر پڑے گا ۔ ان حالات میں کسی طرح وہ ایمانداری سے اپنے فرائض انجام دے سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : کیا شیخ صاحب کی کوئی political victimization ہو رہی ہے کیا شیخ صاحب نے کوئی ایسی بات کی ہے ؟

چوہدری طالب حسین : جناب والا ۔ اگر political victimization نہیں ہوئی تو وہ نہیں کہہ سکتے تھے ۔ پھر کیا وجہ ہے کہ جتنے مقدمات ان کے خلاف درج ہوئے سب جھوٹے ثابت ہوئے اور اس کے باوجود یہ سلسلہ بند نہیں ہوا ۔ یہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ واقعی ممبران اسمبلی کے خلاف کچھ ہو رہا ہے ۔

Mr. Speaker : Actually the members of the Assembly can't sit upon judgement. They can't assume the functions of the Court.

چوہدری طالب حسین : ہم سمجھتے ہیں کہ یہ سیاسی معاملات ہیں اور اس کے علاوہ لاء اینڈ آرڈر کے حالات پر بھی اس ایوان میں بحث ہو سکتی ہے - اس لئے ہم نے آپ کی وساطت سے یہ کوشش کی ہے کہ ہم حکومت کو اس بات کا احساس دلا سکیں کہ یہ معاملات بالآخر ان کے خلاف جائیں گے اور انہیں اس بات کی کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے شہریوں اور ممبران اسمبلی کی جان و مال کی حفاظت کریں -

Mr. Speaker : In view of what I have said earlier this adjournment motion is not admitted.

تھانہ للیانی ضلع قصور میں پولیس کے تشدد سے ایک قالین باف بشیر احمد کا ہلاک ہو جانا

مسٹر سپیکر : اب میں راجہ محمد افضل خان کی تحریک التواء نمبر 66 لیتا ہوں - یہ آج کے لئے ملتوی کی گئی تھی -

راجہ محمد افضل خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 6 جولائی 1976ء کی اطلاع کے مطابق للیانی تھانہ ضلع قصور میں ایک قالین باف بشیر احمد کو چوری کے شبہ میں پولیس نے مار مار کر ہلاک کر دیا اور جب متوفی کی لاش گاؤں پہنچی تو وہاں ہزاروں آدمی جمع ہو گئے اور ان میں کہرام مچ گیا اور پھر ان ہزاروں افراد نے پولیس کے خلاف سخت مظاہرہ کیا جس سے لاہور اور قصور کے درمیان ٹریفک بند رہی - پولیس کے اس تشدد اور وحشیانہ سلوک سے عوام میں سخت غم و غصہ اور اضطراب کی لہر دوڑ گئی ہے -

وزیر قانون : جناب سپیکر - ایک شخص مسمی رمضان ولد محمد دین ساکن کھارا کی رپورٹ پر مقدمہ نمبر 122 مورخہ 15-6-1975 بجرم 406 تعزیرات پاکستان ، تھانہ للیانی میں درج ہوا اور تفتیش شروع ہوئی - یہ مقدمہ متوفی کے خلاف تھا - دوران تفتیش مورخہ 16-6-1976 ایک بجے رات ملزم مذکور نے اچانک ایک پختہ دیوار کے ساتھ ٹکر ماری اور گر گیا - اس ضمن

میں اس کے خلاف مقدمہ نمبر $\frac{123}{76}$ جرم 309 تعزیرات پاکستان تھانہ لیانی میں درج ہوا ۔ مذکور کو برائے علاج رورل ہیلتھ سنٹر لیانی منتقل کر دیا گیا جہاں سے مزید بہتر علاج کے لئے اسے میو ہسپتال لاہور بھیج دیا گیا ۔ 3-7-1976 کو بشیر مذکور ہسپتال میں دم توڑ گیا ۔ پوسٹ مارٹم کے بعد مورخہ 4-7-1976 کو متوفی کی میت کو تدفین کے لئے اس کے وارثان نے اڈہ لیانی پر سڑک کے درمیان رکھ کر احتجاج شروع کر دیا ۔ ٹریفک بند ہو گئی ۔ علاقہ مجسٹریٹ کی موقع پر یقین دہانی کے بعد اس کے ورثا اور دیگر احتجاج کرنے والوں نے ٹریفک کھول دی اور میت کو قبرستان لے جا کر دفن کر دیا گیا ۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ قصور نے متوفی کی موت واقع ہونے کے بعد حسب ضابطہ فوجداری عدالتی تحقیقات کا حکم دے دیا ۔ رپورٹ موصول ہونے تک قانون کے مطابق کارروائی جاری ہے ۔

Mr. Speaker : Judicial enquiry is being held.

وزیر قانون : جوڈیشل الکوائری جاری ہے ۔ ویسے پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ بھی جوڈیشل الکوائری پر انحصار کر رہے ہیں تو Let us not comment on what is said in the postmortem report.

راجہ محمد افضل خان : وزیر موصوف نے تو پہلے ہی ذکر کر دیا ہے کہ یہ خودکشی کا ایک واقعہ ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کی کمر ٹوٹی تھی ۔

وزیر قانون : میں نے تو یہ نہیں کہا ، پتا نہیں انہوں نے یہ کہاں سے اخذ کر لیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : خودکشی کا تو آپ نے ذکر نہیں کیا ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ۔ انہوں نے کہا کہ اس نے ٹکر ماری اور اپنے آپ کو مجروح کیا لیکن انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق اس کی کمر کی ہڈی ٹوٹی ہوئی نکلی تھی جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس پر تشدد کیا گیا تھا ۔

وزیر قانون : کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں پوسٹ مارٹم پڑھ دوں ۔

مسٹر سپیکر : اس کے متعلق تو جو ڈیشیل انکوائری ہو رہی ہے ۔

وزیر قانون : اب وہاں پر ہر چیز سامنے آ سکتی ہے ۔

Mr. Speaker : Let us not prejudice the judicial proceedings. In view of what the Law Minister has said that the District Magistrate has ordered a judicial inquiry into the matter, it is not entertained.

چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ : دفن کرنے سے پیشتر ہی انکوائری کا حکم ہو گیا تھا میں وہاں موجود تھا ۔

مسٹر سپیکر : راجہ صاحب ۔ یہ آپ کی تحریک التوا نمبر 70 ہے ۔ ڈاکٹر صاحب ۔ نیوز پرنٹ کا پرمٹ کون جاری کرتا ہے ، صوبائی حکومت یا مرکزی حکومت ؟

راجہ محمد افضل خان : کوئی عمل جس سے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آخر وہ قومی اسمبلی کے ممبر ہیں ، آخر وہ کس لئے آئے ہیں ۔

راجہ محمد افضل خان : اگر کوئی عمل مرکزی حکومت کرے جس سے صوبے کے اندر افراتفری ہو یا جمہوری عمل رک جائے یا کوئی ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : اس میں کیا ہے ۔ ایک طرف تو آپ فیڈریشن کی بات کرتے اور ہر تقریر میں اس بات کا ذکر کرتے ہیں یعنی ان میں کسی حد تک وزن ہوتا ہے یا نہیں ہوتا ۔ آپ کو یہ شکایت ہوتی ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ صوبائی معاملات میں مداخلت کرتی ہے اور دوسری طرف آپ اتنا واضح طور پر کہتے ہیں کہ ایک کام جو مرکزی حکومت کا ہے آپ چاہتے ہیں کہ صوبائی اسمبلی اس پر بحث کرے ۔ یہ کیسے ممکن ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ۔ مرکزی حکومت کے کام کے رد عمل کے طور پر اور اس کی وجہ سے جہاں بے روزگاری پیدا ہو رہی ہے ۔ اگر صوبے میں یہ عمل رکے گا تو ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : راجہ صاحب ۔ اس طرح تو سارا کام جو صوبائی اسمبلی یا حکومت پنجاب کرتی ہے اس پر قومی اسمبلی یا صوبائی اسمبلی میں بحث ہوا کرے گی کہ یہ ہو گیا اور جو کام مرکزی حکومت کرتی ہے اس کے متعلق صوبائی اسمبلی میں بحث ہوا کرے گی کہ اس نے ایکسپورٹ کے متعلق یہ پالیسی اختیار کی ہے اور اس سے یہ فائدہ یا نقصان ہوا ، اس نے یہ کیا اور وہ کیا ۔ یہ تو ایک لمبا مضمون ہو جائے گا ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ۔ یہ صوبہ پنجاب کا ایک اخبار ہے جس کے متعلق میں نے ذکر کیا ہے اور یہ جمہوری عمل کو زندہ رکھنے کے لئے صوبے میں اہم کام کر رہا ہے ۔ اس کو بند کرنے کا پروگرام بنایا جا رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں تو شعر لکھتا نہیں اس لئے میری کسی نظم کا یہ theme نہیں کہ "جمہوری عمل کو قائم رکھا جائے" اگر میں شاعر ہوتا تو غالباً ہر نظم کے بعد اس قسم کا کچھ نہ کچھ بند لکھ سکتا ۔ یہ آپ کا حق ہے کہ آپ اس فقرے کو ہر روز تین چار مرتبہ دھرائیں ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ۔ ہماری اطلاع کے مطابق چونکہ صوبائی حکومت لوائے وقت سے ناراض ہو گئی ہے اس لئے پہلے اس کے اشتہارات بند کئے ہیں اور اب اس کی سفارش پر مرکزی حکومت نے اس کا کوٹہ بند کر دیا ہے ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ۔ مجھے اس کی وضاحت کرنے کی اجازت دیجیے ۔ باوجود اس کے کہ نیوز پرنٹ کنٹرول آرڈیننس لاگو ہے یہ کوٹہ ۔ ۔

سید تابش الوری : جناب والا ۔ صوبائی حکومت اس بات کی سفارش کر سکتی ہے کہ کسی اخبار کا کوٹہ بند کر دیا جائے ۔ ۔ ۔

وزیر قانون : جناب والا ۔ اگر مجھے سید تابش الوری کچھ وضاحت کرنے دیں تو شاید ان کی یہ شکایت دور ہو جائے ۔ مجھے اردو انگریزی نہیں آتی ۔ مجھے نہیں پتا کہ وہ کیا کہہ رہے تھے لیکن میں انہیں بات سمجھا دیتا ہوں ۔ ملک میں نیوز پرنٹ کنٹرول آرڈیننس نافذ ہے جس کے تحت وفاقی حکومت نیوز پرنٹ کی تقسیم وغیرہ پر کنٹرول کرتی ہے اور ہر اخبار اس کے تحت ایک

consumption statement دیتا ہے کہ ہم نے اتنا کاغذ استعمال کیا ہے یا ہمارے پاس اتنا کاغذ بقایا ہے ۔ اس statement کے مطابق نوائے وقت کے پاس 8 جولائی 1979ء تک نیوز پرنٹ موجود تھا اور باوجود اس کے کہ نوائے وقت نے consumption statement جاری نہیں کی مورخہ 7 جولائی 1976ء کو پرمٹ دوبارہ جاری کر دیا گیا یعنی 8 جولائی 1976ء تک اس کے پاس نیوز پرمٹ موجود تھا اور 7 جولائی 1976ء کو انہیں دوبارہ پرمٹ جاری کر دیا گیا ۔ یہ شکایت کہ اخبار کو 8 جولائی 1976ء کی شب کو یہ پرمٹ جاری ہوا واقعتاً بھی غلط ہے ۔ سات تاریخ کو انہیں پرمٹ جاری کیا گیا اور ان کے پاس پہلے بھی نیوز پرنٹ موجود تھا ۔ اب یہ واویلا کرنا کہ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : یہ کوئلہ آپ جاری کرتے ہیں تو I can't entertain this اور اگر یہ کام ایلرل گورنمنٹ کرتی ہے تو پھر ۔ ۔ ۔

وزیر قانون : یہ ایلرل گورنمنٹ کرتی ہے ۔

Mr. Speaker : Then I am sorry.

سید تابش الوری : جناب والا ۔ اسی لئے میں عرض کرنی چاہ رہا تھا کہ صوبائی حکومت اس سلسلے میں اس حد تک با خبر ہے کہ اسے کس تاریخ کو consumption statement دینی چاہئے تھی ، کس تاریخ کو اس کا کوٹہ due تھا اور کس تاریخ کو اسے کوٹہ دیا گیا ۔

وزیر قانون : یہ تمام اطلاع آپ کی تحریک التوا آنے کے بعد فراہم کی گئی ہیں ۔ ہم نے کوشش کی کہ واقعتاً بھی اس ایوان کو بتایا جائے کہ آپ جس قسم کی تحریک التوا پیش کر رہے ہیں یہ درست نہیں اور آپ یہ خواہ مخواہ عوام میں یہ تاثر دینا چاہتے ہیں ۔ قانون کے تحت ایک obligation ہے کہ ایک consumption statement جاری کی جائے ۔ اس consumption statement کے مطابق ان کے پاس 8 جولائی تک نیوز پرنٹ موجود تھا اور 7 جولائی 1976ء کو انہیں دوبارہ پرمٹ جاری کر دیا گیا ۔ ۔ اب اس میں کہاں ایلجرمنٹ موشن بنتی ہے ؟

Mr. Speaker : I am not allowing the merits of this motion. It is Federal subject, how can we discuss which is the exclusive discretion of the Federal Government.

سید تابش الوری : جناب والا ۔ صوبائی حکومت نے یہ محسوس کرتے ہوئے کہ اشتہارات کی پابندی سے اس پر اتنا اثر نہیں پڑا ، دوسرا ہتھیار اور حربہ استعمال کیا ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : تحریک التوا میں تو کوئی ایسی بات نہیں ہے ۔

سید تابش الوری : تا کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری ۔ وہ چاہتے ہیں کہ ان کو نیوز پرنٹ کا کوٹہ ہی نہ ملے گا ، یا اتنی مقدار میں نہیں ملے گا کہ وہ اس کو اپنے مجوزہ اوراق میں چھاپ سکیں ۔ اس لئے میں یہ درخواست کرتا ہوں ۔ اگر ان سے متعلق نہیں ہے تو کم از کم صوبائی حکومت کا یہ فرض ہے کہ یہ مسئلہ اپنے ہاتھ میں لے اور وہ کہے کہ پنجاب کا ایک مقبول اخبار ہے ۔ اس کا کوٹہ کم کرنے کا مطلب ہے کہ پنجاب کا نیوز پرنٹ کا کوٹہ کم ہو رہا ہے ۔ "نوائے وقت" کی سرکولیشن سب سے زیادہ ہے ۔ اس لئے جب "نوائے وقت" کا کوٹہ کم ہو گا تو پنجاب کا اجتماعی طور پر کوٹہ کم ہو گا اور اس طرح یہ صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے ۔

مسٹر سپیکر : اب پرائیویٹ ممبرز ڈے کے سلسلے میں ۔ ۔ ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ۔ تحریک التوا نمبر 63 کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ جمعے والے دن وزیر تعلیم جواب دیں گے ۔

مسٹر سپیکر : جی ہاں ، 63 نمبر ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ۔ پڑھی جائے گی یا میں اس کا جواب دے دوں ۔

مسٹر سپیکر : اس کو دو مرتبہ پہلے پڑھ چکا ہوں ۔

صوبائی حکومت کا صوبہ پنجاب میں ٹیوشن سسٹم فوری طور پر بند کرنے کا حکم جاری کرنا (جاری)

وزیر قانون : جناب سپیکر ۔ آپ جانتے ہیں کہ جو سکول نیشنلائز کئے گئے ہیں ۔ ان میں قانون کے مطابق ، یعنی ایجوکیشن کوڈ کے مطابق غیر منظور شدہ کلاسیں اور کوئی پرائیویٹ ٹیوشن وغیرہ نہیں چلائی جا سکتی؟

اور اگر اجازت لیں تو پرائیویٹ ٹیوشن وغیرہ کی رقوم حکومت کے خزانے میں جمع کی جاتی ہیں ۔ لیکن اس سلسلے میں محکمے کو معلوم ہوا کہ بہت سے ایشنلائزڈ سکولوں میں لوگ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : یہ پہلے ہی سے "کوڈ" میں لکھا ہوا ہے کہ نہیں ہونی چاہئے ؟

The circular is only in compliance with the educational Code.

وزیر قانون : نہیں ہونی چاہئے ۔ اس کے مطابق ایک سرکلر جاری کیا گیا کہ کوئی ادارہ بغیر منظوری کے کسی قسم کی پرائیویٹ کلاسیں وغیرہ جاری نہیں کر سکتا اور اس "پنجاب ایجوکیشن کوڈ" کی پوری طرح پابندی کی جائے اس سلسلے میں میں نہیں سمجھتا کہ کس طرح تحریک التوا بنتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : "کوڈ" تو پہلے موجود ہے ۔

It cannot be admitted.

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودات قانون

(جو ایوان میں پیش کئے گئے)

دی پنجاب ڈسکوالیفیکیشن آف کینڈیڈیٹس فار پنجاب اسمبلی الیکشنز بل 1976ء

مسٹر سپیکر : چوہدری محمد یعقوب ایوان ۔

چوہدری محمد یعقوب ایوان : میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب ڈسکوالیفیکیشن آف کینڈیڈیٹس فار پنجاب اسمبلی الیکشنز بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب ڈسکوالیفکیشن آف کینڈیڈیٹس فار پنجاب اسمبلی الیکشنز بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری محمد یعقوب اعوان : جناب والا ۔ میں دی پنجاب ڈسکوالیفکیشن آف کینڈیڈیٹس فار پنجاب اسمبلی الیکشنز بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب ڈسکوالیفکیشن آف کینڈیڈیٹس فار پنجاب اسمبلی الیکشنز بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the concerned standing committee. The report to come within 90 days.

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری ۔

دی ویسٹ پاکستان پریس اینڈ پبلیکیشنز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء

سید تابش الوری : جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی ویسٹ پاکستان پریس اینڈ پبلیکیشنز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976 پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی ویسٹ پاکستان پریس اینڈ پبلیکیشنز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید تابش الوری : جناب والا ۔ میں دی ویسٹ پاکستان پریس اینڈ پبلیکیشنز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی ویسٹ پاکستان پریس اینڈ پبلیکیشنز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1976ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the concerned standing committee. The report to come within 90 days.

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

مسٹر سپیکر : اب ہم قراردادوں پر جاتے ہیں ۔ سید تابش الوری کی کل کی قرارداد بقایا تھی ۔ اس میں حافظ علی اسد اللہ صاحب کی ترمیم ہے ۔ لیکن وہ تو تشریف نہیں رکھتے ۔ سید تابش الوری ۔

بہاولپور شہر کو سوئی گیس کا فراہم کیا جانا

سید تابش الوری : جناب والا ۔ میری قرارداد کے الفاظ یہ ہیں :

> اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت وفاقی حکومت کو اس امر کی سفارش کرے کہ بہاولپور شہر کو سوئی گیس فراہم کرے ۔

جناب والا ۔ سوئی گیس ہمارے ملک کی ایک متاع بے بہا ہے ۔ جس نے ایندھن کی فراہمی اور صنعتی ترقی کے ارتقا میں غیر معمولی کردار ادا کیا ہے ۔

(اس مرحلہ پر میاں خورشید انور کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

بہاول پور شہر اپنی مرکزیت اور تاریخی اہمیت کے اعتبار سے مغربی پاکستان کا اڑھائی سو سالہ پرانا شہر ہے اور سابق صوبہ بہاول پور کے دارالخلافہ کی حیثیت سے اس کی امتیازی حیثیت ہمیشہ نمایاں رہی ہے ۔ بہاول پور کی پسماندگی کا ایک بنیادی سبب یہ ہے کہ وہاں صنعتی ترقی کو مسلسل نظرانداز

کیا جاتا رہا ہے اور عوام کے مسلسل مطالبات و احتجاج کے باوجود بہاولپور کے مختلف ترقیاتی شعبوں میں حکومت نے کوئی توجہ مبذول نہ کی جو اس کا حصہ تھی، جو اس کا مقدر ہونی چاہئے چنانچہ اس وقت بہاولپور اپنی تمام اہمیتوں کے باوجود صنعتی پسماندگی کا شکار ہے۔ سوئی گیس بہاولپور سے چند میل کے فاصلے سے گزر رہی ہے اور وہاں ایک قریبی مقام پر بہاولپور شہر کو سوئی گیس کی سپلائی کے لئے گنجائش بھی موجود ہے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ بہاولپور کو نظر انداز کر کے وہ گیس دور دراز علاقوں تک پہنچا دی گئی ہے۔ لیکن راستے میں موجود ایک اہم شہر اس کے استفادے سے محروم ہے۔ جناب وزیر اعظم کے سامنے جب یہ مسئلہ پیش ہوا تو کہنے والوں نے یہ عذر پیش کیا کہ چونکہ گیس کی سپلائی پر لاکھوں روپے کے اخراجات ہوں گے اور وہاں صنعتیں نہ ہونے کی وجہ سے گیس کمپنی کو آمدنی کم ہو گی اس لئے وہاں خسارے کی وجہ سے فوری طور پر سوئی گیس فراہم نہیں کی جا سکتی۔ ہم نے یہ کہا کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ بہاولپور میں صنعتیں قائم کی جائیں بہاولپور کو صنعتی دور میں لایا جائے تو ہمیں یہ بتایا جاتا ہے کہ چونکہ وہاں سوئی گیس نہیں ہے اس لئے صنعتیں قائم نہیں کی جا سکتیں۔ اور جب ہم یہ کہتے ہیں کہ وہاں سوئی گیس ہونی چاہئے تو کہا یہ جاتا ہے کہ چونکہ وہاں صنعتیں نہیں ہیں اس لئے سوئی گیس فراہم نہیں کی جا سکتی۔ آخر ان دونوں میں سے چیز ایک بہرحال پہلے فراہم کرنا ہو گی۔ چنانچہ وزیر اعظم نے ہمارے اس مطالبے کو تسلیم کرتے ہوئے یہ حکم صادر کیا کہ بہاولپور کو ترجیحی بنیاد پر سوئی گیس فراہم کی جانی چاہئے۔ جناب وزیر اعظم کے علاوہ تمام سابقہ اور موجودہ گورنر اور سابقہ اور موجودہ وزیر اعلیٰ نے ہمارے اس مطالبے کی بغیر کسی تامل کے تائید و حمایت کی ہے لیکن عملاً ابھی تک چھوٹے چھوٹے شہروں کو تو سوئی گیس کی فراہمی کر دی گئی ہے لیکن بہاولپور مسلسل محروم ہے۔ اس لئے میں آپ کے توسط سے اس ایوان سے گزارش کرتا ہوں کہ وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ کے وعدوں کے مطابق اور بہاولپور کے استحقاق کے پیش نظر ترجیحی بنیاد پر بہاولپور کو سوئی گیس فراہم کی جانی چاہئے۔ تاکہ وہاں نہ صرف صنعتی ترقی کا عمل تیز تر ہو سکے بلکہ گھریلو استعمال کے لئے بھی سستا ایندھن فراہم کیا جا سکے۔ بہاولپور تعلیمی مراکز

کے اعتبار سے بھی غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے اور وہاں قائد اعظم میڈیکل کالج طبیہ کالج اور دوسرے بڑے بڑے تعلیمی ادارے موجود ہیں جنہیں سوئی گیس کی بے انتہا ضرورت ہے اور اگر سوئی گیس فراہم کر دی گئی تو تعلیمی مقاصد کے سلسلے میں بھی اس سے استفادہ کیا جا سکے گا۔ اس لئے میں اس ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ جس طرح اس ایوان نے فراخ دلی کے ساتھ دوسرے شہروں کے لیے سوئی گیس کی فراہمی اور دوسرے منصوبے کی منظوری کے لئے قراردادیں منظور کی ہیں۔ بہاولپور شہر کے لئے بھی سوئی گیس کی فراہمی سے متعلق یہ بے ضرر قرارداد منظور کی جائے شکریہ۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

ڈاکٹر محمد صادق ملہی : جناب والا ! اس سے قبل ایک پیور فوڈ بل 1976ء جو کہ کمیٹی کے سپرد تھا اس کی رپورٹ بر وقت تیار نہیں ہو سکی اس لئے میں یہ تحریک کرتا ہوں :

> کہ دی پیورفوڈ بل 1976ء کے بارے میں متعلقہ مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع 30 سے 90 دن کر دی جائے۔

مسٹر چیئرمین : (میاں خورشید انور) یہ سرکاری بل ہے اس لئے سپیکر صاحب صاحب کے آنے پر ہی اس کا کوئی فیصلہ ہو گا۔

سید تابش الوری : یعنی آپ سپیکر نہیں ہیں۔

مسٹر چیئرمین : یہ سرکاری بل ہے اور وزیر صحت صاحب کی طرف سے اس کی تحریک کی جانی چاہئے وہ لیکن موجود نہیں ہیں۔ ویسے ڈاکٹر صاحب آپ اجازت دیتے ہیں۔

وزیر خزانہ : ٹھیک ہے جناب اس کی میعاد بڑھا دی گئی ہے۔

مسٹر چیئرمین : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

> کہ دی پیور فوڈ بل 1976ء کے بارے میں مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں

توسیع 30 سے 90 دن کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! پہلی دفعہ آپ کے سامنے آپ کو اختیار استعمال کرنے کی اجازت ملی لیکن آپ نے اپنے اختیار کو استعمال نہیں کیا بلکہ آپ نے بھی جناب سینئر منسٹر کی چشم ابرو کے اشارے کو ضروری سمجھا۔

مسٹر چیئرمین : بے شک۔ یہ ضروری تھا کیونکہ یہ ایک سرکاری بل تھا۔

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)۔(جاری)

بہاولپور شہر میں سوئی گیس کا فراہم کیا جانا

میاں عبدالرؤف : جناب سپیکر ! میں سید تابش الوری صاحب کی قرارداد کے سلسلے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے صرف بہاولپور کے لئے سوئی گیس مانگی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے خود غرضی کا مظاہرہ کیا ہے۔ انہوں چاہئے تھا کہ بہاولپور ڈویژن کے تمام اضلاع کے لئے جہاں پر انڈسٹریل یونٹس ہیں ان کے لئے سوئی گیس مانگتے۔ کیونکہ انڈسٹریل یونٹس میں اس کا ہونا ضروری ہے اس لئے اس لحاظ سے بہت ہی ضروری تھا کہ انڈسٹریل یونٹس کے لئے سوئی گیس مانگی جاتی۔ میں اس انداز میں جس انداز میں انہوں نے قرارداد پیش کی ہے اس میں ترمیم بھی کرنا چاہتا ہوں اور میری رائے یہ ہے کہ بہاولپور ڈویژن کے تمام اضلاع میں جہاں جہاں انڈسٹریل یونٹس قائم ہیں یا قائم کرنے کا حکومت ارادہ رکھتی ہے وہاں پر سوئی گیس مہیا کی جائے۔ تاکہ پورا ڈویژن اس سے استفادہ حاصل کرے اور فرق یکساں ہو تو ان الفاظ کے ساتھ میں سید تابش الوری صاحب کی اس تحریک کی تائید بھی کرتا ہوں۔

مسٹر چیئرمین : آپ نے فرمایا ہے کہ تابش صاحب نے خود غرضی

کا ثبوت دیا ہے اور انہوں نے اپنے ضلعے کے لئے کہا تو آپ نے تھوڑی سی خود غرضی بڑھا دی ہے کہ ڈویژن کو دی جائے۔ پورے صوبے میں کیوں نہ ہو۔

میاں عبدالرؤف : میں نے جو انسٹریل یونٹس ہیں ان کا نام لیا ہے کہ انسٹریل یونٹس جہاں جہاں ہیں وہاں سوئی گیس مہیا کی جائے۔

مسٹر چیئرمین : پھر چوہدری علی محمد خادم کہیں گے کہ سمندری میں بھی ہو۔

سید تابش الوری : جناب والا ! اگر اپنے شہر کی اقتصادی ترقی کے متعلق بات کرنا خود غرضی ہے تو میں یقیناً خود غرض ہوں۔ ویسے آپ سے بڑا خود غرض کوئی نہیں ہے آپ نے تو اپنے قصبے کو ضلع بنوا دیا ہے۔

مسٹر چیئرمین : آپ نے تو صوبہ بنانے کی کوشش کی ہے۔ اب کیا کہوں۔

سید تابش الوری : اب مجھے یقین ہے کہ آپ اس سلسلے میں ہماری تائید کریں گے کیونکہ ہم نے ضلع بنانے کے سلسلے میں آپ کے مقصد کی حمایت کی تھی۔

مسٹر چیئرمین : ایک اعلان سن لیں کہ شیخ عزیز احمد مرحوم کا چہلم ان کے آبائی گاؤں نوشہرہ ککے زئیاں تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ بروز اتوار 11-7-76 دس بجے صبح ہو گا۔ اراکین اسمبلی سے شمولیت کی استدعا کی جاتی ہے۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! قرارداد زیر بحث سید تابش الوری صاحب کی ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ بہاولپور شہر کو سوئی گیس فراہم کی جائے۔ تو جناب والا ! میں اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں وہ اس لئے کہ خود غرضی کا میرے خیال میں یہاں کوئی پہلو نہیں ہے دیکھنا یہ ہے اور دیکھا یہ جاتا ہے کہ حق کس کا بنتا ہے پہلے چیز کس کو ملنی چاہئے کیونکہ بہاولپور ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے اور آبادی کے لحاظ

سے بھی وہ ڈویژن میں سب سے بڑا شہر ہے اور پوری ڈویژن میں آج تک کسی جگہ سوئی گیس فراہم نہیں کی گئی ۔

سید تابش الوری : رحیم یار خان میں سوئی گیس موجود ہے ۔

میاں منظور احمد موہل : ہاں رحیم یار خان میں سوئی گیس موجود ہے لیکن اس کے باوجود جو ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے وہ بہاولپور ہے اور آبادی کے لحاظ سے بھی رحیم یار خان سے بڑا شہر ہے وہاں سوئی گیس نہیں دی گئی ۔ لیکن میں سید تابش الوری صاحب کی اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کہ موجودہ حکومت نے بہاولپور کی طرف اس قدر توجہ مبذول نہیں کی جو اس کا حصہ تھا حالانکہ ان کو یہ کہنا چاہئے تھا ۔ ۔ ۔ ۔

سید تابش الوری : موجودہ حکومت کا لفظ میں نے استعمال نہیں کیا ۔

میاں منظور احمد موہل : میرے خیال میں موجودہ حکومت نے بہاولپور ڈویژن پر جس قدر توجہ مبذول کی ہے وہ پہلے کسی حکومت نے اس قدر توجہ مبذول نہیں کی ۔ (نعرہ ہائے تحسین) البتہ یہ بات ضرور ہے کہ سابقہ حکومتوں نے بہاولپور کے ساتھ اس قدر ناانصافیاں کی تھیں کہ ان کا ازالہ ہوتے ہوتے ہی ممکن ہو سکتا ہے ۔ بیک وقت یہ ایک دن میں یا ایک ماہ میں ان تمام ناانصافیوں کا ازالہ میرے خیال میں نہیں ہو سکتا ۔ اس لئے اس جگہ پر ہمیں یہ کہنا چاہئے کہ موجودہ حکومت جس طرح اور بہت سی ناانصافیوں کا ازالہ کر رہی ہے اس طرح سوئی گیس کے سلسلے میں بھی بہاولپور کو فوقیت دی جائے کیونکہ باقی جتنے بھی ہیڈ کوارٹر ہیں پنڈی ، لاہور ، سرگودھا ملتان تمام جگہوں پر سوئی گیس آ چکی ہے صرف ایک ایسا ڈویژنل ہیڈ کوارٹر بہاولپور ہے جہاں پر سوئی گیس نہیں ہے ۔ میں اپنے بھائی عبدالرؤف صاحب کی خدمت میں بھی عرض کروں گا کہ وہ گھبرائیں نہیں کیونکہ بہاولپور میں جب سوئی گیس آ جائے گی تو انشاءاللہ تعالیٰ بہاولنگر اور باقی شہروں میں بھی سوئی گیس آ جائے گی ان الفاظ کے ساتھ میں ان کی قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور تائید کرتا ہوں ۔

وزیر خزانہ : جناب سپیکر ! اس اسمبلی میں اکثر سوئی گیس سے متعلق قراردادیں پیش کی گئی ہیں اور اس سلسلے میں جب کبھی کسی ایک ضلع

کا نام لیا جاتا ہے تو ہمارے بزرگ چوہدری صاحب کہتے ہیں کہ سمندری کا نام کیوں نہیں لیا ۔ یہ بات کہہ کر میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ جب ایک ضلع کا نام لیا جاتا ہے تو دوسرے ضلع میں فوراً یہ خیال ہوتا ہے کہ ہمارے ضلع کا نام کیوں نہیں لیا گیا ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سوئی گیس کی سپلائی کا سلسلہ قومی بنیادوں پر معقول بنیادوں پر قومی معیشت کے مفادات کو سامنے رکھ کر کیا جاتا ہے ۔ اس طرح نہیں کہ قرارداد پیش کر دی جائے کہ ان کو سوئی گیس مل جائے ۔ سوئی گیس ایک بہت اہم فیول ہے ، بہت اہم ایندھن ہے اور اس اہم ایندھن کے استعمال کے لئے قومی سطح پر فیصلے کئے جاتے ہیں کہ اس طرح اسے استعمال کیا جائے گا ۔ مثلاً میں آپ کو مثال دیتا ہوں کہ داؤد پرکولیس کی فیکٹری میں شیخوپورہ کے پاس اللہ تعالیٰ کی ہوا سے نائٹروجن کے آئیٹم لیتے ہیں اور سوئی گیس سے ہائیڈروجن کے آئیٹم لیتے ہیں ، تو ان دونوں سے ہم فرٹیلائزر بناتے ہیں اور اگر یہ کہا جائے کہ تمام کی تمام سوئی گیس جو پاکستان میں نکلتی ہے فرٹیلائزر میں تبدیلی کو دی جائے تو شاید یہ بہت بڑا صنعتی اقدام ہو گا لیکن اس کے اس طرح کے استعمال میں ہمارے ہاں کمی ہے اتنی فیکٹریاں نہیں ہیں ۔ لیکن ہم اور لگا رہے ہیں یہ بات میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ سوئی گیس ایک بڑا اہم ایندھن ہے اس کو ایسے چلانے کے لئے کوئی پروگرام نہیں بنانا چاہئے بلکہ پاکستان کی معیشت کو بہتر بنانے کے لئے اس کا استعمال کرنا چاہئے جیسے میں نے آپ کو فرٹیلائزر کی مثال دی ہے اس کے بعد جلانے کے لئے دوسرا استعمال ہے اس میں بھی ایک قومی پالیسی ہے ۔ سوئی گیس کی لائن کو اس طرح سے پھیلایا جا رہا ہے کہ جتنے بڑے صنعتی مراکز ہیں یا ایسے بڑے صنعتی مراکز جہاں پر سوئی گیس کی عدم موجودگی میں جو ایندھن استعمال کیا جاتا ہے اس سے وہ مصنوعات ٹھیک نہ بنیں مثلاً میں آپ کی خدمت میں ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ گوجرانوالہ میں سوئی گیس ہے مگر گجرات میں نہیں ہے ۔ گجرات میں جو ہوزری انڈسٹری ہے اس سے اتنا اچھا صابن تیار نہیں ہو سکتا جتنا لکڑی یا کوئلہ وغیرہ کے استعمال سے ہو سکتا ہے میں ایک قومی اقتصادی پالیسی کی بات کر رہا تھا کہ اس طرح ترجیح دی جائے گی ۔ ان مراکز کو جہاں سوئی گیس کو بطور ایندھن استعمال کرنے سے کسی خاص صنعت کی ترقی ہو سکے ۔ تو اس لئے میں اصولاً یہی عرض کر سکتا ہوں کہ سوئی گیس

کو پاکستان کے تمام شہروں میں پہنچانے کے لئے قومی سطح پر قومی اقتصادی پروگرام کے تحت ایک سوچی سمجھی حکمت عملی ہے اور وفاقی حکومت اس پر عمل کر رہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب جب مختلف دوروں پر گئے تو مجھے یاد ہے کہ ان سے بہت سی گذارشات کی گئیں۔ بہاولپور کے متعلق بھی ان سے درخواست کی گئی کہ بہاولپور میں سوئی گیس کو پہنچانے کے لئے انتظامات کریں اور مجھے یہ بھی یاد ہے کہ انہوں نے وفاقی وزارت کو یہ کہا بھی تھا کہ آپ کے جو پروگرام ہیں ان میں اس پروگرام کو بھی شامل کریں اس لئے میں یہی جواب دے سکتا ہوں کہ جو قرارداد پیش کی گئی ہے یا ان علاقوں کے جن کے نام نہیں لئے گئے ان سب کو ہم استحقاق کی بنیاد پر سوئی گیس پہنچائی کریں گے اور استحقاق کیا ہوگا۔ قومی اقتصادی مفادات کو آگے بڑھانا اس کی ترقی کرنی اس کے پیش نظر انشاءاللہ پنجاب میں جتنے بھی صنعتی مراکز ہیں یا جو مراکز پیچھے رہ گئے ہیں۔ جیسے بہاولپور کا اور دوسرے بہت سے علاقوں کا کہنا جا سکتا ہے کہ وہاں اتنا اہم ایندھن پہنچ جائے اور اس کی صنعتی ترقی میں بھی اس سے یقیناً بہت فائدہ ہو سکتا ہے۔ جناب والا! میں معزز ممبران کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ نہ صرف بہاولپور بلکہ جن علاقوں کا ذکر نہیں بھی کیا گیا وہ بھی حکومت کی نظر میں ہیں اور حکومت ایک سوچی سمجھی حکمت عملی کے تحت تمام علاقوں کو جس قدر بھی ممکن ہو سکا۔ جلد از جلد سوئی گیس پہنچانے کا بندوبست کرے گی۔ (چیئر۔ بہت شکریہ)۔

مسٹر چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے:

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت وفاقی حکومت کو اس امر کی سفارش کرے کہ بہاولپور شہر کو سوئی گیس فراہم کی جائے۔

(تحریک مطلوب کی گئی)

ملک آواز: خوشیہ وکان کو بھی شامل کیا جائے۔

آوازیں: ہمارے ضلع کو بھی شامل کیا جائے۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں نے عرض کیا ہے کہ جن شہروں اور قصبوں مثلاً نوشہرہ ورکاں کا نام لیا جا رہا ہے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑا یہ ایک قومی پالیسی ہے اس میں کسی شہر کے رہ جانے کا اندیشہ نہیں ہے ۔ جو قومی اقتصادی بنیادوں پر ہی ہو سکتے ہیں اس لئے فاضل رکن اس بات کی فکر نہ کریں کہ ان کا نام کیوں نہیں آیا ۔

نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ کو سوئی گیس کا فراہم کرنا

خان محمد شفیق خان : جناب سپیکر ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ صوبائی حکومت وفاقی حکومت سے سفارش کرے کہ نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ کو سوئی گیس مہیا کی جائے ۔

مسٹر چیئرمین : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

> کہ صوبائی حکومت وفاقی حکومت سے سفارش کرے کہ نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ کو سوئی گیس مہیا کی جائے ۔

خان محمد شفیق خان : جناب والا ۔ نوشہرہ ورکاں ایک بہت بڑا قصبہ ہے جو گوجرانوالہ اور شیخوپورہ کے درمیان واقع ہے ۔ کامونکی سے چودہ میل کے فاصلے پر ہے ۔ اس وقت نوشہرہ ورکاں کی آبادی بیس پچیس ہزار نفوس پر مشتمل ہے ۔ ہر قسم کے دفاتر وہاں پر موجود ہیں ۔ صنعتیں بھی قائم ہیں پختہ سڑکیں بھی موجود ہیں اگر وہاں پر سوئی گیس پہنچا دی جائے تو صنعت میں مزید اضافہ ہوگا اور وہ لوگ جو کاروباری سلسلہ میں بڑے بڑے شہروں کی طرف راغب ہوتے ہیں بجائے وہاں منتقل ہونے کے وہیں پر اپنے کاروبار کو وسیع کریں گے اور حکومت کے لئے بھی آمدنی کا ذریعہ ہوگا اور اس پر بہت کم خرچ ہوگا کیونکہ جس راستہ سے سوئی گیس سپلائی ہوگی اس راستے میں بڑے بڑے قصبات اور دیہات بھی موجود ہیں اور وہاں پر آبادی بھی زیادہ تر مزدور طبقہ کی ہے اور کاشت کار کی ہے ۔ اس لئے میں آپ کی وساطت سے اس ایوان سے یہ اپیل کروں گا کہ نوشہرہ ورکاں کو سوئی گیس سپلائی کرنے کی وفاقی حکومت سے سفارش کی جائے ۔

شیخ محمد ریاض : جناب والا ۔ میں بھی اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین : یہ قرارداد پیش کی گئی ہے :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت
وفاقی حکومت سے سفارش کرے کہ لوشہرہ ورکاں
ضلع گوجرانوالہ کو سوئی گیس فراہم کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ۔ کیا اس قرارداد کے پیش کئے جانے سے سوئی گیس مل جائے گی ۔

مسٹر چیئرمین : امید تو ہے ۔ معزز ایوان کی سفارش ہے ملنی چاہئے ۔

دندہ شاہ بلاول کے ساتھ گزرنے والے نالہ گیہر کے اوپر ڈیم تعمیر کرنا

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی : جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ دندہ شاہ بلاول
کے ساتھ گزرنے والے نالہ گیہر کے اوپر ڈیم تعمیر
کرنے کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں ۔

مسٹر چیئرمین : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ دندہ شاہ بلاول
کے ساتھ گزرنے والے نالہ گیہر کے اوپر ڈیم تعمیر
کرنے کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ چارسدہ کیمبل پور ڈسٹرکٹ اور جہلم ڈسٹرکٹ میں ایک نالہ گیہر ہے ۔ اس نالے کی بہت اہمیت ہے ۔ یہ نالہ اس ایریا سے گزرتا ہے جس ایریا کو کسی طرح سے بھی دریا کے پانی یا نہروں کے پانی سے سیراب کرنا ناممکن

ہے۔ اس لئے میں نے یہ گزارش کی ہے کہ دندہ شاہ بلاول کے ساتھ گزرنے والے اس نالہ کبیر کے اوپر ڈیم بنا دیا جائے۔ میں جناب والا کو عرض کروں گا کہ یہ ایک ایسا خطہ ہے اور یہاں کے عوام کی جتنی بھی آبادی ہے ان کے لئے وہاں پر پانی کے ذرائع موجود نہیں ہیں جن سے کہ ان کی اراضی آباد ہو۔ سوائے اس کے کہ وہ خود ہی سروس کریں۔ یعنی دور دور تک جا کر کہیں چشموں سے پانی لے آئیں اور ملک کی خدمت کریں، گورنمنٹ کی طرف سے ان کے لئے اس قسم کی کوئی سہولت نہیں ہے۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ وہاں ایک ڈیم بنا کر ملک کی معیشت کو فائدہ پہنچائیں۔ تاکہ وہ بارش کا پانی جو پہاڑوں سے آتا ہے وہ ضائع نہ ہو کیونکہ جب ڈیم بنایا جائے گا تو اس سے چکوال اور جہلم کا بہت سا ایریا سیراب ہوگا۔ ملک کو بہت فائدہ ہوگا اور عوام اس پانی سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔

وزیر خزانہ: جناب والا۔ میں سمجھتا ہوں کہ فاضل ممبر نے اپنی مختصر تقریر میں اس نالے پر بند تعمیر کرنے اور اس پانی سے زرعی اراضی کے فوائد کے متعلق فرمایا ہے اور وہ چونکہ اس علاقہ کے رہنے والے ہیں، زمیندار ہیں اور ہر چیز سے آگاہ ہیں، ان کی تجویز اپنے انداز میں وزن رکھتی ہوگی لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک عمومی طور پر پہاڑی نالوں پر ڈیم بنانے کا تعلق ہے، فاضل رکن کو اور اس معزز ایوان کو معلوم ہے کہ حکومت خود اس حکمت عملی پر کاربند ہے اور اس وقت جہلم، راولپنڈی اور کیمبل پور میں اور پہاڑی علاقوں میں جہاں سے کہ برساتی نالے گزرتے ہیں، ان میں سال ڈیم بنائے جا رہے ہیں۔ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں دو نئے سال ڈیم کا ذکر کیا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ بارانی علاقوں کی آبپاشی کے لئے اور وہاں پر زرعی معیشت کو بہتر بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے ڈیم بنانا ضروری ہیں اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہے بلکہ کئی جگہوں پر تو پینے کا پانی فراہم کرنے کے لئے بھی یہی ایک بہترین ذریعہ ہے۔ ہم کئی جگہوں پر مثلاً جہلم میں ہم جو ڈیم بنائیں گے وہ multi-purpose ہوگا۔ وہ پینے کے پانی کے لئے بھی ہوگا اور زراعت کے پانی کے لئے بھی ہوگا۔ اس لئے میں عمومی طور پر اس حد تک اس پالیسی کے حق میں ہوں ہم ہر سال اپنے مالی وسائل کی بنیاد پر لئے لئے چھوٹے چھوٹے ڈیم بارانی علاقوں میں تعمیر کرتے ہیں اور یہ ہماری حکومت کی ایک طے شدہ پالیسی ہے۔ لیکن یہ کہ اس نالے پر جس کا خاص طور ذکر کیا گیا ہے اس

پر باند تعمیر کیا جا سکتا ہے یا نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس کا پانی کتنا ہے؟ وہاں علاقہ کیسا ہے؟ وہاں زمین ہے؟ بند تعمیر کرنے کے لئے اور feasibility report تیار کرنا ہوتی ہے۔ جس میں ٹیکنیکل ایکسپرٹس کی ضرورت ہوتی ہے۔ جناب والا۔ میں مزید کوئی تقریر نہیں کرنا چاہتا ہوں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں فاضل ممبر کے جذبات کی قدر کرتا ہوں، لیکن اس کے ساتھ ہی یہ اپیل کرتا ہوں کہ اگر فاضل ممبر یہ مناسب سمجھیں تو اس قرارداد کو اس طرح سے کر لیں کہ "اس ایوان کی رائے ہے کہ دادہ شاہ بلاول کے ساتھ گزرنے والے نالہ گیبر کے اوپر ڈیم تعمیر کرنے کے سلسلہ میں مناسب فنی اقدامات کئے جائیں یا ضروری فنی اقدامات کئے جائیں" تو میرے خیال میں یہ قرارداد زیادہ معنی خیز ہو جائے گی کیونکہ جب تک ٹیکنیکل ایکسپرٹس کی رپورٹ نہ آ جائے۔ جب تک ان کی feasibility report نہ آ جائے۔ اس وقت تک کسی کام کے متعلق اس ہاؤس میں یقین دہانی نہیں کرائی جا سکتی۔ اگر ایسی کوئی یقین دہانی کرائی جائے تو وہ یقیناً بعد میں غلط ثابت ہوگی کیونکہ یہ ٹیکنیکل ایکسپرٹس ہی بتا سکتے ہیں ویسے میں عمومی طور پر اس کی حمایت کرتا ہوں اور ہم ہارنے صوبہ میں چھوٹے ڈیم بنانے کا پکا منصوبہ رکھتے ہیں اور ہماری حکمت عملی ہے اور ہر سال ہم اس کے لئے وسائل مختص کرتے ہیں انشاء اللہ ہم ڈیم بنائیں گے۔ اگر فاضل رکن مناسب سمجھیں تو اس قسم کی ترمیم کر لیں۔ بہت شکریہ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی: جناب والا۔ میں خوشی سے جناب وزیر خزانہ کی تجویز سے اتفاق کرتا ہوں، میں یہ وضاحت کرتا ہوں کہ اس ڈیم کے متعلق کافی عرصہ سے انجینئرز کی رپورٹ اور ٹیکنیکل رپورٹ مکمل طور پر ڈیپارٹمنٹ کے پاس موجود ہے۔ لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ ان کے نمائندے یہ بھول جاتے ہیں کہ چکڑالہ بھی ایک جگہ ہے اور اس کی نمائندگی بھی کی جائے۔ میں کرنل صاحب سے کہوں گا کہ ان کے علاقے کی بات ہے انہیں میری سپورٹ کرنی چاہئے۔ یہ ایک پس ماندہ علاقہ ہے۔ اس کو کوئی پوچھتا ہی نہیں ہے۔ میں جناب وزیر خزانہ کا ویسے بے حد ممنون ہوں۔ میں گزارش کروں گا کہ اس کو نئی سکیموں میں شامل کیا جائے۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی: جناب سپیکر۔ میں تو ہمیشہ یہ ضرب

پسماندہ علاقوں کے متعلق جد و جہد کرتا رہا ہوں ، بلکہ روتا روتا رہا ہوں ، اور میں حکومت کا بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے 9 اضلاع کو پسماندہ قرار دیا ہے اور ان کو یہ موقع دیا ہے کہ ان کی ڈیولپمنٹ میں زیادہ سے زیادہ حصہ دیا جائے ۔ موجودہ دندہ شاہ بلاول کا ڈیم ضروری ہے ۔ اگر آپ اس علاقے کو دیکھیں میرا تو وہ علاقہ دیکھا ہوا ہے بلکہ اس علاقے کا ایک ایک پتھر اور ایک ایک جھاڑی میری آنکھوں کے سامنے ہے ۔ میں عرض کروں کہ وہاں پر نہر کا کوئی موقعہ نہیں ہے ۔ وہ اس قدر ٹوٹی ہوئی زمین ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ کرنل صاحب ضرور تقریر کریں ، میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ میں نے فاضل محرک سے بات کرلی ہے کہ جس شکل میں انہوں نے قرارداد دی ہے ۔ ہم اسی شکل میں اس کی تائید کرتے ہیں ۔

(اس مرحلے پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب والا ۔ میں صرف اس بات پر روشنی ڈالوں گا کہ یہ اس قدر بنجر علاقہ ہے اور اس قدر وہاں پر صحرا ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ آپ کی عدم موجودگی میں یہ تحریک پیش کی گئی اور اس وقت میاں خورشید انور صاحب چیئر پر تھے اور محرک نے جب تحریک پیش کی تو جناب سینیئر منسٹر صاحب نے ایک وضاحتی بیان دیا اور اس کے بعد محرک اس پر راضی ہو گئے کہ ترمیم شدہ صورت میں اس تحریک کو منظور کیا جاتا ہے تو اب اس کے بعد یہ کس چیز پر تقریر فرما رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آج تو ایوان میں ایسا ہی ہو رہا ہے ۔ کل جو مسودہ بھیجا گیا تھا اس میں میں نے توسیع نہیں کی تھی آج ایوان نے اس میں توسیع کر دی تو آج معلوم ہوتا ہے کہ ایسے ہی ہو رہا ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جی حضور ۔ میں تو علامہ صاحب کو اتنا تنگ نظر نہیں سمجھتا رہا ہوں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب ۔ میں آپ کو بڑا وسیع القلب سمجھتا

ہوں اور بڑا وسیع النظر سمجھتا ہوں لیکن میں بھی قانون کے مطابق یہ بات کر رہا ہوں کہ جب بات ختم ہو گئی تو پھر تقریر اس بات پر ہو رہی ہے۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب والا۔ آج یہ بہت تنگ نظری سے کام لے رہے ہیں۔

مسٹر سپیکر : آج آپ ان کے فن کا مظاہرہ دیکھئے۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : اور اگر میں یہ کہہ دوں تو شاید علامہ صاحب کو یہ الفاظ پسند آ جائیں کہ ہم رونا تو روتے رہے ہیں مگر ہماری اشک شوئی کسی نے نہیں کی۔

(قہقہہ)

الحمد اللہ جناب والا۔ سینیٹر منسٹر صاحب نے کہہ دیا ہے کہ ہم نے دلدہ شاہ بلاول ڈیم کو منظور کر لیا ہے۔ تو جناب اب میں ایک شعر کہہ کر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

کانٹوں سے دوستی کرلو جو تا عمر ساتھ دیں گے
ان پھولوں کا کیا جو سانس گرمی نہ سہہ سکیں

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر : اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ دلدہ شاہ بلاول کے ساتھ گزرنے والے نالہ کیر کے اوپر ڈیم تعمیر کرنے کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں۔

(تحریک منظور کی گئی)

قبل اس کے کہ میں مرزا فضل حق صاحب کو یاد کروں میں ایک اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ شیخ عزیز احمد صاحب مرحوم کا چہلم ان کے آبائی گاؤں نوشہرہ ککے زئیاں تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ میں بروز اتوار بتاریخ 11 جولائی 1976ء بوقت 10 بجے صبح ہوگا اراکین اسمبلی سے شمولیت کی استدعا ہے۔

سید تابش الوری : جناب والا ۔ کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں کرنل محمد اسلم خان صاحب کی شان میں ایک شعر عرض کروں ۔

مسٹر سپیکر : کن کی شان میں ۔

سید تابش الوری : جناب ۔ کرنل محمد اسلم خان صاحب کی ۔

مسٹر سپیکر : ان کی تو سراپا شان ہی شان ہے ۔

سید تابش الوری : جناب ۔ کرنل اسلم بڑا ہی سادہ ہے
کر بہت کم ہے لل زیادہ ہے

(قہقہہ)

مسٹر سپیکر : مرزا فضل حق ۔

سید تابش الوری : جناب والا ۔ کرنل صاحب نے شعر نہیں سنا ہے اس لئے دوبارہ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : آپ ان کو لکھ کر بھیج دیں ۔ تاکہ یہ ان کے پاس سند رہے ۔

سید تابش الوری : کرنل اسلم بڑا ہی سادہ ہے
کر بہت کم بہت لل زیادہ ہے

(قہقہہ)

مسٹر سپیکر : چوہدری علی جاندر خان ۔ (چوہدری صاحب ایوان میں موجود نہیں تھے) ۔ سید طاہر احمد شاہ ۔ (شاہ صاحب بھی ایوان میں تشریف نہیں رکھتے تھے) ۔ اچھا اب یہ حصہ ختم ہو گیا ہے اب ہم تیسرے حصے پر جاتے ہیں ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ۔ ابھی ابھی جناب سینئر منسٹر صاحب نے اس کے بارے میں تبادلہ خیال ہوا ہے ان کا کہنا یہ ہے کہ مختصر وقت میں نظریاتی کونسل کی رپورٹ پر بحث کرنا ممکن نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : ویسے تو ابھی سوا گھنٹہ باقی ہے ۔

سید قابض الوری : جناب والا ۔ وہ بھی اس کے لئے ذہنی طور پر تیار نہیں ہیں اس لئے نظریاتی کونسل کی رپورٹ کی اہمیت کے پیش نظر اسے آئندہ زیر بحث لایا جائے اور اس پر اب اتفاق بھی ہو گیا ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ اس پر پورا اتفاق ہے اس کی رپورٹ کو زیر بحث لانے میں ہمیں کوئی تامل نہیں کیونکہ ہماری حکومت نے اسلامی نظریاتی کونسل کی عبوری رپورٹ تیار کرلی ہے اور انشاء اللہ ہم اس پر اگلے سیشن میں پوری بحث کریں گے ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔ بہرحال شام کے کھانے کا سب دوستوں کو پتا ہے کہ آج رات آٹھ بجے اس اسمبلی بلڈنگ میں کھانے کا انتظام کیا گیا ہے ۔

مجھے اجلاس کا اختتام کرنے سے پہلے تمام فاضل اراکین کا ۔ حزب اختلاف کے اراکین کا اور حزب اقتدار کا بہت بہت شکریہ ادا کرنا ہے اور اپنے اطمینان کا اظہار کرنا ہے کہ اس سیشن میں انہوں نے مجھ سے غیر معمولی طور پر تعاون کیا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سیشن کو کامیاب ترین سیشنوں میں شمار کیا جا سکتا ہے ۔ فاضل اراکین نے بجٹ سیشن کے دوران اپنے اپنے خیالات کا دل کھول کر اظہار کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ بجٹ کے دوران بحث کا معیار بھی بہت اچھا تھا میں ایک مرتبہ پھر تمام فاضل اراکین کے تعاون کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ۔ میں اپنے دوستوں کی طرف سے آپ کا تعاون آپ کی وسعت قلبی اور آپ کی وسیع النظری کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ کیونکہ آپ نے نہایت ہی سکون کے ساتھ قواعد انضباط کار اور ضوابط کو ملحوظ رکھ کر نہایت ہی کامیابی کے ساتھ اس اجلاس کو چلایا ہے اس کے لئے ہم سب آپ کے بے حد ممنون ہوں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ میں بھی عرض کرنا چاہتا تھا کہ اس بجٹ سیشن میں ہم نے جتنی بھی قانون سازی کی ہے اور کسی بجٹ سیشن میں ہم نے اتنی قانون سازی نہیں کی ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ اس کے علاوہ بجٹ پر جناب والا کی مہربانی سے جناب والا کے صبر کا بہت زبردست امتحان لیا گیا

لیکن جناب والا ۔ استقامت میں اول نمبر پر آئے اور جناب والا نے ایک ریکارڈ قائم کیا کہ ممبر آف ممبرز کو اجازت دی کہ وہ بحث میں حصہ لیں اور بحث میں دونوں طرف سے حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے اراکین نے خوب دل کھول کر حصہ لیا اور اس کے لئے آپ کا اور تمام معزز اراکین اسمبلی کا شکر گزار ہوں اور میں اپنے تمام ساتھیوں کی طرف سے آپ کا پھر ایک بار شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے تعاون ۔ خلوص اور مہربانی سے اسمبلی کا کاروبار بجٹ سیشن میں بہترین طریقے پر چلا ۔ بہت بہت شکریہ ۔

Mr. Speaker : The House is adjourned sine-die.

(اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی ہو گیا)